بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

منظر ایلیاء Shia Books PDF

MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

جلد دوم
کتاب الوافی مُترجم
مؤلف
المحدث الکبیر والفقیہ الخبیر المولیٰ محمد محسن بن مرتضیٰ
الفیض الکاشانی (م ۱۰۹۱ھ)
ترجمہ و تحقیق
آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
مکتبہ احیاء الاحادیث الامامیہ
لاھور پاکستان 92 (0)3017691868+

(جلد دوم)

کتاب الوافی (مترجم)

مؤلف

المحدث الکبیر والفقیہ الخبیر المولیٰ محمد محسن بن مرتضیٰ الفیض الکاشانی (م ۱۰۹۱ھ)

ترجمہ و تحقیق

آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مکتبہ احیاء الاحادیث الامامیہ
لاہور، پاکستان 3017691868(0) 92+
www.shia.im

نام کتاب : کتاب الوافی (مترجم) جلد دوم

مؤلف : المحدث الکبیر والفقیہ الخبیر المولیٰ محمد محسن بن مرتضیٰ الفیض الکاشانی (م ۱۰۹۱ھ)

ترجمہ و تحقیق : آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

نظر ثانی : علامہ ندیم عباس حیدری علوی (فاضل دمشق)

تصحیح : عبد الزاہراء المہدوی

پروف ریڈنگ : عابس عباس خان (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ٹائٹل/کمپوزنگ : عرفان اشرف (03214700355)

اشاعت : نومبر 2023

ہدیہ :

ناشر:

www.shia.im

★ تراب پبلیکیشنز دُکان نمبر 4 فسٹ فلور الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔
فون: 0323-8512972

★ القائم بکڈ پو: دُوکان نمبر 6 اندرون گامے شاہ لاہور۔ 0336-4761012

★ مکتبہ نور العلم: پوسٹ آفس میر پور برڑو تحصیل ٹھل ڈسٹرکٹ جیکب آباد سندھ
0342-3771560, 0342-4900028

★ القائمؑ پبلی کیشنز لاہور پاکستان 0306-4908683

فہرست

نذرانہ عقیدت

میں اپنی یہ حقیرانہ سی محنت
خاتمۃ المعصومین علیہم السلام، ولی امورِ عالمین، خاتم آل آئمہ،
قائم آلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی آئمہ الطاہرین کی خدمتِ اقدس میں
بطور نذرانہ عقیدت پیش کر رہا ہوں۔
پُر امید ہوں کہ معصوم علیہ السلام اپنی کریمانہ نظر سے نوازیں گے اور شرفِ قبولیت بخشیں گے۔
بحقِ عصمتِ سیدہ عالم سلام اللہ علیہا۔

آصف علی رضا
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

یادداشت

[سیّد انصار حسین نقوی (1953-2018) کی محبت بھری یاد میں]

سید انصار حسین نقوی ولد سید حسین نقوی حیدرآباد، ہندوستان میں قطب شاہی دور سے مرثیہ خوانوں کے خاندان میں پیدا ہوئے۔ وہ طلائی تمغہ جیتنے والے معمار، صنعت کار اور دانشور تھے، لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے حبدار تھے۔ انہیں عربی اور انگریزی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور کتب الاربعہ کے مطالعہ نے انہیں یہ پہچاننے پر مجبور کیا کہ شیعہ احادیث جو آل محمد علیہم السلام کی میراث ہیں، ان کا اردو اور انگریزی میں ترجمہ کرنے کی سخت ضرورت ہے کیونکہ عوام الناس اپنی روایات کے ذریعے اہلبیت علیہم السلام سے منسلک ہو سکتے ہیں۔ یہ وہ منصوبہ تھا جسے وہ قرآن مجید پر اپنا کام مکمل کرنے کے بعد شروع کرنا چاہتے تھے جس کا نام "الفرقان فی ترجمہ القرآن" تھا جو کہ قرآن کا انگریزی ترجمہ تھا لیکن وہ تفسیر اہلبیت علیہم السلام اور عمومی طور پر ان کی احادیث کی لغت پر مبنی تھا۔ تقدیر کے مطابق وہ اپنا کام، جو کہ ہزاروں صفحات پر محیط ترجمے پر مشتمل تھا، برسوں کی محنت کے بعد مکمل کرنے سے پہلے ہی ۲۰۱۸ء میں انتقال کر گئے، جس میں روایات اہلبیت علیہم السلام پر مبنی وضاحتیں بھی شامل ہیں چنانچہ ہم "کتاب الوافی" کے اس ترجمے کو ان کی ادھوری امیدوں اور امنگوں کے لیے وقف کرنا چاہیں گے کیونکہ یہیں سے ہمیں اس پروجیکٹ کو شروع کرنے کی تحریک ملی۔

ہم نے الوفی کا انتخاب اس لیے کیا کہ یہ کتب الاربعہ کا مجموعہ ہے جسے عظیم اسکالر محسن فیض کاشانی نے مرتب کیا ہے جہاں ہم آہنگی اور پڑھنے کے تجربے کو اسناد کی زبردست تنظیم، روایات کی نقل، حدیث کے منقسم ہونے کی صورتوں کے ذکر، متن کی تشریح اور احادیث کے (مشکل) معانی کے بیان اور کتب الاربعہ کے قاری کے لیے مزید بہت سے فوائد کے ذریعے

بڑھایا گیا ہے کہ جس کے بعد قاری کو ان چار کتابوں میں درج احادیث کے حوالہ جات کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری کوششوں کے نتیجے میں بہت سارے ان عام اعتراضات کا ازالہ ہو جائے گا جو آج اٹھائے جارہے ہیں کہ کیوں نہ عوام الناس کو روایات اہلبیت علیہم السلام سے دور رکھا جائے اور اس کے ذریعے سے ہم حدیث فوبیا کا تدارک کرنا چاہتے ہیں جو وسیع تر شیعہ کمیونٹی میں عام ہے تا کہ لوگ شکوک وشبہات کو چھوڑ کر اہلبیت علیہم السلام سے تعلق استوار کر سکیں۔

آپ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ آپ ان کے لیے ایک سورہ فاتحہ پڑھ کر، ان کے لیے دعائے مغفرت کر کے اور ان کے لیے محمد وآل محمد علیہم السلام کی شفاعت کے لیے دعا کر کے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

والسلام!

تحریر از اں:

سیّد زُہیر حسین نقوی (آسٹریلیا)

انتساب

میں کتاب الوافی کے ترجمے کو اپنے شفیق والدِ گرامی **میاں غلام قاسم** صاحب (مرحوم) کے مبارک نام کرتا ہوں جن کی تربیت سے میں اس قابل بن سکا۔ خدا ان کے درجات بلند فرمائے۔

مومنین کرام کی خدمت میں مرحومین بالخصوص میرے والد مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے تلاوت سورۃ الفاتحہ کی درخواست ہے۔

[مترجم]

مقدمہ مترجم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اکیلا اور یکتا ہے، اُلوہیت میں تنہا ہے، زبانیں اس کی تعریف بیان نہیں کرسکتیں، آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں، وہ مخلوق کی صفات سے بالاتر ہے، حدود و معانی سے بلند ہے، اس کی کوئی مثال نہیں ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں اس کے اکیلے ہونے کا اقرار کرتا ہوں، اس کی کرامت کا خواہش مند ہوں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ﷺ ہیں، اس نے ان کو اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا، ان کو کتاب دے کر بھیجا تا کہ بندوں پر حجت قائم ہوسکے اور دین کے معاملات ان کے سپرد کیے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر، اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت اور رسول اللہ ﷺ کے بلافصل خلیفہ وجانشین ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ صدیقہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں اور کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام امامینِ ہدایت اور نشانِ تقویٰ ہیں، جوانانِ جنّت کے سردار اور مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے نو امام معصوم، ہادی، برحق اور مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ انہی میں سے قائم آلِ محمدؑ اس زمانے کے امامؑ اور وارث ہیں جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وجَور سے بھر چکی ہوگی۔ (اللہ ان کے ظہور میں تعجیل فرمائے۔ آمین!)

امابعد! خدائے غنی کی رحمت کا محتاج آصف علی رضا ابن غلام قاسم عرض کرتا ہے کہ مالک ممکنات کے امروتائید سے یہ ممکن ہوا ہے کہ آپ اس وقت کتاب الوافی ملا فیض کاشانی کی دوسری جلد مترجم مطالعہ کررہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کتاب ہماری کتب اربعہ (یعنی الکافی، من لایحضرہ الفقیہ، تہذیب الاحکام اور الاستبصار) کا مجموعہ ہے اور مؤلف نے جس شاندار انداز میں اس کی جمع آوری کی ہے اسے الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ بلکہ اسے سمجھنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ کتب اربعہ کی احادیث، ان کی تاریخ اور اس بارے میں متقدمین ومتاخرین کے نظریات پر تفصیلی گفتگو جلد اول کے مقدمات میں کی جاچکی ہے مگر اس میں بعض چیزوں کا اضافہ کیا جائے تو یہ بہترین ہوگا لہٰذا میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس جلد

میں کتب اربعہ کے مؤلفین کے ان مقدمات کے تراجم یہاں شامل کروں جو انھوں نے اپنی اپنی کتب میں لکھے ہیں۔ یہ بات کس قدر قابل افسوس ہے کہ کتب اربعہ میں سے جن کتب کے تراجم ہو چکے ہیں ان میں بھی مصنف کے مقدمے کا ترجمہ نہیں کیا گیا حالانکہ کسی بھی کتاب کے لیے اس کے مقدمہ کا ساتھ ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف یا مولف نے کس طریقہ و نظریہ سے اس کتاب کو لکھا ہے۔ مگر ہمارے ہاں ایسے عظیم المنزلت کاریگر موجود ہیں کہ انھوں نے الکافی کلینی اور من لایحضرہ الفقیہ کے تراجم میں سے مؤلفین کے مقدمات بالکل ہی نکال دیئے۔ قابل غور امر یہ ہے کہ اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟ کیا صدوقین نے خدانخواستہ اپنے مقدمات میں گالیاں لکھی تھیں؟ کیا کفر و شرک لکھا تھا؟ کیا بت پرستی کی ترغیب دی تھی؟ کیا ان کی تحریریں اس قابل نہ تھیں کہ عوام الناس کو پہنچائی جاتیں؟ پھر ایسی کیا مصیبت تھی کہ ان کے مقدمات کو سرے سے مترجم کتب میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ یہاں پر ممکن ہے کوئی محترم یہ کہے کہ صفحات کم رکھنے کی غرض سے مقدمات کو چھوڑ دیا گیا تو جواباً عرض ہے کہ پھر مترجمین نے اپنے مقدمات کیوں شامل کیے؟ بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ جہاں کتب میں کتر و بیونت کا کام دھڑلے سے کیا جارہا ہو وہاں کسی مؤلف کا مقدمہ نکالنا کوئی بڑی بات کیسے ہوگی؟ حالت یہ ہے کہ جنہوں نے تحریف کے ذریعے کتب کو سب سے زیادہ برباد کیا وہی عوام الناس میں "مجلسی ثانی" بنے پھرتے ہیں۔ کیا اس خیانت پر کسی کو مواخذے کا کوئی خوف نہیں ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ سے ایسے خیانت کاروں کا اور ان کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

مؤلفین کتب اربعہ کے مقدمات!

جاننا چاہیے کہ کتب اربعہ کے مؤلفین عوام الناس میں سے نہیں ہیں بلکہ خاص لوگ اور ہمارے محدثین ہیں اور ہمارا انحصار انہی کی نقل روایت پر ہے لہٰذا ان کے نقل روایت، عمل روایت اور درایت روایت کا جاننا بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور ان کا لفظ لفظ ہماری رہنمائی کرسکتا ہے بلکہ ان کے طریقہ کار کو جانے بغیر ہمارا غلط راستے کی طرف نکل جانا معمولی بات ہے۔ ضروری ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ انھوں نے احادیث کو کہاں سے اخذ کیا، اس کے بارے میں ان کا کیا نظریہ تھا، انھوں نے جس کتاب سے نقل کیا اس کے بارے میں وہ کیا رائے رکھتے تھے اور ان احادیث کو نقل کر کے ان پر عمل کا کیا حکم لگاتے تھے؟ اور ان باتوں کو ان کے مقدمات کا دیکھے بغیر ہم نہیں جان سکتے ہیں۔ لہٰذا کتب اربعہ کے مؤلفین کے مقدمات کا ترجمہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ مقدمین کے اصول حدیث اور توثیق حدیث کے بارے میں آپ کو جانکاری حاصل ہو سکے۔

مقدمہ ثقۃ الاسلام کلینی در کتاب الکافی

اللہ کی حمد ہے جو رحمٰن ورحیم ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں کہ جس کی تعریف اس کی نعمتوں کی وجہ سے کی جاتی ہے، اس کی قدرت کے لیے عبادت کی جاتی ہے، اس کی حکومت میں اطاعت کی جاتی ہے اور اس کی عظمت سے ڈرا جاتا ہے، اس کے پاس ہر وہ چیز ہے جو پر کشش ہے، اس کے احکام اس کی تمام مخلوقات میں پھیلے ہوئے ہیں، وہ بلند و بالا ہے، وہ اپنی عظمت میں قریب ہے اور سب سے اوپر نظر آنے والا ہے، اس کے پہلے ہونے کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور وہ ابدی ہے، وہ تمام چیزوں کے وجود سے پہلے موجود تھا اور وہ دائمی ہے جو ہر چیز کی حفاظت کرتا ہے، وہ زبردست طاقت والا ہے اور چیزوں کی حفاظت اس پر بوجھ نہیں ہے، وہ اپنی بادشاہی میں واحد قادر مطلق ہے اور مجبور کرنے کی واحد طاقت ہے، حکمت کے ذریعے اس نے اپنی مخلوق پر اپنا اختیار ظاہر کیا ہے، اس نے اپنی قدرت اور حکمت سے تمام چیزوں کو ان کی اصل میں اختراع کیا اور بالکل شروع میں پیدا کیا اور کوئی چیز موجود ہی نہیں تھی جو اس کے تمام چیزوں کے موجد ہونے کو باطل کر سکے اور نہ ہی اس کی ایجاد کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی دوسرا سبب موجود تھا، اس نے اپنی حکمت اور اپنے رب ہونے کی حقیقت کو ظاہر کرنا چاہا تو جیسے چاہا ویسے ہی خلق کیا۔ عقل اس کی گرفت میں نہیں آتی، تخیل اس تک نہیں پہنچ سکتا، آنکھیں اسے دیکھنے کے قابل نہیں ہیں، پیمائش اسے محدود کرنے کے قابل نہیں ہے، بیانات اس کی وضاحت کرنے میں ناکام رہتے ہیں، اسے دیکھنے کی کوشش میں آنکھیں نم ہو جاتی ہیں اور صفات کے ذریعہ اس کو بیان کرنا صحیح راستہ کھو دیتا ہے۔ وہ بغیر کسی رکاوٹ کے پردہ میں ہے اور بغیر کسی پردے کے چھپا ہوا ہے، وہ جانا جاتا ہے لیکن نظر نہیں آتا اور بغیر کسی شکل کے بیان کیا جاتا ہے، وہ جسم کے بغیر خصوصیت رکھتا ہے، اللہ کے سوا کوئی رب نہیں جو سب سے بڑا اور سب سے بلند ہے۔ تخیل اس کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش میں گمراہ ہو جاتا ہے، ذہین تھک جاتا ہے مگر اس تک نہیں پہنچ پاتا۔ اسی طرح تخیلات اور بصارت کا بھی معاملہ ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے اپنی مخلوق پر اپنی حجت قائم کی ہے اور چیزوں کو دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے، اس نے اپنے رسولوں کو خوشخبری اور تنبیہات کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ جو لوگ نجات پائیں وہ بھی دلیل کے ساتھ نجات پائیں اور جو ہلاک ہو جائیں وہ بھی دلیل کے ساتھ ہلاک ہوں تاکہ لوگ اپنے رب کے بارے میں جانیں کہ وہ کس چیز سے ناواقف ہیں اور اس کی ربوبیت سے اس کو پہچانیں بعد اس کے کہ وہ اس کے منکر ہوں تاکہ وہ اس کی طرح دوسری چیزوں پر غور کرنے کے بعد اسے ایک ہی رب مانیں۔

میں اس کی تعریف اس حمد کے ساتھ کرتا ہوں جو روحوں کو شفا بخشتا ہے، انہیں اس کے اطمینان کو پہنچاتا ہے اور جو کچھ ہم تک پہنچا ہے اس کا شکرادا کرتا ہوں نعمتوں کے تحفوں، نعمتوں کی کثرت اور مصیبت کی خوبصورتی کا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں جس کا کوئی شریک نہیں، وہ واحد رب ہے، واحد بے نیاز ہے جس کا نہ کوئی ساتھی ہے اور نہ اولاد۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں جسے اس نے پیغمبروں کے خاتمے، قوموں کی طویل نیند، جہالت کے وسیع پھیلاؤ، فساد اور اختیارات کی کمی، حق سے اندھا پن، رائج ناانصافی اور مذہب کی گمشدگی کے وقت بھیجا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اپنی کتاب بھیجی جس میں بیانات اور وضاحتیں ہیں، جسے آپؐ نے ایک سیدھی عربی زبان میں پڑھا تاکہ لوگ تقویٰ اختیار کریں، اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو لوگوں کے لیے بیان اور ترتیب دیا ہے اور علم کے ساتھ اس کی تفصیل بتائی ہے، اس میں ایک دین کی وضاحت فرمائی ہے، اس میں بعض واجبات کو واجب کیا گیا ہے اور اس میں اس کی مخلوق کے لیے بعض امور کا اعلان کیا گیا ہے، اس میں نشانیاں ہیں جو نجات کی طرف لے جاتی ہیں اور ہدایت کی طرف بلاتی ہیں۔

انہوں نے (یعنی حضرت محمدؐ نے) اپنے پیغام کی تبلیغ کی اور اس کے احکام کو بجالائے، آپؐ نے اپنے رب کی خاطر صبر کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں نبھائیں، اس کے مقصد کے لیے سخت محنت کی، اپنے پیروکاروں کو نیک نصیحتیں کیں، انہیں نجات کی دعوت دی اور اللہ کی یاد پر زور دیا، آپؐ نے اپنے بعد ان طریقوں اور مقاصد کے ساتھ ان کو ہدایت کی راہ دکھائی جن کی بنیاد اللہ نے اپنے بندوں کے لیے قائم کی اور جن کے جھنڈے آپؐ نے ان کے لیے بلند کیے تاکہ وہ ان کے بعد گمراہ نہ ہوں اور آپؐ ان پر رؤف اور رحیم تھے۔

جب آپؐ کی زندگی ختم ہوئی اور آپؐ کے دن تمام ہوئے تو اللہ نے آپؐ کی روح کو اپنے پاس بلالیا، اللہ کے نزدیک وہ اپنے اعمال سے راضی ہیں، آپؐ کا اجر بہت اچھا ہے اور آپؐ کا مقام بہت بڑا ہے۔ چنانچہ آپؐ اپنی امت کے درمیان کتاب اللہ اور اپنے وصی امیر المومنین و امام المتقین علیؑ کو چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپؐ نے دو شریک مالکان چھوڑے جن میں سے ہر ایک دوسرے کی توثیق کے ساتھ گواہی دیتا ہے اور ایک دوسرے کی حمایت میں بولتے ہیں۔

امام کتاب سے اللہ کی بات کرتا ہے، وہ اس بات کی بات کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہے جیسے اس کی اطاعت، امام کی اطاعت اور اس کی ولایت۔ وہ اپنے حقوق کی بات کرتا ہے جو دین کی تکمیل، اس کے احکام، اس کے اقتدار کے قیام، اس کی کانوں سے اس کی روشنی میں رہنمائی حاصل کرنے، اس کے چنے ہوئے اور منتخب لوگوں کے لیے ہیں

جن کے پاس اس کی طرف سے خیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے خاندان سے رہنمائی کے اماموں کے ذریعے اپنے دین کی وضاحت کی ہے، ان کے ذریعے اس نے اپنے نظام کی راہیں واضح کی ہیں، ان کے ذریعے اس نے اپنے علم کے باطن کو کھولا ہے، اس نے ان کو اپنے جاننے کا راستہ بنایا ہے، اس کے دین کے علم کا ذریعہ بنایا ہے، اس کے اور اس کی مخلوق کے درمیان ذریعہ بنایا ہے، اس کے حق کو جاننے کا دروازہ بنایا ہے اور انہیں اس کے پوشیدہ راز کا علم عطا کیا ہے۔

جب بھی کوئی امام ان میں سے گزرتا تو اس کی مخلوق کے لیے ایک واضح امام مقرر کیا جاتا، ایک روشن امام، روشن رہنما اور ایک راست امام کہ ''وہ حق کے ساتھ رہنمائی کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ وہ عادل ہیں۔'' وہ اللہ کی حجتیں اور اس طرف بلانے والے ہیں، اور اس کی مخلوق پر نگرانی کرنے والے، ان کی رہنمائی سے لوگ دین کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے نور سے اہلِ زمین اپنا راستہ تلاش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نیند کے لیے زندگی، اندھیرے کے لیے چراغ، گویائی کی کنجی اور اسلام کے ستون بنایا۔ اس نے اپنی اطاعت کا نظام اور اپنی ذمہ داری کی تکمیل کو یہ بنایا کہ وہ جو کچھ جانتے ہیں اس کے بارے میں ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جائے اور جس چیز کو نہیں جانتے اس کو ان کی طرف پلٹایا جائے اور اس نے دوسروں کو ان چیزوں میں مشغول ہونے سے منع کیا ہے جس سے وہ ناواقف ہیں اور جس چیز کو وہ نہیں جانتے ہیں اسے رد کرنے سے بھی منع کیا ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ظلم اور اندھیروں سے بچانا چاہا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خاندان کے منتخب افراد پر رحمتیں نازل فرمائے، جن کو اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح پاک صاف کر دیا ہے۔

امابعد!

میں نے اپنے زمانے کے لوگوں کے حالات کے بارے میں آپ کے خدشات کو سمجھ لیا ہے جو اپنے معاملات میں جہالت کو معیار اور اختیار سمجھتے ہیں، وہ جاہلیت کے طریقوں اور آداب کو قائم کرنے اور علم اور اہل علم سے خود کو دور کرنے کے لئے تعاون کرتے ہیں اور مل کر کام کرتے ہیں۔ نتیجتاً علم تقریباً ختم ہو چکا ہے اور علم کے ذرائع لوگوں سے دور ہونے کو ہیں۔ یہ سب اس لیے ہے کہ وہ جہالت (جاہلوں) پر بہت زیادہ بھروسہ کرتے ہیں اور اہل علم سے محروم رہتے ہیں۔

آپ نے سوال کیا ہے کہ کیا کسی دین میں داخل رہتے ہوئے لوگوں کے لیے مقام جہالت پر وسعت ہوتی ہے اور کیا وہ دین کا تدین کر سکتے ہیں اور اپنے جملہ امور کو حل کر سکتے ہیں جبکہ وہ استحسان پر عمل کرتے ہوں، اس کی نشوونما کرتے ہوں، آباء، اسلاف اور بزرگوں کی تقلید کرتے ہوں اور باریک اور اہم باتوں میں اپنی عقول پر بھروسہ کرتے ہوں۔

پس جان لیجیے اے میرے (ایمانی) بھائی! اللہ آپ پر رحم فرمائے:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور انہیں جانوروں پر امتیاز دیا ہے۔ اس نے انہیں اچھے برے کو سمجھنے اور تمیز کرنے کی صلاحیت دی ہے۔ انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام وممنوعات کو سمجھنے کی صلاحیت دی گئی ہے۔ لوگ دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں: ایک وہ ہیں جو جسمانی اور ذہنی طور پر محفوظ اور صحت مند ہیں اور دوسرے وہ ہیں جن میں ایسی صلاحیتوں کی کمی ہے۔ پس محفوظ اور صحت مند لوگ اللہ کے احکامات اور ممنوعات پر عمل کرنے کے ذمہ دار ہیں اور جن میں ایسی صلاحیتوں کی کمی ہے وہ سیکھنے، نظم وضبط اور ذمہ داریوں کو نبھانے میں ناکامی کی بنا پر مستثنیٰ (یعنی مکلف نہیں) ہیں۔

اللہ نے تعلیم، اچھے اخلاق اور اخلاقی نظم وضبط کو محفوظ اور صحت مند لوگوں کی بقا کا ذریعہ بنایا ہے۔ اگر محفوظ اور سالم لوگوں کے لیے جاہلیت کی پیروی کرنا جائز ہوتا تو ان کے لیے یہ جائز ہوتا کہ وہ ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے پابند نہ ہوں۔ ایسی حالت پیغمبروں کی آمد اور تعلیم کو بیکار کر دے گی اور اس میں جواز کا مطلب کتب، رسولوں اور آداب کو باطل قرار دینا ہے اور کتب، رسل اور آداب کے اٹھ جانے کا مطلب تدبیر میں فساد برپا ہونا اور اہل زمانہ کے قول کی طرف رجوع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عدل اور حکمت کے لیے ایسی مخلوقات کی تخلیق کی ضرورت تھی جو اللہ کے احکام وممنوعات کو سمجھیں تا کہ لوگ بے کار زندگی نہ گزاریں۔ بلکہ وہ اللہ کی عظمت کا ادراک کریں، اس کی وحدانیت کو تسلیم کریں اور اس کے رب ہونے کا اقرار کریں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ ان کا خالق ہے جو انہیں رزق دیتا ہے، اس کی ربوبیت اس کے ظاہر پر دلالت کرتی ہے اور اس کی دلیلیں روشن و واضح ہیں اور اس کے علم (پرچم) نصب ہیں جو اللہ کی توحید کی طرف دعوت دیتے ہیں اور یہ اس کی ربوبیت اور الوہیت پر اپنے صانع کی گواہ ہیں۔ اس طرح کے ثبوت جو ہر علامت میں موجود ہیں ان میں تخلیق کے اثر کا ثبوت ہیں۔ ہر مخلوق اس کے منصوبے کا ایک حیرت انگیز ثبوت ہے۔ وہ انھیں دعوت دیتا ہے کہ وہ اسے جانیں تا کہ یہ اس بات کہ اجازت نہ دے کہ وہ اس کے وجود سے لاعلم اور اس کے مذہب اور قوانین سے لاعلم رہیں کیونکہ اہل دانش اس کے وجود سے ناواقفیت کو جائز نہیں سمجھتے جیسا کہ اس کے دین سے انکار کا معاملہ ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: ''کیا انہوں نے کتاب میں (اللہ سے) عہد نہیں لیا تھا کہ وہ اللہ کے بارے میں حق کے علاوہ کوئی بات نہیں کریں گے۔ (الاعراف:۶۹)۔'' نیز فرمایا: ''بلکہ وہ کسی ایسی چیز کو جھوٹ کہتے ہیں جو ان کے علم کی حد سے باہر ہو۔ (یونس:۳۹)۔'' لوگ اللہ کے احکامات اور اس کی مناہی پر عمل کرنے کے پابند ہیں، ان کے لیے جاہل کی پیروی کرنا جائز نہیں، ان پر واجب ہے کہ اگر وہ پہلے سے نہیں جانتے ہوں گے تو پوچھیں اور مذہب کی صحیح سمجھ حاصل کریں۔

خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا ہے: ''اور یہ مناسب نہیں کہ کل کے کل مومنین (اپنے گھروں سے) نکل کھڑے ہوں (بلکہ) ان میں سے ہر گروہ کی ایک جماعت (اپنے گھروں سے) کیوں نہیں نکلتی تا کہ علم دین حاصل کرے اور جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کر آئے (تو ان کو ڈرائے تا کہ یہ لوگ ڈریں)۔ (التوبہ:۱۲۲)۔'' نیز فرمایا: ''پس تم اگر نہیں جانتے تو اہل

ذکر سے سوال کرو۔(النحل:۴۳)۔''

جولوگ جسمانی اور ذہنی طور پر محفوظ اور صحت مند ہیں اگر انہیں جاہل رہنے کی اجازت ہوتی تو اللہ ان سے پوچھنے اور سیکھنے کو نہ کہتا۔ اسے کسی رسول، کتاب اور ہدایت بھیجنے کی ضرورت نہ تھی۔ ایسی صورت میں وہ جانوروں کی طرح زندگی گزارتے یا جسمانی اور ذہنی طور پر ناقص انسانوں کی طرح رہتے اور اگر ایسا ہوتا تو وہ ایک پلک جھپکنے کے لیے بھی زندہ نہ رہتے۔ درحقیقت ان کے لیے نظم وضبط اور تعلیم کے بغیر رہنا جائز نہیں۔ اس طرح جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست لوگوں کے لیے یہ ضروری ہو گیا کہ وہ ان کو تعلیم اور نظم وضبط دینے کے لیے رہنما تلاش کریں اور ان کے سوالات کے جوابات فراہم کریں۔

عقلمندوں کے لیے بہترین اور اہم ترین تعلیم، جس تعلیم کے لیے محنت سے پڑھنا قابل قدر ہے، وہ دینی تعلیم ہے۔ وہ تعلیم سب سے اہم ہے جو کسی کو خالق، اس کی وحدانیت اور اس کی عبادت کرنے کے بارے میں سکھائے۔ شریعت کے مسائل، اس کے احکام ہدایت، اس کے احکام، ممانعت، تنبیہات اور تادیب کی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ ایسی تعلیم کی ضرورت کے لیے ٹھوس ثبوت موجود ہیں، یہ ذمہ داری حقیقی ہے، زندگی مختصر ہے، بے حسی اور تاخیر قابل قبول نہیں ہے۔ عبادت کے صحیح اور قابل قبول ہونے کی شرط یہ ہے کہ تمام فرائض کو یقین، علم اور صحیح فہم کی بنیاد پر پورا کیا جائے۔ اللہ کے نزدیک صرف عبادت کرنے والا ہی قابل تعریف اور انعامات اور اس کی عظیم نعمتوں کا مستحق سمجھا جائے گا۔

دوسری طرف، جو شخص صحیح علم اور سمجھ کے بغیر عمل کرتا ہے وہ نہیں جانتا کہ وہ کیا اور کس وجہ سے عمل کر رہا ہے۔ جاہل لوگ اپنے کاموں پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ وہ کسی بھی چیز کو تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اقرار بغیر کسی شک وشبہ کے نہیں آتا کہ اسے تسلیم کیا جائے۔ شک کرنے والا شخص اس شخص کی طرح نہیں ہے جسے تقویٰ، رب کے سامنے عاجزی اور اس کا قرب حاصل کرنے کی ضرورت کا یقین ہو۔ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا ہے: ''جن لوگوں نے حق کی گواہی دی وہی صحیح علم رکھتے ہیں۔ (الزخرف:۸۷)۔''

صرف صحیح علم رکھنے والوں کی گواہی قبول کی جاتی ہے اور یہ گواہی کے مضمون کے علم کی وجہ سے ہے۔ گواہی کے مضمون کے علم کے بغیر اسے قبول نہیں کیا جاتا۔ جو لوگ شکوک وشبہات سے کام لیتے ہیں ان کے اعمال کی قبولیت کا فیصلہ اللہ پر ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ایسے اعمال کو قبول کرلے یا علم اور یقین جیسی شرائط کی عدم موجودگی کی وجہ سے قبول کرنے سے انکار کردے۔ یہ علم، صحیح فہم اور یقین ہے جو اللہ تعالیٰ کے درج ذیل الفاظ سے الگ کرتا ہے، جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح کیا ہے: ''اور لوگوں میں سے ایسا شخص بھی ہے جو ایک کنارے پر (کھڑا ہو کر) خدا کی عبادت کرتا ہے تو اگر اس کو کوئی فائدہ پہنچ گیا تو اس کی وجہ سے مطمئن ہو گیا اور اگر (کہیں) اس کو کوئی تکلیف چھو گئی تو (فوراً) منہ پھیر کے (کفر کی طرف) پلٹ

پڑا۔اس نے دنیاوآخرت کا گھاٹا اٹھایا۔(الحج:۱۱)۔''

یہ سب شروع اور آخر میں علم اور یقین کے بغیر عمل کرنے کی وجہ سے ہے اور تحقیق عالمؑ (یعنی امام معصومؑ) نے فرمایا:
''جو ایمان میں علم کے ساتھ داخل ہوتا ہے وہ اس پر ثابت قدم رہتا ہے اور ایمان اس کو فائدہ پہنچاتا ہے اور جو علم کے بغیر ایمان میں داخل ہوتا ہے تو وہ اسی طرح نکل بھی جاتا ہے جیسے داخل ہوتا ہے۔''

نیز فرمایا:''جس نے اپنا دین اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت سے حاصل کیا تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے مگر وہ نہیں ہلے گا اور جس نے اپنا دین لوگوں کے مونہوں سے لیا تو وہی لوگ اسے رد بھی کردیں گے۔''

نیز فرمایا:''جو قرآن سے ہمارے امر کی معرفت نہیں کرتا تو وہ فتنوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔''

اسی وجہ سے ہمارے زمانے میں بہت سے مذاہب اور ذلت آمیز نظام ابھرے ہیں جو تقریباً کفر وشرک کے درجے میں داخل ہو چکے ہیں اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو موقع فراہم کیا ہے پس جس کا اللہ کی مرضی پر یقین پختہ رہتا ہے وہ اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے اور اس کے بعد وہ اپنے دین کو اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت سے یقین اور صحیح فہم کے ساتھ حاصل کرتا ہے، اس کا دین بھاری پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہے مگر جس نے اللہ کو نیچا دکھانا چاہا تو اس کا دین عارضی اور ادھار کا ہوگا ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں وہ اسے استحسان، تقلید اور بغیر علم و بصیرت کے تاویل کے مواقع فراہم کر دیتا ہے پس اب یہ اللہ تعالیٰ کی مشیئت پر منحصر ہوگا کہ وہ اس کا ایمان مکمل کردے یا اگر چاہے تو اسے اس سے سلب کرلے اور ایمان ان پر نہ رہے کہ وہ صبح مومن ہو اور شام کو کافر یا شام کو مومن ہو مگر صبح کو کافر ہو کیونکہ ایسے لوگ آسانی سے معاشرے کے بااثر عناصر کی پیروی کرسکتے ہیں یا اس پر عمل کرسکتے ہیں جو انہیں اچھا لگتا ہے اور تحقیق عالمؑ نے فرمایا:''اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو نبوت کے ساتھ پیدا کیا ہے، وہ انبیاء کے سوا کچھ نہیں ہوسکتے اور اس نے اوصیاء کو اپنی وصیت پر پیدا کیا ہے پس وہ اوصیاء کے سوا کچھ نہیں ہوسکتے اور ایک گروہ ایمان میں معارین کا ہے پس اگر چاہے تو اسے پورا کردے اور اگر چاہے تو اسے ان سے سلب کرلے۔''نیز فرمایا: ایسے لوگوں پر اللہ کا یہ فرمان جاری ہوتا ہے:''پس قائم ایمان اور عارضی ایمان''۔

آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ حدیث کی تصدیق کے مسائل میں متفرق نصوص میں اختلاف کی وجہ سے الجھے ہوئے ہیں اور آپ کو اختلاف کی وجہ معلوم ہے لیکن آپ کو قابل اعتماد لوگ نہیں ملے جن سے بحث کی جائے۔ چنانچہ آپ نے کہا کہ آپ کی خواہش ہے کہ آپ کے پاس ایک کتاب ''کافی'' ہو جس میں جملہ فنون علم دین جمع ہوں، جو متعلم کے لیے کافی ہو اور جس کی طرف ہدایت کا طالب رجوع کرے اور جو علم دین حاصل کرنا چاہے تو وہ اسی سے کرے اور وہ آثار صحیحہ صادقینؑ (معصومینؑ کی صحیح احادیث) اور اس قائم شدہ (مروجہ) سنت کہ جس عمل ہے، پر عمل پیرا ہو جائے اور اس کے ذریعے اللہ کے فرض اور اس کے نبیؐ کی سنت کو ادا کرے۔

آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ کو امید ہے کہ ایسی کتاب انشاءاللہ ہمارے (ایمانی) بھائیوں اور ہماری ملت والوں کو صحیح رہنمائی حاصل کرنے میں مدد دے گی اور وہ ان کے ذریعے ان کا مراشدہ قبول کرے گا۔

اے میرے (ایمانی) بھائی! اللہ آپ کو صحیح رہنمائی عطا فرمائے، (جان لیں کہ) کوئی بھی ایسی چیز میں فرق نہیں کر سکتا جس میں علماء (یعنی آئمہؑ) کے قول میں اختلاف ہو سوائے اس کے کہ جو اس عالمؑ نے خود بیان کیا ہے جب انہوں نے فرمایا: ''اسے (یعنی ہماری حدیث کو) اللہ کی کتاب پر پیش کرو پس اگر وہ کتاب اللہ کے موافق ہو تو اسے لے لو اور اگر کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اسے رد کر دو۔''

نیز انہوں نے فرمایا: ''جو قوم (عامہ) کے خلاف ہو پس ہدایت اسی میں ہو گی۔''

نیز فرمایا: ''اس کو لے لو جس پر اجماع ہو پس جس پر اجماع ہو اس میں کوئی شک نہیں ہے۔''

مگر (واضح ہو کہ) ہم جملہ احادیث میں ایسا کچھ نہیں جانتے مگر بالکل قلیل اور ہم اس کے علم کُلی کو عالمؑ (یعنی امام معصومؑ) کی طرف لوٹانے کے سوا احوط اور وسیع کوئی بات نہیں جانتے اور اسے قبول کرتے ہیں جو اس کے الفاظ کی حد کے اندر ہے ان (یعنی امامؑ) کے اس قول کی بنا پر کہ ''جو بھی تم حاصل کرو من باب تسلیم تمہارے لیے وسعت ہو گی۔''

جس کتاب کی آپ نے خواہش کی تھی اللہ نے، الحمدللہ، اس کی تالیف کو ممکن بنایا ہے، امید ہے کہ یہ آپ کی امیدوں پر پورا اترے گی۔ اس میں کوتاہیاں ہو سکتی ہیں، لیکن ہمارے ارادے اچھے مشورے دینے کے لیے مخلص ہیں کیونکہ اپنے بھائیوں اور اپنی ملت کے لوگوں کو اچھا مشورہ دینا واجب ہے۔ ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ ہمارے زمانہ سے لے کر دنیا کے اختتام تک اس کتاب کے تمام فوائد (اجر و ثواب) میں ہم بھی کے شریک رہیں گے۔

جب رب ایک ہے، رسولؐ خاتم النبیین ایک ہے اور شریعت ایک ہے (تو اختلاف کیسا)۔ جس چیز کو حضرت محمدؐ نے حلال کیا وہ قیامت تک حلال رہے گی اور جسے حرام ٹھہرایا وہ قیامت تک حرام رہے گی اور ہم نے ''کتاب الحجۃ'' میں کتاب کو تھوڑی سی وسعت دی ہے حالانکہ ایسا نہیں کیا جانا چاہیے تھا (مگر اس لیے کیا) کیونکہ ہم اس کے فوائد سے محروم رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔

مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیت کے مطابق اٹھائے گئے قدم کو آسان بنائے گا اور اگر زندگی ہمیں موقع فراہم کرتی ہے تو ہم ایک کتاب لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو اس سے وسیع اور اس سے بھی اکمل ہو گی پس ہم اس کے سارے حقوق ادا کر دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اور اسی کی طرف سے طاقت اور قوت ہے اور اس سے مدد و توفیق میں اضافے کی امید ہے۔ اللہ حضرت محمدؐ اور ان کی پاکیزہ آلؑ پر رحمتیں نازل فرمائے۔

پہلی چیز جس سے میں نے اپنی کتاب کی ابتداء کی ہے اور اس کا افتتاح کیا ہے وہ یہ ہے: کتاب عقل، فضائل علم اور

اس کے درجہ کا بلند ہونا اور اس کی قدر کا عالی مرتبہ ہونا اور جہل کی نقص اور اس کے اہل کا خس وخاشاک ہونا اور انہی کی منزلوں کو سقوط ہے۔ اور عقل وہ قطب ہے جس پر مدار ہے اور اس کے ذریعے حجت قائم ہوگی اور اسی کے ذریعے ثواب ملے گا اور اسی پر عقاب (وعذاب) ہوگا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔ [۱]

[۱] الکافی: ۳۔۹

مقدمہ شیخ صدوق در من لایحضرہٗ الفقیہ

اے اللہ! میں تیری حمد کرتا ہوں اور تیرا شکرادا کرتا ہوں اور تجھ پر ایمان رکھتا ہوں اور تجھ پر توکل کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا تیری بارگاہ میں اقرار کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ میں تیری وحدانیت کا قائل ہوں۔ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں اور میں تجھے ہر اس چیز سے جو تیری ذات قدسی کے لائق نہیں ہے پاک سمجھتا ہوں اور ان چیزوں سے کہ جن چیزوں کی طرف تجھے تشبیہ دی گئی یا تیری نسبت دی گئی ان چیزوں سے بھی تجھے پاک سمجھتا ہوں اور تیری طرف مائل ہوتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں اور یہ بات کہتا ہوں کہ تو جو بھی فیصلہ کرے تو اس میں بدرجہ کمال عادل ہے اور تو جو کچھ بھی کرے اس میں حکیم ہے، جس سے چاہے تو لطف وکرم کرنے والا ہے، تو نے اپنے بندوں کو فاقہ کرنے کے لیے خلق نہیں کیا اور تو نے ان پر صرف وہی بوجھ ڈالا جو ان کی طاقت میں ہے اور تو نے رحمت کرتے ہوئے ان کی ابتدا کی اور حکیمی کے ساتھ تو نے انہیں استحقاق کے لیے پیش کیا اور تو نے ہر مکلف کی عقل کو کامل کیا اور اس کے راستے کو اس کے لیے واضح کیا اور تو نے بے جسم ہوتے ہوئے ایسی ذمہ داریاں سونپیں کہ جو صرف جسم سے ادا ہو سکتی ہیں اور نہ مخبر صادق کی عدم موجودگی میں ایسی ذمہ داری دی کہ جس کا سمجھنا محال ہو اور تو نے اپنے رسولوں کو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور تو نے انہیں بے عیب معصوم حجتیں نصب کرنے کا حکم دیا جو تیری طرف حکمت سے اور خوبصورت وعظ کے ذریعے بلاتے ہیں تاکہ لوگوں کے لیے تیرے اوپر ان کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہ جائے اور جس نے مرنا ہے وہ دلیل کے ساتھ مرے اور جس نے زندہ رہنا ہے وہ دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور اس طرح تو نے لوگوں پر بڑا احسان کیا اور تو نے ان کی تعریف بیان کرنے کو ضروری قرار دیا اور تیری حمد ہو اتنی کہ جتنی تیری کتاب اس کا احاطہ کر سکتی ہے اور تیرا علم اس کا احاطہ کر سکتا ہے اور ظالم جو کچھ کہتے ہیں تو اس سے بہت زیادہ بلند ہے۔

شیخ سعید فقیہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین ابن موسیٰ بن بابویہ القمی جو اس کتاب کے مصنف (شہر رے کے رہنے والے) ہیں فرماتے ہیں: امابعد! یہ میری قسمت مجھے غربت کے شہروں میں لے کر گئی اور میری قدر قسمت ایلاق کے قصبے بلخ میں حاصل ہوئی۔ وہاں پر شریف الدین ابوعبداللہ المعروف بنعمۃ جو کہ محمد ابن حسن ابن اسحاق ابن حسن ابن حسین ابن اسحاق ابن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہیں، وارد ہوئے تو ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ہوا۔ ان کے ذریعے سے میرے سرور میں اضافہ ہوا اور ان کے ساتھ مذاکرہ کر کے میرا سینہ کھلا اور ان کی محبت سے میرا تشرف بلند ہوا اخلاق کے لیے کہ جن میں پردہ، اصلاح، سکینت، وقار، دیانت داری، پاکدامنی، تقوی اور تواضع جیسی صفات جمع ہیں۔ تو انہوں نے مجھے ایک کتاب متعارف کروائی کہ جسے محمد ابن زکریا طبیب رازی نے لکھا ہے۔ جس کا نام ''من لا یحضرہٗ

الطبیب'' ہے اور انہوں نے یہ ذکر کیا کہ یہ کتاب اپنے معنی میں شافی ہے اور مجھ سے سوال کیا کہ میں ان کے لیے ایک کتاب لکھوں جو فقہ میں حلال وحرام پر مبنی اور شرائع اور احکام میں اور اس علم میں جتنا کچھ بھی تصنیف کیا گیا ہے، ان سب کا وہ حق ادا کر دے اور اس کا نام ''من لا یحضرہ الفقیہ'' رکھوں تا کہ یہ کتاب ان کا مرجع ہو اور ان کے لیے قابل اعتماد ہو اور اسی سے وہ چیزیں اخذ کریں اور جو شخص بھی اس میں دیکھے وہ بھی اس کے اجر میں شریک ہو جائے اور جو شخص اس کی نسخہ سازی کرے اور اس پر عمل کرے وہ بھی اجر میں شامل ہو جائے۔ یہ ایسی کتاب ہے جو اپنے نسخوں کے ساتھ سب سے زیادہ میری صحبت میں رہتی ہے اور یہ ایسی کتاب ہے جس کی شہرت بہت زیادہ ہے اور اس کی روایت مجھ سے ہے اور اور یہ کتاب جملہ کتابوں پر موقوف ہے جو کہ ایک سو پینتالیس کتابیں ہیں۔ تو میں نے انہیں جواب دیا یعنی میں نے ان کی دعوت کو لبیک کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ میں نے اسے اس کا حل پایا اور ان کے لیے یہ کتاب اسناد کو حذف کر کے لکھی تا کہ اس کے طرق زیادہ نہ ہو جائیں اگر چہ اس کے فوائد زیادہ رہیں اور میں نے اس کے اندر مصنفین والا وہ ارادہ نہیں رکھا کہ جو کچھ وہ روایت کرتے ہیں سب وار کر دیتے ہیں بلکہ اس کے اندر میں نے صرف اس چیز کے داخل کرنے کا ارادہ کیا ہے کہ جس کے ذریعے سے میں فتوی دیتا ہوں اور جس کی صحت پر میں حکم لگاتا ہوں اور میں جس کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ وہ میرے اور میرے رب کے درمیان حجت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند ہو اور اس کی قدرت بلند ہو۔ اور اس میں جو کچھ بھی ہے کتب مشہورہ میں سے استخراج کیا گیا ہے کہ جن کے اوپر آسرا اور سہارا ہے اور انہی کی طرف ہی رجوع کیا جاتا ہے جیسے کتاب حریز ابن عبداللہ سجستانی، عبید اللہ ابن علی حلبی کی کتاب اور علی ابن مہزیار اہوازی کی کتابیں اور حسین بن سعید کی کتابیں اور نوادر احمد ابن محمد ابن عیسی اور کتاب نوادر الحکمہ جو کہ تصنیف ہے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران الاشعری کی اور کتاب رحمت سعد ابن عبداللہ کی اور ہمارے شیخ محمد ابن الحسن بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الجامع اور محمد ابن ابی عمیر کی نوادر اور محاسن کی کتب جو کہ احمد ابن ابی عبداللہ البرقی کی ہیں اور میری طرف (لکھا گیا) میرے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ اور اس کے علاوہ اصول اور مصنفات میں سے وہ کتب جن کے طرق میری طرف پہنچتے ہیں، جو کتب کی فہرستوں میں معروف ہیں کہ جن کو میں نے مشائخ سے اور اپنے اسلاف رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے روایت کیا ہے اور اس کے اندر میں نے بہت زیادہ محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے، اس پر توکل کرتے ہوئے، اس سے استغفار کرتے ہوئے تقصیر سے اور میری توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہے، اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہ میرے لیے کافی اور بہترین وکیل ہے۔ [1]

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ: ۱۔ ۴

مقدمہ شیخ طوسی در تہذیب الاحکام

اللہ تعالی کے لیے حمد ہے جو حمد کے قابل ہے اور اس کا مستحق ہے اور درود وسلام ہو اس کی تمام مخلوق میں سے سب سے بہتر لوگوں پر جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل طیبہؑ ہیں۔ بعض دوستوں نے میرے ساتھ احادیث کے تضاد اور منافات کے بارے میں بات کی۔ اللہ تعالی ان کی تائید فرمائے۔ وہ لوگ کہ جن کا ہم پر حق واجب ہے ہمارے اصحاب کی احادیث کے ذریعے سے، اللہ ان کی تائید کرے اور ان میں سے اسلاف پر رحم فرمائے، اور جو اس میں اختلاف، تباین، منافات اور تضاد واقع ہوا ہے۔ حتی کہ کوئی خبر متفق نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے مقابلے میں ایسی بھی ہے جو اس سے متضاد ہے اور کوئی ایسی حدیث صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے مقابلے میں کوئی ایسی حدیث بھی ہے جو اس کی منافی ہے حتی کہ ہمارے مخالفوں نے یہ ہم پر سب سے بڑا طعن اور اعتراض بنا دیا ہے اور اس کے ذریعے سے انہوں نے ہمارے اعتقادات کو باطل کرنے کی کوشش کی ہے اور انہوں نے اس بات کو ذکر کیا کہ ہمیشہ تمہارے شیوخ سلف اور خلف اپنے مخالفین کے اوپر یہ طعن کرتے ہیں کہ ان کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے اور ان کے اوپر طعن وتشنیع کرتے ہیں اس وجہ سے کہ فروع میں ان کا کلمہ مفترق ہے اور یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ یہ ایسی چیز ہے کہ جس کے ذریعے سے صاحب حکمت عبادت نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کے ذریعے سے صاحب علم عمل کرسکتا ہے اور ہم نے تمہیں تمہارے مخالفین سے زیادہ ہی اختلاف والا پایا اور ان سے زیادہ چیزوں میں تباین والا پایا اور اس اختلاف کا تمہارے درمیان موجود ہونا اور تمہارے عقائد کے اس بطلان کا ہونا بنیاد کے فساد کی دلیل ہے حتی کہ میرے پاس کچھ لوگ آئے کہ جن کے اندر علمی اور بصیرتی قوت نہیں ہے اور ان میں سے اکثر لوگ عقیدہ حق سے ہٹ گئے ہیں اس وجہ سے کہ انہیں اس سے اشتباہ پیدا ہوئے اور وہ شبہات کو حل کرنے سے عاجز ہو گئے اور میں نے اپنے شیخ ابو عبداللہ ایدہ اللہ سے سنا: وہ ذکر کر رہے تھے کہ ابوالحسین ہارونی علوی عقیدہ حق رکھتا تھا اور امامت کا اعتقاد رکھتا تھا لیکن پھر وہ شخص اس سے پھر گیا کیونکہ اختلاف حدیث کی وجہ سے اس پر معاملہ مشتبہ ہو گیا اور اس نے مذہب ہی کو ترک کر دیا اور دوسرے مذہب کو قبول کر لیا کیونکہ اختلاف حدیث میں معنی کے وجوہ اس پر واضح نہیں ہوئے اور یہ بات اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ مذہب میں بغیر بصیرت کے داخل ہوا تھا اور اس نے مذہب کو تقلید سے قبول کیا تھا کیونکہ فروع میں اختلاف اس بات کو ترک کرنے کا موجب نہیں بنتا جو بات دلائل کے ساتھ اصول میں ثابت ہو اور انھوں نے ذکر کیا کہ جب بات اس طرح ہے تو پھر ایک ایسی کتاب کی شرح لکھنے پر مشغول ہونا دین کے بڑے کاموں میں سے ایک کام ہے جو کہ مختلف اور متنافی احادیث پر مشتمل ہو اور اللہ تعالی کی قربتوں میں سے سب سے بڑی قربت ہے کیونکہ اس کے اندر مبتدی اور دوسرے کے لیے علم کے

اعتبار سے نفع اور فائدہ ہے اور مجھ سے سوال کیا گیا کہ میں اپنے شیخ حضرت ابوعبداللہ۔اللہ ان کی تائید فرمائے۔کے رسالے کا قصد کروں (یعنی اس کی شرح لکھوں) جس کا نام ''المقنعة'' کیونکہ وہ اس معنی میں شافی ہے اور جن احکام کی ضرورت ہوتی ہے ان میں کافی بھی ہے اور زائد چیزوں سے بعید ہے اور مجھ سے یہ سوال بھی کیا گیا کہ میں طہارت کے باب سے سے شروع کروں اور جوانہوں نے مقدم کیا اس سے پہلے اس کو چھوڑ دوں یعنی جو توحید، عدل، نبوت، امامت وغیرہ کی چیزیں ہیں کیونکہ ان کی شرح زیادہ طول پکڑ جاتی ہے کیونکہ اس کتاب میں مقصد اصولوں کو بیان کرنا نہیں ہے اور میں ہر ایک باب کو اس کے حساب سے نام دوں اور ایک ایک مسئلہ کر کے چیزیں ذکر کروں اور پھر اس کے اوپر یا تو ظاہر قران سے دلیل لاؤں یا صریح قران سے یا مفہوم قران سے یا اس کی کوئی دلیل یا اس کا کوئی معنی یا پھر اخبار متواترہ میں سے یا ایسی اخبار سے جن کے ساتھ ایسے قرائن مل جاتے ہیں جو ان کی صحت پر دلالت کرتے ہیں یا اجماع مسلمین میں سے یا ایسی چیزیں جن پہ فرقہ حقہ کا اجماع ہے اور پھر اس کے بعد ہمارے مشہور اصحاب سے جو کچھ ان احادیث وغیرہ کے بارے میں صادر ہوا یعنی اقوال وغیرہ ان کو بھی لکھوں اور پھر اس میں نظر کروں کہ ان میں سے کون سی ایسی چیز ہے کہ جو اس کے منافی ہے اور متضاد ہے اور ان کے اندر وجہ کو بیان کروں یا تو ایک ایسی تاویل کر کے کہ جو ان دونوں کو جمع کر دے یا ان دونوں کے درمیان فساد کی وجہ بیان کروں یا اسناد کی کمزوریاں بیان کروں یا کسی خاص گروہ کے اس کے خلاف عمل کرنے کو بیان کروں۔

جب دو خبریں متفق ہو جائیں اس طرح کہ ان دونوں کو ایک دوسرے پر ترجیح حاصل نہ ہو تو پھر میں یہ بیان کر دوں کہ ضروری ہے کہ عمل ایسا ہو کہ جو اصل کی دلالت کے موافق ہو اور عمل کو ترک کر دیا جائے اس کے ساتھ کہ جو اس کی مخالف ہے اور اسی طرح اگر حکم ایسا ہو کہ اس کے اندر تعین کی کوئی نص نہیں ہے تو میں اسے ایسی چیز پر محمول کر دوں کہ جو اصل کا تقاضا کرتی ہے اور میں جتنی بھی کوشش کروں بعض احادیث کی تاویل میں وہ بھی ان کی اسناد کے اندر طعن سے بچتے ہوئے تو میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا کہ جس کے اوپر حدیث کی تاویل کروں تو اس پر دوسری حدیث موجود ہو جو اس معنی میں یا تو صریح (واضح) ہو میں سے یا مفہوم رکھتی ہو پس میں اس پر عمل کرنے والا ہوں اور اور تاویل بالاثر پر بھی عمل کرنے والا ہوں۔اگر چہ یہ ایسی چیز ہے جو ہمارے اوپر ضروری نہیں لیکن ایسی ضرور ہے کہ جو حدیث کے ساتھ تمسک میں مونس اور مددگار رہے اور میں اس کتاب میں اپنی عادت پر ہی قائم رہوں گا اور ایسی وضاحت کروں گا کہ معاملہ کسی پر بھی اشتباہ نہیں رہے گا۔تو بس میں نے اس کتاب پر عمل کرنے کا ارادہ کیا اس وجہ سے کہ میں نے اس میں دین کے بارے میں بڑا نفع دیکھا اور شریعت میں بھی اس کا بہت زیادہ فائدہ دیکھا اور ساتھ ہی ساتھ ایک دوست کے حق کی برآوری بھی ہو جائے گی اور میں دعا گو ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالی میرے لیے اس کتاب کو اس طرح کہ جس طرح میں نے ذکر کیا ہے، مکمل کرنا آسان بنائے اور اس کو ختم کرنے میں مجھے توفیق دے اسی طرح کہ جس طرح یہ اپنے باب میں کامل ہو اور احکام شریعت میں اکثر احادیث جو اس سے تعلق رکھتی

ہیں ان پر مشتمل ہو اور دوسری جو اس کے سوا ہوں ان پر تنبیہ کرنے والی ہو ایسی احادیث کہ جو اس کتاب کو شامل نہیں ہے۔ کیونکہ جو کچھ رسالہ (المقنعہ) کے اندر شامل ہے ان میں سے فتاوی ہی مقصود ہیں پس میں اس میں زیادہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا کیونکہ اگر اللہ تعالی نے مجھے اس سے فارغ ہونے کی توفیق دی تو ایسی کتاب خود جمع کرنے کی کوشش کروں گا کہ جو ہمارے اصحاب کی تمام یا اکثر احادیث جمع کرنے والی ہوگی یا اتنی کہ جہاں تک میری محنت کے ذریعے سے ممکن ہوگا اور میں اس کا یا اس سے متعلق جو کچھ ہوگا اس کا حق ادا کروں گا انشاءاللہ تعالی اور میں اللہ تعالی سے ہی مدد طلب کرتا ہوں اور اسی سے ہی توفیق چاہتا ہوں اس شخص کے لیے کہ جو محبت کرتا ہے اور راضی ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی ہی کی ذات سے ابتدا کی جاتی ہے نعمتوں سے اور وہی ذات ہے کہ جس کے کرم سے افتتاح ہوتا ہے۔ [۱]

[۱] تہذیب الاحکام: ۲۔ ۴

مقدمہ شیخ طوسی درالاستبصار

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو تعریفوں کا مالک اور حق دار ہے۔ اور بہترین درود وسلام ہوں اللہ کی بہترین مخلوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک آلؑ پر۔

امابعد! جب میں نے دیکھا کہ ہمارے علماء کے ایک گروہ نے ہماری تہذیب الاحکام نامی ضخیم کتاب کا مطالعہ کیا اور اس میں ہماری جمع کردہ حلال وحرام سے متعلق احادیث کو دیکھا اور اسے اکثر فقہی ابواب کے مسائل پر مشتمل پایا اور یہ دیکھا کہ چند ایک مسائل کے سوا بزرگان کی کتب احادیث سے اور اصول سے کوئی بھی فقہی باب اس سے چھوٹا ہوا نہیں اور اسے ایسا علمی خزانہ پایا کہ جس سے مبتدی طالب علم بھی اپنی جھولیاں بھر سکتا ہے، ایک فاضل مجتہد بھی فیضیاب ہوسکتا ہے اور ایک متوسط عالم بھی سیراب ہوسکتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مطلب کا گوہر نکال سکتا ہے اور اپنا مقصد حاصل کرسکتا ہے تو ان علماء نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ انہی فقہی ابواب پر مشتمل حدیث کی کوئی ایسی مختصر کتاب ہونی چاہیے کہ جس سے متوسط عالم اپنے علم کیلئے نیز فاضل عالم اور مجتہد اپنی علمی یادداشت کے لئے استفادہ کرسکے، اگرچہ یہ دونوں شخصیات جامع کتب اور احادیث سے مانوس تو ہوتے ہیں لیکن بسا اوقات وقت کی تنگی کے پیش نظر احادیث اور کتب میں جستجو اور مختلف احادیث پر دسترس سے محروم رہ جاتے ہیں، تو اس صورت میں وہ ایسی کتاب سے استفادہ کریں جس میں ہمارے آئمہ علیہم السلام سے مختلف ذرائع سے مروی احادیث موجود ہوں، لہٰذا اس کتاب سے زیادہ تر فائدہ یہی لوگ اٹھا سکتے ہیں اگرچہ مبتدی بھی اس سے بے بہرہ نہیں ہوسکتا۔ ہمارے ساتھیوں نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ ایسی کتاب پر مکمل توجہ دینی چاہیے اور اس کا گہرا مطالعہ ہونا چاہیے کیونکہ اس میں بہت بڑا نفع اور بہترین تذکرہ ہے۔ اس لیے کہ احادیث اور فقہ میں اس سے پہلے اس طرح کی کوئی کتاب کسی بزرگ نے تحریر نہیں فرمائی تھی۔ اس لئے انہوں نے مجھ سے اس کے خلاصہ اور جمع بندی میں مزید دقت اور توجہ کی درخواست کی اور یہ خواہش کی کہ ہر باب میں پہلے ان احادیث کا ذکر کروں جن کی بنیاد پر میرا فتویٰ ہے۔ پھر اس کے بعد مخالف احادیث کو ذکر کروں اور ان کے درمیان ایسی جمع بندی کروں کہ ممکنہ حد تک اس سے کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے اور اس میں بھی اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) جیسا طریقہ اپناؤں۔ وہ اس طرح کہ کتاب کے شروع میں ان تمام قواعد کی طرف اشارہ کروں جن کی بنا پر بعض احادیث کو دوسری احادیث پر ترجیح دی جاسکتی ہے اور جن کی وجہ سے تمام کو چھوڑ کر بعض احادیث پر عمل جائز ہوتا ہے اور میں بھی ان کو نہایت مختصر انداز میں ذکر کرنے والا ہوں۔ اس لئے کہ یہ ان کی تفصیل کا مقام نہیں ہے کیونکہ یہ قواعد اصول فقہ کے موضوع پر لکھی گئی تفصیلی کتابوں میں مذکور ہیں۔ پس آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ:

احادیث کی دو قسمیں ہیں:

۱۔متواتر ۲۔غیر متواتر:

پہلی قسم متواتر:

وہ حدیث ہے جو یقین کا باعث ہو اور جس کی یہ صورتحال ہو کہ اس کے ساتھ کسی چیز کے اضافہ یا سہارے کے بغیر صرف اس پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے اور اس پر کسی دوسری حدیث کو کوئی ترجیح نہیں دی جاسکتی اور اس طرح کی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ علیہم السلام کے بارے میں نہ تو کوئی تعارض پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ان میں کوئی تضاد پایا جاتا ہے۔

دوسری قسم غیر متواتر:

احادیث کی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم وہ ہے جو یقین کا باعث بنتی ہیں اور یہ ہر وہ حدیث ہے جس کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ (نشانی) ملا ہوا ہو جو یقین کا باعث بنتا ہو اور اس طرح کی احادیث پر عمل کرنا بھی واجب ہو جاتا ہے کیونکہ یہ پہلی قسم سے جاکر ملحق ہوتے ہیں اور قرائن (نشانیاں) بہت سی چیزیں ہیں منجملہ یہ کہ۔

(۱) وہ حدیث عقل اور اس کے تقاضوں کے عین مطابق ہو۔

(۲) وہ حدیث یا تو قرآن کے ظاہری معنی اور مقصود ہو یا قرآن کے عام معنی کے مطابق ہو یا پھر دلیل خطاب کے مطابق ہو یا پھر ان تمام کے فحوا (مقصود معنی) کے مطابق ہو۔

(۳) وہ حدیث، قطعی اور یقینی سنت (معصومین علیہم السلام) کے مطابق ہو، یا صریح اور واضح طور پر مطابق ہو یا اس پر رہنمائی کرنے والی ہو یا عام معنی کے مطابق ہو یا پھر اس کے فحوا کے مطابق ہو۔

(۴) وہ حدیث اس نظریہ کے مطابق ہو جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق ہو چکا ہے۔

(۵) وہ حدیث اس نظریہ کے مطابق ہو جس پر مکتب اہل حق (مکتب تشیع) کا اجماع اور اتفاق ہو چکا ہے۔

پس یہ سب قرائن باعث یقین ہیں اور یہ حدیث کو آحاد (خبر واحد اور غیر متواتر) کی صف سے نکال کر معلوم کی قسم میں داخل کر دیتے ہیں اور ان پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

لیکن حدیث غیر متواتر کی دوسری قسم بھی ہے اور یہ وہ حدیث ہے جو غیر متواتر ہو اور تمام مذکورہ قرائن سے بھی عاری ہو تو یہی حدیث خبر واحد ہے اور اس پر ایک شرط کے ساتھ عمل کرنا جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث دوسری کسی بھی حدیث سے متعارض نہ ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ یہ پھر حدیث کی اس قسم میں شامل ہو جائے گی جسے نقل کرنے میں تمام کا اجماع اور اتفاق پایا جاتا ہے مگر یہ کہ اس کے خلاف کے فتاویٰ معلوم ہوں تو اسی بنا پر اس خبر واحد پر عمل کو ترک کر دیا جائے گا۔

اور اگر اس خبر واحد کے مقابلے میں کوئی اور حدیث ہو جو اس سے متعارض ہو تو اس صورت میں دو متعارض میں غور وفکر کرنا لازمی ہے۔ چنانچہ اس صورت میں:

﴿۱﴾ دونوں احادیث میں سے صرف اس حدیث پر عمل کیا جائے گا جس کے سلسلہ سند میں زیادہ تر راوی عادل ہوں۔

﴿۲﴾ اگر تمام راوی عدالت میں برابر ہوں تو اس حدیث پر عمل کیا جائے گا جس کے راوی تعداد میں زیادہ ہوں۔

﴿۳﴾ اگر عدالت اور تعداد میں بھی برابر ہوں اور دونوں ہی مذکورہ قرائن سے عاری ہوں تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اگر ایک پر عمل کرنے سے دوسری حدیث پر عمل کرنے کا کسی حد تک امکان موجود ہے چاہے کسی طرح کی تاویل کرکے ہی ہو تو اسی حدیث پر عمل کرنا اس دوسری حدیث پر عمل کرنے سے بہتر ہے جس پر عمل کرنا پہلی حدیث کو ترک کرنے کا باعث ہو کیونکہ اس پہلی حدیث پر عمل کرنے والا دونوں حدیثوں پر عمل کرنے والے کی طرح ہوگا۔

﴿۴﴾ اگر دونوں حدیثیں ہی ایسی ہوں کہ کسی ایک پر عمل کرنا اور دوسری حدیث کی کسی طریقہ سے تاویل کرنا ممکن ہو تو اگر کسی تاویل کی تائید کسی اور حدیث سے ہوسکتی ہو چاہے صراحت کے ساتھ ہو، کسی صورت میں یا تاویل یا لفظی اشاروں سے ہو یا دلالت کے ذریعہ سے ہو لیکن دوسری حدیث تاویل کی صورت میں اس طرح کی تائید سے عاری ہو تو اس پہلی تاویل پر عمل کرنا ضروری ہوگا اور اس تاویل کو چھوڑ دیا جائے گا جس کی تائید اور تصدیق کسی اور حدیث سے نہ ہوسکتی ہو۔

﴿۵﴾ اگر دونوں طرح کی تاویلوں کی تائید اور تصدیق کیلئے کوئی اور حدیث یا روایت موجود نہ ہو اور احادیث بھی ایک دوسرے کے مقابلے میں ہوں تو اس صورت میں عمل کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ جس حدیث پر بھی چاہے عمل کرے۔

﴿۶﴾ اگر معاملہ اس سے بھی آگے ہو یعنی دو حدیثوں کے متضاد ہونے اور تاویل سے کسی ایک حدیث پر عمل کرنا دوسری حدیث کی مکمل خلاف ورزی کا باعث بنے تو یہاں بھی عمل کرنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ جس حدیث کو بھی درست تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔ اس صورت میں دو مختلف لوگ جنھوں نے اس طرح کی احادیث کو مانتے ہوئے ایک دوسرے کے برخلاف عمل کیا ہے اور ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے یہ لوگ خطا کار نہیں ہوں گے اور نہ ہی راہ صواب سے بھٹکے ہوئے ہوں گے۔ اس لئے کہ معصومین علیہم السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''جب بھی تمہارے سامنے دو حدیثیں پیش ہوں اور تمہارے پاس ہماری طرف سے ذکر شدہ ایسا ذریعہ باقی نہ رہا ہو جس سے تم ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح دے سکو تو تم ان میں سے جس پر بھی چاہو عمل کر سکتے ہو۔'' اور دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ جب دو بظاہر متعارض حدیثیں سامنے آتی ہیں اور کسی ایک حدیث کے صحیح

ہونے یا ترجیح دینے یا دوسری حدیث کے باطل ہونے پر علماء امامیہ کا کوئی اجماع نہ ہو تو گویا ان کا دونوں حدیثوں کے صحیح ہونے پر اجماع ہے تو دونوں حدیثوں کے مطابق عمل کرنا جائز اور صحیح ہو جائے گا۔

آپ بھی جب تشریح میں غور فکر کریں گے تو آپ بھی تمام احادیث کو انہی مذکورہ اقسام میں سے کسی ایک قسم میں موجود پائیں گے اور ہماری اس کتاب میں بلکہ اس کتاب کے علاوہ حلال وحرام کے فتاویٰ کے متعلق ہماری دیگر کتابوں میں بھی انہی اقسام کو ہی پائیں گے اور اسی تشریح کے مطابق ہی ہمارے عمل کو دیکھیں گے۔ البتہ اس کتاب میں ہم نے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر باب کے شروع میں تو ان احادیث کے متعلق تفصیل سے بیان نہیں کیا جنہیں ہم نے ترجیح دی ہے اور ان پر عمل کیا ہے لیکن اکثر ابواب میں ہم نے اس کی طرف اشارہ ضرور کر دیا ہے اور اس سلسلے میں ہم نے گزشتہ بیان کئے ہوئے جملوں پر ہی اکتفا کیا ہے کیونکہ اس کتاب کی تحریر کا ہدف ہی متوسط علمی طبقہ ہے اور جو اس درجہ پر ہوگا اسے تھوڑے سے غور وفکر سے ہی ہمارے مذکورہ وضاحت سمجھ میں آجائے گی۔

اب ہم اپنی کتاب کا آغاز پانیوں اور ان کے مسائل کے تذکرہ اور اس بارے میں احادیث کے اختلاف کے بیان سے شروع کرتے ہیں بالکل اسی طریقہ اور غرض کے مطابق جس کی ہم نے اپنی کتاب ''النہایہ'' پر عمل بھی کیا ہے اور ذکر بھی کیا ہے اور اللہ ہی صحیح راستے پر چلنے کی توفیق دینے والا ہے۔ [1]

نتیجہ گیری:

محمدون ثلاثہ اولی کے درج بالا مقدمات بالکل واضح، صحیح اور معتبر ہیں اور وہ انہی احادیث پر اپنا فتوی دیتے تھے اور انہی کو اپنا مرجع قرار دیتے تھے اور انھوں نے کوئی ایسی روایت نقل نہیں کی جو آئمہ علیہم السلام کے بتائے ہوئے ''اصول حدیث'' پر پوری نہ اترتی ہو لہٰذا بعد میں کسی زمانے میں نئے ''اصول حدیث'' وضع کر کے احادیث کو غیر معتبر اور ناقابل عمل قرار دینا اپنے محدثین کی صداقت ودیانت اور نقل روایت میں احتیاط وسچائی کو برباد کرنا ہے اور یہ بہت بڑی غفلت ہے۔

بعض حضرات کا خیالی پلاؤ:

ہم نے بعض ظاہراً محققین اور بعض علماء وخطباء سے ایک انتہائی غیر ذمہ دارانہ گفتگو سنی ہے جس کی اصلیت کا واضح کرنا ضروری ہے اور وہ یہ دعویٰ ہے کہ محدثین حضرات نے جس زمانے میں کتب لکھیں وہ بڑا سخت زمانہ تھا لہٰذا اب ہماری ذمہ داری ہے کہ اس میں سے ''صحیح'' کو لے لیں اور ''ضعیف'' کو چھوڑ دیں۔

یقین کیجیے کہ اس بات کا سرے سے کوئی ثبوت ہی نہیں ہے اور یہ محدثین پر بہتان عظیم ہے کہ انھوں نے رطب

---

[1] الاستبصار: ۲۔۵

ویا بس کو آئمہ علیہم السلام سے منسوب کر کے لکھ مارا اور سونے پر سہاگہ یہ کہ جو لکھا اس کے صحیح ہونے، اس پر عمل کرنے اور اسے اپنے اور اللہ کے درمیان حجت قرار دینے تک چلے گئے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ایسی گفتگو کرنے والے حضرات کچھ مطالعہ کرنے کی کشش کریں گے اور اپنی بے سروپا گفتگو پر نظر ثانی کریں گے اور یہ بات واضح ہے کہ جو کتب کا مطالعہ رکھتا ہے وہ اس طرح کی غیر ذمہ دارانہ گفتگو کرتا ہی نہیں ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ خدارا محدثین پر الزام تراشیوں کی بجائے ان کے منہج کو پکڑیں اور ان کے طریقہ پر عمل کریں اس لیے کہ حق اسی میں ہے کیونکہ یہی طریقہ آئمہ معصومین علیہم السلام کی تعلیمات کے مطابق ہے اور جو اس کے مقابلے میں ہے وہ مغالطہ محض ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن وحدیث سے متمسک رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور جملہ مرحومین بالخصوص محمدون ثلاثہ اولی کے درجات کو بلند ترین فرمائے اور ان پر اپنی خصوصی رحمت کا نزول فرمائے۔

قارئین سے جملہ مرحومین بالخصوص میرے شفیق والد میاں غلام قاسم (مرحوم) اور برادر محترم سید زہیر حسین نقوی (آسٹریلیا) کے والد گرامی سید انصار حسین نقوی (مرحوم) کے لیے سورۃ فاتحہ کی التماس ہے۔

از قلم:
آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ)
مورخہ ۱۰ ستمبر بروز اتوار بوقت 3:00 بجے سہ پہر بمقام لاہور۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللّٰہ ثم علی أھل بیت رسول اللّٰہ ثم علی رواۃ أحکام اللّٰہ ثم علی من انتفع بمواعظ اللّٰہ۔

کتاب الحجة

الآیات:

قال اللہ عزوجل (لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَیِّنَاتِ وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡکِتَابَ وَالۡمِیۡزَانَ لِیَقُوۡمَ النَّاسُ بِالۡقِسۡطِ ۔)۔(الحدید:۲۵)

ابواب وجوب الحجة و معرفته و حقوقه و كونه مبتلى و مبتلى به

یہ ابواب حجت کی معرفت، اُس کے حقوق، اُس کی آزمائش اور اُس کے ذریعے آزمائش کے بیان میں ہیں

الآیات:

قال اللہ عزوجل: (وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا)

''اور ہم سزا نہیں دیتے جب تک کسی رسول کو نہیں بھیج لیتے۔(سورۃ الاسراء:۱۵)''

وقال سبحانہ: (وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى)۔

''اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو کہتے اے ہمارے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تا کہ ہم ذلیل و خوار ہونے سے پہلے تیرے حکموں پر چلتے۔(سورۃ طہ:۱۳۴)''

وقال عزوعلا: (اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ)

''یقیناً آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک رہبر ہوتا آیا ہے۔(سورۃ الرعد:۷)''

وقال سبحانہ: (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہیں، کی اطاعت کرو۔(سورۃ النساء:۵۹)''

١۔ باب الاضطرار إلی الحجة

باب حجت کی ضرورت

1/479 الکافی،١/١/١٦٨/١ علی عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عُمَرَ الْفُقَيْمِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: أَنَّهُ قَالَ لِلزِّنْدِيقِ الَّذِي سَأَلَهُ مِنْ أَيْنَ أَثْبَتَّ الْأَنْبِيَاءَ وَ الرُّسُلَ قَالَ إِنَّا لَمَّا أَثْبَتْنَا أَنَّ لَنَا خَالِقاً صَانِعاً مُتَعَالِياً عَنَّا وَ عَنْ جَمِيعِ مَا خَلَقَ وَ كَانَ ذَلِكَ الصَّانِعُ حَكِيماً مُتَعَالِياً لَمْ يَجُزْ أَنْ يُشَاهِدَهُ خَلْقُهُ وَ لاَ يُلاَمِسُوهُ فَيُبَاشِرَهُمْ وَ يُبَاشِرُوهُ وَ يُحَاجَّهُمْ وَ يُحَاجُّوهُ ثَبَتَ أَنَّ لَهُ سُفَرَاءَ فِي خَلْقِهِ يُعَبِّرُونَ عَنْهُ إِلَى خَلْقِهِ وَ عِبَادِهِ وَ يَدُلُّونَهُمْ عَلَى مَصَالِحِهِمْ وَ مَنَافِعِهِمْ وَ مَا بِهِ بَقَاؤُهُمْ وَ فِي تَرْكِهِ فَنَاؤُهُمْ فَثَبَتَ الْآمِرُونَ وَ النَّاهُونَ عَنِ الْحَكِيمِ الْعَلِيمِ فِي خَلْقِهِ وَ الْمُعَبِّرُونَ عَنْهُ جَلَّ وَ عَزَّ وَ هُمُ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ وَ صَفْوَتُهُ مِنْ خَلْقِهِ حُكَمَاءَ مُؤَدَّبِينَ بِالْحِكْمَةِ مَبْعُوثِينَ بِهَا غَيْرَ مُشَارِكِينَ لِلنَّاسِ عَلَى مُشَارَكَتِهِمْ لَهُمْ فِي الْخَلْقِ وَ التَّرْكِيبِ فِي شَيْءٍ مِنْ أَحْوَالِهِمْ مُؤَيَّدِينَ مِنْ عِنْدِ الْحَكِيمِ الْعَلِيمِ بِالْحِكْمَةِ ثُمَّ ثَبَتَ ذَلِكَ فِي كُلِّ دَهْرٍ وَ زَمَانٍ مِمَّا أَتَتْ بِهِ الرُّسُلُ وَ الْأَنْبِيَاءُ مِنَ الدَّلاَئِلِ وَ الْبَرَاهِينِ لِكَيْلاَ تَخْلُوَ أَرْضُ اللَّهِ مِنْ حُجَّةٍ يَكُونُ مَعَهُ عِلْمٌ يَدُلُّ عَلَى صِدْقِ مَقَالَتِهِ وَ جَوَازِ عَدَالَتِهِ.

(ترجمہ) ہشام بن حکم سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک زندیق سوال کیا کہ آپؑ انبیاء و رسل کی نبوت اور رسالت کہاں سے ثابت کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: جب ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ ہم لوگوں کا ایک خالق و صانع ہے جو ہم لوگوں سے اور تمام مخلوقات سے بہت بالاتر ہے اور وہ صانع صاحب حکمت اور سب سے بالاتر بھی ہے تو پھر یہ ممکن نہیں کہ اس کی مخلوق اس کا مشاہدہ کرے، اس کو لمس کرے، وہ لوگوں کو ساتھ اٹھے بیٹھے اور لوگ اس کے ساتھ اٹھیں بیٹھیں، وہ لوگوں سے بحث کرے اور لوگ اس سے بحث کریں۔ تو اسی بات سے ثابت ہوا کہ مخلوق میں اس کے سفراء موجود ہیں جو اس کا پیغام اس کی مخلوق اور اس کے بندوں تک پہنچاتے ہیں اور اس امر کی رہنمائی کرتے ہیں کہ ان کی بھلائی، ان کا نفع اور ان کی بقاء اس امر میں ہے اور اس کے ترک کرنے میں ان کی فناء ہے۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ اس حکیم و علیم کی طرف سے اس کی مخلوق میں کچھ حکم دینے والے، کچھ منع کرنے والے اور اس کا پیغام بندوں تک

پہنچانے والے موجود ہیں اور وہی انبیاء علیہم السلام ہیں جو اللہ تعالی کی طرف سے منتخب ہیں، صاحب حکمت ہیں اور حکمت کے ذریعے لوگوں کو آداب زندگی سکھاتے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے حکمت دے کر بھیجے گئے ہیں اور اُن کی ان صفات میں بندوں میں کوئی ان کا شریک نہیں اور خدائے حکیم وعلیم برابر حکمت کے ذریعے ان کی مدد کرتا رہتا ہے اور یہ بات ہر زمانے کے لئے ثابت ہے۔ ہر دور میں انبیاء ورسل اپنے دلائل اور معجزات لے کر آئے تا کہ اللہ کی زمین کبھی اپنی حجت سے خالی نہ رہے کہ جس کے پاس اللہ کا دیا ہوا علم ہو اور اس کے صدق و مقال اور عدالت کو ثابت کرے۔ [1]

بیان:

هذا الحديث كأنه من تتمة الحديث الذى مضى فى باب الدليل على أنه تعالى واحد و السفراء الرسل جمع سفير

یہ حدیث گویا اس حدیث کا تتمہ ہے جو باب الدلیل علی انه واحد (اس کے واحد ہونے پر دلیل، کے باب میں) گزر چکی ہے۔

و "السفراء "یعنی: رسول، سفیر کی جمع ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] یا پھر حدیث موثق ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث موثق یا معتبر ہے کیونکہ الاحتجاج میں ہے۔ (واللہ اعلم)

2/480 الكافى،١/٣/١٦٩/١ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: كَانَ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ مِنْهُمْ حُمْرَانُ بْنُ أَعْيَنَ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلنُّعْمَانِ وَ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ وَ اَلطَّيَّارُ وَ جَمَاعَةٌ فِيهِمْ هِشَامُ بْنُ اَلْحَكَمِ وَ هُوَ شَابٌّ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا هِشَامُ أَ لاَ تُخْبِرُنِي كَيْفَ صَنَعْتَ بِعَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ وَ كَيْفَ سَأَلْتَهُ فَقَالَ هِشَامٌ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ إِنِّي أُجِلُّكَ وَ أَسْتَحْيِيكَ وَ لاَ يَعْمَلُ لِسَانِي بَيْنَ يَدَيْكَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ

---

[1] علل الشرائع: ۱/ ۱۲۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۲۵۷؛ بحار الانوار: ۱۱/ ۲۹ و ۱۰/ ۱۹۴؛ اثبات الهداة: ۱/ ۹۹؛ التوحید: ۲۴۳؛ الفصول المهمہ: ۱/ ۳۸۰؛ الاحتجاج: ۲/ ۳۳۶؛ هدایۃ الامہ: ۱/ ۱۱

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۲۶۲

[3] اجوبۃ المسائل فی الفکر والعقیدہ والتاریخ والاخلاق: ۳۵؛ الف فتوی وسوال فی التقلید والعقائد روحانی: ۱۷۵

اَللَّهِ إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَافْعَلُوا قَالَ هِشَامٌ بَلَغَنِي مَا كَانَ فِيهِ عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ وَ جُلُوسُهُ فِي
مَسْجِدِ اَلْبَصْرَةِ فَعَظُمَ ذَلِكَ عَلَيَّ فَخَرَجْتُ إِلَيْهِ وَ دَخَلْتُ اَلْبَصْرَةَ يَوْمَ اَلْجُمُعَةِ فَأَتَيْتُ مَسْجِدَ
اَلْبَصْرَةِ فَإِذَا أَنَا بِحَلْقَةٍ كَبِيرَةٍ فِيهَا عَمْرُو بْنُ عُبَيْدٍ وَ عَلَيْهِ شَمْلَةٌ سَوْدَاءُ مُتَّزِراً بِهَا مِنْ صُوفٍ وَ
شَمْلَةٌ مُرْتَدِياً بِهَا وَ اَلنَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَاسْتَفْرَجْتُ اَلنَّاسَ فَأَفْرَجُوا لِي ثُمَّ قَعَدْتُ فِي آخِرِ
اَلْقَوْمِ عَلَى رُكْبَتَيَّ ثُمَّ قُلْتُ أَيُّهَا اَلْعَالِمُ إِنِّي رَجُلٌ غَرِيبٌ تَأْذَنُ لِي فِي مَسْأَلَةٍ فَقَالَ لِي نَعَمْ
فَقُلْتُ لَهُ أَ لَكَ عَيْنٌ فَقَالَ يَا بُنَيَّ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا مِنَ اَلسُّؤَالِ وَ شَيْءٌ تَرَاهُ كَيْفَ تَسْأَلُ عَنْهُ فَقُلْتُ
هَكَذَا مَسْأَلَتِي فَقَالَ يَا بُنَيَّ سَلْ وَ إِنْ كَانَتْ مَسْأَلَتُكَ حَمْقَاءَ قُلْتُ أَجِبْنِي فِيهَا قَالَ لِي سَلْ
قُلْتُ أَ لَكَ عَيْنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا تَصْنَعُ بِهَا قَالَ أَرَى بِهَا اَلْأَلْوَانَ وَ اَلْأَشْخَاصَ قُلْتُ فَلَكَ
أَنْفٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا تَصْنَعُ بِهِ قَالَ أَشَمُّ بِهِ اَلرَّائِحَةَ قُلْتُ أَ لَكَ فَمٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا تَصْنَعُ
بِهِ قَالَ أَذُوقُ بِهِ اَلطَّعْمَ قُلْتُ فَلَكَ أُذُنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا تَصْنَعُ بِهَا قَالَ أَسْمَعُ بِهَا اَلصَّوْتَ
قُلْتُ أَ لَكَ قَلْبٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَا تَصْنَعُ بِهِ قَالَ أُمَيِّزُ بِهِ كُلَّ مَا وَرَدَ عَلَى هَذِهِ اَلْجَوَارِحِ وَ
اَلْحَوَاسِّ قُلْتُ أَ وَ لَيْسَ فِي هَذِهِ اَلْجَوَارِحِ غِنًى عَنِ اَلْقَلْبِ فَقَالَ لاَ قُلْتُ وَ كَيْفَ ذَلِكَ وَ هِيَ
صَحِيحَةٌ سَلِيمَةٌ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّ اَلْجَوَارِحَ إِذَا شَكَّتْ فِي شَيْءٍ شَمَّتْهُ أَوْ رَأَتْهُ أَوْ ذَاقَتْهُ أَوْ سَمِعَتْهُ
رَدَّتْهُ إِلَى اَلْقَلْبِ فَيَسْتَيْقِنُ اَلْيَقِينَ وَ يُبْطِلُ اَلشَّكَّ قَالَ هِشَامٌ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّمَا أَقَامَ اَللَّهُ
اَلْقَلْبَ لِشَكِّ اَلْجَوَارِحِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ لاَ بُدَّ مِنَ اَلْقَلْبِ وَ إِلاَّ لَمْ تَسْتَيْقِنِ اَلْجَوَارِحُ قَالَ نَعَمْ
فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مَرْوَانَ فَاللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يَتْرُكْ جَوَارِحَكَ حَتَّى جَعَلَ لَهَا إِمَاماً يُصَحِّحُ
لَهَا اَلصَّحِيحَ وَ يَتَيَقَّنُ بِهِ مَا شُكَّ فِيهِ وَ يَتْرُكُ هَذَا اَلْخَلْقَ كُلَّهُمْ فِي حَيْرَتِهِمْ وَ شَكِّهِمْ وَ
اِخْتِلاَفِهِمْ لاَ يُقِيمُ لَهُمْ إِمَاماً يَرُدُّونَ إِلَيْهِ شَكَّهُمْ وَ حَيْرَتَهُمْ وَ يُقِيمُ لَكَ إِمَاماً لِجَوَارِحِكَ
تَرُدُّ إِلَيْهِ حَيْرَتَكَ وَ شَكَّكَ قَالَ فَسَكَتَ وَ لَمْ يَقُلْ لِي شَيْئاً ثُمَّ اِلْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ لِي أَنْتَ
هِشَامُ بْنُ اَلْحَكَمِ فَقُلْتُ لاَ قَالَ أَ مِنْ جُلَسَائِهِ قُلْتُ لاَ قَالَ فَمِنْ أَيْنَ أَنْتَ قَالَ قُلْتُ مِنْ أَهْلِ
اَلْكُوفَةِ قَالَ فَإِذاً أَنْتَ هُوَ ثُمَّ ضَمَّنِي إِلَيْهِ وَ أَقْعَدَنِي فِي مَجْلِسِهِ وَ زَالَ عَنْ مَجْلِسِهِ وَ مَا نَطَقَ حَتَّى
قُمْتُ قَالَ فَضَحِكَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَالَ يَا هِشَامُ مَنْ عَلَّمَكَ هَذَا قُلْتُ شَيْءٌ
أَخَذْتُهُ مِنْكَ وَ أَلَّفْتُهُ فَقَالَ هَذَا وَ اَللَّهِ مَكْتُوبٌ فِي)) صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَ مُوسَى۔

(ترجمہ) یونس بن یعقوب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اصحاب کی ایک جماعت حاضر تھی جن میں حمران بن اعین و محمد بن نعمان و ہشام بن سالم اور طیار اور ہشام بن الحکم بھی موجود تھے۔ ہشام بن الحکم ایک جوان آدمی تھا۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے ہشام سے فرمایا: اے ہشام! ذرا بتاؤ تو عمرو بن عبید اور تم نے کیا گفتگو کی تھی اور کیا کیا سوال کئے تھے؟ ہشام نے عرض کیا: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؑ کا احترام میری نظر میں بہت زیادہ ہے، حیا مانع ہے اور آپؑ کے سامنے بولنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: جو میں نے حکم دیا ہے اس کو بجالاؤ۔ ہشام نے عرض کیا: مجھے پتہ چلا کہ عمرو بن عبید مسجد بصرہ میں وعظ کیا کرتا ہے اور یہ امر مجھ پر بڑا شاق گزرا تو میں کوفہ سے چلا اور جمعہ کے روز بصرہ پہنچا۔ پھر مسجد بصرہ میں آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا حلقہ جماعت ہے اور عمرو بن عبید معتزلی سیاہ عمامہ باندھے ہوئے اور اونی چادر اوڑھے ہوئے تھا اور لوگ اس سے سوال کر رہے تھے۔ چنانچہ میں لوگوں کو ہٹاتا، بچاتا آگے بڑھا اور آخری حصہ میں دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔

میں نے کہا: اے عالم! میں مردِ مسافر ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں؟

اس نے کہا: ہاں اجازت ہے سوال کرو۔

میں نے کہا: کیا آپ کی آنکھیں ہیں؟

اس نے کہا: بیٹا! یہ کیسا سوال ہے؟ تم دیکھ بھی رہے ہو اور پھر یہ سوال کرتے ہو؟

میں نے کہا: میرا سوال ایسا ہی ہے۔

اس نے کہا: سوال ضرور کرو اگرچہ یہ احمقانہ ہے۔

میں نے کہا: جیسا بھی آپ جواب دیجئے (آپ کی مرضی ہے)۔

اس نے کہا: بہتر پوچھو۔

میں نے کہا: کیا آپ کی آنکھیں ہیں؟

اس نے: جی ہاں! ہیں۔

میں نے کہا: اس سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟

اس نے کہا: میں ان سے رنگ اور اجسام کو دیکھتا ہوں۔

میں نے کہا: آپ کی ناک بھی ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں ہے۔

میں نے کہا: آپ اس سے کیا کام لیتے ہیں؟

اس نے کہا: میں اس سے خوشبو اور بدبو سونگھتا ہوں۔
میں نے کہا: کیا آپ کے کان بھی ہیں؟
اس نے کہا: جی ہاں ہیں۔
میں نے کہا: ان سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟
اس نے کہا: میں ان سے آوازوں کو سنتا ہوں۔
میں نے کہا: آپ کی زبان ہے؟
اس نے کہا: جی ہاں ہے۔
میں نے کہا: اس سے کیا کام لیا جاتا ہے؟
اس نے کہا: اس سے کھانے کا ذائقہ معلوم ہوتا ہے۔
میں نے کہا: آپ کا دل بھی ہے؟
اس نے کہا: جی ہاں ہے۔
میں نے کہا: یہ کیا کام کرتا ہے؟
اس نے کہا: جب جوارح اور حواس پر کوئی چیز وارد ہوتی ہے تو اس کے ذریعے اس میں تمیز کی جاتی ہے۔

میں نے کہا: کیا یہ اعضاء و جوارح دل سے بے نیاز ہو سکتے ہیں؟
اس نے کہا: نہیں۔
میں نے کہا: کیوں جب کہ یہ سارے اعضاء و جوارح تندرست و سالم ہیں۔
اس نے کہا: اے نوجوان! یہ اعضاء و جوارح جب کسی چیز میں شک کرتے ہیں کہ انہوں نے سنی ہے یا دیکھی ہے یا چکھی ہے تو اس کو دل کی طرف پلٹا دیتے ہیں تا کہ وہ شک کو دور کرے۔
ہشام کا بیان ہے کہ میں نے اس سے کہا: گویا اللہ نے دل کو اعضا کا شک دور کرنے کے لیے قائم کیا ہے؟
اس نے کہا: ایسا ہی ہے۔
میں نے کہا: اے ابومروان! جب خدا نے تمہارے اعضا کو بھی بغیر امام کے نہیں چھوڑا تا کہ وہ ان کے صحیح کو صحیح رکھے اور جب ان میں شک پیدا ہو تو وہ یقین پیدا کرے تو اس نے اپنی تمام مخلوق کو ان کی حیرت، ان کے شک اور ان کے اختلاف کی حالت میں کیسے چھوڑ دیا اور ان کے لیے کوئی امام مقرر نہ کیا جو ان کے شک و حیرت کو دور کرے جبکہ اس نے تیرے اعضا کے لیے امام بنایا ہے کہ وہ تیری حیرت اور شک کو دور کرتا ہے؟

ہشام کیا بیان ہے کہ یہ سن کر وہ ساکت ہو گیا اور کوئی بات نہ کر سکا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: کیا تم ہشام بن الحکم ہو؟

میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: تو کیا ان کے مصاحبوں میں سے ہو؟

میں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

میں نے کہا: اہل کوفہ سے ہوں۔

اس نے کہا: بس پھر تم وہی ہو۔

پھر اس نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور اپنے پاس بٹھا لیا اور میں جب تک اس کی مجلس میں بیٹھا رہا وہ خاموش رہا یہاں تک کہ میں اُٹھ کھڑا ہوا۔

ہشام کا بیان ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام یہ سن کر ہنسے اور فرمایا: اے ہشام! یہ تمہیں کس نے سکھایا؟

میں نے عرض کیا: یہ تو آپؑ ہی سے اخذ کر کے ترتیب دیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہی (استدلال) حضراتِ ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ [۱]

بیان:

وصف المسألة بالحمقاء تجوز من قبيل نهاره صائم و ليله قائم

سوال کو لفظ "الحمقاء" سے متصف کرنا اسناد مجازی کی قبیل "نهاره صائم و ليله قائم" ۔ یعنی دن کو روزہ رکھنا اور رات کو قیام کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲] لیکن شیخ صدوق نے جو سند درج کی ہے وہ معتبر ہے اور الاحتجاج میں بھی ہے جو اس کی توثیق ہے (واللہ اعلم)

3/481 الكافى،١/١٧١/٤/١ على عَنْ أَبِيهِ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ

[۱] رجال الکشی: ۱/ ۲۷۱؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۴۰۵؛ المناقب: ۱/ ۲۴۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۴۰۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۲۴۳؛ علل الشرائع: ۱/ ۱۹۳؛ الاحتجاج: ۲/ ۳۶۷؛ بحار الانوار: ۵۸/ ۲۴۸ و ۲۳/ ۶؛ امالی صدوق: ۵۸۹؛ کمال الدین: ۱/ ۲۰۷؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۰۰؛ تقریب المعارف: ۵

[۲] مراۃ العقول: ۸۶۲/۲/۲

اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَوَرَدَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ اَلشَّامِ فَقَالَ إِنِّي رَجُلٌ صَاحِبُ كَلاَمٍ وَ فِقْهٍ وَ فَرَائِضَ وَ قَدْ جِئْتُ لِمُنَاظَرَةِ أَصْحَابِكَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَلاَمُكَ مِنْ كَلاَمِ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَوْ مِنْ عِنْدِكَ فَقَالَ مِنْ كَلاَمِ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مِنْ عِنْدِي فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَنْتَ إِذاً شَرِيكُ رَسُولِ اَللّٰهِ قَالَ لاَ قَالَ فَسَمِعْتَ اَلْوَحْيَ عَنِ اَللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ يُخْبِرُكَ قَالَ لاَ قَالَ فَتَجِبُ طَاعَتُكَ كَمَا تَجِبُ طَاعَةُ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ لاَ فَالْتَفَتَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَيَّ فَقَالَ يَا يُونُسَ بْنَ يَعْقُوبَ هَذَا قَدْ خَصَمَ نَفْسَهُ قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا يُونُسُ لَوْ كُنْتَ تُحْسِنُ اَلْكَلاَمَ كَلَّمْتَهُ قَالَ يُونُسُ فَيَا لَهَا مِنْ حَسْرَةٍ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي سَمِعْتُكَ تَنْهَى عَنِ اَلْكَلاَمِ وَ تَقُولُ وَيْلٌ لِأَصْحَابِ اَلْكَلاَمِ يَقُولُونَ هَذَا يَنْقَادُ وَ هَذَا لاَ يَنْقَادُ وَ هَذَا يَنْسَاقُ وَ هَذَا لاَ يَنْسَاقُ وَ هَذَا نَعْقِلُهُ وَ هَذَا لاَ نَعْقِلُهُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّمَا قُلْتُ فَوَيْلٌ لَهُمْ إِنْ تَرَكُوا مَا أَقُولُ وَ ذَهَبُوا إِلَى مَا يُرِيدُونَ ثُمَّ قَالَ لِي اُخْرُجْ إِلَى اَلْبَابِ فَانْظُرْ مَنْ تَرَى مِنَ اَلْمُتَكَلِّمِينَ فَأَدْخِلْهُ قَالَ فَأَدْخَلْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَعْيَنَ وَ كَانَ يُحْسِنُ اَلْكَلاَمَ وَ أَدْخَلْتُ اَلْأَحْوَلَ وَ كَانَ يُحْسِنُ اَلْكَلاَمَ وَ أَدْخَلْتُ هِشَامَ بْنَ سَالِمٍ وَ كَانَ يُحْسِنُ اَلْكَلاَمَ وَ أَدْخَلْتُ قَيْسَ بْنَ اَلْمَاصِرِ وَ كَانَ عِنْدِي أَحْسَنَهُمْ كَلاَماً وَ كَانَ قَدْ تَعَلَّمَ اَلْكَلاَمَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَلَمَّا اِسْتَقَرَّ بِنَا اَلْمَجْلِسُ وَ كَانَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَبْلَ اَلْحَجِّ يَسْتَقِرُّ أَيَّاماً فِي جَبَلٍ فِي طَرَفِ اَلْحَرَمِ فِي فَازَةٍ لَهُ مَضْرُوبَةٍ قَالَ فَأَخْرَجَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ رَأْسَهُ مِنْ فَازَتِهِ فَإِذَا هُوَ بِبَعِيرٍ يَخُبُّ فَقَالَ هِشَامٌ وَ رَبِّ اَلْكَعْبَةِ قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّ هِشَاماً رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ عَقِيلٍ كَانَ شَدِيدَ اَلْمَحَبَّةِ لَهُ قَالَ فَوَرَدَ هِشَامُ بْنُ اَلْحَكَمِ وَ هُوَ أَوَّلَ مَا اِخْتَطَّتْ لِحْيَتُهُ وَ لَيْسَ فِينَا إِلاَّ مَنْ هُوَ أَكْبَرُ سِنّاً مِنْهُ قَالَ فَوَسَّعَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَالَ نَاصِرُنَا بِقَلْبِهِ وَ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ ثُمَّ قَالَ يَا حُمْرَانُ كَلِّمِ اَلرَّجُلَ فَكَلَّمَهُ فَظَهَرَ عَلَيْهِ حُمْرَانُ ثُمَّ قَالَ يَا طَاقِيُّ كَلِّمْهُ فَكَلَّمَهُ فَظَهَرَ عَلَيْهِ اَلْأَحْوَلُ ثُمَّ قَالَ يَا هِشَامَ بْنَ سَالِمٍ كَلِّمْهُ فَتَعَارَفَا ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِقَيْسٍ اَلْمَاصِرِ كَلِّمْهُ فَكَلَّمَهُ فَأَقْبَلَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَضْحَكُ مِنْ كَلاَمِهِمَا مِمَّا قَدْ أَصَابَ اَلشَّامِيَّ فَقَالَ لِلشَّامِيِّ كَلِّمْ هَذَا اَلْغُلاَمَ يَعْنِي هِشَامَ بْنَ

اَلْحَكَمِ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ لِهِشَامٍ يَا غُلاَمُ سَلْنِي فِي إِمَامَةِ هَذَا فَغَضِبَ هِشَامٌ حَتَّى ارْتَعَدَ ثُمَّ قَالَ لِلشَّامِيِّ يَا هَذَا أَ رَبُّكَ أَنْظَرُ لِخَلْقِهِ أَمْ خَلْقُهُ لِأَنْفُسِهِمْ فَقَالَ اَلشَّامِيُّ بَلْ رَبِّي أَنْظَرُ لِخَلْقِهِ قَالَ فَفَعَلَ بِنَظَرِهِ لَهُمْ مَا ذَا قَالَ أَقَامَ لَهُمْ حُجَّةً وَ دَلِيلاً كَيْلاَ يَتَشَتَّتُوا أَوْ يَخْتَلِفُوا يَتَأَلَّفُهُمْ وَ يُقِيمُ أَوَدَهُمْ وَ يُخْبِرُهُمْ بِفَرْضِ رَبِّهِمْ قَالَ فَمَنْ هُوَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ هِشَامٌ فَبَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ اَلْكِتَابُ وَ اَلسُّنَّةُ قَالَ هِشَامٌ فَهَلْ نَفَعَنَا اَلْيَوْمَ اَلْكِتَابُ وَ اَلسُّنَّةُ فِي رَفْعِ اَلاِخْتِلاَفِ عَنَّا قَالَ اَلشَّامِيُّ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ اِخْتَلَفْنَا أَنَا وَ أَنْتَ وَ صِرْتَ إِلَيْنَا مِنَ اَلشَّامِ فِي مُخَالَفَتِنَا إِيَّاكَ قَالَ فَسَكَتَ اَلشَّامِيُّ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِلشَّامِيِّ مَا لَكَ لاَ تَتَكَلَّمُ قَالَ اَلشَّامِيُّ إِنْ قُلْتُ لَمْ نَخْتَلِفْ كَذَبْتُ وَ إِنْ قُلْتُ إِنَّ اَلْكِتَابَ وَ اَلسُّنَّةَ يَرْفَعَانِ عَنَّا اَلاِخْتِلاَفَ أَبْطَلْتُ لِأَنَّهُمَا يَحْتَمِلاَنِ اَلْوُجُوهَ وَ إِنْ قُلْتُ قَدِ اِخْتَلَفْنَا وَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا يَدَّعِي اَلْحَقَّ فَلَمْ يَنْفَعْنَا إِذَنِ اَلْكِتَابُ وَ اَلسُّنَّةُ إِلاَّ أَنَّ لِي عَلَيْهِ هَذِهِ اَلْحُجَّةَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سَلْهُ تَجِدْهُ مَلِيّاً فَقَالَ اَلشَّامِيُّ يَا هَذَا مَنْ أَنْظَرُ لِلْخَلْقِ أَ رَبُّهُمْ أَوْ أَنْفُسُهُمْ فَقَالَ هِشَامٌ رَبُّهُمْ أَنْظَرُ لَهُمْ مِنْهُمْ لِأَنْفُسِهِمْ فَقَالَ اَلشَّامِيُّ فَهَلْ أَقَامَ لَهُمْ مَنْ يَجْمَعُ لَهُمْ كَلِمَتَهُمْ وَ يُقِيمُ أَوَدَهُمْ وَ يُخْبِرُهُمْ بِحَقِّهِمْ مِنْ بَاطِلِهِمْ قَالَ هِشَامٌ فِي وَقْتِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَوِ اَلسَّاعَةِ قَالَ اَلشَّامِيُّ فِي وَقْتِ رَسُولِ اَللَّهِ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلسَّاعَةِ مَنْ فَقَالَ هِشَامٌ هَذَا اَلْقَاعِدُ اَلَّذِي تُشَدُّ إِلَيْهِ اَلرِّحَالُ وَ يُخْبِرُنَا بِأَخْبَارِ اَلسَّمَاءِ وَ اَلْأَرْضِ وِرَاثَةً عَنْ أَبٍ عَنْ جَدٍّ قَالَ اَلشَّامِيُّ فَكَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ ذَلِكَ قَالَ هِشَامٌ سَلْهُ عَمَّا بَدَا لَكَ قَالَ اَلشَّامِيُّ قَطَعْتَ عُذْرِي فَعَلَيَّ اَلسُّؤَالُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا شَامِيُّ أُخْبِرُكَ كَيْفَ كَانَ سَفَرُكَ وَ كَيْفَ كَانَ طَرِيقُكَ كَانَ كَذَا وَ كَذَا فَأَقْبَلَ اَلشَّامِيُّ يَقُولُ صَدَقْتَ أَسْلَمْتُ لِلَّهِ اَلسَّاعَةَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَلْ آمَنْتَ بِاللَّهِ اَلسَّاعَةَ إِنَّ اَلْإِسْلاَمَ قَبْلَ اَلْإِيمَانِ وَ عَلَيْهِ يَتَوَارَثُونَ وَ يَتَنَاكَحُونَ وَ اَلْإِيمَانُ عَلَيْهِ يُثَابُونَ فَقَالَ اَلشَّامِيُّ صَدَقْتَ فَأَنَا اَلسَّاعَةَ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَنَّكَ وَصِيُّ اَلْأَوْصِيَاءِ ثُمَّ اِلْتَفَتَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى حُمْرَانَ فَقَالَ تُجْرِي اَلْكَلاَمَ عَلَى اَلْأَثَرِ فَتُصِيبُ وَ اِلْتَفَتَ إِلَى

هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ فَقَالَ تُرِيدُ ٱلْأَثَرَ وَ لاَ تَعْرِفُهُ ثُمَّ اِلْتَفَتَ إِلَى ٱلْأَحْوَلِ فَقَالَ قَيَّاسٌ رَوَّاغٌ تَكْسِرُ بَاطِلاً بِبَاطِلٍ إِلاَّ أَنَّ بَاطِلَكَ أَظْهَرُ ثُمَّ اِلْتَفَتَ إِلَى قَيْسٍ ٱلْمَاصِرِ فَقَالَ تَتَكَلَّمُ وَ أَقْرَبُ مَا تَكُونُ مِنَ ٱلْخَبَرِ عَنْ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَبْعَدُ مَا تَكُونُ مِنْهُ تَمْزُجُ ٱلْحَقَّ مَعَ ٱلْبَاطِلِ وَ قَلِيلُ ٱلْحَقِّ يَكْفِي عَنْ كَثِيرِ ٱلْبَاطِلِ أَنْتَ وَ ٱلْأَحْوَلُ قَفَّازَانِ حَاذِقَانِ قَالَ يُونُسُ فَظَنَنْتُ وَ ٱللَّهِ أَنَّهُ يَقُولُ لِهِشَامٍ قَرِيباً مِمَّا قَالَ لَهُمَا ثُمَّ قَالَ يَا هِشَامُ لاَ تَكَادُ تَقَعُ تَلْوِي رِجْلَيْكَ إِذَا هَمَمْتَ بِالْأَرْضِ طِرْتَ مِثْلُكَ فَلْيُكَلِّمِ ٱلنَّاسَ فَاتَّقِ ٱلزَّلَّةَ وَ ٱلشَّفَاعَةُ مِنْ وَرَائِهَا إِنْ شَاءَ ٱللَّهُ.

(ترجمہ) یونس بن یعقوب سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں ایک روز حاضر تھا کہ ایک شامی آیا اور کہنے لگا: میں شام کا رہنے والا ہوں اور علمِ کلام وفقہ وفرائض کا عالم ہوں، اس لیے آیا ہوں کہ آپؑ کے اصحاب سے مناظرہ کروں۔

آپؑ نے فرمایا: تیرا کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے ہوگا یا تیری اپنی طرف سے ہوگا۔

اس نے کہا: کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہوگا اور کچھ میری طرف سے ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا: تو اس صورت میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک بن گیا۔

اس نے کہا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تو نے اللہ کی وحی سنی ہے جس نے تجھے خبر دی ہے؟

اس نے کہا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تو کیا تیری اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی طرح واجب ہے؟

اس نے کہا: نہیں۔

پس آپؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے یونس بن یعقوب! اس نے مکالمہ سے پہلے ہی اپنے آپ کو ملزم بنا لیا ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے یونس! اگر تم کلام میں اچھے ہو (ماہر ہو) تو اس سے بات کرلو۔

یونس نے کہا: ہائے افسوس۔

اور پھر میں نے عرض کیا: میں نے سنا ہے کہ آپؑ نے کلام سے منع فرمایا ہے اور آپؑ نے فرمایا ہے کہ اصحاب کلام کے لیے افسوس ہے جو کہتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے، یہ نتیجہ دیتا ہے اور یہ نہیں دیتا، یہ میری سمجھ میں آتا ہے اور یہ میری سمجھ ہی نہیں آتا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے کہا ہے کہ ان کے لیے ویل ہے کہ اگر یہ ہمارے قول کو چھوڑ کر اس کی طرف جائیں جس کا وہ ارادہ کرتے ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے یونس! باہر دروازے پر جاؤ اور جو متکلمین میں سے نظر آئے اس کو بلاؤ۔

یونس کا بیان ہے کہ میں نے حمران بن اعین کو بلایا جو علم کلام میں بہت اچھا تھا، احول کو بلایا وہ بھی علم کلام میں اچھا تھا اور ہشام بن سالم کو بلایا وہ بھی علم کلام میں مضبوط تھا اور پھر میں نے قیس بن ماصر کو بلایا کہ جس کے بارے میں میرا عقیدہ تھا کہ وہ علم کلام میں ماہر ہے اور اس نے علم کلام حضرت امام علی بن حسین علیہما السلام سے حاصل کیا تھا۔ جب محفل ومجلس برپا ہوگئی اور سارے جمع ہو گئے اور یہ حج سے قبل کا زمانہ تھا اور امام ابوعبداللہ علیہ السلام حرم کی ایک طرف پہاڑ پر خیمہ لگائے ہوئے تھے اور آپؑ حج سے قبل چند ایام کے لیے اس میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ پس حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس خیمہ سے سر باہر نکال کر دیکھا تو دوگامہ چلتا ہوا ایک اونٹ نظر آیا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم! وہ ہشام آ گیا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ہمارا گمان ہے کہ ہشام اولادِ عقیل میں سے ہے جو آپ اس سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔ ہشام آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس کی ابھی ابتداء جوانی تھی اور اس کی داڑھی ابھی کامل نہیں ہوئی تھی اور وہ ہم میں سے کسی سے بھی سن وسال میں بڑا نہیں تھا۔ امام علیہ السلام نے محفل میں اس کے لیے جگہ بنائی اور فرمایا: یہ وہ ہے جو دل، زبان اور ہاتھوں سے ہماری مدد کرتا ہے اور اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے حمران! اس شامی مرد سے بات کرو۔

پس حمران نے اس کے ساتھ بحث کی اور حمران اس پر غالب آ گئے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے طاقی! اب تم اس شامی سے بحث کرو۔

پس اس نے بھی بحث کی اور وہ بھی اس شامی پر غالب آ گیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے ہشام بن سالم! اب اس سے تم بحث کرو۔ تو ہشام نے بھی بحث کی اور دونوں نے خوب بحث کی۔ اس کے بعد آپؑ نے قیس بن ماصر سے فرمایا: اے قیس! تم بھی اس سے بحث کرو۔ تو قیس بھی بحث میں وارد ہوا اور جب وہ بحث کر رہا تھا تو آپ علیہ السلام مسکرا رہے تھے کیونکہ شامی کو گفتگو خوب لگ رہی تھی۔

پھر آپؑ نے شامی سے فرمایا: اے شامی! اب تم اس نوجوان یعنی ہشام بن سالم سے بحث کرو گے۔

شامی نے کہا: ہاں۔

پس شامی نے ہشام سے کہا: اے جوان! آپ مجھ سے اس کی امامت کے بارے میں سوال کریں۔ تو ہشام اس پر غصہ میں آ گیا یہاں تک کہ وہ غصہ میں کانپنا شروع ہوگیا۔ پھر شامی سے کہا: کیا تیرا رب مخلوق کے لیے بہتر اندیشہ وفکر کرے گا یا

مخلوق خود اپنے لیے اچھا کرے گی؟

شامی نے کہا: خدا اپنی مخلوق کے حق میں زیادہ بہتر انجام دے گا اور بہتر فکر کرے گا۔

ہشام نے کہا: خدا نے لوگوں کے لیے کیا کیا ہے؟

شامی نے کہا: اس نے لوگوں کے لیے دلیل و حجت قائم کی ہے تاکہ وہ متفرق نہ ہوں اور ان میں اختلاف نہ ہو جائے اور وہ ان کو متحد رکھے، ان کے درمیان الفت محبت پیدا کرے اور ان کے درمیان ناہمواری کو ہموار کرے اور ان کو خدا کے قانون واحکام سے آگاہ کرے۔

ہشام نے کہا: وہ حجت و دلیل کون ہے؟

شامی نے کہا: رسول خدا ہیں۔

ہشام نے کہا: رسول خداؐ کے جانے کے بعد کون ہے؟

شامی نے کہا: قرآن وسنت ہیں۔

شام نے کہا: کیا آج کے دور میں ہمارے درمیان موجود اختلاف کو دور کرنے میں قرآن وسنت کافی ہیں اور فائدہ مند ہیں۔

شامی نے کہا: ہاں۔

ہشام نے کہا: پھر کیا وجہ ہے کہ میں اور تو اختلاف کر رہے ہیں اور اسی اختلاف کا اثر ہے کہ تو شام سے یہاں مباحثہ کرنے آیا ہے۔

شامی خاموش ہو گیا۔

امامؑ نے فرمایا: اے شامی! بات کیوں نہیں کرتے۔

شامی نے کہا: اگر کہتا ہوں کہ قرآن وسنت ہمارے اختلاف کو دور کرتے ہیں تو غلط کہوں گا کیونکہ قرآن وسنت کی عبارات مختلف معانی رکھتی ہیں اور اگر میں کہتا ہوں کہ ہمارے درمیان اختلاف موجود ہے اور ہر ایک اپنے حق ہونے کا دعوی کر رہا ہے تو پھر قرآن وسنت اختلاف دور کرنے میں فائدہ مند نہیں ہیں۔ یقیناً اس پر استدلال میرے خلاف حجت ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے شامی! اب یہی سوال تم ہم سے کرو تاکہ تجھے معلوم ہو جائے وہ کس قدر سرشار ہے۔

شامی نے کہا: مخلوق کے لیے زیادہ بہتر اندیشہ فکر کون کرے گا؟

ہشام نے کہا: اللہ اپنی مخلوق کے لیے زیادہ ان کی نسبت غور و فکر کرنے والا ہے۔

شامی نے کہا: کیا اس نے اپنی مخلوق کے لیے کوئی حجت و دلیل قرار دی ہے جو ان کو حق پر جمع کرے اور متحد رکھے اور

ان کے درمیان الفت ومحبت کو ایجاد کرے اور ان کو حق وباطل سے خبردار کرے اور دونوں کے درمیان تمیز وفرق کرے؟

ہشام نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے وقت میں بتاوں یا اب؟

شامی نے کہا: اب کے لئے بتاو۔

ہشام نے کہا: اب حجت خدا یہ ہیں جو تیرے سامنے بیٹھے ہیں۔ لوگ آ کر انہی سے زمین وآسمان کی خبریں معلوم کرتے ہیں۔ یہ اپنے باپ دادا علیھم السلام کے علوم کے وارث ہیں۔

اس نے کہا: میں اس کو کیسے مان سکتا ہوں؟

ہشام نے کہا: جو تیرا دل چاہے ان سے سوال کر لے۔

شامی نے کہا: تم نے میرا عذر قطع کر دیا ہے پس اب مجھے ان (امامؑ) سے سوال کرنا ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اے شامی! کیا میں تجھے تیرے سفر کے حالات بتا دوں کہ یہ واقعات تجھے راستے میں پیش آئے۔ پس شامی نے قبول کر لیا۔

شامی نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ میں اب اللہ پر اسلام لے آتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: بلکہ تو اس وقت اللہ پر ایمان لے آیا ہے کیونکہ اسلام قبل ایمان ہے، اسلام لانے کے بعد میراث ملتی ہے، مناکحت صحیح ہوتی ہے اور ایمان کے بعد اعمال کا ثواب ملتا ہے۔

شامی نے کہا: آپؑ نے سچ فرمایا۔

پھر اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپؑ ان کے اوصیاء میں سے ہیں۔

پھر آپؑ حمران کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا: تم نے اپنے کلام میں آثار (احادیث) کا سہارا لیا اور حق تک پہنچے ہو۔ پھر ہشام بن سالم کی طرف توجہ کی اور فرمایا: تم احادیث کو چاہتے ہو مگر اس کی پہچان نہیں کرتے۔

پھر احول سے فرمایا: اے احول! تم نے قیاس سے کام لیا اور باطل کو باطل سے توڑا لیکن تمہارا باطل زیادہ ظاہر تھا۔

پھر قیس بن ماصر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا: اے قیس! تم چاہتے ہو کہ احادیث رسول ﷺ سے زیادہ قریب ہو جاو مگر تم اس سے دور چلے جاتے ہو اور حق کو باطل سے ملا دیتے ہو بہر حال کم حق کثیر باطل پر بھی غالب آتا ہے اور تم اور احول ایک شاخ سے دوسری شاخ پر پرواز کرتے ہو۔

یونس نے کہا: میرا گمان یہ تھا کہ ہشام کے بارے میں بھی کچھ ایسا ہی فرمائیں گے جیسا کہ ان دونوں کے بارے میں فرمایا ہے لیکن آپؑ نے فرمایا: اے ہشام! تم کبھی مغلوب نہیں ہو گے اور تمہارے قدم زمین پر نہیں آتے اور جب تم زمین پر

آتے ہوتو پھر پرواز کرنے لگتے ہو پس تمہارے جیسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے کلام کرے اور لغزش سے بچو اور ہماری شفاعت اسی کے پیچھے ہوگی ان شاء اللہ۔ [1]

بیان:

﴿هذا ينقاد و هذا لا ينقاد إشارة إلى ما يقوله أهل المناظرة في مجادلاتهم سلمنا هذا و لكن لا نسلم ذلك و هذا ينساق و هذا لا ينساق إشارة إلى قولهم للخصم أن يقول كذا و ليس له أن يقول كذا إن تركوا ما أقول و ذهبوا إلى ما يريدون أي تركوا ما ثبت منا و صح نقله عنا من مسائل الدين و أخذوا بآرائهم فيها فنصروها بمثل هذه المجادلات و الأحول هو أبو جعفر محمد بن النعمان الملقب بالطاقي و مؤمن الطاق و الفازة الخيمة الصغيرة و الخبب بالخاء المعجمة و الموحدتين ضرب من العدو فقال هشام يعني هذا الراكب هشام فظننا أن هشاما رجل أي ظننا أنه يريد بقوله هشام ذلك الرجل ناصرنا أي هو ناصرنا فظهر عليه غلبة فتعاركا لم يغلب أحدهما على الآخر في إمامة هذا يعني أبا عبد الله ع كأنه أساء أدب الإمام ع أو استهزأ بهشام و لهذا غضب كيلا يتشتتوا يتفرقوا أودهم اعوجاجهم هذه الحجة يعني الحجة التي كانت له على يشد إليه الرحال كناية عن إتيان الناس إليه من كل فج و إقبالهم عليه في مواسم الحج و الرحل مركب البعير و ما يصحبه الإنسان من الأثاث تجري الكلام على الأثر أي تتبع كلامك ما وصل إليك من الأخبار تريد الأثر أي الخبر قياس على صيغة المبالغة أي أنت كثير القياس و كذلك رواغ بإهمال أوله و إعجام آخره أي كثير الروغان و هو ما يفعله الثعلب من المكر و الحيل و يقال للمصارعة أيضا و أقرب ما تكون من الخبر عن رسول الله ص أبعد ما تكون منه أي إذا قربت من الاستشهاد بحديث نبوي و أمكنك أن تتشبث به تركته و أخذت أمرا آخر بعيدا من مطلوبك و القفاز بالقاف ثم الفاء ثم الزاي الوثاب تلوي رجليك يعني مع أنك لا تكاد تقع تلوي رجليك كأنك تكاد تقع إذا هممت بالأرض أي إذا صرت كأنك تكاد تقع طرت أي قمت منتصبا قياما سريعا رفيعا يشبه الطيران و في الكلام استعارات و ترشيحات﴾

"هذا ينقاد و هذا لا ينقاد" یہ اشارہ اس قول کی طرف ہے جسے اہل مناظرہ اپنے مجادلوں میں کہتے ہیں کہ: ہم نے اس کو تسلیم کیا اور لیکن فلاں کو تسلیم نہیں کر سکتے۔

"و هذا ساق و هذا لا ينساق" یہ قول اشارہ ہے اہل مناظرہ کے قول کی طرف کہ اپنے مقابلے والے آدمی کو

[1] اعلام الوریٰ: ۵۲۹؛ بحارالانوار: ۲۳/ ۹ و ۴۸/ ۲۰۳؛ الاحتجاج: ۲/ ۳۶۴؛ الارشاد: ۲/ ۱۹۴؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۲۶۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۱۷۳؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۳۸۵؛ المناقب: ۴/ ۲۴۳

کہتے ہیں کہ: یوں کہنا چاہیئے اور اس کو ایسا نہ کہنا چاہیے۔

''ان ترکوا ما أقول و ذهبوا الی ما یریدون''یعنی اُنہوں نے ہم سے ثابت شدہ اور ہم سے صحیح طور پر منقول دینی مسائل کو چھوڑ دیا اور ان دینی مسائل میں وہ اپنی آراء سے مستمسک ہوگے: اس کو ترک کرتے ہیں جو ہم سے ثابت ہے اور ہم سے دین کے مسائل کو نقل کرنا صحیح جانتے ہیں اور ان میں اپنی رائے کو لیتے ہیں۔

بس اس جیسے مجادلوں کی طرح ان کی نصرت کرو۔

والاحول: ابوجعفر محمد بن النعمان ہے جس کا لقب ہے''الطاق''اور''مومن الطاق ہے''اور''الفازۃ''یعنی چھوٹا خیمہ اور''الخبب''خاء اور دو با کے ساتھ، دوڑنے کی قسم (گھوڑے یا اونٹ کا دوگامہ چلنا، ایک طرف کے دو پیر ساتھ اُٹھا کر چلنا)

''فقال هشام''یعنی: یہ اونٹ پر سوار ھشام ہے۔

''فظننا ان هشام رجلا''یعنی: ہم نے گمان کیا بتحقیق امامؑ نے اپنے قول سے فرمایا کہ ھشام ارادہ رکھتے ہیں اس خاص مرد کا۔

''ناصرنا''یعنی: ھشام ہمارا مدد کرنے والا ہے۔

''فظهر علیه''یعنی: اس پر غالب ہوا۔

''فتعارکا''دونوں برابر ہوئے، کوئی بھی ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا۔

''فی امامة هذا''یعنی: امام صادق ابوعبداللہ علیہ السلام، گو یا اس نے امام علیہ السلام کی بارگاہ میں سوءادب کو استعمال کیا اور ھشام کا مذاق اڑایا، اور اس لیئے وہ غضبناک ہوا۔

''کیلا یتشتتوا''شتی سے یعنی: مختلف ومتفرق، یعنی متفرق ہونا۔

''اودهم''ان کا ٹیڑھاپن۔

''هذه الحجة''یعنی: وہ دلیل اور حجت جو اس کے فائدے اور میرے نقصان میں ہے۔

''یشد الیه الرحال''ان کے طرف لوگوں کے ہر طرف سے آنے اور حج کی موسموں میں ان کی طرف رخ کرنے اور ان کو قبول کرنے کی طرف یہ کنایہ ہے۔

''الرحل''اونٹ کی سواری اور جو کچھ اس پر لاد کر لاتے ہیں۔

''تجری الکلام علی الاثر''یعنی: کلام کو ایسے جاری رکھو جس طرح تمہارے پاس روایات پہنچی ہیں۔

''ترید الاثر''اثر یعنی: روایت، حدیث۔

''قیاس''صیغہ مبالغہ ہے'یا' کی'شد' کے ساتھ،یعنی تو بہت زیادہ قیاس کرنے والا ہے۔

''رواغ''''را' کے اور'غین' کے ساتھ یعنی لومڑی کی طرح میٹھے بول بول کر مکر و حیلے کرنے والا۔

''وأقرب ما تكون من الخبر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أبعد ما تكون منه''

یعنی: جب تم رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے اپنے دعویٰ پر دلیل لاتے ہو اور حدیث نبویؐ کے ساتھ ان کی گواہی کے قریب بنو، اور ممکن ہے تم چپکا رہے ہو اس چیز کو جو ترک شدہ ہے اور لیا ہے اس دوسرے امر کو جو تیرے مطلوب سے دور ہے۔

''والقفار''''قاف' اور'ز' کے ساتھ، اچھلنے والا۔

''تلوی رجلیك''اپنے پاؤں یا ٹانگیں جمع کرنا۔

''إذا همست بالارض''یعنی: ایسا ہونا کہ جیسے زمین پر پڑے رہنا ہے۔

''طرت''یعنی تم سیدھے کھڑے ہو جاتے ہو، اتنا جلدی اور بلند کھڑے ہوتے ہو جو پرندوں کی اُڑان سے شباہت رکھتا ہے۔اور کلام (حدیث) میں چند استعارات و ترشیحات کا استعمال ہوا ہے

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے[1] لیکن معتبر ہے کیونکہ الاحتجاج میں ہے (واللہ اعلم)

4/482 الكافي،١/١٨٨/١/١٥/١ النيسابوريان عن صفوان عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ اَللَّهَ أَجَلُّ وَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يُعْرَفَ بِخَلْقِهِ بَلِ اَلْخَلْقُ يُعْرَفُونَ بِاللَّهِ قَالَ صَدَقْتَ قُلْتُ إِنَّ مَنْ عَرَفَ أَنَّ لَهُ رَبّاً فَقَدْ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَعْرِفَ أَنَّ لِذَلِكَ اَلرَّبِّ رِضًا وَ سَخَطاً وَ أَنَّهُ لاَ يُعْرَفُ رِضَاهُ وَ سَخَطُهُ إِلاَّ بِوَحْيٍ أَوْ رَسُولٍ فَمَنْ لَمْ يَأْتِهِ اَلْوَحْيُ فَيَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَطْلُبَ اَلرُّسُلَ فَإِذَا لَقِيَهُمْ عَرَفَ أَنَّهُمُ اَلْحُجَّةُ وَ أَنَّ لَهُمُ اَلطَّاعَةَ اَلْمُفْتَرَضَةَ فَقُلْتُ لِلنَّاسِ أَلَيْسَ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ هُوَ اَلْحُجَّةَ مِنَ اَللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ قَالُوا بَلَى قُلْتُ فَحِينَ مَضَى صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ كَانَ اَلْحُجَّةَ قَالُوا اَلْقُرْآنُ فَنَظَرْتُ فِي اَلْقُرْآنِ فَإِذَا هُوَ يُخَاصِمُ بِهِ اَلْمُرْجِئُ وَ اَلْقَدَرِيُّ وَ اَلزِّنْدِيقُ اَلَّذِي لاَ يُؤْمِنُ بِهِ حَتَّى يَغْلِبَ اَلرِّجَالَ بِخُصُومَتِهِ فَعَرَفْتُ أَنَّ اَلْقُرْآنَ لاَ يَكُونُ حُجَّةً إِلاَّ بِقَيِّمٍ فَمَا قَالَ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ كَانَ حَقّاً فَقُلْتُ لَهُمْ مَنْ قَيِّمُ اَلْقُرْآنِ

---

[1] مراۃ العقول:۲/۲۷۶

قَالُوا اِبْنُ مَسْعُودٍ قَدْ كَانَ يَعْلَمُ وَ عُمَرُ يَعْلَمُ وَ حُذَيْفَةُ يَعْلَمُ قُلْتُ كُلَّهُ قَالُوا لاَ فَلَمْ أَجِدْ أَحَداً يُقَالُ إِنَّهُ يَعْلَمُ اَلْقُرْآنَ كُلَّهُ إِلاَّ عَلِيّاً صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ وَ إِذَا كَانَ اَلشَّيْءُ بَيْنَ اَلْقَوْمِ فَقَالَ هَذَا لاَ أَدْرِي وَ قَالَ هَذَا لاَ أَدْرِي وَ قَالَ هَذَا لاَ أَدْرِي وَ قَالَ هَذَا أَنَا أَدْرِي فَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ قَيِّمَ اَلْقُرْآنِ وَ كَانَتْ طَاعَتُهُ مُفْتَرَضَةً وَ كَانَ اَلْحُجَّةَ عَلَى اَلنَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَنَّ مَا قَالَ فِي اَلْقُرْآنِ فَهُوَ حَقٌّ فَقَالَ رَحِمَكَ اَللَّهُ فَقُلْتُ إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمْ يَذْهَبْ حَتَّى تَرَكَ حُجَّةً مِنْ بَعْدِهِ كَمَا تَرَكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَنَّ اَلْحُجَّةَ بَعْدَ عَلِيٍّ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ أَشْهَدُ عَلَى اَلْحَسَنِ أَنَّهُ لَمْ يَذْهَبْ حَتَّى تَرَكَ حُجَّةً مِنْ بَعْدِهِ كَمَا تَرَكَ أَبُوهُ وَ جَدُّهُ وَ أَنَّ اَلْحُجَّةَ بَعْدَ اَلْحَسَنِ اَلْحُسَيْنُ وَ كَانَتْ طَاعَتُهُ مُفْتَرَضَةً فَقَالَ رَحِمَكَ اَللَّهُ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ وَ قُلْتُ وَ أَشْهَدُ عَلَى اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ لَمْ يَذْهَبْ حَتَّى تَرَكَ حُجَّةً مِنْ بَعْدِهِ ' عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ وَ كَانَتْ طَاعَتُهُ مُفْتَرَضَةً فَقَالَ رَحِمَكَ اَللَّهُ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ وَ قُلْتُ وَ أَشْهَدُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ أَنَّهُ لَمْ يَذْهَبْ حَتَّى تَرَكَ حُجَّةً مِنْ بَعْدِهِ' مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَبَا جَعْفَرٍ وَ كَانَتْ طَاعَتُهُ مُفْتَرَضَةً فَقَالَ رَحِمَكَ اَللَّهُ قُلْتُ أَعْطِنِي رَأْسَكَ حَتَّى أُقَبِّلَهُ فَضَحِكَ قُلْتُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَبَاكَ لَمْ يَذْهَبْ حَتَّى تَرَكَ حُجَّةً مِنْ بَعْدِهِ كَمَا تَرَكَ أَبُوهُ وَ أَشْهَدُ بِاللَّهِ أَنَّكَ أَنْتَ اَلْحُجَّةُ وَ أَنَّ طَاعَتَكَ مُفْتَرَضَةٌ فَقَالَ كُفَّ رَحِمَكَ اَللَّهُ قُلْتُ أَعْطِنِي رَأْسَكَ أُقَبِّلْهُ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ فَضَحِكَ وَ قَالَ سَلْنِي عَمَّا شِئْتَ فَلاَ أُنْكِرُكَ بَعْدَ اَلْيَوْمِ أَبَداً.

ترجمہ: منصور بن حازم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند و برتر ہے کہ اپنی مخلوق سے پہچانی جائے بلکہ مخلوق اللہ سے پہچانی جاتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے۔

میں نے عرض کیا: جو یہ جان لے کہ اس کا رب ہے تو اس کو یہ بھی جاننا چاہیے کہ اس کے لیے رضا و غضب ہے اور اس کو پتہ نہیں چلتا مگر وحی سے یا پیامبر سے۔ پس جس کے پاس وحی نہ آئے اس کو چاہیے کہ رسولوں کو تلاش کرے اور جب ان سے ملے تو ان کے حجت ہونے کی معرفت حاصل کرے اور یہ سمجھے کہ ان کی اطاعت فرض ہے۔ پس میں نے لوگوں سے کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے اس کی مخلوق پر حجت تھے؟

انھوں نے کہا: بے شک۔

میں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تب کون حجت تھا؟
انھوں نے کہا: قرآن۔
میں نے کہا: میں نے قرآن کے متعلق غور کیا تو میں نے دیکھا کہ اسی سے مناظرہ میں مرجیہ، قدریہ اور لا مذہب دلیل لاتے ہیں اور قرآن پر ایمان بھی نہیں رکھتے اور اپنی دلیلوں سے لوگوں پر غالب آ جاتے ہیں۔ پس میں نے سمجھ لیا کہ قرآن حجت نہیں ہے مگر اپنے عالم کے ساتھ تا کہ جو کچھ وہ اس کے بارے میں کہے سچ ہو۔
میں نے ان لوگوں سے پوچھا: قرآن کا عالم کون ہے؟
انھوں نے کہا: ابن مسعود عالم تھے، عمرو عالم تھے، حذیفہ عالم تھے۔
میں نے کہا: کیا کل قرآن کے عالم تھے؟
اُنھوں نے کہا: نہیں۔
میں نے کہا: میں نے تو کسی کو کبھی کہتے نہیں سنا کہ کوئی کل قرآن کا عالم ہے سوائے حضرت علی علیہ السلام کے۔ جب قوم میں کوئی مسئلہ الجھتا ہے تو ایک کہتا ہے میں نہیں جانتا، دوسرا کہتا ہے میں نہیں جانتا مگر حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں میں جانتا ہوں۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام قرآن کے عالم ہیں اور ان کی اطاعت فرض ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں پر حجت ہیں اور قرآن کے متعلق جو کچھ اُنھوں نے بتایا وہ زیادہ حق ہے اور وہ دُنیا سے نہیں گئے جب تک کہ اپنے بعد رسول اللہ ﷺ کی حجت کو قائم نہیں کر دیا۔ چنانچہ ان کے بعد حجت خدا حسن بن علی علیہما السلام ہوئے اور جب وہ دنیا سے جانے لگے تو اپنے باپ اور جد کی طرح اُنھوں نے حسین بن علی علیہما السلام کو حجت چھوڑا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اُنھوں نے اپنے بعد علی بن الحسین علیہما السلام کو حجت چھوڑا اور ان کی اطاعت فرض ہوئی اور ان کے بعد محمد بن علی ابو جعفر علیہما السلام حجت خدا ہوئے اور ان کی اطاعت فرض ہوئی۔
آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرے۔
پس میں نے آپؑ کے سرِ مبارک کو بوسہ دیا اور آپؑ مسکرائے۔ پھر میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کی حفاظت کرے! میں جانتا ہوں کہ آپؑ کے پدر بزرگوارؑ دنیا سے نہیں گئے جب تک کہ اپنے والد بزرگوارؑ کی طرح حجت خدا کو نہیں چھوڑا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ حجت خدا ہیں اور آپؑ کی اطاعت فرض ہے۔
آپؑ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے۔
میں نے عرض کیا: اپنا سر مبارک بڑھایئے تا کہ میں بوسہ دوں تو آپؑ مسکرائے اور فرمایا: اب پوچھو جو پوچھنا

چاہتے ہو پس اس کے بعد میں کبھی انکار نہ کروں گا۔ [1]

بیان:

﴿يعني عرفتك اليوم وعرفت أنك من شيعتنا﴾

یعنی: تجھے آج پہچانا ہے اور تجھے پہچانا کہ تو ہمارے شیعوں میں سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالصحیح ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے اور اس کی علل الشرائع اور رجال الکشی والی اسناد بھی صحیح ہیں (واللہ اعلم)

5/483 الكافي، ١/١/٢٤٢/١ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ سَهْلٍ وَ مُحَمَّدُ عَنْ أَحْمَدَ جَمِيعاً عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ اَلْحَرِيشِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ اَلثَّانِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: بَيْنَا أَبِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ إِذَا رَجُلٌ مُعْتَجِرٌ قَدْ قُيِّضَ لَهُ فَقَطَعَ عَلَيْهِ أُسْبُوعَهُ حَتَّى أَدْخَلَهُ إِلَى دَارٍ جَنْبَ اَلصَّفَا فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَكُنَّا ثَلاَثَةً فَقَالَ مَرْحَباً يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى رَأْسِي وَ قَالَ بَارَكَ اَللَّهُ فِيكَ يَا أَمِينَ اَللَّهِ بَعْدَ آبَائِهِ يَا أَبَا جَعْفَرٍ إِنْ شِئْتَ فَأَخْبِرْنِي وَ إِنْ شِئْتَ فَأَخْبَرْتُكَ وَ إِنْ شِئْتَ سَلْنِي وَ إِنْ شِئْتَ سَأَلْتُكَ وَ إِنْ شِئْتَ فَاصْدُقْنِي وَ إِنْ شِئْتَ صَدَقْتُكَ قَالَ كُلَّ ذَلِكَ أَشَاءُ قَالَ فَإِيَّاكَ أَنْ يَنْطِقَ لِسَانُكَ عِنْدَ مَسْأَلَتِي بِأَمْرٍ تُضْمِرُ لِي غَيْرَهُ قَالَ إِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ مَنْ فِي قَلْبِهِ عِلْمَانِ يُخَالِفُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَبَى أَنْ يَكُونَ لَهُ عِلْمٌ فِيهِ اِخْتِلاَفٌ قَالَ هَذِهِ مَسْأَلَتِي وَ قَدْ فَسَّرْتَ طَرَفاً مِنْهَا أَخْبِرْنِي عَنْ هَذَا اَلْعِلْمِ اَلَّذِي لَيْسَ فِيهِ اِخْتِلاَفٌ مَنْ يَعْلَمُهُ قَالَ أَمَّا جُمْلَةُ اَلْعِلْمِ فَعِنْدَ اَللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَ أَمَّا مَا لاَ بُدَّ لِلْعِبَادِ مِنْهُ فَعِنْدَ اَلْأَوْصِيَاءِ قَالَ فَفَتَحَ اَلرَّجُلُ عَجِيرَتَهُ وَ اِسْتَوَى جَالِساً وَ تَهَلَّلَ وَجْهُهُ وَ قَالَ هَذِهِ أَرَدْتُ وَ لَهَا أَتَيْتُ زَعَمْتَ أَنَّ عِلْمَ مَا لاَ اِخْتِلاَفَ فِيهِ مِنَ

---

[1] رجال الکشی: ۴۲۰؛ علل الشرائع: ۱/ ۱۹۲؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۱۷؛ وسائل الشیعہ: ۶۷/ ۱۷۶ (مختصراً)

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۳۳۶

[3] مفتاح الکرامہ: ۱۰/ ۱۳۵؛ مناھج الاحکام: ۱۵۲؛ تفسیر صراط المستقیم: ۲/ ۱۱۹؛ المحکم فی اصول الفقہ: ۳/ ۱۹۱؛ شرح تجرید الاصول: ۲/ ۳۸۶؛ اصول العقیدۃ حکیم: ۲۴۷؛ الولایۃ الالہیہ مومن قمی: ۱/ ۱۲۵؛ الفوائد الاصولیہ انصاری: ۶۱۰

اَلْعِلْمِ عِنْدَ اَلْأَوْصِيَاءِ فَكَيْفَ يَعْلَمُونَهُ قَالَ كَمَا كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَعْلَمُهُ إِلاَّ أَنَّهُمْ لاَ يَرَوْنَ مَا كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَرَى لِأَنَّهُ كَانَ نَبِيّاً وَ هُمْ مُحَدَّثُونَ وَ أَنَّهُ كَانَ يَفِدُ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَيَسْمَعُ اَلْوَحْيَ وَ هُمْ لاَ يَسْمَعُونَ فَقَالَ صَدَقْتَ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ سَآتِيكَ بِمَسْأَلَةٍ صَعْبَةٍ أَخْبِرْنِي عَنْ هَذَا اَلْعِلْمِ مَا لَهُ لاَ يَظْهَرُ كَمَا كَانَ يَظْهَرُ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ فَضَحِكَ أَبِي وَ قَالَ أَبَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُطْلِعَ عَلَى عِلْمِهِ إِلاَّ مُمْتَحَناً لِلْإِيمَانِ بِهِ كَمَا قَضَى عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ يَصْبِرَ عَلَى أَذَى قَوْمِهِ وَ لاَ يُجَاهِدَهُمْ إِلاَّ بِأَمْرِهِ فَكَمْ مِنِ اِكْتِتَامٍ قَدِ اِكْتَتَمَ بِهِ حَتَّى قِيلَ لَهُ (فَاصْدَعْ بِمٰا تُؤْمَرُ وَ أَعْرِضْ عَنِ اَلْمُشْرِكِينَ) وَ اَيْمُ اَللَّهِ أَنْ لَوْ صَدَعَ قَبْلَ ذَلِكَ لَكَانَ آمِناً وَ لَكِنَّهُ إِنَّمَا نَظَرَ فِي اَلطَّاعَةِ وَ خَافَ اَلْخِلاَفَ فَلِذَلِكَ كَفَّ فَوَدِدْتُ أَنَّ عَيْنَكَ تَكُونُ مَعَ مَهْدِيِّ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ وَ اَلْمَلاَئِكَةُ بِسُيُوفِ آلِ دَاوُدَ بَيْنَ اَلسَّمَاءِ وَ اَلْأَرْضِ تُعَذِّبُ أَرْوَاحَ اَلْكَفَرَةِ مِنَ اَلْأَمْوَاتِ وَ تُلْحِقُ بِهِمْ أَرْوَاحَ أَشْبَاهِهِمْ مِنَ اَلْأَحْيَاءِ ثُمَّ أَخْرَجَ سَيْفاً ثُمَّ قَالَ هَا إِنَّ هَذَا مِنْهَا قَالَ فَقَالَ أَبِي إِي وَ اَلَّذِي اِصْطَفَى مُحَمَّداً عَلَى اَلْبَشَرِ قَالَ فَرَدَّ اَلرَّجُلُ اِعْتِجَارَهُ وَ قَالَ أَنَا إِلْيَاسُ مَا سَأَلْتُكَ عَنْ أَمْرِكَ وَ بِي مِنْهُ جَهَالَةٌ غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ هَذَا اَلْحَدِيثُ قُوَّةً لِأَصْحَابِكَ وَ سَأُخْبِرُكَ بِآيَةٍ أَنْتَ تَعْرِفُهَا إِنْ خَاصَمُوا بِهَا فَلَجُوا قَالَ فَقَالَ لَهُ أَبِي إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِهَا قَالَ قَدْ شِئْتُ قَالَ إِنَّ شِيعَتَنَا إِنْ قَالُوا لِأَهْلِ اَلْخِلاَفِ لَنَا إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ لِرَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيهِ وَ آلِهِ: (إِنّٰا أَنْزَلْنٰاهُ فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ) إِلَى آخِرِهَا فَهَلْ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَعْلَمُ مِنَ اَلْعِلْمِ شَيْئاً لاَ يَعْلَمُهُ فِي تِلْكَ اَللَّيْلَةِ أَوْ يَأْتِيهِ بِهِ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي غَيْرِهَا فَإِنَّهُمْ سَيَقُولُونَ لاَ فَقُلْ لَهُمْ فَهَلْ كَانَ لِمَا عَلِمَ بُدٌّ مِنْ أَنْ يُظْهِرَ فَيَقُولُونَ لاَ فَقُلْ لَهُمْ فَهَلْ كَانَ فِيمَا أَظْهَرَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ عِلْمِ اَللَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ اِخْتِلاَفٌ فَإِنْ قَالُوا لاَ فَقُلْ لَهُمْ فَمَنْ حَكَمَ بِحُكْمِ اَللَّهِ فِيهِ اِخْتِلاَفٌ فَهَلْ خَالَفَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَإِنْ قَالُوا لاَ فَقَدْ نَقَضُوا أَوَّلَ كَلاَمِهِمْ فَقُلْ لَهُمْ (مٰا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلاَّ اَللّٰهُ وَ اَلرّٰاسِخُونَ فِي اَلْعِلْمِ) فَإِنْ قَالُوا مَنِ اَلرَّاسِخُونَ فِي اَلْعِلْمِ فَقُلْ مَنْ لاَ يَخْتَلِفُ فِي عِلْمِهِ فَإِنْ قَالُوا فَمَنْ هُوَ ذَاكَ فَقُلْ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ

صَاحِبِ ذَلِكَ فَهَلْ بَلَّغَ أَوْ لاَ فَإِنْ قَالُوا قَدْ بَلَّغَ فَقُلْ فَهَلْ مَاتَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْخَلِيفَةُ مِنْ بَعْدِهِ يَعْلَمُ عِلْماً لَيْسَ فِيهِ اِخْتِلاَفٌ فَإِنْ قَالُوا لاَ فَقُلْ إِنَّ خَلِيفَةَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مُؤَيَّدٌ وَ لاَ يَسْتَخْلِفُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلاَّ مَنْ يَحْكُمُ بِحُكْمِهِ وَ إِلاَّ مَنْ يَكُونُ مِثْلَهُ إِلاَّ اَلنُّبُوَّةَ وَ إِنْ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمْ يَسْتَخْلِفْ فِي عِلْمِهِ أَحَداً فَقَدْ ضَيَّعَ مَنْ فِي أَصْلاَبِ اَلرِّجَالِ مِمَّنْ يَكُونُ بَعْدَهُ فَإِنْ قَالُوا لَكَ فَإِنَّ عِلْمَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ مِنَ اَلْقُرْآنِ فَقُلْ: (حم. وَ اَلْكِتابِ اَلْمُبِينِ. إِنّا أَنْزَلْناهُ فِي لَيْلَةٍ مُبارَكَةٍ إِنّا كُنّا مُنْذِرِينَ. فِيها) إِلَى قَوْلِهِ (إِنّا كُنّا مُرْسِلِينَ) فَإِنْ قَالُوا لَكَ لاَ يُرْسِلُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلاَّ إِلَى نَبِيٍّ فَقُلْ هَذَا اَلْأَمْرُ اَلْحَكِيمُ اَلَّذِي يُفْرَقُ فِيهِ هُوَ مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ وَ اَلرُّوحِ اَلَّتِي تَنْزِلُ مِنْ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ أَوْ مِنْ سَمَاءٍ إِلَى أَرْضٍ فَإِنْ قَالُوا مِنْ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ فَلَيْسَ فِي اَلسَّمَاءِ أَحَدٌ يَرْجِعُ مِنْ طَاعَةٍ إِلَى مَعْصِيَةٍ فَإِنْ قَالُوا مِنْ سَمَاءٍ إِلَى أَرْضٍ وَ أَهْلُ اَلْأَرْضِ أَحْوَجُ اَلْخَلْقِ إِلَى ذَلِكَ فَقُلْ فَهَلْ لَهُمْ بُدٌّ مِنْ سَيِّدٍ يَتَحَاكَمُونَ إِلَيْهِ فَإِنْ قَالُوا فَإِنَّ اَلْخَلِيفَةَ هُوَ حَكَمُهُمْ فَقُلْ (اَللّٰهُ وَلِيُّ اَلَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ اَلظُّلُماتِ إِلَى اَلنُّورِ) إِلَى قَوْلِهِ (خالِدُونَ) لَعَمْرِي مَا فِي اَلْأَرْضِ وَ لاَ فِي اَلسَّمَاءِ وَلِيٌّ لِلَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ إِلاَّ وَ هُوَ مُؤَيَّدٌ وَ مَنْ أُيِّدَ لَمْ يُخْطِ وَ مَا فِي اَلْأَرْضِ عَدُوٌّ لِلَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ إِلاَّ وَ هُوَ مَخْذُولٌ وَ مَنْ خُذِلَ لَمْ يُصِبْ كَمَا أَنَّ اَلْأَمْرَ لاَ بُدَّ مِنْ تَنْزِيلِهِ مِنَ اَلسَّمَاءِ يَحْكُمُ بِهِ أَهْلُ اَلْأَرْضِ كَذَلِكَ لاَ بُدَّ مِنْ وَالٍ فَإِنْ قَالُوا لاَ نَعْرِفُ هَذَا فَقُلْ لَهُمْ قُولُوا مَا أَحْبَبْتُمْ أَبَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ يَتْرُكَ اَلْعِبَادَ وَ لاَ حُجَّةَ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ هَاهُنَا يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ بَابٌ غَامِضٌ أَ رَأَيْتَ إِنْ قَالُوا حُجَّةُ اَللَّهِ اَلْقُرْآنُ قَالَ إِذَنْ أَقُولَ لَهُمْ إِنَّ اَلْقُرْآنَ لَيْسَ بِنَاطِقٍ يَأْمُرُ وَ يَنْهَى وَ لَكِنْ لِلْقُرْآنِ أَهْلٌ يَأْمُرُونَ وَ يَنْهَوْنَ وَ أَقُولَ قَدْ عَرَضَتْ لِبَعْضِ أَهْلِ اَلْأَرْضِ مُصِيبَةٌ مَا هِيَ فِي اَلسُّنَّةِ وَ اَلْحُكْمِ اَلَّذِي لَيْسَ فِيهِ اِخْتِلاَفٌ وَ لَيْسَتْ فِي اَلْقُرْآنِ أَبَى اَللَّهُ لِعِلْمِهِ بِتِلْكَ اَلْفِتْنَةِ أَنْ تَظْهَرَ فِي اَلْأَرْضِ وَ لَيْسَ فِي حُكْمِهِ رَادٌّ لَهَا وَ مُفَرِّجٌ عَنْ أَهْلِهَا فَقَالَ هَاهُنَا تَفْلُجُونَ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ ذِكْرُهُ قَدْ عَلِمَ بِمَا يُصِيبُ اَلْخَلْقَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي اَلْأَرْضِ أَوْ فِي أَنْفُسِهِمْ مِنَ اَلدِّينِ أَوْ غَيْرِهِ فَوَضَعَ اَلْقُرْآنَ دَلِيلاً قَالَ فَقَالَ اَلرَّجُلُ هَلْ تَدْرِي يَا اِبْنَ

رَسُولِ اَللَّهِ دَلِيلَ مَا هُوَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَعَمْ فِيهِ جُمَلُ اَلْحُدُودِ وَ تَفْسِيرُهَا عِنْدَ اَلْحُكْمِ فَقَالَ أَبَى اَللَّهُ أَنْ يُصِيبَ عَبْداً بِمُصِيبَةٍ فِي دِينِهِ أَوْ فِي نَفْسِهِ أَوْ فِي مَالِهِ لَيْسَ فِي أَرْضِهِ مِنْ حُكْمِهِ قَاضٍ بِالصَّوَابِ فِي تِلْكَ اَلْمُصِيبَةِ قَالَ فَقَالَ اَلرَّجُلُ أَمَّا فِي هَذَا اَلْبَابِ فَقَدْ فَلَجْتَهُمْ بِحُجَّةٍ إِلاَّ أَنْ يَفْتَرِيَ خَصْمُكُمْ عَلَى اَللَّهِ فَيَقُولَ لَيْسَ لِلَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ حُجَّةٌ وَ لَكِنْ أَخْبِرْنِي عَنْ تَفْسِيرِ: (لِكَيْلاٰ تَأْسَوْا عَلىٰ مٰا فٰاتَكُمْ) مِمَّا خُصَّ بِهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: (وَ لاٰ تَفْرَحُوا بِمٰا آتٰاكُمْ) قَالَ فِي أَبِي فُلاَنٍ وَ أَصْحَابِهِ وَاحِدَةٌ مُقَدِّمَةٌ وَ وَاحِدَةٌ مُؤَخِّرَةٌ: (لِكَيْلاٰ تَأْسَوْا عَلىٰ مٰا فٰاتَكُمْ) مِمَّا خُصَّ بِهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: (وَ لاٰ تَفْرَحُوا بِمٰا آتٰاكُمْ) مِنَ اَلْفِتْنَةِ اَلَّتِي عَرَضَتْ لَكُمْ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ' فَقَالَ اَلرَّجُلُ أَشْهَدُ أَنَّكُمْ أَصْحَابُ اَلْحُكْمِ اَلَّذِي لاَ اِخْتِلاَفَ فِيهِ ثُمَّ قَامَ اَلرَّجُلُ وَ ذَهَبَ فَلَمْ أَرَهُ.

ترجمہ: حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب میرے پدر بزرگوارؑ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو ناگاہ ایک شخص سر اور چہرہ کو ڈھانپے ہوئے آیا اور آپؑ سے کچھ کہنا چاہا تو آپؑ نے طواف قطع کیا اور اس شخص نے آپؑ کو ایک گھر میں جو کوہِ صفا کے پہلو میں تھا، داخل کیا اور کسی کو مجھے بلانے کے لیے بھیجا۔ اب ہم تین شخص وہاں ہو گئے۔

اس نے کہا: مرحبا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا! اے اپنے آبا و اجداد کے بعد خدا کے امین! اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ اے ابوجعفرؑ! اگر آپ چاہیں تو مجھے بتائیں یا چاہیں تو میں آپؑ کو خبر دوں؟ اگر آپؑ چاہیں تو مجھ سے سوال کریں ورنہ میں آپ سے سوال کروں، اگر آپ چاہیں تو میری تصدیق کریں ورنہ میں آپؑ کی تصدیق کروں؟

آپؑ نے فرمایا: مجھے سب منظور ہے۔

اس نے کہا: اپنے آپ کو اس بات سے بچایئے کہ میرے سوال کے جواب میں آپ مجھ سے وہ بات کہیں جس کا غیر آپؑ کے دل میں ہو۔

آپؑ نے فرمایا: ایسا تو وہ کرے گا جس کے دل میں ایک دوسرے کے مخالف دو علم ہوں اور خدا نے ایسے علم سے منع کیا ہے جس میں اختلاف ہو۔

اس نے کہا: میرا یہی سوال تھا جس کا ایک پہلو میں نے نمایاں کر دیا۔ اب آپؑ مجھے وہ علم بتایئے جس میں اختلاف

نہ ہو۔
آپؑ نے فرمایا: پورا پورا علم تو خدا کے پاس ہے لیکن جتنا علم بندوں کے لیے ضروری ہے وہ اوصیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔
یہ سن کر اس نے اپنے منہ سے کپڑا ہٹایا اور ٹھیک سے ہو کر بیٹھ گیا اور چہرہ چمک اٹھا، کہنے لگا: یہی میرا مقصد تھا اور اسی لیے میں آیا ہوں آپؑ کا دعویٰ ہے کہ وہ اوصیاء ہیں جن کے علم میں کوئی اختلاف نہیں، پس ان کو یہ علم کیوں کر حاصل ہوتا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ وہ اس چیز کو نہیں دیکھتے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہیں کیونکہ وہ نبی ہیں اور اوصیاء محدث ہیں۔ رسول بذریعہ وحی خدا سے لیتے ہیں جبکہ اوصیاء پر وحی نازل نہیں ہوتی۔
اس نے کہا: یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؑ نے سچ کہا ہے۔ اب ایک مشکل مسئلہ میرے سامنے ہے اس کو بھی حل کیجیے۔ وہ علم جس میں جمیع محتاج الیہ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ اوصیاء اس علم سے کیوں نہیں غلبہ حاصل کرتے اس طرح جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کرتے تھے۔
یہ سن کر میرے پدر بزرگوار مسکرائے اور فرمایا: اللہ نے منع کیا ہے اس سے کہ اس کے علم پر مطلع کیا جائے مگر اس کو جس کے ایمان کا امتحان لیا گیا ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ قوم کی اذیت پر صبر کریں اور بغیر اس کے حکم کے ان سے جہاد نہ کریں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر حق کو پوشیدہ رکھا، پھر آپؐ سے کہا گیا: "جو تم کو دیا گیا ہے اسے ظاہر کر دو اور مشرکوں سے روگردانی کرو۔ (الحجر:94)۔"
خدا کی قسم! اگر اس سے پہلے بھی ظاہر کر دیتے تو امن میں رہتے لیکن انہوں نے اطاعت کو پیش نظر رکھا اور خدا کے خلاف عمل کرنے سے ڈرے، اس لیے رُکے رہے۔ کاش تیری نگاہیں اس قوم کے مہدیؑ کے ساتھ جبکہ فرشتے آل داؤد کی تلواروں کے ساتھ آسمان وزمین کے درمیان ہوں، اسی وقت مردہ کافروں کی روحیں معذب ہوں گی اور ان سے ان زندوں کی روحیں بھی ملحق ہوں گی جو کفر میں ان سے مشابہ ہوں گی۔ پھر آپؑ نے اپنی تلوار نکال کر فرمایا: یہ بھی انہی تلواروں میں سے ہے۔
پھر میری والد نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے انسانوں میں سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب کیا ہے! یہ وہی ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے نقاب الٹ دی اور کہا میں الیاس (نبی) ہوں۔ میں نے جو سوالات آپ سے کیے وہ ازروئے جہالت نہ تھے بلکہ میں یہ چاہتا تھا کہ اس گفتگو سے آپؑ کے اصحاب کو قوت پہنچے۔ اب میں آپؑ

سے وہ آیت بیان کرتا ہوں جسے آپؑ جانتے ہیں کہ اگر اس سے مخاصمہ کریں تو اپنے مخالف پر غالب آئیں۔ آپؑ نے فرمایا: میرے پدر بزرگوارؑ نے ان سے کہا: اگر تم چاہو تو میں اس آیت کو خود بیان کر دوں۔

اس نے کہا: ضرور۔

آپؑ نے فرمایا: ہمارے شیعوں کو چاہیے کہ اپنے اہل خلاف سے کہیں کہ خدا اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے: ''ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔ (القدر:۱)۔'' کیا رسول خداؐ شب قدر میں کسی چیز کا علم حاصل کرتے تھے جو ان کو معلوم نہ ہو یا جبرئیلؑ آپؐ کے پاس کسی دوسری رات نہ لے کر آیا ہو۔ اگر وہ کہیں: نہیں، تو ان سے پوچھا جائے کہ شب قدر میں جو چیز لائی گئی تھی کیا وہ ایسی تھی کہ اس کا ظاہر کرنا ضروری تھا۔ اگر وہ کہیں نہیں تو ان سے پوچھا جائے آیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم خدا سے ظاہر کیا اس میں اور اس میں کوئی اختلاف تھا؟ اگر وہ کہیں نہیں تو ان سے کہیں جو شخص حکم کرتا ہے حکم خدا میں اختلاف کے ساتھ تو وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے یا نہیں؟ پس وہ کہیں گے ہاں اور اگر نہیں کہیں گے تو انہوں نے اپنے کلام کے خلاف کیا۔ پس ان سے کہو: ''اس کی تاویل نہیں جانتے مگر اللہ اور علم میں راسخ کر دیئے گئے۔ (آل عمران:۷)۔'' پس اگر وہ پوچھیں کہ ''راسخون فی العلم'' کون ہیں تو کہو: جن کے علم میں اختلاف نہیں۔ اگر وہ کہیں وہ کون ہیں تو کہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے تھے۔ پس کیا انہوں نے تبلیغ کی یا نہیں؟ اگر وہ کہیں کہ کی ہے تو کہو: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو ان کا خلیفہ ایسا ہونا چاہیے کہ اس کے پاس بھی علم ہو کہ اس میں اختلاف نہ ہو۔ اگر وہ کہیں کہ ایسا نہیں تو کہو کہ رسول اللہؐ کا خلیفہ تائید کیا گیا ہوتا ہے اور رسول اللہؐ خلیفہ اسی کو بنائیں گے جو ان کے حکم کے مطابق حکم کرے اور سوائے نبوت کے ہر شے میں وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ہو اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے علم میں کسی کو اپنا جانشین نہ بنایا ہوتا تو آپؐ کے بعد آنے والے ضائع ہو جائیں جو مردوں کی صلبوں میں ہیں پس اگر وہ کہیں کہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن سے تھا تو یہ آیت پڑھو: حٰم، قسم ہے کتاب مبین کی ہم نے قرآن کو مبارک رات (شب قدر) میں نازل کیا ہم اس میں ڈرانے والے ہیں، تا خدا کے قول: ہم رسولوں کو بھیجنے والے ہیں۔ (دخان:۵)۔'' پس اگر کہیں کہ خدا تو اپنے پیغام ہر نبی کے پاس بھیجتا ہے تو ان سے کہو کہ خداوند حکیم کا امر (جو شب قدر میں ہوتا ہے) اس سے الگ ہے جو قرآن میں ہے، کیا ملائکہ امر کو آسمان سے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں یا آسمان سے زمین کی طرف؟ اگر کہیں کہ آسمان سے آسمان کی طرف تو پوچھو کہ آسمان میں وہ کون ہے جو اطاعت سے معصیت کی طرف لوٹتا ہے؟ اگر وہ کہیں کہ فرشتے آسمان سے زمین پر آتے ہیں کیونکہ زمین والے سب سے زیادہ محتاج ہدایت ہیں تو تم ان سے کہو کہ لامحالہ ان کو ایسے سردار کی ضرورت ہوگی جس سے وہ اپنے معاملات میں فیصلہ کرا سکیں۔ اگر وہ کہیں کہ خلیفہ کا حکم ہے تو ان سے کہو

خدا فرماتا ہے:"اللہ ان لوگوں کا ولی ہے جو ایمان والے ہیں وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے... تا اس کے قول: ہمیشہ رہنے والوں۔(البقرۃ:۲۵۷)۔'' خدا کی قسم! آسمان وزمین میں کوئی خدا کا ولی نہیں، مگر یہ کہ وہ تائید کیا جاتا ہے اور جو تائید کیا جاتا ہے وہ خطا نہیں کرے گا اور روئے زمین پر کوئی خدا کا دشمن نہیں مگر ذلیل ہے اور جو ذلیل ہے وہ راہ ثواب پر نہیں ہوسکتا جس طرح امر کی تنزیل آسمان سے ضروری ہے تا کہ اس کے مطابق اہل زمین کے درمیان حکم کیا جائے اسی طرح ایک ولی کا ہونا بھی ضروری ہے تا کہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرے۔ اگر وہ کہیں کہ ہم اسے نہیں پہچانتے تو کہو: تم نے اسے دوست ہی نہیں رکھا۔ خدا کو یہ بات پسند نہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد اپنے بندوں کو اس طرح چھوڑ دے کہ ان پر کوئی حجت نہ ہو۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میرے والد ماجدؑ خاموش رہے۔ الیاس علیہ السلام نے فرمایا: یا ابن رسول اللہ ﷺ! اب ایک اور مشکل کا سامنا ہے۔ غور کیجئے کہ اگر وہ کہیں کہ قرآن حجت خدا ہے تو کیا جواب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: میں ان سے کہوں گا کہ قرآن امر و نہی کے متعلق بولنے والا نہیں ہے بلکہ قرآن کے لیے اس کے کچھ اہل ہیں جو امر کرتے ہیں اور نہی کرتے ہیں اور میں کہوں گا کہ بعض اہل زمین کو ایسے مشکل سوالات کا سامنا ہوتا ہے کہ جن کا جواب احادیث میں نہیں اور سنت میں بھی کوئی حکم ایسا نہیں ملتا جس میں اختلاف نہ ہو اور قرآن میں بھی کوئی صریح حکم نہیں ہوتا (تو قرآن کیونکر حجت ہوگا)۔ اور خدا کو یہ ناپسند ہے کہ روئے زمین پر ایسا فتنہ ہو کہ جس کا اسے علم ہے اور اس کا کوئی فیصلہ کرنے والا نہ ہو کہ اہل ارض کے دل کی تنگی دور ہو اور درست فیصلہ کر کے لوگوں کو معصیت سے بچائے۔

الیاس علیہ السلام نے فرمایا: آپؑ نے اس باب میں حجت پوری کردی ہے اور اس سے انکار نہیں کرے گا مگر تمہارا وہ دشمن جو اللہ پر افترا کرتے ہوئے کہے کہ خدا نے حجت کا ذکر قرآن میں نہیں کیا۔ اب آپؑ مجھے اس کی تفسیر بتایئے:'' تا کہ تم مایوس نہ ہو اس چیز پر جو تم فوت ہوئی۔(الحدید:۲۳)۔''

آپؑ نے فرمایا: یہ جناب علی علیہ السلام سے مخصوص ہے۔

پھر پوچھا: اور دوسری آیت:''اور مت اتراو اس پر جو تم کو دیا گیا ہے۔(حدید:۲۳)'' کس سے متعلق ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ ابو فلاں اور اس کے ساتھیوں کے متعلق ہے اور آیت کا ایک حصہ مقدم ہے اور ایک موخر ہے۔ لِكَيْلا تَأْسَوْا عَلى ما فاتَكُمْ تو جناب علیؑ سے مخصوص ہے اور وَلا تَفْرَحُوا بِما آتاكُمْ سے مراد یہ ہے کہ تم خوش نہ ہو اس فتنہ سے جو تم کو رسول اللہؐ کے بعد پیش آنے والا ہے۔

اس شخص نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ ان اصحاب حکم میں سے ہیں جن کے فیصلوں میں اختلاف نہیں۔ یہ کہہ

کر وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا اور پھر کسی نے اس کو نہیں دیکھا۔ [1]

بیان:

معتجر ذو معجر على رأسه قيض من باب التفعيل أى جىء به من حيث لا يحتسب أسبوعه طوافه يا أبا جعفر تقدير الكلام ثم التفت إلى أبى فقال يا أبا جعفر فإن الله تعالى أبى فيه إشارة إلى أن علمه من علم الله و المراد بهذا العلم علم الشرائع أصولها و فروعها و العلم بما كان و ما سيكون كما سيظهر من سياق الحديث هذه مسألتى يعنى مسألتى هى أن الله تعالى هل له علم ليس فيه اختلاف أم لا ثم العلم الذى لا اختلاف فيه عند من هو و قد فسرت أنت بعض ذلك و هو السؤال الأول جملة العلم يعنى كله عجيرته معجره تهلل وجهه تلألأ فرحا ما كان رسول الله ص يرى يعنى جبرئيل و سائر الملائكة ع و هم محدثون يعنى يحدثهم الملك و لا يرونه يفد يقدم من الوفود فيسمع الوحى أى من الله تعالى بلا واسطة سأسألك مسألة فى بعض النسخ سآتيك بمسألة و المعنى واحد أن يطلع من باب الإفعال فَاصْدَعْ بِما تُؤْمَرُ أظهر و احكم بالحق جهارا عينك فى بعض النسخ أعينك بصيغة الجمع بسيوف آل داود أى داود و أهله يعنى السيوف التى أمر الله سبحانه بأن يقاتل بها كما أمر الله تعالى بمقاتلة داود النبى و أهله مع جالوت على ما حكى الله عز و جل فى القرآن أو المراد بها تلك السيوف بعينها قال يعنى أبا عبد الله ع فقال أبى يعنى قال بعد هذا الكلام تأكيدا له إن خاصموا بها فلجوا بالجيم يعنى إن خاصم أصحابك بها أهل الخلاف ظفروا و فازوا بالغلبة عليهم و تقرير هذه الحجة على ما يطابق عبارة الحديث مع مقدماتها المطوية أن يقال قد ثبت أن الله سبحانه أنزل القرآن فى ليلة القدر على رسول الله و أنه كان تنزل الملائكة و الروح فيها من كل أمر ببيان و تأويل سنة فسنة كما يدل عليه فعل المستقبل الدال على التجدد فى الاستقبال فنقول هل كان لرسول الله ص طريق إلى العلم الذى يحتاج إليه الأمة سوى ما يأتيه من السماء من عند الله سبحانه إما فى ليلة القدر أو فى غيرها أم لا و الأول باطل لما أجمع عليه الأمة من أن علمه ليس إلا من عند الله سبحانه كما قال تعالى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحى فثبت الثانى ثم نقول فهل يجوز أن لا يظهر هذا العلم الذى يحتاج إليه الأمة أم لا بد من ظهوره لهم و الأول باطل لأنه إنما يوحى إليه ليبلغ إليهم و يهديهم إلى الله عز و جل فثبت الثانى ثم نقول فهل فى ذلك العلم النازل من السماء من عند الله جل و علا إلى الرسول اختلاف بأن يحكم فى أمر فى زمان بحكم ثم يحكم فى ذلك الأمر بعينه فى ذلك الزمان بعينه بحكم آخر يخالفه أم لا و الأول باطل لأن الحكم إنما هو من عند الله جل و

---

[1] بحارالانوار:۲۵/ ۶۷و۱۳/ ۳۹۷و۵۲/ ۳۷۱و۴۶/ ۳۶۳؛تفسیر البرہان:۵/ ۷۰۱؛عوالم العلوم:۱۹/ ۵۳و۲۳/ ۲۶۴؛مدینۃ المعاجز:۵/ ۱۹۱؛

عز و هو متعال عن ذلك كما قال وَ لَوْ كانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلافاً كَثِيراً: ثم نقول فمن حكم بحكم فيه اختلاف كالذى يجتهد فى الحكم الشرعى بتأويله المتشابه برأيه ثم ينقض ذلك الحكم راجعا عن ذلك الرأى لزعمه أنه قد أخطأ فيه هل وافق رسول الله ص فى فعله ذلك وحكمه أم خالفه و الأول باطل لأن رسول الله ص لم يكن فى حكمه اختلاف فثبت الثانى ثم نقول فمن لم يكن فى حكمه اختلاف فهل له طريق إلى ذلك الحكم من غير جهة الله سبحانه إما بواسطة أو بغير واسطة و من دون أن يعلم تأويل المتشابه الذى بسببه يقع الاختلاف أم لا و الأول باطل فثبت الثانى ثم نقول فهل يعلم تأويل المتشابه الذى بسببه يقع الاختلاف إلا الله و الراسخون فى العلم الذين ليس فى علمهم اختلاف أم لا و الأول باطل لأن الله سبحانه يقول وَ ما يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللهُ وَ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ ثم نقول فرسول الله ص الذى هو من الراسخين فى العلم هل مات و ذهب بعلمه ذلك و لم يبلغ طريق علمه بالمتشابه إلى خليفته من بعده أم بلغه و الأول باطل لأنه لو فعل ذلك فقد ضيع من فى أصلاب الرجال ممن يكون بعده فثبت الثانى ثم نقول فهل خليفته من بعده كسائر آحاد الناس يجوز عليه الخطأ و الاختلاف فى العلم أم هو مؤيد من عند الله يحكم بحكم رسول الله ص بأن يأتيه الملك و يحدثه من غير وحى و رؤية أو ما يجرى مجرى ذلك و هو مثله إلا فى النبوة و الأول باطل لعدم إغنائه حينئذ لأن من يجوز عليه الخطأ لا يؤمن عليه الاختلاف فى الحكم و يلزم التضييع من ذلك أيضا فثبت الثانى فلا بد من خليفة بعد رسول الله ص راسخ فى العلم عالم بتأويل المتشابه مؤيد من عند الله لا يجوز عليه الخطأ و لا الاختلاف فى العلم يكون حجة على العباد و هو المطلوب فإن قالوا لك هذا إيراد سؤال على الحجة تقريره أن علم رسول الله ص لعله كان من القرآن فحسب ليس مما يتجدد فى ليلة القدر فى شىء فأجاب بأن الله سبحانه يقول فِيها يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أَمْراً مِنْ عِنْدِنا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ فهذه الآية تدل على تجدد الفرق و الإرسال فى تلك الليلة المباركة بإنزال الملائكة و الروح فيها من السماء إلى الأرض دائما فلا بد من وجود من يرسل إليه الأمر دائما فإن قالوا لك هذا سؤال آخر تقريره أنه يلزم مما ذكرتم جواز إرسال الملائكة إلى غير النبى ص مع أنه لا يجوز ذلك فأجاب عنه بالمعارضة بمدلول الآية الذى لا مرد له و لا استبعاد فى أن يكون للنبى ص خليفة تقرب مرتبته من مرتبته فى التأييد من عند الله و تحديث الملك و إن لم يكن نبيا يوحى إليه فإن المخالفين أيضا يروون عن النبى ص أنه قال إن فى أمتى محدثين يعنى يحدثهم الملك و يسددهم فإن قالوا فإن الخليفة هو حكمهم بفتح الكاف يعنى هو السيد المتحاكم إليه فقل إذا لم يكن الخليفة مؤيدا محفوظا من الخطأ فكيف يخرجه الله و يخرج به عباده من الظلمات إلى النور و قد قال الله سبحانه اللهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُماتِ إِلَى النُّورِ وَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِياؤُهُمُ الطَّاغُوتُ

يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُماتِ ثم وقف يعنى أبا جعفر ع فقال يعنى إلياس مصيبة أى قضية مشكلة و مسألة معضلة ما هى فى السنة و الحكم الذى ليس فيه اختلاف يعنى ليس حكمها يوجد فى السنة و لا فى الحكم الذى ليس فيه اختلاف و لا فى القرآن أن تظهر يعنى تلك الفتنة و هو مفعول أبى مع الجملة الحالية التى بعده و العائد فى حكمه راجع إلى الله إن الله قد علم بما يصيب الخلق من مصيبة فى الأرض أى فى الخارج من أنفسهم كالمال أو فى أنفسهم كالدين فيه إشارة إلى قوله تعالى ما أَصابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَ لا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَها إِنَّ ذلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ لِكَيْلا تَأْسَوْا عَلى ما فاتَكُمْ وَ لا تَفْرَحُوا بِما آتاكُمْ جمل الحدود أى مجملاتها و تفسيرها عند الحكم بفتح الكاف يعنى الحجة و لفظة من فى من حكمه إما اسم موصول فتكون اسم ليس أو حرف جر فتكون صلة للخروج الذى يتضمنه معنى القضاء فى قاض أى قاض خارج من حكمه بالصواب مما خص على ع به هذا من كلام أبى جعفر ع ففى الكلام حذف يعنى قال مما خص على ع به يعنى الخلافة و الإمامة و كأنه سقط من قلم النساخ و يحتمل أن يكون من كلام الرجل بما آتاكُمْ يعنى خلافة أبى بكر و أبى فلان كناية عنه و أصحابه يعنى عمر و عثمان واحدة مقدمة يعنى تخصيص على بالخلافة و الإمامة قد تقدم من رسول الله ص و فاتكم و واحدة مؤخرة يعنى فتنة خلافة أبى بكر قد تأخرت عن ذلك و قد أتتكم فقوله ثانيا لِكَيْلا تَأْسَوْا إلى آخره بيان للأمرين و المخاطب بإحداهما الشيعة و بالأخرى مخالفوهم و قد تبين من هذا الحديث معنى إنزال القرآن فى ليلة القدر مع ما ثبت أنه أنزل نجوما فى نحو من عشرين سنة و قد تكلف المفسرون فى تفسيره بتكلفات بعيدة مثل قولهم إنه أنزل إلى السماء الدنيا جملة فى ليلة القدر ثم أنزل منه إلى الأرض نجوما فى تلك المدة و مثل قولهم إن ابتداء نزوله كان فى ليلة القدر و مثل قولهم إنا أنزلنا القرآن فى شأن ليلة القدر و هو قوله تعالى لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ إلى غير ذلك و يأتى ما يقرب من الأول عن الصادق ع فى باب متى نزل القرآن من أبواب القرآن و فضائله من كتاب الصلاة إن شاء الله تعالى

و المستفاد من هذا الحديث أن معنى إنزاله فى ليلة القدر إنزال بيانه بتفصيل مجمله و تأويل متشابهه و تقييد مطلقه و تفريق محكمه من متشابهه و بالجملة تتميم إنزاله بحيث يكون هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان كما قال سبحانه شَهْرُ رَمَضانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ يعنى فى ليلة القدر منه هُدىً لِلنَّاسِ وَ بَيِّناتٍ مِنَ الْهُدى وَ الْفُرْقانِ تثنية لقوله عز و جل إِنَّا أَنْزَلْناهُ فِي لَيْلَةٍ مُبارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ فِيها يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أى محكم أَمْراً مِنْ عِنْدِنا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ فقوله فِيها يُفْرَقُ و قوله وَ الْفُرْقانَ معناهما واحد و روى فى معانى الأخبار بإسناده عن الصادق ع أن القرآن جملة الكتاب و الفرقان المحكم الواجب العمل به انتهى و يأتى هذا الحديث مسندا فى آخر كتاب الصلاة إن شاء الله و

قد قال تعالیٰ إِنَّ عَلَيْنا جَمْعَهُ وَ قُرْآنَهُ أی حين أنزلناه نجوما فإذا قَرَأْناهُ عليك حينئذ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ أی جملته ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنا بَيانَهُ فی ليلة القدر بإنزال الملائكة و الروح فيها عليك و على أهل بيتك من بعدك بتفريق المحكم من المتشابه و بتقدير الأشياء و تبيين أحكام خصوص الوقائع التی تصيب الخلق فی تلك السنة إلى ليلة القدر الآتية هذا ما استنفدته من مجموع هذا الحديث مع ما يأتی من الأخبار فی هذا الباب و فی باب ليلة القدر من كتاب الصيام و فی بعض أخبار ذلك الباب أنه لم ينزل القرآن إلا فی ليلة القدر و أنه لو رفعت ليلة القدر لرفع القرآن و قال فی الفقيه تكامل نزول القرآن ليلة القدر و هو مؤيد لما قلنا

''معتجر ''سر پر کچھ(کپڑا یا عمامہ کی طرح)ڈھانپنے والا۔

''قيض ''باب تفعیل سے ہے ماضی مجہول،یعنی بے حساب لانا۔

''اسبوعه''یا''ابا جعفر ''کلام کی تقدیر پھر بابا نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا:اے ابا جعفرؑ۔

''فان الله تعالی ابی ''اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ بتحقیق ان کا علم اللہ کے علم سے ہے اور اس علم سے مراد شرائع کا علم اور ان کے اصول اور فروع کا علم ہے،اور جو ہوا اور ہوگا اس کا علم جس طرح حدیث کے سیاق سے ظاہر ہوگا۔

''هذه مسالتی''یعنی میرا مسئلہ یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے علم میں اختلاف ہے یا نہیں؟ پھر اگر اس کے علم میں اختلاف نہیں ہے تو وہ کس کے پاس ہے؟

''قد فسرت انت بعض ذالك ''اور یہ پہلا سوال ہے۔

''جملة العلم ''یعنی سارا علم،تمام علم،کل علم۔

''عجيرته''اس کی اوڑھنی،سر ڈھانپنے والی چیز۔

''تهلل وجهه''یعنی:اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

''ما كان رسول الله صلى الله عليه وآله يری ''یعنی جبرائیل اور دوسرے ملائکہ علیہم السلام۔

''و هم محدثون ''یعنی ان کے ساتھ ملک بات کرتا ہے اور وہ ملک اور فرشتے کو دیکھتے نہیں۔

''يفد''گروہوں کا آنا۔

''فيسح الوحی ''یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر کسی واسطے کے۔

''سأسألك مسألة''بعض نسخوں میں''ساتیک بمسئلۃ''ان کے معنی ایک ہی ہے۔یعنی عنقریب مسئلہ پوچھوں

گا۔

''ان يطلع ''باب افعال سے 'یا' کے ضمے اور 'لام' کے کسرے کے ساتھ۔

''اصدع بما تومر ''ظاہر کر اور حکم دے حق کا بلند آواز سے۔

''عينك ''بعض نسخوں میں 'اعينك ''جمع کے صیغے کے ساتھ ہے۔

''بسيوف آل داؤد ''یعنی داؤد اور اس کے اہل وعیال یعنی: وہ تلواریں جن کے ساتھ اللہ نے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔جس طرح اللہ نے داؤدؑ نبی اور اس کے اہل وعیال کو جالوت کے ساتھ جنگ کا حکم دیا جس کی حکایت اللہ نے قرآن میں بیان کی ہے، اس سے مراد وہی تلواریں ہیں۔

''قال ''یعنی اباعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔

''فقال ابی ''یعنی اس کلام کے بعد قال تاکید ہے اس کے لیئے۔

''ان خاصموا بها فلجوا ''' جیم' کے ساتھ۔

یعنی اگر آپؐ کے صحابی کے ساتھ اہل خلاف مقابلہ کریں تو وہ ان پر غالب آجائیں گے اور فتح پائیں گے۔

اس حجت کا فرض کرنے میں اس چیز پر جو حدیث کی عبارت اور مقدمات کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے کیا جائے گا پس ثابت ہوا کہ خدا نے قرآن کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شب قدر میں نازل کیا ہے اور ملائکہ اور روح اس میں ہر امر کے بیان کے ساتھ اور سال بہ سال ہر امر کی تاویل کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔جس طرح اس پر فعل مستقبل دلالت کرتا ہے جو استقبال میں تجدید پر دلالت کرتا ہے۔

بس ہم کہیں گے کہ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس علم جس کی طرف امت محتاج ہے اللہ کی طرف سے آسمان سے آنے کے علاوہ کوئی راستہ تھا یا شب قدر میں یا اس کے غیر میں یا نہیں تھا؟

اول باطل ہے اس لیئے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ بتحقیق اس کا علم ہے ہی اللہ کی طرف سے جیسے خود خدا نے فرمایا: ''نہیں ہے وہ سواء وحی کے جو وحی کی گئی۔(سورہ نجم: ۴)۔'' تو بس دوسرا مطلب ثابت ہوتا ہے۔

پھر ہم کہیں گے کہ کیا اس علم کا ظاہر نہ کرنا جائز ہے جس کی طرف امت محتاج ہے یا نہیں؟ ضروری ہے کہ وہ ظاہر ہو امت کے لیئے۔اول باطل ہے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کیا ہی اس لیئے گیا ہے کہ وہ امت تک پہنچائے اور ان کو اللہ کی طرف ہدایت کرے بس دوسرا ثابت ہوا۔

پھر ہم کہیں گے کہ کیا اس علم میں جو اللہ کی طرف سے آسمان سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اختلاف ہے۔یعنی ایک زمانے میں کسی امر کا ایک حکم دیا جائے پھر اسی امر میں دوسرے زمانے میں ایک اور حکم دیا جائے مخالف ہے یا

نہیں؟

اول باطل ہے کیونکہ حکم اللہ کی طرف سے ہے اور وہ ایسی نسبتوں سے بالا واعلیٰ ہے جیسے خدا نے فرمایا کہ: ''اگر وہ غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو آپ اس میں بہت اختلاف پاتے۔(سورۃ النساء:۸۲)۔''

پھر ہم کہیں گے کہ بس جو شخص حکم دیتا ہے، کوئی حکم جس میں اختلاف ہو جیسے وہ جو اجتہاد کرتے ہیں، حکم شرعی میں متشابہات کی اپنی رائے کے ساتھ تاویل کر کے پھر اس حکم کو ناقص قرار دیتے ہیں اس گمان کی وجہ سے کہ وہ اس کی رائے تھی اور اس نے اس میں خطا کی ہے۔ کیا ایسا ہونا رسول ﷺ کے فعل کے ساتھ موافقت رکھتا ہے یا مخالفت رکھتا ہے؟

اول باطل ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ کے حکم میں کوئی اختلاف نہیں، بس دوسرا مطلب ثابت ہوا۔

پھر ہم کہیں گے کہ بس جو شخص حکم میں اختلاف نہیں کرتے، کیا ان کے لیئے اس حکم کی طرف اللہ کی جہت سے آنے کے بغیر کوئی اور راستہ ہے، یا واسطے کے ساتھ یا بغیر کسی واسطے کے کہ ان متشابہات کو جانے جن کی وجہ سے اختلاف ہوتا ہے یا نہیں؟

اول باطل ہے اور ثانی ثابت ہے۔

پھر ہم کہیں گے کہ کیا جو شخص جانتا ہے وہ متشابہ جس کی وجہ سے اختلاف ہوتا ہے وہ اللہ کے اور راسخون فی العلم کے سواء ہے کہ جن کے علم میں اختلاف پایا ہی نہیں جاتا یا نہیں؟

اول باطل ہے کیونکہ خداوند سبحانہ نے فرمایا: ''اس کی تاویل اللہ اور راسخون فی العلم کے سواء کوئی نہیں جانتا۔(سورۃ آل عمران:۷)۔''

پھر ہم کہیں گے کہ بس رسول اکرم ﷺ جو راسخون فی العلم تھے وہ وفات پا گئے اور ان کا علم بھی چلا گیا اور انہوں نے متشابہ کے علم کو اپنے خلیفہ تک جو ان کے بعد ہے، پہنچایا یا نہیں پہنچایا؟

اول باطل ہے کیونکہ اگر اس طرح کرتے تو یعنی علم ان کے ساتھ چلا جاتا اور نہ پہنچاتے تو مردوں کی صلبوں میں بعد میں آنے والے ضایع ہو جاتے۔ پس ثانی ثابت ہوا۔

پھر ہم کہیں گے کہ کیا ان کا خلیفہ بھی دوسرے لوگوں کی طرح ہے کہ اس کے لیئے خطا کرنا جائز ہے اور علم میں اختلاف کرتا ہے یا وہ اللہ کی طرف سے موید ہے اور رسول اکرم ﷺ والا حکم دیتا ہے یعنی اس کے پاس فرشتہ آتا ہے وحی کے دکھائی دینے کے بغیر یا اس کے لیئے بھی ایسا کچھ جاری ہوتا جیسا نبی اکرم ﷺ کے لیئے تھا، سواء نبی ہونے کے اور نبوت کے یعنی: وہ بھی نبی کا ہر چیز میں قائم مقام ہے سواء نبوت کے؟

اول باطل ہے اس سے یعنی خطا سے آزاد ہونے کی وجہ سے کیونکہ جس کے لیئے خطا کا امکان ہو، جائز الخطا ہو تو اس سے حکم میں اختلاف ہوگا اور حکم کا ضایع ہونا لازم آئے گا تو بس ثانی ثابت ہوا۔

بس رسول اکرم ﷺ کے بعد جو خلیفہ ہے اس کے لیئے ضروری ہے کہ علم تاویل متشابہ میں راسخ اور ماہر ہو اور اللہ کی طرف سے تائید شدہ ہو اور علم کا اختلاف اور خطا اس میں جائز نہ ہو تب ہی جا کر وہ لوگوں پر حجت ہوگا اور یہی مطلوب تھا۔

''فان قالوا الك'' یہ حجت پر سوال اور اشکال کا وارد کرنا ہے۔

فرض کریں کہ رسول اکرم ﷺ کا علم فقط قرآن سے ہے تو گمان ہوتا ہے کہ اس میں کسی چیز کے شب قدر میں نئے ہونے اور تجدد کی ضروت نہیں ہے۔

تو اس کو جواب خدا کے قول کے ساتھ دیا ہے کہ اس نے فرمایا: ''اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے۔(سورہ الدخان: ۵۔۴)۔''

یہ آیت دلالت کرتی ہے شب قدر میں نئے فرق اور ارسال پر ملائکہ اور روح کے اس رات میں آسمان سے زمین پر ہمیشہ نازل کرنے کے ذریعے بس ضروری ہے اس شخص کا ہونا جس کی طرف امر ہمیشہ بھیجا جاتا ہے۔

''فان قالوا الك'' یہ دوسرا سوال ہے۔

اس کا فرض یہ ہے کہ جو آپ نے ذکر کیا کہ ملائکہ کا غیر نبی پر بھیجنا جائز ہے۔ اس کے باوجود کہ یہ جائز نہیں، تو اس کا جواب آیت کے معنی کے معارضہ کے ساتھ دیا کہ اس کے لیئے کوئی معنی نہیں رہے گا اور بعید نہیں ہے کہ نبی کے لیئے خلیفہ ہو جس کا مرتبہ نبی کے مرتبے کے قریب ہو اور اللہ کی طرف سے تائید شدہ ہو اور ملائکہ سے بات کرے اگر چہ وہ نبی نہ ہو۔

بس بتحقیق یہ مخالفوں نے بھی نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بتحقیق میری امت میں محدثین ہیں یعنی ان کے ساتھ ملائکہ بات کرتے ہیں اور آمد و رفت رکھتے ہیں۔

''فان قالوا فان الخلیفة هو حکمهم ''، حکم کی ''کاف'' کی ''فتح'' ہے ساتھ۔ یعنی وہ سید و سردار ہے جس کی طرف حکم لینے کے لیئے جاتے ہیں۔

''فقل ''، اگر خلیفہ موید من اللہ نہ ہو اور خطا سے محفوظ نہ ہو تو پھر کیسے اللہ اس کے ذریعے اپنے بندوں کو تاریکیوں اور ظلمات سے نور کی طرف نکالے گا۔

جیسا کہ خدا نے فرمایا: ''اللہ وحی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے۔ وہ انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

اور جو لوگ کافر ہو گئے ان کے سر پرست طاغوت ہیں وہ انہیں نور سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے آتے ہیں۔(سورۃ البقرۃ:۲۵۷)۔''

''ثم وقف ''یعنی:ابوجعفر علیہ السلام۔

''فقال ''یعنی:الیاسؑ نے کہا۔

''مصیبۃ ''یعنی:مشکل مسئلہ۔

''ما ھی فی السنۃ و الحکم الذی لیس فیہ اختلاف ''یعنی اس کا حکم سنت میں موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس حکم میں ہے جن میں اختلاف ہے اور نہ ہی قرآن میں ہے۔

''ان تظھر ''یعنی: فتنہ اور وہ مفعول ہے۔

''أبی ''جملہ حالیہ کے ساتھ جو اس کے بعد ہے اور حکمہ کی ضمیر اللہ کی طرف پلٹتی ہے۔

''ان اللہ قد علم بما یصیب الخلق من مصیبۃ فی الارض ''یعنی: ان کی ذات سے خارج جیسے مال۔

''او فی انفسھم ''جیسے دین۔

اس میں اللہ کے قول کی طرف اشارہ ہے۔''نہ کوئی مصیبت زمین میں پہنچی اور نہ تمہاری جانوں میں مگر یہ کہ قبل اس کے کہ ہم نے اسے پیدا کیا وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی موجود ہے یقیناً یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔تا کہ تم اس پر افسوس نہ کرو جو تم سے جاتا رہا۔اور نہ اس پر مغرور بن کر خوشی کرو جو اس نے تمہیں عطا کیا اور اللہ تکبر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔(سورۃ حدید:۲۳۔۲۲)۔''

''جمل الحدود ''یعنی اس کے مجملات۔

''و تفسیرھا عند الحکم ''الحکم کی ''کاف'' کی ''فتح'' ہے ساتھ یعنی الحجۃ فقط امام کے پاس ہے اور لفظ 'من' من حکمہ میں یا اسم موصول ہے تو لیس کا اسم ہوگا یا حرف جار ہے تو خروج کے لیئے صلہ ہوگا جو قضا کی معنی رکھتا ہے۔

''قاض ''یعنی: یعنی وہ جو حکم واقعی سے خارج ہے۔

''مما خص علی بہ ''یہ امام ابوجعفر علیہ السلام کے کلام میں سے ہے بس کلام میں حذف واقع ہوا ہے یعنی اس نے کہا ---- مما خص علی علیہ السلام بہ۔یعنی جس کے ساتھ علی علیہ السلام مخصوص ہے۔یعنی خلافت اور امامت۔گویا یہ نسخہ برداروں کے قلم سے حذف ہو گیا ہے اور احتمال ہے کہ اس شخص کے کلام سے ہو جو اس نے کہا یعنی اول کی خلافت۔

''و ابی فلان ''کنایہ ہے اول سے۔

''و اصحابہ''یعنی دوم اور سوم۔

''واحدۃ مقدمۃ ''یعنی علی علیہ السلام کا کرنا خلافت اور امامت کے ساتھ مخصوص جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت سے پہلے ہے۔

''و واحدۃ موخرۃ''یعنی اول کی خلافت کا فتنہ جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کے بعد پیدا ہوا۔

''قد اتتکم''اس کا قول دوسری مرتبہ۔

''لا تاسوا'' آخر تک بیان دونوں امر کے لیئے ہے اور مخاطبین سے ایک شیعہ ہے اور دوسرا ان کا مخالف۔

اور بتحقیق اس حدیث میں قرآن کے شب قدر میں نازل ہونے کے معنی بیان ہوئے اس کے باوجود کہ وہ بیس سال تک تدریج میں نازل کیا گیا۔اس کی تفسیر میں مفسروں نے بہت تکلفات کیئے ہیں جو بعید ہیں۔جیسے ان کا قول ہے کہ قرآن کو ایک ساتھ شب قدر میں دنیا کے آسمان کی طرف نازل کیا گیا پھر اس سے زمین کی طرف اسی مدت میں تدریج کے ساتھ نازل ہوا اور جیسے ان کا قول ہے کہ بتحقیق قرآن کے نازل ہونے کی ابتدا شب قدر میں ہے اور جیسے ان کا قول کہ ہم نازل کیا قرآن کو لیلۃ القدر کی شان میں۔اور وہ اللہ کا قول ہے کہ''لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے(سورۃ القدر:۳)۔''وغیرہ۔

اور وہ بیان جو پہلے مطلب کے قریب ہے باب متی نزل القرآن(باب قرآن کب نازل ہوا)امام جعفر صادق علیہ السلام سے آئے گا۔اور ابواب قرآن اور اس کے فضائل کتاب الصلواۃ سے ان شاءاللہ۔

اور اس حدیث سے مستفاد یہ ہے کہ بتحقیق قرآن کا شب قدر نازل ہونا اس کے بیان کا نازل ہونا ہے مجمل تفصیل کے ساتھ اور متشابہ کی تاویل اور مطلق کی تقیید اور محکم کو متشابہ سے جدا کرنا اور اس کا تمام کامل نازل ہونا ایسے کہ لوگوں کے لیئے ہدایت ہو اور ہدی وفرقان کے واضح کرنے کے ساتھ۔

جیسے خدا نے فرمایا:''ماہ مبارک رمضان کا مہینہ جس میں قرآن ہوا۔(سورہ البقرۃ:۱۸۵)۔''

یعنی اس کی شب قدر میں جو ہدایت ہے انسانوں کے لیئے اور ہدایت اور فرقان کی وضاحت ہے۔

اور اللہ عزوجل کا قول تکرار ہوا کہ''ہم نے نازل کیا ہے اسے مبارک رات میں بتحقیق ہم انذار کرنے والے ہیں۔ اس رات میں ہر امر حکیم کو فرق دیا جاتا ہے۔یعنی مضبوط اور محکم کیا جاتا ہے اور وہ امر ہماری طرف سے ہے بتحقیق ہم بھیجنے والے ہیں۔(سورہ الدخان:۴۔۱)۔''

بس یہ قول کہ''فیھا یفرق''اور یہ کہ''والفرقان''دونوں کے معنی ایک ہیں۔

معانی الاخبار میں امام جعفر صادقؑ سے اس کی اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ آپؑ نے فرمایا:بتحقیق قرآن سارا

کتاب ہے اور فرقان یعنی وہ محکم واضح اور مضبوط (احکام) جن پر عمل کرنا واجب ہے۔ بات ختم ہوئی۔
اور ان شاء اللہ یہ حدیث سند کے ساتھ کتاب الصلاۃ کے آخر میں آئے گی۔
اور خدا نے فرمایا کہ ''بتحقیق ہم پر ہے کہ قرآن کو مجموع اور محفوظ رکھیں اور آپ پر پڑھیں۔(سورہ الدخان:۵)۔'' یعنی جس وقت ہم اس کو تدریج کے ساتھ نازل کریں۔ بس جب اس کو آپ پر پڑھا تو پھر اس وقت قرآن کا تابع بن۔ یعنی پورے قرآن کا۔ پھر ہم پر ہے اس کا بیان کرنا۔
یعنی شب قدر میں آپؐ اور آپؐ کے بعد آپؐ کے اہل بیت علیہم السلام پر ملائکہ اور روح کو نازل کرنے کے ذریعے، محکم کو متشابہ سے جدا کرنے کے ساتھ اور اشیاء کی تقدیر کے ساتھ اور دوسری شب قدر آنے تک جو واقعات باور حادثے مخلوق پر ان کے احکام کے بیانات کے ساتھ واقع ہوں گے۔
یہ وہ بیان ہے جس کو ہم نے اس حدیث سے لیا ہے اور ان روایات سے جو اس باب میں اور لیلۃ القدر اور کتاب الصیام کے باب میں آئی ہیں اور اس باب کی بعض احادیث میں سے بھی ہیں۔
بس بتحقیق قرآن نازل نہیں ہوا مگر شب قدر میں اور اگر شب قدر اٹھائی جائے تو قرآن بھی اٹھایا جائے گا۔
اور کتاب ''من لا یحضرہ الفقیہ'' میں آیا ہے کہ قرآن کے نازل ہونے کا تکامل اور کمال تک پہنچنا شب قدر ہے۔

اور یہ اس کی تائید کرتا ہے جو ہم نے کہا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث الحسن بن العباس کی وجہ سے ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث کی ایک سند موثق اور دوسری حسن یا معتبر ہے کیونکہ حسن بن عباس کی اگرچہ تضعیف کی گئی ہے لیکن وہ تفسیر القمی کا راوی ہے جو توثیق ہے اور ہمارے نزدیک راجح ہے اور اس کی کتاب کو بھی موضوع کہا گیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک معتبر ہے کیونکہ محدثین میں مشہور ہے اور علامہ مجلسی کے نزدیک بھی اس کی کتاب معتبر ہے۔ [2] (واللہ اعلم)

6/484 الکافی،۱/۲۴۲/۱ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بَيْنَا أَبِي جَالِسٌ وَ عِنْدَهُ نَفَرٌ إِذَا اِسْتَضْحَكَ حَتَّى اِغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ دُمُوعاً ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا أَضْحَكَنِي قَالَ فَقَالُوا لاَ

[1] مراۃ العقول:۳/۷۴
[2] ایضاً

قَالَ زَعَمَ اِبْنُ عَبَّاسٍ أَنَّهُ مِنَ (اَلَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اَللهُ ثُمَّ اِسْتَقَامُوا) فَقُلْتُ لَهُ هَلْ رَأَيْتَ اَلْمَلاَئِكَةَ يَا اِبْنَ عَبَّاسٍ تُخْبِرُكَ بِوِلاَيَتِهَا لَكَ فِي اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ مَعَ اَلْأَمْنِ مِنَ اَلْخَوْفِ وَ اَلْحُزْنِ قَالَ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَقُولُ: (إِنَّمَا اَلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ) وَ قَدْ دَخَلَ فِي هَذَا جَمِيعُ اَلْأُمَّةِ فَاسْتَضْحَكْتُ ثُمَّ قُلْتُ صَدَقْتَ يَا اِبْنَ عَبَّاسٍ أَنْشُدُكَ اَللَّهَ هَلْ فِي حُكْمِ اَللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ اِخْتِلاَفٌ قَالَ فَقَالَ لاَ فَقُلْتُ مَا تَرَى فِي رَجُلٍ ضَرَبَ رَجُلاً أَصَابِعَهُ بِالسَّيْفِ حَتَّى سَقَطَتْ ثُمَّ ذَهَبَ وَ أَتَى رَجُلٌ آخَرُ فَأَطَارَ كَفَّهُ فَأُتِيَ بِهِ إِلَيْكَ وَ أَنْتَ قَاضٍ كَيْفَ أَنْتَ صَانِعٌ قَالَ أَقُولُ لِهَذَا اَلْقَاطِعِ أَعْطِهِ دِيَةَ كَفِّهِ وَ أَقُولُ لِهَذَا اَلْمَقْطُوعِ صَالِحْهُ عَلَى مَا شِئْتَ وَ أَبْعَثُ بِهِ إِلَى ذَوَيْ عَدْلٍ قُلْتُ جَاءَ اَلاِخْتِلاَفُ فِي حُكْمِ اَللَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ وَ نَقَضْتَ اَلْقَوْلَ اَلْأَوَّلَ أَبَى اَللَّهُ عَزَّ ذِكْرُهُ أَنْ يُحْدِثَ فِي خَلْقِهِ شَيْئاً مِنَ اَلْحُدُودِ وَ لَيْسَ تَفْسِيرُهُ فِي اَلْأَرْضِ اِقْطَعْ قَاطِعَ اَلْكَفِّ أَصْلاً ثُمَّ أَعْطِهِ دِيَةَ اَلْأَصَابِعِ هَكَذَا حُكْمُ اَللَّهِ لَيْلَةَ يَنْزِلُ فِيهَا أَمْرُهُ إِنْ جَحَدْتَهَا بَعْدَ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَدْخَلَكَ اَللَّهُ اَلنَّارَ كَمَا أَعْمَى بَصَرَكَ يَوْمَ جَحَدْتَهَا عَلَى اِبْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ فَلِذَلِكَ عَمِيَ بَصَرِي قَالَ وَ مَا عِلْمُكَ بِذَلِكَ فَوَ اَللَّهِ إِنْ عَمِيَ بَصَرِي إِلاَّ مِنْ صَفْقَةِ جَنَاحِ اَلْمَلَكِ قَالَ فَاسْتَضْحَكْتُ ثُمَّ تَرَكْتُهُ يَوْمَهُ ذَلِكَ لِسَخَافَةِ عَقْلِهِ ثُمَّ لَقِيتُهُ فَقُلْتُ يَا اِبْنَ عَبَّاسٍ مَا تَكَلَّمْتَ بِصِدْقٍ مِثْلِ أَمْسِ قَالَ لَكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ لَيْلَةَ اَلْقَدْرِ فِي كُلِّ سَنَةٍ وَ إِنَّهُ يَنْزِلُ فِي تِلْكَ اَللَّيْلَةِ أَمْرُ اَلسَّنَةِ وَ إِنَّ لِذَلِكَ اَلْأَمْرِ وُلاَةً بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقُلْتَ مَنْ هُمْ فَقَالَ أَنَا وَ أَحَدَ عَشَرَ مِنْ صُلْبِي أَئِمَّةٌ مُحَدَّثُونَ فَقُلْتَ لاَ أَرَاهَا كَانَتْ إِلاَّ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ فَتَبَدَّى لَكَ اَلْمَلَكُ اَلَّذِي يُحَدِّثُهُ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَبْدَ اَللَّهِ رَأَتْ عَيْنَايَ اَلَّذِي حَدَّثَكَ بِهِ عَلِيٌّ وَ لَمْ تَرَهُ عَيْنَاهُ وَ لَكِنْ وَعَى قَلْبُهُ وَ وُقِرَ فِي سَمْعِهِ ثُمَّ صَفَقَكَ بِجَنَاحِهِ فَعَمِيتَ قَالَ فَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ مَا اِخْتَلَفْنَا فِي شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اَللَّهِ فَقُلْتُ لَهُ فَهَلْ حَكَمَ اَللَّهُ فِي حُكْمٍ مِنْ حُكْمِهِ بِأَمْرَيْنِ قَالَ لاَ فَقُلْتُ هَاهُنَا هَلَكْتَ وَ أَهْلَكْتَ.

ترجمہ

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن میرے پدر بزرگوار بیٹھے ہوئے تھے اور آپؑ کے پاس کچھ لوگ بھی موجود تھے پس آپؑ اس طرح مسکرائے کہ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور لوگوں سے فرمایا: کیا جانتے ہو کہ میں اس قدر

کیوں ہنسا؟

انہوں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: ابن عباس کا یہ گمان تھا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے: "ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اپنے اس قول پر قائم رہے۔ (فصلت: ۳۰)۔"

میں نے ایک دن اس سے کہا: اے ابن عباس! کیا تم نے ملائکہ کو دیکھا ہے؟ جو تیرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے تم سے یہ کہا ہے کہ تمہیں دنیا و آخرت میں ولایت حاصل ہے اور تم خوف و حزن سے امن میں ہو؟

انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''مومن سب ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ (حجرات: ۱۰)۔" اور اس حکم میں تمام امت داخل ہے۔

یہ سن کر میں ہنسا اور میں نے کہا: اے ابن عباس! تو نے سچ کہا ہے اور میں تم کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا خدا کے حکم میں اختلاف ہوسکتا ہے؟

انہوں نے کہا: نہیں۔

میں نے کہا: تم ایسے شخص کے بارے میں کیا فیصلہ کرو گے جس نے حملہ کر کے تلوار سے دوسرے شخص کی انگلیاں کاٹ دیں، پھر ایک دوسرا شخص آیا اور اس نے اس کا باقیماندہ ہاتھ کاٹ دیا۔ پس اگر یہ شخص تمہارے پاس لایا جائے اور تم کو قاضی بنایا جائے تو تم کیا فیصلہ کرو گے؟

اس نے کہا: میں ہاتھ کاٹنے والے سے کہوں گا کہ اس (مقطوع) کے ہاتھ کی دیت دے اور مقطوع سے کہوں گا کہ دوسرے سے جس طرح چاہے صلح کر لے اور اس کو دو عادل قاضیوں کے پاس بھیج دوں گا تا کہ وہ ان کی صلح کرا دیں۔

میں نے کہا: اے ابن عباس! خدا کے حکم میں تو اختلاف پیدا ہو گیا اور تم نے وہ حکم دیا ہے جو خدا اور رسولؐ کا حکم نہیں ہے اور تو نے اپنی بات کو خود ہی توڑ دیا ہے۔ پس یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا کے لیے کوئی واقعہ زمین میں رونما ہو اور اس کے لیے کوئی فیصلہ کرنے والا نہ ہو اور زمین پر اس کی تفسیر کرنے والا نہ ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ہاتھ کاٹنے والے سے قصاص لیا جائے گا اور انگلیاں کاٹنے والے سے دیت لی جائے گی اور یہ وہ حکم ہے جو لیلۃ القدر میں نازل ہوا ہے اور جو تم نے رسول خداؐ سے سنا ہے پس اگر اس کا انکار کرو گے تو خدا تمہیں جہنم میں داخل کرے گا جیسا کہ خدا نے تمہاری آنکھوں کو اس دن اندھا کر دیا تھا جس دن تم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا انکار کیا تھا۔

ابن عباس نے کہا: اسی وجہ سے میری آنکھیں اندھی ہوئی تھیں۔

میں نے کہا: تمہیں کیسے پتہ چلا کہ اس وجہ اس اندھی ہوئی ہیں؟

اس نے کہا: خدا کی قسم! یہ فرشتے کے پر مارنے کی وجہ سے اندھی ہوئی ہیں۔

پھر میں مسکرایا اور اس کو چھوڑ دیا کیونکہ اس کی عقل کمزور ہے۔ پھر جب دوسرے دن میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا: اے ابن عباس! جس انداز سے کل تم نے سچ بولا ہے ایسے پہلے کبھی نہیں بولا۔ حضرت علی علیہ السلام نے تم سے کہا تھا: اے ابن عباس! لیلۃ القدر ہر سال ہوتی ہے اور ہر سال فرشتے دین کے امر لے کر نازل ہوتے ہیں اور اس امر میں رسول اللہؐ کے بعد ان کے والیان کا تعین ہوتا ہے۔ اے ابن عباس! تو نے کہا تھا کہ رسول اللہؐ کے بعد والیان امر کون ہیں؟ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: وہ میں اور میری اولاد سے گیارہ بیٹے ہوں گے اور وہ سارے محدث ہیں۔ اس وقت تو نے کہا تھا: اے علی علیہ السلام! میں فقط رسول اللہؐ کے ساتھ شب قدر کو دیکھتا ہوں اس کے بعد کوئی شب قدر نہیں۔ اس وقت وہ فرشتہ جو ان سے گفتگو کر رہا تھا اس نے کہا: اے ابوعبداللہ! تو جھوٹ بول رہا ہے اور بات وہی ہے جو جناب علیؑ بیان کر رہے ہیں۔ تم کہتے ہو کہ میں رسول اللہؐ کے بعد اس کو نہیں دیکھتا تو اس میں تم جھوٹ بول رہے ہو لیکن تیرے دل میں یہ موجود ہے اور وہ اس کا اقرار کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس فرشتے نے اپنا پر تیری آنکھوں پر مارا اور تو اندھا ہو گیا۔

ابن عباس نے کہا: ہر وہ چیز جس میں ہم اختلاف کرتے ہیں اس کا حاکم خدا ہے۔

میں نے کہا: کیا خدا کبھی دو مختلف حکم کرتا ہے؟

ابن عباس نے کہا: نہیں۔

میں نے کہا: اے ابن عباس! تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔

میں نے کہا: اے ابن عباس! تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ [۱]

بیان:

اغ ورقت افعیعال من الغرق قالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقامُوا یعنی وحدوا الله ثم استقاموا علی طاعة الله و طاعة رسوله کما ینبغی من غیر مخالفة یعنی بهم المعصومین ص هل رأیت الملائكة أشار به إلى قوله سبحانه إِنَّ الَّذِينَ قالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلائِكَةُ أَلَّا تَخافُوا وَ لا تَحْزَنُوا وَ أَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ نَحْنُ أَوْلِياؤُكُمْ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا وَ فِي الْآخِرَةِ صدقت صدقه علی سبیل التهکم

---

[۱] بحارالانوار: ۲۵/ ۸۷ و ۴۲/ ۱۵۸؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۷۰۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/ ۳۶۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۶۱۹؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۱۹۹؛ المناقب: ۴/ ۱۹۹؛ عوالی اللئالی: ۳/ ۶۰۷

و ابعث به إلى ذوى عدل أى أرسله إليهما لتقدير الحكومة فى الأصابع جاء الاختلاف لعدم إمكان الاتفاق فى مثله ليلة ينزل فيها أمره يعنى ليلة القدر قال الله تعالى إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ و قال إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ إلى قوله مِنْ كُلِّ أَمْرٍ إن جحدتها يعنى تلك الليلة قال فلذلك عمى بصرى هذا الكلام تصديق و إقرار منه له ع قال و ما علمك بذلك يعنى قال ابن عباس لأبى من أين علمت أن ذلك سبب عماى كأنه تعجب من علمه بما هو بمنزلة الغيب فو الله هذا من كلام الصادق ع معترض و لم تره عيناه هذا من تتمة كلام الملك و العائد فى عيناه راجع إلى على ع يعنى لم تره عينا على لأنه ليس بملك و لا نبى و يأتى ما يؤيد هذا التفسير فى هذا الباب وقر فى سمعه أى ثبت فيه و استقر من الوقرة يعنى النقرة فى الصخرة و فى الحديث التعلم فى الصغر كالوقرة فى الحجر أراد أنه يثبت فى القلب ثبات النقرة فى الحجر ما اختلفنا فى شىء فحكمه إلى الله أشار به إلى قوله عز و جل وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ أى مردود إليه كأنه نفى بهذا الكلام أن يكون فى الأمة من علم حكم المختلف فيه فاحتج ع عليه بأنه إذا كان الحكم مردودا إلى الله و ليس عند الله فى الواقع إلا حكم واحد فكيف يحكمون تارة بأمر و تارة بآخر و هل هذا إلا مخالفة لله سبحانه فى أحد الحكمين التى هى سبب الهلاك و الإهلاك

''اغرورقت'' باب افعیعال سے غرق سے۔

انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر استقامت رکھی۔یعنی اللہ کی حدود پر باقی رہے پھر استقامت رکھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر جیسے اطاعت کرنی چاہیئے۔

''من غیر مخالفة'' یعنی ان کے ساتھ معصومین علیہم السلام ہیں۔

''هل رایت الملائکه'' اس کے ساتھ اللہ کے قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فرمایا: ''بتحقیق جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر استقامت کی تو ان پر ملائکہ نازل ہوئے کہ نہ ڈرو اور حزن نہ کرو بشارت دو جنت کی جس کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے۔ ہم آپ کے اولیاء ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں۔(سورہ فصلت: ۳۱۔۳۰)۔''

''صدقت'' یعنی تو نے اس کی تصدیق تکبر اور مذاق کی بنا پر کی۔

''و ابعث به الی ذوی عدل'' یعنی بھیجو اسے ان دونوں کی طرف انگلیوں میں حکومت کے فرض کی بنا پر؟

''جاء الاختلاف'' اس جیسے میں اتفاق کے امکان کے نہ ہونے کی وجہ سے۔

''لیلة ینزل فیها امره'' یعنی لیلۃ القدر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بتحقیق ہم نے اس کو نازل کیا مبارک رات میں بتحقیق ہم انذار کرنے والے ہیں، اس رات میں ہر امر حکیم میں فرق دیا جاتا ہے۔ (سورہ الدخان: ۳۔۲)'' اور فرمایا: ہم نے اس کو نازل کیا لیلۃ القدر میں من کل امر۔۔تک۔

''ان جحدھا'' یعنی اس رات کو۔

''فذلك عمی بصری'' یہ کلام تصدیق ہے اور اقرار ہے اس سے امام علیہ السلام کے لیئے۔

''وما علمك بذلك'' یعنی ابن عباس نے میرے بابا کو کہا کہ آپؑ نے کہاں سے جانا کہ بتحقیق یہ میرے اندھے ہونے کا سبب ہے؟ گویا وہ ان کے علم سے تعجب کر رہا تھا جو کہ غیب کے علم کے قائم مقام ہے۔

''فو الله'' یہ امام صادق علیہ السلام کے کلام سے ہے اعتراض کرتے ہوئے۔

''و لم تره عيناه'' یہ، ملک، کے کلام کا تتمہ ہے اور ''عيناه'' کی ضمیر علی علیہ السلام کی طرف پلٹتی ہے۔ یعنی نہیں دیکھا اس کو علی علیہ السلام کی آنکھوں نے کیونکہ بتحقیق وہ نہ فرشتہ ہیں نہ نبی ہیں اور وہ بیان جو اس باب میں آئے گا اس تفسیر کی تائید کرتا ہے۔

''وقر فی سمعه'' یعنی اس میں ثابت ہے۔

''واستقر'' یعنی پتھر میں سوراخ کا ہونا۔

اور اس حدیث میں جو ہے کہ ''التعلم فی الصغر کالوقرۃ فی الحجر'' بچپنے میں سیکھنا، پڑھنا ایسے ہے جیسے پتھر پر نقش کرنا۔ اس سے ارادہ کیا ہے دل میں ثابت ہونے کا جیسے پتھر پر نقش ثابت رہتا ہے۔

''ما اختلفنا فی شئ فحکمه الی الله'' اس سے اللہ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ فرمایا: ''اور جو بھی اس میں کسی چیز کا تم اختلاف کرو تو اس کا حکم اللہ کی طرف ہے۔ (سورہ شوریٰ: ۱۰)'' یعنی: وہ پلٹتا ہے اللہ کی طرف یا جس چیز میں کوئی اختلاف ہو تو اللہ کی طرف پلٹا دو۔ گویا اس کلام کے ساتھ امت میں اس علم دینے کی نفی کی ہے جس کے حکم میں اختلاف ہے۔

بس امام علیہ السلام نے اس پر احتجاج کیا ہے کہ جب تمام حکم اللہ کی طرف پلٹتے ہیں اور واقع میں اللہ کے پاس ایک ہی حکم ہے تو کس طرح وہ لوگ کبھی ایک حکم دیتے ہیں اور کبھی دوسرا حکم دیتے ہیں۔ کیا یہ اللہ کی مخالفت نہیں دو حکموں میں سے ایک کی جو ہلاک ہونے اور کرنے کا سبب ہے؟

تحقیق اسناد:

اس حدیث کا حکم وہی ہے جو اس سے پچھلی حدیث پر گزر چکا ہے کیونکہ اس کی اسناد وہی ہیں (واللہ اعلم)

7/485 الکافی،۱/۳/۲۴۸/۱ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ (فِيها يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ) يَقُولُ يَنْزِلُ فِيهَا كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ وَ اَلْمُحْكَمُ لَيْسَ بِشَيْئَيْنِ إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ وَاحِدٌ فَمَنْ حَكَمَ بِمَا لَيْسَ فِيهِ اِخْتِلاَفٌ فَحُكْمُهُ مِنْ حُكْمِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنْ حَكَمَ بِأَمْرٍ فِيهِ اِخْتِلاَفٌ فَرَأَى أَنَّهُ مُصِيبٌ فَقَدْ حَكَمَ بِحُكْمِ اَلطَّاغُوتِ إِنَّهُ لَيَنْزِلُ فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ إِلَى وَلِيِّ اَلْأَمْرِ تَفْسِيرُ اَلْأُمُورِ سَنَةً سَنَةً يُؤْمَرُ فِيهَا فِي أَمْرِ نَفْسِهِ بِكَذَا وَ كَذَا وَ فِي أَمْرِ اَلنَّاسِ بِكَذَا وَ كَذَا وَ إِنَّهُ لَيَحْدُثُ لِوَلِيِّ اَلْأَمْرِ سِوَى ذَلِكَ كُلَّ يَوْمٍ عِلْمُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْخَاصُّ وَ اَلْمَكْنُونُ اَلْعَجِيبُ اَلْمَخْزُونُ مِثْلُ مَا يَنْزِلُ فِي تِلْكَ اَللَّيْلَةِ مِنَ اَلْأَمْرِ ثُمَّ قَرَأَ (وَلَوْ أَنَّ مٰا فِي اَلْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلاٰمٌ وَ اَلْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مٰا نَفِدَتْ كَلِمٰاتُ اَللّٰهِ إِنَّ اَللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ).

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا: ''اس (رات) میں حکمت کا ہر امر فیصل کیا جاتا ہے۔(دخان:۴)۔'' یعنی وہ فرماتا ہے کہ اس میں ہر امر استوار نازل ہوتا ہے اور محکم دو چیزیں نہیں ہوتیں بلکہ ایک چیز ہوتی ہے۔ پس جو اس طرح حکم کرے جس میں اختلاف نہ ہو تو اس کا حکم اللہ کے حکم سے ہوگا اور جو ایسے امر کے ساتھ حکم کرے جس میں اختلاف ہو اور اپنی رائے کو درست سمجھے تو اس کا حکم شیطانی حکم ہوگا۔ بے شک شب قدر میں تمام سالانہ امور کی تفصیل ولی امر کی طرف نازل ہوتی ہے۔ سال بسال اس ولی امر کو حکم دیا جاتا ہے کہ اپنے لئے ایسا ایسا کرو اور لوگوں کے متعلق ایسا ایسا کرو، اس کے ساتھ ولی امر کو خاص خاص امور اور پوشیدہ اسرار کے متعلق ہر روز خدا کی طرف سے علم حاصل ہوتا رہتا ہے اسی طرح جیسے شب قدر میں ہر امر اس پر نازل ہوتا ہے۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت کی: ''اگر روئے زمین کے تمام اشجار قلم بن جائیں اور سات سمندر سیاہی، تب بھی اللہ کے کلمات تمام نہ ہوں گے بے شک اللہ عزیز حکیم ہے۔(لقمان:۲۷)۔''[1]

بیان:

فسر الحكيم بالمحكم في ضمن قوله و المحكم ليس بشيئين و فسر المحكم بما لا يحتمل غير معناه كما هو المشهور في تفسيره لأنه هو الذي ليس بشيئين و إنما هو شيء واحد لا اختلاف فيه و أما الذي يحتمل غير معناه فهو شيئان و لا بد فيه من الاختلاف و ما أحكم هذا الحديث في إبطال القول بالاجتهاد و الرأي

[1] تاویل الآیات: ۴۹۴؛ بحارالانوار: ۲۵/۷۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۶۳۵؛ تفسیر الصافی: ۴/۴۰۳؛ عوالم العلوم: ۲۳/۱۹۷؛ تفسیر البرہان: ۵/۴۰۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/۲۶۷

و أبينه و كأنه أراد ع بعلم الله الخاص العلم اللدنى المتعلق بمعرفة أسرار المبدأ و المعاد مما يخصهم أعنى غير المتعلق بأفعال العباد و بالمكنون العجيب المخزون ما يجب من ذلك صونه عن غير أهله لعدم احتمال أفهام الجمهور له كما قال أمير المؤمنين ع اندمجت على مكنون علم لو بحت به لاضطربتم۔ اضطراب الأرشية فى الطوى البعيدة

امام علیہ السلام نے ''الحکیم'' کی تفسیر بیان کی ہے ''المحکم'' کے ساتھ اپنے اس قول کے ضمن میں کہ فرمایا: ''و المحکم لیس بشیئین''، یعنی محکم کبھی بھی دو چیزیں نہیں ہوتا اور المحکم کی تفسیر کی ہے یعنی: جس میں اس کی معنی کے غیر کا احتمال بھی نہ ہو۔

جیسے مشہور ہے اس کی تفسیر میں، کیونکہ محکم وہ چیز کی دو چیزیں نہ ہو وہ فقط وفقط ایک ہی چیز ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور وہ چیز جس میں غیر کا احتمال ہو تو وہ دو چیزیں حساب ہوں گی پھر ان دونوں میں اختلاف کا ہونا لازمی ہے اور یہ حدیث اجتہاد کے اور رائے کے باطل ہونے کا حکم کرتی ہے اور گویا امامؑ نے ارادہ کیا ہے اللہ کے خاص علم کے ذریعے علم لدنی کا جو مبدأ و معاد کے اسرار کے ساتھ متعلق ہے اور جو ان کے ساتھ مخصوص ہیں ان کے ساتھ متعلق ہے، یعنی جو تعلق نہیں رکھتا بندوں کے افعال کے ساتھ۔ اور ارادہ کیا ہے اس علم مکنون اور مخزون کا جس کا نا اہل سے چھپانا واجب ہے، اس کو عام لوگوں کے نہ سمجھنے کی خاطر۔

جیسے امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: سینے میں چھپا ہوا ایسا علم رکھتا ہوں کہ اگر اس کو ظاہر کروں تو تم لرز جاؤ ایسے جیسے رسی میں بندھا برتن کنویں میں لٹکتے وقت لرزتا ہے۔

تحقیق اسناد:

اس کا حکم بھی سابق حدیث کے مثل ہے کیونکہ اسناد وہی ہیں (واللہ اعلم)

8/486 الکافی،۱/۴/۲۴۸/۱ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: (إِنّٰا أَنْزَلْنٰاهُ فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ) صَدَقَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْزَلَ اَللَّهُ اَلْقُرْآنَ فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ: (وَ مٰا أَدْرٰاكَ مٰا لَيْلَةُ اَلْقَدْرِ) قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لاَ أَدْرِي قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (لَيْلَةُ اَلْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ) لَيْسَ فِيهَا لَيْلَةُ اَلْقَدْرِ قَالَ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هَلْ تَدْرِي لِمَ هِيَ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ قَالَ لاَ قَالَ لِأَنَّهَا: (تَنَزَّلُ) فِيهَا (اَلْمَلاٰئِكَةُ وَ اَلرُّوحُ): (بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ) وَ إِذَا أَذِنَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِشَيْءٍ فَقَدْ رَضِيَهُ (سَلاٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ اَلْفَجْرِ) يَقُولُ تُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مَلاَئِكَتِي وَ رُوحِي بِسَلاَمِي مِنْ أَوَّلِ

مَا يَهْبِطُونَ إِلَى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ثُمَّ قَالَ فِي بَعْضِ كِتَابِهِ: (وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً) فِي (إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ) وَ قَالَ فِي بَعْضِ كِتَابِهِ: (وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَ فَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئاً وَ سَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ) يَقُولُ فِي الْآيَةِ الْأُولَى إِنَّ مُحَمَّداً حِينَ يَمُوتُ يَقُولُ أَهْلُ الْخِلَافِ لِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَضَتْ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَهَذِهِ فِتْنَةٌ أَصَابَتْهُمْ خَاصَّةً وَ بِهَا ارْتَدُّوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ لِأَنَّهُمْ إِنْ قَالُوا لَمْ تَذْهَبْ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِيهَا أَمْرٌ وَ إِذَا أَقَرُّوا بِالْأَمْرِ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْ صَاحِبٍ بُدٌّ.

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا'' خدائے عزوجل نے سچ فرمایا کہ اس نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا اور فرمایا: (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) تم جانتے ہو شب قدر کیا ہے؟ (سورہ القدر: ۲)۔''

رسول اللہؐ نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ خدا نے فرمایا: ''وہ ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (قدر: ۳)۔'' پھر اس نے اپنے رسولؐ سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر کیوں ہے؟

آپؐ نے عرض کیا: نہیں۔

اس نے ارشاد فرمایا: اس لیے کہ اس میں ملائکہ اور روح ہر امر کو لے کر اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اور خدا جب کسی شے کا اذن دیتا ہے تو وہ اس سے راضی ہوتا ہے۔ اس رات میں صبح کے طلوع ہونے تک سلامتی ہے۔ خدا فرماتا ہے: اے رسولؐ! تم پر میرے ملائکہ اور روح میرا اسلام کہتے ہیں جب سے وہ زمین پر اُترتے ہیں صبح کے طلوع ہونے تک اور ایک جگہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے ''اور تم اس فتنہ سے بچتے رہو جو تم میں سے خاص ظالموں پر ہی نہ پڑے گا۔ (انفال: ۲۵)'' یہ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ کے متعلق ہے اور دوسری آیت میں فرماتا ہے: ''محمد صرف رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں پس اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے پچھلے پاوں پلٹ جاو گے اور جو پلٹ جائے وہ ہرگز اللہ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو بدلہ دے گا۔ (آل عمران: ۱۴۴)''۔ پہلی آیت میں خدا نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے جائیں گے تو اہل خلاف امر خدا کے متعلق کہیں گے کہ شب قدر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلی گئی پس یہ وہ خاص فتنہ ہے جو ان کو پہنچے گا اور اسی لیے وہ اپنے پچھلے پاوں پلٹیں گے کیونکہ اگر وہ کہیں کہ شب قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رخصت نہیں ہوئی تو ان کو امر الٰہی کا نزول شب قدر میں ماننا

پڑے گا اور اگر اس کا اقرار کرلیا تو پھر لامحالہ صاحب امر کو بھی ماننا پڑے گا۔ [1]

بیان:

روى أن النبي ص أرى له في منامه أن القردة تصعد منبره ترد الناس عن الدين القهقرى فغمه ذلك فنزل عليه جبرئيل ع بهذه السورة تسلية له ص و أخبره أن بني أمية يملكون الأمر من بعده إلى ألف شهر و تأتي هذه الرواية في باب نقض عهد الصحابة من هذا الكتاب و في باب ليلة القدر من كتاب الصيام بأدنى تفاوت فقوله تعالى خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ يعني خير من ألف شهر يملك فيها بنو أمية الأمر بعدك ليس لهم فيها ليلة القدر لاختصاصها بك و بأهل بيتك من بعدك بنزول الأمر لهم فيها و بشيعتهم بتضاعف حسناتهم فيها قوله إذا أذن الله بشيء تفسير للإذن بالرضا و حاصل معنى آخر الحديث و الله أعلم ثم قائله أن الفتنة في هذه السورة فتنتان فتنة تصيب الذين ظلموا منهم خاصة و هي إنكارهم لليلة القدر بعد النبي ص أصلا و رأسا و ارتدادهم على أعقابهم كفرا و نفاقا و أصحاب هذه الفتنة ليسوا مخاطبين بهذه الآية لأنهم ليسوا بأهل للخطاب و لا ينفعهم النصح و فتنة أخرى لا تصيبن الذين ظلموا خاصة بل تعمهم و غير الظالمين و هي عدم المبالاة بمعرفة صاحب هذا الأمر بعد رسول الله ص و أن ليلة القدر بعده لمن و أن تنزل الملائكة و الروح فيها على من و أصحاب هذه الفتنة أهل الحيرة الذين لا يهتدون إلى الحق سبيلا و هم المخاطبون بهذه الآية يقول الله لهم اجتهدوا في معرفة الأمور المذكورة و تعرفوها من قبل أن يخرج طريق تعرفها من أيديكم و هذا معنى اتقاء الفتنة و الآية الثانية نزلت في جماعة فروا من الزحف في بعض الغزوات مرتدين على أعقابهم زعما منهم أن الرسول ص قد قتل حين نادى إبليس فيهم بذلك و هم في الحقيقة أهل الفتنة الأولى المنكرون لبقاء ليلة القدر بعد الرسول بل لبقاء الدين أيضا يقول الله تعالى لهم و ما محمد إلا كسائر الرسل الذين مضوا فإنه سيمضي كما مضوا فإذا مضى مضى معه الدين فتنقلبوا بعد إيمانكم كفارا أف لكم و لأيمانكم كلا بل الدين باق بعده و الأمر باق و صاحب الأمر باق و ليلة القدر باقية و تنزل الملائكة و الروح فيها على صاحب الأمر باق ما بقيت الدنيا و أهلها و أنه يكون بعد الرسول ص خليفة بعد خليفة و وصي بعد وصي و نزول أمر بعد نزول أمر و بيان متشابهات بعد بيان متشابهات إلى غير ذلك فقوله ع يقول في الآية الأولى إلى آخره إشارة إلى ما قلناه و بيان لارتباط إحدى الآيتين بالأخرى و تنبيه على أن الذين ظلموا في

---

[1] تاویل الآیات: ۷۹۴؛ بحارالانوار: ۲۵/۸۰؛ تفسیر البرہان: ۵/۷۰۵ و ۲/۶۶۶؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۴/۳۶۱ و ۳۶۵؛ تفسیر نورالثقلین: ۵/۶۳۵ و ۱/۳۹۶ و ۵/۶۲۰؛ عوالم العلوم: ۲۳/۱۹۶

الأولی هم المشار إلیهم بالانقلاب علی الأعقاب فی الثانیة بالحقیقة و قوله أهل الخلاف لأمر الله إشارة إلی أصحاب الفتنة الأولی و قوله و بها ارتدوا إشارة إلی أنهم فی الحقیقة هم المرتدون فی تلك الغزوة علی أعقابهم و أنهم بهذه الفتنة ارتدوا و قوله لأنهم إن قالوا تعلیل لقولهم بمضی لیلة القدر و ارتدادهم عن الدین و ذلك لأنهم إن اعترفوا ببقاء لیلة القدر فلا بد لهم من الاعتراف بالحق کما بینه ع

نبی اکرم ﷺ سے روایت ہوئی ہے کہ ان کو خواب میں بندر دکھائے گئے جوان کے منبر پر چڑھتے تھے جو لوگوں کو دین سے پلٹا دیتے تھے۔ اس نے رسول اکرم ﷺ کو بہت غمگین کر دیا، تو جبرائیل اس سورۃ کے ساتھ نازل ہوئے تاکہ اس سے رسول اکرم ﷺ کے دل کو تسلیت دیں اور ان کو جبرائیل نے خبر دی کہ بتحقیق بنوامیہ ان کے بعد بادشاہت ہزار مہینوں تک ہاتھ میں لے لیں گے۔

اور یہ روایت اس کتاب کے باب نقض عھد الصحابہ میں اور باب لیلہ القدر، میں کتاب الصیام میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ آئی گی۔

بس اللہ تعالیٰ کا قول کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یعنی یہ بہتر ہے آپ ﷺ کے بعد بنوامیہ کی حکومت کے ان ہزار مہینوں سے، ان کے لیئے حکومت میں شب قدر نہیں ہے، شب قدر آپؐ کے ساتھ اور آپؐ کے بعد آپؐ کے اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہونے کی وجہ سے، امر کے ان کے پاس نازل ہونے کے ساتھ اور شب قدر اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کے ساتھ ان کی نیکیوں کے بڑھانے کے لیئے مخصوص ہے۔

امام کا قول کہ ''إذا اذن الله بشیء'' جب اللہ اذن دے کسی شئ کا۔ تفسیر ہے خوشنودی کے ساتھ اذن دینے کی اور حدیث کے دوسری معنی یہ ہیں کہ، اللہ جانتا ہے پھر اس کا قائل جانتا ہے، کہ اس سورت میں دوقسم کے فتنے ہیں۔

ایک یہ کہ جس میں مبتلا ہوں گے وہ لوگ جو ظالم ہیں فقط اور ظلم سے مراد یہ ہے کہ وہ نبی کے بعد شب قدر کا اصل و سرے سے انکار کرنا ہے اور ان کا کافر اور مرتد ہونا ہے اور کافر اور منافق ہوکر جہالت کی طرف پلٹ جانا ہے۔

اور اس فتنے میں مبتلا لوگ مخاطب نہیں ہیں۔ اس آیت کے کیونکہ وہ اس خطاب کے اہل نہیں ہیں اور کوئی نصیحت ان کو فائدہ نہیں دے گی۔

اور دوسرا فتنہ یہ کہ اس میں ظالم مبتلا نہیں فقط بلکہ وہ عام فتنہ ہے ظالموں کے علاوہ، اور وہ فتنہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد اس امر کے صاحب اور مالک کی معرفت حاصل نہ کی جائے اور اس شخص کی معرفت حاصل نہ کی جائے کہ بتحقیق شب قدر رسول ﷺ کے بعد کس کے لیئے ہے؟

اور یہ نہ جانا جائے کہ ملائکہ کس پر نازل ہوں گے؟

اوراس فتنے میں مبتلا ہونے والے وہ حیران اور پریشان لوگ ہیں جوحق کی راہ کی طرف ہدایت نہیں پائے ہیں۔

اور آیت کے مخاطب یہی لوگ ہیں، خدا ان کو کہتا ہے کہ امور مذکورہ کی معرفت میں جستجو اور محنت کرو اور ان کو پہچانو اس سے پہلے کہ اس کی معرفت کے راہ تمہارے ہاتھوں سے خارج ہو جائے اور یہ ہے فتنے سے بچنے کے معنی، اور دوسری آیت نازل ہوئی اس جماعت کے بارے میں جو فرار کر گئے بعض غزوات میں جنگ سے مرتد ہو کر یہ گمان کرتے ہوئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل ہو گئے، جب ابلیس نے ندا دی تھی۔

اور وہ حقیقت میں فتنہ اولی والے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لیلۃ القدر کے باقی رہنے کے منکر بنے، بلکہ دین کے باقی رہنے کے منکر بنے۔

اللہ ایسے لوگوں کے لیئے کہتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے رسولوں کی طرح نہیں جو اس سے پہلے گزرے ہیں اور ان کا دین بھی ان کے ساتھ گزر گیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جب گزر جائیں گے تو اس کا دین بھی گزر جائے گا اور تم ایمان لانے کے بعد پھر کافر ہو جاؤ گے (ایسا نہیں ہے)۔اف ہو تم پر اور تمہارے ایمان پر ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ دین باقی ہے اس کے بعد اور امر باقی ہے اور صاحب الامر باقی ہے اور شب قدر بھی باقی ہے۔ اور اسی رات ملائکہ صاحب الامر پر نازل ہوں گے جو باقی ہے جب تک دنیا اور اہل دنیا باقی رہے گیں۔

اور وہ صاحب الامر خلیفہ ہوگا، پہلے خلیفہ کے بعد اور وصی ہوگا، وصی کے بعد اور امر نازل ہونا ہے، امر کے نازل ہونے کے بعد اور متشابہات کا بیان آئے گا متشابہات کے بیان کے بعد، وغیرہ۔

بس امام علیہ السلام کا قول کہ جو پہلی آیت میں کہا ہے وہ اشارہ ہے اس طرف جو ہم نے کہا ہے اور اس بیان کی طرف اشارہ ہے جو ایک آیت کو دوسری آیت کے ساتھ ربط دیتا ہے اور تنبیہ ہے ان پر جو ظلم کرتے ہیں آیت اولی میں اور یہ اشارہ کرتے ہیں ان کی طرف ان کے پلٹ جانے کے ساتھ آیت ثانی میں اور ان کا قول اللہ کے امر کے مخالف اشارہ ہے فتنہ اولی کے اصحاب کی طرف۔

اور ''بہا ارتدو'' اشارہ ہے اس طرف کہ بتحقیق وہ حقیقت میں اس غزوہ میں مرتد ہیں، واپس پلٹنے والے ہیں جہالت کی طرف اور بتحقیق وہ اس فتنے سے مرتد ہوئے۔

اور امام علیہ السلام کا قول کہ "لانہم ان قالوا "علت ہے ان کے قول کے لیئے کہ لیلۃ القدر بھی گزر جائے گی اور وہ دین سے پھر جائیں گے۔

اور یہ اس لیئے ہے کہ بتحقیق اگر وہ شب قدر کے باقی رہنے کا اعتراف کریں تو ضروری ہے ان کے لیئے کہ حق کا

اعتراف کریں دین اوراس کے ساتھ جو کچھ ہے سب کا اعتراف کریں جیسے امام علیہ السلام نے اس کو بیان کیا۔

تحقیق اسناد:

اس حدیث کا حکم بھی حدیث سابق کے مثل ہے کیونکہ اسناد وہی ہیں (واللہ اعلم)

9/487 الکافی،۱/۵/۲۴۹/۱ وَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَثِيراً مَا يَقُولُ: مَا اِجْتَمَعَ اَلتَّيْمِيُّ وَ اَلْعَدَوِيُّ عِنْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ يَقْرَأُ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ بِتَخَشُّعٍ وَ بُكَاءٍ فَيَقُولاَنِ مَا أَشَدَّ رِقَّتَكَ لِهَذِهِ اَلسُّورَةِ فَيَقُولُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِمَا رَأَتْ عَيْنِي وَ وَعَى قَلْبِي وَ لِمَا يَرَى قَلْبُ هَذَا مِنْ بَعْدِي فَيَقُولاَنِ وَ مَا اَلَّذِي رَأَيْتَ وَ مَا اَلَّذِي يَرَى قَالَ فَيَكْتُبُ لَهُمَا فِي اَلتُّرَابِ (تَنَزَّلُ اَلْمَلاٰئِكَةُ وَ اَلرُّوحُ فِيهٰا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ) قَالَ ثُمَّ يَقُولُ هَلْ بَقِيَ شَيْءٌ بَعْدَ قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (كُلِّ أَمْرٍ) فَيَقُولاَنِ لاَ فَيَقُولُ هَلْ تَعْلَمَانِ مَنِ اَلْمُنْزَلُ إِلَيْهِ بِذَلِكَ فَيَقُولاَنِ أَنْتَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ هَلْ تَكُونُ لَيْلَةُ اَلْقَدْرِ مِنْ بَعْدِي فَيَقُولاَنِ نَعَمْ قَالَ فَيَقُولُ فَهَلْ يَنْزِلُ ذَلِكَ اَلْأَمْرُ فِيهَا فَيَقُولاَنِ نَعَمْ قَالَ فَيَقُولُ إِلَى مَنْ فَيَقُولاَنِ لاَ نَدْرِي فَيَأْخُذُ بِرَأْسِي وَ يَقُولُ إِنْ لَمْ تَدْرِيَا فَادْرِيَا هُوَ هَذَا مِنْ بَعْدِي قَالَ فَإِنْ كَانَا لَيَعْرِفَانِ تِلْكَ اَللَّيْلَةَ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ شِدَّةِ مَا يُدَاخِلُهُمَا مِنَ اَلرُّعْبِ.

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بنی تیم اور بنی عدی کے دو افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰہُ کو بڑے خضوع وخشوع اور گریہ کے ساتھ پڑھنے لگے۔

وہ دونوں کہنے لگے: اس سورہ کو پڑھنے سے آپؐ پر بڑی رقت طاری ہوئی ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اس کی وجہ سے جو میری آنکھوں نے دیکھا ہے اور میرے قلب نے سمجھا اور جو کچھ یہ (علیؑ) دیکھے گا۔

ان دونوں نے کہا: وہ کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا اور وہ کیا ہے جو وہ (علی علیہ السلام) دیکھیں گے؟

راوی کا بیان ہے کہ زمین پر لکھا گیا: ''تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ''

پھر آپؐ نے فرمایا: کیا خدا کے کل امر کہنے کے بعد بھی کوئی بات باقی رہ گئی ہے؟

انہوں نے کہا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کلِ امر کس پر نازل ہوتا ہے؟

انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ آپ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

پھر فرمایا: کیا شبِ قدر میرے بعد بھی ہوگی؟

انہوں نے کہا: ضرور۔

آپؑ نے فرمایا: یہ امر بھی اس میں نازل ہوگا؟

انہوں نے کہا: ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: کس پر نازل ہوگا؟

انہوں نے کہا: ہمیں نہیں معلوم۔

پس آپؑ نے ان میں سے ایک کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: نہیں جانتا تو اب جان لے! میرے بعد یہ (علیؑ) ہے جس کے پاس فرشتے ہر شب قدر میں امر کے ساتھ آئیں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر سال شب قدر والی رات وہ دونوں اس خوف کی وجہ سے بہت پریشان رہتے تھے جو ان کے دل میں رسول اللہؐ کا فرمان یاد آنے کی وجہ سے آتا تھا۔ [1]

بیان:

التيمی و العدوی کنايتان عن الأولين لما رأت عينی إشارة إلی الملائكة المتنزلين فی تلك الليلة و وعی قلبی إشارة إلی ما حدثته من تبيين الأمور و إحكام الأحكام و لما يری قلب هذا من بعدی يعنی من الملائكة و تحديثهم إياه و أشار بهذا إلی أمير المؤمنين ع و قد مضی فی خبر آخر أنه وعی قلبه و وقر فی سمعه فإن كانا ليعرفان إن مخففة من المثقلة و ضمير الشأن محذوف بقرينة لام التأكيد فی الخبر يعنی فإن الشأن أنهما كانا ليعرفان البتة تلك الليلة بعد النبی ص لشدة الرعب الذی يداخلهما فيها

''التیمی و العدوی'' یہ کنایہ ہے پہلے دونوں کی طرف۔

''لما رات عینی'' اشارہ ہے ان ملائکہ کی طرف جو شب قدر میں نازل ہوتے ہیں۔

''و وعا قلبی.'' اشارہ ہے امور کے حادث ہونے اور ان کے واضح ہونے کی طرف اور احکام کے احکام کی

---

[1] تاویل الآیات: ۷۹۵؛ بصائر الدرجات: ۱ / ۲۲۴؛ بحار الانوار: ۲۵ / ۷۱ و ۹۴ / ۲۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۵ / ۶۳۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴ ۳۶۵؛ تفسیر البرہان: ۵ / ۷۰۵؛ عوالم العلوم: ۲۳ / ۱۹۵؛ مدینۃ المعاجز: ۲ / ۴۴۷

طرف۔

"ولما یری قلب ھذا من بعدی" یعنی ملائکہ اوران کا بات کرنا اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ۔ اوراس کے ساتھ اشارہ کیا ہے امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف۔

"انہ وعا قلبہ و وقر فی سمعہ" "فان کانا لیعرفان" "ان مخففہ من المثقلہ ہے (شد کے بغیر) اورضمیر شان حذف ہے خبر (لیعر فان) میں لام تاکید کے داخل ہونے کے قرینے سے۔

یعنی بس بتحقیق شان یہ ہے کہ بتحقیق وہ دونوں (تیمی وعدوی) نبیؐ کے بعد، شب قدر کو یقیناً جانتے اور پہچانتے تھے ۔اس شدید رعب وہیبت کی خاطر جو شب قدر میں ان دونوں کے دل پر وارد ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

10/488 الکافی،۱/۲۴۹/۱/۶ وَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: يَا مَعْشَرَ اَلشِّيعَةِ خَاصِمُوا بِسُورَةِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ تَفْلُجُوا فَوَ اَللَّهِ إِنَّهَا لَحُجَّةُ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَلَى اَلْخَلْقِ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنَّهَا لَسَيِّدَةُ دِينِكُمْ وَ إِنَّهَا لَغَايَةُ عِلْمِنَا يَا مَعْشَرَ اَلشِّيعَةِ خَاصِمُوا بِ؟ (حم وَ اَلْكِتَابِ اَلْمُبِينِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ) فَإِنَّهَا لِوُلاَةِ اَلْأَمْرِ خَاصَّةً بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا مَعْشَرَ اَلشِّيعَةِ يَقُولُ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَ إِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلاَّ خَلاَ فِيهَا نَذِيرٌ) قِيلَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ نَذِيرُهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ صَدَقْتَ فَهَلْ كَانَ نَذِيرٌ وَ هُوَ حَيٌّ مِنَ اَلْبِعْثَةِ فِي أَقْطَارِ اَلْأَرْضِ فَقَالَ اَلسَّائِلُ لاَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَ رَأَيْتَ بَعِيثَهُ أَ لَيْسَ نَذِيرَهُ كَمَا أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي بِعْثَتِهِ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ نَذِيرٌ فَقَالَ بَلَى قَالَ فَكَذَلِكَ لَمْ يَمُتْ مُحَمَّدٌ إِلاَّ وَ لَهُ بَعِيثٌ نَذِيرٌ قَالَ فَإِنْ قُلْتَ لاَ فَقَدْ ضَيَّعَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ فِي أَصْلاَبِ اَلرِّجَالِ مِنْ أُمَّتِهِ قَالَ وَ مَا يَكْفِيهِمُ اَلْقُرْآنُ قَالَ بَلَى إِنْ وَجَدُوا لَهُ مُفَسِّراً قَالَ وَ مَا فَسَّرَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ بَلَى قَدْ فَسَّرَهُ لِرَجُلٍ وَاحِدٍ وَ فَسَّرَ لِلْأُمَّةِ شَأْنَ ذَلِكَ اَلرَّجُلِ وَ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ اَلسَّائِلُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ كَانَ هَذَا أَمْرٌ خَاصٌّ لاَ يَحْتَمِلُهُ اَلْعَامَّةُ قَالَ أَبَى اَللَّهُ أَنْ يُعْبَدَ إِلاَّ سِرّاً حَتَّى يَأْتِيَ إِبَّانُ أَجَلِهِ اَلَّذِي يَظْهَرُ فِيهِ دِينُهُ كَمَا أَنَّهُ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ مَعَ خَدِيجَةَ مُسْتَتِراً حَتَّى أُمِرَ بِالْإِعْلاَنِ قَالَ اَلسَّائِلُ يَنْبَغِي لِصَاحِبِ هَذَا اَلدِّينِ أَنْ يَكْتُمَ قَالَ أَ وَ مَا كَتَمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ

اَلسَّلاَمُ يَوْمَ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَتَّى ظَهَرَ أَمْرُهُ قَالَ بَلَى قَالَ فَكَذَلِكَ أَمْرُنَا (حَتَّى يَبْلُغَ اَلْكِتابُ أَجَلَهُ).

ترجمہ

:اے ابوجعفر علیہ السلام! کیا امر خاص ہے عام لوگوں کے لیے نہیں (اگر ایسا ہے تو وہ ظاہر کیوں نہیں کرتے)؟ آپؑ نے فرمایا: خدا چاہتا ہے کہ اس کی عبادت شیعہ پوشیدہ طور سے کریں اس وقت خاص تک کہ دین خدا کو غلبہ حاصل ہو۔

یہ ایسا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب خدیجہ علیہا السلام کے ساتھ پوشیدہ عبادت کرتے تھے جب تک اعلانیہ عبادت کا حکم نہ ہوا۔ سائل نے عرض کیا: تو کیا اس دین والے کے لیے اپنی عبادت چھپانا لازم ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں کیا علی بن ابی طالب علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی عبادت اعلانِ رسالت کے وقت تک نہیں چھپائی۔ [1]

بیان:

أنها لحجة الله على الخلق قد مضى بيان كونها حجة لسيدة دينكم يعنى لسيدة حجج دينكم لغاية علمنا أى نهاية ما يحصل لنا من العلم لكشفها عن ليلة القدر التى تحصل لنا فيها غرائب العلم و مكنوناته و فى بعض النسخ غاية ما علمنا فإنها لولاة الأمر خاصة أى هذه الآيات إنما هى للأئمة المعصومين بعد النبى ص و فى شأنهم ليست لغيرهم يعنى هذا الإنزال إنما هو عليهم بعده و هذا الإنذار إنما يكون بهم بعده و إرسال الأمر المذكور فيها إنما هو إليهم خاصة وَ إِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلا فِيها نَذِيرٌ [1] يعنى لا بد لكل أمة من نذير حى يكون بين أظهرهم ينذرهم فى كل زمان و كذلك كان ما كانت الدنيا نذيرها محمد يعنى نذير هذه الأمة محمد ص صدقت صدقه باعتبار نذارته ص للأمة كافة بلا واسطة بينه و بين الله تعالى ثم أخذ فى الاحتجاج على السائل للاضطرار إلى النذير فى كل قرن حتى فى قرنه ص لمن كان فى أقطار الأرض بعيدا منه من البعثة أى من جهة بعثته ص أصحابه إلى أقطار الأرض أو هى بفتحتين جمع بعيث بمعنى المبعوث فأخطأ السائل حين أنكر ذلك فنبهه على خطائه بقوله ع أ رأيت بعيثه أ ليس نذيره يعنى بل إنما يكون من يبعثه من أصحابه إلى أقطار الأرض نيابة عن نفسه نذيره فى بعثته كما أنه هو نذير من الله فى بعثته فكذلك لم يمت محمد إلا و له بعيث نذير يعنى كما كان الأمر فى حال حياة الرسول كذلك يكون بعد موته فلم يمت محمد إلا و له خليفة قد بعثه إلى الخلق لإنذارهم و

[1] تاویل الآیات: ۷۹۶؛ عوالم العلوم: ۲۳/۱۹۸؛ بحار انوار: ۲۵/۷۱؛ تفسیر البرہان: ۵/۶۰۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۱۱۶ و ۱۰/۵۵۷

هكذا كل خليفة ما بقيت الدنيا و إلا لزم أن يكون الرسول قد ضيع من في أصلاب الرجال من أمته كما أنه لو لم يبعث في حال حياته إلى من غاب عنه في أقطار الأرض لكان قد ضيعهم إبان أجله بتشديد الباء الموحدة يعني وقت حلول أجله

''انها لحجة الله علی الخلق ''اس کے حجت ہونے کا بیان گزر گیا۔

''لسیدۃ دینکم ''یعنی تمہارے دین کی حجتوں کی سیدہ کے لیئے۔

''لغایۃ علمنا ''یعنی ہمارے اس علم کی انتہا جو حاصل ہوتا ہے شب قدر کے کشف ہونے سے جس شب میں ہمیں علوم کے غرائب اور مکنونات حاصل ہوتے ہیں اور بعض نسخوں میں ''غایۃ علمنا'' ہے۔

''فانها لولاۃ الامر خاصۃ ''یعنی یہ آیات نبی اکرم ﷺ کے بعد آئمہ معصومین علیہم السلام کے ساتھ خاص ہیں اور ان کی شان میں ہیں نہ ان کے غیر کی شان میں۔یعنی یہ ملائکہ اور روح کا نازل ہونا رسول کے بعد اہل بیت علیہم السلام پر ہے اور یہ انذار نبی کے فقط اہل بیت علیہم السلام کے لیئے ہے اور امر مذکور کا بھیجا جانا شب قدر میں خاص ہے اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ۔

''و ان من امۃ الا خلا فیها نذیه ''یعنی ہر امت کے لیئے ایک زندہ نذیر کا ہونا ضروری ہے جو ان کو ہر زمانے میں انذار کرے اور اسی طرح ہوگا جب تک دنیا ہے۔

''نذیرها محمد ''یعنی اس امت کے نذیر محمد ﷺ ہیں۔

''صدقت ''اس نے تصدیق کی اس کی ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انذار کرنے کی ساری امت کے لیئے اس کے اللہ کے درمیان بغیر کسی واسطے کے۔

پھر سائل پر احتجاج کرنا شروع کیا ہر قرن وزمانے میں نذیر کے وجود کے اضطرار کے لیئے (یعنی ہر زمانے میں نذیر کے موجود ہونے کے محتاج ہیں) یہاں تک خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اس شخص کے لیئے جو اس کے زمانے میں زمین پر چاروں طرف، ان سے دور رہتا ہو۔

''من البعثۃ ''یعنی ان کی بعثت کی جہت سے ان کے اصحاب زمین میں چاروں طرف۔یا یہ دونوں ''فتح'' کے ساتھ ہے جو جمع ہے ''بعیث'' کی ''المبعوث'' کی معنی میں، پھر سائل نے خطا کی جب اس کا انکار کیا۔پھر مولا علیہ السلام نے اس کو اس کی خطا کی طرف اپنے اس قول سے ہوشیار کیا۔

''أرأیت بعیثه ألیس نذیره ''یعنی بتحقیق رسول اکرم ﷺ اپنے اصحاب میں سے زمین کے چاروں طرف جس کو مبعوث کرتے ہیں اپنی نیابت میں وہ ان کی بعثت میں ان کا نذیر ہے جیسے ہو اپنی بعثت میں اللہ کی

طرف سے نذیر ہیں۔

''فکذلك لم یمت محمد الا و له بعیث نذیر ''یعنی یہ امر جیسے رسول ﷺ کی حیات میں تھا ایسے ہی ان کی شہادت کے بعد ہوگا بس محمد ﷺ شہید نہیں ہوئے مگر ان کا ایک خلیفہ ہے۔جس کو انہوں نے مخلوق کی طرف مبعوث کیا ہے تا کہ ان کو انذار کرے اور اسی طرح جب تک دنیا ہے باقی ہے خلیفہ بھی ہوگا ورنہ لازم آئے گا کہ رسول ﷺ نے امت کے مردوں کی صلبوں کو ضایع کر دیا جس طرح وہ اگر کسی کو مبعوث نہ کرتے اپنی حیات میں ان کے لیئے جو زمین کے چاروں طرف ان سے دور تھے تو ان کو ضایع کیا۔

''ابان اجله''ابان کی''باء'' کی تشدید کے ساتھ یعنی موت کے آنے کا وقت۔

تحقیق اسناد:

مثل حکم سابق ہے (واللہ اعلم)

11/489 الکافی،۱/۲۵۰/۱،۱/۷ وَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَقَدْ خَلَقَ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ لَيْلَةَ اَلْقَدْرِ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اَلدُّنْيَا وَ لَقَدْ خَلَقَ فِيهَا أَوَّلَ نَبِيٍّ يَكُونُ وَ أَوَّلَ وَصِيٍّ يَكُونُ وَ لَقَدْ قَضَى أَنْ يَكُونَ فِي كُلِّ سَنَةٍ لَيْلَةٌ يَهْبِطُ فِيهَا بِتَفْسِيرِ اَلْأُمُورِ إِلَى مِثْلِهَا مِنَ اَلسَّنَةِ اَلْمُقْبِلَةِ مَنْ جَحَدَ ذَلِكَ فَقَدْ رَدَّ عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عِلْمَهُ لِأَنَّهُ لاَ يَقُومُ اَلْأَنْبِيَاءُ وَ اَلرُّسُلُ وَ اَلْمُحَدَّثُونَ إِلاَّ أَنْ تَكُونَ عَلَيْهِمْ حُجَّةٌ بِمَا يَأْتِيهِمْ فِي تِلْكَ اَللَّيْلَةِ مَعَ اَلْحُجَّةِ اَلَّتِي يَأْتِيهِمْ بِهَا جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قُلْتُ وَ اَلْمُحَدَّثُونَ أَيْضاً يَأْتِيهِمْ جَبْرَئِيلُ أَوْ غَيْرُهُ مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ قَالَ أَمَّا اَلْأَنْبِيَاءُ وَ اَلرُّسُلُ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِمْ فَلاَ شَكَّ وَ لاَ بُدَّ لِمَنْ سِوَاهُمْ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ خُلِقَتْ فِيهِ اَلْأَرْضُ إِلَى آخِرِ فَنَاءِ اَلدُّنْيَا أَنْ تَكُونَ عَلَى أَهْلِ اَلْأَرْضِ حُجَّةٌ يَنْزِلُ ذَلِكَ فِي تِلْكَ اَللَّيْلَةِ إِلَى مَنْ أَحَبَّ مِنْ عِبَادِهِ وَ اَيْمُ اَللَّهِ لَقَدْ نَزَلَ اَلرُّوحُ وَ اَلْمَلاَئِكَةُ بِالْأَمْرِ فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ عَلَى آدَمَ وَ اَيْمُ اَللَّهِ مَا مَاتَ آدَمُ إِلاَّ وَ لَهُ وَصِيٌّ وَ كُلُّ مَنْ بَعْدَ آدَمَ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ قَدْ أَتَاهُ اَلْأَمْرُ فِيهَا وَ وَضَعَ لِوَصِيِّهِ مِنْ بَعْدِهِ وَ اَيْمُ اَللَّهِ إِنْ كَانَ اَلنَّبِيُّ لَيُؤْمَرُ فِيمَا يَأْتِيهِ مِنَ اَلْأَمْرِ فِي تِلْكَ اَللَّيْلَةِ مِنْ آدَمَ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ أَوْصِ إِلَى فُلاَنٍ وَ لَقَدْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كِتَابِهِ لِوُلاَةِ اَلْأَمْرِ مِنْ بَعْدِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَاصَّةً: (وَعَدَ اَللَّهُ اَلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا اَلصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي اَلْأَرْضِ كَمَا اِسْتَخْلَفَ اَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ) إِلَى قَوْلِهِ (فَأُولَئِكَ هُمُ

اَلْفَاسِقُونَ) يَقُولُ أَسْتَخْلِفُكُمْ لِعِلْمِي وَ دِينِي وَ عِبَادَتِي بَعْدَ نَبِيِّكُمْ كَمَا اِسْتَخْلَفَ وُصَاةَ آدَمَ مِنْ بَعْدِهِ حَتَّى يَبْعَثَ اَلنَّبِيَّ اَلَّذِي يَلِيهِ: (يَعْبُدُونَنِي لاٰ يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً) يَقُولُ يَعْبُدُونَنِي بِإِيمَانٍ لاَ نَبِيَّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَمَنْ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ (فَأُولٰئِكَ هُمُ اَلْفَاسِقُونَ) فَقَدْ مَكَّنَ وُلاَةَ اَلْأَمْرِ بَعْدَ مُحَمَّدٍ بِالْعِلْمِ وَ نَحْنُ هُمْ فَاسْأَلُونَا فَإِنْ صَدَقْنَاكُمْ فَأَقِرُّوا وَ مَا أَنْتُمْ بِفَاعِلِينَ أَمَّا عِلْمُنَا فَظَاهِرٌ وَ أَمَّا إِبَّانُ أَجَلِنَا اَلَّذِي يَظْهَرُ فِيهِ اَلدِّينُ مِنَّا حَتَّى لاَ يَكُونَ بَيْنَ اَلنَّاسِ اِخْتِلاَفٌ فَإِنَّ لَهُ أَجَلاً مِنْ مَمَرِّ اَللَّيَالِي وَ اَلْأَيَّامِ إِذَا أَتَى ظَهَرَ وَ كَانَ اَلْأَمْرُ وَاحِداً وَ اَيْمُ اَللَّهِ لَقَدْ قُضِيَ اَلْأَمْرُ أَنْ لاَ يَكُونَ بَيْنَ اَلْمُؤْمِنِينَ اِخْتِلاَفٌ وَ لِذَلِكَ جَعَلَهُمْ شُهَدَاءَ عَلَى اَلنَّاسِ لِيَشْهَدَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَيْنَا وَ لِنَشْهَدَ عَلَى شِيعَتِنَا وَ لِتَشْهَدَ شِيعَتُنَا عَلَى اَلنَّاسِ أَبَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يَكُونَ فِي حُكْمِهِ اِخْتِلاَفٌ أَوْ بَيْنَ أَهْلِ عِلْمِهِ تَنَاقُضٌ ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَضْلُ إِيمَانِ اَلْمُؤْمِنِ بِجُمْلَةِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ وَ بِتَفْسِيرِهَا عَلَى مَنْ لَيْسَ مِثْلَهُ فِي اَلْإِيمَانِ بِهَا كَفَضْلِ اَلْإِنْسَانِ عَلَى اَلْبَهَائِمِ وَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَيَدْفَعُ بِالْمُؤْمِنِينَ بِهَا عَنِ اَلْجَاحِدِينَ لَهَا فِي اَلدُّنْيَا لِكَمَالِ عَذَابِ اَلْآخِرَةِ لِمَنْ عَلِمَ أَنَّهُ لاَ يَتُوبُ مِنْهُمْ مَا يَدْفَعُ بِالْمُجَاهِدِينَ عَنِ اَلْقَاعِدِينَ وَ لاَ أَعْلَمُ أَنَّ فِي هَذَا اَلزَّمَانِ جِهَاداً إِلاَّ اَلْحَجَّ وَ اَلْعُمْرَةَ وَ اَلْجِوَارَ قَالَ: وَ قَالَ رَجُلٌ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ لاَ تَغْضَبْ عَلَيَّ قَالَ لِمَا ذَا قَالَ لِمَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْهُ قَالَ قُلْ قَالَ وَ لاَ تَغْضَبُ قَالَ وَ لاَ أَغْضَبُ قَالَ أَ رَأَيْتَ قَوْلَكَ فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ وَ تَنَزُّلِ اَلْمَلاَئِكَةِ وَ اَلرُّوحِ فِيهَا إِلَى اَلْأَوْصِيَاءِ يَأْتُونَهُمْ بِأَمْرٍ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَدْ عَلِمَهُ أَوْ يَأْتُونَهُمْ بِأَمْرٍ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَعْلَمُهُ وَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَاتَ وَ لَيْسَ مِنْ عِلْمِهِ شَيْءٌ إِلاَّ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَهُ وَاعٍ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا لِي وَ لَكَ أَيُّهَا اَلرَّجُلُ وَ مَنْ أَدْخَلَكَ عَلَيَّ قَالَ أَدْخَلَنِي عَلَيْكَ اَلْقَضَاءُ لِطَلَبِ اَلدِّينِ قَالَ فَافْهَمْ مَا أَقُولُ لَكَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمَّا أُسْرِيَ بِهِ لَمْ يَهْبِطْ حَتَّى أَعْلَمَهُ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ عِلْمَ مَا قَدْ كَانَ وَ مَا سَيَكُونُ وَ كَانَ كَثِيرٌ مِنْ عِلْمِهِ ذَلِكَ جُمَلاً يَأْتِي تَفْسِيرُهَا فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ وَ كَذَلِكَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَدْ عَلِمَ جُمَلَ اَلْعِلْمِ وَ يَأْتِي تَفْسِيرُهُ فِي لَيَالِي اَلْقَدْرِ كَمَا

كَانَ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ اَلسَّائِلُ أَ وَ مَا كَانَ فِي اَلْجُمَلِ تَفْسِيرٌ قَالَ بَلَى وَ
لَكِنَّهُ إِنَّمَا يَأْتِي بِالْأَمْرِ مِنَ اَللَّهِ تَعَالَى فِي لَيَالِي اَلْقَدْرِ إِلَى اَلنَّبِيِّ وَ إِلَى اَلْأَوْصِيَاءِ اِفْعَلْ كَذَا وَ كَذَا
لِأَمْرٍ قَدْ كَانُوا عَلِمُوهُ أُمِرُوا كَيْفَ يَعْمَلُونَ فِيهِ قُلْتُ فَسِّرْ لِي هَذَا قَالَ لَمْ يَمُتْ رَسُولُ اَللَّهِ
صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلاَّ حَافِظاً لِجُمْلَةِ اَلْعِلْمِ وَ تَفْسِيرِهِ قُلْتُ فَالَّذِي كَانَ يَأْتِيهِ فِي لَيَالِي اَلْقَدْرِ
عِلْمُ مَا هُوَ قَالَ اَلْأَمْرُ وَ اَلْيُسْرُ فِيمَا كَانَ قَدْ عَلِمَ قَالَ اَلسَّائِلُ فَمَا يَحْدُثُ لَهُمْ فِي لَيَالِي اَلْقَدْرِ
عِلْمٌ سِوَى مَا عَلِمُوا قَالَ هَذَا مِمَّا أُمِرُوا بِكِتْمَانِهِ وَ لاَ يَعْلَمُ تَفْسِيرَ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ إِلاَّ اَللَّهُ عَزَّ وَ
جَلَّ قَالَ اَلسَّائِلُ فَهَلْ يَعْلَمُ اَلْأَوْصِيَاءُ مَا لاَ يَعْلَمُ اَلْأَنْبِيَاءُ قَالَ لاَ وَ كَيْفَ يَعْلَمُ وَصِيٌّ غَيْرَ
عِلْمِ مَا أُوصِيَ إِلَيْهِ قَالَ اَلسَّائِلُ فَهَلْ يَسَعُنَا أَنْ نَقُولَ إِنَّ أَحَداً مِنَ اَلْوُصَاةِ يَعْلَمُ مَا لاَ
يَعْلَمُ اَلْآخَرُ قَالَ لاَ لَمْ يَمُتْ نَبِيٌّ إِلاَّ وَ عِلْمُهُ فِي جَوْفِ وَصِيِّهِ وَ إِنَّمَا (تَنَزَّلُ اَلْمَلاٰئِكَةُ وَ اَلرُّوحُ)
فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ بِالْحُكْمِ اَلَّذِي يَحْكُمُ بِهِ بَيْنَ اَلْعِبَادِ قَالَ اَلسَّائِلُ وَ مَا كَانُوا عَلِمُوا ذَلِكَ اَلْحُكْمَ
قَالَ بَلَى قَدْ عَلِمُوهُ وَ لَكِنَّهُمْ لاَ يَسْتَطِيعُونَ إِمْضَاءَ شَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمَرُوا فِي لَيَالِي اَلْقَدْرِ
كَيْفَ يَصْنَعُونَ إِلَى اَلسَّنَةِ اَلْمُقْبِلَةِ قَالَ اَلسَّائِلُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ لاَ أَسْتَطِيعُ إِنْكَارَ هَذَا قَالَ أَبُو

جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَنْ أَنْكَرَهُ فَلَيْسَ مِنَّا قَالَ اَلسَّائِلُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ أَ رَأَيْتَ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ
عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَلْ كَانَ يَأْتِيهِ فِي لَيَالِي اَلْقَدْرِ شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ عَلِمَهُ قَالَ لاَ يَحِلُّ لَكَ أَنْ تَسْأَلَ عَنْ
هَذَا أَمَّا عِلْمُ مَا كَانَ وَ مَا سَيَكُونُ فَلَيْسَ يَمُوتُ نَبِيٌّ وَ لاَ وَصِيٌّ إِلاَّ وَ اَلْوَصِيُّ اَلَّذِي بَعْدَهُ
يَعْلَمُهُ أَمَّا هَذَا اَلْعِلْمُ اَلَّذِي تَسْأَلُ عَنْهُ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَبَى أَنْ يُطْلِعَ اَلْأَوْصِيَاءَ عَلَيْهِ إِلاَّ
أَنْفُسَهُمْ قَالَ اَلسَّائِلُ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ كَيْفَ أَعْرِفُ أَنَّ لَيْلَةَ اَلْقَدْرِ تَكُونُ فِي كُلِّ سَنَةٍ قَالَ
إِذَا أَتَى شَهْرُ رَمَضَانَ فَاقْرَأْ سُورَةَ اَلدُّخَانِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِائَةَ مَرَّةٍ فَإِذَا أَتَتْ لَيْلَةُ ثَلاَثٍ وَ
عِشْرِينَ فَإِنَّكَ نَاظِرٌ إِلَى تَصْدِيقِ اَلَّذِي سَأَلْتَ عَنْهُ وَ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: لَمَا
تَرَوْنَ مَنْ بَعَثَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِلشَّقَاءِ عَلَى أَهْلِ اَلضَّلاَلَةِ مِنْ أَجْنَادِ اَلشَّيَاطِينِ وَ أَزْوَاجِهِمْ
أَكْثَرُ مِمَّا تَرَوْنَ خَلِيفَةَ اَللَّهِ اَلَّذِي بَعَثَهُ لِلْعَدْلِ وَ اَلصَّوَابِ مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ قِيلَ يَا أَبَا جَعْفَرٍ وَ
كَيْفَ يَكُونُ شَيْءٌ أَكْثَرَ مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ قَالَ كَمَا شَاءَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ اَلسَّائِلُ يَا أَبَا جَعْفَرٍ إِنِّي
لَوْ حَدَّثْتُ بَعْضَ اَلشِّيعَةِ بِهَذَا اَلْحَدِيثِ لَأَنْكَرُوهُ قَالَ كَيْفَ يُنْكِرُونَهُ قَالَ يَقُولُونَ إِنَّ

اَلْمَلاَئِكَةَ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ أَكْثَرُ مِنَ اَلشَّيَاطِينِ قَالَ صَدَقْتَ اِفْهَمْ عَنِّي مَا أَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ وَ لاَ لَيْلَةٍ إِلاَّ وَ جَمِيعُ اَلْجِنِّ وَ اَلشَّيَاطِينِ تَزُورُ أَئِمَّةَ اَلضَّلاَلَةِ وَ يَزُورُ إِمَامَ اَلْهُدَى عَدَدُهُمْ مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ حَتَّى إِذَا أَتَتْ لَيْلَةُ اَلْقَدْرِ فَيَهْبِطُ فِيهَا مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ إِلَى وَلِيِّ اَلْأَمْرِ خَلَقَ اَللَّهُ أَوْ قَالَ قَيَّضَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنَ اَلشَّيَاطِينِ بِعَدَدِهِمْ ثُمَّ زَارُوا وَلِيَّ اَلضَّلاَلَةِ فَأَتَوْهُ بِالْإِفْكِ وَ اَلْكَذِبِ حَتَّى لَعَلَّهُ يُصْبِحُ فَيَقُولُ رَأَيْتُ كَذَا وَ كَذَا فَلَوْ سَأَلَ وَلِيَّ اَلْأَمْرِ عَنْ ذَلِكَ لَقَالَ رَأَيْتَ شَيْطَاناً أَخْبَرَكَ بِكَذَا وَ كَذَا حَتَّى يُفَسِّرَ لَهُ تَفْسِيراً وَ يُعْلِمَهُ اَلضَّلاَلَةَ اَلَّتِي هُوَ عَلَيْهَا وَ ايْمُ اَللَّهِ إِنَّ مَنْ صَدَّقَ بِلَيْلَةِ اَلْقَدْرِ لَيَعْلَمُ أَنَّهَا لَنَا خَاصَّةً لِقَوْلِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حِينَ دَنَا مَوْتُهُ هَذَا وَلِيُّكُمْ مِنْ بَعْدِي فَإِنْ أَطَعْتُمُوهُ رَشَدْتُمْ وَ لَكِنْ مَنْ لاَ يُؤْمِنُ بِمَا فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ مُنْكِرٌ وَ مَنْ آمَنَ بِلَيْلَةِ اَلْقَدْرِ مِمَّنْ عَلَى غَيْرِ رَأْيِنَا فَإِنَّهُ لاَ يَسَعُهُ فِي اَلصِّدْقِ إِلاَّ أَنْ يَقُولَ إِنَّهَا لَنَا وَ مَنْ لَمْ يَقُلْ فَإِنَّهُ كَاذِبٌ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ يُنَزِّلَ اَلْأَمْرَ مَعَ اَلرُّوحِ وَ اَلْمَلاَئِكَةِ إِلَى كَافِرٍ فَاسِقٍ فَإِنْ قَالَ إِنَّهُ يُنَزِّلُ إِلَى اَلْخَلِيفَةِ اَلَّذِي هُوَ عَلَيْهَا فَلَيْسَ قَوْلُهُمْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ وَ إِنْ قَالُوا إِنَّهُ لَيْسَ يُنَزِّلُ إِلَى أَحَدٍ فَلاَ يَكُونُ أَنْ يُنَزَّلَ شَيْءٌ إِلَى غَيْرِ شَيْءٍ وَ إِنْ قَالُوا وَ سَيَقُولُونَ لَيْسَ هَذَا بِشَيْءٍ فَقَدْ ضَلُّوا ضَلاَلاً بَعِيداً.

(ترجمہ) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے شب قدر کو خلق فرمایا اور جب دنیا کو خلق کیا تو سب سے پہلے اس میں اپنے نبیؐ کو خلق کیا اور ان کے بعد سب سے پہلے ان کے وصی کو خلق کیا اور پھر خدا نے فیصلہ کرلیا کہ ہر سال شب قدر ہوگی اور اس میں ہر سال ملائکہ آنے والے سال تک کے تمام امور کی تفسیر لے کر نازل ہوا کریں گے۔ پس جو اس کا انکار کرے گا اس نے اللہ تعالیٰ کے علم کو رد کر دیا ہے کیونکہ تمام انبیاء و مرسلین اور اوصیاء لوگوں پر اس چیز کے ذریعے حجت قائم کرتے ہیں جو ان کے پاس اس رات کو آتی ہے اور ساتھ وہ چیز جو عام اوقات میں جبرئیلؑ ان کے پاس لے کر آتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: کیا محدثون اوصیاء پر بھی جبرئیل آتا ہے یا دوسرے ملائکہ آتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: انبیاء و مرسلین پر ملائکہ کے نازل ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے اور انبیاء و مرسلین کے علاوہ بھی ضروری ہے کہ جب سے زمین کی خلقت ہوئی ہے اور جب تک رہے گی اس میں حجت ہو اور اللہ اس پر اس رات جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ خدا کی قسم! حضرت آدم پر ملائکہ اور جبرئیل علیہم السلام اس رات کو خدا کے امر کے ساتھ

نازل ہوتے تھے اور جب وہ اس دنیا سے چلے گئے تو وہ ان کے وصی پر شب قدر کو نازل ہوتے رہے کیونکہ آدم کا ایک وصی تھا اور ان کے بعد ہر نبی کے پاس ملائکہ شب قدر میں امر کے ساتھ نازل ہوتے رہے ہیں اور ان کو حکم دیتے کہ اپنے بعد فلاں کو اپنا وصی قرار دو۔ خدا کی قسم! آدم سے لے کر رسول خداؐ تک ہر نبی کو یہ حکم ہوا ہے کہ اپنے بعد فلاں کو وصیت کرو اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضرت محمدؐ کے بعد ولی امر کے لیے خاص طور پر ذکر کیا ہے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ان مومنین سے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں، وعدہ کر لیا ہے کہ ان کو ضرور بر ضرور زمین میں خلیفہ بنائے جائیں گے جیسا کہ ان سے پہلے بھی ہم نے لوگوں کو زمین میں خلیفہ قرار دیا ہے تا اس کے قول: پس یہی لوگ فاسقین میں سے ہیں۔ (النور: ۵۵)۔'' وہ فرماتا ہے: میں تمہیں اپنے نبی کے بعد اپنے علم اور اپنے دین اور اپنی عبادت میں خلیفہ قرار دوں گا جیسا کہ آدم کے بعد اس کا وصی قرار دیا تھا یہاں تک کہ اس نے بعد والا نبی مبعوث کر دیا اور ان سے کہا میری عبادت کرنا میرے ساتھ کسی کو شریک مت قرار دینا۔

وہ فرماتا ہے: وہ خدا کی عبادت اس ایمان کے ساتھ کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو اس کے علاوہ عقیدہ رکھے گا وہ فاسق ہے۔

آپؑ نے فرمایا: خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جن لوگوں کو اپنے علم کے ساتھ ولی امر قرار دیا وہ ہم ہیں۔ پس ہم سے سوال کرو۔ اگر ہم سچ کہیں تو پھر ہماری تصدیق کرو حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ تم ایسا کرنے والے نہیں ہو۔ ہمارا علم ظاہر ہے اور جب وہ وقت اور زمانہ آئے گا جس میں ہمارا دین ظاہر ہوگا تو اس وقت لوگوں میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا اور وہ وقت زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ قریب آ رہا ہے اور جب وہ قائمؑ ظہور کرے گا تو اس وقت دین فقط ایک ہو جائے گا۔

خدا کی قسم! یہ امر طے ہو گیا ہے کہ مومنین کے درمیان اختلاف نہیں ہوگا۔ پس اسی وجہ سے ان کو لوگوں پر گواہ بنایا گیا ہے اور رسول خداؐ ہمارے اوپر گواہ ہیں اور ہم اپنے شیعوں پر گواہ ہیں اور ہمارے شیعہ لوگوں پر گواہ ہیں۔ خدا کو یہ بات ناپسند ہے کہ اس کے حکم میں اختلاف ہو یا اس کے علم میں نقص پایا جائے۔

پھر امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ مومن جو إِنَّآ أَنْزَلْنَٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی تفسیر کو قبول کرتا ہے وہ عام مومن پر اتنی فضیلت رکھتا ہے جتنا ایک انسان جانوروں پر فضیلت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے ذریعے ان لوگوں کو دفع و دُور کرتا ہے جو اس لیلۃ القدر کا انکار کرتے ہیں اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے جو جان کر بھی توبہ نہیں کرتے اور اللہ مجاہدین کے ذریعے قاعدین سے دفاع کرتا ہے۔ میں اس زمانے میں کسی جہاد کو نہیں جانتا مگر یہ کہ وہ حج و عمرہ اور اچھی ہمسائیگی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپ مجھ پر ناراض تو نہیں ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: میں ناراض کیوں ہوں گا؟

اس نے عرض کیا: کیونکہ میں آپؑ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے آپؑ ناراض نہیں ہوں گے۔

آپؑ نے فرمایا: کہو (جو سوال ہے)۔

اس نے کہا: غصہ نہیں کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

اس شخص نے کہا: آپؑ کا عقیدہ ہے کہ شب قدر ملائکہ اور جبرئیل اوصیاء پر نازل ہوتے ہیں اور ان کے پاس ایسے امور لے کر آتے ہیں کہ وہ اُمور کہ یا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو جانتے نہیں تھے یا جانتے تو تھے لیکن وہ انہوں نے بیان نہیں کیے تھے حالانکہ میں جانتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے گئے ہیں اور وہ اپنا سارا علم جناب علی علیہ السلام کے سپرد کر گئے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام نے ان تمام کو ان سے لیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: میرا تیرے ساتھ کیا تعلق ہے اور تجھے کس نے میرے پاس سوال کے لیے بھیجا ہے؟

اس شخص نے کہا: خدا کے اس حکم نے جس میں اس نے فرمایا کہ دین کو طلب کرو۔

امام نے فرمایا: پھر جو میں تیرے لیے بیان کرنے لگا ہوں اس کو سمجھو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج پر گئے تھے تو اس وقت تک واپس نہیں آئے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کے سامنے جو کچھ ہو چکا تھا وہ بھی بیان کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا وہ بھی بیان کیا۔ اس علم میں سے اکثر علم مجمل و اجمالی تھا اور اس کی تفسیر لیلۃ القدر کو آتی تھی۔ ایسے ہی حضرت علیؑ بھی سب کچھ جانتے تھے لیکن وہ بھی اجمالی ہوتا تھا اور اس کی تفسیر ان کے لیے لیلۃ القدر میں آتی تھی۔ جیسا کہ رسول خدا کے لیے آتی تھی۔

سائل نے کہا: کیا ان علوم اجمالی کی کوئی تفسیر نہیں تھی؟

امامؑ نے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن اس امر کی تفسیر لیلۃ القدر کو نبیؐ یا ان کے اوصیاء کے پاس آتی ہے کہ اس معاملہ میں آپ نے ایسے ایسے کرنا ہے۔ وہ امر کو جانتے ہیں لیکن اس کو انجام کیسے دینا ہے یہ لیلۃ القدر میں ملتا ہے۔

سائل نے کہا: آپ میرے لیے وضاحت فرمائیں۔

امامؑ نے فرمایا: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے گئے تھے تو انہوں نے تمام امور کی تفسیر اجمالا بیان کر دی تھی۔

سائل نے کہا: وہ چیز جو لیلۃ القدر میں آتی ہے پھر وہ کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: جو کچھ نبی یا امام جانتا ہے اس کے کرنے

کا حکم یا ان میں آسانی پیدا کرنے کا حکم نازل ہوتا ہے۔سائل نے کہا: وہ علم جو نبی وامام جانتے ہیں اس کے علاوہ ان کے لیے شب قدر میں اور کون سا علم ہے جو نازل ہوتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: یہ وہ ہے کہ جس کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔جس کا تو نے سوال کیا ہے اس کی تفسیر اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

سائل نے کہا: کیا اوصیاء وہ چیز جانتے ہیں جو انبیاء نہیں جانتے؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں وہ علم وصی کیسے جان سکتا ہے جس کی اس کو وصیت نہیں کی گئی۔

سائل نے کہا: کیا یہ ہمارے لیے ممکن ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ایک وصی وہ علم جانتا ہے جو دوسرا وصی نہیں جانتا۔امامؑ نے فرمایا: نہیں، نبی اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا جب تک وہ اپنے وصی کو وصیت کے ضمن میں وہ علم نہ دے جائے اور سارا علم وصی کو تعلیم دے کر جاتا ہے اور ملائکہ اور روح شب قدر میں اس علم کو لوگوں میں جاری کرنے کا طریقہ لے کر آتے ہیں۔

سائل نے کہا: کیا وہ حکم کو نہیں جانتے؟

امامؑ نے فرمایا: کیوں نہیں، جانتے ہیں، لیکن وہ اس علم کو جاری کرنے کا اختیار نہیں رکھتے یہاں تک کہ شب قدر میں ان کو اجراء کا حکم دیا جاتا ہے کہ آنے والی شب قدر تک تم نے کیا کرنا ہے۔

سائل نے کہا: اس سے انکار نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جو اس کا انکار کرے وہ ہمارا نہیں ہے۔سائل نے کہا: اے ابوجعفر علیہ السلام! کیا آپ کا عقیدہ ہے کہ لیلۃ القدر میں نبی کے پاس کوئی ایسا علم آتا ہے جس کو وہ پہلے نہیں جانتا تھا؟

امامؑ نے فرمایا: تیرے لیے ایسے سوال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی علم ما کان اور علم ما یکون کو جانتا ہے اور کوئی نبی یا وصی اس دنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ وہ اپنے بعد والے وصی کو اس کی تعلیم دے کر جاتا ہے لیکن یہ علم جو شب قدر میں دیا جاتا ہے یہ فقط اس نبی یا وصی کی ذات تک رہتا ہے۔

سائل نے کہا: ہم کیسے پہچان سکتے ہیں کہ لیلۃ القدر ہر سال ہوتی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جب ماہ رمضان آئے تو سورہ دخان کی تلاوت کرو اور جب تیئیسویں رات آئے گی تو تجھے تیرے سوال کی تصدیق ہو جائے گی۔

حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: شیاطین اور ان کی ازواج کا لشکر جن کو خدا نے اہل شقاوت و گمراہی والوں کے لیے قرار دیا ہے، وہ ان فرشتوں سے زیادہ ہیں جن کو خدا نے اپنا خلیفہ اور ہدایت کے لیے مقرر کیا ہے۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: اے ابوجعفرؑ! کیا شیاطین کا لشکر ملائکہ سے زیادہ ہوسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جیسے اللہ چاہتا ہے ویسے ہی ہوتا ہے۔

سائل نے کہا: اگر میں اس بات کو آپؑ کے شیعوں کے سامنے پیش کرتا ہوں تو وہ اس کا انکار کردیں گے۔

امامؑ نے فرمایا: وہ کیسے انکار کردیں گے؟

سائل نے کہا: وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ملائکہ سب سے زیادہ ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: تو سچ کہتا ہے لیکن جو میں تجھے بیان کرنے لگا ہوں تو اس کو سمجھو۔ ہر روز اور ہر رات ضلالت وگمراہی کے آئمہ کی شیاطین اور جنات زیارت کرتے ہیں اوران کی تعداد کے برابر ملائکہ امام برحق کی زیارت کرتے ہیں یہاں تک کہ جب شب قدر آتی ہے تو ملائکہ آسمان سے ولی امر کے پاس امر خدا لے کر آتے ہیں جسے اللہ نے خلق کیا یا فرمایا کہ شیاطین کو آمادہ کرتا ہے کہ وہ بھی جائیں اور ضلالت وگمراہی کے امام کی زیارت کریں اوران تک جھوٹ کو پہنچائیں اور وہ صبح تک ہوتا ہے اور شیاطین اس کو بھی کہتے ہیں کہ ایسا کرنا اور ایسا کرنا اور وہ ضلالت کے امر کا ولی صبح کو کہتا ہے کہ میں نے ایسا ایسا دیکھا ہے اور اگران سے ہدایت کے امر کے ولی کے بارے میں سوال کیا جائے تو وہ ضرور کہیں گے تو نے شیطان کو دیکھا ہے جس نے تجھے اس کی خبر دی ہے کہ تو ایسے ایسے کرحتی کہ اس نے اس کے لیے تفسیر کی ہے اوراس کو ضلالت کی تعلیم دی ہے جس پر وہ خود ہے۔ خدا کی قسم! جو لیلۃ القدر کی تصدیق کرے گا تو وہ ضرور جان لے گا اور لیلۃ القدر ہمارے لیے خاص ہے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: جب موت ان کے قریب تھی کہ یہ میرے بعد تمہارا ولی ہے اگر تم اس کی اطاعت کروگے تو وہ تمہیں ہدایت پر رکھے گا لیکن جو کچھ لیلۃ القدر میں ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ منکر ہے اور جو لیلۃ القدر پر ایمان رکھتا ہے اس کی رائے ہمارے ساتھ نہیں ہے اوراس کا حق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ وہ کہے کہ یہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور جو ایسا نہیں کہتا وہ جھوٹا ہے کیونکہ اللہ اس سے بلند وبالا ہے کہ وہ ملائکہ اور روح کو اپنا امر دے کر کسی کافر فاسق کی طرف روانہ کرے اور اگر وہ کہتا ہے کہ وہ اسی خلیفہ پر نازل ہوتا ہے جو گمراہی پر ہے تو اس کا قول کوئی چیز نہیں ہے اور اگر وہ کہتا ہے کہ کوئی کسی پر نازل نہیں ہوتا پس ممکن نہیں کہ کوئی شئ غیر شئ کی طرف نازل ہوتی ہے اور وہ کہیں گے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے تو وہ گمراہ ہوئے اور دور گمراہی میں چلے گئے۔ [1]

بیان:

﴿لعل السر فی کون خلق لیلة القدر مع أول خلق الدنیا و خلق أول نبی أو وصی یکون فیها أن لیلة القدر یدبر فیها کل أمر یکون فی الدنیا و یقدر فیها کل شیء یوجد فی العالم و تنزل الملائکة و الروح فیها بإذن

[1] بحارالانوار: ۲۵/ ۸۰و ۶۰/ ۲۷۶؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۷۰۸و ۷۰۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/ ۳۶۷و ۵۲۱/۹

ربهم من كل أمر إلى نبى أو وصى كما تقرر ذلك كله فى النصوص و تعيين الوصى للنبى إنما يكون فى تلك الليلة فلو كانت الدنيا متقدمة على ليلة القدر لزم أن يكون إمضاؤها قبل تدبيرها و تقديرها و لو كانت ليلة القدر متقدمة على الدنيا لزم أن لا تتنزل الملائكة و الروح فيها لفقد المنزل إليه

ثم إن الدنيا إنما كانت دنيا لدنوها من الإنسان بالإضافة إلى الآخرة فهما حالتان للإنسان فلا دنيا قبل إنسان و لا إنسان قبل نبى أو وصى إذ لا يقوم هذا النوع إلا بحجة كما يأتى بيانه من الأخبار فخلق النبى الأول و الوصى الأول من حيث كونه وصيا إنما يكون فى ليلة القدر و لا ليلة قدر و لا دنيا إلا و فيهما نبى أو وصى و لا نبى و لا وصى إلا و لهما ليلة قدر فقد رد على الله علمه لأن علم الله فى الأمور المتجددة فى كل سنة لا بد أن ينزل فى ليلة القدر إلى الأرض ليكون حجة على الأنبياء و المحدثين لنبوتهم و ولايتهم فالراد لليلة القدر هو الراد على الله علمه الجاحد أن يكون علمه فى الأرض فلا شك أى فى إتيان جبرئيل لم يتعرض ع لجواب السائل بل أعرض عنه إلى غيره تنبيها له على أن هذا السؤال غير مهم له و إنما المهم له التصديق بنزول الأمر على الأوصياء ليكون حجة لهم على أهل الأرض و أما أن النازل بالأمر هل هو جبرئيل أو غيره فليس العلم به بمهم له أو إنه لم ير المصلحة فى إظهار ذلك له لكونه أجنبيا كما يشعر به قوله ع فيما بعد و ما أنتم بفاعلين و وضع أى النبى الأمر أو على البناء للمفعول أو بالتنوين عوضا عن المضاف إليه عطف على الأمر بإيمان لا نبى بعد محمد يعنى أن نفى الشك عبارة عن أن لا يعتقد النبوة فى الخليفة الظاهر الغالب أمره و من قال غير ذلك هذا تفسير لقوله تعالى وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفاسِقُونَ يعنى و من كفر بهذا الوعد بأن قال إن مثل هذا الخليفة لا يكون إلا نبيا و لا نبى بعد محمد ص فهذا الوعد غير صادق أو كفر بهذا الموعود بأن قال إذا ظهر أمره هذا نبى أو قال هذا ليس بخليفة لاعتقاده الملازمة بين الأمرين فقوله ع غير ذلك إشارة إلى الأمرين و السر فى هذا التفسير أن العامة لا يعتقدون مرتبة متوسطة بين مرتبة النبوة و مرتبة آحاد أهل الإيمان من الرعية فى العلم اللدنى بالأحكام و لهذا ينكرون إمامة أئمتنا ع زعما منهم أنهم كسائر آحاد الناس فإذا سمعوا منهم من غرائب العلم أمرا زعموا أنهم ع يدعون النبوة لأنفسهم لكمال عذاب الآخرة أى ليكمل العذاب عليهم و الجوار أى قضاء حق المجاورة و الصبر على أذى الجار و العشير كأنه ع شبه العبادات الثلاث بالجهاد و جعلها عوضا عنه فى هذا الزمان لما فيها من جهاد النفس على مشاقها و لا سيما ما يتحمل من أذى الأعداء الجاحدين للحق و تنزل الملائكة بصيغة المصدر مجرورا عطفا على ليلة القدر يعنى ما قولك فى شأن ليلة القدر و فى تنزل الملائكة و الروح فيها جملا كان المراد بالجمل العلم بها على الوجه الكلى المنطبق على جزئياته فردا فردا بحيث لا يفوته معلوم و لكنه من دون الخصوصيات و التعينات و لما

كان فهم ذلك متعسرا على السائل أخذ يكرر عنه السؤال و تقرير شبهته أن الجملة إن كانت مشتملة على كل ما اشتمل عليه التفسير فما الذى يأتيهم فى ليلة القدر من العلم و إن لم تكن مشتملة على الجميع و كان يبقى من العلم ما لم يأتهم بعد و إنما يأتيهم فى ليالى القدر فيلزم أن لا يعلم الرسول ص ذلك الباقى الأمر و اليسر يعنى خصوص الأمر و سهولته إذ قد تشخص و تعين و صار بحيث يتيسر لهم إلقاؤه إلى الناس جزئيا محسوسا فيما كان قد علم يعنى على الوجه الكلى المحتمل لأفراده المتكثرة و لما كرر السائل سؤاله و أعاد بعد هذا الجواب الواضح ما كان يسأله أولا و جزم بأنه ليس من شأنه أن يفهم ذلك عدل عن جوابه بالبيان إلى جوابه بالأمر بالكتمان و أنه لا يعلم تفسير ذلك و بيانه لمثل هذا الرجل بحيث يفهم أو يسكت سوى الله سبحانه إذ الأفهام إنما هو بيد الله سبحانه و إنما المعلم فاتح للمتعلم و معد لأن يصير بحيث يفهم من الله عز و جل ما يلقيه إليه و إنما أمروا بكتمانه لأنهم ع أمروا أن يكلموا الناس على قدر عقولهم فمن لم يكن مقدار عقله صالحا لفهم أمر وجب كتمان ذلك الأمر عنه هل كان يأتيه فى ليالى القدر هذه هى المرة التاسعة لسؤاله ذلك و حينئذ حرم عليه السؤال و ما أصبره بأبى و أمى على مخاطبته و الرفق فى جوابه ص أن يطلع من باب الإفعال و المراد الاطلاع الكاشف عن سر الأمر على ما هو عليه إلا أنفسهم يعنى إلا اطلاع كل منهم صاحبه ناظر إلى تصديق الذى سألت يعنى ينكشف لك بعلامة أنها ليلة القدر إذا تشوفت إلى ذلك بإخلاص منك لما ترون مبتدأ و اللام المفتوحة لتأكيد الحكم و خبره أكثر مما ترون خليفة الله أى لخليفة الله كما شاء الله إنما أجابه ع بذلك لأن سؤاله كان ساقطا مع أنه لم يلزم من كلامه ع ذلك إذ لا يجب أن يكون كل ملك مرئيا لهم حينئذ لجواز أن لا يكون الكل مبعوثين للخليفة أو يكون الكل مبعوثين له و لكن لا يكونون مشهودين لهم و لهذا لما أعاد السائل هذا السؤال أعرض عن جوابه بعد تصديقه الإجمالى إلى قوله افهم عنى ما أقول خلق الله جواب إذا من الشياطين بعددهم لا منافاة بين هذا و ما سبق من أن ما ترون من الشياطين يكون أكثر مما ترون من الملائكة لجواز أن يكونوا يرون جميع الشياطين و لا يرون جميع الملائكة بل بعضها خاصة و يعلمه الضلالة من الإعلام منكر أى لنا إلى الخليفة الذى هو عليها أى على الضلالة و إن قالوا سيقولون أى إن قالوا ليس ينزل إلى أحد فسيقولون بعد التنبه إنه ليس بشىء﴾

شاید راز یہ ہے کہ خدا نے دنیا کی ابتدا میں ہی شب قدر کو خلق کیا اور نبی یا وصی کو خلق کیا جو شب قدر میں موجود ہو۔ بتحقیق شب قدر میں جو بھی امر دنیا میں ہوتا ہے اس کی تدبیر کی جاتی ہے اور ہر چیز جو عالم میں موجود ہے اس کی تقدیر مقدر کی جاتی ہے اور اس میں اپنے پروردگار کے اذن سے نازل ہوتے ہیں ملائکہ اور روح ہر امر کے لیئے نبی اور

وصی پر جیسا کہ یہ سب ثابت ہوا ہے نصوص میں۔
اور نبی کا وصی کو مشخص اور معین کرنا بھی اس رات میں ہے، بس اگر دنیا شب قدر پر مقدم ہوتی تو یہ لازم آتا کہ اس کی تدبیر اور تقدیر سے پہلے اس کی امضاء ہوئی ہے اور اگر شب قدر دنیا پر مقدم ہوتی تو لازم آتا کہ ملائکہ اور روح اس میں نازل نہیں ہوئے ان کے نازل ہونے کی جگہ کے فاقد ہونے کی وجہ سے۔
پھر بتحقیق دنیا دنی اور پست ہے اس کی پستی اور نیچے ہونے کی وجہ سے انسان کی آخرت کے ساتھ نسبت کے ساتھ۔
بس انسان کے لیئے یہ دو حالتیں ہیں، بس دنیا نہ تھی انسان سے پہلے اور انسان نہیں تھا نبی اور وصی سے پہلے نتیجے میں قائم نہیں ہوتی یہ نوع سواء حجت کے۔ جیسے اس کا بیان روایات میں آئے گا۔
بس خلق کیا پہلے نبی کو اور پہلے وصی کو اس اعتبار سے کہ وہ وصی ہو شب قدر میں۔ بس کوئی دنیا نہیں اور شب قدر نہیں مگر اس میں نبی یا وصی ہوتا ہے اور ہر نبی اور وصی کے لیئے ہی شب قدر ہوتی ہے۔
''فقد رد علی اللہ علمہ'' کیونکہ بتحقیق اللہ کے علم کو ہر سال، نئے امور میں شب قدر میں زمین پر نازل ہونا لازمی ہے تا کہ وہ حجت ہو انبیاء اور نبوت اور ولایت کے محدثین پر۔ بس شب قدر کو رد کرنے والا اللہ کے علم کو رد کرتا ہے اور اس کے علم کا زمین میں ہونے سے انکار کرتا ہے۔
''فلا شك'' یعنی جبرائیل کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ امام علیہ السلام نے سائل کے جواب پر اعتراض نہیں کیا بلکہ اس کو اس کے غیر کی طرف لے گئے اس کو خبر دار کرنے کے لیئے اس بنا پر کہ بتحقیق یہ سوال مہم نہیں اس کے لیئے اور بتحقیق اس کے لیئے اوصیاء پر امر کے نازل ہونے کی تصدیق مہم ہے تا کہ وہ اہل زمین پر حجت ہو۔ اور لیکن بتحقیق امر کو نازل کرنے والا جبرائیل ہے یا اس کا غیر ہے، بس اس کا علم رکھنا اور جاننا اس کے لیئے مہم نہیں ہے۔ یا اس کے ظاہر کرنے میں مصلحت نہیں دیکھی۔ اس کے لیئے اس مطلب کے اجنبی ہونے کی وجہ سے۔ جیسے اس کے طرف ان کے مابعد والے قول نے اشارہ کیا: ''اور تم اس کے انجام دینے والے نہیں۔
''ووضع'' یعنی نبی نے امر کو وضع کیا۔ یا مجہول ہے یا تنوین کے ساتھ ہے، مضاف الیہ کے عوض میں امر پر عطف کرتے ہوئے۔
''بایمان لا نبی بعد محمد'' یعنی شرک کی نفی کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ نبوت کے ظاہر میں خلیفہ ہونے کا جو اس کے امر کو غالب کرے۔
''و من قال غیر ذالك'' یہ امام کا قول تفسیر ہے اللہ کے قول کی کہ فرمایا: ۔۔۔۔۔۔۔ بس جو اس کے بعد کافر ہو بس وہ فاسقین ہیں۔ یعنی جو بھی اس وعدے کا انکار کرے اور کافر ہو یعنی یہ کہے کہ: بتحقیق ایسا نبی کا خلیفہ بھی نبی ہوتا

ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، بس یہ وعدہ سچا نہیں ہے یا اس موعود یعنی جس کا وعدہ دیا گیا ہے اس کا انکار کرے، کفر کرے، یہ کہے کہ: جب اس کا امر ظاہر ہوگا یہ نبی ہے، یا کہے کہ یہ خلیفہ نہیں ہے، اس کے دو امروں میں اعتقاد رکھنے کی وجہ سے۔

بس امام علیہ السلام کا قول اس کا غیر ہے جو اشارہ ہے تو امروں کی طرف اور اس تفسیر کا راز یہ ہے کہ بتحقیق عامہ، سنی نبوت کے مرتبے اور رعیت میں سے اہل ایمان کے احکام کے علم لدنی میں مرتبے کے درمیان واسطے کے مرتبے کا عقیدہ نہیں رکھتے اور اس لیئے وہ ہمارے آئمہ معصومین علیہم السلام کی امامت کا انکار کرتے ہیں یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ بھی لوگوں میں سے ایک ہیں یا لوگوں جیسے ہیں۔ بس جب آئمہ معصومین علیہم السلام سے غرائب علم میں سے کوئی بات سنتے ہیں تو گمان کرتے ہیں کہ بتحقیق آئمہ معصومین علیہم السلام اپنے لیئے نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

''لکمال عذاب الآخرۃ'' یعنی تا کہ ان پر عذاب کامل ہو۔

''والجوار'' یعنی ہمسائے کے حق کو قضا کرنا اور ہمسائے اور رشتے دار کے اذیت دینے پر صبر کرنا۔

گو یا مولا علیہ السلام نے تینوں عبادتوں کو جہاد کے ساتھ شباہت دی ہے اور قرار دیا ہے تینوں عبادتوں کو جہاد کے بدلے میں اس زمانے میں قرار دیا ہے اس لیئے کہ ان میں جہاد النفس سخت تر ہے اور حق کے انکار کرنے والوں کی اذیت سے سخت تر ہے۔

''و تنزل الملائکہ'' مصدر کے صیغے کے ساتھ مجرور، عطف ہے لیلۃ القدر پر یعنی تیرا قول شب قدر کی شان میں اور اس میں ملائکہ اور روح کے نازل ہونے کی شان میں۔

''جملا'' گو یا کہ تمام علم سے مراد کلی طور پر اس کا منطبق ہونا اس کی جزئیات پر ہے فردا فردا اس اعتبار سے کہ اس سے معلوم فوت نہ ہوا اور لیکن خصوصیات اور تعینات کے بغیر اور جب اس کا سمجھنا سائل پر مشکل تھا تو انہوں نے اس سے سوال کا تکرار کرنا اور شبھہ کا بیان کرنا شروع کیا۔ بتحقیق اگر سارا مشتمل ہوا اس پر جس پر مشتمل ہے تفسیر، تو بس کون ہے وہ جس کے پاس شب قدر علم آتا ہے؟

اور اگر مشتمل نہ ہو سب پر اور باقی بچے وہ علم جو بعد میں ان کے پاس نہیں آئے گا اور وہ ان کے پاس شب قدر میں آتا ہے تو لازم آئے گا کہ بتحقیق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقی علم کو نہیں جانتے۔

''الامر و الیسر'' یعنی خاص امر اور اس کی سہولت، بس نتیجے میں جب مشخص ہوگا اور متعین ہوگا اور ایسے ہوگا کہ ان کے لیئے لوگوں تک پہنچانا اور ان کو القاء کرنا آسان ہوگا جزئی محسوس کرنے کے اعتبار سے۔

''فیما کان قد علم'' یعنی افراد متکثر کے لیئے وجہ کلی محتمل کی بنا پر۔ اور جب سائل نے اپنے سوال کو تکرار کیا اور

اس واضح جواب کے بعد اعادہ کیا جو پہلے سوال کیا۔

اور امام علیہ السلام کو یقین ہوا کہ بتحقیق اس کو سمجھنا اس کی شان میں نہیں پھر اس جواب بیان کے ذریعے دوسرے جواب کی طرف امر کے کتمان کے ساتھ بات کو موڑا اور اس کی وہ تفسیر نہیں سکھائی۔ اور اس کا بیان اس جیسے شخص کو اس اعتبار سے کہ وہ سمجھے اور ساکت ہو اللہ کے سواء۔

اور نتیجتاً افہام اور سمجھانا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور بتحقیق معلم استاد شاگرد کے لیئے گرہ کشا ہے اور اس کو استعداد دیتا ہے کہ وہ ایسا ہو کہ اللہ سے جو کچھ اس کو ملے اس کو سمجھ سکے۔ اور بتحقیق وہ کتمان پر مامور ہیں۔ کیونکہ وہ علیہم السلام مامور ہیں لوگوں کے ساتھ ان کے عقلوں کی مقدار جتنا کلام کریں، بس جس کا عقل اس مقدار میں نہ ہو کہ کسی امر کو سمجھ سکے تو اس سے ایسے امر کا چھپانا اور کتمان کرنا واجب ہے۔

''ھل کان یاتیہ فی لیالی القدر'' اور یہ اس کا سوال نویں مرتبہ تھا یعنی آٹھ بار سوال کیا پھر بھی وہی سوال کیا اور اس وقت امام علیہ السلام نے اس پر سوال حرام قرار دیا اور اس کے سوال پر امام علیہ السلام نے، میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں، صبر نہیں کیا۔ اپنے جواب میں مہربانی رکھی صلوات اللہ علیہ۔

''ان یطیع'' باب افعال سے ہے اور جس چیز پر امر کا راز ہے اس کی واضح اطلاع مراد ہے۔

''الا انفسھم'' یعنی نگران میں سے ہر ایک کی اطلاع ان کے صاحب پر۔

''ناظر الی تصدیق الذی سالت'' یعنی تیرے لیئے ظاہر ہوگی علامت اور نشانی کہ بتحقیق یہی شب قدر ہے جب تو اس کی اطلاع حاصل کرے اپنے اخلاص کے ساتھ۔

''لما ترون'' مبتدا اور ''لام'' مفتوحہ حکم اور خبر کی تاکید کے لیئے ہے۔

''اکثر مما ترون خلیفۃ اللہ'' یعنی: اللہ کے خلیفے کے لیئے

''کما شاء اللہ'' بتحقیق مولا علیہ السلام نے اس کو اس کا جواب دیا، کیونکہ اس کا سوال ساقط ہے۔ اس کے باوجود کہ امام علیہ السلام کے کلام سے یہ لازمی نہیں ہے۔ جب کہ واجب نہیں کہ ہر ملک فرشتہ ان کے لیئے مرئی ہو یعنی ان کو دکھائی دے۔ اس وقت خلیفہ کے لیئے ان سب کا مبعوث نہ ہونا جائز ہے یا ان کا خلیفہ کے لیئے مبعوث ہونا جائز ہے۔ لیکن وہ ان کے لیئے مشہود نہیں ہیں اور اس لیئے سائل نے سوال کا تکرار کیا تو امام علیہ السلام نے اس کا اجمالی تصدیق کے ساتھ جواب دیتے ہوئے سوال سے منہ پھیرا اپنے اس قول کی طرف کہ: جو میں کہہ رہا ہوں مجھ سے اس کو سمجھو۔

''خلق اللہ'' لِذا کا جواب ہے۔

''من الشیاطین بعدهم '' کوئی منافات نہیں اس کے اور جو سابق میں گزرا اس کے درمیان۔ یعنی آپ جتنا شیاطین کو دیکھتے ہیں وہ ملائکہ کے دیکھنے سے زیادہ ہے۔ تمام شیطان کے دیکھنے اور تمام ملائکہ کے نہ دیکھنے کے جائز ہونے کی وجہ سے بلکہ اس کے بعض مخصوص ہیں۔

''ویعلمه الضلالة'' اعلام سے۔

''منکر ''یعنی ہمارا منکر۔

''الی الخلیفه الذی هو علیها''یعنی ضلالت اور گمراہی پر ہے۔

''وان قالوا سیقولون ''یعنی اگر کہیں کسی ایک کے پاس نازل نہیں ہوتے تو وہ کہیں گے تنبیہ کے بعد کہ تحقیق وہ کوئی چیز نہیں۔

تحقیق اسناد:

مثل سابق ہے۔

۲۔ باب أن الحجة لا تقوم لله على خلقه إلا بإمام

باب: اللہ کی حجت مخلوق پر قائم نہیں ہوتی سوائے امام کے۔

1/490 الکافی،۱/۱/۱۷۷/۱ محمد عن ابن عیسی عن ابن أبي عمیر عن السراد عَنْ دَاوُدَ اَلرَّقِّيِّ عَنِ اَلْعَبْدِ اَلصَّالِحِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْحُجَّةَ لاَ تَقُومُ لِلَّهِ عَلَى خَلْقِهِ إِلاَّ بِإِمَامٍ حَتَّى يُعْرَفَ.

(ترجمہ) داؤد الرقی سے روایت ہے کہ خدا کی اپنے بندوں پر حجت امام کی معرفت کرائے بغیر تمام نہیں ہوتی۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۲]

---

[۱] بصائر الدرجات:۱/ ۴۸۶؛تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۴۸۷؛تفسیر نور الثقلین:۱/ ۷۷۶؛بحار الانوار: ۲۳/ ۵۱؛اثبات الهداة:۱/ ۱۰۲؛الاختصاص:۲۶۹

[۲] مراۃ العقول:۲/ ۲۹۳

2/491 الکافی،۱/۱۷۷/۲/۱ الاثنان عن الوشاء قال سمعت الرضا علیه السّلام يقول إن أبا عبد الله علیه السّلام قال: الحديث.

(ترجمہ) الوشا سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی اپنے بندوں پر حجت بغیر امام کی معرفت کرائے تمام نہیں ہوتی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے کیونکہ معلی بن محمد ثقہ جلیل علی التحقیق ہے (واللہ اعلم)

3/492 الکافی،۱/۱۷۷/۳/۱ أحمد عن محمد بن الحسن عن عباد بن سليمان عن سعد بن سعد عن محمد بن عمارة عن أبي الحسن الرضا علیه السّلام: مثله.

(وہی حدیث ہے جو اُوپر گزر گی ہے) [3]

بیان:

حتى يعرف بالتشديد من التعريف أي يعرفهم الله أو يعرفهم الطريق إلى الله أو معالم الدين أو يدلهم على المعرفة و يحتمل البناء للمفعول مخففا أو مشددا و الضمير عائد إلى الله

"یعرف" راء کی شد کے ساتھ تعریف، باب تفعیل سے یعنی ان کو اللہ کی معرفت کروائے یا اللہ کی طرف جانے والے راستہ کی معرفت کروائے یا معالم دین یا ان کو معرفت کی طرف رہنمائی کرے۔ احتمال ہے کہ یعرف مخفف یا شد کے ساتھ مجہول ہو اور اس میں ضمیر اللہ کی طرف جائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4] لیکن میرے نزدیک حسن ہے کیونکہ عباد بن سلیمان تضعیف کے باوجود کامل الزیارت کا راوی ہے۔ جو موثیق ہے (واللہ اعلم)

4/493 الکافی،۱/۱۷۷/۴/۱ محمد عن أحمد عن البرقي عَنْ خَلَفِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: اَلْحُجَّةُ قَبْلَ اَلْخَلْقِ وَ مَعَ اَلْخَلْقِ وَ بَعْدَ اَلْخَلْقِ.

---

[1] سابقہ حوالہ جات

[2] مراۃ العقول: ایضاً

[3] سابقہ حدیث کے حوالہ جات

[4] مراۃ العقول: ۲/ ۲۹۴

(ترجمہ) ابابن بن تغلب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حجت خلق سے پہلے بھی تھی اس کے ساتھ بھی ہے۔اوراس کے بعد بھی قائم رہے گی۔ [1]

بیان:

یعنی أنها تکون قبل الخلق و بعدهم کما تکون معهم و لهذا بدأ الله تعالی أولا بخلق الخلیفة ثم خلق الخلیقة کما قال عز و جل إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

و یأتی فی الباب الآتی أن آخر من یموت الإمام و ثبت أنه إذا قبض الله تعالی القائم خربت الدنیا و فنی الخلق کلهم و الغرض من هذا الحدیث بیان وجوب استمرار وجود الحجة فی العالم و ابتناء بقاء العالم علیه

یعنی بتحقیق حجت مخلوق سے پہلے ہواور مخلوق کے بعد ہوایسے جیسے ان کے ساتھ ہو۔اوراس لیئے اللہ نے سب سے پہلے خلیفہ کی خلقت سے شروعات کی پھر مخلوق کو پیدا کیا۔جیسا کہ خدانے فرمایا ہے: میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اورآنے والے باب میں آئے گا کہ بتحقیق سب سے آخر میں مرنے والا امام ہوگا۔اورثابت ہوا کہ جب خدا حجت بن الحسن علیہ السلام وعجل اللہ تعالیٰ فرجہم الشریف کی روح قبض کرے گا تو دنیا خراب ہوجائے گی اورساری مخلوق فناء ہو جائے گی۔

اوراس حدیث کا مقصد، عالم و جہان میں حجت کے وجود کے جاری رہنے کو بیان کرنا ہے اور جہان کی بقااس کے ہونے کی وجہ سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

[1] بصائرالدرجات:۱/۴۸۷؛اثبات الھداۃ:۱/۱۳۸؛کمال الدین:۲۲۱؛الثاقب فی المناقب:۱۱۷/؛بحارالانوار:۲۳/۳۸؛الامامۃ والتبصرۃ:۱۳۵/ ھدایۃالامہ:۱/۱۳؛مجمع البحرین:۲/۲۸۸؛الاختصاص:۲۳

[2] مراۃالعقول:۲/۲۹۴

۳۔ باب أن الأرض لا تخلو من حجة

باب: زمین حجت سے خالی نہیں ہوتی

1/494 الکافی،۱/۱/۱۷۸/۱ العدۃ عن ابن عیسی عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي اَلْعَلاَءِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ تَكُونُ اَلْأَرْضُ لَيْسَ فِيهَا إِمَامٌ قَالَ لاَ قُلْتُ يَكُونُ إِمَامَانِ قَالَ لاَ إِلاَّ وَ أَحَدُهُمَا صَامِتٌ.

(ترجمہ) ابوالعلا بیان کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ زمین پر کوئی حجت خدا نہ ہو؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا ایک وقت میں دو امام ہو سکتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں مگر ایک ان میں سے صامت ہوگا۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۲]۔ یا پھر حدیث حسن ہے۔ [۳]

2/495 الکافی،۱/۲/۱۷۸/۱ الثلاثۃ عن بزرج وَ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ اَلْأَرْضَ لاَ تَخْلُو إِلاَّ وَ فِيهَا إِمَامٌ كَيْمَا إِنْ زَادَ اَلْمُؤْمِنُونَ شَيْئاً رَدَّهُمْ وَ إِنْ نَقَصُوا شَيْئاً أَتَمَّهُ لَهُمْ.

(ترجمہ) اسحاق بن عمار بیان کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا آپؑ نے فرمایا: زمین حجت اللہ سے خالی نہیں رہتی۔ اس میں ایک امام ضرور رہتا ہے تاکہ مومنین اگر امر دین میں کوئی زیادتی کریں تو وہ رد کردے اور اگر کمی کردیں تو اس کو ان کے لئے پورا کردے۔ [۴]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن موثق ہے۔ [۵]

---

[۱] اثبات الھداۃ:۱/۱۰۲؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/۵۰۸

[۲] دراسات فی ولایۃ منتظری:۱/۴۱۱؛ مبانی نظری حکومت اسلامی اصفی:۱۴۸؛ تولد حضرت مہدیؑ رضوانی:۲۶

[۳] مراۃ العقول:۲/۲۹۴

[۴] الفصول المھمہ:۱/۶۵۳؛ غیبت نعمانی:۱۳۸؛ اثبات الھداۃ:۱/۱۰۲؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/۵۱۲

[۵] مراۃ العقول:۲/۲۹۵

3/496 الکافی،۱/۱۷۸/۳/۱ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ رَبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْمُسْلِيِّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ اَلْعَامِرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا زَالَتِ اَلْأَرْضُ إِلاَّ وَ لِلَّهِ فِيهَا اَلْحُجَّةُ يُعَرِّفُ اَلْحَلاَلَ وَ اَلْحَرَامَ وَ يَدْعُو اَلنَّاسَ إِلَى سَبِيلِ اَللَّهِ.

ترجمہ: عبداللہ بن سلیمان العامری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: زمین میں کوئی نہ کوئی حجت خدا ضرور رہتا ہے۔وہ لوگوں کو حلال وحرام کی معرفت کراتا ہے اوران کو اللہ کی راہ کی طرف بلاتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

4/497 الکافی،۱/۱۷۸/۴/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي اَلْعَلاَءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ تَبْقَى اَلْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ قَالَ لاَ.

ترجمہ: ابوالعلا سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ احمد بن مہران پر شیخ کلینی نے ترحم کیا ہے اور محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کامل الزیارات کا راوی ہے اور ہم توثیق کو تضعیف پر ترجیح دیتے ہیں البتہ یہ امامی نہیں ہے۔واللہ اعلم۔

5/498 الکافی،۱/۱۷۸/۵/۱ علی عن العبیدی عن یونس عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ لَمْ يَدَعِ اَلْأَرْضَ بِغَيْرِ عَالِمٍ وَ لَوْ لاَ ذَلِكَ لَمْ يُعْرَفِ اَلْحَقُّ مِنَ اَلْبَاطِلِ.

ترجمہ: ابوبصیر سے روایت ہے کہ صادق آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا نے بغیر عالم کے زمین کو نہیں چھوڑا اور اگر ایسا

---

[1] غیبت نعمانی:۱۳۸؛ اثبات الھداۃ:۱/۱۰۳؛ بحارالانوار:۲۳/۵۵

[2] مراۃ العقول:۲/۲۹۵

[3] غیبت نعمانی:۱۳۸؛ اثبات الھداۃ:۱/۱۰۳؛ بحارالانوار:۲۳/۵۵؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/۵۲۹

[4] مراۃ العقول:۲/۲۹۶

نہ ہوتا تو حق باطل سے جدا نہ ہوتا۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [۲]

6/499 الکافی،۱/۱۷۸/۶/۱ محمد عن أحمد عَنِ اَلْحُسَيْنِ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ أَجَلُّ وَ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ يَتْرُكَ اَلْأَرْضَ بِغَيْرِ إِمَامٍ عَادِلٍ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ذات باری اس سے اجل واعظم ہے کہ وہ زمین کو بغیر امام عادل کے چھوڑ دے۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [۴]

7/500 الکافی،۱/۱۷۸/۷/۱ علی بن محمد عن سهل عن السراد و علی عن أبيه عن السراد عن الشحام و هشام بن سالم عن أبي حمزة عن أبي إسحاق عمن يثق به مِنْ أَصْحَابِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أن أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَللَّهُمَّ أَنَّكَ لاَ تُخْلِي أَرْضَكَ مِنْ حُجَّةٍ لَكَ عَلَى خَلْقِكَ.

(ترجمہ) ابواسحاق سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ تو اپنی زمین کو بغیر اپنی حجت کے اپنے بندوں پر خالی نہ چھوڑنا۔ [۵]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۶] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور ابی اسحاق بھی ثقہ ثابت ہے البتہ سہل غیر امامی ہے مگر ابی اسحاق احتمال یہی ہے لیکن یہ ثابت نہیں ہے۔ (واللہ اعلم)۔

---

[۱] کمال الدین وتمام النعمہ :۱/ ۲۰۳؛ بحارالانوار: ۲۳/ ۳۶؛ اثبات الھداۃ:۱/ ۱۳۲؛ غیبت نعمانی: ۱۳۸؛ ھدایۃ الامہ:۱/ ۱۳

[۲] مراۃ العقول:۲/ ۲۹۶

[۳] اثبات الھداۃ:۱/ ۱۰۳؛ ھدایۃ الامہ:۱۳۱

[۴] مراۃ العقول:۲/ ۲۹۶

[۵] اثبات الھداۃ:۱/ ۱۰۳؛ مسند سہل بن زیاد:۵/ ۳۹؛ غایۃ المرام:۲/ ۳۲۴

[۶] مراۃ العقول:۲/ ۲۹۶

8/501 الكافی،۱/۱۷۸/۸/۱ علی عن محمد بن عیسی عن محمد بن الفضیل عن أبی حمزة عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: وَ اَللَّهِ مَا تَرَكَ اَللَّهُ أَرْضاً مُنْذُ قَبَضَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلاَّ وَ فِيهَا إِمَامٌ يُهْتَدَى بِهِ إِلَى اَللَّهِ وَ هُوَ حُجَّتُهُ عَلَى عِبَادِهِ وَ لاَ تَبْقَى اَلْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ حُجَّةٍ لِلَّهِ عَلَى عِبَادِهِ.

ترجمہ: ابوحمزہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! اللہ نے زمین پر آدم علیہ السلام کے انتقال سے لے کر آج تک اپنی زمین کو بغیر امام کے نہیں چھوڑا۔ یہ امام لوگوں کو اللہ کی طرف ہدایت کرتا ہے اور اس کے بندوں پر اس کی حجت ہوتا ہے۔ زمین کسی وقت وجود امام سے خالی نہیں رہی اس کے بندوں پر حجت خدا ہوتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ جلیل ثابت ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے اور اس پر غلو کا الزام سہو ہے۔ (واللہ اعلم)

9/502 الكافی،۱/۱۷۸/۱۰/۱ بهذا الإسناد عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَ تَبْقَى اَلْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ قَالَ لَوْ بَقِيَتِ اَلْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ لَسَاخَتْ.

ترجمہ: ابوحمزہ سے روایت ہے کہ نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا: کیا زمین بغیر امام باقی رہتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اگر زمین امام کے بغیر رہ جائے تو وہ دھنس جائے گی۔ [3]

بیان:

یعنی انخسفت بأهلها و ذهبت بهم
یعنی اپنے اہل کو نگل جائے گی اور نابود ہو جائے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے اور اس کی وجہ گزشتہ حدیث میں ذکر کی جا چکی ہے۔ (واللہ اعلم)

---

[1] بصائر الدرجات:۴۵۸؛ الامامۃ والتبصرۃ:۲۹؛ غیبت نعمانی:۱۳۸؛ علل الشرائع:۱/ ۱۹۷؛ مختصر البصائر:۶۳؛ اثبات الھداۃ:۱/ ۱۰۳؛ بحار الانوار:۲۳/ ۲۲

[2] مراۃ العقول:۲/ ۲۹۷

[3] الامامۃ والتبصرۃ:۳۰؛ بصائر الدرجات:۴۸۸؛ غیبت نعمانی:۱۳۸؛ علل الشرائع:۱/ ۱۹۶؛ غیبت طوسی:۲۲۰؛ بحار الانوار:۲۳/ ۲۱

[4] مراۃ العقول:۲/ ۲۹۷

10/503 الکافی،۱/۹/۱۷۹/۱ الاثنان عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ قَالَ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: إِنَّ اَلْأَرْضَ لاَ تَخْلُو مِنْ حُجَّةٍ وَ أَنَا وَ اَللَّهِ ذَلِكَ اَلْحُجَّةُ.

(ترجمہ) ابوعلی بن راشد سے روایت ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے کبھی زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں چھوڑا اور خدا کی قسم وہ حجت میں ہوں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے اور معلیٰ بن محمد ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

11/504 الکافی،۱/۱۱/۱۷۹/۱ علی عن محمد بن عیسی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَ تَبْقَى اَلْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ قَالَ لاَ قُلْتُ فَإِنَّا نُرَوَّى عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهَا لاَ تَبْقَى بِغَيْرِ إِمَامٍ إِلاَّ أَنْ يَسْخَطَ اَللَّهُ تَعَالَى عَلَى أَهْلِ اَلْأَرْضِ أَوْ عَلَى اَلْعِبَادِ فَقَالَ لاَ لاَ تَبْقَى إِذاً لَسَاخَتْ.

(ترجمہ) محمد بن فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارے لیے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: زمین امام کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی مگر یہ کہ خدا زمین والوں پر ناراض ہو جائے یا اپنے بندوں پر غضبناک ہو جائے تو آپؑ نے فرمایا: نہیں زمین باقی نہیں رہے گی اور دھنس جائے گی۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۴] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ جلیل ثابت ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے اور ایک سند علل الشرائع میں مختلف ہے جو حسن ہے۔ (واللہ اعلم)

12/505 الکافی،۱/۱۳/۱۷۹/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَلْ تَبْقَى اَلْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ قَالَ لاَ قُلْتُ إِنَّا نُرَوَّى أَنَّهَا لاَ تَبْقَى إِلاَّ أَنْ يَسْخَطَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى اَلْعِبَادِ

---

[۱] اثبات الهداة: ۱/ ۱۰۴؛ موسوعہ الامام الہادیؑ: ۲/ ۸۳؛ منتخب الاثر: ۳/ ۴۱۳

[۲] مراۃ العقول: ۲/ ۲۹۷

[۳] بصائر الدرجات: ۴۸۹؛ غیبت نعمانی: ۱۳۹؛ علل الشرائع: ۱۹۷؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۲۷۲؛ کمال الدین: ۱/ ۲۰۱؛ اثبات الهداة: ۱/ ۱۰۴؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۴

[۴] مراۃ العقول: ۲/ ۲۹۷

قَالَ لاَ تَبْقَى إِذاً لَسَاخَتْ.

(ترجمہ) الوشا سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا زمین امام کے بغیر باقی رہ سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ اس صورت میں رہ سکتی ہے جب خدا اپنے بندوں سے ناراض ہو۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں اس وقت زمین دھنس جائے گی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

13/506 الکافی،۱/۱۲/۱۷۹/۱ عَلِيٌّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ اَلْمُؤْمِنِ عَنْ أَبِي هَرَاسَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَوْ أَنَّ اَلْإِمَامَ رُفِعَ مِنَ اَلْأَرْضِ سَاعَةً لَمَاجَتْ بِأَهْلِهَا كَمَا يَمُوجُ اَلْبَحْرُ بِأَهْلِهِ.

(ترجمہ) ابوھراسہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایک ساعت کے لیے بھی امام روئے زمین پر نہ ہو تو زمین معہ اپنے اہل کے اس طرح حرکت میں آئے گی جس طرح کشتی والوں کے لیے دریا میں امواج پیدا ہوتی ہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [4]

14/507 الکافی،۱/۱/۱۷۹/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ اَلطَّيَّارِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لَوْ لَمْ يَبْقَ فِي اَلْأَرْضِ إِلاَّ اِثْنَانِ لَكَانَ أَحَدُهُمَا اَلْحُجَّةَ۔ الکافی،۱/۴/۱۸۰/۱ العدۃ عن البرقی عن عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَلطَّيَّارِ: مثلہ و زاد أَوْ اَلثَّانِي اَلْحُجَّةَ. اَلشَّكُّ مِنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ.

(ترجمہ) ابن طیار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا: اگر روئے زمین

---

[1] بصائر الدرجات:۴۸۹؛ غیبت نعمانی:۱۳۹؛ کمال الدین:۱/ ۲۰۳؛ اثبات الھداۃ:۱/ ۱۰۵؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۰/ ۵۸۳

[2] مراۃ العقول:۲/ ۲۹۸

[3] کمال الدین:۱/ ۲۰۲؛ دلائل امامۃ:۴۳۵؛ منتخب الانوار:۳۳؛ تفسیر الصافی:۳/ ۱۳۹؛ اثبات الھداۃ:۱/ ۱۰۴؛ بحار الانوار:۲۳/ ۳۴؛ تفسیر نور الثقلین:۳/ ۴۴؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۸۹۷

[4] مراۃ العقول:۲/ ۲۹۸

پر صرف دو آدمی باقی رہ جائیں گے تو ان میں سے ایک حجت خدا ہوگا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک دونوں سندیں حسن ہیں کیونکہ محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے اور ابن طیار تفسیر قمی کا راوی ہے۔(واللہ اعلم)

15/508 الکافی،۱/۱۷۹/۲/۱ القمی و محمد جمیعا عن أحمد عن العبیدی: الکافی،۱/۱۸۰/۲/۱ محمد بن الحسن عن سهل عن العبیدی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ اَلطَّيَّارِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَوْ بَقِيَ اِثْنَانِ لَكَانَ أَحَدُهُمَا اَلْحُجَّةَ عَلَى صَاحِبِهِ.

(ترجمہ) حمزہ بن طیار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر زمین پر دو آدمی بھی باقی ہوں گے تو ان میں سے ایک دوسرے پر حجت ہوگا۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث دونوں سندوں سے ضعیف ہے[4] لیکن میرے نزدیک دونوں سندیں حسن ہیں اور وجہ پچھلی حدیث کے تحت گزر چکی۔(واللہ اعلم)

16/509 الکافی،۱/۱۸۰/۳/۱ محمد عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنِ اَلْخَشَّابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ كَرَّامٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: لَوْ كَانَ اَلنَّاسُ رَجُلَيْنِ لَكَانَ أَحَدُهُمَا اَلْإِمَامَ وَ قَالَ إِنَّ آخِرَ مَنْ يَمُوتُ اَلْإِمَامُ لِئَلاَّ يَحْتَجَّ أَحَدٌ عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَنَّهُ تَرَكَهُ بِغَيْرِ حُجَّةٍ لِلَّهِ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر زمین پر دو آدمی بھی باقی بچ جائیں تو ان میں سے ایک امام ہوگا اور سب سے آخر میں مرنے والا امام ہوگا تاکہ لوگوں میں سے کوئی ایک بھی اللہ پر احتجاج نہ کر سکے کہ اس کو بغیر حجت خدا کے چھوڑ دیا گیا تھا۔[5]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے۔[6]

---

[1] بصائر الدرجات:۱/۴۸۸؛الامامة والتبصرة:۲۸؛بحارالانوار:۲۳/۵۲؛غیبت نعمانی:۱۴۰

[2] مراۃ العقول:۲/۲۹۸و۲۹۹

[3] اثبات الھداۃ:۱/۱۰۵و۱۵۷؛مسند الامام الصادقؑ:۲/۵۰۶

[4] مراۃ العقول:۲/۲۹۹

[5] الامامة والتبصرة:۳۰؛غیبت نعمانی:۱۴۰؛علل الشرائع:۱/۱۹۶؛مختصر البصائر:۲۹۲؛بحارالانوار:۲۳/۲۱

[6] مراۃ العقول:۲/۲۹۹

17/510 الکافی،۱/۱۸۰/۵/۱ أحمد عن محمد بن الحسن عن النهدی عَنْ أَبِيهِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَوْ لَمْ يَكُنْ فِي اَلْأَرْضِ إِلاَّ اِثْنَانِ لَكَانَ اَلْإِمَامُ أَحَدَهُمَا.

(ترجمہ) یونس بن یعقوب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر زمین پر صرف دو آدمی باقی رہ جائیں تو ضروری ہے کہ ان میں سے ایک امام ہوگا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے۔[2]

۴۔باب طبقات الأنبياء والرسل علیہم السلام

باب: انبیاء اور رسل علیہم السلام کے طبقات

1/511 الکافی،۱/۱۷۴/۱/۱ محمد عن أحمد عن عَنْ أَبِي يَحْيَى اَلْوَاسِطِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَ دُرُسْتَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ عَنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: اَلْأَنْبِيَاءُ وَ اَلْمُرْسَلُونَ عَلَى أَرْبَعِ طَبَقَاتٍ فَنَبِيٌّ مُنَبَّأٌ فِي نَفْسِهِ لاَ يَعْدُو غَيْرَهَا وَ نَبِيٌّ يَرَى فِي اَلنَّوْمِ وَ يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَ لاَ يُعَايِنُهُ فِي اَلْيَقَظَةِ وَ لَمْ يُبْعَثْ إِلَى أَحَدٍ وَ عَلَيْهِ إِمَامٌ مِثْلُ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ عَلَى لُوطٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ نَبِيٌّ يَرَى فِي مَنَامِهِ وَ يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَ يُعَايِنُ اَلْمَلَكَ وَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَى طَائِفَةٍ قَلُّوا أَوْ كَثُرُوا كَيُونُسَ قَالَ اَللَّهُ لِيُونُسَ: (وَ أَرْسَلْنٰاهُ إِلىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ) قَالَ يَزِيدُونَ ثَلاَثِينَ أَلْفاً وَ عَلَيْهِ إِمَامٌ وَ اَلَّذِي يَرَى فِي نَوْمِهِ وَ يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَ يُعَايِنُ فِي اَلْيَقَظَةِ وَ هُوَ إِمَامٌ مِثْلُ أُولِي اَلْعَزْمِ وَ قَدْ كَانَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَبِيّاً وَ لَيْسَ بِإِمَامٍ حَتَّى قَالَ اَللَّهُ: (إِنِّي جٰاعِلُكَ لِلنّٰاسِ إِمٰاماً قٰالَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي) فَقَالَ اَللَّهُ (لاٰ يَنٰالُ عَهْدِي اَلظّٰالِمِينَ) مَنْ عَبَدَ صَنَماً أَوْ وَثَناً لاَ يَكُونُ إِمَاماً.

[1] غیبت نعمانی: ۱۴۰؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۴۰؛ علل الشرائع: ۱/ ۱۹۶؛ مختصر البصائر: ۲۹۲؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۱

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۲۹۹

(ترجمہ) ابو منصور سے رویت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: انبیاء ومرسلین کے چار طبقات ہیں۔

① ایک نبی وہ ہوتا ہے جو فقط اپنی ذات کا نبی ہے اس کی نبوت دوسروں تک تجاوز نہیں کرتی۔

② ایک بنی وہ ہوتا ہے جو خواب میں فرشتے کو دیکھتا ہے اور اس کی آواز سنتا ہے لیکن بیداری کی حالت میں وہ فرشتے کو نہیں دیکھتا اور وہ کسی پر مبعوث بھی نہیں ہوتا لیکن اس کا ایک امام ھادی ہوتا ہے جو اس سے اعلیٰ ورافعہ ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت لوطؑ پر امام تھے۔

③ ایک نبی وہ ہوتا ہے جو خواب میں فرشتے کو دیکھتا ہے اس کا کلام سُنتا ہے اور فرشتوں سے اس کی ملاقات ہوتی ہے اور وہ دوسروں پر مبعوث ہوتا ہے خواہ قوم کی تعداد زیادہ ہو یا کم۔ جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ''ہم نے یونس کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ افراد کی طرف مبعوث فرمایا ہے'' (الصافات: ۱۴۷) جبکہ ان کی قوم کی تعداد ایک لاکھ سے تیس ہزار زائد تھی ان پر ایک امام تھا۔

④ ایک نبی وہ ہوتا ہے جو فرشتے کو خواب میں بھی دیکھتا ہے اور اس کی آواز بھی سنتا ہے اور بیداری کی حالت میں فرشتے سے ملاقات بھی کرتا ہے۔ یہ اولوالعزم نبی کی مانند ہے جیسا کی ابراہیم علیہ السلام نبی تھے یہاں تک کہ خدا نے فرمایا: میں آپ کو لوگوں کا امام بنا رہا ہوں۔ تو آپؑ نے عرض کیا: کیا یہ امامت میری ذریت میں ہوگی؟ تو خدا نے فرمایا: ''یہ عہد ظالموں تک نہیں پہنچے گا'' (البقرہ: ۱۲۴) پس جو بت پرست ہو وہ امام نہیں ہوسکتا۔ [1]

بیان:

منبأ أی أنبأه الملك فی نومه إما بأن يراه فيه أو يسمع صوته فی نفسه لا يعدو غيرها يعنی أنه يوحی إليه أمر نفسه فقط لا يتجاوز حكمه إلى غيره و يسمع الصوت أی صوت الملك فی المنام و اليقظة

''منبأ'' یعنی ملک اور فرشتہ اس کو نیند میں خبر دیتا ہے پھر چاہے نیند میں اس کو دیکھے یا اس کی آواز کو سنے۔

''فی نفسه لا يعدو غيرها'' یعنی اس کی طرف اس کے اپنے امر کی وحی ہوتی ہے فقط جس کا حکم اس کے غیر کی طرف تجاوز نہیں کرتا۔

''و يسمع الصوت'' یعنی فرشتے کی آواز خواب میں اور بیداری میں سنے

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔ [2]

---

[1] الاختصاص: ۲۲؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۶۳۲؛ بحارالانوار: ۲۵/ ۲۰۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۱۰؛ تفسیر کنزالدقائق: ۹/ ۱۲۲؛ مجمع البحرین: ۱/ ۴۰۶؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۳۷۳؛ النور المبین: ۷

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۲۸۰

2/512 الکافی،۱/۱۷۵/۲/۱ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ زَيْدٍ اَلشَّحَّامِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اِتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ عَبْداً قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَهُ نَبِيّاً وَ إِنَّ اَللَّهَ اِتَّخَذَهُ نَبِيّاً قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَهُ رَسُولاً وَ إِنَّ اَللَّهَ اِتَّخَذَهُ رَسُولاً قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَهُ خَلِيلاً وَ إِنَّ اَللَّهَ اِتَّخَذَهُ خَلِيلاً قَبْلَ أَنْ يَجْعَلَهُ إِمَاماً فَلَمَّا جَمَعَ لَهُ اَلْأَشْيَاءَ قَالَ (إِنِّي جٰاعِلُكَ لِلنّٰاسِ إِمٰاماً) قَالَ فَمِنْ عِظَمِهَا فِي عَيْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ (وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي قٰالَ لاٰ يَنٰالُ عَهْدِي اَلظّٰالِمِينَ) قَالَ لاَ يَكُونُ اَلسَّفِيهُ إِمَامَ اَلتَّقِيِّ.

(ترجمہ) زید شحام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُنا ہے آپؑ نے فرمایا: اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہلے عبد بنایا پھر نبی بنایا اس کے بعد رسول اس کے بعد خلیل اور خلیل بنانے کے بعد لوگوں کا امام بنایا۔ پس جب یہ سارے عہدے آپؑ کے پاس جمع ہو گئے تو اللہ نے فرمایا: اے ابراہیم! میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔ چونکہ یہ مرتبہ حضرت ابراہیمؑ کی نظر میں عظیم تھا اس لیے فرمایا: خدایا! تو میری ذریت میں بھی امامت کو قرار دے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم! ظالم میرے عہدے کو نہیں پاسکیں گے لہٰذا بیوقوف کم عقل شخص متقین کا امام نہیں بن سکتا۔ [1]

بیان:

إنما ترتب هذه الخصال و المكارم بعضها على بعض لأن كل لاحق منها يشتمل على سابقه مع زيادة خصلة عليه و ذلك لأن النبوة لا تحصل إلا بعد العبودية و الرسالة لا تتأتى إلا بعد النبوة أو ما في حكمها من تحديث الملك و الخلة لا تكون إلا بعد الرسالة أو ما في حكمها من فرض الطاعة و الإمامة لا تعطى إلا بعد الخلة فهي أشرف المقامات

بتحقیق یہ خصلتیں اور مکارم ان میں سے بعض دوسرے بعض پر مترتب ہوتی ہیں کیونکہ بتحقیق ان میں سے ہر لاحق مشتمل ہوتا ہے اپنے سابق پر اس کی خصلت کی زیادتی کے ساتھ۔ اور یہ اس لیئے ہے کہ بتحقیق نبوت حاصل نہیں ہوتی مگر عبودیت کے بعد اور رسالت نہیں ملتی مگر نبوت کے بعد یا جو اس کے حکم میں ہو جیسے فرشتے کا بات کرنا اور خلت نہیں ملتی مگر رسالت کے بعد یا جو اس کے حکم میں ہے۔ جیسے اطاعت کا فرض ہونا اور امامت نہیں ملتی مگر خلت کے بعد اور یہ امامت شریف ترین مقام ہے۔

---

[1] الاختصاص: ۲۲؛ تفسیر الصافی: ۱ / ۱۸۷؛ اثبات الھداۃ: ۱ / ۱۰۱؛ تفسیر البرہان: ۱ / ۳۲۲؛ بحارالانوار: ۱۲ / ۲۵۲۱۲ / ۲۰۵؛ قصص الانبیاء: ۹۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱ / ۱۲۱؛ کنز الدقائق: ۲ / ۱۳۷

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[1]

3/513 الکافی،۱/۱۷۵/۴/۱ علی بن محمد عن سهل عن محمد بن الحسين عن إسحاق بن عبد العزيز أبي السفاتج عن جابر عن أبي جعفر عليه السّلام: مثله إلى قوله اَلظّالِمِينَ.

(ترجمہ) یہ حدیث لفظ الظالمین تک گزشتہ حدیث کے مثل ہے[2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے۔[3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل بن زیاد ثقہ ثابت ہے اور اسی اسحاق بن عبدالعزیز بھی ثقہ اور تفسیر قمی کا راوی ہے۔ (واللہ اعلم)

4/514 الکافی،۱/۳۸۲/۱/۱ العدة عن ابن عيسى عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ يَزِيدَ اَلْكُنَاسِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَ كَانَ عِيسَى اِبْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حِينَ تَكَلَّمَ فِي اَلْمَهْدِ حُجَّةَ اَللَّهِ عَلَى أَهْلِ زَمَانِهِ فَقَالَ كَانَ يَوْمَئِذٍ نَبِيّاً حُجَّةَ اَللَّهِ غَيْرَ مُرْسَلٍ أَ مَا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِ حِينَ قَالَ (إِنِّي عَبْدُ اَللهِ آتانِيَ اَلْكِتابَ وَ جَعَلَنِي نَبِيًّا. وَ جَعَلَنِي مُبارَكاً أَيْنَ ما كُنْتُ وَ أَوْصانِي بِالصَّلاةِ وَ اَلزَّكاةِ ما دُمْتُ حَيًّا) قُلْتُ فَكَانَ يَوْمَئِذٍ حُجَّةً لِلَّهِ عَلَى زَكَرِيَّا فِي تِلْكَ اَلْحَالِ وَ هُوَ فِي اَلْمَهْدِ فَقَالَ كَانَ عِيسَى فِي تِلْكَ اَلْحَالِ آيَةً لِلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِنَ اَللَّهِ لِمَرْيَمَ حِينَ تَكَلَّمَ فَعَبَّرَ عَنْهَا وَ كَانَ نَبِيّاً حُجَّةً عَلَى مَنْ سَمِعَ كَلاَمَهُ فِي تِلْكَ اَلْحَالِ ثُمَّ صَمَتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ حَتَّى مَضَتْ لَهُ سَنَتَانِ وَ كَانَ زَكَرِيَّا اَلْحُجَّةَ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى اَلنَّاسِ بَعْدَ صَمْتِ عِيسَى بِسَنَتَيْنِ ثُمَّ مَاتَ زَكَرِيَّا فَوَرِثَهُ اِبْنُهُ يَحْيَى اَلْكِتَابَ وَ اَلْحِكْمَةَ وَ هُوَ صَبِيٌّ صَغِيرٌ أَ مَا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (يا يَحْيى خُذِ اَلْكِتابَ بِقُوَّةٍ وَ آتَيْناهُ اَلْحُكْمَ صَبِيًّا) فَلَمَّا بَلَغَ عِيسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سَبْعَ سِنِينَ تَكَلَّمَ بِالنُّبُوَّةِ وَ اَلرِّسَالَةِ حِينَ أَوْحَى اَللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ فَكَانَ عِيسَى اَلْحُجَّةَ عَلَى يَحْيَى وَ عَلَى

---

[1] مراۃ العقول:۲/۲۸۶

[2] الاختصاص:۲۳؛تفسیر البرہان:۱/۳۲۲؛بحار الانوار:۱۲/۱۲و۲۵/۲۰۶؛تفسیر نور الثقلین:۱/۱۲۱؛تفسیر کنز الدقائق:۲/۱۳۷

[3] مراۃ العقول:۲/۲۸۶

اَلنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَ لَيْسَ تَبْقَى اَلْأَرْضُ يَا أَبَا خَالِدٍ يَوْماً وَاحِداً بِغَيْرِ حُجَّةٍ لِلَّهِ عَلَى اَلنَّاسِ مُنْذُ يَوْمَ خَلَقَ اَللَّهُ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَسْكَنَهُ اَلْأَرْضَ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حُجَّةً مِنَ اَللَّهِ وَ رَسُولِهِ عَلَى هَذِهِ اَلْأُمَّةِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ نَعَمْ يَوْمَ أَقَامَهُ لِلنَّاسِ وَ نَصَبَهُ عَلَماً وَ دَعَاهُمْ إِلَى وَلاَيَتِهِ وَ أَمَرَهُمْ بِطَاعَتِهِ قُلْتُ وَ كَانَتْ طَاعَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَاجِبَةً عَلَى اَلنَّاسِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ بَعْدَ وَفَاتِهِ فَقَالَ نَعَمْ وَ لَكِنَّهُ صَمَتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كَانَتِ اَلطَّاعَةُ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى أُمَّتِهِ وَ عَلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كَانَتِ اَلطَّاعَةُ مِنَ اَللَّهِ وَ مِنْ رَسُولِهِ عَلَى اَلنَّاسِ كُلِّهِمْ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَكِيماً عَالِماً.

یزید الکناسی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا جس دن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ماں کی گود میں کلام کیا تھا تو اپنے اہلِ زمانہ پر خدا کی حجت تھے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں بے شک وہ نبی اور حجت خدا تھے فقط رسول نہیں تھے۔ کیا تو نے ان کا قول نہیں سنا ''میں اللہ کا بندہ ہوں مجھے کتاب دی گئی ہے اور نبی بنایا گیا ہے اور میں جہاں کہیں بھی رہوں مجھے مبارک قرار دیا گیا ہے اور مجھے ہدایت کی ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دوں'' (مریم:۳۱)۔

میں نے عرض کیا: جب وہ گود میں تھے کیا اس وقت جناب زکریاؑ پر بھی حجت خدا تھے۔ آپؑ نے فرمایا: عیسیٰؑ لوگوں کے لئے اللہ کی آیت تھے اور حضرت مریمؑ کے لیے اللہ کی طرف سے رحمت تھے جب انھوں نے کلام کیا اور مریمؑ کی طرف سے ان کی برأت پیش کی وہ اس شخص کے لیے نبی اور حجت تھے جو اس وقت ان کے کلام کو سن رہا تھا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ خاموش ہو گئے اور دو سال تک کوئی کلام نہ کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو سال خاموش رہنے کے زمانہ میں حضرت زکریہ علیہ السلام لوگوں پر حجت خدا تھے۔ جب حضرت زکریا علیہ السلام دنیا سے چلے گئے تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے آپؑ سے ارث حاصل کیا اور کتاب و حکمت کے وارث ہوئے حالانکہ آپؑ اس وقت کمسن تھے کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا خدا فرماتا ہے: ''اے یحییٰ کتاب کو قوت سے پکڑو اور ہم نے اس کو عین میں ہی نبوت عطا فرما دی۔ (مریم: ۱۲)۔'' جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات سال کے ہو گئے تو اُنھوں نے نبوت و رسالت کے بارے میں کلام کیا جب کہ خدا نے ان پر وحی کی۔ پس عیسیٰ

حجت تھے یحییٰ پر اور تمام لوگوں پر اور اے ابو خالد! جب سے خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور روئے زمین پر انھیں ساکن کیا تب سے لے کر آج تک زمین بغیر حجت خدا کے ایک دن بھی خالی نہیں رہی۔ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں کیا علی علیہ السلام زمانہ حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس امت پر خدا کی حجت تھے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں جب سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنا قائم مقام بنایا اور آپؑ کی ولایت کی طرف لوگوں کو بلالیا اور لوگوں کو ان کی اطاعت کا حکم دیا۔

میں نے عرض کیا: کیا حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اور بعد وفات لوگوں پر علی علیہ السلام کی اطاعت واجب تھی؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں لیکن علی علیہ السلام ساکت رہے اور امر و نہی الٰہی میں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں کوئی بات نہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اُن کی زندگی میں تمام امت پر جس طرح واجب تھی اس طرح علیؑ پر بھی واجب تھی اور بعد وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے علی علیہ السلام کی اطاعت واجب تھی اور علی علیہ السلام اس امت کے حکیم و عالم تھے۔ [۱]

تحقیق:

حدیث کالصحیح ہے [۲]

5/515 الکافی،۱/۳/۱۷۵/۱ العدۃ عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى اَلْخَثْعَمِيِّ عَنْ هِشَامٍ عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: سَادَةُ اَلنَّبِيِّينَ وَ اَلْمُرْسَلِينَ خَمْسَةٌ وَ هُمْ (أُولُوا اَلْعَزْمِ مِنَ اَلرُّسُلِ) وَ عَلَيْهِمْ دَارَتِ اَلرَّحَى نُوحٌ وَ إِبْرَاهِيمُ وَ مُوسَى وَ عِيسَى وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلَى جَمِيعِ اَلْأَنْبِيَاءِ.

(ترجمہ) ابو یعفور سے روایت ہے کہ میں نے ابوعبداللہ سے سنا آپؑ نے فرمایا: انبیاء اور مرسلین میں پانچ سردار ہیں۔ وہ اولوالعزم رسول ہیں۔ نبوت و رسالت کی چکی انہی کے گرد گھومتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسی پر تمام انبیاء کی تعلیمات ہیں۔ [۳]

---

[۱] تفسیر البرہان:۳/۷۰۹؛ بحارالانوار:۱۴/۲۵۵و۱۸/۲۷۸؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۳۳۳؛ تفسیر کنز الدقائق:۸/۲۱۸؛ تفسیر الصافی:۳/۲۸۰؛ قصص الانبیاء: راوندی:۲۶۶

[۲] مراۃ العقول:۴/۲۴۶؛ بحارالانوار:۱۸/۲۷۸؛ شرح نہج البلاغہ المقتطف من بحارالانوار:۲/۳۲۸؛ جنۃ الماوی کاشف الغطاء:۲۳۳

[۳] تفسیر کنز الدقائق:۹/۱۲۳؛ عوالم العلوم:۱۹/۱۹۰؛ قصص الانبیاء جزائری:۷؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۵۱۰؛ بحارالانوار:۱۱/۴۱؛ تفسیر البرہان:۳/۹۰۰؛ الاختصاص:۳۲۸

بیان:

كأنه كنى بالرحى عن الشرائع شبهها بالرحى لدورانها بين الأمم مستمرة إلى يوم القيامة و شبه أولي العزم بالماء الذي تدور عليه الرحى أو كنى بالرحى عن الأفلاك فإنها تدور و تدوم بوجود الأنبياء و دوام آثارهم و لولاهم لما دارت و لما بقيت

كما ورد في الحديث القدسي في حق نبينا ص لولاك لما خلقت الأفلاك

گویا کنایہ لایا ہے رحی (چکی) کے ذریعے شریعتوں کا اور شریعت کو رحی کے ساتھ تشبیہ دی ہے اس لیئے کہ وہ قیامت تک امتوں کے درمیان جاری رہے گی۔

اور اولی العزم کو تشبیہ دی ہے اس پانی کے ساتھ جو چکی کے اطراف میں گھومتا ہے یا رحی کے ذریعے افلاک کا کنایہ لایا ہے۔

بتحقیق افلاک دائم ہیں اور گھومتے ہیں انبیاء کے وجود کی خاطر اور ان کے آثار دائم ہیں اور اگر نبی نہ ہوتے تو وہ نہ گھومتے اور باقی نہ رہتے۔

جیسے حدیث قدسی میں ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو خلق نہ کرتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

۵۔باب الفرق بين الرسول و النبي و المحدَّث

باب: نبی و رسول و محدث میں فرق

1/516 الكافي، ١/١/١٧٦/١ العدة عن أحمد عن البزنطي عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ كٰانَ رَسُولاً نَبِيًّا) مَا اَلرَّسُولُ وَ مَا اَلنَّبِيُّ قَالَ اَلنَّبِيُّ اَلَّذِي يَرَى فِي مَنَامِهِ وَ يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَ لاَ يُعَايِنُ اَلْمَلَكَ وَ اَلرَّسُولُ اَلَّذِي يَسْمَعُ

[1] مراۃ العقول:۲/۲۸۶

اَلصَّوْتَ وَ يَرَى فِي اَلْمَنَامِ وَ يُعَايِنُ اَلْمَلَكَ قُلْتُ اَلْإِمَامُ مَا مَنْزِلَتُهُ قَالَ يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَ لاَ يَرَى وَ لاَ يُعَايِنُ اَلْمَلَكَ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ اَلْآيَةَ (وَ مٰا أَرْسَلْنٰا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَ لاٰ نَبِيٍّ) وَ لاَ مُحَدَّثٍ.

ترجمہ: زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیہ ''کان رسولا انبیاء'' کے متعلق سوال کیا کہ اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیا فرق ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نبی وہ ہے جو فرشتے کو خواب میں دیکھتا ہے اس کی آواز سنتا ہے لیکن ظاہر بظاہر حالت بیداری میں ملاقات نہیں کرتا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہے جو فرشتے کی آواز بھی سنتا ہے اور خواب میں بھی دیکھتا ہے اور ظاہر میں ملاقات بھی کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: امام کی منزلت کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ فرشتے کی آواز سنتا ہے مگر نہ خواب میں دیکھتا ہے اور نہ ظاہر میں ملاقات کرتا ہے پھر آپؑ نے یہ آیت پڑھی'' آپ سے پہلے ہم نے کوئی نبی و رسول و محدث مبعوث نہیں کیا۔''[1]

بیان:

قوله و لا محدث إنما هو في قراءة أهل البيت ع و هو بفتح الدال المشددة الذي يحدثه الملك و يأتي باب أنهم ع محدثون

''ولا محدث'' محدث بتحقیق اہل بیت علیہم السلام کی قرائت میں دال کے فتح اور شد کے ساتھ ہے وہ ہے جس کے ساتھ فرشتے بات کرتے ہیں۔

اور یہ باب بھی آئے گا کہ بتحقیق اہل بیت علیہم السلام محدث ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

2/517 الكافي،١/٢/١٧٦/١ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ مَرَّارٍ قَالَ: كَتَبَ اَلْحَسَنُ بْنُ اَلْعَبَّاسِ اَلْمَعْرُوفِيُّ إِلَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ أَخْبِرْنِي مَا اَلْفَرْقُ بَيْنَ اَلرَّسُولِ وَ اَلنَّبِيِّ وَ اَلْإِمَامِ قَالَ فَكَتَبَ أَوْ قَالَ اَلْفَرْقُ بَيْنَ اَلرَّسُولِ وَ اَلنَّبِيِّ وَ اَلْإِمَامِ أَنَّ اَلرَّسُولَ اَلَّذِي يُنْزَلُ عَلَيْهِ جَبْرَئِيلُ

---

[1] تفسیر کنز الدقائق:۹/۱۲۳؛ عوالم العلوم:۱۹/۱۹۰؛ قصص الانبیاء جزائری:۷؛ تفسیر نور الثقلین:۳/۵۱۰؛ بحار الانوار:۱۱/۴۱؛ تفسیر البرہان:۳/۹۰۰؛ الاختصاص:۳۲۸

[2] مراۃ العقول:۲/۲۸۸

فَيَرَاهُ وَ يَسْمَعُ كَلاَمَهُ وَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ اَلْوَحْيُ وَ رُبَّمَا رَأَى فِي مَنَامِهِ نَحْوَ رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلنَّبِيُّ رُبَّمَا سَمِعَ اَلْكَلاَمَ وَ رُبَّمَا رَأَى اَلشَّخْصَ وَلَمْ يَسْمَعْ وَ اَلْإِمَامُ هُوَ اَلَّذِي يَسْمَعُ اَلْكَلاَمَ وَلاَ يَرَى اَلشَّخْصَ.

(ترجمہ) حسن عباس معروفی سے روایت ہے کہ میں نے امام رضاعلیہ السلام کی خدمت میں تحریر کیا اور عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں، رسول و نبی و امام میں کیا فرق ہے؟ آپؑ نے جواب میں فرمایا: رسول وہ ہے جس پر جبرئیل نازل ہوں اور وہ ان کو دیکھے ان کا کلام سنے اور اس پر وحی نازل ہو اور کبھی ان کو خواب میں بھی دیکھے جیسے ابراہیم علیہ السلام کا خواب اور نبی وہ ہے کہ کبھی کلام سنتا ہے اور کبھی فرشتے کے وجود کو دیکھتا ہے اور امام وہ ہے کہ جو فرشتے کا کلام سنتا ہے اور وجود کو نہیں دیکھتا۔ [1]

بیان:

نحو رؤيا إبراهيم يعني رؤياه في ذبح ابنه كما حكى الله عنه في القرآن و ربما رأى الشخص و لم يسمع كأن المراد به أنه لم يجمع له بين الأمرين كما يجمع للرسول

''نحو رؤیا ابراهیم '' یعنی ابراہیم علیہ السلام کا خواب کہ جس میں اپنے بیٹے کو ذبح کیا جیسے اس کی حکایت قرآن نے نقل کی ہے۔

''و ربما رأى الشخص ولم يسمع'' گویا اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کے لیئے ایسے دو امر جمع نہیں ہوتے جیسے رسول کے جمع ہوتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ اسماعیل بن مرار تفسیر القمی کا راوی اور ثقہ ہے [3] اور رہا معروفی کا معاملہ تو اگر چہ اس کے حالات معلوم نہیں ہیں لیکن وہ سند کے لیے مضر نہ ہوگا (واللہ اعلم)

3/518 الكافي،١/٣/١٧٦/١ محمد عن أحمد عن السراد عن مؤمن الطاق قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلرَّسُولِ وَ اَلنَّبِيِّ وَ اَلْمُحَدَّثِ قَالَ اَلرَّسُولُ اَلَّذِي يَأْتِيهِ جَبْرَئِيلُ قُبُلاً فَيَرَاهُ وَ

---

[1] الاختصاص: ۳۲۸؛ النور المبین جزائری: ۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۵۱۰؛ تفسیر البرہان: ۳/۹۰۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۱۲۳؛ بحار الانوار: ۲۶/۷۵؛ بصائر الدرجات: ۱/۳۶۹؛ مکاتیب الآئمہؑ: ۵/۳۶

[2] مراۃ العقول: ۲/۲۸۸

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۷۰

يُكَلِّمُهُ فَهَذَا اَلرَّسُولُ وَ أَمَّا اَلنَّبِيُّ فَهُوَ اَلَّذِي يَرَى فِي مَنَامِهِ نَحْوَ رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ وَ نَحْوَ مَا كَانَ رَأَى رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ أَسْبَابِ اَلنُّبُوَّةِ قَبْلَ اَلْوَحْيِ حَتَّى أَتَاهُ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ بِالرِّسَالَةِ وَ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حِينَ جُمِعَ لَهُ اَلنُّبُوَّةُ وَ جَاءَتْهُ اَلرِّسَالَةُ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ يَجِيئُهُ بِهَا جَبْرَئِيلُ وَ يُكَلِّمُهُ بِهَا قُبُلاً وَ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ مَنْ جُمِعَ لَهُ اَلنُّبُوَّةُ وَ يَرَى فِي مَنَامِهِ وَ يَأْتِيهِ اَلرُّوحُ وَ يُكَلِّمُهُ وَ يُحَدِّثُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ يَرَى فِي اَلْيَقَظَةِ وَ أَمَّا اَلْمُحَدَّثُ فَهُوَ اَلَّذِي يُحَدَّثُ فَيَسْمَعُ وَ لاَ يُعَايِنُ وَ لاَ يَرَى فِي مَنَامِهِ.

ترجمہ: مومن طاق سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے رسول و نبی ومحدث میں کیا فرق ہے۔آپؑ نے فرمایا: رسول وہ ہے جس کے پاس جبرئیل علیہ السلام آتے ہیں اور ظاہر بظاہر وہ ان کو دیکھتا ہے اور کلام کرتا ہے اور نبی وہ ہے جو فرشتے کو خواب میں دیکھتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا یا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل وحی اسباب نبوت کو خواب میں دیکھا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس خدا کی طرف سے رسالت لے کر آئے اور جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ورسالت جمع ہوئیں تو جبرئیل علیہ السلام نے ان کے پاس آ کر ظاہر بظاہر کلام کیا اور بعض انبیاء ایسے ہیں کہ جب نبوت ان کو ملی تو اُنھوں نے خواب میں دیکھا اور روح فرشتہ ان کے پاس آیا اور ان سے کلام کیا اور حدیث بیان کی لیکن اُنھوں نے حالتِ بیداری میں اس کو نہ دیکھا اور محدث وہ ہے جو ملائکہ سے ہم کلام ہوتا ہے ان کا کلام سنتا ہے لیکن اسے دیکھتا نہیں اور نہ خواب میں نظر آتا ہے۔[1]

بیان:

قبلا بضمتين و فتحتين كصرد و عنب أي عيانا و مقابلة و نحو ما كان رأى رسول الله ص يعني في المنام و يقال إن ذلك له كان في مدة ستة أشهر قبل أن يوحى إليه في اليقظة و ربما يقال

إن قوله ع إن رؤيا المؤمن جزء من ستة و أربعين جزءا من أجزاء النبوة

معناه أن نسبة مدة نبوته بطريق الرؤيا التي هي ستة أشهر إلى مجموع مدة نبوته التي كانت ثلاثة و عشرين سنة نسبة واحد إلى ستة و أربعين جمع له النبوة أي تمت

"قبلا" ''قاف'' اور ''باء'' کے ضمہ اور فتح کے ساتھ جیسے صرد اور عنب، یعنی ظاہر اور سامنے اور مقابلہ۔

---

[1] بصائر الدرجات: ۱/۳۷۰؛ بحارالانوار: ۱۱/۵۴ و ۲۶/۷۶؛ تفسیر البرہان: ۳/۹۰۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۱۲۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۵۱۱؛ عوالم العلوم: ۱۹/۱۸۹؛ النور المبین: ۷

''ونحو ما کان رأی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ''یعنی خواب میں اور کہا جاتا ہے کہ یہ خواب میں دیکھنا چھ مہینے جاگتے ہوئے وحی ہونے سے پہلے ہے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ بتحقیق ان کا قول ہے کہ بتحقیق مومن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے چھیالیسواں جزء ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ بتحقیق چھ مہینے خواب کے راستے سے نبوت کے مدت کی نسبت ان کی نبوت کی جو تیئیس سال کی نبوت کی مدت کے مجموعہ کی طرف ہے، ایسی نسبت ہے جو ایک کی نسبت، چھیالیس کی طرف ہے۔

''جمع له النبوة''یعنی تمام وکامل ہوئی۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

4/519 الکافی،۱/۴/۱۷۷/۱ أحمد و محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَعْقُوبَ اَلْهَاشِمِيِّ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ العجلی عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ مٰا أَرْسَلْنٰا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَ لاٰ نَبِيٍّ) وَ لاَ مُحَدَّثٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لَيْسَتْ هَذِهِ قِرَاءَتَنَا فَمَا اَلرَّسُولُ وَ اَلنَّبِيُّ وَ اَلْمُحَدَّثُ قَالَ اَلرَّسُولُ اَلَّذِي يَظْهَرُ لَهُ اَلْمَلَكُ فَيُكَلِّمُهُ وَ اَلنَّبِيُّ هُوَ اَلَّذِي يَرَى فِي مَنَامِهِ وَ رُبَّمَا اِجْتَمَعَتِ اَلنُّبُوَّةُ وَ اَلرِّسَالَةُ لِوَاحِدٍ وَ اَلْمُحَدَّثُ اَلَّذِي يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَ لاَ يَرَى اَلصُّورَةَ قَالَ قُلْتُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ كَيْفَ يَعْلَمُ أَنَّ اَلَّذِي رَأَى فِي اَلنَّوْمِ حَقٌّ وَ أَنَّهُ مِنَ اَلْمَلَكِ قَالَ يُوَفَّقُ لِذَلِكَ حَتَّى يَعْرِفَهُ لَقَدْ خَتَمَ اَللَّهُ بِكِتَابِكُمُ اَلْكُتُبَ وَ خَتَمَ بِنَبِيِّكُمُ اَلْأَنْبِيَاءَ.

(ترجمہ) العجلی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وامام جعفر صادق علیہ السلام سے آیہ''وما ارسلنا الخ ''کی تلاوت کر کے سوال کیا: کیا یہ ہماری قرأت نہیں، پس کیا فرق ہے رسول و نبی ومحدث میں؟ آپؑ نے فرمایا: رسول وہ ہے جس کے پاس ظاہر بظاہر فرشتہ آتا ہے اور اس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ نبی وہ ہے جو خواب میں فرشتہ کو دیکھتا ہے اور بسا اوقات نبوت ورسالت شخص واحد میں جمع ہوتی ہیں اور محدث وہ ہے کہ آواز سنتا ہے اور صورت نہیں دیکھتا۔ میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کی حفاظت کرے وہ کیسے جانتا ہے کہ خواب میں جو دیکھا وہ حق ہے اور یہ فرشتہ کہہ رہا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: بتوفیق الٰہی وہ جان لیتا ہے تمہاری کتاب پر خدا کی کتابیں ختم ہو گئیں

---

[1] مراۃ العقول:۲/۲۸۹

اور تمہارے نبی پر انبیاء ختم ہوگئے۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ علی بن یعقوب ہاشمی تحقیقاً ثقہ ثابت ہے اور اگر اس کی ثقاہت مسلم نہ ہوتو پھر حدیث مجہول ہوگی (واللہ اعلم)

5/520 الكافی،۱/۱۷۲/۴/۱ علی عن العبيدی عن يونس عن رجل عن محمد قَالَ: ذُكِرَ اَلْمُحَدَّثُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ إِنَّهُ يَسْمَعُ اَلصَّوْتَ وَ لاَ يَرَى اَلشَّخْصَ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ يَعْلَمُ أَنَّهُ كَلاَمُ اَلْمَلَكِ قَالَ إِنَّهُ يُعْطَى اَلسَّكِينَةَ وَ اَلْوَقَارَ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ كَلاَمُ مَلَكٍ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے محدث کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: وہ آواز کو سنتا ہے اور وجود کو نہیں دیکھتا۔ سائل نے عرض کیا پھر وہ کیسا جانتا ہے کہ یہ کلام فرشتے کا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اس کو ایسا سکینہ اور وقار حاصل ہے کہ وہ جان لیتا ہے کہ یہ کلام فرشتہ کر رہا ہے۔ [۳]

بیان:

﴿جملة القول فی تحقيق حصول العلم فی قلوب المستعدين له أن حقائق الأشياء كلها مسطورة فی اللوح المحفوظ و إنما تفيض علی قلوبنا من ذلك العالم بواسطة القلم العقلی الكاتب فی ألواح نفوسنا كما قال عز و جل أُولٰئِكَ كَتَبَ فِی قُلُوبِهِمُ الْإِيمانَ [1] و قال سبحانه عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسانَ ما لَمْ يَعْلَمْ [2] و قلب الإنسان صالح لأن ينتقش فيه العلوم كلها و هو كمرآة مستعدة لأن يتجلی فيه حقيقة الحق فی الأمور كلها من اللوح المحفوظ و إنما خلی عما عنه من العلوم إما لنقصان فی ذاته كقلب الصبی و هو يشبه نقصان صورة المرآة كجوهر الحديد قبل أن يصيقل

أو لكثرة المعاصی و الخبث الذی تراكم عليه من كثرة الشهوات المانعة من صفائه و جلائه و هذا يشبه خبث المرآة و صداها أو لعدوله عن جهة الحقيقة المطلوبة لاستيعاب همه بتهيئة أسباب المعيشة و تفصيل الأعمال البدنية المانعة من التأمل فی الحضرة الربوبية و الحقائق الخفية الإلهية فلا ينكشف له إلا ما هو متفكر فيه و هذا يشبه كون المرآة معدولا بها عن جهة الصورة أو لحجاب بينه

[۱] بصائر الدرجات: ۱/۱۷۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/۱۲۴؛ تفسیر البرہان: ۳/۹۰۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۵۱۱؛ تفسیر الصافی: ۳/۳۸۵

[۲] مراۃ العقول: ۲/۲۹۲

[۳] بصائر الدرجات: ۱/۳۲۳؛ بحار الانوار: ۲۶/۶۸؛ تفسیر البرہان: ۳/۹۰۲

و بین المطلوب من اعتقاد سبق إلیه منذ الصبا علی سبیل التقلید و القبول بحسن الظن فإن ذلك یحول بینه و بین حقائق الحق و یمنع أن ینکشف فی قلبه خلاف ما تلقفه من ظاهر التقلید

و هذا یشبه الحجاب المرسل بین المرآة و بین الصورة المطلوب [1] رؤیتها أو لجهل بالجهة التی یقع فیها العثور علی المطلوب فإن طالب العلم لیس یمکنه أن یحصل العلم المطلوب إلا بالتذکر للعلوم التی تناسب مطلوبه حتی إذا ذکرها و رتبها فی نفسه ترتیبا مخصوصا حصل له المطلوب فإذا لم یکن عنده العلوم المناسبة لذلك لم یحصل له المطلوب و هذا یشبه الجهل بالجهة التی فیها الصورة المطلوبة

فهذه هی الأسباب المانعة لإدراك الحقائق ثم إن العلوم التی لیست ضروریة إنما تحصل فی القلب تارة بالاکتساب بطریق الاستدلال و التعلم و یسمی اعتبارا و استبصارا و یختص به العلماء و الحکماء و تارة بهجومه علی القلب کأنه ألقی فیه من حیث لا یدری سواء کان عقیب طلب و شوق أو لا و سواء کان مع الاطلاع علی السبب الذی منه استفید ذلك العلم أو لا فإنه قد یکون بمشاهدة الملك الملقی فی القلب و سماع حدیثه و قد یکون بمجرد السماع من غیر مشاهدة و قد یکون بنفثة فی الروع من غیر سماع ینکت فی القلب نکتا أو یلهم إلهاما

و قد یکون ذلك الهجوم فی النوم کما یکون فی الیقظة و المشاهدة تختص بالأنبیاء و الرسل ص و خص باسم الوحی عرفا و غیرها قد یکون لغیرهم و کما أن الحجاب بین المرآة و الصورة یزال تارة بتعمل الید المتصرفة و تارة بهبوب ریح تحرکه فکذلك استفادة العلوم بالقلم الإلهی للإنسان قد تکون بقوة فکرته المتصرفة فی تجرید الصور عن الغواشی و الانتقال من بعضها إلی بعض و قد تهب ریاح الألطاف الإلهیة فتکشف الحجب و الغواشی عن عین بصیرته فیتجلی فیها بعض ما هو مثبت فی اللوح الأعلی فیکون تارة عند المنام فیظهر به ما سیکون فی المستقبل

و تارة ینقشع الحجاب بلطف خفی من الله فیلمع فی القلب من وراء ستر الغیب شیء من غرائب أسرار الملکوت فی الیقظة فربما یدوم و ربما یکون کالبرق الخاطف و دوامه فی غایة الندور فلم یفارق الإلهام و حدیث الملك الاکتساب فی العلم و لا فی محله و لا فی سببه و لکن یفارقه فی طریقه زوال الحجاب و جهته و لم یفارق الوحی الإلهام و الحدیث فی شیء من ذلك بل فی شدة الوضوح و النوریة و مشاهدة الملك المفید للعلم و الکل مشترکة فی أنها بواسطة الملك الذی هو القلم کما قال عز و جل عَلَّمَ بِالْقَلَمِ و لعل الإشارة إلی هذه المراتب الثلاث فی قوله سبحانه وَ ما کانَ لِبَشَرٍ أَنْ یُکَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْیاً أَوْ مِنْ وَراءِ حِجابٍ أَوْ یُرْسِلَ رَسُولًا

قال بعض العلماء السر فی اطلاع النبی علی الملك الوحی دون غیرہ أنه لما صقل روحه بصقالة العقل للعبودیة التامة و زالت عنه غشاوة الطبیعة و رین المعصیة بالکلیة و کانت نفسه قدسیة شدیدة القوی قویة الإنارة لما تحتها لم یشغلها جهة فوقها عن جهة تحتها فتضبط الطرفین و تسع الجانبین و لا یستغرقها حسها الباطن عن حسها الظاهر فإذا توجهت إلی الأفق الأعلی و تلقت أنوار المعلومات بلا تعلیم بشری من الله یتعدی تأثیرها إلی قواها و تتمثل صورة ما تشاهده لروحها البشری و منها إلی ظاهر الکون فتتمثل للحواس الظاهرة سیما السمع و البصر لکونهما أشرف الحواس الظاهرة و ألطفها فیری شخصا محسوسا و یسمع کلاما منظوما فی غایة الجودة و الفصاحة أو یری صحیفة مکتوبة

فالشخص هو الملك النازل الحامل للوحی الإلهی و الکلام هو کلام الله و الکتاب کتابه و قد نزل کل منها من عالم الأمر القولی القضائی و ذاته الحقیقة و صورته الأصلیة إلی عالم الخلق الکتابی القدری فی أحسن صورة و أجمل کسوة کتمثل جبرئیل ع لنبینا ص فی صورة دحیة بن خلیفة الکلبی الذی کان أجمل أهل زمانه و یقال ما رآه فی صورته الحقیقیة إلا مرتین و ذلك أنه ص سأله أن یراه نفسه علی صورته فواعده ذلك بحراء فطلع له جبرئیل ع فسد الأفق من المشرق إلی المغرب و فی روایة کان له ستمائة جناح و رآه مرة أخری علی صورته لیلة المعراج عند سدرة المنتهی﴾

علم کی صلاحیت رکھنے والوں کے قلوب میں علم کے حاصل کرنے کی تحقیق میں کامل قول یہ ہے کہ بتحقیق تمام اشیاء کی حقیقت لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور بتحقیق اس علم کا فیض ہمارے قلوب پر جاری ہوتا ہے قلم عقلی کے واسطے سے جو ہمارے نفسوں کے الواح میں لکھنے والا ہے، جیسے خدا نے فرمایا: وہ ایسے ہیں کہ ان کے قلوب میں ایمان لکھا ہوا ہے۔

اور فرمایا تعلیم حاصل کی قلم کے ساتھ، سکھایا انسان کو وہ جو نہیں جانتا اور انسان کا دل اس کی صلاحیت رکھتا ہے کہ اس میں سارے علوم کو نقش کیا جائے۔ اور دل آئینے کی طرح ہے جو یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ اس میں تجلی کرے حق کی حقیقت، تمام ان امور میں جو لوح محفوظ سے ہیں۔ اور بتحقیق دل سے وہ علوم دور ہوتے ہیں، یا اس کی ذات میں نقص ہونے کی وجہ سے جیسے بچے کا دل جو صلاحیت نہیں رکھ سکتا۔ اور یہ شباہت رکھتا ہے آئینے کی شکل کے نقص کے ساتھ۔ جیسے لوہے اور حدید کا جوہر اس کے صیقل کرنے سے پہلے۔

یا ان گناہوں اور خباثتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے جو ان زیادہ شہوات کے سبب کرتا ہے جو شہوات اس کے دل کی صفا اور جلاء کو ختم کرتی ہیں اور یہ شباہت رکھتا ہے آئینے کی خباثت اور صاف ستھرا ہونے کے ساتھ۔

یا دل کو مطلوب حقیقت سے، دوسرے اسباب کی طرف موڑنے کی وجہ سے، محنت کرنا معیشت وغیرہ میں یا مال و

ملال کے کسب کرنے کی طرف اور یہ بدنی اعمال مانع ہوتے ہیں حضرت ربوبیت اور چھپی حقیقتوں میں تامل وفکر کرنے سے۔

بس کوئی بھی چیز اس کے لیئے ظاہر اور کشف نہیں ہوتی مگر وہ جس میں وہ تفکر و تامل کرتا ہے اور یہ شباہت رکھتا ہے اس آئینے کے ساتھ جس کو کسی شکل وصورت سے موڑ دیا گیا ہو یا حجاب ہو اس کے اور مطلوب کے درمیان۔

جیسے وہ عقیدے جو اس کو پہلے بچپنے سے ملے ہوں تقلید کرتے ہوئے یا حسن ظن سے۔

بس بتحقیق یہ چیزیں اس کے اور حق کے حقائق کے درمیان حائل ہوتی ہیں اور اس کے دل میں کشف کرنے سے مانع ہوتی ہیں۔

یہ شباہت رکھتا ہے اس حجاب کے ساتھ جو آئینے اور مطلوب صورت کے درمیان آیا ہو یا وہ جہل جو اس سبب سے ہو کہ مطلوب کو دیکھنے پر اس میں آسیب وضرر پہنچا ہو۔

بس طالب علم کے لیئے ممکن نہیں ہے علم کا حاصل کرنا سواء ان علوم کو یاد کرنے و تذکر کرکے جو اس کے مطلوب کے ساتھ مناسبت رکھتے ہوں۔ یہاں تک کہ جب ان کو ترتیب دے اور یاد کرے اپنی ذات میں تو اس کے لیئے مطلوب حاصل ہو جائے۔

بس جب اس کے پاس اس کے مطلوب کے ساتھ مناسبت رکھنے والے علوم نہ ہوں تو اس کے لیئے مطلوب حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ شباہت رکھتا ہے جہل سے اس جہت کے ساتھ جس میں مطلوب کی صورت ہے۔

بس یہ وہ اسباب ہیں جو حقائق کو درک کرنے میں مانع ہوتے ہیں، پھر بتحقیق وہ علوم جو بدیہی نہیں بتحقیق وہ دل میں ایک مرتبہ حاصل ہوتے ہیں استدلال اور تعلم کے ذریعے کسب کرنے سے اور ان کو اعتبار اور استبصار کہا جاتا ہے۔

اور اس کے ساتھ علماء اور حکماء مخصوص ہیں۔

اور ایک مرتبہ وہ علوم غیر بدیہی دل پر ہجوم کرنے کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں، گویا بے خبر اس کے دل میں القاء کیئے گئے ہوں پھر چاہے ان کے طلب کرنے کے پیچھے ہو اور شوق رکھتا ہو یا نہیں۔ اور چاہے اس سبب کی اطلاع کے ساتھ ہوں جس سے ان علوم کا استفادہ ہوتا ہے یا نہیں۔

بس گویا یہ ایسے ہیں جیسے کسی فرشتے کو دیکھا ہو جس نے ان علوم کو اس کے دل میں القاء کیا ہو اور اس کی بات سنی ہو اور کبھی تو بغیر کسی دیکھنے سے سننے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور کبھی تو تعجب کے ساتھ دل میں اچانک آجاتے ہیں کسی چیز کو سننے کے بغیر، دل میں ایک نکتہ پیدا ہوتا ہے یا دل پر الہام ہوتا ہے۔ اور کبھی ان علوم کا ہجوم ہوتا ہے دل پر نیند میں جیسے جاگتے ہوئے ہوتا ہے۔

اور مشاہدہ مخصوص ہے انبیاء اور رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جو عرف عام میں وحی کے نام کے ساتھ مخصوص ہے۔اور ایسے مشاہدے کا غیر ہوتا ہے انبیاء اور رسل کے غیر کے لیئے۔

اور یہ اس طرح ہے جیسے آئینے اور صورت کے درمیان کا پردہ ہٹ جاتا ہے کبھی ہاتھ کے لگانے سے اور کبھی ہوا کے جھونکے سے۔

بس اسی طرح قلم الٰہی کے ساتھ انسان کے لیئے علوم کا استفادہ کرنا

اور کبھی یہ اس فکری طاقت کے ساتھ ہوتا ہے جو تصرف رکھتی ہے صورت سے پردوں کو ہٹانے میں اور ان میں سے بعض کو بعض کی طرف منتقل کرنے میں، اور کبھی اللہ کے لطف کی ہوا کے جھونکے لگتے ہیں جو تمام پردوں اور حجابوں کو انسان کی بصیرت کی آنکھ سے ہٹا دیتے ہیں۔ پھر تجلی کرتی ہے اس کے دل میں وہ چیز جو لوح اعلی میں ثابت ہے۔

اور کبھی ہوتا ہے یہ خواب میں اس کے لیئے ظاہر ہوتی ہے وہ چیز جو مستقبل میں عنقریب اس کے ساتھ ہونی ہے۔

اور کبھی اللہ کی طرف سے چھپے ہوئے لطف کے ذریعے پردے ہٹ جاتے ہیں۔ اور دل میں غیب چمک اٹھتا ہے، ملکوت کے رازوں کے غرائب میں سے، جاگتے ہوئے۔

پھر وہ کبھی دائم رہتا ہے اور کبھی رعد و برق کی بجلی کی طرح چمک کر چلا جاتا ہے۔ اور اس وقت اس کا دوام بہت ہی کم ہوتا ہے بس الہام اور علم کے کسب کرنے میں فرشتے کا بات کرنا اور حدیث جدا نہیں ہوتا۔ نہ اس کے محل میں نہ اس کے سبب میں۔

لیکن جدا ہوتا ہے حجاب کے زائل ہونے کے راستے میں اور وحی اور الہام اور حدیث کسی چیز میں اس سے جدا نہیں ہوتے بلکہ ان کے نوری اور واضح ہونے کی شدت اور ملک اور فرشتے کے مشاہدے میں جو علم کے لیئے مفید ہے جدا ہوتے ہیں۔

اور سبھی ملک اور فرشتے کے واسطے کے ساتھ مشترک ہیں جو کہ قلم ہے۔

جیسے خدا نے فرمایا: اس کو سکھایا قلم کے ساتھ۔

شاید یہ اشارہ ہو ان تین مراتب کی طرف جو اللہ سبحانہ کے قول میں ہیں۔

اور بشر کے لیئے ایسا نہیں ہے کہ اللہ اس کے ساتھ کلام کرے (براہ راست) مگر وہ بشر کے ساتھ کلام کرتا ہے وحی کے ذریعے یا حجاب کے پیچھے سے یا رسول کو بھیج کر۔

بعض علماء نے کہا: نبی کے فرشتے سے مطلع ہونے، (کہ یہ جو آیا ہے فرشتہ ہے) کا راز یہ ہے کہ جب وہ اپنی روح کو عبودیت تامہ کے لیئے، عقل کی صقالت سے صیقل کرتا ہے اور اس سے طبیعت کے پردے ہٹ جاتے ہیں۔

بشریت کے لبادے میں ہونے کی گرفتاری کلی طور پر زائل ہوتی ہے۔اوراس کا نفس قدسی ہوتا ہے نور کی قوت کے ساتھ طاقتور ہوکر پھر جب اس کا تحت مشغول نہیں ہوتا اوپر کی طرف اور فوق مشغول نہیں ہوتا نیچے کی طرف تو وہ دونوں طرفوں پر تسلط اور وسعت رکھتا ہے۔اوراس کو باطنی حس، ظاہری حس سے غافل نہیں کرتی ،تو اس وقت اس کا نفس افق اعلی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔پھراس کے نفس میں اللہ کی طرف سے بغیر کسی بشری معلم کے معلومات کے انوار القاء ہوتے ہیں اوران کی تاثیر نفس کی قوت تک چلی جاتی ہے۔اور پھراس کے بشری روح کے لیئے ایک صورت جواس کا نفس مشاہدہ کرتا ہے متمثل ہوتی ہے۔ پھر وہ صورت اس کے ظاہری حواس خصوصا سماعت اور بصارت کے لیئے متمثل ہوتی ہے۔سماعت اور بصارت کے حواس پنجگانہ میں سے شریف ترین حواس ہونے کی خاطر۔پھر وہ ایک محسوس شخص کو دیکھتا ہے اوراس کے کلام کو سنتا ہے فصاحت کی انتہا میں یا لکھے ہوئے صحیفے کو دیکھتا ہے بس جس محسوس شخص کو دیکھتا ہے وہ فرشتہ ہے جو وحی الہٰی کو لے کراس پر نازل ہوا ہے اور کلام، اللہ کا کلام ہے اور کتاب اللہ کی کتاب ہے۔اوراس سے سب کچھ نازل ہوا ہے قولی قضائی عالم امر سے اوراس کی ذات حقیقت ہے اوراس کی شکل وصورت اصلی ہے عالم خلق کتابی تقدیری کی طرف،حسین وجمیل شکل وصورت میں اور حسین وجمیل چادر میں۔جیسے جبرائیل علیہ السلام کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے دحیہ بن خلیفہ الکلبی کی شکل متمثل ہونا میں، جو اپنے زمانے والوں میں حسین وجمیل تھا۔

اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے جبرائیل کو حقیقی صورت میں نہیں دیکھا مگر دوبار اور یہ تب ہوا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے خود اس کی شکل وصورت کے بارے میں پوچھا۔تو اس نے وعدہ دیا غار حراء کا تو پھر رسول اکرم کے لیئے جبرائیل نے طلوع کیا جس نے مشرق سے مغرب تک کے افق کو بند کیا اور گھیرا ہوا تھا۔

اورایک روایت میں ہے کہ جبرائیل کے چھ سو پر ہیں۔

اوردوسری مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل کو اس کی شکل میں سدرۃ المنتہٰی کے پاس معراج پر دیکھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [۱]

---

[۱] مراۃ العقول: ۳/ ۱۶۴

٦ ـ باب معرفة الإمام و الرد إليه

باب: امام کی معرفت اور اس کی طرف رجوع کرنا

1/521 الكافي،١/١/١٨٠/١ الاثنان عن اَلْوَشَّاءِ عَنْ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّمَا يَعْبُدُ اَللَّهَ مَنْ يَعْرِفُ اَللَّهَ فَأَمَّا مَنْ لاَ يَعْرِفُ اَللَّهَ فَإِنَّمَا يَعْبُدُهُ هَكَذَا ضَلاَلاً قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَا مَعْرِفَةُ اَللَّهِ قَالَ تَصْدِيقُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ تَصْدِيقُ رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مُوَالاَةُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلاِئْتِمَامُ بِهِ وَ بِأَئِمَّةِ اَلْهُدَى عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ اَلْبَرَاءَةُ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ عَدُوِّهِمْ هَكَذَا يُعْرَفُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

(ترجمہ) ابوحمزہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: عبادتِ خداوہ کرتا ہے جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے اور جو معرفت نہیں رکھتا وہ ضلالت کے ساتھ عبادت کرتا ہے۔ میں نے پوچھا اللہ کی معرفت کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اللہ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق اور علی علیہ السلام کی ولایت و دوستی رکھنا اور ان کی اور دیگر آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی امامت کا اقرار کرنا اور ان کے دشمنوں سے اظہار برأت کرنا۔ اس طرح معرفت الٰہی باری تعالیٰ حاصل ہوتی ہے۔[1]

بیان:

﴿في بعض النسخ فأما من لا يعرف الله مظهرا كأنه أشار بقوله هكذا إلى عبادة جماهير الناس و ضلالا تبييز له أو بدل﴾

بعض نسخوں میں ''فأما من لا یعرف اللہ مظھرا'' ہے۔ گویا امام علیہ السلام نے اشارہ کیا اپنے قول ھکذا سے عوام الناس کی عبادت کی طرف (عامہ کی عبادت کی طرف جو امام کی معرفت سے خالی ہے)۔

''و ضلالا'' یہ تمیز یا بدل ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلّٰی بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن فضیل بھی تضعیف کے باوجود ہمارے نزدیک ثقہ ہے (واللہ اعلم)

---

[1] غایۃ المرام: ۳/ ۵۳؛ مجمع البحرین: ۵/ ۹۷؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۱۱۶

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۳۰۰

2/522 الکافی،۱/۲/۱۸۰/۱ الاثنان عن الوشاء عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ اِبْنِ أُذَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: لاَ يَكُونُ اَلْعَبْدُ مُؤْمِناً حَتَّى يَعْرِفَ اَللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ اَلْأَئِمَّةَ كُلَّهُمْ وَ إِمَامَ زَمَانِهِ وَ يَرُدَّ إِلَيْهِ وَ يُسَلِّمَ لَهُ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ يَعْرِفُ اَلْآخِرَ وَ هُوَ يَجْهَلُ اَلْأَوَّلَ.

(ترجمہ) ابن اُذینہ سے روایت ہے کہ ایک سے زیادہ لوگوں نے امامینؑ میں سے ایک امامؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی بندہ مومن نہیں ہوسکتا جب تک اللہ اور اس کے رسول اور تمام آئمہ علیہم السلام کو اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے اور اپنے معاملات ان کی طرف پلٹائے اور ان کو تسلیم کرے۔ پھر فرمایا: وہ آخری کو کیسے پہچانے گا جبکہ وہ پہلے سے جاہل ہوگا؟۔[1]

بیان:

﴿يعنى كيف يعرف إمام زمانه و هو يجهل قدر أمير المؤمنين ع و مرتبته من الخلافة و الإمامة و الوصاية﴾

''کیف یعرف الاخر ''یعنی کس طرح وہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت حاصل کرسکتا ہے جب وہ امیرالمومنین علیہ السلام کی قدرومعرفت سے جاہل ہو اور ان کی خلافت اور وصایت اور امامت کے مرتبے سے جاہل ہو؟

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل کالحسن ہے (واللہ اعلم)

3/523 الکافی،۱/۳/۱۸۰/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَخْبِرْنِي عَنْ مَعْرِفَةِ اَلْإِمَامِ مِنْكُمْ وَاجِبَةٌ عَلَى جَمِيعِ اَلْخَلْقِ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى اَلنَّاسِ أَجْمَعِينَ رَسُولاً وَ حُجَّةً لِلَّهِ عَلَى جَمِيعِ خَلْقِهِ فِي أَرْضِهِ فَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُولِ اَللَّهِ وَ اِتَّبَعَهُ وَ صَدَّقَهُ فَإِنَّ مَعْرِفَةَ اَلْإِمَامِ مِنَّا وَاجِبَةٌ عَلَيْهِ وَ مَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَ بِرَسُولِهِ وَ لَمْ يَتَّبِعْهُ وَ لَمْ يُصَدِّقْهُ وَ يَعْرِفْ حَقَّهُمَا فَكَيْفَ يَجِبُ عَلَيْهِ مَعْرِفَةُ اَلْإِمَامِ وَ هُوَ لاَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ يَعْرِفُ حَقَّهُمَا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَقُولُ فِيمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ يُصَدِّقُ رَسُولَهُ فِي جَمِيعِ مَا أَنْزَلَ اَللَّهُ يَجِبُ عَلَى أُولَئِكَ حَقُّ مَعْرِفَتِكُمْ

---

[1] اثبات الھداۃ:۱/۱۰۶؛التوحید حیدری:۲/۴۵۰؛تحفۃ الابرار طبرسی:۱۹۷

[2] مراۃ العقول:۲/۳۰۱

قَالَ نَعَمْ أَ لَيْسَ هَؤُلاَءِ يَعْرِفُونَ فُلاَناً وَ فُلاَناً قُلْتُ بَلَى قَالَ أَ تَرَى أَنَّ اَللَّهَ هُوَ اَلَّذِي أَوْقَعَ فِي قُلُوبِهِمْ مَعْرِفَةَ هَؤُلاَءِ وَ اَللَّهِ مَا أَوْقَعَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِهِمْ إِلاَّ اَلشَّيْطَانُ لاَ وَ اَللَّهِ مَا أَلْهَمَ اَلْمُؤْمِنِينَ حَقَّنَا إِلاَّ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

ترجمہ: زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے آپ لوگوں میں سے امام کی معرفت کے متعلق بتائیے کہ کیا وہ تمام مخلوق پر واجب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین پر تمام لوگوں کی طرف رسول اور تمام مخلوق پر اپنی حجت بنا کر بھیجا۔

پس جو اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور آپؐ کی پیروی کی اور ان کی تصدیق کی تو اس پر ہم میں سے ہر امام کی معرفت واجب ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لایا اور نہ ان کا اتباع کیا اور نہ ان کی تصدیق کی اور نہ ان دونوں کے حق کو پہچانا تو معرفت امام ان پر کیسے واجب ہوگی جبکہ نہ تو وہ اللہ پر ایمان لایا اور نہ اس کے رسولؐ پر اور نہ اس نے ان دونوں کے حق کو پہچانا۔ میں نے عرض کیا: آپؑ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا اور کچھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس کی تصدیق کی ہو تو کیا آپؑ لوگوں کا حق معرفت ان پر واجب ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ یہ لوگ فلاں فلاں کو نہیں پہچانتے۔

میں نے عرض کیا: ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ان کی معرفت ڈالی ہے؟ خدا کی قسم! ان کے دلوں میں صرف شیطان نے یہ معرفت ڈالی ہے اور خدا کی قسم! اللہ نے مومنین کے دلوں میں تو صرف ہمارے حق کا الہام کیا ہے۔

بیان:

﴿و يعرف حقهما في الموضعين على النفي عطفا على المنفي يعرفون فلانا يعني بالخلافة أراد ع أنهم لما تفطنوا بوجوب الخليفة و تمكنوا من معرفته فما المانع لهم من الاهتداء لما هو الحق فيه ليس المانع إلا الشيطان لأن الله عز و جل أقدرهم على ذلك و أعطاهم آلة المعرفة فوجب عليهم تحصيل معرفة الإمام معرفة هؤلاء يعني بكونهم خلفاء رسول الله ص و في هذا الحديث دلالة على أن الكفار ليسوا مكلفين بشرائع الإسلام كما هو الحق خلافا لما اشتهر بين متأخري أصحابنا﴾

''یعرف حقهما'' دونوں مقام پر یہ نفی پر ہے، منفی پر عطف ہوا ہے۔

''یعرفون فلانا'' یعنی خلافت کے ساتھ۔

امام علیہ السلام نے ارادہ کیا ہے جب وہ خلیفہ کے وجوب کی تلاش میں ہوشیاری کرتے ہیں اور اس کی معرفت میں کوشش کرتے ہیں تو پر ان کے لیئے کون سی چیز مانع ہے جس میں حق ہے اس کی طرف ہدایت ہونے میں؟

''لیس المانع الا الشیطان'' کیونکہ خدا نے ان کو اس پر قادر کیا ہے اور ان کو معرفت کے پیمانے دیئے ہیں بس ان پر امام کی معرفت حاصل کرنا واجب ہے۔ (معرفت حاصل نہ کرنے اور اس کا مانع شیطان ہے۔

''معرفة هؤلاء'' یعنی ان کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفے ہونے کی معرفت اور حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ بتحقیق کفار شرائع اسلام کے مکلف نہیں ہیں جو کہ حق ہے، یہ خلاف اس کے جو ہمارے متاخر علماء میں مشہور ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

4/524 الکافی،۱/۴/۱۸۱/۱ عنه عن أحمد عن السراد عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّمَا يَعْرِفُ اَللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَعْبُدُهُ مَنْ عَرَفَ اَللَّهَ وَعَرَفَ إِمَامَهُ مِنَّا أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَمَنْ لاَ يَعْرِفِ اَللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَلاَ يَعْرِفِ اَلْإِمَامَ مِنَّا أَهْلَ اَلْبَيْتِ فَإِنَّمَا يَعْرِفُ وَيَعْبُدُ غَيْرَ اَللَّهِ هَكَذَا وَاَللَّهِ ضَلاَلاً.

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: جو خدا کی معرفت رکھتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے وہ ہم اہلبیت علیہم السلام میں سے اپنے امام کو بھی پہچانتا ہے اور جو اللہ کی معرفت نہیں رکھتا اور ہم اہلبیت علیہم السلام کی معرفت بھی نہیں رکھتا ہے تو وہ غیر خدا کی عبادت کرتا ہے اور یہ کھلی گمراہی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف ''فیہ'' ہے [3] لیکن میرے نزدیک حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۲/۳۰۳؛ کتاب الحج (قمی): ۱/۲۲۷؛ آئمہ اہل البیتؑ آل محسن: ۶۹؛ مکیال المکارم اصفہانی: ۵۳؛ رسائل فقہیہ سبحانی: ۲۱۸؛ سند العروہ (الصلاۃ) ۲۱؛ المناظر الناضرۃ: (الزکاۃ): ۲۱۷؛ الانظار التفسیریہ: ۲۶۰؛ دلیل تحریر الوسیلہ (الصوم): ۳۴۱؛ صلاۃ الجمعہ (حائری): ۳۱۷

[2] وسائل الشیعہ: ۱/۱۲۰؛ غایۃ المرام: ۳/۶۹

[3] مراۃ العقول: ۲/۳۰۴

5/525 الكافی،۱/۱۸۱/۵/۱ الاثنان عن محمد بن جمهور عن فضالة عن ابن وهب عَنْ ذَرِيحٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْأَئِمَّةِ بَعْدَ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِمَاماً ثُمَّ كَانَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِمَاماً ثُمَّ كَانَ اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِمَاماً ثُمَّ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ إِمَاماً ثُمَّ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ إِمَاماً مَنْ أَنْكَرَ ذَلِكَ كَانَ كَمَنْ أَنْكَرَ مَعْرِفَةَ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ مَعْرِفَةَ رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أَنْتَ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَعَدْتُهَا عَلَيْهِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لِي إِنِّي إِنَّمَا حَدَّثْتُكَ لِتَكُونَ مِنْ شُهَدَاءِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فِي أَرْضِهِ.

(ترجمہ) ذریح سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آئمہ کے متعلق سوال کیا؟ آپؑ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امیر المومنین علیہ السلام امام تھے پھر امام حسن علیہ السلام پھر امام حسین علیہ السلام پھر علی بن الحسین علیہ السلام پھر محمد بن علی علیہ السلام امام ہوئے۔ جس نے ان سے انکار کیا اس نے معرفت باری تعالیٰ سے انکار کیا اس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت سے انکار کیا۔ میں نے عرض کیا: امام محمد باقر علیہ السلام کے بعد آپؑ امام ہیں؟ میں نے اس کا اعادہ تین بار کیا۔ آپؑ فرمایا: میں نے اس مطلب کو تیرے لیے بیان کر دیا ہے تا کہ اس زمین پر اس کے گواہوں سے قرار پاؤں۔[1]

بیان:

﴿قوله ثم أنت تصديق أو استفهام و السكوت على الأول تقرير و على الثاني إما للتقية أو لأمر آخر و كأنه ع أشار بآخر الحديث إلى قوله سبحانه وَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللهِ وَ رُسُلِهِ أُولٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَ الشُّهَداءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَ نُورُهُمْ﴾

''ثم انت'' یہ یا تصدیق ہے یا استفہام ہے اور امام علیہ السلام کا چپ رہنا تصدیق کی بنا پر تقریر اور ثابت ہونا ہے یعنی: ہاں میں ہوں اور استفہام اور سوال ہو امام کا چپ رہنا یا تقیہ کی وجہ سے ہے یا پھر کسی اور امر کی وجہ سے ہے اور گویا امام علیہ السلام نے حدیث کے آخر شھداء اللہ۔۔۔ سے اشارہ کیا ہے خدا کے قول کی طرف کہ فرمایا: اور وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ اپنے رب کے پاس صدیق اور شھداء ہیں ان کے لیئے (نیک) اجر ہے اور نور ہے۔

[1] الاصول الستۃ عشر:۲۶۶؛ غایۃ المرام:۳/۶۹؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/۴۹۶

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلّٰی ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن جمہور بھی تضعیف کے باوجود ثقہ ثابت ہے کیونکہ تفسیر القمی کا راوی ہے [۲] اور یہ توثیق ہمارے نزدیک بھی راجح ہے (واللہ اعلم)

6/526 الکافی،۱/۱۸۱/۶/۱ العدۃ عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّكُمْ لاَ تَكُونُونَ صَالِحِينَ حَتَّى تَعْرِفُوا وَ لاَ تَعْرِفُوا حَتَّى تُصَدِّقُوا وَ لاَ تُصَدِّقُوا حَتَّى تُسَلِّمُوا أَبْوَاباً أَرْبَعَةً لاَ يَصْلُحُ أَوَّلُهَا إِلاَّ بِآخِرِهَا ضَلَّ أَصْحَابُ اَلثَّلاَثَةِ وَ تَاهُوا تَيْهاً بَعِيداً إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لاَ يَقْبَلُ إِلاَّ اَلْعَمَلَ اَلصَّالِحَ وَ لاَ يَقْبَلُ اَللَّهُ إِلاَّ اَلْوَفَاءَ بِالشُّرُوطِ وَ اَلْعُهُودِ فَمَنْ وَفَى لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِشَرْطِهِ وَ اِسْتَعْمَلَ مَا وَصَفَ فِي عَهْدِهِ نَالَ مَا عِنْدَهُ وَ اِسْتَكْمَلَ مَا وَعَدَهُ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَخْبَرَ اَلْعِبَادَ بِطُرُقِ اَلْهُدَى وَ شَرَعَ لَهُمْ فِيهَا اَلْمَنَارَ وَ أَخْبَرَهُمْ كَيْفَ يَسْلُكُونَ فَقَالَ (وَ إِنِّي لَغَفّٰارٌ لِمَنْ تٰابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صٰالِحاً ثُمَّ اِهْتَدىٰ) وَ قَالَ (إِنَّمٰا يَتَقَبَّلُ اَللّٰهُ مِنَ اَلْمُتَّقِينَ) فَمَنِ اِتَّقَى اَللَّهَ فِيمَا أَمَرَهُ لَقِيَ اَللَّهَ مُؤْمِناً بِمَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ فَاتَ قَوْمٌ وَ مَاتُوا قَبْلَ أَنْ يَهْتَدُوا وَ ظَنُّوا أَنَّهُمْ آمَنُوا وَ أَشْرَكُوا مِنْ حَيْثُ لاَ يَعْلَمُونَ إِنَّهُ مَنْ أَتَى اَلْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا اِهْتَدَى وَ مَنْ أَخَذَ فِي غَيْرِهَا سَلَكَ طَرِيقَ اَلرَّدَى وَصَلَ اَللَّهُ طَاعَةَ وَلِيِّ أَمْرِهِ بِطَاعَةِ رَسُولِهِ وَ طَاعَةَ رَسُولِهِ بِطَاعَتِهِ فَمَنْ تَرَكَ طَاعَةَ وُلاَةِ اَلْأَمْرِ لَمْ يُطِعِ اَللَّهَ وَ لاَ رَسُولَهُ وَ هُوَ اَلْإِقْرَارُ بِمَا أُنْزِلَ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ) وَ اِلْتَمِسُوا اَلْبُيُوتَ اَلَّتِي (أَذِنَ اَللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيهَا اِسْمُهُ) فَإِنَّهُ أَخْبَرَكُمْ أَنَّهُمْ (رِجٰالٌ لاٰ تُلْهِيهِمْ تِجٰارَةٌ وَ لاٰ بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اَللّٰهِ وَ إِقٰامِ اَلصَّلاٰةِ وَ إِيتٰاءِ اَلزَّكٰاةِ يَخٰافُونَ يَوْماً تَتَقَلَّبُ فِيهِ اَلْقُلُوبُ وَ اَلْأَبْصٰارُ) إِنَّ اَللَّهَ قَدِ اِسْتَخْلَصَ اَلرُّسُلَ لِأَمْرِهِ ثُمَّ اِسْتَخْلَصَهُمْ مُصَدِّقِينَ بِذَلِكَ فِي نُذُرِهِ فَقَالَ (وَ إِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلاّٰ خَلاٰ فِيهٰا نَذِيرٌ) تَاهَ مَنْ جَهِلَ وَ اِهْتَدَى مَنْ أَبْصَرَ وَ عَقَلَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ (فَإِنَّهٰا لاٰ

---

[۱] مراۃ العقول:۲/۳۰۴

[۲] المفید من معجم رجال الحدیث:۵۱۰و۵۱۳

تَعْمَى ٱلْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى ٱلْقُلُوبُ ٱلَّتِي فِي ٱلصُّدُورِ) وَ كَيْفَ يَهْتَدِي مَنْ لَمْ يُبْصِرْ وَ كَيْفَ يُبْصِرُ مَنْ لَمْ يَتَدَبَّرْ اِتَّبِعُوا رَسُولَ ٱللّٰهِ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ وَ أَقِرُّوا بِمَا نَزَلَ مِنْ عِنْدِ ٱللّٰهِ وَ اتَّبِعُوا آثَارَ ٱلْهُدَى فَإِنَّهُمْ عَلاَمَاتُ ٱلْأَمَانَةِ وَ ٱلتُّقَى وَ اِعْلَمُوا أَنَّهُ لَوْ أَنْكَرَ رَجُلٌ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ أَقَرَّ بِمَنْ سِوَاهُ مِنَ ٱلرُّسُلِ لَمْ يُؤْمِنْ اِقْتَصُّوا ٱلطَّرِيقَ بِالْتِمَاسِ ٱلْمَنَارِ وَ الْتَمِسُوا مِنْ وَرَاءِ ٱلْحُجُبِ ٱلْآثَارَ تَسْتَكْمِلُوا أَمْرَ دِينِكُمْ وَ تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ.

(ترجمہ) محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادقؑ سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: تم لوگ نیک وصالح نہیں بن سکتے جب تک تم معرفت حاصل نہ کرو اور تم معرفت حاصل نہیں کرسکتے جب تک تم تصدیق نہ کرو اور تم تصدیق نہیں کرسکتے جب تک تم چار دروازوں کو تسلیم نہ کرو اور ان چار میں سے پہلا نیک وصالح نہیں بن سکتا مگر چوتھے کے ساتھ۔ تین گمراہ ہوگئے اور وہ بہت دُور چلے گئے۔

پھر فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ فقط نیک اعمال کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فقط وفا شروط وعہد کے ساتھ قبول کرتا ہے۔ جو بندہ وفا کی شرط کے ساتھ اللہ کے ساتھ وفا کرے گا۔ اس نے وہ عہد پورا کردیا جو اس کے ساتھ کیا گیا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس نے پالیا ہے اور اللہ کے وعدہ کی اس نے تکمیل کردی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو راہِ ہدایت کی خبر دی ہے اور لوگوں کے لیے اس کے منارے بیان کردیئے ہیں اور ان کو خبر دی ہے کہ وہ کس طرح اس راستے پر چلنا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرتا ہے اور نیک عمل انجام دیتا ہے اور پھر ہدایت حاصل کرتا ہے۔ (طٰہٰ: ۸۲)۔'' اور اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ فقط متقین سے قبول کرتا ہے۔ (المائدہ: ۲۷)۔'' پس متقی وہ ہے جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرے اور جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس میں اللہ کی اطاعت کرے اور جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ان سب کے اقرار کا ساتھ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔

حق سے بہت دُور، بہت دُور ہے وہ مقول جو ان چیزوں کی طرف ہدایت حاصل کرنے سے پہلے مر جائے اور وہ گمان کرتی ہے کہ وہ ایمان لائی ہے حالانکہ انھوں نے شرک کیا ہے اور ان کو اس کا علم ہی نہیں ہے۔ جو لوگ گھروں میں دروازوں کے ذریعے داخل ہوں گے۔ وہ ہدایت یافتہ ہیں اور جو اس کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرے گا اس نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ولی الامر کی اطاعت کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ ملایا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ملایا ہے۔ پس جو بندہ اولی الامر کی اطاعت کو ترک کردے گا۔ اس نے اللہ اور

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو بھی ترک کر دیا ہے اور اس کی اطاعت یہ ہی ہے کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کا اقرار کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کرو۔ (الاعراف: ۳۱)۔'' اور ان گھروں سے تمسک رکھو جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کرو اور ان میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ پھر اللہ ان کے بارے میں خبر دے رہا ہے: ''یہ وہ بندے ہیں جن کو کسی قسم کی کوئی تجارت وخرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اور وہ اس دن سے خوفزدہ رہتے ہیں جس دن کا خوف آنکھوں اور دلوں کو اُلٹ پلٹ دے گا۔ (النور: ۳۷)۔''

پھر آپؑ نے فرمایا: تحقیق، اللہ تعالیٰ نے رسولوںؑ کو اپنے امر کے لیے خاص قرار دیا اور پھر ان کو اپنے امر پر ایمان لانے والے اور تصدیق کرنے والے قرار دیا۔

فرمایا: ''اور تحقیق کوئی اُمت نہیں تھی مگر یہ کہ ان میں ایک ڈرانے والا تھا۔ (فاطر: ۲۴)۔'' اور اس کی مخالفت فقط جاہل کرے گا اور جو بصارت اور عقل سے کام لے گا وہ ہدایت حاصل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''تحقیق ان کی آنکھیں اندھی نہیں تھی بلکہ وہ دل جو ان کے سینوں میں تھے وہ اندھے تھے۔ (الحج: ۴۶)۔'' پس جو بصارت وعقل سے کام نہیں لے گا وہ ہدایت کیسے حاصل کر سکے گا اور جو تدبر نہیں کریں گے وہ اللہ کے رسول اور اس کی اہلِ بیتؑ کی اِتباع کیسے کریں گے؟ پس اللہ اور اس کے رسولؐ اور اہلِ بیتؑ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِتباع کرو اور جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس کا اقرار کرو اور ہدایت کے آثار کی اِتباع کرو کیونکہ یہ امانت اور تقویٰ کی نشانی ہے۔

اے لوگو! جو بندہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کا انکار کرتا ہے اور باقی تمام نبیوںؑ کا اقرار کرتا ہے وہ مومن نہیں ہے۔

مشعلِ ہدایت کو ہاتھوں میں لے کر اپنا راستہ چھوٹا کرو اور حجت کے آثار سے تمسک کرو اور اپنے دین کے امر کو پورا کرو۔ اپنے ربّ اللہ پر ایمان رکھو۔ [1]

بیان:

﴿أشار بالأبواب الأربعة إلى التوبة عن الشرك و الإيمان بالوحدانية و العمل الصالح و الاهتداء إلى الحجج ع كما يتبين مما ذكر بعده و أصحاب الثلاثة إشارة إلى من لم يهتد إلى الحجج تاهوا تيها حاروا حيرة و الشروط و العهود كناية عن الأمور الأربعة المذكورة إذ هي شروط للمغفرة و عهود و المنار جمع

[1] تفسیر البرہان: ۴/ ۷۳؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۳۱۵؛ بحارالانوار: ۶۶/ ۱۰؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۲۰؛ غایۃ المرام: ۳/ ۲۶۷؛ مسند علی بن ابراہیم القمی: ۱/ ۱۵۳

منارة على ما قاله ابن الأثير وهى علم الطريق فمن اتقى الله أى من الشرك فى أمره خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ كأنه ع أشار بذكر الآيتين إلى تأويل الزينة بمعرفة الإمام و المسجد بمطلق العبادة و البيوت ببيوت أهل العصمة و الرجال بهم ع استخلص استمحض مصدقين بذلك أى حال كون كل منهم مصدقا بالجميع فى نذره فى سائر منذريه أو فى إنذاراته اقتصوا اقتفوا و كنى بالمنار عن الأئمة ع قوله و التمسوا من وراء الحجب الآثار كأنه أراد به إن لم يتيسر لكم الوصول إلى الإمام فالتمسوا آثاره و يأتى لهذا الحديث مزيد بيان فى باب أركان الإيمان و صفاته من كتاب الإيمان و الكفر إن شاء الله﴾

''بالابواب الاربعة'' کے ساتھ امام علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے۔شرک سے توبہ اور وحدانیت کے ایمان اور عمل صالح اور حجج علیہم السلام کی طرف ہدایت پانے کی طرف۔جس طرح واضح کیا اس سے جو بعد میں ذکر کیا ہے۔

''اصحاب الثلاثة'' یہ اشارہ ہے اس کی طرف جو حجج کی طرف ہدایت نہ پائے۔

''وتاهوا تيها'' حیرت میں حیران و پریشان۔

''و الشروط و العهود'' یہ کنایہ ہے ان چار امور کی طرف جو ذکر ہوئے جو کہ مغفرت کے لیئے شرط وعہد ہیں۔

''و المنار'' منارة کی جمع ہے ابن اثیر کے قول کی بنا پر۔اور منار یعنی راستے کا علم ونشان (مینار)۔

''فمن اتقى الله'' یعنی اللہ کے امر میں شرک سے بچے۔

''خذوا زينتكم عند كل مسجد'' گویا امام علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے دونوں آیتوں کے ذکر کے ساتھ زینت کی امام کی معرفت کی تاویل کی طرف۔اور مسجد سے مطلق عبادت کی طرف۔

''و البيوت'' اہل عصمت کے گھر۔

''و الرجال'' اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ۔

''استخلص'' خالص واخلاص کی طلب۔

''مصدقين بذلك'' ان میں سے ہر ایک کا حال یہ ہے کہ وہ تمام کی تصدیق کرتے ہیں۔

''فى نذره'' دوسرے انذارات میں۔ڈرانے والی چیزوں میں۔

''اقتصوا'' راستے میں اقتدا کرو اور منار کنایہ ہے آئمہ معصومین علیہم السلام سے۔

''و التمسوا من وراء الحجب الآثار'' گویا امام علیہ السلام نے اس ارادہ کیا ہے کہ جب تمہیں امام علیہ السلام کے ساتھ ملنا میسر نہ ہو تو پھر ان کے آثار کے دامن کو تھامو۔

اور اس حدیث کے لیئے مزید بیانباب ارکان الایمان و صفاتہ میں کتاب الایمان والکفر میں آئے گا

ان شاء اللہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

7/527 الکافی،۱/۱۸۳/۷/۱ العدة عن أحمد عن الحسين عن محمد بن الحسين بن صغير عمن حدثه عن ربعي عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: أَبَى اَللَّهُ أَنْ يُجْرِيَ اَلْأَشْيَاءَ إِلاَّ بِأَسْبَابٍ فَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ سَبَباً وَ جَعَلَ لِكُلِّ سَبَبٍ شَرْحاً وَ جَعَلَ لِكُلِّ شَرْحٍ عِلْماً وَ جَعَلَ لِكُلِّ عِلْمٍ بَاباً نَاطِقاً عَرَفَهُ مَنْ عَرَفَهُ وَ جَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ ذَاكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ نَحْنُ.

ترجمہ: ربعی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے تمام اشیاء کو اسباب سے جاری کیا ہے اور ہر شے کا ایک سبب قرار دیا ہے اور ہر سب کی ایک شرح ہے اور ہر تشریح کے لئے ایک علم ہے اور ہر علم کے لئے ایک باب ناطق ہے جس نے ان کو جانا اس نے معرفت حاصل کر لی اور جو جاہل رہا وہ جاہل رہا، اور یہ علم والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم ہیں۔ [2]

بیان:

يعني ذلك الباب رسول الله و نحن فمن الباب يمكن الدخول إلى العلم و من العلم يمكن الوصول إلى الشرح و من الشرح يعرف السبب و من السبب يعلم المسبب فالعلم بالأشياء كلها موقوف على معرفة الإمام و الأخذ منه

یعنی وہ باب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہم ہیں بس دروازے اور باب سے ہی علم میں داخل ہونا ممکن ہے اور علم سے ممکن ہے شرح تک پہنچنا اور شرح سے سبب کی معرفت ہوگی اور سبب سے مسبب پہچانا جائے گا۔ بس تمام اشیاء کا تمام علم موقوف ہے امام کی معرفت پر اور ان سے لینے اور سیکھنے پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]

8/528 الکافی،۱/۱۸۴/۹/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ عَنِ اَلْهَيْثَمِ بْنِ

---

[1] مراۃ العقول:۲/۳۱۲

[2] بصائر الدرجات:۱/۶؛ بحار الانوار:۲/۹۰؛ الفصول المہمہ:۱/۲۸۴و۶۴۶؛ اثبات الھداۃ:۱/۸۱؛ مجمع البحرین:۲/۷۹

[3] مراۃ العقول:۲/۳۱۳

وَاقِدٍ عَنْ مُقَرِّنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: جَاءَ اِبْنُ اَلْكَوَّاءِ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ: (وَ عَلَى اَلْأَعْرافِ رِجالٌ يَعْرِفُونَ كُلاًّ بِسِيماهُمْ) فَقَالَ نَحْنُ عَلَى اَلْأَعْرَافِ نَعْرِفُ أَنْصَارَنَا بِسِيمَاهُمْ وَ نَحْنُ اَلْأَعْرَافُ اَلَّذِي لاَ يُعْرَفُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلاَّ بِسَبِيلِ مَعْرِفَتِنَا وَ نَحْنُ اَلْأَعْرَافُ يُعَرِّفُنَا اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ عَلَى اَلصِّرَاطِ فَلاَ يَدْخُلُ اَلْجَنَّةَ إِلاَّ مَنْ عَرَفَنَا وَ عَرَفْنَاهُ وَ لاَ يَدْخُلُ اَلنَّارَ إِلاَّ مَنْ أَنْكَرَنَا وَ أَنْكَرْنَاهُ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَوْ شَاءَ لَعَرَّفَ اَلْعِبَادَ نَفْسَهُ وَ لَكِنْ جَعَلَنَا أَبْوَابَهُ وَ صِرَاطَهُ وَ سَبِيلَهُ وَ اَلْوَجْهَ اَلَّذِي يُؤْتَى مِنْهُ فَمَنْ عَدَلَ عَنْ وَلاَيَتِنَا أَوْ فَضَّلَ عَلَيْنَا غَيْرَنَا فَإِنَّهُمْ (عَنِ اَلصِّراطِ لَناكِبُونَ) فَلاَ سَوَاءٌ مَنِ اِعْتَصَمَ اَلنَّاسُ بِهِ وَ لاَ سَوَاءٌ حَيْثُ ذَهَبَ اَلنَّاسُ إِلَى عُيُونٍ كَدِرَةٍ يُفْرَغُ بَعْضُهَا فِي بَعْضٍ وَ ذَهَبَ مَنْ ذَهَبَ إِلَيْنَا إِلَى عُيُونٍ صَافِيَةٍ تَجْرِي بِأَمْرِ رَبِّهَا لاَ نَفَادَ لَهَا وَ لاَ اِنْقِطَاعَ.

(ترجمہ) مقرن سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ابن الکوا امیر المومنین علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور خدا کے اس قول کے بارے میں سوال کیا: ''اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو سب کو ان کی پیشانیاں دیکھ کر پہچانیں گے'' (اعراف:۴۶)۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اعراف پر ہم ہوں گے ہم اپنے انصار کو ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے ہم ہی وہ اعراف ہیں کہ اللہ کی معرفت نہیں ہوتی مگر ہماری معرفت کی راہ سے اور ہم ہی وہ اعراف ہیں جن کی معرفت اللہ روز قیامت صراط پر کرائیگا۔ پس جنت میں داخل نہ ہوگا مگر وہ جس نے ہمیں پہچانا ہوگا اور جس کو ہم نے پہچانا ہوگا اور دوزخ میں نہیں داخل ہوگا مگر وہ جس نے ہمارا اور ہم نے اس کا انکار کیا ہوگا۔ اگر خدا چاہتا تو اپنے بندوں کی اپنی معرفت خود کرا دیتا لیکن اس نے ہم کو اپنے دروازے، اپنی صراط اور اپنی اراستہ قرار دیا اور وجہ بنایا جس سے اس کی طرف توجہ کی ہے۔ پس جس نے ہماری ولایت سے عدول کیا اور ہمارے غیر کو ہم پر فضیلت دی تو ایسے لوگ صراط سے دھکیل دیئے جائیں گے۔ جو غیروں سے تمسک کریں اور مکدر چشموں سے سیراب ہوں وہ کیسے برابر ہوں گے ان سے جو ہماری طرف رجوع کریں اور ایسے چشموں سے سیراب ہوں جو امر رب سے جاری ہیں ان کے لئے ختم ہونا ہے اور نہ قطع ہونا۔ [1]

[1] مختصر البصائر:۱۷۹؛ تفسیر فرات:۱۴۲؛ بصائر الدرجات:۱/۴۹۷؛ تفسیر البرہان:۲/۵۴۶؛ اثبات الھداۃ:۱/۸۱؛ بحار الانوار:۲۴/۲۵۳و۲۴۹؛ تاویل الآیات:۱۸۲؛ غایۃ المرام ۴/۴۸؛ بحر المعارف:۱/۳۴۷

بیان:

﴿فلا سواء من اعتصم الناس به يعنى ليس كل من اعتصم الناس به سواء فى الهداية و لا سواء فيما يسقيهم بل بعضهم يهديهم إلى الحق و إلى طريق مستقيم و يسقيهم من عيون صافية و بعضهم يذهب بهم إلى الباطل و إلى طريق الضلال و يسقيهم من عيون كدرة كما يفسره فيما بعده يفرغ أى يصب بعضها فى بعض حتى يفرغ﴾

''فلا سواء من اعتصم الناس به''یعنی برابر نہیں ہیں وہ جن کے ساتھ لوگ متمسک ہوتے (جن کی پناہ لیتے ہیں) هدایت میں اور برابر نہیں اس میں جو ان کو پلاتے ہیں بلکہ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہیں اور ان کو صاف اور پاک چشموں سے پلاتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جو لوگوں کو باطل کی طرف لے جاتے ہیں اور گمراہی کے راستے پر لے جاتے ہیں اور ان کو گندے اور ناپاک چشموں سے پلاتے ہیں۔

جیسا کہ امام علیہ السلام نے اس کی تفسیر کی بعد والے قول کے ساتھ " یفرغ یعنی اس کے بعض کو بعض میں پہنچاتا ہے یہاں تک فارغ ہو

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

9/529 الكافى،١/١٨٣/١٠/١ الاثنان عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ اَلرَّيَّانِ بْنِ شَبِيبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ اَلْخَزَّازِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: يَا أَبَا حَمْزَةَ يَخْرُجُ أَحَدُكُمْ فَرَاسِخَ فَيَطْلُبُ لِنَفْسِهِ دَلِيلاً وَ أَنْتَ بِطُرُقِ اَلسَّمَاءِ أَجْهَلُ مِنْكَ بِطُرُقِ اَلْأَرْضِ فَاطْلُبْ لِنَفْسِكَ دَلِيلاً.

(ترجمہ) ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوحمزہ! اگر تم میں سے کوئی چند فرسخ جاتا ہے تو اپنے لئے ایک رہنما تلاش کرتا ہے اور تم آسمانی راستوں سے بہ نسبت زمین کے راستوں سے زیادہ بے خبر ہو تو لہٰذا تم اپنے لیے ایک رہنما تلاش کرو۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور بکر تفسیر القمی کا راوی

---

[1] مراۃ العقول:۲/۳۲۰

[2] اثبات العقول:۲/۱۰۶؛ هدایۃ الامہ:۱/۱۴

[3] مراۃ العقول:۲/۳۲۰

جوموثق ہے(واللہ اعلم)

10/530 الکافی،۱/۱۱/۱۸۵/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ اَلْحُرِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ مَنْ يُؤْتَ اَلْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْراً كَثِيراً) فَقَالَ طَاعَةُ اَللَّهِ وَ مَعْرِفَةُ اَلْإِمَامِ.

ترجمہ: ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیت'' جس کو حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی''(بقرہ:۲۷۳) کے متعلق فرمایا: اس حکمت سے مراد اللہ کی اطاعت اور معرفت امام علیہ السلام ہے۔ [1]

بیان:

﴿الحكمة عبارة عن العلم التحقيقي اللدني الذي مضى وصفه في صدر مقدمات الكتاب مع الإتيان بطاعة الله عز و جل كما ينبغي فإن أريد بمعرفة الإمام معرفة مقامه و مرتبته كما هي لقوم فمعنى الحديث ظاهر لأن هذه المعرفة هي غاية ذلك العلم و إن أريد بها معرفة شخصه فقط كما هي لآخرين فهو تفسير للمسبب بسببه الموصل إليه و ذلك لأن العلم اللدني إنما يحصل بتقوى الله التي هي طاعة الله كما ينبغي و الإتيان بالطاعة كما ينبغي يتوقف على معرفة كيفيتها و معرفة كيفية الطاعة على وجهها إنما تستفاد من الإمام و الاستفادة من الإمام إنما تتأتى بعد معرفته ع و يأتي هذا الحديث بنحو آخر في باب تفسير الكبائر من كتاب الإيمان و الكفر إن شاء الله﴾

حکمت یعنی وہ لدنی تحقیقی علم جس کی تعریف کتاب کی ابتدا کے مقامات میں گزر چکی اللہ کی اطاعت کے ساتھ آنے کے ساتھ جس طرح اس کی ضرورت ہے۔

بس اگر ارادہ کیا جائے امام کی معرفت سے اس کے مقام اور مرتبے کی معرفت کا جیسے وہ قوم کے لیئے ہے تو پھر حدیث کی معنی ظاہر اور واضح ہے یہ اسی علم کی انتہا ہے اور اگر ارادہ کیا جائے امام کی معرفت سے، فقط اس کے شخص کی معرفت کا جیسے دوسرے کے لیئے ہے تو پھر وہ مسبب کے لیئے تفسیر ہے اس کے سبب کے ساتھ جس کی طرف پہنچا جاتا ہے اور یہ اس لیئے ہے کہ بتحقیق علم لدنی فقط اس تقوا کے ساتھ حاصل ہوتا ہے جو اللہ کی اطاعت ہے۔ جیسے وہ سزاوار ہے اور اطاعت کرنا جیسے وہ سزاوار ہے موقوف ہے اس کی کیفیت کی معرفت پر اور اطاعت کی کیفیت کی معرفت امام سے ہی ملتی ہے۔ اور امام سے استفادہ تب ہوتا ہے جب خود اس کی معرفت حاصل ہو۔

اور یہی حدیث دوسرے طریقے کے ساتھ ''باب تفسیر الکبائر میں کتاب الایمان و الکفر '' میں

[1] المحاسن : ۱/۱۴۸؛ تفسیر العیاشی: ۱/۱۵۱؛ بحارالانوار: ۱/۲۱۵ و ۲۴/۸۶؛ تفسیر البرہان: ۱/۵۴۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۴۴۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۲۸۷؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۰۶

آئے گی ان شاءاللہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

11/531 الکافی،۱/۱۲/۱۸۵/۱ محمد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَلْ عَرَفْتَ إِمَامَكَ قَالَ قُلْتُ إِي وَ اَللَّهِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ اَلْكُوفَةِ فَقَالَ حَسْبُكَ إِذاً.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیاتم نے اپنے امام کی معرفت حاصل کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا: خدا کی قسم میں نے کوفہ سے نکلنے سے پہلے ان کی معرفت حاصل کر لی ہے یعنی آپؑ کی خدمت میں اسی لئے آیا ہوں۔آپؑ نے فرمایا: اب یہ تیرے لیے کافی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]

12/532 الکافی،۱/۱۳/۱۸۵/۱ محمد عن أحمد عن محمد بن إسماعيل عن بزرج عن العجلي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (أَوَ مَنْ كٰانَ مَيْتاً فَأَحْيَيْنٰاهُ وَ جَعَلْنٰا لَهُ نُوراً يَمْشِي بِهِ فِي اَلنّٰاسِ) فَقَالَ مَيْتٌ لاَ يَعْرِفُ شَيْئاً وَ (نُوراً يَمْشِي بِهِ فِي اَلنّٰاسِ) إِمَاماً يُؤْتَمُّ بِهِ: (كَمَنْ مَثَلُهُ فِي اَلظُّلُمٰاتِ لَيْسَ بِخٰارِجٍ مِنْهٰا) قَالَ اَلَّذِي لاَ يَعْرِفُ اَلْإِمَامَ.

(ترجمہ) العجلی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا آپؑ نے خدا کے اس قول ''کیا وہ مردہ نہیں تھا کہ ہم نے اس کو زندہ کیا او راس کے لئے ایک نور قرار دیا کہ وہ اس کی روشنی میں لوگوں کے درمیان چلتا ہے''(انعام:۱۲۲) کے متعلق فرمایا: میت سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی مشکلات کونہیں پہچانتا اور نور سے مراد امام ہے جس کی مشکلات میں اقتدا کی جائے اور''جو پیروی نہ کرے وہ اس کی مانند ہے کہ شہادت کی تاریکیوں میں اس طرح لپٹا ہوا ہو کہ اس سے نہ نکل سکے''فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو امام کی معرفت

---

[1] مراۃ العقول:۲/۳۲۱

[2] مسند الامام الباقرؑ:۳۰۷؛ مسند ابی بصیر:۱/۱۰۹

[3] مراۃ العقول:۲/۳۲۱

نہیں رکھتا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2]

13/533 الکافی،۱/۱۸۵/۱۴/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أُورَمَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَسَّانَ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: دَخَلَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ اَلْجَدَلِيُّ عَلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ أَ لاَ أُخْبِرُكَ بِقَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (مَنْ جاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْها وَ هُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ. وَمَنْ جاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي اَلنّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلاّ ما كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) قَالَ بَلَى يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَالَ اَلْحَسَنَةُ مَعْرِفَةُ اَلْوَلاَيَةِ وَ حُبُّنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ اَلسَّيِّئَةُ إِنْكَارُ اَلْوَلاَيَةِ وَ بُغْضُنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْهِ هَذِهِ اَلْآيَةَ.

(ترجمہ) عبدالرحمن سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ابوعبداللہ دجلی امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: کیا تجھے اس آیت کے متعلق خبر دوں ''جس نے نیکی کی خدا کی طرف سے بہتر نیکی اس کے لئے ہے اور وہ قیامت کے دن کی بے چینی سے امن پائے گا اور جس نے بدی کی وہ اوندھے مُنہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا یہ بدلہ اس عمل کا ہے جو اس نے کیا تھا'' (النمل:۸۹،۹۰)۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام ضرور آگاہ کیجئے۔ آپؑ نے فرمایا: حسنہ سے مراد ہماری معرفت ولایت ہے اور ہم اہلبیتؑ کی محبت ہے اور سیۂ سے مراد ہماری ولایت کا انکار اور ہم اہلبیتؑ سے بغض ہے۔ آپؑ نے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے لیکن یہ مضمون کثیر طرف مسفیضہ سے مروی ہے [4]

---

[1] تاویل الآیات: ۱/۲/۱۷۲؛ تفسیر العیاشی: ۱/۳۷۵؛ تفسیر نورالثقلین: ۱/۷۶۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۴۷۵؛ تفسیر کنزالدقائق: ۴/۴۳۹؛ بحارالانوار: ۲۳/۳۱۰؛ تفسیر الصافی: ۲/۱۵۳؛ مجمع البحرین: ۲/۲۲۱

[2] مراۃ العقول: ۲/۳۲۱

[3] تفسیر البرہان: ۴/۲۳۲؛ تفسیر نورالثقلین: ۴/۱۰۳؛ تفسیر کنزالدقائق: ۹/۶۰۳؛ بحارالانوار: ۷/۳۰۴

[4] مراۃ العقول: ۲/۳۲۳

۷۔ باب فرض طاعة الأئمة علیہم السلام

باب: آئمہ معصومین علیہم السلام کی اطاعت کا فرض ہونا

1/534 الکافی،۱/۱/۱۸۵/۱ الأربعة عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: ذِرْوَةُ اَلْأَمْرِ وَ سَنَامُهُ وَ مِفْتَاحُهُ وَ بَابُ اَلْأَشْيَاءِ وَ رِضَا اَلرَّحْمَنِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اَلطَّاعَةُ لِلْإِمَامِ بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَقُولُ ﴿مَنْ يُطِعِ اَلرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اَللَّهَ وَ مَنْ تَوَلَّى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظاً﴾.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بلندی امر دین اور اس کی شان وشوکت اور اس کی مفتاح اور تمام چیزوں کا دروازہ خدا کی رضا مندی اور معرفت کے بعد امام کی اطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے تم کو ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا'' (نسا:۸۰)۔ [1]

بیان:

یعنی کما أن طاعة الرسول ص طاعة الله کذلك طاعة الإمام طاعة الله لأنه يدعو إلى ما يدعو إليه الرسول لأنه خليفته

یعنی جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اس طرح امام کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے کیونکہ وہ اس طرف کی دعوت دیتا ہے جس طرف رسول دعوت دیتا ہے کیونکہ امام رسول کا خلیفہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

2/535 الکافی،۱/۱۷/۱۸۹/۱ علی عن العبیدی عن یونس عن حماد عن عبد الأعلی قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اَلسَّمْعُ وَ اَلطَّاعَةُ أَبْوَابُ اَلْخَيْرِ اَلسَّامِعُ اَلْمُطِيعُ لاَ حُجَّةَ عَلَيْهِ وَ

---

[1] تفسیر العیاشی:۱/۲۵۹؛ مستدرک الوسائل:۱۷/۲۶۸؛ امالی مفید:۶۸؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۵۲۰؛ تفسیر الصافی:۱/۴۷۳؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۸۲؛ تفسیر البرہان:۲/۱۳۳؛ بحار الانوار:۲۳/۲۹۴

[2] مراۃ العقول:۲/۳۲۴

[3] دراسات فی ولایۃ الفقیہ:۲/۶۷۷؛ منہاج الفقاہۃ:۴/۲۷۹؛ الآراء الفقہیہ:۷/۱۵۹؛ مکیال المکارم اصفہانی:۵۵

اَلسَّامِعُ اَلْعَاصِي لاَ حُجَّةَ لَهُ وَإِمَامُ اَلْمُسْلِمِينَ تَمَّتْ حُجَّتُهُ وَاِحْتِجَاجُهُ يَوْمَ يَلْقَى اَللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ قَالَ يَقُولُ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: (يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنٰاسٍ بِإِمٰامِهِمْ).

(ترجمہ) عبدالاعلیٰ بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے سنا آپؑ نے فرمایا: ہدایت کا سننا اور اطاعت کرنا نیکیوں کے دروازے ہیں۔ وہ سامع جو فرمانبردار ہو اس پر روز قیامت حجت نہ ہوگی اور جو سننے والا نافرمان ہے اس کے لئے عذر نہ ہوگا۔ اس دن مسلمانوں کا امام اس کے خلاف حجت کو تمام کرے گا اور اس کے خلاف احتجاج کرے گا۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے: ''روز قیامت ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے'' (بنی اسرائیل: ۷۱)۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالحسن ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عبدالاعلیٰ ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/536 الكافى،١/٤/١٨٦/١ محمد عن أحمد عن الحسين عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: (وَآتَيْنٰاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً) قَالَ اَلطَّاعَةُ اَلْمَفْرُوضَةُ.

(ترجمہ) حسین بن مختار نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے اس قول ''ہم نے ان کو ملک عظیم عطا فرمایا ہے'' (نسا: ۵۴) کے متعلق فرمایا: اس سے مراد ہماری اطاعت ہے جو لوگوں پر فرض کی گئی ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [4] لیکن اس کی بصائر الدرجات میں تین اسناد مذکور ہیں جن میں سے پہلی اور آخری صحیح جبکہ دوسری معتبر ہے اور مختصر البصائر میں مذکور دونوں اسناد بھی صحیح ہیں۔ (واللہ اعلم)

4/537 الكافى،١/٢/١٨٦/١ الاثنان عن الوشاء عن أبان عن الكنانى قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ

---

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۷/۴۵۶؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۳۰۴؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۵۷ تفسیر نور الثقلین: ۳/۱۹۱؛ بحار الانوار: ۸/ ۱۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۵۵۳

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۳۳۶

[3] بصائر الدرجات: ۳۵و۵۰۹؛ مختصر البصائر: ۱۹۳؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۹۳؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۲۸۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۹۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۲۸

[4] مراۃ العقول: ۲/ ۳۲۵

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيّاً إِمَامٌ فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَهُ وَ أَنَّ اَلْحَسَنَ إِمَامٌ فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَهُ وَ أَنَّ اَلْحُسَيْنَ إِمَامٌ فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَهُ وَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ إِمَامٌ فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ إِمَامٌ فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَهُ.

ترجمہ: الکنانی سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا آپؑ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ علی علیہ السلام وہ امام ہیں جن کی اطاعت اللہ نے فرض قرار دی ہے اور حسن علیہ السلام وہ امام ہیں جن کی اطاعت اللہ نے فرضقرار دئی ہے اور حسین علیہ السلام وہ امام ہیں جن کی اطاعت اللہ نے فرض قرار دئی ہے اور علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام وہ امام ہیں جن کی اطاعت اللہ نے فرض قرار دئی ہے اور محمد علیہ السلام بن علی علیہ السلام وہ امام ہیں جن کی اطاعت اللہ نے فرض قرار دئی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے۔(واللہ اعلم)

5/538 الکافی،۱/۳/۱۸۶/۱ بهذا الإسناد عن الوشاء عَنْ حَمَّادُ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَشِيرٍ اَلْعَطَّارِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: نَحْنُ قَوْمٌ فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَنَا وَ أَنْتُمْ تَأْتَمُّونَ بِمَنْ لاَ يُعْذَرُ اَلنَّاسُ بِجَهَالَتِهِ.

ترجمہ: بشیر العطار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہتے سنا آپؑ نے فرمایا: ہم وہ لوگ ہیں جن کی اطاعت اللہ نے فرض قرار دی ہے اور تم ان کی اطاعت کرو کیونکہ جو ان سے جاہل ہے خدا اس کی جہالت کے عذر کو قبول نہیں کرے گا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے۔ [4] لیکن میرے نزدیک حدیث بشیر العطار کی وجہ سے مجہول ہے اور باقی سب راوی ثقہ ہیں۔(واللہ اعلم)

6/539 الکافی،۱/۶/۱۸۶/۱ العدة عن أحمد عن ابن أبي عمير عن سيف بن عميرة عن الكناني قَالَ قَالَ

---

[1] رجال الکشی:۴۲۴ح۷۹۸؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/۵۳۵

[2] مراۃ العقول:۲/۳۲۴

[3] الاصول الستہ عشر:۲۴۶؛ اعیان الشیعہ:۳/۵۸۴؛ مسند الامام الصادق:۷/۶

[4] مراۃ العقول:۲/۳۲۴

أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : نَحْنُ قَوْمٌ فَرَضَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ طَاعَتَنَا لَنَا اَلْأَنْفَالُ وَ لَنَا صَفْوُ اَلْمَالِ وَ نَحْنُ اَلرَّاسِخُونَ فِي اَلْعِلْمِ وَ نَحْنُ اَلْمَحْسُودُونَ اَلَّذِينَ قَالَ اَللَّهُ (أَمْ يَحْسُدُونَ اَلنّٰاسَ عَلىٰ مٰا آتٰاهُمُ اَللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ).

(ترجمہ) الکنانی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم وہ ہیں کہ خدا نے جن کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے۔ خدا نے ہمارے لئے مالِ غنیمت قرار دیا ہے اور مال غنیمت میں سے عمدہ اشیا کو خدا نے ہمارے لیے قرار دیا ہے اور راسخون فی العلم ہم ہیں اور ہم ہی وہ ہیں جن پر حسد کیا گیا ہے۔ جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ''کیا وہ حسد کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دے رکھی ہے'' (النساء: ۵۴)۔ [1]

بیان:

﴿الأنفال الغنائم و ما لم يوجف عليه بخيل و لا ركاب من الأرضين و رءوس الجبال و بطون الأودية و الآجام و ما يجرى مجرى ذلك و الصفو من الغنيمة ما اختاره الرئيس لنفسه قبل القسمة و خالص كل شيء و يأتي هذا الخبر تارة أخرى بإسناد آخر في أبواب الخمس من كتاب الزكاة مع ما في معناه ببيان و تفسير إن شاء الله﴾

"الانفال" یعنی الغنائم اور وہ چیز جس کے لیئے گھوڑے نہ دوڑائے گئے ہوں اور زمین پر سواری نہ کی گئی ہو اور پہاڑوں کی چوٹیاں، جڑی بوٹیاں اور بڑے درخت اور وہ چیز جو ان کے قائم مقام ہو۔

''و الصفو'' غنیمت سے، اور وہ چیز جو رئیس کے اختیار میں ہو تقسیم کرنے سے پہلے اور ہر چیز کا خالص ہونا۔

اور یہی روایت ایک مرتبہ پھر ایک دوسری سند کے ساتھ خمس کے ابواب میں کتاب زکات میں آئے گی اس کے معنی اور بیان اور تفسیر کے ساتھ ان شاءاللہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2] اور تہذیب الاحکام والی سند موثق ہے [3] (واللہ اعلم)

7/540 الكافي،١/١٨٩/١٦/١ محمد عن ابن عيسى عن محمد بن خالد البرقي عن الجوهري عن الحسين بن أبي العلاء الكافي،١/١٨٧/٧/١ العدة عن أحمد عن علي بن الحكم عن الحسين بن أبي العلاء

[1] بصائر الدرجات: ۲۰۲؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۲۴۷؛ المناقب: ۱/ ۲۸۵ و ۴/ ۲۱۵؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۴۵ و ۲/ ۹۳؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۱۹۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۹۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۲۷؛ مستدرک الوسائل: ۷/ ۲۹۹؛ تہذیب الاحکام: ۴/ ۱۳۲ ح ۳۶۷

[2] مراۃ العقول: ۲/ ۳۲۵؛ الولایۃ الالہیہ: ۲/ ۹۴؛ موسوعہ شرف الدین: ۱/ ۵۹؛ تشیید المراجعات میلانی: ۲/ ۳۸۴

[3] ملاذ الاخیار: ۶/ ۳۷۵

قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْأَوْصِيَاءُ طَاعَتُهُمْ مُفْتَرَضَةٌ قَالَ نَعَمْ هُمُ اَلَّذِينَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (أَطِيعُوا اَللّٰهَ وَ أَطِيعُوا اَلرَّسُولَ وَ أُولِي اَلْأَمْرِ مِنْكُمْ) وَ هُمُ اَلَّذِينَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (إِنَّمٰا وَلِيُّكُمُ اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ اَلَّذِينَ آمَنُوا اَلَّذِينَ يُقِيمُونَ اَلصَّلاٰةَ وَ يُؤْتُونَ اَلزَّكٰاةَ وَ هُمْ رٰاكِعُونَ).

ترجمہ: ابو العلا سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں اپنا عقیدہ ذکر کرتے ہوئے عرض کیا: اوصیاء کی اطاعت فرض ہے۔آپؑ نے فرمایا: ہاں اور وہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے:'' اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور ان کی اطاعت کرو جو تم میں اولی الامر ہیں'' (النساء:۵۹) اور یہ وہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے:'' فقط اللہ تمہارا ولی ہے اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں'' (المائدہ:۵۰)۔[1]

بیان:

﴿حديث إعطاء أمير المؤمنين ع خاتمه للسائل في الركوع مشهور و أما نسبة ذلك إلى سائر الأئمة فهي إما باعتبار أنه إذا فعل واحد من قوم فعلا جاز أن ينسب ذلك الفعل إليهم جملة و إما باعتبار أنه وقع ذلك من كل منهم ع كما ورد في بعض الروايات﴾

امیر المومنین علیہ السلام کی رکوع کی حالت میں سائل کو انگوٹھی دینے والی حدیث مشہور ہے لیکن ان کی نسبت دوسرے اماموں کی طرف یا اس اعتبار سے ہے کہ جب ایک قوم میں سے کوئی ایک کسی کام کو انجام دے تو جائز ہے اس کام کی طرف ساری قوم کی نسبت دینا اور یا اس اعتبار سے ہے کہ بتحقیق ایسا فعل یعنی رکوع میں انگوٹھی دینا سارے اماموں سے واقع ہوا ہے جیسے بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ قاسم بن محمد الجوہری کامل الزیارات کا راوی ہے البتہ واقفی ہے۔اور دوسری سند حسن کالصحیح ہے [3] اور میرے نزدیک یہ سند صحیح ہے۔(واللہ اعلم)

8/541 الكافي،١/٥/١٨٦/١ العدة عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ اَلْقَمَّاطِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْعَطَّارِ

[1] الاختصاص:۲۷۷؛الفصول المہمہ:۶۴۷؛تفسیر البرہان:۲/۱۱۰و۳۱۸؛بحار الانوار:۲۳/۳۰۰؛تفسیر نور الثقلین:۱/۵۰۶و۶۴۷؛تفسیر کنز الدقائق:۳/۴۴۱و۴/۱۴۷

[2] مراۃ العقول:۲/۳۳۶

[3] مراۃ العقول:۲/۳۲۶

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: أُشْرِكَ بَيْنَ اَلْأَوْصِيَاءِ وَ اَلرُّسُلِ فِي اَلطَّاعَةِ.

ترجمہ: ابوالحسن العطار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ کہتے سنا آپؑ نے فرمایا: میں اوصیاء ومرسلین کی اطاعت میں شریک ہوں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث ابوالحسن العطاری کی وجہ سے مجہول ہے اور محمد بن سنان ثقہ ثابت ہے۔ (واللہ اعلم)

9/542 الکافی،۱/۸/۱۸۷/۱ العدۃ عن أحمد عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلاَّدٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ فَارِسِيٌّ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ طَاعَتُكَ مُفْتَرَضَةٌ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ مِثْلُ طَاعَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ نَعَمْ.

ترجمہ: معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ ایک ایرانی شخص نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا: کیا آپؑ کی اطاعت فرض ہے؟ آپؑ نے فرمایا: بے شک۔ اس نے پھر سوال کیا: کیا آپؑ کی اطاعت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اطاعت کی مانند ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [۴]

10/543 الکافی،۱/۹/۱۸۷/۱ أحمد عن علی بن الحکم عن علی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ اَلْأَئِمَّةِ هَلْ يَجْرُونَ فِي اَلْأَمْرِ وَ اَلطَّاعَةِ مَجْرًى وَاحِدٍ قَالَ نَعَمْ.

ترجمہ: ابوبصیر سے روایت ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: کیا تمام آئمہ امر واطاعت میں ایک ہی جیسے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں! [۵]

---

[۱] ھدایۃ الامہ:۱/۱۴؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/۵۳۵

[۲] مراۃ العقول:۲/۳۲۵

[۳] الاختصاص:۲۷۸؛ بحار الانوار:۲۳/۳۰۱

[۴] مراۃ العقول:۲/۳۳۱؛ الاراء الفقہیہ:۷/۱۶۰؛ مہذب القوانین:۴۵۸؛ الوافیہ فی اصول الفقہ:۷۳؛ الولایۃ الالہیہ:۱/۱۳۰

[۵] ھدایۃ الامہ:۱/۱۵؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/۵۳۶؛ مسند علی بن ابراہیم القمی:۱/۱۵۶؛ مسند ابی بصیر:۱/۱۰۹

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] یا پھر حدیث موثق ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

11/544 الکافی،۱/۱۸۷/۱۰/۱ بھذا الإسناد عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَلطَّبَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ قَائِماً عَلَى رَأْسِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِخُرَاسَانَ وَ عِنْدَهُ عِدَّةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَ فِيهِمْ إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى بْنِ عِيسَى اَلْعَبَّاسِيُّ فَقَالَ يَا إِسْحَاقُ بَلَغَنِي أَنَّ اَلنَّاسَ يَقُولُونَ إِنَّا نَزْعُمُ أَنَّ اَلنَّاسَ عَبِيدٌ لَنَا لاَ وَ قَرَابَتِي مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا قُلْتُهُ قَطُّ وَ لاَ سَمِعْتُهُ مِنْ آبَائِي قَالَهُ وَ لاَ بَلَغَنِي عَنْ أَحَدٍ مِنْ آبَائِي قَالَهُ وَ لَكِنِّي أَقُولُ اَلنَّاسُ عَبِيدٌ لَنَا فِي اَلطَّاعَةِ مَوَالٍ لَنَا فِي اَلدِّينِ فَلْيُبَلِّغِ اَلشَّاهِدُ اَلْغَائِبَ.

(ترجمہ) زید الطبری بیان کرتا ہے کہ میں خراسان میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرتؑ کے پاس اس وقت کچھ بنی ہاشم بھی بیٹھے تھے اور ان میں اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ عباسی بھی تھا۔ آپؑ نے فرمایا: اے اسحاق! مجھے خبر ملی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا گمان یہ ہے کہ لوگ ہمارے غلام ہیں۔ نہیں مجھے قسم ہے قرابت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، میں نے کبھی ایسا نہیں کہا اور نہ اپنے آباؤاجداد سے ایسا کہتے سنا ہے اور نہ مجھے کسی سے معلوم ہوا کہ انھوں نے ایسا کہا ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ وہ اطاعت میں ہمارے غلام ہیں اور امردین میں ہمارے موالی اور پیروکار رہیں۔ پس جو غائب ہے اس تک یہ بات پہنچا دو۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند معتبر ہے [4] اور میرے نزدیک بھی حدیث معتبر ہے (واللہ اعلم)

12/545 الکافی،۱/۱۸۷/۱۱/۱ علی عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: نَحْنُ اَلَّذِينَ فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَنَا لاَ يَسَعُ اَلنَّاسَ إِلاَّ

---

[1] مراۃ العقول:۲/۳۳۱

[2] مہذب القوانین داماد:۴۵۸

[3] امالی طوسی: ۲۲؛ امالی مفید: ۳۵۳؛ وسائل الشیعہ: ۲۳/۲۶۱؛ بشارۃ المصطفیٰ: ۷۰؛ بحارالانوار: ۲۵/۲۷۹؛ تفسیر نورالثقلین: ۴/۵۲؛ تفسیر کنزالدقائق:۹/۴۷۱؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۴/۷۴۶

[4] الولایۃ الٰہیہ الاسلامیہ مومن قمی:۱۲۳

مَعْرِفَتُنَا وَ لاَ يُعْذَرُ اَلنَّاسُ بِجَهَالَتِنَا مَنْ عَرَفَنَا كَانَ مُؤْمِناً وَ مَنْ أَنْكَرَنَا كَانَ كَافِراً وَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْنَا وَ لَمْ يُنْكِرْنَا كَانَ ضَالاًّ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى اَلْهُدَى اَلَّذِي اِفْتَرَضَ اَللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ طَاعَتِنَا اَلْوَاجِبَةِ فَإِنْ يَمُتْ عَلَى ضَلاَلَتِهِ يَفْعَلِ اَللَّهُ بِهِ مَا يَشَاءُ.

ترجمہ: ابوسلمۃ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہم وہ ہیں جن کی اطاعت کو اللہ نے فرض قرار دیا ہے اور لوگوں کو ہماری معرفت حاصل کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ جو ہماری ولایت ومعرفت سے جاہل ہے خدا اس کا کوئی عذر قبول نہیں کرے گا۔ جس نے ہم کو پہچانا وہ مومن ہے اور جن نے اقرار نہ کیا وہ کافر ہے اور جس نے ہم کو نہ پہچانا لیکن انکار نہ کیا وہ گمراہ ہے جب تک کہ وہ ہدایت حاصل نہ کرلے۔ جس کو اللہ نے ہماری اطاعت واجبہ کی صورت میں فرض کیا ہے۔ پس اگر وہ اسی گمراہی کی حالت میں مرگیا تو اللہ جو سزا چاہے گا اسے دے گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ابی سلمہ کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

13/546 الكافى،١/١٨٧/١٢/١ على عن العبيدى عن يونس عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ أَفْضَلِ مَا يَتَقَرَّبُ بِهِ اَلْعِبَادُ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ أَفْضَلُ مَا يَتَقَرَّبُ بِهِ اَلْعِبَادُ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ طَاعَةُ اَللَّهِ وَ طَاعَةُ رَسُولِهِ وَ طَاعَةُ أُولِي اَلْأَمْرِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حُبُّنَا إِيمَانٌ وَ بُغْضُنَا كُفْرٌ.

ترجمہ: فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: بندہ کے لئے تقرب الی اللہ کا بہترین ذریعہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: خداوند عالم کی اطاعت اس کے رسول کی اِطاعت اور اولی الامر کی اطاعت ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہماری محبت ایمان ہے اور ہمارا بغض کفر۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول بلکہ صحیح جب ظاہراً محمد بن فضیل محمد بن قاسم بن فضیل ہو [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۸/ ۵۲/ ۳۵۲؛ بحارالانوار: ۳۲/ ۳۲۵

[2] المحاسن: ۱/ ۱۵۰ (بفرق الفاظ)؛ بحارالانوار: ۲۷/ ۹۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۶۶

[3] مراۃ العقول: ۲/ ۳۳۳

محمد بن فضیل ازدی کی تضعیف اختلافی ہے اور میرے نزدیک توثیق راجح ہے (واللہ اعلم)

14/547 الكافى،۳۹۹/۲۷۰/۸ السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ بْنِ أَبِي اَلْعَلاَءِ قَالَ: دَخَلْتُ اَلْمَسْجِدَ اَلْحَرَامَ فَرَأَيْتُ مَوْلًى لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَمِلْتُ إِلَيْهِ لِأَسْأَلَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَإِذَا أَنَا بِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سَاجِداً فَانْتَظَرْتُهُ طَوِيلاً فَطَالَ سُجُودُهُ عَلَيَّ فَقُمْتُ وَ صَلَّيْتُ رَكَعَاتٍ وَ اِنْصَرَفْتُ وَ هُوَ بَعْدُ سَاجِدٌ فَسَأَلْتُ مَوْلاَهُ مَتَى سَجَدَ فَقَالَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا فَلَمَّا سَمِعَ كَلاَمِي رَفَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ أَبَا مُحَمَّدٍ اُدْنُ مِنِّي فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَسَمِعَ صَوْتاً خَلْفَهُ فَقَالَ مَا هَذِهِ اَلْأَصْوَاتُ اَلْمُرْتَفِعَةُ فَقُلْتُ هَؤُلاَءِ قَوْمٌ مِنَ اَلْمُرْجِئَةِ وَ اَلْقَدَرِيَّةِ وَ اَلْمُعْتَزِلَةِ فَقَالَ إِنَّ اَلْقَوْمَ يُرِيدُونِّي فَقُمْ بِنَا فَقُمْتُ مَعَهُ فَلَمَّا أَنْ رَأَوْهُ نَهَضُوا نَحْوَهُ فَقَالَ لَهُمْ كُفُّوا أَنْفُسَكُمْ عَنِّي وَ لاَ تُؤْذُونِي وَ تَعْرِضُونِي لِلسُّلْطَانِ فَإِنِّي لَسْتُ بِمُفْتٍ لَكُمْ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي وَ تَرَكَهُمْ وَ مَضَى فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ اَلْمَسْجِدِ قَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ وَ اَللَّهِ لَوْ أَنَّ إِبْلِيسَ سَجَدَ لِلَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ بَعْدَ اَلْمَعْصِيَةِ وَ اَلتَّكَبُّرِ عُمُرَ اَلدُّنْيَا مَا نَفَعَهُ ذَلِكَ وَ لاَ قَبِلَهُ اَللَّهُ عَزَّ ذِكْرُهُ مَا لَمْ يَسْجُدْ لِآدَمَ كَمَا أَمَرَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يَسْجُدَ لَهُ وَ كَذَلِكَ هَذِهِ اَلْأُمَّةُ اَلْعَاصِيَةُ اَلْمَفْتُونَةُ بَعْدَ نَبِيِّهَا صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ بَعْدَ تَرْكِهِمُ اَلْإِمَامَ اَلَّذِي نَصَبَهُ نَبِيُّهُمْ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَهُمْ فَلَنْ يَقْبَلَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَهُمْ عَمَلاً وَ لَنْ يَرْفَعَ لَهُمْ حَسَنَةً حَتَّى يَأْتُوا اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ وَ يَتَوَلَّوُا اَلْإِمَامَ اَلَّذِي أُمِرُوا بِوَلاَيَتِهِ وَ يَدْخُلُوا مِنَ اَلْبَابِ اَلَّذِي فَتَحَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ رَسُولُهُ لَهُمْ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ اَللَّهَ اِفْتَرَضَ عَلَى أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَمْسَ فَرَائِضَ اَلصَّلاَةَ وَ اَلزَّكَاةَ وَ اَلصِّيَامَ وَ اَلْحَجَّ وَ وَلاَيَتَنَا فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي أَشْيَاءَ مِنَ اَلْفَرَائِضِ اَلْأَرْبَعَةِ وَ لَمْ يُرَخِّصْ لِأَحَدٍ مِنَ اَلْمُسْلِمِينَ فِي تَرْكِ وَلاَيَتِنَا لاَ وَ اَللَّهِ مَا فِيهَا رُخْصَةٌ

(ترجمہ) عبدالحمید سے روایت ہے کہ میں مسجد الحرام میں داخل ہوا تو میری آنکھیں ایک خدمت گزارا امام جعفر صادق علیہ السلام پر پڑیں۔ پس میں نے اپنے راستہ کو اس کی طرف پھیر دیا تا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے حال کے متعلق اس سے سوال کروں کہ اچانک میری نظر امام جعفر صادق علیہ السلام پر پڑ گئی کہ وہ سجدہ کی حالت میں ہیں۔ کافی دیر تک میں انتظار کرتا رہا (کہ سر سجدہ سے اُٹھائیں)۔ میں نے دیکھا کہ آپؑ کا سجدہ طویل ہو گیا میں اُٹھا اور چند رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دیکھا تو پھر بھی آپؑ سجدہ میں ہیں تو اس خدمت گار سے میں نے پوچھا کس

وقت سے سجدہ میں گئے ہیں۔اس نے کہا کہ اس سے پہلے کہ جب تم میرے پاس آئے اسی حالت میں ہیں ۔امام علیہ السلام نے میری آواز کو سُنا تو سر کو سجدہ سے اُٹھایا پھر فرمایا: اے ابومحمد! میرے نزدیک آؤ میں آپ علیہ السلام کے نزدیک گیا اور ان پر سلام کیا پس آپؑ نے اپنے پیچھے (لوگوں کی) آوازیں سنیں۔فرمایا: یہ شورا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ سب مرجیہ ہیں (جو جبر کے قائل ہیں) اور قدریہ (کہ جو کاموں کو قضا وقدر سے منسوب کرتے ہیں) اور معتزلہ (جو فرقہ مسلمانوں میں سے ہے جو معتقد ہے کہ افعال خیر خدا کی طرف سے ہیں اور افعال شر انسان کی طرف سے ہیں اور عقائد دوسرے کہ جو کتابوں میں مذکور ہیں) آپؑ نے فرمایا: یہ مجھے چاہتے ہیں چلو اٹھو تا کہ جائیں آپ علیہ السلام اُٹھے میں بھی ان کے ساتھ اُٹھا اور جب ان کو دیکھا کہ وہ اُٹھے ہیں تو وہ آنحضرت علیہ السلام کی طرف اُٹھ کھڑے ہوئے امام علیہ السلام نے ان کی طرف منہ کیا اور فرمایا: مجھ سے ہاتھ کھینچ لو اور مجھے آزار نہ دو اور موردِ تعرض سلطان مجھے قرار نہ دو کیونکہ میں تم کو فتویٰ نہیں دیتا ہوں۔اس وقت آپؑ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور ان کو خود ان کے حال پر چھوڑ دیا اور راستہ پر چل پڑے اور جب مسجد سے باہر آئے تو مجھ سے فرمایا: اے ابومحمد! خدا کی قسم اگر شیطان نے اس کے بعد نافرمانی اور تکبر کیا تھا باندازہ دنیا کی عمر کے خدا کے لیے سجدہ کرے تو وہ سجدہ اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہوگا اور خدا اس کے سجدے کو قبول نہیں کرے گا۔

یہاں تک کہ جس طرح خدا نے حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کرے اور اسی طرح یہ اُمت گناہ گار کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خود ہی فتنہ میں گر گئی ہے۔اور وہ امام علیہ السلام اور رہبر کہ جو ان کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے منصوب فرمایا تھا چھوڑ دیا ہے۔پس خدا ان کے عمل کو قبول نہیں کرتا اور نیکیاں ان کی بلندی کی طرف نہیں جاتیں۔یہاں تک کہ ایس راستہ سے جس کو خدا نے ان کے لیے مقرر کیا ہے اس کی بارگاہ میں جائیں گی اور پیروی کرنا اس امام کی کہ جس کی پیروی پر مامور ہوئے ہیں۔اور وہی دروازہ کہ خدا نے اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے کھولا ہے اس سے آجائیں اے ابومحمد بے شک خدا نے پانچ فرائض امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واجب کیے ہیں نماز وزکوٰۃ وروزہ وحج وہ ہماری ولایت چار موارد ہیں۔

ان چار فریضوں سے ان کو رخصت دی ہے (اور اس تکالیف کو ان سے ہٹا لیا ہے) لیکن ہرگز کسی ایک مسلمانوں کو بھی ہماری ولایت کی رخصت نہ دی نہیں خدا کی قسم ہرگز کسی قسم کی رخصت اس میں نہیں ہے۔[1]

بیان:

﴿سیأتی بیان الرخصة فی الفرائض الأربع مع أخبار أخر فی هذا المعنی فی باب حدود الإیمان و الإسلام و

[1] مسند سہل بن زیاد:۵/۱۲۵؛ وسائل الشیعہ:۱/۱۱۹(مختصراً)

دعائمها من كتاب الإيمان و الكفر إن شاء الله»
عنقریب دوسری روایات کے ساتھ اسی معنی میں، فرائض اربع میں رخصت اور اجازت کا بیان آئے گا ''باب حدود الایمان و الاسلام و دعائمہا میں کتاب الایمان و الکفر'' سے ان شاءاللہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے۔ [1]

15/548 الكافى،١/١٨٨/١٣/١ محمد بن الحسن عن سهل عن محمد بن عيسى عن فضالة عن أبان عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَعْرِضُ عَلَيْكَ دِينِيَ اَلَّذِي أَدِينُ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ قَالَ فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ وَ اَلْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ وَ أَنَّ عَلِيّاً كَانَ إِمَاماً فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَهُ ثُمَّ كَانَ بَعْدَهُ اَلْحَسَنُ إِمَاماً فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَهُ ثُمَّ كَانَ بَعْدَهُ اَلْحُسَيْنُ إِمَاماً فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَهُ ثُمَّ كَانَ بَعْدَهُ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ إِمَاماً فَرَضَ اَللَّهُ طَاعَتَهُ حَتَّى اِنْتَهَى اَلْأَمْرُ إِلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ أَنْتَ يَرْحَمُكَ اَللَّهُ قَالَ فَقَالَ هَذَا دِينُ اَللَّهِ وَ دِينُ مَلاَئِكَتِهِ.

ترجمہ: اسماعیل بن جابر علیہ السلام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ کے سامنے اپنا دین وعقیدہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس کے ساتھ میں خدا کی عبادت کرتا ہوں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: پیش کرو۔

میں نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے کہ جو وحدہ لاشریک ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور جو کچھ آپؐ پر نازل ہوا ہے وہ برحق ہے، میں اس کا اقرار کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام امام ہیں کہ جن کی اطاعت خدا نے فرض کی ہے، ان کے بعد حضرت حسن علیہ السلام امام ہیں جن کی اطاعت خدا نے فرض کی ہے اور ان کے بعد حضرت حسین علیہ السلام امام ہیں کہ جن کی اطاعت خدا نے فرض کی ہے اور ان کے بعد علی بن حسینؑ امام ہیں کہ جن کی اطاعت خدا نے فرض قرار دی ہے اور یہاں تک کہ امر ان تک منتہی ہو گیا۔

پھر میں نے کہا: آپ امام ہیں، خدا آپ پر رحم فرمائے۔

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/۲۷۶

آپؑ نے فرمایا: یہی اللہ کا دین ہے اور یہی اس کے ملائکہ کا دین ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ عامی ثابت ہے اور محمد بن عیسیٰ ثقہ جلیل اور عبداللہ بن سنان ثقہ امامی ثابت ہے (واللہ اعلم)

16/549 الکافی،۱۲۳/۱۴۶/۸ يحيى الحلبي عَنْ بَشِيرٍ اَلْكُنَاسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: وَصَلْتُمْ وَ قَطَعَ اَلنَّاسُ وَ أَحْبَبْتُمْ وَ أَبْغَضَ اَلنَّاسُ وَ عَرَفْتُمْ وَ أَنْكَرَ اَلنَّاسُ وَ هُوَ اَلْحَقُّ إِنَّ اَللَّهَ اِتَّخَذَ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَبْداً قَبْلَ أَنْ يَتَّخِذَهُ نَبِيّاً وَ إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ عَبْداً نَاصِحاً لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَنَصَحَهُ وَ أَحَبَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَحَبَّهُ إِنَّ حَقَّنَا فِي كِتَابِ اَللَّهِ بَيِّنٌ لَنَا صَفْوُ اَلْأَمْوَالِ وَ لَنَا اَلْأَنْفَالُ وَ إِنَّا قَوْمٌ فَرَضَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ طَاعَتَنَا وَ إِنَّكُمْ تَأْتَمُّونَ بِمَنْ لاَ يُعْذَرُ اَلنَّاسُ بِجَهَالَتِهِ وَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً عَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ فَقَدْ رَأَيْتُمْ أَصْحَابَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ۔

(ترجمہ) بشیر کناسی سے روایت ہے کہ ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: تم نے رابطوں کو جوڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس کو توڑ لیا ہے اور تم دوست رکھتے ہو اور دوسرے لوگ دشمنی کرتے ہیں اور تم پہچانتے ہو اور دوسرے لوگ انکار کرتے ہیں اس سے کہ جو حق تھا۔ بے شک اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا پیغمبر بنانے سے پہلے اپنا عبد قرار دیا اور بے شک حضرت علی علیہ السلام وہ عبد تھے جو خدا کے لیے خیر خواہی کرتے تھے اور خدا نے بھی حضرت علی علیہ السلام کی خیر خواہی کی اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں اور خدا بھی ان کو دوست رکھتا ہے۔ بے شک ہمارا حق خدا کی کتاب میں روشن اور آشکار ہے اور چنے ہوئے اموال ہمارے لیے ہیں اور انفال (جنگی غنیمت) ہمارے لیے ہے اور بے شک ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ خدا نے ہماری فرمانبرداری واطاعت کو واجب کیا ہے۔ بے شک تم نے ان پیشواوں کی اقتداء کی ہے کہ لوگ نادانی و جہالت کی وجہ سے (ان کو نہ پہچاننے میں) معذور نہیں ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مر جائے گا اور اس کا کوئی امام نہیں ہوگا تو وہ جاہلیت کی موت مرا اور تمہارے لیے ان کی اطاعت کرنا واجب ہے پس تم نے اصحاب علیؑ کو دیکھا ہے۔ [3]

---

[1] مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۲۵

[2] مراۃ العقول: ۲/۳۳۴

[3] مسند الامام الصادقؑ: ۴/۲۰؛ تفسیر العیاشی: ۲/۴۸؛ بحار الانوار: ۹۳/۲۱۱؛ تفسیر البرہان: ۲/۶۴۶؛ الاصول الستۃ عشر: ۲۴۶؛ مستدرک الوسائل: ۷/۲۹۸ و ۱۵۱/۱

بیان:

﴿وصلتم أی وصلتمونا و كذلك فی البواقی و هو الحق أی ما فعلتم هو الحق الذی يجب أن يفعل و يعتقد اتخذ محمدا عبدا يعنی أن رتبة العبودية رتبة عظيمة رفيعة لا ينالها كل أحد و إن تلك الرتبة كانت ثابتة لعلی ع و إن لم يثبت له النبوة و النصح خلاف الغش فقد رأيتم أصحاب علی يعنی سمعتموهم كيف يطيعونه و المراد سلمان و مقداد و أبو ذر و عمار و محمد بن أبی بكر و مالك الأشتر و حذيفة بن اليان و أبو الهيثم بن التيهان و صعصعة بن صوحان و كميل بن زياد و الحارث الأعور و نظراؤهم رضوان الله عليهم﴾

''وصلتم ''یعنی آپ ہمارے پاس پہنچ گئے یا ہمارے ساتھ وصل ہو گئے اور اسی طرح باقی میں۔

''و هو الحق ''یعنی جو آپ نے انجام دیا ہے وہ حق ہے جس کو انجام دینا اور اس کا عقیدہ رکھنا واجب ہے۔

''اتخذ محمداً عبداً ''یعنی بتحقیق عبودیت کا رتبہ وہ رتبہ ہے جو بلند اور رفیع اور عظیم ہے اس پر ہر ایک نہیں پہنچ سکتا اور بتحقیق یہ مرتبہ امیر المومنین علیہ السلام کے ثابت ہے اگر چہ ان کے لیئے نبوت نہیں ہے۔

''و النصح'' کینے اور خیانت کے خلاف۔

''فقد رأيتم اصحاب علی ''یعنی آپ نے ان کے بارے میں سنا ہے کہ وہ کیسے مولا کی اطاعت کرتے تھے۔ اور مراد سلمان، مقداد، ابوذر، عمار، محمد بن ابی بکر، مالک الاشتر، حذیفہ بن یمان، ابوالھیثم بن التیھان، صعصعہ بن صوحان، کمیل بن زیاد اور الحارث الاعور اور ان کے جیسے دوسرے رضوان اللہ علیہم، ہیں۔

اسناد تحقیق:

حدیث مجہول ہے اور ممکن ہے کہ حسن شمار ہو کیونکہ یہ خبر بشیر کی مدح پر دال ہے [1]

17/550 الكافی،۱/۱۴/۱۸۸/۱ علی عن أبيه عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: اِعْلَمُوا أَنَّ صُحْبَةَ اَلْعَالِمِ وَ اِتِّبَاعَهُ دِينٌ يُدَانُ اَللَّهُ بِهِ وَ طَاعَتَهُ مَكْسَبَةٌ لِلْحَسَنَاتِ مَمْحَاةٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَ ذَخِيرَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ رِفْعَةٌ فِيهِمْ فِي حَيَاتِهِمْ وَ جَمِيلٌ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ.

ترجمہ: ابو اسحاق سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جان لو کہ عالم کی صحبت اور اس کی پیروی وہ دین ہے کہ جس کی جزا اللہ دے گا اور اس کی اطاعت سے نیکیاں حاصل ہوں گی اور بدیاں محو ہوں گی۔ ذخیرہ (حسنات)

[1] مراۃ العقول:۲۵/۳۵۶؛البضاعۃ المزجاۃ:۲/۴۲۷

مومنین کے لئے ہے اور ان میں ان کی زندگی میں ان کے درجات کی بلندی ہے اور ان کے مرنے کے بعد خوبصورتی ہے۔[1]

بیان:

﴿العالم هنا يحتمل معنيين أحدهما الإمام المعصوم و الثاني الأعم منه و من كل عالم يعمل بعلمه و الأول أظهر و لذا أورده صاحب الكافي في هذا الباب دون باب صحبة العلماء من كتاب العلم و جميل بعد مماتهم أي قول جميل﴾

''العالم'' یہاں احتمال ہے اس کی دو معانی کا ان میں سے ایک خاص، امام المعصوم ہیں اور دوسری اس سے اعم ہے یعنی ہر وہ عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور اول اظہر ہے۔ اس لیئے اس کو صاحب الکافی شریف نے اس باب میں وارد کیا ہے اور باب صحبت العلماء کتاب العلم میں وارد نہیں کیا۔

''و جميل بعد مماتهم'' یعنی قول جمیل۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل کالمعتبر ہے (واللہ اعلم)

۸۔ باب وجوب النصيحة و اللزوم لجماعتهم

باب: آئمہ معصومین علیہم السلام کے لیئے لوگوں کو نصیحت کرنے کا وجوب اور ان کی جماعت سے ملنے کا لزوم

1/551 الكافي،١/١/٤٠٣/١ العدة عن ابن عيسى عن البزنطي عن أبان عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَطَبَ اَلنَّاسَ فِي مَسْجِدِ اَلْخَيْفِ فَقَالَ نَضَّرَ اَللَّهُ عَبْداً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَ حَفِظَهَا وَ بَلَّغَهَا مَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيهٍ وَ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلاَثٌ لاَ يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ إِخْلاَصُ اَلْعَمَلِ لِلَّهِ وَ اَلنَّصِيحَةُ لِأَئِمَّةِ اَلْمُسْلِمِينَ وَ اَللُّزُومُ لِجَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ مُحِيطَةٌ

---

[1] بحارالانوار:١/١٧٥؛ تحف العقول:١٩٩؛ مشكاة الانوار:١٣٨؛ نہج السعادة:٧/٧؛ شرح رسالہ الحقوق:٢/١٥٨

[2] مراۃ العقول:٢/٣٣٤

مِنْ وَرَائِهِمْ اَلْمُسْلِمُونَ إِخْوَةٌ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ.

وَ رَوَاهُ أَيْضاً عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبَانٍ عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ: مِثْلَهُ وَ زَادَ فِيهِ وَ هُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ وَ ذَكَرَ فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ خَطَبَ فِي حَجَّةِ اَلْوَدَاعِ بِمِنًى فِي مَسْجِدِ اَلْخَيْفِ.

ترجمہ: ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت رسول خداؐ نے مسجد الخیف میں لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: خدا اس بندہ پر رحم کرے جو میری باتوں کو سنے اور اس کو محفوظ رکھے اور یاد رکھے اور جنہوں نے میری باتوں کو نہیں سنا ان تک پہنچائے۔ پس بعض اوقات فقہ کا عامل اپنے سے زیادہ عالم تک علم کو پہنچا رہا ہوتا ہے۔ تین خصلتیں ہیں کہ کسی مسلمان مرد کا دل اس میں خیانت نہیں کرتا: وہ خالص عمل جو خدا کے لیے کیا جائے، مسلمانوں کے آئمہ کی خیر خواہی اور مسلمانوں کی جماعت کے ہمراہ ہونا۔

کیونکہ ان کی دعا ان کو بھی شامل ہو جاتی ہے جو کم ترین ہیں اور مسلمان سارے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تمام مسلمان برابر ہیں اور سب کے خون برابر ہیں پست ترین لوگ اپنے ذمہ کو ادا کرنے میں کوشش کریں۔

نیز اسی روایت کو حماد بن عثمان نے بھی نقل کیا اور اس میں فقط ایک جملے کا اضافہ کیا گیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: نیز انہوں نے ذکر کیا کہ آپؐ نے یہ خطبہ حجۃ الوداع کے وقت مسجد خیف میں دیا تھا۔ [1]

بیان:

﴿لا يغل من الغلول أو الأغلال أي لا يخون و يحتمل أن يكون من الغل بمعنى الحقد و الشحناء أي لا يدخله حقد يزيله عن الحق و محيطة من ورائهم شاملة كلهم لا يشذ عنها أحد منهم بذمتهم قال في النهاية الذمة و الذمام بمعنى﴾

''لا یغل'' غلول اور اغلال سے یعنی خیانت نہ کرنے کی معنی میں اور احتمال ہے غل سے ہو کینے اور اندرونی دشمنی کی معنی میں یعنی اس پر کینہ وارد نہیں ہوگا جو اس کو حق سے دور کرے۔

''و محیطة من ورائهم'' یعنی سب کو شامل کرنے والا اس طرح کہ ان سے ایک بھی کم نہ ہو۔

''بذمتهم'' النہایہ میں کہا ہے کہ ذمہ اور ذمام عہد اور امن و امان اور ضمانت اور حرمت اور حق کی معنی میں اہل ذمہ کہا جاتا ہے ان کے مسلمین کے عہد اور امان میں داخل ہونے کی وجہ سے۔

''یسعی بذمتهم ادناهم'' یعنی جب کوئی ایک دشمنوں کے لشکر سے امان دے تو یہ تمام مسلمانوں پر جائز ہے

---

[1] الخصال: ۱/ ۱۴۹؛ امالی صدوق: ۳۵۰؛ بحارالانوار: ۲۷/ ۶۷ و ۶۸ و ۴۷/ ۱۳۰ و ۷۴/ ۳۶۵ و ۹۷/ ۴۶؛ امالی مفید: ۱۸۶؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۷۸۵ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۸۹ و ۲۹/ ۷۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۴۵؛ دعائم الاسلام: ۱/ ۳۷۸

اوران کے لیئے یہ نہیں کہ اس کے ساتھ پیمان کریں اور نہ ہی اس پر عہد کو توڑیں۔

''ید علی من سواھم ''النھایہ میں یعنی وہ جمع ہوں اپنے دشمنوں پر، ایک دوسرے کو چھوڑنے کی کوشش نہ کرے بلکہ ایک دوسرے کی مدد کریں تمام ملتوں اور ادیان پر۔

گویا ان سب کے ہاتھوں کو ایک ہاتھ قرار دیا ہے۔ اوران سب کے فعل کو ایک فعل قرار دیا ہے اور آئمہ مسلمین سے مراد اس کے بارہ اوصیاء ہیں صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

جیسے آنے والی روایت میں اس کی طرف اشارہ ہے اور جب یہ معنی لوگوں سے چھپے ہوئے ہوں تو مقدم کر حدیث کو جس کے ساتھ مقدم ہے اور آسان کر اس کے لیئے وہ جو رسول اکرم صلى الله عليه وآله وسلم نے آسان کیا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث دونوں سندوں سے موثق کالصحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث کی دونوں سندیں صحیح ہیں (واللہ اعلم)

2/552 ۱/۲/۴۰۳/۱ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلْحَكَمِ بْنِ مِسْكِينٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَالَ: قَالَ سُفْيَانُ اَلثَّوْرِيُّ اِذْهَبْ بِنَا إِلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ فَذَهَبْتُ مَعَهُ إِلَيْهِ فَوَجَدْنَاهُ قَدْ رَكِبَ دَابَّتَهُ فَقَالَ لَهُ سُفْيَانُ يَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ حَدِّثْنَا بِحَدِيثِ خُطْبَةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي مَسْجِدِ اَلْخَيْفِ قَالَ دَعْنِي حَتَّى أَذْهَبَ فِي حَاجَتِي فَإِنِّي قَدْ رَكِبْتُ فَإِذَا جِئْتُ حَدَّثْتُكَ فَقَالَ أَسْأَلُكَ بِقَرَابَتِكَ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمَّا حَدَّثْتَنِي قَالَ فَنَزَلَ فَقَالَ لَهُ سُفْيَانُ مُرْ لِي بِدَوَاةٍ وَ قِرْطَاسٍ حَتَّى أُثْبِتَهُ فَدَعَا بِهِ ثُمَّ قَالَ اُكْتُبْ (بِسْمِ اَللّٰهِ اَلرَّحْمٰنِ اَلرَّحِيمِ) خُطْبَةُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي مَسْجِدِ اَلْخَيْفِ نَضَّرَ اَللَّهُ عَبْداً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا وَ بَلَّغَهَا مَنْ لَمْ تَبْلُغْهُ يَا أَيُّهَا اَلنَّاسُ لِيُبَلِّغِ اَلشَّاهِدُ اَلْغَائِبَ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ وَ رُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ثَلاَثٌ لاَ يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ اِمْرِءٍ مُسْلِمٍ إِخْلاَصُ اَلْعَمَلِ لِلَّهِ وَ اَلنَّصِيحَةُ لِأَئِمَّةِ اَلْمُسْلِمِينَ وَ اَللُّزُومُ لِجَمَاعَتِهِمْ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ مُحِيطَةٌ مِنْ وَرَائِهِمْ (اَلْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ) تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَ هُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ فَكَتَبَهُ سُفْيَانُ ثُمَّ عَرَضَهُ عَلَيْهِ وَ رَكِبَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ جِئْتُ أَنَا وَ سُفْيَانُ فَلَمَّا كُنَّا فِي بَعْضِ اَلطَّرِيقِ قَالَ لِي كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَنْظُرَ فِي

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۳۲۶؛ مکیال المکارم اصفہانی: ۲/ ۲۹۳

هَذَا الْحَدِيثِ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ وَ اللَّهِ أَلْزَمَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَقَبَتَكَ شَيْئاً لاَ يَذْهَبُ مِنْ رَقَبَتِكَ أَبَداً فَقَالَ وَ أَيُّ شَيْءٍ ذَلِكَ فَقُلْتُ لَهُ ثَلاَثٌ لاَ يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِخْلاَصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ قَدْ عَرَفْنَاهُ وَ النَّصِيحَةُ لِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ مَنْ هَؤُلاَءِ الْأَئِمَّةُ الَّذِينَ يَجِبُ عَلَيْنَا نَصِيحَتُهُمْ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَ كُلُّ مَنْ لاَ تَجُوزُ شَهَادَتُهُ عِنْدَنَا وَ لاَ تَجُوزُ الصَّلاَةُ خَلْفَهُمْ وَ قَوْلُهُ وَ اللُّزُومُ لِجَمَاعَتِهِمْ فَأَيُّ الْجَمَاعَةِ مُرْجِئٌ يَقُولُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ وَ لَمْ يَصُمْ وَ لَمْ يَغْتَسِلْ مِنْ جَنَابَةٍ وَ هَدَمَ الْكَعْبَةَ وَ نَكَحَ أُمَّهُ فَهُوَ عَلَى إِيمَانِ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ أَوْ قَدَرِيٌّ يَقُولُ لاَ يَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ يَكُونُ مَا شَاءَ إِبْلِيسُ أَوْ حَرُورِيٌّ يَتَبَرَّأُ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ شَهِدَ عَلَيْهِ بِالْكُفْرِ أَوْ جَهْمِيٌّ يَقُولُ إِنَّمَا هِيَ مَعْرِفَةُ اللَّهِ وَحْدَهُ لَيْسَ الْإِيمَانُ شَيْءٌ غَيْرُهَا قَالَ وَيْحَكَ وَ أَيَّ شَيْءٍ يَقُولُونَ فَقُلْتُ يَقُولُونَ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ اللَّهِ الْإِمَامُ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْنَا نَصِيحَتُهُ وَ لُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ أَهْلُ بَيْتِهِ قَالَ فَأَخَذَ الْكِتَابَ فَخَرَقَهُ ثُمَّ قَالَ لاَ تُخْبِرْ بِهَا أَحَداً.

(ترجمہ) حکم بن مسکین نے مکہ کے ایک فرد کے ذریعے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ مجھے سفیان ثوری نے کہا: چلو جعفر بن محمد علیہ السلام کے پاس چلیں۔

پس ہم دونوں آپؑ کے پاس گئے۔ ہم نے دیکھا آپ علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہو رہے تھے۔

سفیان ثوری نے آپؑ سے عرض کیا: اے ابو عبداللہ! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مسجد خیف میں خطبہ دیا تھا وہ ہمارے لیے بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اب میں اپنی سواری پر سوار ہو چکا ہوں لہٰذا اب مجھے اپنے کام کے لیے جانے دو۔ جب میں واپس آوں گا تو اس وقت بیان کروں گا۔

سفیان نے عرض کیا: آپؑ کو اس قرابت داری کا واسطہ جو آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہے، آپ ہمارے لیے وہ خطبہ بیان فرما دیں۔

پس آپؑ اپنی سواری سے اتر آئے۔

سفیان نے عرض کیا: آپ کسی کو حکم دیں کہ وہ میرے لیے کاغذ و قلم لے آئے تا کہ میں اس کو لکھ لوں۔

آپؑ نے کاغذ و قلم منگوایا اور مجھے دیا اور فرمایا: لکھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد خیف میں

خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: خدا خوش وخرم رکھے اس شخص کو جو میری باتوں کو سنے اور اس کو محفوظ رکھے اور یاد کر کے ان کو لوگوں تک پہنچائے جنھوں نے میری باتوں کو نہیں سنا۔ بعض علم کو پہنچانے والا خود عالم نہیں ہوتا اور بعض اوقات پہنچانے والا اپنے سے زیادہ عالم کو پہنچاتا ہے۔ تین چیزیں کبھی بھی مسلمان مرد کے دل میں خیانت نہیں کرتیں: وہ عمل خالص جو خدا کے لیے انجام دیا جائے، مسلمانوں کے پیشواؤں اور رہنماؤں کی خیر خواہی کرتا اور مسلمانوں کی جماعت کے ہمراہ ہونا۔

کیونکہ مسلمانوں کی دعا کم تر افراد کو بلند کر دیتی ہے۔

تمام مومنین برابر ہیں اور سب کا خون برابر ہے۔ سب مسلمان ایک ہاتھ کی مانند ہیں جو دوسروں پر ہے اور جو پست لوگ ہیں ان کو بلند کرنے کی کوشش کرو۔

پس سفیان نے اس خطبہ کو تحریر کیا، پھر آپؑ کے سامنے پیش کیا اور اس کے بعد امام ابوعبداللہؑ دوبارہ اپنی سواری پر سوار ہو گئے اور ہم بھی واپس آ گئے۔ ہم راستہ میں تھے کہ سفیان نے مجھے کہا: اس حدیث پر آپ نے غور کیا ہے؟

میں نے کہا: خدا کی قسم! امام صادق علیہ السلام نے آپ کی گردن پر ذمہ داری ڈال دی ہے اور تو ہرگز اس ذمہ داری سے باہر نہیں آ سکتا۔

اس نے کہا: وہ کون سی ہے؟

میں نے کہا: یہ جو انہوں نے فرمایا کہ تین چیزیں کسی مسلمان کے دل میں خیانت نہیں کرتیں۔ وہ خالص عمل جو خدا کے لیے کیا جائے تو اس کے بارے میں تو تو جانتا ہے۔ اور مسلمانوں کے رہنماؤں سے خیر خواہی کرنا تو وہ رہنما جن سے خیر خواہی ہمارے اوپر لازم ہوتی ہے وہ کون ہیں کیا ان سے مراد فلاں بن فلاں یا یزید بن معاویہ یا مروان بن حکم ہو سکتے ہیں کہ جن کی گواہی ہمارے ہاں قابل قبول نہیں اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں ہے کیا یہ ہو سکتے ہیں؟

اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ہونا۔ تو یہ کون سی جماعت ہے کہ جس کے ساتھ ہوا جائے؟ کیا یہ مرجئ کی جماعت ہے کہ جن کے ساتھ ہونا لازمی ہے کہ جن کا عقیدہ ہے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے، غسل جنابت نہ کرے، خانہ کعبہ منہدم کرے اور اپنی ماں سے بدفعلی کرے تو وہ بھی ایمان میں جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام کے برابر ہو سکتا ہے۔ یا کیا اس جماعت سے مراد قدری لوگ ہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو خدا چاہتا ہے وہ واقعہ نہیں ہوگا لیکن جو شیطان چاہے گا وہ واقع ہوگا۔ یا کیا اس جماعت سے مراد حروری ہیں کہ جو امیر المومنین علی

علیہ السلام سے بیزاری اختیار کرتے ہیں اور ان کی طرف کفر کی نسبت دیتے ہیں یا اس سے مراد جہمی ہیں جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھ ہے وہ فقط اللہ کی معرفت ہے اور اس کے علاوہ کوئی چیز ایمان نہیں ہے۔

سفیان نے کہا: وائے ہو تجھ پر! مگر شیعہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں؟

میں نے کہا: وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ رہنما جن سے خیر خواہی کا کہا گیا ہے وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ خدا کی قسم! علی ہی وہ امام برحق ہیں کہ جن کی خیر خواہی ہم پر واجب ہے اور وہ جماعت جس کے ساتھ رہنے کا حکم ہے وہ اہل بیت علیہم السلام میں ہیں۔

پس اس نے وہ تحریر مجھ سے لے لی اور اس کو پھاڑ دیا اور مجھے کہا: اس کے بارے میں کسی کو خبر نہ دینا۔ [1]

بیان:

﴿المرجئی من یقول بأن الإیمان لا یضر معه معصیة و القدری من یقول بالتفویض و الحروری الخارجی منسوب إلی قریة بالکوفة کانت مجمع الخوارج تسمی بالحروراء و الجهمی أصحاب جهم بن صفوان و لعمری إن الثوری بخرقة الکتاب قد أتی بالغلول فی ثلاثهن جمیعا و خرج من الإسلام بالنص النبوی کما لا یخفی علی أولی النهی﴾

مرجیٔ: وہ جو کہتا ہے کہ بتحقیق ایمان کے ساتھ گناہ اور معصیت کوئی نقصان نہیں دیتا۔

اور قدری: وہ جو تفویض کا قائل ہے۔

اور حروری: خارجی ہیں کوفے کے ایک ایسے گاؤں کے ساتھ جو منسوب ہیں جو خوارج کے جمع ہونے کی جگہ تھا جس کو الحروراء کہا جاتا ہے۔

اور جہمی: جہم بن صفوان کے اصحاب ہیں۔

اور ثوری: کتاب کے جامے کے ساتھ آیا اور اسلام سے خارج ہو گیا نص نبوی کے ساتھ جیسے یہ صاحب عقل پر مخفی نہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

3/553 الکافی،۱/۴۰۴/۳/۱ علی عن أبیه و محمد عن أحمد جمیعا عن حماد عن حریز عن العجلی عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: مَا نَظَرَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى وَلِيٍّ لَهُ يُجْهِدُ نَفْسَهُ بِالطَّاعَةِ لِإِمَامِهِ وَ ٱلنَّصِيحَةِ إِلاَّ كَانَ مَعَنَا فِي ٱلرَّفِيقِ ٱلْأَعْلَى.

---

[1] بحارالانوار:۲۷/۶۹و۴۷/۳۶۵؛عوالم العلوم:۲۰/۱۰۸۸

(ترجمہ) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے کسی دوست کی طرف نگاہ نہیں کی جو اپنی جان کو اپنے امام کی اطاعت اور اس کی خیر خواہی میں جوکھوں میں ڈالتا ہے مگر یہ کہ وہ ہمارے ساتھ رفیق اعلیٰ میں ہوگا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

4/554 الکافی،۱/۴/۴۰۴/۱ العدۃ عن أحمد عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ اَلْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ فَارَقَ جَمَاعَةَ اَلْمُسْلِمِينَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ اَلْإِسْلاَمِ مِنْ عُنُقِهِ.

(ترجمہ) محمد حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک قدم بھی الگ ہوا اُس نے اسلام سے اپنا رشتہ و تعلق توڑ لیا۔ [3]

بیان:

﴿القید بالکسر القدر و الربق بالکسر حبل فیه عدة عری یشد به البهم کل عروة ربقة بالکسر و الفتح﴾

''القید'' قاف کسرے کے ساتھ یعنی مقدار اور ربق کسرے کے ساتھ رسی جس کے ساتھ جانوروں کو کھینچ کر باندھتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ ابو جمیلہ یعنی مفضل بن صالح ثقہ علی التحقیق ہے کیونکہ تفسیر القمی کا راوی ہے اور توثیق راجح ہے (واللہ اعلم)

5/555 الکافی،۱/۵/۴۰۵/۱ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ فَارَقَ جَمَاعَةَ اَلْمُسْلِمِينَ وَ نَكَثَ صَفْقَةَ اَلْإِمَامِ جَاءَ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَجْذَمَ.

---

[1] بحارالانوار: ۲۷/ ۲۷ و ۳۳/ ۵۲۷؛ الغارات: ۱۲۵؛ المقنعہ: ۲۵۵؛ تہذیب الاحکام: ۴/ ۹۶؛ وسائل الشیعہ: ۹/ ۱۲۹؛ مستدرک الوسائل: ۷/ ۶۸؛ مسند علی بن ابراہیم القمی: ۳/ ۵۸۸

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۲۳۳

[3] عوالی اللئالی: ۱/ ۲۸۱؛ بحارالانوار: ۲۷/ ۲۷؛ مجمع البحرین: ۳/ ۱۳۴ و ۵/ ۱۶۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۳۳؛ احقاق الحق: ۲۹/ ۸۸

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۲۳۳

(ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے دوری اختیار کرے گا اور امام برحق کی بیعت کو چھوڑ دے گا وہ قیامت کے دن خدا کی بارگاہ میں کٹے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ پیش ہوگا۔ [1]

بیان:

﴿الصفقة البيعة و الأجذم المقطوع اليد أو الذاهب الأنامل﴾

''الصفقة''یعنی البیعت۔

''والأجذم''یعنی کٹے ہوئے ہاتھوں والا یا انگلیوں پر چلنے والا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ایضاً ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن اور تفصیل وہی ہے جو گزشتہ حدیث کے تحت گزری کیونکہ یہ سند وہی ہے (واللہ اعلم)

6/556 الکافی،۲۰۱/۱۷۸/۸ علی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدٍ اَلْكُنَاسِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِاللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ عَزَّ ذِكْرُهُ:)وَمَنْ يَتَّقِ اَللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً ·وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لاٰ يَحْتَسِبُ (قَالَ هَؤُلاَءِ قَوْمٌ مِنْ شِيعَتِنَا ضُعَفَاءُ لَيْسَ عِنْدَهُمْ مَا يَتَحَمَّلُونَ بِهِ إِلَيْنَا فَيَسْمَعُونَ حَدِيثَنَا وَ يَقْتَبِسُونَ مِنْ عِلْمِنَا فَيَرْحَلُ قَوْمٌ فَوْقَهُمْ وَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ وَ يُتْعِبُونَ أَبْدَانَهُمْ حَتَّى يَدْخُلُوا عَلَيْنَا فَيَسْمَعُوا حَدِيثَنَا فَيَنْقُلُونَهُ إِلَيْهِمْ فَيَعِيهِ هَؤُلاَءِ وَ تُضَيِّعُهُ هَؤُلاَءِ فَأُولَئِكَ اَلَّذِينَ يَجْعَلُ اَللَّهُ عَزَّ ذِكْرُهُ لَهُمْ مَخْرَجاً وَ يَرْزُقُهُمْ مِنْ حَيْثُ لاَ يَحْتَسِبُونَ وَ فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ)هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ اَلْغَاشِيَةِ (قَالَ اَلَّذِينَ يَغْشَوْنَ اَلْإِمَامَ إِلَى قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ:)لاٰ يُسْمِنُ وَ لاٰ يُغْنِي مِنْ جُوعٍ (قَالَ لاَ يَنْفَعُهُمْ وَ لاَ يُغْنِيهِمْ لاَ يَنْفَعُهُمُ اَلدُّخُولُ وَ لاَ يُغْنِيهِمُ اَلْقُعُودُ .

(ترجمہ) محمد کناسی کا بیان ہے کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مرفوع روایت کیا ہے کہ آپؑ نے خدا کے قول:''بھلا تمہارے پاس ڈھانپ لینے والی (مصیبت) کی بات پہنچی ہے۔(الغاشیہ:۱)'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو امام کو دھوکہ دیتے ہیں۔اور آگے آیت تک:''جو نہ موٹائی پیدا

[1] اثبات الہداۃ:۲/۱۶؛بحارالانوار:۲۷/۲/۶۷؛سفینۃ البحار:۱/۴۳۶

[2] مراۃ العقول:۳۳۳/۴

کرے نہ بھوک میں کچھ کام آئے گا۔(الغاشیہ۔۷)"۔آپؑ نے فرمایا: یہ نہ تو ان کو فائدہ دے گا، نہ ان کو حاجت سے آزاد کرے گا، نہ ان کے داخل ہونے سے کوئی فائدہ دے گا، اور نہ انہیں بیٹھنے کی ضرورت سے آزاد کرے گا۔[۱]

بیان:

﴿یغشون بتشدید الشین من الغش فإن الغاشی [2] أصله غاشش أو بالتخفیف من الغشیان بمعنی الإتیان و معنی الدخول و القعود الدخول علی الإمام و القعود عنه و یأتی بقیة تأویلها و تأویل بقیتها فی باب ما نزل فیهم وفی أعدائهم من هذا الکتاب إن شاء الله تعالی﴾

"یغشون"، "شین" کی "شد" کے ساتھ الغش (شین کے شد کے ساتھ) سے ہے بس بتحقیق الغاشی کا اول غاشش ہے یا تخفیف کے ساتھ غشیان سے ہے، آنے کی اور داخل ہونے کی معنی میں۔

قعود اور دخول امام پر اور اس سے قعود اور اس کی بقیہ تاویل اور اس کے بقیہ کی تاویل باب ما نزل فیھم و فی اعدائھم میں اسی کتاب میں آئے گی ان شاءاللہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے[۲] یا پھر مرسل ہے[۳]

7/557 الکافی،۱/۳/۴۰۵/۱ محمد عن بعض أصحابنا عن الاثنین عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: لاَ تَخْتَانُوا وُلاَتَكُمْ وَ لاَ تَغُشُّوا هُدَاتَكُمْ وَ لاَ تُجَهِّلُوا أَئِمَّتَكُمْ وَ لاَ تَصَدَّعُوا عَنْ حَبْلِكُمْ)فَتَفْشَلُوا وَ تَذْهَبَ رِيحُكُمْ (وَ عَلَى هَذَا فَلْيَكُنْ تَأْسِيسُ أُمُورِكُمْ وَ اِلْزَمُوا هَذِهِ اَلطَّرِيقَةَ فَإِنَّكُمْ لَوْ عَايَنْتُمْ مَا عَايَنَ مَنْ قَدْ مَاتَ مِنْكُمْ مِمَّنْ خَالَفَ مَا قَدْ تُدْعَوْنَ إِلَيْهِ لَبَدَرْتُمْ وَ خَرَجْتُمْ وَ لَسَمِعْتُمْ وَ لَكِنْ مَحْجُوبٌ عَنْكُمْ مَا قَدْ عَايَنُوا وَ قَرِيباً مَا يُطْرَحُ اَلْحِجَابُ .

(ترجمہ) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اپنے حکمرانوں سے خیانت نہ

---

[۱] تفسیر کنزالدقائق: ۱۴/۲۵۳؛ بحارالانوار: ۲۴/۳۶۴؛ تفسیر البرہان: ۵/۶۴۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۵۶۶؛ تفسیر الصافی: ۵/۱۸۸؛ بحار الانوار: ۶۷/۲۸۱

[۲] مراۃ العقول: ۲۶/۶۸

[۳] البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۵۹۰

کرواور اپنے رہنماؤں سے دوغلہ پن نہ کرواور اپنے آئمہ کو جاہل مت قرار دواور اپنی رسی سے جدا نہ ہونا ورنہ تم کمزور ہوجاؤ گے اور تمہاری ہوائیں نکل جائیں گی لہذا اپنے امور کی تاسیس کرواور اس طریقہ کو اپنے لیے لازم قرار دو کیونکہ اگر تم ان بزرگوں کو غور و مشاہدہ کرسکو جو مر گئے اور انہوں نے تمہاری دعوت کی مخالفت کی وہ جس کا مشاہدہ کررہے ہیں تم بھی عنقریب اس کا مشاہدہ کرو گے۔ باہر آؤ اور جہاد کے لیے نکلو۔ یاد رکھو! جو انہوں نے مشاہدہ کیا ہے وہ ابھی تم پر پوشیدہ ہے اور عنقریب تم سے بھی حجاب ہٹ جائے گا۔ [1]

بیان:

﴿لا تصدعوا عن حبلكم لا تفرقوا عن عهدكم و أمانكم و بيعتكم فتفشلوا فتضعفوا و تكسلوا و تجبنوا ريحكم قوتكم و غلبتكم و نصرتكم و دولتكم لبدرتم و خرجتم يعني إلى ما تدعون إليه و لسمعتم سماع إجابة﴾

''لا تصدعوا عن حبلكم ''یعنی اپنے عہد سے اور امان اور بیعت سے تفرقہ اندازی نہ کرو۔

''فتفشلوا ''یعنی ضعیف ہوجاؤ گے اور سست ہوجاؤ گے اور ڈرجاؤ گے۔

''ريحكم ''تمہاری طاقت اور قوت تمہاری نصرت اور مدد اور تمہارا غلبہ اور تمہاری حکومت۔

''لبدرتم و خرجتم ''یعنی جس چیز کی طرف تم دعوت دیتے ہو۔

''ولسمعتم ''قبول کرنے والا، سننا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ مسعدہ بن صدقہ ثقہ ہے البتہ امامی ہونا ثابت نہ ہے اور تفسیر القمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)

---

[1] بحارالانوار:۲۷/۲۴۵؛ نہج البلاغہ:۶۲ح۱۹۵؛(مختصراً)

[2] مراۃ العقول:۴/۳۳۷

۹۔باب وجوب موالاتهم والاقتداء بهم والكون معهم

باب: آئمہ معصومین علیہم السلام کی ولایت کا واجب ہونا اوران کی اقتدا کرنا اوران کے ساتھ ہونا

8/558 الكافي،۱/۲۰۸/۱/۳/۱ أحمد و محمد عن محمد بن الحسين عن محمد بن عبد الحميد عن بزرج عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِيفٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَحْيَا حَيَاةً تُشْبِهُ حَيَاةَ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ يَمُوتَ مِيتَةً تُشْبِهُ مِيتَةَ اَلشُّهَدَاءِ وَ يَسْكُنَ اَلْجِنَانَ اَلَّتِي غَرَسَهَا اَلرَّحْمَنُ فَلْيَتَوَلَّ عَلِيّاً وَ لْيُوَالِ وَلِيَّهُ وَ لْيَقْتَدِ بِالْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَإِنَّهُمْ عِتْرَتِي خُلِقُوا مِنْ طِينَتِي اَللَّهُمَّ اُرْزُقْهُمْ فَهْمِي وَ عِلْمِي وَ وَيْلٌ لِلْمُخَالِفِينَ لَهُمْ مِنْ أُمَّتِي اَللَّهُمَّ لاَ تُنِلْهُمْ شَفَاعَتِي .

(ترجمہ) حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جوشخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ انبیاء کی زندگی کی مانند زندگی گزارے اور شہداء کی موت کی طرح مرے اور خدا کی جنت میں رہے جس کو خدائے رحمن نے سجایا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ علی علیہ السلام سے محبت کرے اور اس کے چاہنے والے سے محبت کرے اور ان کے بعد والے آئمہ علیہم السلام کی امامت کا اقرار کرے کیونکہ وہ میری عترت ہیں، ان کو میری طین سے خلق کیا گیا ہے۔ اے اللہ! ان کو میرا فہم اور علم عطاء فرما اور میری امت میں سے جو ان کے مخالف ہیں ان کے لیے ویل قرار دے۔اے میرے خدایا! ان کے مخالفین کو میری شفاعت نصیب نہ فرما۔[1]

بیان:

﴿غرسها الرحمن أي صنع الله غرسها برحمانيته من دون توسط غارس﴾

''غرسھا الرحمٰن ''یعنی خدا نے خود اس کو اپنی رحمانیت کے ساتھ کاشت کر کے بنایا ہے کسی کاشت کرنے والے واسطے کے بغیر۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ کالموثق ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ محمد بن عبدالحمید العطار کامل الزیارات

---

[1] الامامۃ والتبصرۃ:۴۵؛اثبات الھداۃ:۲/۷؛موسوعہ الامام امیر المومنینؑ:۱/۱۹۱؛غایۃ المرام:۱/۱۳۱؛الانوار الساطعہ:۵؛عبقات الانوار:۱۷/۵۸۱

[2] مراۃ العقول:۲/۴۲۲

کا راوی ہے جو توثیق ہے لہٰذا مجہول کہنا سہو ہے اور سعد بن طریف (ظریف) الاسکاف بھی کامل الزیارات اور تفسیر القمی کا راوی اور ثقہ ہے [1] البتہ ناووسی مذہب رکھتا ہے اور منصور بن یونس بھی ان دونوں کتابوں کا راوی اور ثقہ ہے [2] البتہ واقفی مذہب رکھتا ہے (واللہ اعلم)

9/559 الكافی،١/٥/٢٠٩/١ العدة عن ابن عيسى عن الحسين عن فضالة عَنْ أَبِي اَلْمَغْرَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَحْيَا حَيَاتِي وَ يَمُوتَ مِيتَتِي وَ يَدْخُلَ جَنَّةَ عَدْنٍ اَلَّتِي غَرَسَهَا اَللَّهُ رَبِّي بِيَدِهِ فَلْيَتَوَلَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَ لْيَتَوَلَّ وَلِيَّهُ وَ لْيُعَادِ عَدُوَّهُ وَ لْيُسَلِّمْ لِلْأَوْصِيَاءِ مِنْ بَعْدِهِ فَإِنَّهُمْ عِتْرَتِي مِنْ لَحْمِي وَ دَمِي أَعْطَاهُمُ اَللَّهُ فَهْمِي وَ عِلْمِي إِلَى اَللَّهِ أَشْكُو أَمْرَ أُمَّتِي اَلْمُنْكِرِينَ لِفَضْلِهِمْ اَلْقَاطِعِينَ فِيهِمْ صِلَتِي وَ اَيْمُ اَللَّهِ لَيَقْتُلُنَّ اِبْنِي لاَ أَنَالَهُمُ اَللَّهُ شَفَاعَتِي.

(ترجمہ) حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جو چاہتا ہے کہ وہ میری طرح زندگی بسر کرے اور میری طرح مرے اور جنت عدن میں داخل ہو کہ جس کو میرے رب نے اپنے دست قدرت سے سجایا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ علی علیہ السلام سے محبت رکھے اور ان کی ولایت کا اقرار کرے اور ان کے موالی سے محبت کرے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھے اور ان کے بعد کے اوصیاء کو تسلیم کرے کیونکہ وہ میری عترت اور میرے گوشت وخون سے ہیں، اللہ نے ان کو میرا علم وفہم عطاء فرمایا ہے، میری امت میں سے جو ان کا انکار کریں گے یا ان کے فضائل کا انکار کریں گے تو میں اللہ کی بارگاہ میں ان کی شکایت کروں گا، وہ میرا ان سے تعلق اور صلہ منقطع کر دے گا۔ خدا کی قسم! یہ لوگ ضروری میرے بیٹے کو قتل کریں گے۔ میرا خدا ان کو میری شفاعت سے محروم رکھے گا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4]

[1] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۴۶

[2] ایضاً: ۶۲۲

[3] بصائر الدرجات: ۱/۴۹ و ۵۲؛ روضۃ الواعظین: ۱/۱۰۱؛ اثبات الھداۃ: ۲/۸؛ بحار الانوار: ۲۳/۱۳۸؛ و ۴۴/۲۵۸ و ۳۶/۲۲۷ و ۲۴؛ عوالم العلوم: ۱۵/۲۴۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۴۰۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۴۹۸

[4] مراۃ العقول: ۲/۴۲۴

10/560 الکافی،۱/۲۰۹/۶/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اَلْقَهَّارِ عَنْ جَابِرٍ اَلْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَحْيَا حَيَاتِي وَ يَمُوتَ مِيتَتِي وَ يَدْخُلَ اَلْجَنَّةَ اَلَّتِي وَعَدَنِيهَا رَبِّي وَ يَتَمَسَّكَ بِقَضِيبٍ غَرَسَهُ رَبِّي بِيَدِهِ فَلْيَتَوَلَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَوْصِيَائَهُ مِنْ بَعْدِهِ فَإِنَّهُمْ لاَ يُدْخِلُونَكُمْ فِي بَابِ ضَلاَلٍ وَ لاَ يُخْرِجُونَكُمْ مِنْ بَابِ هُدًى فَلاَ تُعَلِّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ وَ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي أَلاَّ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَلْكِتَابِ حَتَّى يَرِدَا عَلَيَّ اَلْحَوْضَ هَكَذَا وَ ضَمَّ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ وَ عَرْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ إِلَى أَيْلَةَ فِيهِ قُدْحَانُ فِضَّةٍ وَ ذَهَبٍ عَدَدَ اَلنُّجُومِ .

(ترجمہ) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اس بات پر خوش ہے کہ وہ میری طرح کی زندگی بسر کرے اور میری موت کی طرح مرے اور جنت عدن میں داخل ہو کہ جس کا خدا نے وعدہ کیا ہوا ہے اور ان شاخوں کو مس کرے جس کو میرے رب نے اپنے ہاتھوں سے لگایا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ علی علیہ السلام سے محبت رکھے اور ان کی ولایت کا اقرار کرے اور ان کے بعد ان کے اوصیاء کی بھی ولایت کا اقرار کرے کیونکہ یہ وہ ہیں جو تم لوگوں کو گمراہی کے دروازوں میں داخل نہیں کریں گے اور ہدایت کے دروازے سے باہر نہیں لے کر جائیں گے پس ان کو تعلیم دینے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ یہ تم سے زیادہ عالم ہیں اور میں نے خدا کی بارگاہ سے التماس کی ہے کہ وہ ان کے اور کتاب خدا میں کبھی جدائی پیدا نہ کرے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آجائیں۔ پھر آپؐ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا کہ یوں اس (حوض کوثر) کی چوڑائی و عرض صنعاء سے لیکر اہلہ تک ہے اور اس پر سونے اور چاندی کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔ [1]

بیان:

﴿لعله ص كنى بالقضيب المغروس بيد الرب عن شجرة أهل البيت ع و أريد بالكتاب القرآن و بعدم الفرق بينهم و بينه عدم مزايلتهم عن علمه و عدم مزايلته عما يحتاجون إليه من العلم و بالحوض الكوثر و تأويله العلم و صنعاء بلد باليمن كثيرة الأشجار و المياه تشبه دمشق و قرية بباب دمشق و أيلة بالفتح و المثناة التحتانية جبل بين مكة و المدينة و بلد بين ينبع و مصر و قدحان جمع قدح قاله

[1] بصائر الدرجات: ۱/ ۴۹ بحار الانوار: ۲۳/ ۱۳۸؛ غرر الاخبار: ۳۰۴؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۴۳؛ اثبات الہداۃ: ۲/ ۸؛ الانوار الساطعہ: ۴/ ۲۱۸؛ تفسیر جابر الجعفی: ۸۶۲؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۱/ ۱۱۲۴

فی المھذب [1] عدد النجوم أی کل من نوعی القدحان بعدد النجوم أو کلاھما معا بعددھا أو کنایة عن الکثرة و کأن اختلاف جوھری النوعین فی الشرف بحسب اختلاف جوھری التحقیق و التقلید فی العلم﴾

شاید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، کنایہ لائے ہیں پروردگار کے ہاتھ سے بویا ہوئی لکڑی کے ڈنڈے کے ساتھ اہل بیت علیہم السلام کے درخت سے۔

اور کتاب سے ارادہ کیا گیا ہے قرآن کا اور ان کے اور قرآن کے درمیان فرق اور جدائی ہونے سے ارادہ کیا ہے۔

ان سے کتاب وقرآن کے علم کے زائل نہ ہونے کا اور اس چیز کے زائل نہ ہونے کا جس کی طرف محتاج ہیں جیسے علم۔

اور حوض سے ''الکوثر'' کا ارادہ کیا گیا ہے۔

اور حوض کوثر کی تاویل ''العلم'' ہے۔

اور صنعاء یمن کا شہر ہے جس میں درخت اور پانی زیادہ ہیں۔ اور دمشق اور قریہ کو باب دمشق کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

اور اَیلہ ''ھمزے'' کی ''فتح'' کے ساتھ، پہاڑ کا نام ہے جو مکے اور مدینے کے درمیان ہے اور شہر ہے ینبع اور مصر کے درمیان۔

اور قدحان جمع ہے قدح کی مھذب میں کہا عدد النجم۔

یعنی قدحان کی دونوں قسموں میں سے ہر قسم نجوم کے عدد کے ساتھ ہے یا دونوں ایک ساتھ ہیں ان کے عدد میں یا یہ کنایہ ہے زیادہ ہونے سے۔

گویا دونوں قسموں کے جوہر کا اختلاف شرف میں ہے، علم میں تقلید اور تحقیق جوہری کے حساب سے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

11/561 الکافی،۱/۷/۲۱۰/۱ الاثنان عن محمد بن جمھور عن فضالة عن الصیقل عَنِ اَلْفُضَیْلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ: وَ إِنَّ اَلرَّوْحَ وَ اَلرَّاحَةَ وَ اَلْفَلْجَ وَ اَلْعَوْنَ وَ اَلنَّجَاحَ وَ اَلْبَرَکَةَ وَ اَلْکَرَامَةَ وَ اَلْمَغْفِرَةَ وَ اَلْمُعَافَاةَ وَ اَلْیُسْرَ وَ اَلْبُشْرَی وَ اَلرِّضْوَانَ وَ اَلْقُرْبَ وَ اَلنَّصْرَ وَ اَلتَّمَکُّنَ وَ اَلرَّجَاءَ وَ اَلْمَحَبَّةَ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ لِمَنْ تَوَلَّی عَلِیّاً وَ اِئْتَمَّ بِهِ وَ بَرِئَ مِنْ عَدُوِّهِ وَ سَلَّمَ لِفَضْلِهِ وَ لِلْأَوْصِیَاءِ مِنْ بَعْدِهِ حَقّاً عَلَیَّ أَنْ أُدْخِلَهُمْ فِی شَفَاعَتِی وَ حَقٌّ عَلَی رَبِّی تَبَارَکَ وَ تَعَالَی

[1] مراۃ العقول:۱/۲۰۹

أَنْ یَسْتَجِیبَ لِی فِیهِمْ فَإِنَّهُمْ أَتْبَاعِی وَ مَنْ تَبِعَنِی فَإِنَّهُ مِنِّی .

ترجمہ: فضل بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: روح، راحت، وسعت، مدد، نجات، برکت، کرامت، مغفرت، درگزر، تونگری، بشارت، رضائیں، قرب، نصرت، امید اور محبت سب کچھ اللہ کی طرف سے اس شخص کے لیے ہے جو علی علیہ السلام سے ولایت رکھے اور ان کو امام مانے اور ان کے دشمنوں سے برات کرے اور ان کی اور ان کے بعد اوصیاء کی فضیلت کو تسلیم کرے۔ میرا فرض ہے کہ میں ان کو اپنی شفاعت میں داخل کروں اور میرے رب کے لیے سزاوار ہے کہ ان کے حق میں میری شفاعت کو قبول کرے کیونکہ وہ میرے پیروکار ہیں اور جس نے میری پیروی کی وہ مجھ میں سے ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلّٰی ثقہ ہے اور اس کی تضعیف وہم ہے۔ اور محمد بن جمہور بھی ثقہ اور تفسیر القمی کا راوی ہے۔ [3] اور اس پر غلو اور تخلیط کا الزام سہو ہے اور حسن بن زیاد ثقہ علی التحقیق ہے اور اس سے شیخ صدوق نے روایات نقل کی ہیں۔ [4] اور ان احادیث کی اسناد کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم)

12/562 الکافی،۱/۲۰۸/۱/۴ محمد عن محمد بن الحسین عن النضر بن سوید [شعیب] عن محمد بن الفضیل عن الثمالی قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ یَقُولُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى یَقُولُ اِسْتِكْمَالُ حُجَّتِی عَلَى اَلْأَشْقِیَاءِ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ تَرَكَ وَلاَیَةَ عَلِیٍّ وَ وَالَى أَعْدَائَهُ وَ أَنْكَرَ فَضْلَهُ وَ فَضْلَ اَلْأَوْصِیَاءِ مِنْ بَعْدِهِ فَإِنَّ فَضْلَكَ فَضْلُهُمْ وَ طَاعَتَكَ طَاعَتُهُمْ وَ حَقَّكَ حَقُّهُمْ وَ مَعْصِیَتَكَ مَعْصِیَتُهُمْ وَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ اَلْهُدَاةُ مِنْ بَعْدِكَ جَرَى فِیهِمْ رُوحُكَ وَ رُوحُكَ مَا جَرَى فِیكَ مِنْ رَبِّكَ وَ هُمْ عِتْرَتُكَ مِنْ طِینَتِكَ وَ لَحْمِكَ وَ دَمِكَ وَ قَدْ أَجْرَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِیهِمْ سُنَّتَكَ وَ سُنَّةَ اَلْأَنْبِیَاءِ قَبْلَكَ وَ هُمْ خُزَّانِی عَلَى عِلْمِی مِنْ بَعْدِكَ حَقٌّ عَلَیَّ لَقَدِ اِصْطَفَیْتُهُمْ وَ اِنْتَجَبْتُهُمْ وَ أَخْلَصْتُهُمْ وَ اِرْتَضَیْتُهُمْ وَ نَجَا مَنْ

---

[1] اثبات الہداۃ:۲/۸و۱۲۱؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۲۸۷

[2] مراۃ العقول:۲/۴۲۶

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۵۱۰

[4] من لایحضرہ الفقیہ:۱/۱۶۶ح۴۷۹

أَحَبَّهُمْ وَ وَالاَهُمْ وَ سَلَّمَ لِفَضْلِهِمْ وَ لَقَدْ أَتَانِي جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِأَسْمَائِهِمْ وَ أَسْمَاءِ آبَائِهِمْ وَ أَحِبَّائِهِمْ وَ اَلْمُسَلِّمِينَ لِفَضْلِهِمْ .

(ترجمہ) ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے: آپ کی امت کے اشقیاء پر میری حجت تمام ہے اور جو علی علیہ السلام کی ولایت کو ترک کرے اور اس کے دشمنوں سے دوستی رکھے اور علی علیہ السلام کی فضیلت کا انکار اور ان کے بعد والے اوصیاء کے فضل کا انکار کرے تو وہ تیری امت کا شقی ہے کیونکہ تیری فضیلت ان (آئمہ واوصیاء) کی فضیلت ہے اور تیری اطاعت ان کی اطاعت ہے، تیرا جو حق ہے وہ ان کا حق ہے اور جو تیری نافرمانی ہے وہی ان کی نافرمانی ہے۔ یہ تمہارے بعد آئمہ ھدیٰ علیہ السلام ہیں اور ان میں تیری ہی روح کو داخل کیا گیا ہے اور تیری روح تیرے رب کی طرف سے ہے، یہ آئمہ تیری عترت تیری طینت سے ہیں اور تیرے گوشت اور تیرے خون سے ہیں، خدا نے ان میں تیری اور گذشتہ انبیاء کی سنت کو جاری فرمایا ہے، وہ میرے علم کے خزانہ دار ہیں اور تیرے بعد ان کا مجھ پر حق ہے اور میں نے ان کو چن لیا ہے اور ان کا انتخاب کیا ہے اور ان کو اپنے لیے خالص قرار دیا ہے اور ان کو مرتضیٰ قرار دیا ہے۔ کامیاب ہوا وہ جس نے ان سے محبت کی اور ان کی ولایت کا اقرار کیا اور ان کی فضیلت کو تسلیم کیا اور ان کے فضائل کو قبول کیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جناب جبرئیلؑ میرے بعد کے اوصیاء کے میرے پاس نام لے کر آئے اور ان کے آباؤاجداد کے اسماء بھی لے کر آئے اور ان کے ساتھ محبت رکھنے والوں اور ان کے فضائل کو تسلیم کرنے والوں کے اسماء بھی میرے پاس لے کر آئے ہیں۔ [1]

بیان:

﴿علی الأشقياء من أمتك خبر استكمال حجتي و من ترك بدل من الأشقياء يفسره﴾

''علی الاشقیاء من امتك'' یہ جار مجرور کے ساتھ متعلق سے مل کر خبر ہے استکمال حجتی کی۔

''و من ترك'' اور یہ بدل ہے اشقیاء کا اس کی تفسیر کر رہا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ النضر بن شعیب کو مجہول کہا گیا ہے۔ لیکن وہ کثیر الروایۃ ہے اور ثقہ علی التحقیق ہے۔ اور محمد محمد بن فضیل کی تضعیف و توثیق اختلافی ہے مگر ہمارے نزدیک ثقہ ہے۔

---

[1] اثبات الھداۃ: ۲/۷؛ عوالم العلوم: ۱۵/۴۹؛ بصائر الدرجات: ۱/۵۴؛ بحارالانوار: ۳۶/۲۴۹؛ الجواہر السنیۃ: ۹۲۱

[2] مراۃ العقول: ۲/۴۲۳

(واللہ اعلم)

13/563 الکافی،۱/۲/۲۰۸/۱ محمد عن أحمد عن البزنطی عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ)يَا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا اِتَّقُوا اَللّٰهَ وَ كُونُوا مَعَ اَلصّٰادِقِينَ(قَالَ اَلصَّادِقُونَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ وَ اَلصِّدِّيقُونَ بِطَاعَتِهِمْ.

ترجمہ: البزنطی سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاو۔ (التوبہ:۱۱۹)۔'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: صادقون سے مراد آئمہؑ ہیں اور ان کی اطاعت کے ساتھ تصدیق کی گئی ہے۔ [1]

بیان:

﴿لعل المراد أن الصادقين صنفان صنف منهم الأئمة المعصومون ص و الآخر المصدقون بأن طاعتهم مفترضة من الله تعالى كمال التصديق أو كل من صدق بالحق غاية التصديق بطاعته لربه أو بطاعته إياهم﴾

شاید مراد بتحقیق صادقوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک سے آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور دوسری قسم والے وہ ہیں جو تصدیق کرنے والے ہیں اس کی بتحقیق آئمہ معصومین علیہم السلام کی اطاعت کا اللہ کی طرف سے فرض ہونا تصدیق کا کمال ہے یا ہر شخص جو حق کی تصدیق کرے غایت کے ساتھ اس کی پروردگار کے لیئے اطاعت کے ساتھ یا خود ان کی اطاعت کے ساتھ۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

14/564 الکافی،۱/۱/۲۰۸/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنِ اِبْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ اَلْعِجْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (اِتَّقُوا اَللّٰهَ وَ كُونُوا مَعَ اَلصّٰادِقِينَ) قَالَ إِيَّانَا عَنَى.

ترجمہ: العجلی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے

[1] تفسیر کنز الدقائق: ۵/۵۶۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۸۰؛ تفسیر البرہان: ۲/۸۶۳؛ اثبات الھداۃ: ۲/۶ و ۱۴۰؛ تاویل الآیات: ۲۱۸؛ بحار الانوار: ۲۴/۳۱؛ بصائر الدرجات: ۱/۳۱؛ غایۃ المرام: ۳/۵۲

[2] مراۃ العقول: ۲/۴۲۱

ساتھ ہو جاو۔(التوبہ: ۱۱۹)''۔کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: صادقین سے مراد ہم ہیں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل علی التحقیق ہے۔ اور اس کی تصنیف سہو ہے (واللہ اعلم)

15/565 الکافی،۱/۱/۲۱۵/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ غَالِبٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ اَلْآيَةُ: ﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنٰاسٍ بِإِمٰامِهِمْ﴾ قَالَ اَلْمُسْلِمُونَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ أَ لَسْتَ إِمَامَ اَلنَّاسِ كُلِّهِمْ أَجْمَعِينَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَا رَسُولُ اَللَّهِ إِلَى اَلنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَ لَكِنْ سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِي أَئِمَّةٌ عَلَى اَلنَّاسِ مِنَ اَللَّهِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَقُومُونَ فِي اَلنَّاسِ فَيُكَذَّبُونَ وَ يَظْلِمُهُمْ أَئِمَّةُ اَلْكُفْرِ وَ اَلضَّلاَلِ وَ أَشْيَاعُهُمْ فَمَنْ وَالاَهُمْ وَ اِتَّبَعَهُمْ وَ صَدَّقَهُمْ فَهُوَ مِنِّي وَ مَعِي وَ سَيَلْقَانِي أَلاَ وَ مَنْ ظَلَمَهُمْ وَ كَذَّبَهُمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَ لاَ مَعِي وَ أَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ.

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب آیت: ''اس دن تمام لوگوں کو ان کے امام کے نام سے پکارا جائے گا۔(الاسراء: ۷۱)''۔ نازل ہوئی تو مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! کیا آپؐ تمام لوگوں کے لیے امام نہیں ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میں اللہ کی طرف سے تمام لوگوں کی طرف رسول ہوں لیکن میرے بعد تمام لوگوں کے لیے امام جو اللہ کی طرف سے ہوں گے وہ میری اہل بیت سے ہوں گے، جو لوگوں میں قیام کریں گے۔ پس لوگ ان کی تکذیب کریں گے اور آئمہ کفر وضلالت اور ان کے ماننے والے ان پر ظلم کریں گے۔ پس جو ان کی اتباع کرے گا اور ان سے محبت کرے گا اور ان کی تصدیق کرے گا وہ مجھ میں سے ہے اور میرے ساتھ ہے اور وہ عنقریب مجھ سے ملاقات کرے گا اور جو ان کی تکذیب کرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہے اور وہ میرے ساتھ نہیں ہوگا اور میں اس سے بری ہوں۔ [۳]

---

[۱] بصائر الدرجات:۱/۳۱؛تفسیر البرہان:۲/۸۶۳؛ تاویل الآیات:۲۱۸؛تفسیر کنز الدقائق:۵/۵۶۸؛ بحار الانوار: ۲۴/۳۱؛تفسیر نور الثقلین:۲/۲۸۰

[۲] مراۃ العقول:۲/۴۱۶

[۳] المحاسن:۱/۱۵۵؛ بصائر الدرجات:۱/۳۳؛تفسیر کنز الدقائق:۷/۴۵۶؛ اثبات الھداۃ:۲/۱۳۸؛تفسیر البرہان:۳/۵۵۱؛ بحار الانوار:۸/۱۳ و ۲۷/۲۰۳؛غرر الاخبار:۱۶۷؛ تاویل الآیات:۲۷۶؛تفسیر نور الثقلین:۳/۱۹۱؛تفسیر العیاشی:۲/۳۰۴؛غایۃ المرام:۳/۱۳۱

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۱]

16/566 لکافی،۱/۲/۶۱۲/۱ محمد عن أحمد وَ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: إِنَّ اَلْأَئِمَّةَ فِي كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِمَامَانِ قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى:)وَ جَعَلْنٰاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنٰا (لاَ بِأَمْرِ اَلنَّاسِ يُقَدِّمُونَ أَمْرَ اَللَّهِ قَبْلَ أَمْرِهِمْ وَ حُكْمَ اَللَّهِ قَبْلَ حُكْمِهِمْ قَالَ (وَ جَعَلْنٰاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى اَلنّٰارِ) يُقَدِّمُونَ أَمْرَهُمْ قَبْلَ أَمْرِ اَللَّهِ وَ حُكْمَهُمْ قَبْلَ حُكْمِ اَللَّهِ وَ يَأْخُذُونَ بِأَهْوَائِهِمْ خِلاَفَ مَا فِي كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

(ترجمہ) طلحہ بن زید سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: کتاب خدا میں امام دوطرح کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:"اور ہم نے ان کو آئمہ قرار دیا ہے جو ہمارے امر کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں۔(الانبیاء:۷۳)۔" وہ لوگوں کے کہنے پر ہدایت نہیں کرتے بلکہ وہ ہمارے امر کو مقدم رکھتے ہیں اور لوگوں کے حکم سے پہلے وہ اللہ کے حکم کے مطابق محکم کرتے ہیں اور فرمایا:"اور ہم نے ان کو ایسے امام قرار دیا جو لوگوں کو جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔(القصص:۴۲)۔" یہ اللہ کے حکم پر لوگوں کے حکم کو مقدم رکھتے ہیں اور لوگوں کے امر کو خدا کے امر پر مقدم رکھتے ہیں اور ان کی خواہشات کے مطابق حکم کرتے ہیں جو کتاب خدا کے خلاف ہوتا ہے۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف کالموثق ہے [۳] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ طلحہ بن زید عامی بتری ہے مگر ثقہ ثابت ہے۔ کیونکہ تفسیر القمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے اور اس کی کتاب بھی قابل اعتماد ہے [۴]۔ (واللہ اعلم)

---

[۱] مراۃ العقول:۲/۴۴۲

[۲] تفسیر کنزالدقائق: ۸/۴۴۲؛ تفسیر الصافی: ۳/۳۴۷؛ تفسیر البرہان: ۴/۲۶۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۴۴۱ و ۴/۱۳۰؛ بحارالانوار: ۲۴/۱۵۵؛ الاختصاص:۲۱؛ بصائر الدرجات:۱/۳۲؛ تفسیر القمی:۲/۱۷۰

[۳] مراۃ العقول:۲/۴۴۳

[۴] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۹۲

۱۰۔باب التسلیم و فضل المسلمین

باب: تسلیم کرنا اور تسلیم کرنے والوں کی فضیلت

1/567 الکافی،۱/۱/۳۹۰/۱ العدۃ عن ابن عیسی عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ سَدِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي تَرَكْتُ مَوَالِيَكَ مُخْتَلِفِينَ يَتَبَرَّأُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ قَالَ فَقَالَ وَ مَا أَنْتَ وَ ذَاكَ إِنَّمَا كُلِّفَ اَلنَّاسُ ثَلاَثَةً مَعْرِفَةَ اَلْأَئِمَّةِ وَ اَلتَّسْلِيمَ لَهُمْ فِيمَا وَرَدَ عَلَيْهِمْ وَ اَلرَّدَّ إِلَيْهِمْ فِيمَا اِخْتَلَفُوا فِيهِ.

(ترجمہ) سدیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: آپؑ کے موالی ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے برأت کا اظہار کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تجھے ان سے کیا سروکار؟ لوگوں کو تین باتوں کی تکیف دی گئی ہے: کچھ وہ ہیں جو آئمہ کی معرفت رکھتے ہیں، جو ان کے سامنے بیان کیا جاتا ہے اس کو تسلیم کرتے ہیں اور جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اس کو آئمہؑ کی طرف پلٹاتے ہیں۔[۱]

بیان:

﴿المجرور فی علیهم عائد إلی الناس و فی لهم و إلیهم إلی الأئمة﴾

''علیهم'' علیھم کی مجرور ضمیر الناس کی طرف پلٹتی ہے۔

اور ''لهم و الیهم'' والی ضمیر آئمہ معصومین علیہم السلام کی طرف پلٹتی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف بلکہ مختلف فیل ہے اور ہمارے نزدیک حسن ہے[۲] یا پھر حدیث موثق ہے[۳] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

2/568 الکافی،۱/۲/۳۹۰/۱ العدۃ عن البرقی عن البزنطی عن حماد بن عثمان عن الکاهلی قَالَ قَالَ أَبُو

---

[۱] مختصر البصائر: ۲۲۷؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/۶۷؛ تفسیر البرہان: ۵/۸۶۰ و ۸۶۳؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۹۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۵۰۷؛ بحار الانوار: ۲/۲۰۲؛ بصائر الدرجات: ۱/۵۲۳؛ ھدایۃ الامہ: ۱/۳۲

[۲] مراۃ العقول: ۴/۲۷۸

[۳] بحوث فی قراءۃ النص الدینی سند: ۲۲۸

عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : لَوْ أَنَّ قَوْماً عَبَدُوا اَللّٰهَ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَقَامُوا اَلصَّلاَةَ وَ آتَوُا اَلزَّكَاةَ وَ حَجُّوا اَلْبَيْتَ وَ صَامُوا شَهْرَ رَمَضَانَ ثُمَّ قَالُوا لِشَيْءٍ صَنَعَهُ اَللّٰهُ أَوْ صَنَعَهُ رَسُولُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَلاَّ صَنَعَ خِلاَفَ اَلَّذِي صَنَعَ أَوْ وَجَدُوا ذٰلِكَ فِي قُلُوبِهِمْ لَكَانُوا بِذٰلِكَ مُشْرِكِينَ ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ اَلْآيَةَ:(فَلاٰ وَ رَبِّكَ لاٰ يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمٰا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاٰ يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمّٰا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيماً) ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ بِالتَّسْلِيمِ.

(ترجمہ) الکاہلی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایک قوم خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرے، نماز کو قائم کرے، زکوۃ کو ادا کرے، بیت اللہ کا حج کرے اور ماہ مبارک کے روزے رکھے پھر خدا اور اس کے رسولؐ کے کسی کام پر اعتراض کرے کہ اس نے ایسا کیوں کیا یا ان کے کام کے بارے میں اپنے دلوں میں شک پیدا کرے تو وہ قوم مشرک ہے اور پھر آپؑ نے یہ آیت پڑھی: ''(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی اختلاف میں آپؐ کو منصف نہ بنائیں پھر آپؐ کے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی رنجش نہ ہو بلکہ وہ سر تسلیم ختم کریں۔(النساء:۶۵)۔''
اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ سر تسلیم خم کرو۔[۱]

بیان:

﴿يُحَكِّمُوكَ يجعلوك حكما فِيمٰا شَجَرَ بَيْنَهُمْ فيما تنازعوا فيه حَرَجاً ضيقا﴾
''یحکموك''یعنی آپ کو حکم (''حاء'' کے ''فتح'' کے ساتھ) اور قاضی قرار دیں۔
''فیما شجر بینهم''جس چیز میں تنازع اور جھگڑا کرتے ہیں۔
''حرجا''تنگ۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[۲] یا پھر حدیث صحیح ہے[۳] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] المحاسن:۱/۲۷۱؛الکافی:۲/۳۹۸؛الوافی:۴/۱۹۵ح۱۸۰۶؛تفسیر البرہان:۵/۸۶۴و۲/۱۲۲؛تفسیر العیاشی:۱/۲۵۵؛بحارالانوار:۲/۲۰۵

[۲] مراۃ العقول:۴/۲۸۰

[۳] مکیال المکارم اصفہانی:۲/۲۳۰؛اصول العقیدہ:۵۱

3/569 الکافی،۱/۳/۳۹۰/۱ محمد عن أحمد عن الحسين عن حماد بن عيسى عن الحسين بن المختار عن الشحام عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنَّ عِنْدَنَا رَجُلاً يُقَالُ لَهُ كُلَيْبٌ فَلاَ يَجِيءُ عَنْكُمْ شَيْءٌ إِلاَّ قَالَ أَنَا أُسَلِّمُ فَسَمَّيْنَاهُ كُلَيْبَ تَسْلِيمٍ قَالَ فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَ تَدْرُونَ مَا اَلتَّسْلِيمُ فَسَكَتْنَا فَقَالَ هُوَ وَ اَللَّهِ اَلْإِخْبَاتُ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (اَلَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا اَلصّٰالِحٰاتِ وَ أَخْبَتُوا إِلىٰ رَبِّهِمْ)

(ترجمہ) الشحام سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہمارے پاس ایک شخص ہے جس کا نام کلیب ہے، اس کے پاس جو بھی آپ کی طرف سے پہنچتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں اور اسی وجہ سے ہم اس کا نام کلیب تسلیم رکھ دیا ہے۔

راوی کا بیان ہے آپؑ نے اس پر ترحم کیا اور پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تسلیم کیا ہے؟

پس ہم خاموش رہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد انکساری ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے: ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیئے اور اپنے رب کے سامنے عاجزی و انکساری کرنے والے ہیں۔ (ھود: ۲۳)۔''[1]

بیان:

﴿الإخبات الخشوع و التواضع﴾

''الاخبات'' خشوع و خضوع، تسلیم ہونا۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے[2] یا پھر حدیث صحیح ہے[3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

4/570 الکافی،۱/۴/۳۹۱/۱ الاثنان عن الوشاء عن أبان عن محمد عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى:)وَ مَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهٰا حُسْناً(قَالَ اَلاِقْتِرَافُ اَلتَّسْلِيمُ لَنَا

---

[1] بصائر الدرجات: ۱/ ۵۲۵؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۹۸ و ۵/ ۸۶۴؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۱۴۳؛ رجال الکشی: ۱/ ۳۳۹؛ مختصر البصائر: ۲۳۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۳۴۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۵۸ و ۶/ ۱۴۵؛ بحار الانوار: ۲/ ۲۰۳؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۳/ ۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/ ۵۰۴

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۲۸۰

[3] تزکیۃ النفس حائری: ۳۲۳

وَ اَلصِّدْقُ عَلَيْنَا وَ أَلاَّ يَكْذِبَ عَلَيْنَا .

(ترجمہ) محمد نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس قول: ''اور جو نیکی کمائے گا تو ہم اس میں اس کے لیے نیکی زیادہ کردیں گے۔(الشوری: ۲۳)۔'' کے بارے میں روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اقتراف سے مراد ہمارے حکم کو تسلیم کرنا اور ہماری تصدیق کرنا ہے اور ہمارے بارے میں جھوٹ نہیں بولنا ہے۔[1]

بیان:

﴿الاقتراف أي اقتراف الحسنة و أصل الاقتراف الاكتساب و ربما يفسر اقتراف الحسنة هنا بمحبة أهل البيت ع و المعنيان متقاربان﴾

''الاقتراف '' یعنی نیکیوں کا کسب کرنا اور اقتراف کا اصل اکتساب ہے اور کبھی تفسیر کی جاتی ہے یہاں اقتراف الحسنہ کی کہ اہل بیت علیہم السلام کی محبت کسب کرنا اور یہ دونوں معنی ایک دوسرے کے قریب ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ کی تضعیف سہو ہے اور وہ ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

5/571 الكافي،١/٥/١٩٣/١ علي بن محمد بن عبد الله عن البرقي عن أبيه عن محمد بن عبد الحميد عن بزرج عن بشير الدهان عن كامل التمار قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ :)قَدْ أَفْلَحَ اَلْمُؤْمِنُونَ (أَ تَدْرِي مَنْ هُمْ قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ قَدْ أَفْلَحَ اَلْمُؤْمِنُونَ اَلْمُسَلِّمُونَ إِنَّ اَلْمُسَلِّمِينَ هُمُ اَلنُّجَبَاءُ فَالْمُؤْمِنُ غَرِيبٌ فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.

(ترجمہ) کامل التمار سے روایت ہے کہ حضرت ابوجعفر امام باقر علیہ السلام نے: ''یقیناً مومن کامیاب ہیں۔(مومنون:۱)۔'' کی تلاوت فرمائی کہ کیا تم جانتے ہو کہ ان سے مراد کون لوگ ہیں؟

میں نے عرض کیا: آپؑ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: مومنوں سے مراد مسلمان ہیں۔یقیناً مسلمان نجباء ہوتے ہیں پس مومن غریب ہے اور غریب کے لیے طوبیٰ ہے۔[3]

---

[1] تاویل الآیات: ۵۳۲؛ بصائر الدرجات: ۱/۵۲۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۵۷۶؛ تفسیر البرہان: ۵/۸۶۴؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۱/۵۱۵؛ بحارالانوار: ۲/۲۰۰؛ مختصر البصائر: ۲۲۲؛ ھدایۃ الابرار: ۱۶۶

[2] مراۃ العقول: ۶/۲۸۱

[3] المحاسن: ۱/۲۷۱؛ بحارالانوار: ۲/۲۰۴ و ۶۴/۴۱؛ تفسیر کنزالدقائق: ۹/۱۵۸؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/۵۲۷؛ تفسیر البرہان: ۵/۸۶۴

بیان:

إنما فرع غربة المؤمن على تفسيره بالمسلم و وصف المسلم بالنجيب لقلة المسلم و النجيب فيما بين الناس و شذوذه جدا و هذا معنى الغربة كما قيل

وللناس فيما يعشقون مذاهب

ولي مذهب فرد أعيش به وحدي

بتحقیق مومن کی غربت کوفرع کیا اس کی مسلم، تسلیم ہونے والے کی تفسیر کے ساتھ اور مسلم، تسلیم ہونے والے کی وصف لائے ہیں النجیب کے ساتھ، نجیب اور تسلیم ہونے والے کی لوگوں کے درمیان قلت کی خاطر اور یہ کمی اور قلت واقعی، جدی ہے اور یہی ہے غربت (غریب ہونے) کی معنی۔

جیسے کہا گیا اور لوگوں کے لیئے جس چیز میں وہ عشق کرتے ہیں مذاہب ہیں (زیادہ مذہب) اور میرے لیئے ایک مذہب جس کے ساتھ اکیلا زندگی گزارتا ہوں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

6/572 الكافي،١/٦/٣٩١/١ علي بن محمد عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنِ اَلْخَشَّابِ عَنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَبِيعٍ اَلْمُسْلِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا اَلْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَكْمِلَ اَلْإِيمَانَ كُلَّهُ فَلْيَقُلِ اَلْقَوْلُ مِنِّي فِي جَمِيعِ اَلْأَشْيَاءِ قَوْلُ آلِ مُحَمَّدٍ فِيمَا أَسَرُّوا وَ مَا أَعْلَنُوا وَ فِيمَا بَلَغَنِي عَنْهُمْ وَ فِيمَا لَمْ يَبْلُغْنِي .

(ترجمہ) یحیی بن زکریا سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو چاہتا ہے کہ اس کا ایمان کامل ہو اس کو چاہیے کہ تمام اشیاء میں وہی بات کرے جو آل محمدؐ کا قول ہو چاہے اس میں قول اعلانیہ ہو یا پوشیدہ ہو اور جو اس کے پاس ہماری طرف سے آئے یا ہماری طرف نہ آئے۔ [2]

بیان:

﴿في بعض النسخ و ليقبل مكان فليقل و كأنه تصحيف﴾
بعض نسخوں میں "ولیقبل" ہے، فلیقل کی جگہ پر اور گویا یہاں تصحیف ہوئی ہے۔

---

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۸۶۴

[2] مختصر البصائر: ۲۶۶؛ بحارالانوار: ۲۵/ ۳۶۴؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۸۶۴؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۸۳

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل مجہول ہے [1]

7/573 الكافى،۱/۳۹۱/۷/۱ الثلاثة عن ابن أذينة عن زرارة أو العجلى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: لَقَدْ خَاطَبَ اَللَّهُ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي كِتَابِهِ قَالَ قُلْتُ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ قَالَ فِي قَوْلِهِ (وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جاؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اَللهَ وَاِسْتَغْفَرَ لَهُمُ اَلرَّسُولُ لَوَجَدُوا اَللهَ تَوّاباً رَحِيماً. فَلاٰ وَرَبِّكَ لاٰ يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمٰا شَجَرَ بَيْنَهُمْ) فِيمَا تَعَاقَدُوا عَلَيْهِ لَئِنْ أَمَاتَ اَللَّهُ مُحَمَّداً أَلاَّ يَرُدُّوا هَذَا اَلْأَمْرَ فِي بَنِي هَاشِمٍ: (ثُمَّ لاٰ يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِمّٰا قَضَيْتَ) عَلَيْهِمْ مِنَ اَلْقَتْلِ أَوِ اَلْعَفْوِ (وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيماً).

(ترجمہ) زرارہ یا العجلی سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے امیرالمومنین علیہ السلام سے اپنی کتاب میں خطاب کیا ہے۔

میں نے عرض کیا: کس مقام پر خطاب فرمایا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اپنے اس قول میں: ”اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا تو تیرے پاس آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کی معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے۔سو تیرے رب کی قسم ہے یہ کبھی مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں۔(النساء:۶۴۔۶۵)“ یہ تو عہد و پیمان کرتے ہیں کہ اگر محمدؐ کو اللہ موت دے دے تو اس امر (حکومت و خلافت) کو بنی ہاشم کی طرف نہیں پلٹنے دینا۔”پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور سر تسلیم خم کریں۔(النساء:۶۵)۔“[2]

بیان:

﴿أراد ع أن المراد بظلمهم أنفسهم تعاقدهم فيما بينهم منازعين لله و لرسوله و للمؤمنين أن يصرفوا الأمر عن بني هاشم و أنه المراد بقوله فِيمٰا شَجَرَ بَيْنَهُمْ أي فيما وقع النزاع بينهم مع الله و رسوله و المؤمنين بهذا التعاقد فإن الله كان معهم و فيما بينهم كما قال سبحانه وَ هُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ ما لا يَرْضىٰ مِنَ الْقَوْلِ وَ كانَ اللّٰهُ بِما يَعْمَلُونَ مُحِيطاً و الرسول أيضا كان عالما بما أسروا من مخالفته فكأنه كان

[1] مراۃ العقول:۴/۲۸۳

[2] تاویل الآیات:۹ ۱۳؛تفسیر کنز الدقائق:۳/۷ ۴۵؛تفسیر نور الثقلین:۱/۵۱۱؛تفسیر البرہان:۲/۱۲۰و۵/۸۶۵؛بحارالانوار:۶۵/۲۳۳

فيهم شاهدا على منازعتهم إياه

و معنى تحكيمهم أمير المؤمنين ع على أنفسهم أن يقولوا له إنا ظلمنا أنفسنا بظلمنا إياك و إرادتنا صرف الأمر عنك مخالفة لله و لرسوله فاحكم علينا بما شئت و طهرنا كما شئت أما بالقتل أو العفو فالخطاب في كل من جاءوك و ربك و يحكموك إلى أمير المؤمنين ع و لعمري أنه هكذا ينبغي أن يكون معناه أ لا ترى إلى قوله عز و جل وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ و لو كان الخطاب إلى الرسول لقال و استغفرت لهم

امام علیہ السلام نے ارادہ کیا ہے کہ بتحقیق ان کے ان پر ظلم سے مراد ان کا کسی چیز میں ان کے درمیان تعاقد اور ہم پیمان ہونا، ہے جبکہ اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیئے منازعہ کرتے ہوئے۔ امر کو بنی ہاشم سے موڑنے پر۔

اور ان کے قول ''فیما شجر بینھم'' سے مراد یعنی: ان کے درمیان اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے ساتھ نزاع واقع ہے اس تعاقد اور ہم پیمان ہونے کے ساتھ بس خدا ان کے ساتھ ہے اور اس چیز میں جو ان کے درمیان ہے۔

جیسے خدا نے کہا اور جبکہ خدا ان کے ساتھ ہے جب وہ راتوں کو ناپسند باتیں (دل میں) کرتے ہیں اور خدا اس حال میں بھی جو کچھ کرتے احاطہ رکھتا ہے۔

اور رسول بھی جانتا ہے ان چیزوں کو جو وہ اس کی مخالفت میں چھپاتے ہیں بس گویا رسول ان کے درمیان گواہ ہے۔ ان کے رسول کے ساتھ منازعہ پر۔

اور ان کے علی علیہ السلام کو قاضی کرنے کی ان کے اوپر کے معنی یہ ہیں کہ وہ کہیں گے بتحقیق ہم نے تجھ پر ظلم کرنے کے ذریعے خود پر ظلم کیا ہے اور ہمارا تیرے امر سے پھرنے کا ارادہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت میں تھا، بس تو جو بھی ہم پر فیصلہ کرنا چاہتا ہے، کر اور جیسے چاہتا ہے ہمیں پاک کر پھر قتل کر کے یا معاف کر کے۔

بس یہاں سارا خطاب جو بھی کہا کہ جاؤک (وہ تیرے پاس آئے یا آتے ہیں) اور یحکموک (تجھے قاضی قرار دیتے ہیں) علی علیہ السلام کو ہے یعنی خدا نے امیر المومنین علیہ السلام کو آیت میں مخاطب قرار دیا ہے۔

اور مجھے میری قسم! اس کی معنی بھی یہی ہونے چاہیئے۔

کیا تو نے دیکھا نہیں خدا کے قول کی طرف کہ اس نے کہا: پھر ان کے لیئے رسول استغفار کرتا ہے اور اگر خطاب رسول کو ہوتا اور رسول مخاطب ہوتے تو کہتا کہ تو نے ان کے لیئے استغفار کیا (اے رسول)۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۲۸۳

8/574 الکافی،۱/۳۹۱/۸/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ اَلْعَظِيمِ اَلْحَسَنِيِّ عَنِ ابْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ اَلْحَكَمِ بْنِ أَيْمَنَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (اَلَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ اَلْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ) إِلَى آخِرِ اَلْآيَةِ قَالَ هُمُ اَلْمُسَلِّمُونَ لِآلِ مُحَمَّدٍ اَلَّذِينَ إِذَا سَمِعُوا اَلْحَدِيثَ لَمْ يَزِيدُوا فِيهِ وَلَمْ يَنْقُصُوا مِنْهُ جَاءُوا بِهِ كَمَا سَمِعُوهُ.

ترجمہ

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ صادق علیہ السلام سے خدا کے قول: ''وہ لوگ جو بات کو سنتے ہیں اور جو اس میں سے اچھی ہو اس کی اتباع کرتے ہیں۔۔۔۔۔تا آخر آیت۔(الزمر:۱۸)۔'' کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آل محمدؑ کو تسلیم کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں کہ جب حدیث سنتے ہیں تو اس میں نہ کوئی اضافہ کرتے ہیں اور اس سے کچھ کم کرتے ہیں، ویسے ہی اسے بیان کرتے ہیں جیسے اسے سنا تھا۔[1]

بیان:

﴿یعنی أنهم یتبعون محکمات کلامهم دون متشابهاته یعنی یقفون علی ظواهره مسلمین لهم لا یتصرفون فیه بآرائهم مأولین له بزیادة و نقصان فی المعنی و هذا المعنی هو المناسب للتسلیم و الأحسن و أما حمله علی الزیادة و النقصان فی اللفظ من دون تغییر فی المعنی فلا یناسبها مع أنهم ع رخصوا فی ذلك کما مضی فی أبو اب العقل و العلم﴾

یعنی: بتحقیق وہ ان کے کلام کے محکمات کی متشابہات کو چھوڑ کر اتباع اور پیروی کرتے ہیں، یعنی: وہ وقف کرتے ہیں ان کے کلام کے ظواہر پر، ان کے لیئے تسلیم ہوتے ہوئے، ان کے کلام میں تصرف نہیں کرتے اپنی آراء اور نظریات کے ساتھ جس میں تاویل کرتے ہوئے، معنی میں زیادتی اور نقص و کمی کے ساتھ۔

اور یہ معنی تسلیم کے لیئے مناسب ہے اور احسن ہے اور فقط لفظ میں معنی کے بغیر کم و زیادتی کرنا اس کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ اہل بیت علیہم السلام نے لفظ میں کمی بیشی کی اجازت دی ہے لیکن معنی میں نہیں دی۔

جیسا کہ یہ گزر گیا ابواب العقل والعلم میں۔

[1] مختصر البصائر: ۲۳۵؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۷۰۳ و ۵/ ۸۶۵؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۸۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۲۹۲؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۳۱۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۴۸۲؛ تاویل الآیات: ۵۰۲

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ علی بن اسباط ثقہ ہے [2] اور الحکم بن ایمن ثقہ علی التحقیق ہے کیونکہ کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے اور راجح ہے (واللہ اعلم)

۱۱۔باب وجوب إتيان الإمام بعد قضاء مناسك الحج

باب: مناسک حج پورے کرنے کے بعد امامؑ کے پاس آنے کا وجوب

1/575 الکافی،۱/۱/۳۹۲/۱ الثلاثة عن ابن أذينة عن الفضيل عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: نَظَرَ إِلَى اَلنَّاسِ يَطُوفُونَ حَوْلَ اَلْكَعْبَةِ فَقَالَ هَكَذَا كَانُوا يَطُوفُونَ فِي اَلْجَاهِلِيَّةِ إِنَّمَا أُمِرُوا أَنْ يَطُوفُوا بِهَا ثُمَّ يَنْفِرُوا إِلَيْنَا فَيُعْلِمُونَا وَلاَيَتَهُمْ وَ مَوَدَّتَهُمْ وَ يَعْرِضُوا عَلَيْنَا نُصْرَتَهُمْ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ اَلنَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ).

(ترجمہ) فضیل سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جب لوگوں کو حج کے دوران خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ ایسے ہی طواف کیا کرتے تھے۔ان لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ حج وطواف سے فارغ ہو کر ہماری طرف آئیں اور ہماری ولایت ومودت کے بارے میں ہم سے علم حاصل کریں اور ہمارے سامنے اپنی نصرت ومدد کو پیش کریں۔اس کے بعد آپؑ نے یہ آیت تلاوت کی: ”پس کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے۔(ابراہیم:۳۷)۔“ [3]

بیان:

﴿هكذا كانوا يطوفون يعنى من دون معرفة لهم بالمقصود الأصلى من الأمر بالإتيان إلى الكعبة و الطواف فإن إبراهيم على نبينا و آله و عليه السلام حين بنى الكعبة و جعل لذريته عندها مسكنا قال رَبَّنا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنا لِيُقِيمُوا الصَّلاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً

[1] مراۃ العقول:۴/ ۲۸۴

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۳۸۵

[3] تفسیر کنز الدقائق:۷/ ۸۷؛ تفسیر البرہان:۳/ ۳۱۳؛ تفسیر نور الثقلین:۲/ ۵۵۰؛ تفسیر العیاشی:۲/ ۲۳۴؛ بحار الانوار:۶۵/ ۸۷

مِنَ النَّاسِ تَهْوِی إِلَيْهِمْ فاستجاب الله دعاءه و أمر الناس بالإتيان إلى الحج من كل فج ليتحببوا إلى ذريته و يعرضوا عليهم نصرتهم و ولايتهم ليصير ذلك سببا لنجاتهم و وسيلة إلى رفع درجاتهم و ذريعة إلى تعرف أحكام دينهم و تقوية أيمانهم و يقينهم و عرض النصرة أن يقولوا لهم هل لكم من حاجة فی نصرتنا لكم فی أمر من الأمور و سيأتی هذا الخبر بإسناد آخر فی كتاب الحج إن شاء الله مع أخبار أخر فی هذا المعنى﴾

(هکذا کانو یطوفون) یہ لوگ اسی طرح طواف کیا کرتے تھے یعنی ائمہ طاہرین علیہم السلام کی معرفت کو چھوڑ کر جو کہ کعبہ اور طواف تک آنے کا مقصود اصلی ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی بنیاد رکھی اور اس کے نزدیک اپنی ذریت اور اولاد کے لئے ایک مسکن ورہائش گاہ قرار دی تو انہوں نے فرمایا:

رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ۔

''اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے محترم گھر کے نزدیک ایک بنجر وادی میں بسایا۔ اے ہمارے رب! تاکہ یہ نماز قائم کریں لہٰذا تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے۔''

پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حج کے لئے آئیں تاکہ وہ ان کی ذریت اور اولاد سے محبت کا اظہار کریں اور وہ ان کی نصرت اور ولایت کو تسلیم کریں تاکہ یہ چیز ان کے ایمان کی تقویت اور دین کے احکام کی معرفت کا ذریعہ اور ان کے بلندی درجات کا وسیلہ اور ان کی نجات کا سبب قرار پانے اور وہ ان کو ان کی نصرت سے اعراض کرنے بچائیں اور اس بات سے دور کریں کہ وہ ان کو یہ کہنے کی جرات کریں کہ کیا تم ہماری نصرت کے محتاج ہو اور ان امور میں سے یہ امر آپ کے اپنے ہیں۔

عنقریب یہ خبر انشاء اللہ دیگر اسناد کے ساتھ اور دوسری اخبار جو اس معنی میں ہیں کتاب الحج میں آئے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] یا پھر حدیث صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۲۸۵

[2] الامامۃ الالٰہیہ: ۵/ ۱۲۹

2/576 الکافی،۱/۳۹۲/۱/۲/۱ الاثنان عن ابن أسباط عن داود بن النعمان عن الحذاء قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ رَأَى اَلنَّاسَ بِمَكَّةَ وَ مَا يَعْمَلُونَ قَالَ فَقَالَ فِعَالٌ كَفِعَالِ اَلْجَاهِلِيَّةِ أَمَا وَ اَللَّهِ مَا أُمِرُوا بِهَذَا وَ مَا أُمِرُوا إِلاَّ أَنْ يَقْضُوا (تَفَثَهُمْ وَ لْيُوفُوا نُذُورَهُمْ) فَيَمُرُّوا بِنَا فَيُخْبِرُونَا بِوَلاَيَتِهِمْ وَ يَعْرِضُوا عَلَيْنَا نُصْرَتَهُمْ.

(ترجمہ) الحذا سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے جب لوگوں کو مکہ میں مناسک حج بجالاتے دیکھا تو فرمایا: یہ لوگ بھی زمانہ جاہلیت کی طرح عمل کرنے والے ہیں۔ خدا کی قسم! صرف اسی کا حکم ان کو نہیں دیا گیا بلکہ یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ وہ اپنے نفسوں کی کثافت دور کریں، اپنی نذروں کو وفا کریں پس وہ ہمارے پاس آئیں، ہمیں اپنی ولایت کی خبر دیں اور اپنی نصرت کو ہمارے لیے پیش کریں۔ [1]

بیان:

﴿التفث محركة في المناسك الشعث و إذهابه و إذهاب مطلق الوسخ و ما كان من نحو قص الأظفار و الشارب و حلق العانة و غير ذلك و تأويل قضاء التفث لقاء الإمام كما ورد في حديث ذريح عن أبي عبد الله ع و سيأتي ذكره في أبواب الزيارات من كتاب الحج إن شاء الله و جهة الاشتراك بين التفسير و التأويل التطهير فإن أحدهما تطهير للبدن عن الأوساخ الظاهرة و ما يجري مجراها و الآخر تطهير للقلب من الأوساخ الباطنة التي هي الجهل و الضلال و العمى﴾

''التفث'' کثافت یعنی ایسی کثافت جو مناسک میں محرک ہوتی ہے اور اس ے دور سے کرنے سے مراد مطلق میل میں کچیل کا دور کرنا ہے اور اسی طرح ناخنوں اور مونچھوں کا کاٹنا اور پیڑوں کے بالوں کے کاٹنا وغیرہ مراد ہے اور کثافت دور کرنے کی تاویل یہ ہے کہ امامؑ سے ملاقات کی جائے جیسا کہ حدیث ذریح میں وارد ہوا ہے جو انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی اور انشاء اللہ عنقریب اس کا ذکر کتاب الحج کے ابواب الزیارات میں آئے گا۔

تفسیر اور تاویل کے درمیان اشتراک کی وجہ تطہیر ہے کیونکہ ان دونوں میں سے ایک ظاہری میل کچیل سے بدن کو پاک کرنا ہے اور دوسری باطنی کثافتوں اور یعنی جہالت، گمراہی اور حقائق سے اندھا ہونے سے پاک کرنا مراد ہے۔

---

[1] تفسیر البرہان: ۳/۸۷۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۸۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۴۹۱؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۳۷۶

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۱] یا پھر حدیث صحیح ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

3/577 الکافی،۱/۲/۵۴۹/۴ محمد عن محمد بن الحسین عن محمد بن سنان عن عمار بن مروان عن جابر عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: تَمَامُ اَلْحَجِّ لِقَاءُ اَلْإِمَامِ .

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حج امامؑ کی ملاقات پر پورا ہوتا ہے۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۴] جبکہ الفقیہ والی سند کا صحیح ہے [۵] لیکن میرے نزدیک دونوں اسناد حسن ہیں اور کافی کی سند میں محمد بن سنان کی تضعیف اختلافی ہے جو ہمارے نزدیک توثیق راجح ہے اور عمار مروان ثویانی ثقہ ثابت اور تفسیر القمی وکامل الزیارات کا راوی ہے [۶] اور جابر الجعفی ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

4/578 الکافی،۱/۳/۳۹۲/۱ علی عن صالح بن السندی عن جعفر بن بشیر و محمد عن ابن عیسی عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ جَمِيعاً عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ سَدِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ دَاخِلٌ وَ أَنَا خَارِجٌ وَ أَخَذَ بِيَدِي ثُمَّ اِسْتَقْبَلَ اَلْبَيْتَ فَقَالَ يَا سَدِيرُ إِنَّمَا أُمِرَ اَلنَّاسُ أَنْ يَأْتُوا هَذِهِ اَلْأَحْجَارَ فَيَطُوفُوا بِهَا ثُمَّ يَأْتُونَا فَيُعْلِمُونَا وَلاَيَتَهُمْ لَنَا وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ)وَ إِنِّي لَغَفّٰارٌ لِمَنْ تٰابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صٰالِحاً ثُمَّ اِهْتَدىٰ (ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ إِلَى وَلاَيَتِنَا ثُمَّ قَالَ يَا سَدِيرُ فَأُرِيكَ اَلصَّادِّينَ عَنْ دِينِ اَللَّهِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ وَ سُفْيَانَ اَلثَّوْرِيِّ فِي ذَلِكَ اَلزَّمَانِ وَ هُمْ حَلَقٌ فِي اَلْمَسْجِدِ فَقَالَ هَؤُلاَءِ اَلصَّادُّونَ عَنْ دِينِ اَللَّهِ بِلاَ هُدًى مِنَ اَللَّهِ وَ لاَ كِتَابٍ مُبِينٍ إِنَّ هَؤُلاَءِ اَلْأَخَابِثَ لَوْ جَلَسُوا فِي بُيُوتِهِمْ فَجَالَ اَلنَّاسُ فَلَمْ يَجِدُوا أَحَداً

---

[۱] مراۃ العقول:۴/۶۸۲

[۲] مشاھدنا وقبور اھل البیتؑ:۹۲؛الامامۃ الالھیہ:۵/۱۲۹؛مشاعر الھیہ:۷۷

[۳] علل الشرائع:۲/۴۵۹؛عیون اخبار الرضاؑ:۲/۲۶۲؛من لایحضرہ الفقیہ:۲/۵۷۸؛وسائل الشیعہ:۱۴/۳۲۴و۳۲۵؛تفسیر نور الثقلین:۱/۱۸۳؛بحار الانوار:۹۶/۳۷۴؛تفسیر کنز الدقائق:۲/۱۷۲؛ھدایۃ الامہ:۵/۴۵۳

[۴] مراۃ العقول:۱۸/۲۵۸

[۵] لوامع صاحبقرانی:۸/۵۲۷

[۶] المفید من معجم رجال الحدیث:۴۲۱

يُخْبِرُهُمْ عَنِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ عَنْ رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَتَّى يَأْتُونَا فَنُخْبِرَهُمْ عَنِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ عَنْ رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

ترجمہ: سدیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا جبکہ آپؑ حرم میں داخل ہو رہے تھے اور میں باہر جا رہا تھا۔ آپؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بیت اللہ کے سامنے لے کر آئے اور فرمایا: اے سدیر! اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس گھر کے طواف کا حکم فقط اس لیے دیا ہے کہ وہ آئیں اور اس کا طواف کریں اور پھر ہمارے پاس آئیں تا کہ ہم ان کو اپنی ولایت کی تعلیم دیں اور اس کو اللہ تعالی کا یہ فرمان بیان کرتا: ''میں بہت زیادہ بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور عمل صالح بجالائے اور پھر وہ ہدایت حاصل کرے۔(طٰہٰ: ۸۲)۔''

پھر آپؑ نے اپنے سینے کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: وہ ہماری ولایت کی طرف ہدایت حاصل کرے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے سدیر! میں تجھے وہ لوگ دکھاؤں جو دین سے منہ موڑ چکے ہیں اور لوگوں کو دین خدا سے روکنے والے ہیں۔ اس دوران مسجد میں ابوحنیفہ اور سفیان ثوری مسجد الحرام میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو اللہ کے دین سے روکنے والے ہیں۔ ان لوگوں کو نہ خدا کی طرف سے ہدایت نصیب ہے اور نہ ان کے لیے کوئی روشنی دینے والی کتاب ہے۔ اگر یہ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے پس لوگ تلاش کرتے مگر ان کو کوئی نہ ملتا جو ان کو خداوند متعال اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بیان کرتا تو لوگ ہمارے پاس آتے اور ہم ان کو خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بیان کرتے۔ [1]

بیان:

و هو داخل أي في المسجد الحرام إلى ولايتنا أي اهتدى إلى ولايتنا فجال بالجيم من الجولان بمعنى الدوران و السير

''وھو داخل'' حالانکہ وہ داخل ہونے والے تھے، یعنی مسجد حرام میں۔ ''الی ولایتنا'' ہماری ولایت کی طرف یعنی اس نے ہماری ولایت کی طرف ہدایت حاصل کی۔ ''فجال'' اس نے چکر لگایا یا گھوما یہ لفظ ''جیم'' کے ساتھ ''الجولان'' سے ہے اور اس کا معنی چکر لگانا اور گھومنا ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن ہمارے نزدیک حدیث مجہول ہے کیونکہ ابی جمیلہ ثقہ علی التحقیق ہے اور صالح بھی ثقہ

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۱۳۲؛ بحار الانوار: ۴۷/ ۳۶۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۸۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۰۲۷؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۷۶۹

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۷۶۹

ہے مگر خالد بن عمار مجہول ہے (واللہ اعلم)

۱۲۔ باب من دان اللہ تعالی بغیر امام من اللہ

باب: جس نے منصوص من اللہ امامؑ کے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی

1/579 الکافی،۱/۱/۳۷۴/۱ العدۃ عن أحمد عن البزنطی عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ:)وَ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اِتَّبَعَ هَوٰاهُ بِغَيْرِ هُدىً مِنَ اَللّٰهِ (قَالَ يَعْنِي مَنِ اِتَّخَذَ دِينَهُ رَأْيَهُ بِغَيْرِ إِمَامٍ مِنْ أَئِمَّةِ اَلْهُدَى.

(ترجمہ) البزنطی نے امام علی رضا علیہ السلام سے خدا کے قول: "اس سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اللہ کی ہدایت کے بغیر اپنی خواہش کی پیروی کرے۔(القصص: ۵۰)" کے متعلق روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یعنی جو اپنا دین ہدایت کے اماموں میں سے کسی امام کے بغیر اپنی رائے سے بنالے۔[۱]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[۲]

2/580 الکافی،۱/۲/۳۷۴/۱ محمد عن محمد بن الحسین عن صفوان عن العلاء عن محمد قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: كُلُّ مَنْ دَانَ اَللَّهَ بِعِبَادَةٍ يُجْهِدُ فِيهَا نَفْسَهُ وَ لاَ إِمَامَ لَهُ مِنَ اَللَّهِ فَسَعْيُهُ غَيْرُ مَقْبُولٍ وَ هُوَ ضَالٌّ مُتَحَيِّرٌ وَ اَللَّهُ شَانِئٌ لِأَعْمَالِهِ وَ مَثَلُهُ كَمَثَلِ شَاةٍ ضَلَّتْ عَنْ رَاعِيهَا وَ قَطِيعِهَا فَهَجَمَتْ ذَاهِبَةً وَ جَائِيَةً يَوْمَهَا فَلَمَّا جَنَّهَا اَللَّيْلُ بَصُرَتْ بِقَطِيعٍ مَعَ غَيْرِ رَاعِيهَا فَحَنَّتْ إِلَيْهَا وَ اِغْتَرَّتْ بِهَا فَبَاتَتْ مَعَهَا فِي رِبْضَتِهَا فَلَمَّا أَنْ سَاقَ اَلرَّاعِي قَطِيعَهُ أَنْكَرَتْ رَاعِيَهَا وَ قَطِيعَهَا فَهَجَمَتْ مُتَحَيِّرَةً تَطْلُبُ رَاعِيَهَا وَ قَطِيعَهَا فَبَصُرَتْ بِغَنَمٍ مَعَ

---

[۱] غیبت نعمانی (مترجم): ۲۳۰ ح ۱۰۶ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۱۳۲؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۱۳؛ الاصول الستۃ عشر: ۲۱۸؛ قرب الاسناد: ۳۴۸ ح ۱۲۶۰؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۲۷۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۸۰؛ بحار الانوار: ۲۴/ ۱۴۳ و ۴۹/ ۲۶۵ و ۲۳/ ۷۸ و ۲/ ۳۰۲؛ اثبات الہداۃ: ۱/ ۱۱۳ و ۱۵۴؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۲۵۹؛ مکاتیب الآئمہؑ: ۵/ ۵۳؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۹۴

[۲] مراۃ العقول: ۴/ ۲۱۴؛ مجمع الفائدۃ: ۱۲/ ۲۹۹؛ مفاتیح الاصول: ۳۶۲

رَاعِيهَا فَحَنَّتْ إِلَيْهَا وَ اغْتَرَّتْ بِهَا فَصَاحَ بِهَا اَلرَّاعِي اِلْحَقِي بِرَاعِيكِ وَ قَطِيعِكِ فَإِنَّكِ تَائِهَةٌ مُتَحَيِّرَةٌ عَنْ رَاعِيكِ وَ قَطِيعِكِ فَهَجَمَتْ ذَعِرَةً مُتَحَيِّرَةً نَادَّةً لاَ رَاعِيَ لَهَا يُرْشِدُهَا إِلَى مَرْعَاهَا أَوْ يَرُدُّهَا فَبَيْنَا هِيَ كَذَلِكَ إِذَا اِغْتَنَمَ اَلذِّئْبُ ضَيْعَتَهَا فَأَكَلَهَا وَ كَذَلِكَ وَ اَللَّهِ يَا مُحَمَّدُ مَنْ أَصْبَحَ مِنْ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ لاَ إِمَامَ لَهُ مِنَ اَللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ ظَاهِراً عَادِلاً أَصْبَحَ ضَالاًّ تَائِهاً وَ إِنْ مَاتَ عَلَى هَذِهِ اَلْحَالِ مَاتَ مِيتَةَ كُفْرٍ وَ نِفَاقٍ وَ اِعْلَمْ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ أَئِمَّةَ اَلْجَوْرِ وَ أَتْبَاعَهُمْ لَمَعْزُولُونَ عَنْ دِينِ اَللَّهِ قَدْ ضَلُّوا وَ أَضَلُّوا فَأَعْمَالُهُمُ اَلَّتِي يَعْمَلُونَهَا (كَرَمٰادٍ اِشْتَدَّتْ بِهِ اَلرِّيحُ فِي يَوْمٍ عٰاصِفٍ لاٰ يَقْدِرُونَ مِمّٰا كَسَبُوا عَلىٰ شَيْءٍ ذٰلِكَ هُوَ اَلضَّلاٰلُ اَلْبَعِيدُ).

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو بندہ عبادت کرنے میں اپنے آپ کو سخت زحمت میں ڈالتا ہے لیکن اللہ کی طرف سے معین شدہ امام کو نہیں مانتا تو اس کے اعمال قبول نہیں ہوں گے، وہ گمراہ اور سرگردان ہوگا، خداوند عالم اس کے اعمال سے بیزاری کرے گا۔ اس کی مثال ایک بکری سی ہے جو اپنا چرواہا اور گلہ گم کر چکی ہے کہ وہ سارا دن ادھر اُدھر سرگردان گھومتی رہتی ہے پس جب رات ہوتی ہے تو اس کو ایک گلہ نظر آتا ہے جو اس کے چرواہے کا نہیں اور وہ اس کی طرف بھاگ جاتی ہے اور ان کے ساتھ ان کے باڑے میں رات بسر کرتی ہے۔ جب دوسرے دن وہ چرواہا اپنا گلہ لے کر نکلتا ہے تو اس کو ہانک دیتا ہے اور اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے پس وہ سرگردان گھومتی ہے اور وہ اپنے گلہ کو تلاش کرتی ہے۔ چنانچہ وہ بکری دوبارہ ایک گلہ کو اس کے چرواہے کے ساتھ دیکھتی ہے اور اس کی طرف بھاگ کر جاتی ہے اور اس کے ساتھ ملحق ہو جاتی ہے لیکن اس گلہ کا چرواہا بلند آواز سے چیختا ہے کہ اپنے گلہ اور اپنے چرواہے کی طرف جاؤ، تو اپنا گلہ اور چرواہا گم کر چکی ہے۔ پس وہ بکری سرگردان و پریشان ہوتی ہے اور آوارہ ہو جاتی ہے۔ اس کا کوئی چرواہا نہیں اور اس کا کوئی گلہ نہیں۔ اسی حالت میں ہوتی ہے کہ بھیڑیئے اس کو غنیمت جانتے ہیں اور اس کو گھیر لیتے ہیں اور وہ اس کو کھا جاتے ہیں۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایسے ہی اس اُمت کا کوئی فرد کہ جس کا کوئی عادل امام کہ جو اللہ کی طرف معین شدہ نہ ہو وہ گمراہ و سرگردان ہوتا ہے اور اگر وہ اس حالت میں مر جائے تو وہ کفر و نفاق کی موت مرا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جان لو! آئمہ جور اور ان کی اتباع کرنے والے دین خدا سے نکل چکے ہیں، وہ گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں اور جو وہ اعمال انجام دیتے ہیں" ان کی مثال راکھ کی ہے جس کو طوفانی ہوا اڑا کر لے جاتی ہے اور جو انھوں نے انجام دیا ہوتا ہے اس سے حصہ لینے کی قدرت و طاقت نہیں رکھتے۔ وہ پرلے درجے

کے گمراہ ہوتے ہیں۔(ابراہیم:۱۸)۔''[1]

بیان:

﴿شانئ مبغض فهجمت طرقت حنت اشتاقت ذعرة خائفة نادة شاردة نافرة ضيعتها ضياعها مات ميتة كفر و نفاق إشارة إلى

الحديث النبوي المشهور من مات و لم يعرف إمام زمانه مات ميتة جاهلية﴾

''شانیء''بغض رکھنے والا۔''فهجمت''پس اس نے راستہ طے کیا۔''حنّت''وہ مشتاق ہوئی۔''ذعرة'' خوفزدہ۔''سادّة''بدک کر بھاگنے والے۔''ضیعتھا''اس کا ضائع ہونا۔''مات مبتته کفر و نفاق''وہ کفر اور نفاق کی موت کی مرا، یہ اشارہ ہے مشہور ترین حدیث نبویؐ کی طرف (من مامے ولم یوف امام زمانه مات میتته جاهلینه)''جو اپنے زمانے کے امامؑ کی معرفت حاصل کیئے بغیر مرجائے تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[2]

3/581 الكافي،١/٣/٣٧٥/١ العدة عن ابن عيسى عن السراد عَنْ عَبْدِ ٱلْعَزِيزِ ٱلْعَبْدِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِنِّي أُخَالِطُ ٱلنَّاسَ فَيَكْثُرُ عَجَبِي مِنْ أَقْوَامٍ لاَ يَتَوَلَّوْنَكُمْ وَ يَتَوَلَّوْنَ فُلاَناً وَ فُلاَناً لَهُمْ أَمَانَةٌ وَ صِدْقٌ وَ وَفَاءٌ وَ أَقْوَامٌ يَتَوَلَّوْنَكُمْ لَيْسَ لَهُمْ تِلْكَ ٱلْأَمَانَةُ وَ لاَ ٱلْوَفَاءُ وَ ٱلصِّدْقُ قَالَ فَاسْتَوَى أَبُو عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ جَالِساً فَأَقْبَلَ عَلَيَّ كَالْغَضْبَانِ ثُمَّ قَالَ لاَ دِينَ لِمَنْ دَانَ ٱللَّهَ بِوَلاَيَةِ إِمَامٍ جَائِرٍ لَيْسَ مِنَ ٱللَّهِ وَ لاَ عَتْبَ عَلَى مَنْ دَانَ بِوَلاَيَةِ إِمَامٍ عَادِلٍ مِنَ ٱللَّهِ قُلْتُ لاَ دِينَ لِأُولَئِكَ وَ لاَ عَتْبَ عَلَى هَؤُلاَءِ قَالَ نَعَمْ لاَ دِينَ لِأُولَئِكَ وَ لاَ عَتْبَ عَلَى هَؤُلاَءِ ثُمَّ قَالَ أَ لاَ تَسْمَعُ لِقَوْلِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ ٱلظُّلُمَاتِ إِلَى ٱلنُّورِ) يَعْنِي مِنْ ظُلُمَاتِ ٱلذُّنُوبِ إِلَى نُورِ ٱلتَّوْبَةِ وَ ٱلْمَغْفِرَةِ

---

[1] الکافی:۱/۱۸۳؛تفسیر نور الثقلین:۲/۵۳۳؛تفسیر کنز الدقائق:۷/۴۴؛وسائل الشیعہ:۱/۱۱۸؛غیبت نعمانی (مترجم) ۲۲۵ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)؛ المحاسن:۱/۹۲و۹۳؛فضائل امیر المومنینؑ:۱۴۸؛تفسیر البرہان:۳/۲۹۴؛بحار الانوار:۲۳/۸۶؛الفصول المہمہ:۱/۶۶۵

[2] مراۃ العقول:۴/۲۱۴

لِوَلاَيَتِهِمْ كُلَّ إِمَامٍ عَادِلٍ مِنَ اَللَّهِ وَ قَالَ (وَ اَلَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ اَلطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ اَلنُّورِ إِلَى اَلظُّلُمَاتِ) إِنَّمَا عَنَى بِهَذَا أَنَّهُمْ كَانُوا عَلَى نُورِ اَلْإِسْلاَمِ فَلَمَّا أَنْ تَوَلَّوْا كُلَّ إِمَامٍ جَائِرٍ لَيْسَ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ خَرَجُوا بِوَلاَيَتِهِمْ إِيَّاهُ مِنْ نُورِ اَلْإِسْلاَمِ إِلَى ظُلُمَاتِ اَلْكُفْرِ فَأَوْجَبَ اَللَّهُ لَهُمُ اَلنَّارَ مَعَ اَلْكُفَّارِ (فَأُولٰئِكَ أَصْحَابُ اَلنَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ).

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: میں لوگوں سے ملتا رہتا ہوں۔ پس مجھے بڑا تعجب ہوا ان لوگوں پر جو آپؑ کو دوست نہیں رکھتے بلکہ فلاں فلاں کو دوست رکھتے ہیں لیکن ان میں امانت ہے، صداقت ہے اور وفا ہے برخلاف اس کے کہ آپؑ کے دوستوں کو دیکھتا ہوں تو نہ ان میں امانت ہے اور نہ وفا وصدق ہے۔

یہ سن کر امامؑ اٹھ کر بیٹھ گئے اور میری طرف خشمناک ہو کر آئے اور ارشاد فرمایا: نہیں ہے کوئی دین اُس کا جو قرب خدا حاصل کرنا چاہے ولایت امام جابر (یعنی جبر کرنے والا، ظالم، مطلق العنان) کے ساتھ اور نہیں ہے عتاب و عذاب اُس کے لیے جو قرب ایزدی حاصل کرے منصوص من اللہ امام عادل کی ولایت سے۔

میں نے عرض کیا: اُن کے لیے دین اور ان کے لیے عتاب نہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں، اُن کے لیے دین اور ان کے لیے عتاب نہیں ہے؟

پھر فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ اقدس نہیں سنا: ''اللہ سرپرست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لا چکے وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے۔ (البقرہ: ۲۵۷)۔''

اس سے مراد یہ ہے کہ گناہوں کی تاریکیوں سے توبہ اور مغفرت کے نور کی طرف بہ سبب ان کی محبت کے ہر امام عادل جو من جانب اللہ ہو۔

پھر ارشاد فرمایا: ''اور جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے سرپرست طاغوت ہیں، وہ انھیں نُور سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے آئے ہیں۔ (البقرہ: ۲۵۷)۔''

پس! وہ کون سا نور ہے کافر کے لیے جس سے اُس کو نکالا جاتا ہے؟ اصل میں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تھے نور اسلام میں لیکن چونکہ انھوں نے ایسے ظالم امام کو دوست رکھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے تو ان کی بنا پر وہ نور اسلام سے نکل کر ظلمت کفر میں آ گئے۔ پس خدا نے واجب کر دیا دوزخ کو ان پر کفار کے ساتھ۔ لہٰذا وہ جہنمی ہیں اور اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ [1]

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۲۳۷ ح ۱۱۳ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۱۳۸؛ تاویل الآیات: ۱۰۲؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۳۲۲ و ۶۵/ ۱۰۴ و ۶۹/ ۱۳۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۸/ ۱۷۴؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۵۲۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/ ۴۱۱؛ تفسیر الصافی: ۱/ ۲۸۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۲۶۶

بیان:

﴿لعل السر فيه أن إيمان المهتدين لما كان مبنيا على أصل أصيل و متابعتهم لإمام معصوم مطهر من الذنب فالذنب الذى يصدر منهم إنما يصدر على وجل و خوف و اضطراب فلذلك يوفقون للتوبة و المغفرة بخلاف مخالفيهم فإنه ليس بناء إيمانهم على أصل ثابت و لا متابعتهم لمعصوم فالطاعة التى تصدر منهم إنما تصدر مع عدم خلوص نية و لا صفاء طوية فتصير سببا للإعجاب و الغرور و الذنب الذى يصدر منهم إنما يصدر مع عدم مبالاة به و قلة خوف لأن أئمتهم كذلك فلذلك يصير ذلك سبب تراكم الظلمة على قلوبهم حتى يؤدى إلى الكفر و الجحود و استحقاق النار مع الخلود﴾

شاید اس میں یہ راز ہو کہ بیشک ہدایت حاصل کرنے والوں کا ایمان جب اصل پر مبنی ہے۔ اور ان کا اس امامؑ کی پیروی کرنا جو گناہوں سے پاک اور معلوم ہے۔ تو ان سے جو بھی گناہ صادر ہوتا ہے تو وہ ڈر خوف اور اضطراب کی وجہ سے صادر ہوتا ہے۔ پس اس لیے ان کو توبہ اور مغفرت کی توفیق دی جاتی ہے بانسبت ان کی مخالفین کے اس کہ ان (کے مخالفین) کے ایمان کی بنیاد اصل ثابت پر نص ہوتی اور نہ ہی وہ معلوم کی پیروی کرتے ہیں لہٰذا وہ اطاعت جو ان سے ظاہر ہوتی ہے تو وہ فقط خلوص نیت کے بغیر ہوتی ہے۔ پس یہ چیز غرور اور تکبیر کا سبب ہوتی ہے۔ اور ان سے جو گناہ صادر ہوتا ہے تو وہ بغیر کسی خوف و ڈر کے صادر ہوتا ہے اس پتے کہ ان کے آئمہ بھی ایسے ہی ہیں۔ اور اس لیے یہ چیز ان کے دلوں پر ظلمت و تاریکی کے پڑ جانے کا سبب بنتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ کفر اور جحود کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ کے لیے جہنم کے مستحق قرار پاتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱]

4/582 الكافى،۱/۴/۳۷۶/۱ عنه عن هشام بن سالم عن عَنْ حَبِيبٍ اَلسِّجِسْتَانِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَأُعَذِّبَنَّ كُلَّ رَعِيَّةٍ فِي اَلْإِسْلاَمِ دَانَتْ بِوَلاَيَةِ كُلِّ إِمَامٍ جَائِرٍ لَيْسَ مِنَ اَللَّهِ وَإِنْ كَانَتِ اَلرَّعِيَّةُ فِي أَعْمَالِهَا بَرَّةً تَقِيَّةً وَلَأَعْفُوَنَّ عَنْ كُلِّ رَعِيَّةٍ فِي اَلْإِسْلاَمِ دَانَتْ بِوَلاَيَةِ كُلِّ إِمَامٍ عَادِلٍ مِنَ اَللَّهِ وَ إِنْ كَانَتِ اَلرَّعِيَّةُ فِي أَنْفُسِهَا ظَالِمَةً مُسِيئَةً.

(ترجمہ) حبیب سجستانی سے روایت ہے کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جو اسلام میں داخل ہیں میں

---

[۱] مراۃ العقول:۴/۲۱۷

ان میں سے ہر اس رعیت پر عذاب کروں گا جس نے عبادت کی ہوگی ہر ایسے امام کی ولایت کے تحت جو ظالم ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو اگرچہ اس رعیت کے اعمال کتنے ہی نیک اور پرہیزگارانہ ہوں اور بخش دوں گا ہر اُس مسلمان کو جو عبادت کرے گا اُس امام کے تحت جو عادل ہو اور من جانب اللہ ہو اگرچہ اس رعیت کے اعمال کتنے ہی خراب کیوں نہ ہوں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے جبکہ ضمیر "عنه" ابن محبوب کی طرف راجح ہو [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے جب کہ حبیب السجستانی ثقہ ثابت ہو اور ہمیں اس کے حالات معلوم نہیں ہو سکے ہیں البتہ بعض علماء نے اسی سند کو بعض دیگر مقامات پر صحیح قرار دیا ہے [۳] اور یہی توثیق ہمیں معلوم ہے (واللہ اعلم)

5/583 الکافی،۱/۳۷۶/۵/۱ علی بن محمد عن ابن جمهور عن أبيه عن صفوان عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ لاَ يَسْتَحْيِي أَنْ يُعَذِّبَ أُمَّةً دَانَتْ بِإِمَامٍ لَيْسَ مِنَ اَللَّهِ وَإِنْ كَانَتْ فِي أَعْمَالِهَا بَرَّةً تَقِيَّةً وَإِنَّ اَللَّهَ لَيَسْتَحْيِي أَنْ يُعَذِّبَ أُمَّةً دَانَتْ بِإِمَامٍ مِنَ اَللَّهِ وَإِنْ كَانَتْ فِي أَعْمَالِهَا ظَالِمَةً مُسِيئَةً.

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: خدا نہیں حیا کرتا عذاب دینے سے اُس گروہ کو جو عبادت کرے امام جابر کی ولایت و محبت کے تحت چاہے اُن کے اعمال کتنے ہی نیک ہوں اور حیا کرتا ہے عذاب دینے میں اس گروہ کو جو عبادت کرے امام منصوص من اللہ کی محبت کے ساتھ چاہے ان کے اعمال کیسے ہی خراب ہوں۔ [۴]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۵]

---

[۱] امالی طوسی: ۶۳۴؛ المحاسن: ۱/ ۹۴؛ غیبت نعمانی (مترجم) ۲۳۶ ح ۱۱۲ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)؛ الجواہر السنیہ: ۵۶۱؛ بحارالانوار: ۲۷/ ۲۰۱ و ۱۹۳ و ۶۵/ ۱۰۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۲۶۵؛ اثبات الهداة: ۱/ ۱۵۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۴۶؛ شرح الزیارة الجامعة الکبیرة: ۴/ ۱۲۰؛ تفسیر البیان قبیسی: ۵/ ۲۷۸؛ ثواب الاعمال: ۲۰۶؛ الاختصاص: ۲۵۹؛ بشارة المصطفیٰ: ۲۱۷

[۲] مراۃ العقول: ۴/ ۲۱۸

[۳] من لایحضرہ: ۴/ ۱۳۲ ح ۵۲۸۷؛ روضة المتقین: ۱۰/ ۳۸۸؛ تنقیح مبانی الاحکام: ۲۸۶؛ المباحث الفقهیہ: ۲۹/ ۱۳۰؛ استفتاءت قضائی: ۲۴۸

[۴] غیبت نعمانی (مترجم): ۲۳۹ ح ۱۱۴ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز): بحارالانوار: ۶۵/ ۱۱۳

[۵] مراۃ العقول: ۴/ ۲۲۲

6/584 الکافی،۱/۳۷۷/۴/۱ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ عَبْدِ اَلْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْحَسَنِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ عَامِرٍ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ زَائِدَةَ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : مَنْ دَانَ اَللَّهَ بِغَيْرِ سَمَاعٍ عَنْ صَادِقٍ أَلْزَمَهُ اَللَّهُ اَلْبَتَّةَ إِلَى اَلْعَنَاءِ وَمَنِ اِدَّعَى سَمَاعاً مِنْ غَيْرِ اَلْبَابِ اَلَّذِي فَتَحَهُ اَللَّهُ فَهُوَ مُشْرِكٌ وَ ذَلِكَ اَلْبَابُ اَلْمَأْمُونُ عَلَى سِرِّ اَللَّهِ اَلْمَكْنُونِ.

(ترجمہ) مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص سچے امام سے علم حاصل کیے بغیر اور اس سے دین لیے بغیر خدا کی عبادت کرتا ہے تو اس نے فقط اپنے آپ کو رنج و مشقت میں ڈالا ہے اور جو خدا نے دروازہ معین کیا ہے اگر کوئی اس کے علاوہ کسی اور سے سننے کا دعویٰ کرے تو وہ شخص مشرک ہے اور یہ وہ دروازہ ہے کہ جو خدا کے پوشیدہ راز پر امین ہے۔[1]

بیان:

﴿ألزمه الله البتة في بعض النسخ التيه بتقديم المثناة الفوقانية على المثناة التحتانية بمعنى الحيرة و على التقديرين لا بد من تضمين ما يتعدى بإلى أو تقديره كالوصول في الأول و الموصل في الثاني و ما يقرب منهما﴾

''الزمه الله البتة'' اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پکڑے گا۔ بعض نسخوں میں ''التیہ'' آیا ہے، مثناہ فوقانیہ کے مثناہ تحتانیہ پر مقدم ہونے کی وجہ سے حیرت کا معنی ہے اور ان دونوں کے مقدر ہونے پر ضروری ہے ''الی'' کے ذریعہ تعدی کیا جائے یا اس کا مقدر ہوتا ہے جیسے کہ اول میں وصول اور ثانی میں موصل اور دونوں میں ایک دوسرے کے قریب۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ضعیف علی المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

7/585 الکافی،۱۶۳/۱۶۱/۸ سهل عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُرَازِمٍ وَ يَزِيدَ بْنِ حَمَّادٍ جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ فِيمَا أَظُنُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ أَنَّ غَيْرَ وَلِيِّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَتَى اَلْفُرَاتَ وَ قَدْ أَشْرَفَ مَاؤُهُ عَلَى جَنْبَيْهِ وَ هُوَ يَزُخُّ زَخِيخاً فَتَنَاوَلَ بِكَفِّهِ وَ قَالَ بِسْمِ اَللَّهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ كَانَ (دَماً مَسْفُوحاً أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ).

---

[1] غیبت نعمانی ایضاً: ۲۴۲ حدیث ۱۱۷ (ایضاً)؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/۱۲۸؛ بحار الانوار: ۲/۱۰۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۴۰

[2] مراۃ العقول: ۴/۲۲۲

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے رایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بغیر فرات پر آئے اور اس کا پانی اس کے دونوں پہلوؤں تک پہنچے اور زیادہ برق کی طرح ہاتھ مارے پس وہ ایک مٹھی میں اس سے پانی لے اور پینے کے لئے بسم اللہ بھی کہے گا اور پینے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی کہے گا تو بھی وہ اس کے لیے خون گرانے یا سور کے گوشت کی طرح (حرام) ہے ۔[1]

بیان:

﴿الزخیخ بالمعجمات البریق و الدفع فی وهدة أراد أن ماء الفرات مع برکته و وفوره و بریقه و صفائه و ذکر الله عز و جل عند شربه أولا و آخرا حرام علی من لم یکن لعلی ع ولیا کحرمة الدم و لحم الخنزیر﴾

''الزخیخ'' برق کی تیزی طرح چمکنا اور گہرائی میں گرنا، امامؑ نے فرات کے پانی کا ارادہ فرمایا جو اپنی برکت، تازگی، چمک اور خالص ہونے کے ساتھ برقرار ہے۔ آپؑ نے اس پانی کو پینے سے پہلے اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا، لہٰذا جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا قائل نہیں ہے اس پر یہ پانی اسی طرح حرام ہے جیسے خون اور خنزیر کا گوشت۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک یہ سند موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ عامہ ہے اور ابن مرازم بھی ثقہ ہے نیز اسی طرح کا مضمون شیخ صدوق نے اپنی سند سے نقل کیا ہے اور وہ سند حسن ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مجمع البحرین: ۲/ ۴۳۲؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۲۷۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۱/ ۳۶؛ امالی صدوق: ۶۵۷ (بفرق الفاظ)؛ بحارالانوار: ۲۷/ ۲۱۸

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۲۴؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۴۸۵

۱۳۔باب من مات و ليس له إمام من أئمة الهدى

باب: جو مرجائے اور اس کا لیے ہدایت کے اماموںؑ میں سے کوئی امامؑ نہ ہو۔

1/586 الكافى،١/١/٣٧٦/١ الاثنان عن الوشاء عن أحمد بن عائذ عن ابن أذينة عَنِ اَلْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: اِبْتَدَأَنَا أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَوْماً وَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ إِمَامٌ فَمِيتَتُهُ مِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ فَقُلْتُ قَالَ ذَلِكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ إِي وَ اَللَّهِ قَدْ قَالَ قُلْتُ فَكُلُّ مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ فَمِيتَتُهُ مِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ قَالَ نَعَمْ.

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے از خود بات کی ابتدا کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔

میں نے عرض کیا: کیا یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، خدا کی قسم۔

میں نے عرض کیا: جو کوئی بھی مرجائے اور اس کا کوئی امام نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف المشہور ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/587 الكافى،١/٢/٣٧٦/١ الاثنان عن الوشاء عن عبد الكريم بن عمرو عن ابن أبي يعفور قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ مَاتَ وَلَيْسَ لَهُ إِمَامٌ فَمِيتَتُهُ مِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ قَالَ قُلْتُ مِيتَةُ كُفْرٍ قَالَ مِيتَةُ ضَلاَلٍ قُلْتُ فَمَنْ مَاتَ اَلْيَوْمَ وَلَيْسَ لَهُ إِمَامٌ فَمِيتَتُهُ مِيتَةٌ جَاهِلِيَّةٌ فَقَالَ نَعَمْ.

---

[1] مسند الامام الصادقؑ: ٣/٢٣٩؛ جواہر الکلام فی معرفۃ الامامۃ والامام میلانی: ٢٩٤

[2] مراۃ العقول: ٤/٢٢٠

(ترجمہ) ابن ابویعفور سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے بارے میں پوچھا: "جو اس حالت میں مرا کہ اس کا کوئی امام نہ تھا تو وہ جاہلیت کی موت مرا" اور میں نے عرض کیا کہ کفر کی موت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: گمراہی کی موت مراد ہے۔

میں نے عرض کیا: پس جو کوئی آج کے زمانہ میں مرے جبکہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو کیا وہ جاہلیت کی موت مرا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/588 الکافی،۱/۳۷۷/۳/۱ القمیان عن صفوان عن الفضیل عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ مَاتَ لاَ يَعْرِفُ إِمَامَهُ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً قَالَ نَعَمْ قُلْتُ جَاهِلِيَّةً جَهْلاَءَ أَوْ جَاهِلِيَّةً لاَ يَعْرِفُ إِمَامَهُ قَالَ جَاهِلِيَّةً كُفْرٍ وَ نِفَاقٍ وَ ضَلاَلٍ.

(ترجمہ) حارث بن مغیرہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ جو اس حال میں مر گیا کہ اس نے اپنے امام کو نہ پہچانا تو وہ کفر کی موت مر گیا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: جاہلیت سے مراد جہالت ہے یا جاہلیت سے مراد امام کی معرفت کا نہ ہونا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جاہلیت سے مراد کفر، نفاق اور گمراہی ہے۔ [3]

بیان:

جهلاء تأكيد للجاهلية

"جہلاء" (لفظ) جاہلیت کے لیے تاکید ہے۔

---

[1] اثبات الہداۃ:۱/۱۱۳؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۲۴۴؛ اثبات الہداۃ:۱/۱۱۴؛ الفصول المہمہ:۱/۳۸۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۳/۴۹۶

[2] مراۃ العقول:۴/۲۲۰

[3] بحار الانوار:۸/۳۶۲؛ وسائل الشیعہ:۲۸/۳۵۳؛ اثبات الہداۃ۱/۱۱۴؛ الفصول المہمہ:۱/۳۸۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۳/۴۹۶

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۱]

۱۴۔ باب فیمن عرف الحق من ولد فاطمة علیہا السلام و من أنکر

باب: اُس شخص کے بارے میں جس نے اولاد فاطمہؑ کے حق کو پہچانا اور جس نے انکار کیا

1/589 الکافی،۱/۳۷۷/۱/۱ العدة عن ابن عیسی عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اِمْرَأَتَهُ وَ بَنِيهِ مِنْ أَهْلِ اَلْجَنَّةِ ثُمَّ قَالَ مَنْ عَرَفَ هَذَا اَلْأَمْرَ مِنْ وُلْدِ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ لَمْ يَكُنْ كَالنَّاسِ.

ترجمہ: سلیمان بن جعفر سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سُنا، آپؑ نے فرمایا: علی بن عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام، ان کی زوجہ اور اولاد اہلِ جنّت سے ہیں۔

پھر فرمایا: اولادِ علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام میں سے جو کوئی اس امر (امامت) کی معرفت رکھتا ہے وہ عام لوگوں کی طرح نہیں ہے۔ [۲]

بیان:

﴿و ذلك لأن أسباب البغض و الحسد فی ذوی القربی أكثر و أحكم و أشد فمن نفی عن نفسه ذلك منهم مع ذلك فقد أكمل الفتوة و المروة و الرجولية﴾

یہ اس لیے ہے کہ بیشک ذوی القربی کے بارے میں بغض اور حسد کے اسباب بہت زیادہ ہیں اور یہ محکم اور شدید ترین ہیں۔ پس جس نے اپنی ذات سے ان کی نفی کی تو وہ کامل ترین جوان، انسان اور مرد ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۳]

---

[۱] مراۃ العقول: ۴/۲۲۱

[۲] بحار الانوار: ۴۹/۲۳۲؛ مسند علی بن ابراہیم القمی: ۱/۲۴۷؛ الموسوعہ الکبری عن فاطمۃ الزہراؑ: ۷/۲۴۵

[۳] مراۃ العقول: ۴/۲۲۴

2/590 الکافی،۱/۳۷۷/۲/۱ الاثنان عن الوشاء عن أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ اَلْحَلاَّلُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَخْبِرْنِي عَمَّنْ عَانَدَكَ وَ لَمْ يَعْرِفْ حَقَّكَ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ هُوَ وَ سَائِرُ اَلنَّاسِ سَوَاءٌ فِي اَلْعِقَابِ فَقَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ يَقُولُ عَلَيْهِمْ ضِعْفَا اَلْعِقَابِ.

ترجمہ: احمد بن عمر الحلال سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے بتایئے اولاد فاطمہ علیہا السلام میں سے جو شخص آپؑ سے عناد رکھتا ہے اور آپؑ کے حق کا عارف نہیں ہے تو کیا وہ عذاب میں دوسرے لوگوں کے برابر ہے؟ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام نے فرمایا: اس کو دوگناہ عذاب ہوگا۔ [1]

بیان:

﴿الضعف المثل و إنما ضوعف عليهم العقاب لأن ضرر جحودهم أكثر لإفضائه إلى ضلال الناس بهم أكثر من ضلالهم بغيرهم﴾

''الضعف'' اس سے مراد ایک مثال ہے اور ان کو دوگنا عذاب دیا جائے گا کیونکہ ان کے انکار کا ضرر بہت زیادہ ہے اور یہ انکار لوگوں کو گمراہی میں ڈالنے والا ہے اور ان کی وجہ سے اکثر لوگ گمراہ ہوں گے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے کیونکہ معلّی ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/591 الکافی،۱/۳۷۷/۳/۲ الاثنان عن الحسن بن راشد عن علی المیثمی عن ربعی عن البصری قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْمُنْكِرُ لِهَذَا اَلْأَمْرِ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَ غَيْرِهِمْ سَوَاءٌ فَقَالَ لِي لاَ تَقُلِ اَلْمُنْكِرُ وَ لَكِنْ قُلِ اَلْجَاحِدُ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَ غَيْرِهِمْ قَالَ أَبُو اَلْحَسَنِ فَتَفَكَّرْتُ فِيهِ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ: (فَعَرَفَهُمْ وَ هُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ).

ترجمہ: البصری سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: امر امامت کا انکار کرنے والا بنی ہاشم سے ہو یا غیر بنی ہاشم سے کیا عذاب میں برابر ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو منکر (نادانستہ انکار کرنے والا) نہ کہو بلکہ بنی ہاشم میں سے ہو یا غیر بنی ہاشم میاں سے تم اسے جاحد (دانستہ انکار کرنے والا) کہو۔

---

[1] الکوثر فی احوال فاطمہؑ: ۷/ ۳۱۸؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ: ۷/ ۲۶۷؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۲۲۹

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۲۲۵

ابوالحسن کا بیان ہے کہ میں نے غور وفکر کیا (اس میں فرق کیا ہے) تو مجھے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے بارے میں خدا کا فرمان یاد آ گیا: ''پس اس (یوسفؑ) نے انہیں پہچان لیا مگر وہ (یعنی برادران یوسف) اس کے منکر تھے۔ (الیوسف:۵۸)۔''[۱]

بیان:

﴿الجحد الإنكار مع العلم و الإنكار يقابل المعرفة و لما كانت بنو هاشم عالمين بأمرهم ع ما ناسب إطلاق الإنكار على فعلهم معهم بل كان إطلاق الجحد عليه أوفق و إنما اكتفى ع في جواب السائل بهذا الاعتراض لأن السائل نفسه اكتفى به و بفهم جوابه بنفسه عن إعادة السؤال ثانيا فاغتنم ع الفرصة للسكوت عنه﴾

''الجحد'' اس کا معنی جان بوجھ کر انکار کرنا ہے۔ اور انکار معرفت کے مقابلہ میں ہے۔ اور جب بنو ہاشم آئمہ کے امر کو جاننے والے تھے تو انکار کا اطلاق ان کے ساتھ ان کے فصل پر مناسب نہیں ہے بلکہ ان پر جحد کا اطلاق ہی بہتر رہے گا۔

پس امامؑ نے سائل کے اس اعتراض کے جواب میں یہی کافی سمجھا اس لیے کہ سائل بھی اسی پر اکتفاء کیے ہوئے تھا چہ جائے کہ وہ دوسرا سوال کرے تو امامؑ خاموشی اختیار کرتے ہوئے فرصت کے ساتھ پوشیدہ ہو گئے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[۲]

4/592 الكافي،١/٣٧٨/٤/١ العدة عن أحمد عن البزنطي قَالَ: سَأَلْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قُلْتُ لَهُ اَلْجَاحِدُ مِنْكُمْ وَ مِنْ غَيْرِكُمْ سَوَاءٌ فَقَالَ اَلْجَاحِدُ مِنَّا لَهُ ذَنْبَانِ وَ اَلْمُحْسِنُ لَهُ حَسَنَتَانِ.

(ترجمہ) البزنطی سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: کیا امر امامت کا انکار کرنے والا آپؑ میں سے ہو یا غیر میں سے، دونوں برابر ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جو ہم میں سے ہوگا اس منکر کا گناہ دوہرا ہوگا اور جو نیکی کرنے والا ہوگا اس کی نیکیاں دوہری ہوں گی۔[۳]

---

[۱] الکوثر موسوی:۷/ ۳۱۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۴۰

[۲] مراۃ العقول:۴/ ۲۲۶

[۳] قرب اسناد:۳۵۷ (بفرق الفاظ)؛ عوالم العلوم:۱۸/ ۲۶۷؛ بحار الانوار:۴۶/ ۱۸۱؛ مسند الامام الرضاؑ:۱/ ۲۲۹

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۱]

۱۵۔ باب ما یجب علی الناس عند مضی الإمام

باب: امام کے گزر جانے کے وقت لوگوں پر کیا واجب ہے

1/593 الکافی،۱/۱/۳۷۹/۱ محمد عن محمد بن الحسين عن صفوان عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذَا حَدَثَ عَلَى اَلْإِمَامِ حَدَثٌ كَيْفَ يَصْنَعُ اَلنَّاسُ قَالَ أَيْنَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (فَلَوْ لاٰ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طٰائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي اَلدِّينِ وَ لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذٰا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ) قَالَ هُمْ فِي عُذْرٍ مَا دَامُوا فِي اَلطَّلَبِ وَ هَؤُلاَءِ اَلَّذِينَ يَنْتَظِرُونَهُمْ فِي عُذْرٍ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَيْهِمْ أَصْحَابُهُمْ.

ترجمہ: یعقوب بن شعیب سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جب امام کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ جائے (یعنی وقت شہادت آ جائے) تو لوگوں کو کیا کرنا چاہیے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کا فرمان کہاں جائے گا: ''پس یہ تو نہیں ہو سکتا کہ سب کے سب مومنین نکل کھڑے ہوں، پا حر کیوں نہ ہر گروہ سے ایک جماعت نکل پڑے تا کہ وہ دین کا علم حاصل کریں اور جب واپس آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں تا کہ وہ بچ جائیں۔ (توبہ: ۱۲۲)۔''

امامؑ نے فرمایا: وہ لوگ معذور ہیں جب تک (علم کی) تلاش میں رہیں اور دوسرے لوگ بھی اس وقت تک معذور ہیں یہاں تک کہ وہ (علم حاصل کرنے کے بعد) اپنے اصحاب کی طرف نہ لوٹ جائیں۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۳]

---

[۱] مراۃ العقول: ۴/ ۲۲۷؛ الرسائل الاعتقادیۃ: ۳۹۱

[۲] اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۱۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۵۷۲؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۸۶۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۲۸۲؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۳۸۹؛ مجمع البحرین: ۳/ ۴۹۹

[۳] مراۃ العقول: ۴/ ۲۲۸؛ دراسات اصول الفقہ: ۲/ ۱۳۳؛ فرائد الاصول: ۲۸۰؛ المفید فی شرح اصول الفقہ: ۲/ ۱۱۰؛ الرسائل الجدیدہ: ۱۴۸؛ مجمع الفوائد: ۴/ ۴۸۵؛ الوصائل الی الرسائل: ۳/ ۳۴۴

2/594 الکافی،۱/۱/۳/۳،۹/۱ عنه عن ابن عیسی عن محمد بن خالد عن النضر عن یحیی الحلبی عن العجلی عن محمد قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ بَلَغَنَا شَكْوَاكَ وَ أَشْفَقْنَا فَلَوْ أَعْلَمْتَنَا أَوْ عَلَّمْتَنَا مَنْ قَالَ إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ عَالِماً وَ اَلْعِلْمُ يُتَوَارَثُ فَلاَ يَهْلِكُ عَالِمٌ إِلاَّ بَقِيَ مِنْ بَعْدِهِ مَنْ يَعْلَمُ مِثْلَ عِلْمِهِ أَوْ مَا شَاءَ اَللَّهُ قُلْتُ أَ فَيَسَعُ اَلنَّاسَ إِذَا مَاتَ اَلْعَالِمُ أَلاَّ يَعْرِفُوا اَلَّذِي بَعْدَهُ فَقَالَ أَمَّا أَهْلُ هَذِهِ اَلْبَلْدَةِ فَلاَ يَعْنِي اَلْمَدِينَةَ وَ أَمَّا غَيْرُهَا مِنَ اَلْبُلْدَانِ فَبِقَدْرِ مَسِيرِهِمْ إِنَّ اَللَّهَ يَقُولُ (وَ مٰا كٰانَ اَلْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْ لاٰ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طٰائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي اَلدِّينِ وَ لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذٰا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ) قَالَ قُلْتُ أَ رَأَيْتَ مَنْ مَاتَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ هُوَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ خَرَجَ (مِنْ بَيْتِهِ مُهٰاجِراً إِلَى اَللّٰهِ وَ رَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ اَلْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اَللّٰهِ) قَالَ قُلْتُ فَإِذَا قَدِمُوا بِأَيِّ شَيْءٍ يَعْرِفُونَ صَاحِبَهُمْ قَالَ يُعْطَى اَلسَّكِينَةَ وَ اَلْوَقَارَ وَ اَلْهَيْبَةَ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: خدا آپؑ کو جزائے خیر عطا فرمائے! آپؑ کا شکوہ ہمارے پاس پہنچا ہے اور ہم پریشان ہوئے ہیں پس بہتر یہ ہے کہ آپؑ ہمیں تعلیم دیں یا جو ہمیں علم دے اس کو ہمارے لیے معین کر دیں۔

آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام وہ عالم تھے جنھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم ارث میں پایا تھا پس کوئی عالم نہیں مرے گا مگر یہ کہ اس کے بعد کوئی ایسا ضرور باقی رہے گا جس نے اس سے علم حاصل کیا ہوا ہو گا یا اس سے کہ جس سے خدا چاہے گا۔

میں نے عرض کیا: کیا لوگوں کو حق ہے کہ وہ مرنے والے عالم کے بعد، بعد والے عالم کی معرفت حاصل نہ کریں؟

آپؑ نے فرمایا: اہل مدینہ کے لیے یہ حق نہیں ہے (ان کے لیے معرفت حاصل کرنا آسان ہے) لیکن دوسرے شہروں کے لوگوں کے لیے عذر ہے وہ بھی اتنی دیر کہ جتنا ان کا مدینہ سے فاصلہ ہے (تاکہ وہ آئیں اور معرفت حاصل کر کے واپس جائیں اور لوگوں کو اس کی اطلاع دیں)۔ اس کو خدا نے بیان یوں کیا ہے: ''تمام مومنین کے لیے مشکل ہے کہ وہ سب کے سب نکلیں پس ہر گروہ سے ایک جماعت کیوں نہیں نکلتی کہ وہ دین کا علم وفہم حاصل کریں تاکہ واپس آ کر اپنی قوم کو ڈرائیں تاکہ وہ ڈرنے والے ہو جائیں۔ (التوبہ:۱۲۲)۔''

میں نے عرض کیا: اگر کوئی علم دین حاصل کرنے کے لیے نکلے اور دوران راہ مر جائے تو اس کا حکم کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا مقام و درجہ ان لوگوں کی مانند ہے: ''جو بندہ اپنے گھر سے اس طرح نکلتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ہجرت کرنے والا ہے اور اس دوران اس کو موت آ جائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔(النساء:۱۰۰)۔'' میں نے عرض کیا: اگر وہ آئیں تو کس نشانی کے تحت اپنے صاحب (امام) کی معرفت حاصل کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: تمھارے امام کو سکینہ، وقار اور ہیبت دی گئی ہوگی۔ [1]

بیان:

﴿شكواك علتك أشفقنا خفنا أن تجيب داعي الله و تختار الآخرة على الدنيا فنبقى في حيرة من أمرنا فلو أعلمتنا من الإمام بعدك أو علمنا من طريق آخر من هو و لو للتمني و إنما لم يعلمه به بشخصه خوفا من الإذاعة إذ التقية كانت يومئذ شديدة أو ما شاء الله يعني من العلم أو من إفناء العالم﴾

''شکواک'' تیرا بیمار ہونا۔ ''اشفقنا'' ہمیں خوف تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو جواب دو اور آخرت کو دنیا کے مقابلہ میں اختیار کرلو پس ہم اپنے اسی امر پر باقی رہے۔ ''فلو اعلمتنا'' پس اگر آپ ہم بتا دیں کہ آپ کے بعد کون امامؑ ہیں۔ ''او علمنا'' یا ہم خود کسی اور طریقہ سے جان لیں کہ وہ کون ہے۔ ''لو'' اس کا معنی تمنّی کا ہے۔ پس ان کو اُن کی شخصیت کے ذریعہ نص جانا گیا اس خوف سے کہ ان کا ذکر پھیل نہ جائے تو اس دن تقیہ شدید تر ہوگا۔ ''او ما شاء اللہ'' یا جو اللہ تعالیٰ چاہے یعنی علم سے یا علم کے فناء ہونے سے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

3/595 الكافي،١/٢/٣٧٨/١ علي عن العبيدي عن يونس عن حماد عن عَبْدِ اَلْأَعْلَى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَلْعَامَّةِ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً فَقَالَ اَلْحَقُّ وَ اَللَّهِ قُلْتُ فَإِنَّ إِمَاماً هَلَكَ وَ رَجُلٌ بِخُرَاسَانَ لاَ يَعْلَمُ مَنْ وَصِيُّهُ لَمْ يَسَعْهُ ذَلِكَ قَالَ لاَ يَسَعُهُ إِنَّ اَلْإِمَامَ إِذَا هَلَكَ وَقَعَتْ حُجَّتُهُ وَصِيِّهِ عَلَى مَنْ هُوَ مَعَهُ فِي اَلْبَلَدِ وَ حَقُّ اَلنَّفْرِ عَلَى مَنْ لَيْسَ بِحَضْرَتِهِ إِذَا بَلَغَهُمْ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ:

---

[1] علل الشرائع: ٢/٥٩١؛ الامامۃ والتبصرۃ: ٨٧؛ تفسیر البرہان: ٢/٨٦٧؛ بحارالانوار: ٢٧/٢٩٥؛ تفسیر کنز الدقائق: ٣/٥٢١ و ٥/٥٧٢؛ تفسیر نور الثقلین: ١/٥٤٠ و ٢/٢٨٢؛ مسند علی بن ابراہیم القمی: ١/١٦٩؛ مسند الامام الصادقؑ: ١/٤٨٥

[2] مراۃ العقول: ٤/٢٣٥؛ فرائد الاصول: ١/١٢٩؛ الرسائل الجدیدۃ: ٩٥؛ غایۃ الاصول: ٣/٢١٩؛ درر الفوائد: ٢/٢٣١

(فَلَوْ لاٰ نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي اَلدِّينِ وَ لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذٰا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ) قُلْتُ فَنَفَرَ قَوْمٌ فَهَلَكَ بَعْضُهُمْ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ فَيَعْلَمَ قَالَ إِنَّ اَللَّهَ جَلَّ وَ عَزَّ يَقُولُ (وَ مَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهٰاجِراً إِلَى اَللّٰهِ وَ رَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ اَلْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اَللّٰهِ) قُلْتُ فَبَلَغَ اَلْبَلَدَ بَعْضُهُمْ فَوَجَدَكَ مُغْلَقاً عَلَيْكَ بَابُكَ وَ مُرْخًى عَلَيْكَ سِتْرُكَ لاَ تَدْعُوهُمْ إِلَى نَفْسِكَ وَ لاَ يَكُونُ مَنْ يَدُلُّهُمْ عَلَيْكَ فَبِمَا يَعْرِفُونَ ذَلِكَ قَالَ بِكِتَابِ اَللَّهِ اَلْمُنْزَلِ قُلْتُ فَيَقُولُ اَللَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ كَيْفَ قَالَ أَرَاكَ قَدْ تَكَلَّمْتَ فِي هَذَا قَبْلَ اَلْيَوْمِ قُلْتُ أَجَلْ قَالَ فَذَكِّرْ مَا أَنْزَلَ اَللَّهُ فِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَا قَالَ لَهُ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي حَسَنٍ وَ حُسَيْنٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ وَ مَا خَصَّ اَللَّهُ بِهِ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَا قَالَ فِيهِ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ وَصِيَّتِهِ إِلَيْهِ وَ نَصْبِهِ إِيَّاهُ وَ مَا يُصِيبُهُمْ وَ إِقْرَارِ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ بِذَلِكَ وَ وَصِيَّتِهِ إِلَى اَلْحَسَنِ وَ تَسْلِيمِ اَلْحُسَيْنِ لَهُ بِقَوْلِ اَللَّهِ (اَلنَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ أَزْوٰاجُهُ أُمَّهٰاتُهُمْ وَ أُولُوا اَلْأَرْحٰامِ بَعْضُهُمْ أَوْلىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتٰابِ اَللّٰهِ) قُلْتُ فَإِنَّ اَلنَّاسَ تَكَلَّمُوا فِي أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ يَقُولُونَ كَيْفَ تَخَطَّتْ مِنْ وُلْدِ أَبِيهِ مَنْ لَهُ مِثْلُ قَرَابَتِهِ وَ مَنْ هُوَ أَسَنُّ مِنْهُ وَ قَصُرَتْ عَمَّنْ هُوَ أَصْغَرُ مِنْهُ فَقَالَ يُعْرَفُ صَاحِبُ هَذَا اَلْأَمْرِ بِثَلاَثِ خِصَالٍ لاَ تَكُونُ فِي غَيْرِهِ هُوَ أَوْلَى اَلنَّاسِ بِالَّذِي قَبْلَهُ وَ هُوَ وَصِيُّهُ وَ عِنْدَهُ سِلاَحُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ وَصِيَّتُهُ وَ ذَلِكَ عِنْدِي لاَ أُنَازَعُ فِيهِ قُلْتُ إِنَّ ذَلِكَ مَسْتُورٌ مَخَافَةَ اَلسُّلْطَانِ قَالَ لاَ يَكُونُ فِي سِتْرٍ إِلاَّ وَ لَهُ حُجَّةٌ ظَاهِرَةٌ إِنَّ أَبِي اِسْتَوْدَعَنِي مَا هُنَاكَ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ اَلْوَفَاةُ قَالَ اُدْعُ لِي شُهُوداً فَدَعَوْتُ أَرْبَعَةً مِنْ قُرَيْشٍ فِيهِمْ نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اُكْتُبْ هَذَا مَا أَوْصَى بِهِ يَعْقُوبُ بَنِيهِ: (يٰا بَنِيَّ إِنَّ اَللّٰهَ اِصْطَفىٰ لَكُمُ اَلدِّينَ فَلاٰ تَمُوتُنَّ إِلاّٰ وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ) وَ أَوْصَى مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى اِبْنِهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّنَهُ فِي بُرْدِهِ اَلَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ اَلْجُمَعَ وَ أَنْ يُعَمِّمَهُ بِعِمَامَتِهِ وَ أَنْ يُرَبِّعَ قَبْرَهُ وَ يَرْفَعَهُ أَرْبَعَ أَصَابِعَ ثُمَّ يُخَلِّيَ عَنْهُ فَقَالَ اِطْوُوهُ ثُمَّ قَالَ لِلشُّهُودِ اِنْصَرِفُوا رَحِمَكُمُ اَللَّهُ فَقُلْتُ بَعْدَ مَا اِنْصَرَفُوا مَا كَانَ فِي هَذَا يَا أَبَتِ أَنْ تُشْهِدَ عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ تُغْلَبَ وَ أَنْ يُقَالَ إِنَّهُ لَمْ يُوصِ فَأَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لَكَ حُجَّةٌ فَهُوَ اَلَّذِي إِذَا قَدِمَ اَلرَّجُلُ اَلْبَلَدَ قَالَ مَنْ وَصِيُّ فُلاَنٍ قِيلَ فُلاَنٌ

قُلْتُ فَإِنْ أَشْرَكَ فِي الْوَصِيَّةِ قَالَ تَسْأَلُونَهُ فَإِنَّهُ سَيُبَيِّنُ لَكُمْ.

عبدالاعلی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: عامہ نے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے: "جو اس حال میں مرا کہ اس کا کوئی امام نہیں وہ جاہلیت کی موت مرا ہے"؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ حدیث برحق ہے۔

میں نے عرض کیا: اگر امام اس دُنیا سے چلا جائے اور بندہ خراسان میں ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ امام کا وصی کون ہے اور وہ اس کی قدرت بھی نہیں رکھتا کہ وہ جان لے تو پھر کیا ہوگا؟ کیا وہ معذور ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ معذور نہیں بلکہ جب امام انتقال کر جائے تو جو اس کے شہر میں ہیں ان پر ان کے وصی کی حجت قائم ہوگی اور واقع ہوگی اور جو اس کے شہر میں نہیں تو جب ان کو خبر مل جائے کہ امام وقت کا انتقال ہوگیا ہے تو ان پر واجب ہے کہ ان میں بعض کوچ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "پس کیوں نہیں ہر گروہ سے ایک جماعت کوچ کرتی تا کہ وہ دین کا علم وفہم حاصل کرے تا کہ جب وہ واپس آئیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں شاید وہ ڈرنے والے ہو جائیں۔ (التوبہ:۱۲۲)۔"

میں نے عرض کیا: جو جماعت کوچ کرتی ہے تا کہ وہ علم حاصل کرے تو اگر وہ منزل مقصود تک پہنچنے سے قبل مر جائیں اور علم حاصل کرنے سے قبل وہ مر جائیں تو؟

آپؑ نے فرمایا: ان کا درجہ ومقام اس کی مانند ہے جن کے بارے میں خدا نے فرمایا ہے: "جو بندہ اپنے گھر سے نکلا اس حالت میں کہ وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کر رہا ہے پھر اس کو موت آجائے تو اس کا اجر وثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ (النساء:۱۰۰)۔"

میں نے عرض کیا: بعض لوگ شہر میں پہنچ جاتے ہیں اور وہ آپؑ کا دروازہ بند پاتے ہیں اور آپؑ کے سامنے پردہ ڈال دیا گیا ہے اور آپؑ بھی ان کو اپنی طرف دعوت نہیں دیتے اور کوئی بھی نہیں جو ان کی آپؑ کی طرف رہنمائی کرے تو اس صورت حال میں وہ امام وقت کی معرفت کیسے حاصل کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اللہ کی نازل کردہ کتاب سے رہنمائی حاصل کریں گے۔

میں نے عرض کیا: اللہ کیا فرماتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ تو نے اس سے قبل اس کے بارے میں پوچھا ہے؟

میں نے عرض کیا: ہاں، میں نے پہلے بھی سوال کیا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: اس کو یاد کرو جو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل کیا اور جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن وحسین علیہما السلام کے بارے میں بیان کیا اور جو کچھ اللہ نے حضرت علی علیہ السلام کے لیے خاص قرار دیا اور جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں وصیت فرمائی اور اپنی خلافت پر نصب کیا اور ان لوگوں کی طرف سے ان پر جو مصائب ڈھائے گئے اور امام حسن وحسین علیہما السلام کا اقرار اور امام حسن علیہ السلام کے حق میں ان کی وصیت اور امام حسین علیہ السلام کا ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا اور اللہ کا فرمان ہے: ''نبی مومنین کی جانوں کا مولا ہے اور اس کی ازواج ان کی مائیں ہیں۔ صاحب الارحام بعض بعض سے کتاب خدا میں اولوہیت رکھتے ہیاں۔ (االاحزاب:٦)۔''

میں نے عرض کیا: لوگ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں جب آپؑ کے والد بزرگوارؑ کے اور بیٹے تھے جو آپؑ سے بڑے تھے اور امام محمد باقر علیہ السلام چھوٹے تھے تو پھر ان کی موجودگی میں امام محمد باقر علیہ السلام کو امام کیوں قرار دیا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: صاحب امر کو تین نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے اور وہ تین نشانیاں کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتیں: پہلے والے امام کی اس کے بارے میں وصیت ہوگی، رسول خداؐ کا وصیت نامہ اور اسلحہ اس کے پاس ہوگا اور وہ وصیت اور اسلحہ اس وقت میرے پاس ہے اور کوئی میرے ساتھ اس میں نزاع نہیں کرسکتا اور وہ اپنے سے قبل امام کے سب سے زیادہ نزدیک ہوگا۔

میں نے عرض کیا: آپؑ نے وقت کے حاکم کے خوف سے اس کو پوشیدہ رکھا ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی امام بھی اس کو پوشیدہ نہیں رکھتا مگر یہ کہ اس کے پاس اس کی واضح حجت ودلیل ہوتی ہے۔ پس میرے والدؑ نے یہ سب کچھ میرے پاس امانت قرار دیا، میرے لیے ودیعہ قرار دیا اور جب آپؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے فرمایا: میرے پاس گواہ لے کر آؤ تو میں قریش کے چار افراد کو آپؑ کے پاس لے کر آیا جن میں سے ایک عبداللہ بن عمر کا غلام نافع بھی تھا۔ پس آپؑ نے ان افراد کی موجودگی میں مجھے فرمایا: لکھو! یہ وہی وصیت تھی جو حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی تھی: ''اے میرے بچو! اللہ نے تمہارے لیے دین کو چن لیا ہے اور تم مسلمان ہو کر ہی مرنا۔ (البقرۃ:۱۳۲)۔''

اور محمد بن علی الباقرؑ اپنے بیٹے جعفر بن محمدؑ کو وصیت کرتا ہے اور اس کو حکم دیتا ہوں کہ میری وہ چادر کہ میں جس میں نماز جمعہ ادا کرتا رہا ہوں، اس چادر کا کفن دے اور میرے سر پر عمامہ باندھے اور میری قبر کو چار کونے والی قرار دے اور اس کو زمین سے چار انگلیاں بلند کر کے چھوڑ دے اور اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اس وصیت کو لپیٹ دو

اور گواہوں سے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے! اب تم جاؤ۔ [1]

بیان:

﴿تخطت أی تجاوزت الإمامة و قصرت عمن هو أصغر منه أی لم تنله و لم تبلغه أولی الناس بالذی قبله أی أخص به و بأموره فی حیاته و هو وصیه أی وصیه فی السر و العلانیة بحیث یعلم المؤالف و المخالف جمیعا أنه وصیه و إن لم یعرفوه بالإمامة جمیعا کما نص ع علیه بقوله و له حجة ظاهرة ثم بین ذلك بقوله إن أبی استودعنی إلی آخر ما قال و حاصله أن الإمام السابق و إن لم یوص إلی اللاحق بالإمامة مخافة السلطان إلا أنه أوجب له الوصایة المطلقة و عین له الإتیان ببعض الأمور التی لا بأس بذکرها لیستدل شیعته بذلك علی أنه الإمام بعده حیث فوض إلیه الوصیة دون غیره و إن لم یعرفه شهود الوصیة بذلك إنی کرهت أن تغلب یعنی علی الإمامة و أن یقال أی یقوله الشیعة فیما بینهم﴾

''تخطّت'' یعنی امامت تجاوز کر گئی۔ ''وقصرت عمن هو اصغر منه'' یعنی اس تک امامت نہیں پہنچتی اور اسے پا سکتی ہے۔ ''اولی الناس بلذی قبله'' وہ اپنے سے قبل امامؑ کی طرح اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے افضل واولی ہوتا ہے۔ یعنی وہ اس کی نسبت خاص ترین ہوتا اور اس کی حیات میں اس کے امور سے جڑا ہوتا ہے۔ ''وهو وصیة'' اور وہ اس کا وصیہ ہے۔ یعنی وہ اس کا وصی ہے سرّی طور پر بھی اور اعلانیہ طور پر بھی اس حیثیت کے ساتھ کہ تمام مخالف وموالف یہ جان لیں کہ وہ اس کا وصی ہے اگر چہ وہ اس کو کلّی طور پر امام کے طور پر نہ پہچانتے ہوں جیسا کہ اس پر امامؑ کی نص موجود ہے۔ ''وله حجّة ظاهرة'' اس کے لیے حجت ظاہری ہے۔ اس کے پھر اپنے بیان کے ساتھ اس کی وضاحت فرمائی۔ ''ان ابی استودعنی'' میرے پدر بزرگوار نے یہ چیزیں میرے سپرد کر دی ہیں۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ سابق امامؑ نے آنے والے امامؑ کے بارے میں بادشاہ کے خوف کی وجہ سے کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ مگر یہ کہ انہوں نے ان کے لیے وصیت مطلقہ کو واجب قرار دیا اور ان کے لیے ان بعض امور کو معیّن کیا جن کے ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تا کہ اس کے ذریعہ ان کے شیعہ استدلال کریں کہ یہ ان کا بعد امامؑ ہے۔ اس حیثیت کے ساتھ کہ انہوں نے ان کی طرف وصیت تفویض فرمائی نہ کہ کسی اور اس کی طرف اگر چہ وہ اس کے ساتھ ان کو وصیت کی گواہی کے ساتھ نہ پہنچا نیں۔ ''انی کرهت ان تغلب'' میں نے اس کو بُرا سمجھا کہ لوگ تم پر غلبہ کریں یعنی امامت پر۔ ''وان یقال'' اور یہ کہ کہا جائے یعنی ان شیعہ وہ چیزیں بیان کریں جو ان کے درمیان

---

[1] تفسیر البرہان: ۲/ ۸۶۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/ ۴۳؛ مسند علی بن القمی: ۱/ ۲۴۸

میں۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن علی الظاہر ہے [۱]

۱۶۔باب دلائل الحجیة

باب: حجیت کے دلائل

1/596 الكافی،۱/۱/۲۸۴/۱ محمد عن أحمد عن البزنطی قَالَ: قُلْتُ لِأَبِی اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذَا مَاتَ اَلْإِمَامُ بِمَ يُعْرَفُ اَلَّذِی بَعْدَهُ فَقَالَ لِلْإِمَامِ عَلاَمَاتٌ مِنْهَا أَنْ يَكُونَ أَكْبَرَ وُلْدِ أَبِيهِ وَ يَكُونَ فِيهِ اَلْفَضْلُ وَ اَلْوَصِيَّةُ وَ يَقْدَمَ اَلرَّكْبُ فَيَقُولَ إِلَى مَنْ أَوْصَى فُلاَنٌ فَيُقَالَ إِلَى فُلاَنٍ وَ اَلسِّلاَحُ فِينَا بِمَنْزِلَةِ اَلتَّابُوتِ فِی بَنِی إِسْرَائِيلَ تَكُونُ اَلْإِمَامَةُ مَعَ اَلسِّلاَحِ حَيْثُمَا كَانَ.

ترجمہ: البزنطی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضاعلیہ السلام سے عرض کیا: جب وقت کا امام اس دنیا سے جاتا ہے تو بعد والے امام کی امامت کو کیسے پہچانا جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: امام کی علامات ہیں جن سے اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ان میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنے والدؑ کا بڑا بیٹا ہوتا ہے اور اس میں فضل و وصیت پائی جاتی ہے اس انداز سے کہ جب مسافر آئیں اور وہ کہیں کہ امامؑ نے کس کے بارے میں وصیت کی ہے تو کہا جائے گا فلاں کی طرف کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلحہ ہم اہل بیتؑ میں تابوت سکینہ کی مانند ہے جو بنی اسرائیل میں تھا تو امامت اس اسلحہ کے ساتھ ہوگی کہ جس کے پاس وہ اسلحہ ہوگا وہی امام ہوگا۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۳]

---

[۱] مراۃ العقول:۴/۲۳۴

[۲] اثبات الھداۃ:۵/۳۴۲؛ بحار الانوار:۲۵/۱۳۷؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۲۵۰؛ الخصال:۱/۱۱۶

[۳] مراۃ العقول:۳/۲۰۴

2/597 الکافی،۱/۲۸۴/۱/۲/۱ عنه عن محمد بن الحسين عن شعر عن الغنوی عَنْ عَبْدِ اَلْأَعْلَى قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْمُتَوَثِّبُ عَلَى هَذَا اَلْأَمْرِ اَلْمُدَّعِي لَهُ مَا اَلْحُجَّةُ عَلَيْهِ قَالَ يُسْأَلُ عَنِ اَلْحَلاَلِ وَ اَلْحَرَامِ قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ ثَلاَثَةٌ مِنَ اَلْحُجَّةِ لَمْ تَجْتَمِعْ فِي أَحَدٍ إِلاَّ كَانَ صَاحِبَ هَذَا اَلْأَمْرِ أَنْ يَكُونَ أَوْلَى اَلنَّاسِ بِمَنْ كَانَ قَبْلَهُ وَ يَكُونَ عِنْدَهُ اَلسِّلاَحُ وَ يَكُونَ صَاحِبَ اَلْوَصِيَّةِ اَلظَّاهِرَةِ اَلَّتِي إِذَا قَدِمْتَ اَلْمَدِينَةَ سَأَلْتَ عَنْهَا اَلْعَامَّةَ وَ اَلصِّبْيَانَ إِلَى مَنْ أَوْصَى فُلاَنٌ فَيَقُولُونَ إِلَى فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ.

(ترجمہ) عبدالاعلی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: جو شخص مسند امامت کو غصب کرے اور ناحق اس کا دعوی کرے تو اس کو رد کرنے کے لیے کون سی حجت و دلیل ہے جس سے اس کے دعوی کو رد کیا جا سکے؟

آپ نے فرمایا: اس سے حلال وحرام کا سوال کیا جائے اور پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تین حجت و دلیلیں ہیں جو امام کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائیں جا سکتیں پس جس میں یہ تین علامات ہوں گی وہ حجت خدا اور صاحب امر ہوگا: اپنے سے قبل والے امام کے نزدیک سب سے زیادہ قریبی ہوگا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلحہ اس کے پاس ہوگا اور سابقہ امام کی وصیت اس کے بارے میں اس قدر مشہور ہوگی کہ جس سے بھی سوال کرو گے اس کا نام لیا جائے گا حتی کہ عام لوگوں اور بچوں سے بھی سوال کرو گے کہ امام نے کس کے بارے میں وصیت کی ہے تو وہ کہیں گے کہ فلاں بن فلاں کے لیے کی ہے۔ [1]

بیان:

﴿إنما كان السؤال عن الحلال و الحرام حجة على المدعي المتكلف إذا عجز عن الجواب أو كان السائل عالما بالمسألة لا مطلقا و لهذا أضرب ع عن ذلك و جعل الحجة أمرا آخر و قد وقع التصريح بعدم حجيته في حديث آخر كما يأتي﴾

بیشک حلال وحرام کے بارے میں سوال مدعی پر اس وقت ہوگا جب جواب سے عاجز ہو یا عالم تو اس مسئلہ کی جزئیات کو جانتا ہو نہ کہ مطلقاً اس لیے امامؑ اس کی مثال فرمائی اور ایک دوسرے امر کو حجت قرار دیا اور عدم حجیت کے ساتھ ایک دوسری حدیث میں تصریح وارد ہوتی ہے جو آگے آئے گی۔

[1] اثبات الھداۃ:۵/۳۴۲و۳۵۲؛الامامۃ والتبصرۃ:۱۳۸؛بحارالانوار:۱۳۸/۲۵؛الخصال:۱/۱۱۷

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [۱]

3/598 الکافی،۱/۲۸۴/۳/۱ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ وَ حَفْصِ بْنِ اَلْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قِيلَ لَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ يُعْرَفُ اَلْإِمَامُ قَالَ بِالْوَصِيَّةِ اَلظَّاهِرَةِ وَ بِالْفَضْلِ إِنَّ اَلْإِمَامَ لاَ يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يَطْعُنَ عَلَيْهِ فِي فَمٍ وَ لاَ بَطْنٍ وَ لاَ فَرْجٍ فَيُقَالَ كَذَّابٌ وَ يَأْكُلُ أَمْوَالَ اَلنَّاسِ وَ مَا أَشْبَهَ هَذَا.

(ترجمہ) حفص بن البختری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا: وہ کونسی علامات ہیں کہ جن کے ذریعے امام کی معرفت حاصل کی جائے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ وصیت جو زبان زد عام ہو اور فضیلت کے ذریعے۔ کسی شخص کے لیے یہ ممکن نہیں ہوگا کہ وہ امام کے بارے میں ان کے شکم، زبان اور شرمگاہ کے بارے میں کوئی طعن وتہمت لگا سکے پس اسے بہت بڑا جھوٹا اور دوسروں کا مال کھانے والا یا اس کے مثل دوسرے برے کام کرنے والا کہا جا سکے۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [۳] یا پھر حدیث صحیح ہے [۴] اور میرے نزدیک بھی حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

4/599 الکافی،۱/۲۸۴/۴/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا عَلاَمَةُ اَلْإِمَامِ اَلَّذِي بَعْدَ اَلْإِمَامِ فَقَالَ طَهَارَةُ اَلْوِلاَدَةِ وَ حُسْنُ اَلْمَنْشَإِ وَ لاَ يَلْهُو وَ لاَ يَلْعَبُ.

(ترجمہ) ابن وہب سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا: امام کی علامت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ولادت کا پاک ہونا، اچھی تربیت کا مالک ہو، اور لہو ولعب میں مبتلا نہ ہوتا ہو۔ [۵]

---

[۱] مراۃ العقول:۳/۲۰۵

[۲] بحارالانوار:۲۵/۱۶۶؛اثبات الھداۃ:۵/۳۴۳؛مسند علی بن ابراہیم القمی:۱/۱۹۳؛مسند الامام الصادقؑ:۳/۲۱

[۳] مراۃ العقول:۳/۲۰۵

[۴] مشرعۃ بحارالانوار:۱/۴۴۹

[۵] بحارالانوار:۲۵/۱۶۶؛اثبات الھداۃ:۵/۳۴۲؛مسند الامام الباقرؑ:۱/۳۸۳؛میزان الحکمۃ:۱/۲۴۶

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[۱]

5/600 الکافی،۱/۲۸۵/۵/۱ علی عن العبیدی عن یونس عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ اَلدَّلاَلَةِ عَلَى صَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ فَقَالَ اَلدَّلاَلَةُ عَلَيْهِ اَلْكِبَرُ وَ اَلْفَضْلُ وَ اَلْوَصِيَّةُ إِذَا قَدِمَ اَلرَّكْبُ اَلْمَدِينَةَ فَقَالُوا إِلَى مَنْ أَوْصَى فُلاَنٌ قِيلَ إِلَى فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ وَ دُورُوا مَعَ اَلسِّلاَحِ حَيْثُمَا دَارَ فَأَمَّا اَلْمَسَائِلُ فَلَيْسَ فِيهَا حُجَّةٌ.

(ترجمہ) احمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا: امر امامت کی دلیل کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: بزرگی، فضیلت ہو اور وصیت کہ جب باہر کے لوگ شہر میں آ کر پوچھیں کہ فلاں نے کس کے لئے وصیت کی ہے تو سب کہیں فلاں بن فلاں کے متعلق کی ہے اور یہ امامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلحہ کے ساتھ ہوتی ہے کہ جس کے پاس ہوگا (وہی امام ہوگا) اور رہی بات مسائل دریافت کرنے کی تو اس میں (امامت کی) دلیل نہیں ہے۔[۲]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[۳]

6/601 الکافی،۱/۲۸۵/۶/۱ محمد عن أحمد عَنْ أَبِي يَحْيَى اَلْوَاسِطِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْأَمْرَ فِي اَلْكَبِيرِ مَا لَمْ تَكُنْ فِيهِ عَاهَةٌ.

(ترجمہ) ہشام ابن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امر امامت اولاد اکبر کے لیے اس وقت ہے جب کہ اس میں کوئی عیب نہ ہو۔[۴]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[۵] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ ابو یحییٰ واسطی سے مراد زکریا ہے جو ثقہ

---

[۱] مراۃ العقول:۳/۲۰۶

[۲] اثبات الهداة:۵/۳۴۳؛ بحارالانوار:۲۵/۱۶۶؛ مسند الامام الرضاؑ:۱/۹۴؛ مسند علی بن ابراہیم القمی:۱/۱۹۳

[۳] مراۃ العقول:۳/۲۰۶

[۴] اثبات الهداة: ۵/۳۴۲ و ۴/۲۳۴؛ رجال الکشی: ۲۸۲؛ بحارالانوار: ۴۷/۲۶۲؛ مجالس المومنین: ۳۷۱؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۳۱۵؛ الدمعۃ الساکبۃ:۶/۵۷۴؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۲۱

[۵] مراۃ العقول:۳/۲۰۷

ہے[1] نیز یہ مکمل حدیث 621 کے تحت آئے گی (واللہ اعلم)

7/602 الكافي،١/٢٨٥/٧/١ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ بِمَ يُعْرَفُ اَلْإِمَامُ قَالَ فَقَالَ بِخِصَالٍ أَمَّا أَوَّلُهَا فَإِنَّهُ بِشَيْءٍ قَدْ تَقَدَّمَ مِنْ أَبِيهِ فِيهِ بِإِشَارَةٍ إِلَيْهِ لِتَكُونَ عَلَيْهِمْ حُجَّةً وَ يُسْأَلُ فَيُجِيبُ وَ إِنْ سُكِتَ عَنْهُ اِبْتَدَأَ وَ يُخْبِرُ بِمَا فِي غَدٍ وَ يُكَلِّمُ اَلنَّاسَ بِكُلِّ لِسَانٍ ثُمَّ قَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أُعْطِيكَ عَلاَمَةً قَبْلَ أَنْ تَقُومَ فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ فَكَلَّمَهُ اَلْخُرَاسَانِيُّ بِالْعَرَبِيَّةِ فَأَجَابَهُ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِالْفَارِسِيَّةِ فَقَالَ لَهُ اَلْخُرَاسَانِيُّ وَ اَللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا مَنَعَنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ بِالْخُرَاسَانِيَّةِ غَيْرُ أَنِّي ظَنَنْتُ أَنَّكَ لاَ تُحْسِنُهَا فَقَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ إِذَا كُنْتُ لاَ أُحْسِنُ أُجِيبُكَ فَمَا فَضْلِي عَلَيْكَ ثُمَّ قَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّ اَلْإِمَامَ لاَ يَخْفَى عَلَيْهِ كَلاَمُ أَحَدٍ مِنَ اَلنَّاسِ وَ لاَ طَيْرٍ وَ لاَ بَهِيمَةٍ وَ لاَ شَيْءٍ فِيهِ اَلرُّوحُ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ هَذِهِ اَلْخِصَالُ فِيهِ فَلَيْسَ هُوَ بِإِمَامٍ.

ترجمہ ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کن چیزوں سے امام کی معرفت حاصل ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: اس کے لیے چند خصال وخصوصیات ہیں۔

۱ اپنے والد کی طرف سے اس کے بارے میں اشارہ پہلے ہوا ہوگا مثلاً وصیت وغیرہ کہ جس میں پتہ چل جائے کہ وہ حجت خدا ہے۔

۲ اس سے جو سوال کیا جائے گا وہ فوراً جواب دے گا اور اگر اس کے سامنے کوئی سوال نہ کرے تو وہ خود بات کو شروع کرے اور تیرے آنے والے کل کے بارے میں خبر دے گا اور لوگوں کے ساتھ ہر زبان میں بات کرے گا۔

پھر آپؑ نے مجھے فرمایا: اے ابومحمد! میں ابھی تمہیں ایک علامت دیکھاتا ہوں پس ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ایک خراسانی شخص محفل میں داخل ہوا اور اس نے عربی زبان میں آپؑ سے بات کی مگر آپؑ نے اس کو فارسی میں جواب دیا۔

اس خراسانی نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں نے تو فارسی میں اس لیے بات نہیں کی تھی کہ شاید آپؑ فارسی نہیں جانتے اور میرا گمان تھا کہ آپؑ کو فارسی اچھی طرح نہیں آتی۔

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! اگر میں تمہارا جواب احسن انداز میں نہ دے سکوں تو مجھے تم پر کون سی فضیلت ہوگی۔

[1] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۳۱

پھر مجھے فرمایا: اے ابومحمد! کسی انسان کی بھی زبان امام سے مخفی نہیں ہوسکتی حتی کہ جانوروں اور پرندوں کی زبان بھی امام سے مخفی نہیں ہے بلکہ ہر وہ چیز جس میں روح پائی جاتی ہے امام اس کی زبان کو جانتا ہے اور جس میں یہ خصال نہ ہوں وہ امام نہیں ہوسکتا۔[۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[۲]

8/603 الکافی،۱/۱/۲۳۸/۱ العدۃ عن أحمد عن علی بن الحکم عن ابن وھب عَنْ سَعِيدٍ اَلسَّمَّانِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّمَا مَثَلُ اَلسِّلاَحِ فِينَا مَثَلُ اَلتَّابُوتِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ أَيُّ أَهْلِ بَيْتٍ وُجِدَ اَلتَّابُوتُ عَلَى بَابِهِمْ أُوتُوا اَلنُّبُوَّةَ فَمَنْ صَارَ إِلَيْهِ اَلسِّلاَحُ مِنَّا أُوتِيَ اَلْإِمَامَةَ.

(ترجمہ) سعید السمان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلحہ کی مثال ہم میں تابوت بنی اسرائیل کی ہے کہ وہ جہاں ہوتے تھے تابوت ان کے دروازے پر ہوتا تھا۔ ان کو نبوت دی گئی پس ہم میں جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلحہ ہوگا امامت اس کو عطا کی گئی ہے۔[۳]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[۴] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ سعید السمان ثقہ ہے[۵] (واللہ اعلم)

9/604 الکافی،۱/۲/۸۳۲/۱ الثلاثة عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلسُّكَيْنِ عَنْ نُوحِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّمَا مَثَلُ اَلسِّلاَحِ فِينَا مَثَلُ اَلتَّابُوتِ فِي بَنِي

---

[۱] دلائل الامامۃ (مترجم) ۳۴۸ ح ۲۹۴ (مطبوعہ تراب: پبلیکیشنز لاہور)؛ قرب الاسناد: ۳۳۹؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۱۵۳؛ مدینۃ المعاجز: ۶/ ۲۶۰؛ تفسیر کنزالدقائق: ۹/ ۵۴۰؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۶۱؛ تفسیر نورالثقلین: ۴/ ۷۶؛ بحارالانوار: ۲۵/ ۱۳۳ و ۴۸/ ۴۷؛ الارشاد: ۲/ ۲۲۴؛ اعلام الوریٰ: ۳۰۴؛ عیون المعجزات: ۹۹؛ اثبات الوصیۃ: ۱۶۷؛ روضۃ الواعظین: ۲۱۳؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۳۳۳؛ مناقب ابن شھر آشوب: ۴/ ۹۹۲

[۲] مراۃ العقول: ۳/ ۲۰۸

[۳] بحار الانوار: ۱۳/ ۴۵۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۶۱؛ تفسیر نورالثقلین: ۱/ ۲۵۰؛ تفسیر کنزالدقائق: ۲/ ۳۸۴؛ تفسیر الصافی: ۱/ ۲۷۶؛ اعلام الوریٰ: ۲۸۵؛ الاحتجاج: ۲/ ۳۷۱؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۱۰؛ الارشاد: ۲/ ۵۸۸

[۴] مراۃ العقول: ۳/ ۵۳

[۵] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۵۱

إِسْرَائِيلَ حَيْثُمَا دَارَ اَلتَّابُوتُ دَارَ اَلْمُلْكُ فَأَيْنَمَا دَارَ اَلسِّلاَحُ فِينَا دَارَ اَلْعِلْمُ.

ترجمہ: ابن ابو یعفور سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلحہ کی مثال تابوت بنی اسرائیل کی سی ہے کہ جہاں تابوت جاتا تھا وہیں حکومت وسلطنت بھی جاتی تھی۔ پس ہم میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلحہ ہوگا وہی دارالعلم ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ نوح بن دراج امامی ہے اور شیخ کا اسے عامی کہنا سہو ہے (واللہ اعلم)

10/605 الكافي،١/٣/٢٣٨/١ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّمَا مَثَلُ اَلسِّلاَحِ فِينَا مَثَلُ اَلتَّابُوتِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ حَيْثُمَا دَارَ اَلتَّابُوتُ أُوتُوا اَلنُّبُوَّةَ وَ حَيْثُمَا دَارَ اَلسِّلاَحُ فِينَا فَثَمَّ اَلْأَمْرُ قُلْتُ فَيَكُونُ اَلسِّلاَحُ مُزَائِلاً لِلْعِلْمِ قَالَ لاَ.

ترجمہ: امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسلحہ کی مثال تابوت سکینہ کی سی ہے کہ بنی اسرائیل میں جہاں تابوت ہوتا تھا نبوت بھی وہیں ہوتی تھی۔ پس اسی طرح ہم میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلحہ ہوگا امامت بھی وہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: اسلحہ علم سے جدا ہوسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [4]

11/606 الكافي،١/٤/٢٣٨/١ العدة عن أحمد عن البزنطي عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ

---

[1] تفسیر نور الثقلین:١/ ٢٥٠؛ بحار الانوار:٢٦/ ٢١٩؛ بصائر الدرجات:١/ ١٨٣؛ فی رجاب العقیدہ:٣/ ٢٣٦؛ مسند علی بن ابراہیم القمی:١/ ١٧٤؛ مسند الامام الباقرؑ:١/ ٤٣٢؛ مسند الامام الرضاؑ:١/ ٩٤

[2] مراۃ العقول:٣/ ٥٣

[3] تفسیر نور الثقلین:١/ ٢٥٠؛ بحار الانوار:٢٦/ ٢١٩؛ بصائر الدرجات:١/ ١٨٣؛ فی رجاب العقیدہ:٣/ ٢٣٦؛ مسند علی بن ابراہیم القمی:١/ ١٧٤؛ مسند الامام الباقرؑ:١/ ٩٤

[4] مراۃ العقول:٣/ ٥٣

أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : إِنَّمَا مَثَلُ اَلسِّلاَحِ فِينَا كَمَثَلِ اَلتَّابُوتِ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَيْنَمَا دَارَ اَلتَّابُوتُ دَارَ اَلْمُلْكُ وَ أَيْنَمَا دَارَ اَلسِّلاَحُ فِينَا دَارَ اَلْعِلْمُ .

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہم میں رسول اللہؐ کے اسلحہ کی مثال بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ کی سی ہے کہ جہاں دار تبوت ہوتا تھا وہی دار سلطنت ہوتا تھا اور ہم میں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلحہ ہے وہی دار علم ہے۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۲]

۱۷۔باب إنّ الإمامة بعد السبطين عليه السلام في الأعقاب

باب: امام حسن وحسین علیہما السلام کے بعد امامت دو بھائیوں میں جمع نہیں ہوگی۔

1/607 الکافی،۱/۱/۲۸۵/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ ثُوَيْرِ بْنِ أَبِي فَاخِتَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ تَعُودُ اَلْإِمَامَةُ فِي أَخَوَيْنِ بَعْدَ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ أَبَداً إِنَّمَا جَرَتْ مِنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ كَمَا قَالَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: ﴿وَ أُولُوا اَلْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اَللّٰهِ﴾ فَلاَ تَكُونُ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ إِلاَّ فِي اَلْأَعْقَابِ وَ أَعْقَابِ اَلْأَعْقَابِ.

(ترجمہ) ثویر بن ابو فاختہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام حسن وحسین علیہما السلام کے بعد امامت آئندہ کبھی دو بھائیوں کو نہ ملے گی۔ امام حسینؑ کے بعد یہ سلسلہ علی بن الحسینؑ سے چلا جیسا کہ خدا فرماتا ہے: ''بعض رشتہ دار بعض سے بہتر ہیں۔(الانفال: ۷۵)''۔ پس علی بن الحسین علیہ السلام کے سلسلہ کے بعد یہ سلسلہ اولا د در اولا د چلتا رہے گا۔ [۳]

---

[۱] تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۲۵۰؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۶۶۴؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۹۳

[۲] مراۃ العقول: ۳/ ۵۴

[۳] غیبت طوسی (ترجمہ مترجم کتاب ھذا) (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز) الکافی: ۱/ ۱۳/ ۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۳۷۸؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۱۱؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۴۱۲؛ بحار الانوار: ۲۵/ ۲۵۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۱۷۰؛ کمال الدین: ۲/ ۴۱۴؛ علل الشرائع: ۱/ ۲۰۷

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۱]

2/608 الکافی،۱/۲/۲۸۶/۱ علی بن محمد عن سهل عن محمد بن الوليد عن يونس بن يعقوب عن أبي عبد الله عليه السلام أنه سمعه يقول: أبى الله أن يجعلها لأخوين بعد الحسن و الحسين عليهما السلام.

ترجمہ: یونس بن یعقوب سے روایت ہے کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اللہ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ امام حسن و حسین علیہما السلام کے بعد (امر امامت کو) دو بھائیوں میں قرار دے۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۳] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ عامی ہے (واللہ اعلم)

3/609 الکافی،۱/۳/۲۸۶/۱ محمد عن ابن عیسی عن ابن بزیع عن أبي الحسن الرضا عليه السلام: أنه سئل أ تكون الإمامة في عم أو خال فقال لا فقلت ففي أخ قال لا قلت ففي من قال في ولدي و هو يومئذ لا ولد له.

ترجمہ: ابن بزیع سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا: کیا امامت چچا اور ماموں میں جائے گی؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا بھائی کو ملے گی؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: پھر کون امام ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: میرا فرزند امام ہوگا۔

یہ اس وقت کا سوال ہے جبکہ امامؑ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ [۴]

---

[۱] مراۃ العقول: ۳/۲۰۹

[۲] الامامۃ والتبصرۃ: ۵۷؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۵۱؛ بحار الانوار: ۲۵/۲۵۱؛ غیبت طوسی (ایضاً): ۱۰۳ح ۱۹۰ مطبوعہ ایضاً؛ کمال الدین: ۲/۴۱۵

[۳] مراۃ العقول: ۳/۲۱۲

[۴] اثبات الھداۃ: ۴/۳۸۲ و ۱/۱۱۱؛ عوالم العلوم: ۲۳/۶۴؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۵۹؛ کفایۃ الاثر: ۲۷۸؛ بحار الانوار: ۵۰/۳۵؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/۱۲۱؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۲۲؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۲۱۲

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

4/610 الکافی،۱/۴/۲۸۶/۱ محمد عن محمد بن الحسین عن التمیمی عن الجعفری عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: لاَ تَجْتَمِعُ اَلْإِمَامَةُ فِي أَخَوَيْنِ بَعْدَ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ إِنَّمَا هِيَ فِي اَلْأَعْقَابِ وَ أَعْقَابِ اَلْأَعْقَابِ.

ترجمہ: حماد بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امامت حضرات حسن وحسین علیہما السلام کے بعد دو بھائیوں میں جمع نہیں ہوگی یہ فقط اولاد میں اور اولاد کی اولاد میں ہوگی۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3]

5/611 الکافی،۱/۵/۲۸۶/۱ محمد عن محمد بن الحسین عن التمیمی عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنْ كَانَ كَوْنٌ وَ لاَ أَرَانِي اَللَّهُ فَبِمَنْ أَأْتَمُّ فَأَوْمَأَ إِلَى اِبْنِهِ مُوسَى قَالَ قُلْتُ فَإِنْ حَدَثَ بِمُوسَى حَدَثٌ فَبِمَنْ أَأْتَمُّ قَالَ بِوَلَدِهِ قُلْتُ فَإِنْ حَدَثَ بِوَلَدِهِ حَدَثٌ وَ تَرَكَ أَخاً كَبِيراً وَ اِبْناً صَغِيراً فَبِمَنْ أَأْتَمُّ قَالَ بِوَلَدِهِ ثُمَّ وَاحِداً فَوَاحِداً. وَفِي نُسْخَةِ اَلصَّفْوَانِيِّ: ثُمَّ هَكَذَا أَبَداً.

ترجمہ: عیسیٰ بن عبداللہ بن عمر بن علی بن ابی طالبؑ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: اگر کوئی حادثہ پیش آجائے (یعنی آپؑ کا انتقال ہو جائے) اور خدا مجھے وہ دن نہ دکھلائے تو امام کون ہوگا؟

آپؑ نے اپنے فرزند موسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے عرض کیا: ان کے بعد کس کی اتباع کریں؟

آپؑ نے فرمایا: ان کے بیٹے کی۔

---

[1] مراۃ العقول:۳/۲۱۲

[2] غیبت طوسی (ایضاً):۱۱۳ح۱۹۱؛ الامامۃ والتبصرۃ:۵۷؛ اثبات الھداۃ:۱۵۱و۲/۹۴؛ المناقب:۴/۴۷؛ بحار الانوار:۲۵و۵۰/۸۹؛ کمال الدین: ۲/۴۱۴

[3] مراۃ العقول:۳/۲۱۲

میں نے عرض کیا: اگر مرنے کے بعد وہ ایک بڑا بھائی چھوڑیں اور بیٹا چھوٹا سا ہو تب کون امام ہوگا؟
آپؑ نے فرمایا: بیٹا اور اسی طرح ایک کے بعد دوسرا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2]

۱۸۔باب ما یفصل به بین دعوی المحق والمبطل فی أمر الإمة

باب: اس چیز کا بیان جو امر امامت میں محق و مبطل کے درمیان فیصلہ کرے۔

1/612 الکافی،۱/۱/۳۴۳/۱ علی عن أبیه عن السراد عن سلام بن عبدالله و محمد بن الحسن و علی بن محمد عن سهل و القمی عن محمد بن حسان جمیعا عن محمد بن علی عن ابن أسباط عَنْ سَلاَمِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْهَاشِمِيِّ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بَعَثَ طَلْحَةُ وَ اَلزُّبَيْرُ رَجُلاً مِنْ عَبْدِ اَلْقَيْسِ يُقَالُ لَهُ خِدَاشٌ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ وَ قَالاَ لَهُ إِنَّا نَبْعَثُكَ إِلَى رَجُلٍ طَالَ مَا كُنَّا نَعْرِفُهُ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ بِالسِّحْرِ وَ اَلْكِهَانَةِ وَ أَنْتَ أَوْثَقُ مَنْ بِحَضْرَتِنَا مِنْ أَنْفُسِنَا مِنْ أَنْ تَمْتَنِعَ مِنْ ذَلِكَ وَ أَنْ تُحَاجَّهُ لَنَا حَتَّى تَقِفَهُ عَلَى أَمْرٍ مَعْلُومٍ وَ اِعْلَمْ أَنَّهُ أَعْظَمُ اَلنَّاسِ دَعْوَى فَلاَ يَكْسِرَنَّكَ ذَلِكَ عَنْهُ وَ مِنَ اَلْأَبْوَابِ اَلَّتِي يَخْدَعُ اَلنَّاسَ بِهَا اَلطَّعَامُ وَ اَلشَّرَابُ وَ اَلْعَسَلُ وَ اَلدُّهْنُ وَ أَنْ يُخَالِيَ اَلرَّجُلَ فَلاَ تَأْكُلْ لَهُ طَعَاماً وَ لاَ تَشْرَبْ لَهُ شَرَاباً وَ لاَ تَمَسَّ لَهُ عَسَلاً وَ لاَ دُهْناً وَ لاَ تَخْلُ مَعَهُ وَ اِحْذَرْ هَذَا كُلَّهُ مِنْهُ وَ اِنْطَلِقْ عَلَى بَرَكَةِ اَللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتَهُ فَاقْرَأْ آيَةَ اَلسُّخْرَةِ وَ تَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ كَيْدِهِ وَ

[1] بحار الانوار: ۲۵/ ۲۵۳؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۲۰؛ بہجۃ النظر: ۸۳؛ اثبات الهداۃ: ۱/ ۱۱۱ و ۳۸۲۴؛ الارشاد: ۲/ ۲۱۸؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۱۶۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۰

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۲۱۲

كَيْدِ اَلشَّيْطَانِ فَإِذَا جَلَسْتَ إِلَيْهِ فَلاَ تُمَكِّنْهُ مِنْ بَصَرِكَ كُلِّهِ وَ لاَ تَسْتَأْنِسْ بِهِ ثُمَّ قُلْ لَهُ إِنَّ أَخَوَيْكَ فِي اَلدِّينِ وَ اِبْنَيْ عَمِّكَ فِي اَلْقَرَابَةِ يُنَاشِدَانِكَ اَلْقَطِيعَةَ وَ يَقُولاَنِ لَكَ أَ مَا تَعْلَمُ أَنَّا تَرَكْنَا اَلنَّاسَ لَكَ وَ خَالَفْنَا عَشَائِرَنَا فِيكَ مُنْذُ قَبَضَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمَّا نِلْتَ أَدْنَى مَنَالٍ ضَيَّعْتَ حُرْمَتَنَا وَ قَطَعْتَ رَجَائَنَا ثُمَّ قَدْ رَأَيْتَ أَفْعَالَنَا فِيكَ وَ قُدْرَتَنَا عَلَى اَلنَّأْيِ عَنْكَ وَ سَعَةَ اَلْبِلاَدِ دُونَكَ وَ أَنَّ مَنْ كَانَ يَصْرِفُكَ عَنَّا وَ عَنْ صِلَتِنَا كَانَ أَقَلَّ لَكَ نَفْعاً وَ أَضْعَفَ عَنْكَ دَفْعاً مِنَّا وَ قَدْ وَضَحَ اَلصُّبْحُ لِذِي عَيْنَيْنِ وَ قَدْ بَلَغَنَا عَنْكَ اِنْتِهَاكٌ لَنَا وَ دُعَاءٌ عَلَيْنَا فَمَا اَلَّذِي يَحْمِلُكَ عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ كُنَّا نَرَى أَنَّكَ أَشْجَعُ فُرْسَانِ اَلْعَرَبِ أَ تَتَّخِذُ اَللَّعْنَ لَنَا دِيناً وَ تَرَى أَنَّ ذَلِكَ يَكْسِرُنَا عَنْكَ فَلَمَّا أَتَى خِدَاشٌ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ صَنَعَ مَا أَمَرَاهُ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ يُنَاجِي نَفْسَهُ ضَحِكَ وَ قَالَ هَاهُنَا يَا أَخَا عَبْدِ قَيْسٍ وَ أَشَارَ لَهُ إِلَى مَجْلِسٍ قَرِيبٍ مِنْهُ فَقَالَ مَا أَوْسَعَ اَلْمَكَانَ أُرِيدُ أَنْ أُؤَدِّيَ إِلَيْكَ رِسَالَةً قَالَ بَلْ تَطْعَمُ وَ تَشْرَبُ وَ تَحُلُّ ثِيَابَكَ وَ تَدَّهِنُ ثُمَّ تُؤَدِّي رِسَالَتَكَ قُمْ يَا قَنْبَرُ فَأَنْزِلْهُ قَالَ مَا بِي إِلَى شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْتَ حَاجَةٌ قَالَ فَأَخْلُو بِكَ قَالَ كُلُّ سِرٍّ لِي عَلاَنِيَةٌ قَالَ فَأَنْشُدُكَ بِاللَّهِ اَلَّذِي هُوَ أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ اَلْحَائِلِ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ قَلْبِكَ اَلَّذِي (يَعْلَمُ خائِنَةَ اَلْأَعْيُنِ وَ ما تُخْفِي اَلصُّدُورُ) أَ تَقَدَّمَ إِلَيْكَ اَلزُّبَيْرُ بِمَا عَرَضْتُ عَلَيْكَ قَالَ اَللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ لَوْ كَتَمْتَ بَعْدَ مَا سَأَلْتُكَ مَا اِرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَأَنْشُدُكَ اَللَّهَ هَلْ عَلَّمَكَ كَلاَماً تَقُولُهُ إِذَا أَتَيْتَنِي قَالَ اَللَّهُمَّ نَعَمْ قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ آيَةَ اَلسُّخْرَةِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْرَأْهَا فَقَرَأَهَا وَ جَعَلَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُكَرِّرُهَا وَ يُرَدِّدُهَا وَ يَفْتَحُ عَلَيْهِ إِذَا أَخْطَأَ حَتَّى إِذَا قَرَأَهَا سَبْعِينَ مَرَّةً قَالَ اَلرَّجُلُ مَا يَرَى أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَمْرَهُ بِتَرَدُّدِهَا سَبْعِينَ مَرَّةً ثُمَّ قَالَ لَهُ أَ تَجِدُ قَلْبَكَ اِطْمَأَنَّ قَالَ إِي وَ اَلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ قَالَ فَمَا قَالاَ لَكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ قُلْ لَهُمَا كَفَى بِمَنْطِقِكُمَا حُجَّةً عَلَيْكُمَا وَ لَكِنَّ (اَللّٰهَ لاٰ يَهْدِي اَلْقَوْمَ اَلظّٰالِمِينَ) زَعَمْتُمَا أَنَّكُمَا أَخَوَايَ فِي اَلدِّينِ وَ اِبْنَا عَمِّي فِي اَلنَّسَبِ فَأَمَّا اَلنَّسَبُ فَلاَ أُنْكِرُهُ وَ إِنْ كَانَ اَلنَّسَبُ مَقْطُوعاً إِلاَّ مَا وَصَلَهُ اَللَّهُ بِالْإِسْلاَمِ وَ أَمَّا قَوْلُكُمَا إِنَّكُمَا أَخَوَايَ فِي اَلدِّينِ فَإِنْ كُنْتُمَا صَادِقَيْنِ فَقَدْ فَارَقْتُمَا كِتَابَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عَصَيْتُمَا أَمْرَهُ بِأَفْعَالِكُمَا فِي أَخِيكُمَا فِي اَلدِّينِ وَ إِلاَّ فَقَدْ كَذَبْتُمَا وَ

اِفْتَرَيْتُمَا بِادِّعَائِكُمَا أَنَّكُمَا أَخَوَایَ فِي اَلدِّينِ وَ أَمَّا مُفَارَقَتُكُمَا اَلنَّاسَ مُنْذُ قَبَضَ اَللَّهُ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَإِنْ كُنْتُمَا فَارَقْتُمَاهُمْ بِحَقٍّ فَقَدْ نَقَضْتُمَا ذَلِكَ اَلْحَقَّ بِفِرَاقِكُمَا إِيَّایَ أَخِيراً وَ إِنْ فَارَقْتُمَاهُمْ بِبَاطِلٍ فَقَدْ وَقَعَ إِثْمُ ذَلِكَ اَلْبَاطِلِ عَلَيْكُمَا مَعَ اَلْحَدَثِ اَلَّذِی أَحْدَثْتُمَا مَعَ أَنَّ صَفْقَتَكُمَا بِمُفَارَقَتِكُمَا اَلنَّاسَ لَمْ تَكُنْ إِلاَّ لِطَمَعِ اَلدُّنْيَا زَعَمْتُمَا وَ ذَلِكَ قَوْلُكُمَا فَقَطَعْتَ رَجَائَنَا لاَ تَعِيبَانِ بِحَمْدِ اَللَّهِ مِنْ دِينِي شَيْئاً وَ أَمَّا اَلَّذِی صَرَفَنِي عَنْ صِلَتِكُمَا فَالَّذِی صَرَفَكُمَا عَنِ اَلْحَقِّ وَ حَمَلَكُمَا عَلَى خَلْعِهِ مِنْ رِقَابِكُمَا كَمَا يَخْلَعُ اَلْحَرُونُ لِجَامَهُ وَ (هُوَ اَللّٰهُ رَبِّی) لاَ أُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً فَلاَ تَقُولاَ أَقَلَّ نَفْعاً وَ أَضْعَفَ دَفْعاً فَتَسْتَحِقَّا اِسْمَ اَلشِّرْكِ مَعَ اَلنِّفَاقِ وَ أَمَّا قَوْلُكُمَا إِنِّي أَشْجَعُ فُرْسَانِ اَلْعَرَبِ وَ هَرَبُكُمَا مِنْ لَعْنِي وَ دُعَائِي فَإِنَّ لِكُلِّ مَوْقِفٍ عَمَلاً إِذَا اِخْتَلَفَتِ اَلْأَسِنَّةُ وَ مَاجَتْ لُبُودُ اَلْخَيْلِ وَ مَلَأَ سَحْرَاكُمَا أَجْوَافَكُمَا فَثَمَّ يَكْفِينِيَ اَللَّهُ بِكَمَالِ اَلْقَلْبِ وَ أَمَّا إِذَا أَبَيْتُمَا بِأَنِّي أَدْعُو اَللَّهَ فَلاَ تَجْزَعَا مِنْ أَنْ يَدْعُوَ عَلَيْكُمَا رَجُلٌ سَاحِرٌ مِنْ قَوْمٍ سَحَرَةٍ زَعَمْتُمَا اَللَّهُمَّ أَقْعِصِ اَلزُّبَيْرَ بِشَرِّ قِتْلَةٍ وَ اِسْفِكْ دَمَهُ عَلَى ضَلاَلَةٍ وَ عَرِّفْ طَلْحَةَ اَلْمَذَلَّةَ وَ اِدَّخِرْ لَهُمَا فِي اَلْآخِرَةِ شَرّاً مِنْ ذَلِكَ إِنْ كَانَا ظَلَمَانِي وَ اِفْتَرَيَا عَلَيَّ وَ كَتَمَا شَهَادَتَهُمَا وَ عَصَيَاكَ وَ عَصَيَا رَسُولَكَ فِيَّ قُلْ آمِينَ قَالَ خِدَاشٌ آمِينَ ثُمَّ قَالَ خِدَاشٌ لِنَفْسِهِ وَ اَللَّهِ مَا رَأَيْتُ لِحْيَةً قَطُّ أَبْيَنَ خَطَأً مِنْكَ حَامِلَ حُجَّةٍ يَنْقُضُ بَعْضُهَا بَعْضاً لَمْ يَجْعَلِ اَللَّهُ لَهَا مِسَاكاً أَنَا أَبْرَأُ إِلَى اَللَّهِ مِنْهُمَا قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِرْجِعْ إِلَيْهِمَا وَ أَعْلِمْهُمَا مَا قُلْتُ قَالَ لاَ وَ اَللَّهِ حَتَّى تَسْأَلَ اَللَّهَ أَنْ يَرُدَّنِي إِلَيْكَ عَاجِلاً وَ أَنْ يُوَفِّقَنِي لِرِضَاهُ فِيكَ فَفَعَلَ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنِ اِنْصَرَفَ وَ قُتِلَ مَعَهُ يَوْمَ اَلْجَمَلِ رَحِمَهُ اَللَّهُ.

ترجمہ محمد بن علی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: طلحہ اور زبیر نے قبیلہ عبدالقیس کے خداش نامی ایک شخص کو امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا اور ان دونوں نے خداش سے کہا: غور سے سنو! ہم تجھے اس بندے کے پاس روانہ کررہے ہیں جس کو اور اس کے خاندان کو ہم ایک طویل مدت سے جانتے ہیں کہ وہ ماہر جادوگر اور کاہن ہے اور تو ہمارے نزدیک خود ہمارے اپنے نفسوں سے بھی زیادہ قابل اعتماد ہے۔ تم اس کے ساتھ بحث مباحثہ کرو، جھگڑا کرو تا کہ حقیقت حال مجھے معلوم ہو جائے تا کہ تو اس پر حق کو واضح و روشن کر سکے۔ یاد رکھو! اس کا دعویٰ ہے کہ وہ سب سے زیادہ حق پر ہے اور حق پر عمل کرتا

ہے۔خبردار؛ایسا نہ ہو کہ وہ تجھے شکست دے اور اپنا دعوی تیرے لیے ثابت کر دے۔وہ حیلہ وراہ کہ جس سے وہ لوگوں کو فریب اور دھوکہ دیتا ہے، وہ کھانے پینے ،شہد اور تیل کی مالش کی دعوت ہے اور وہ لوگوں سے تنہائی میں ملاقات کرتا ہے۔ان چیزوں کے بارے میں خبر دار رہنا اور خدا کی مدد سے جاؤ کہ خدا تجھے اس کے مقابل میں کامیابی دے گا۔ جیسے ہی اس کے سامنے جائے اور اسکا رعب اور دبدبہ تجھ پر آئے تو اس وقت آیت السُّخرہ کی تلاوت کرنا تا کہ اس کے جادو کا اثر تجھ پر نہ ہو اور اس کے فریب اور شیطان کے فریب سے خدا کی پناہ حاصل کرنا اور جب تم اس کے سامنے بیٹھنا تو اس کی طرف نگاہ نہ کرنا اور اس سے انس ومحبت کا اظہار نہ کرنا۔اس کے بعد اس سے کہنا کہ تیرے دو دینی بھائی اور تیرے چاچا زاد تجھے خدا کی قسم دیتے ہیں کہ قطع رحمی نہ کرو اور وہ مجھے کہتے ہیں کہ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا نے اپنے رسول حضرت محمدؐ کو اس دنیا سے اٹھایا تھا اس دن ہم نے سارے لوگوں کو آپ کی خاطر چھوڑ دیا تھا حتی کہ اپنے خاندان والوں کی بھی تیری خاطر مخالفت مول لی تھی۔آپ ابھی تو ایک چھوٹے سے مقام پر فائز ہوئے ہو تو ہماری قدر وحرمت کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہو اور ہماری امید کو ختم کرنا چاہتے ہو حالانکہ ہم سے دور ہو کر آپ نے اپنے شہروں کی وسعت اور ہمارے کردار و قدرت وطاقت کا تم نے مشاہدہ کر لیا ہے، ہمارے مقابل میں تو بہت کم ہے۔جن لوگوں نے تجھے ہمارے ساتھ چھوڑا تھا اور وہ اب آپ کو ہم سے دور کر رہے ہیں۔وہ ہماری نسبت تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند نہیں ہیں اور آپ کے دفاع میں وہ ہم سے کم تر اور سست تر ہیں اور آنکھوں والے کے لیے صبح روشن وآشکار ہوتی ہے۔ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ تو نے ہماری توہین کی ہے اور ہم پر لعنت ونفرین و بددعا کی ہے۔کس چیز نے تجھے اس پر آمادہ کیا ہے کہ ہم پر نفرین ولعنت کرے حالانکہ ہم آپ کو عرب کے پہلوانوں میں شجاع ترین جانتے ہیں اور ہم پر نفرین و بدعا کو تو نے اپنی عادت بنالی ہے اور تو گمان کرتا ہے کہ تیری لعنت ہمیں تیرے مقابل میں شکست دے دے گی اور تو ہمارے مقابل میں کامیاب ہو جائے گا۔

جیسے ہی خداش امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے ان دونوں کے دیئے ہوئے احکامات و دستورات پر عمل شروع کر دیا اور آہستہ آہستہ آیت تسخیر کی تلاوت شروع کر دی۔امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو دیکھا کہ وہ آہستہ آہستہ اپنے سے ہی باتیں کر رہا ہے اور آیت تسخیر پڑھ رہا ہے تو آپؑ مسکرائے اور فرمایا: اے عبد القیس بھائی! میرے پاس یہاں آجاؤ اور آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اپنے قریبی مکان کی طرف اشارہ فرمایا۔

خداش نے کہا: نہیں، یہ جگہ بڑی وسیع وعریض ہے، میں یہاں ٹھیک ہوں۔میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں پیغام پہنچاؤں۔

علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: کچھ کھانا یا پینا پسند کرو گے، لباس اتارو تا کہ تمہارے جسم کو تیل کی مالش کی جائے، تم تھک چکے ہوگے۔ اس کے بعد اپنا پیغام دے دینا۔ اے قنبر! اٹھو اور اس کو جگہ دو۔

خداش نے کہا: نہیں کسی چیز کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: کیا چاہتے ہو میں تنہائی میں تیرے ساتھ ملاقات کروں اور تو پیغام دے سکے۔ اگر کوئی خفیہ پیغام ہے تا کہ تمہیں پریشانی نہ ہو۔

خداش نے کہا: نہیں کوئی محرمانہ گفتگو نہیں ہے لہذا تنہائی کی ضرورت نہیں ہے، یہ بات واضح و آشکار ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں جو تیری ذات کی نسبت تجھ سے زیادہ نزدیک ہے، جو تیرے اور تیرے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے، جو تیری آنکھ اور زبان کی خیانت سے آگاہ اور تیرے سینہ کی پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہے! جو کچھ میں نے تجھے پیشکش کی ہے کیا اس کے بارے میں زبیر نے تجھے نہیں کہا تھا؟

خداش نے کہا: اے خدایا! ایسے ہی اس نے مجھے کہا تھا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے خداش! اس کے بعد جو میں نے تجھ سے سوال کرتا ہوں اور اگر تو نے اس کو چھپانے کی کوشش کی، تو تم آنکھ کو حرکت نہیں دے سکو گے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا انہوں نے تجھے کوئی چیز سکھائی تھی جو تو میرے سامنے آیا اور تو نے اس کو پڑھنا شروع کر دیا؟

اس نے عرض کیا: ہاں

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اس آیت کو پڑھو تو اس نے پڑھا۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس کو بار بار پڑھو پس اس نے پڑھنا شروع کر دیا اور وہ جہاں سے غلط پڑھتا تھا آپ اس کو درست کروا دیتے تھے یہاں تک کہ اس نے اس آیت کو ستر مرتبہ پڑھا۔

پھر آپ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اب بتاؤ تم اپنے دل میں حالت اطمینان کو پاتے ہو؟

خداش نے کہا: جی، یا علیؑ! میں اپنے دل میں اطمینان کو محسوس کرتا ہوں۔ مجھے قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اب بتاؤ ان دونوں نے تجھے کیا کہا تھا؟

پس اس نے ساری بات بیان کر دی۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم ان سے کہنا کہ خود تمہاری بات ہی تمہارے خلاف حجت ہے لیکن خدا قوم ظالم کو ہدایت نہیں کرتا۔ تم دونوں نے کہا ہے کہ تم دونوں میرے دینی بھائی اور نسب میں چاچا زاد ہو۔ بہر حال میں نسب کا

انکارنہیں کرتا اگر چہ تمام نسب مقطوع ہو چکے ہیں سوائے اس نسب کے جس کو خدا نے اسلام کے ذریعے جوڑا ہے۔اب تمہارا یہ کہنا کہ تم میرے دینی بھائیوں ہو اور تم دونوں اس دعوی میں سچے ہو تو پھر تم دونوں نے جو کام کیا ہے اس کے ذریعے تم نے اپنے آپ کو کتاب خدا سے دور کر لیا ہے اور اس کی مخالفت کی ہے اور اس کے علم کی مخالفت و نافرمانی کی ہے۔ جو دینی بھائی ہو اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے جو تم نے کیا اور اگر تم اپنے دعوی میں جھوٹے ہو تو تم نے یہ دعویٰ کر کے خدا اور کتاب خدا پر جھوٹ بولا ہے۔ باقی تمہارا یہ دعویٰ کہ تم نے رسول خداﷺ کی رحلت کے دن تمام لوگوں کی مخالفت کی۔ اگر تم نے اس وقت میری بیعت وحمایت میرا حق سمجھ کر کی اور میرے حق کا ساتھ دیا تو اب تم نے اس حق کی بیعت کو توڑ دیا ہے اور اگر مجھے باطل پر سمجھتے ہوئے میرا ساتھ دیا اور لوگوں کی مخالفت کی تو جو گناہ کیا وہ تمہاری گردن پر ہے۔ نیز یہ کہ جو تم نے کہا ہے کہ ہم نے لوگوں کی مخالفت کرتے ہوئے آپ کا ساتھ دیا تو وہ تمہارا ساتھ دنیاوی لالچ میں تھا۔اس کی دلیل خود تمہارا قول ہے کہ تم نے کہا کہ تو ہماری امیدوں پر پانی پھیر رہا ہے اور یہی عقیدہ تمہارا ہے تو شکر ہے خدا کا کہ تم نے مجھے یہ کہا ہے کہ ہماری امید ٹوٹ گئی ہے اور کوئی دینی عیب مجھ پر نہیں لگا سکے۔اب تم نے کہا کہ وہ کون سی چیز ہے کہ جس نے مجھے تم سے دور کر دیا ہے تو وہ تمہارا باطل اور خبیث عقیدہ وخواہش ہے جس نے مجھے تم سے دور کر دیا ہے اور تم نے حق سے دوری اختیار کر لی ہے اور اس عقیدہ نے تمہیں مجبور کیا ہے اور آمادہ کیا ہے کہ تم حق کی بیعت کا طوق اپنی گردن سے اُتار پھینکو اور جیسا کہ سرکش گھوڑا خود اپنی لگام کو توڑ دیتا ہے ایسے ہی تم نے کیا۔اللہ میرا رب ہے اور میں کسی کو اس کا شریک نہیں قرار دیتا اور تم نے کہا کہ وہ کم فائدہ مند ہے اور وفا کرنے میں سست ہے تو یہ تم نے کفر وشرک و نفاق کو ظاہر کیا ہے۔ میرا حامی و مددگار فقط اللہ ہے۔اب تم نے کہا کہ میں عرب کا شجاع ترین فرد ہوں لہٰذا میں نے لعنت ونفرین و بددعا کو کیوں اپنا شیوہ بنایا ہے تو جان لو کہ ہر عمل و کام کا ایک مناسب محل و مقام ہوتا ہے۔ جب تمام اطراف سے نیزہ و تیر آ رہے ہوں، گھوڑے پریشان ہو جائیں اور تمہارے شکم خوف وحراس کی وجہ سے پھول جائیں تو اس وقت خدا مجھے ایک قوی دل عطا کرتا ہے۔لیکن جس مقام پر تم خدا کو ناراض کر رہے ہو گے وہاں میں فقط تمہارے لیے نفرین ہی کروں گا۔ بے صبری نہ کرو اور پریشان نہ ہو جاؤ۔تمہارے عقیدہ کے مطابق ایک جادوگر تم پر نفرین کر رہا ہے۔اے خدایا! طلحہ اور زبیر نے مجھ پر ستم کیا ہے اور میرے خلاف انہوں نے جھوٹ بولا ہے اور انہوں نے گواہی کو چھپایا ہے اور میرے بارے میں تیری اور تیرے رسولﷺ کی نافرمانی کی ہے پس تو زبیر کو بدترین انداز میں قتل فرما اور اس کے خون کو گمراہی میں گرا اور طلحہ کو ذلیل وخوار کر دے اور ان کی آخرت کو ان کے لیے بدترین قرار دے۔اے خداش! تم آمین کہو۔

خداش نے کہا: آمین۔

اس کے بعد خداش نے اپنے دل ہی دل میں کہا: میں نے کسی مرد کونہیں دیکھا کہ جو اپنے آپ سے اس سے بہتر انداز سے عیب و تہمت دُور کرے اور خود اپنے پاس ایسی دلیل و برہان رکھتا ہو کہ دوسروں کو لاجواب کر دے اور دوسرے اس کی دلیل و برہان کو توڑنے میں قاصر ہوں۔ میں خدا کی جانب جاتا ہوں اور ان دونوں سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اب تم ان کے پاس واپس جاؤ اور میری باتیں ان کو سناؤ۔

خداش نے عرض کیا: نہیں، خدا کی قسم! میں واپس نہیں جاؤں گا مگر اس شرط کے ساتھ کہ آپؑ اللہ سے میرے حق میں دعا کریں کہ میں جلد از جلد واپس آپؑ کے پاس آ جاؤں اور وہ میرے واپس آنے کو پسند کرے اور اس پر راضی ہو۔

پس آپ علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا کی اور زیادہ دیر نہ ہوئی کہ خداش واپس آ گیا اور جنگ جمل میں آپؑ کی طرف سے جنگ کرتے کرتے شہید ہو گیا۔ خدا اس پر رحم فرمائے۔ [1]

بیان:

﴿من أنفسنا من بیان لمن أی من الذین هم منا من أن تمنع علی البناء للمفعول متعلق بأوثق و فی بعض النسخ تمتنع و أن تحاجه تخاصمه عطف علی ذلك أی أوثق من أن تمتنع من أن تحاجه تقفه من الوقف بمعنی الإيقاف أی تقيه و فی بعض النسخ بتقديم الفاء من التفقه بحذف إحدی التاءين و تضمين معنی الاطلاع أی تتفهم و تطلع منه و أن يخالی الرجل يخلو به يناشدانك القطيعة يقسمان عليك بقطيعة الرحم و عظم أمرها أو بالله فيها و النأی البعد و هو يناجی نفسه حين يقرأ آية السخرة [1] الحائل بينك و بين قلبك أشار به إلی قوله عز و جل أَنَّ اللهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهِ نبهه بذلك علی خيبته من نيل ما أرسل له لو كتمت بعد ما سألتك يعنی كتمت تقدم الزبير إليك بالمعروض عليك بعد سؤالی عنه ما ارتد إليك طرفك أی مت و هلكت بغتة من غير مهلة مع الحدث الذی أحدثتما و هو نصرتكما لی مع أنی كنت علی الباطل بزعمكما مع أن صفتكما أی وصفكما أنفسكما بمفارقة الناس لأجلی قبل ذلك و إنما نسبه إلی وصفهما لأنهما لم يفارقا الناس فی السر و إنما كانا تراءيا له ذلك نفاقا

و فی بعض النسخ صفقكما أی بيعتكما إياي فإن الصفق ضرب إحدی اليدين علی الأخری عند البيعة زعمتما أی زعمتما إنكما تصيبانها بتلك المفارقة الحرون بالمهملتين الدابة الصعبة الأسنة جمع

[1] بحارالانوار: ۳۲/ ۱۲۸؛ مدینۃ المعاجز: ۲/ ۱۳۹؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۳۱۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۲۲

سنان و ماجت اضطربت لبود الخیل جمع لبد یعنی به لبد السرج و السحر بالفتح و الضم و التحریك الرئة و ملؤهما أجوافهما انتفاخهما من الخوف و الإقعاص بالمهملتین القتل و المضلة مصدر میمی من الضلال یعنی عرفه أنه فی ضلال و فی بعض النسخ المذلة لحیة أی ذا لحیة فإن العرب کثیرا ما یعبر عن الرجل باللحیة و المساك ما یتمسك به﴾

''من انفسنا'' ہمارے نفسوں سے۔''من'' بیانیہ کا معنی دے رہا ہے۔''من'' یعنی وہ لوگ جو ہم میں سے ہیں۔''من ان تمنع'' تمھیں منع کرنے سے یہ مفعول کی بنا پر ''اوئق'' کا متعلق ہے اور بعض نسخوں میں ''تمتنع'' آیا ہے۔''وان تحاجّه'' کہ اس سے جھگڑا کرے۔ یہ اس عطف ہے یعنی رکنے کی بجائے قوی دلائل کے ساتھ ان سے بحث کرنا۔''تقفه'' تو نے اس سے رُکنا، یعنی یہ وقف سے جس ک امعنی ایقاف ہے بھی اس کا قائم کرنا اور بعض نسخوں میں ''ف'' کو پہلے لکھا گیا ہے۔یعنی ''التفقه'' دو تاؤں میں سے ایک کو حذف کرنے سے اطلاع کے معنی میں متضمن ہونا یعنی تو اس کو سمجھ اور اس سے مطلع ہو۔''وان یخالی الرجل'' کس شخص کا خلوت اختیار کرنا بھی اس کی وجہ سے وہ خلوت اختیار کرتا ہے۔''ینا شدانك القطیعة'' وہ تمھیں قسم دیتے ہیں کہ تم قطع تعلق کرنے والے ہو یعنی وہ تمھیں قطع الرحم اور اس کے عظیم امر کی وجہ سے یا اللہ تعالیٰ کی قسم دیتے ہیں۔''النای'' دوری۔''وھویناجی نفسه'' وہ اپنے دل میں کچھ پڑھ رہا تھا، جس وقت اس نے آیت سخرہ کو پڑھا۔''الحائل بینك وبین قلبك''، وہ تمھارے دل اور خود تمھارے درمیان حائل ہے۔اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف اشارہ ہے۔

''ان اللہ یحول بین المرء وقلبه''

''بیشک اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے۔(سورۃ انفال: ۲۴)۔''

اس کے ذریعہ اس کو تنبیہ کی گئی اس حصہ سے جو اس کے لیے بھیجا گیا۔''لو کتمت بعد مسالتك'' اگر تو میرے تجھ سے کرنے کے بعد چھپاتا، یعنی تو زبیر کی ان مروضات کو چھپاتا جو اس نے تجھے میرے سوال کے بعد تیرے سامنے پیش کیں۔''ماارته الیك طوفك'' تو تیری نظر تیری طرف نہ پلٹتی یعنی تو مرجاتا اور بغیر کسی مہلت کے بغاوت کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔''مع الحدث الذی احدثتما'' اس فعل کے ساتھ جو تم دونوں نے کیا یعنی وہ یہ کہ تم دونوں نے میری نصرت تو کی لیکن ساتھ ساتھ تم دونوں مجھے باطل پر سمجھتے ہو۔''مع ان صفتکما'' تم دونوں کی صفت کے ساتھ یعنی تمھارا وصف اپنے بارے میں اور وہ یہ کہ تم اس سے پہلے میری وجہ سے لوگوں سے وفا رفقت اختیار کی بعض نسخوں میں ''صفقکما'' ہے۔یعنی تم دونوں نے میری ہی بیعت کی اور

بیشک صفق کا معنی دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر مارنا ہے جب بیعت کی جارہی ہو۔ ''زعمتما'' تم دونوں سمجھتے ہو یعنی تم دونوں یہ سمجھتے ہو کہ تم نے اس کو اس مفارقت کے ذریعہ درست قرار دیا۔ ''الحرون'' یعنی سرکش سواری۔ ''الاسنّۃ'' نیزے کے پھل اور جمع ہے سنان کی جس کا معنی نیزے کا پھل ہے۔ ''ماجت'' مضطرت ہونا۔ ''لبود الخیل'' گھوڑوں کے بال یہ ''بعد'' کی جمع ہے یعنی جس کے ساتھ زین اور سحر چمٹ جاتے ہیں۔ ''ملاوھا اجوافھما'' یعنی ان دونوں کا خوف میں مبتلا ہونا۔ ''الاقعاص'' یعنی قتل ۔''المضلّۃ'' یہ باب الضلال کا مصدر میمی ہے۔ یعنی تو اس کو پہچان لے کہ بیشک وہ گمراہی میں ہے۔ بعض نسخوں میں ''المزلۃ'' ہے۔ ''لحیۃ'' یعنی صاحب ریش آدمی کیونکہ عربی لوگ اکثر طور پر مرد کو لحیہ یعنی داڑھی سے تعبیر کرتے تھے۔ ''المساك'' یعنی جس کے ذریعہ روکا جائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند مجہول اور دوسری سند ضعیف ہے [1]

2/613 الکافی،۱/۲/۳۴۵/۱ علی بن محمد و محمد بن الحسن عن سهل و القمی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَّانَ جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ نَصْرِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ جَرَّاحِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ رَافِعِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ يَوْمَ اَلنَّهْرَوَانِ فَبَيْنَا عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَالِسٌ إِذْ جَاءَ فَارِسٌ فَقَالَ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا عَلِيُّ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ عَلَيْكَ اَلسَّلاَمُ مَا لَكَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ لَمْ تُسَلِّمْ عَلَيَّ بِإِمْرَةِ اَلْمُؤْمِنِينَ قَالَ بَلَى سَأُخْبِرُكَ عَنْ ذَلِكَ كُنْتُ إِذْ كُنْتَ عَلَى اَلْحَقِّ بِصِفِّينَ فَلَمَّا حَكَّمْتَ اَلْحَكَمَيْنِ بَرِئْتُ مِنْكَ وَ سَمَّيْتُكَ مُشْرِكاً فَأَصْبَحْتُ لاَ أَدْرِي إِلَى أَيْنَ أَصْرِفُ وَلاَيَتِي وَ اَللَّهِ لَأَنْ أَعْرِفَ هُدَاكَ مِنْ ضَلاَلَتِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ اَلدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ قِفْ مِنِّي قَرِيباً أُرِيكَ عَلاَمَاتِ اَلْهُدَى مِنْ عَلاَمَاتِ اَلضَّلاَلَةِ فَوَقَفَ اَلرَّجُلُ قَرِيباً مِنْهُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَقْبَلَ فَارِسٌ يَرْكُضُ حَتَّى أَتَى عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ أَبْشِرْ بِالْفَتْحِ أَقَرَّ اَللَّهُ عَيْنَكَ قَدْ وَ اَللَّهِ قُتِلَ اَلْقَوْمُ أَجْمَعُونَ فَقَالَ لَهُ مِنْ دُونِ اَلنَّهَرِ أَوْ مِنْ خَلْفِهِ قَالَ بَلْ مِنْ دُونِهِ فَقَالَ كَذَبْتَ وَ اَلَّذِي فَلَقَ اَلْحَبَّةَ وَ بَرَأَ اَلنَّسَمَةَ لاَ يَعْبُرُونَ أَبَداً حَتَّى يُقْتَلُوا فَقَالَ اَلرَّجُلُ

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۴۷

فَازْدَدْتُ فِيهِ بَصِيرَةً فَجَاءَ آخَرُ يَرْكُضُ عَلَى فَرَسٍ لَهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَرَدَّ عَلَيْهِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ مِثْلَ الَّذِي رَدَّ عَلَى صَاحِبِهِ قَالَ الرَّجُلُ الشَّاكُّ وَ هَمَمْتُ أَنْ أَحْمِلَ عَلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَأَفْلَقَ هَامَتَهُ بِالسَّيْفِ ثُمَّ جَاءَ فَارِسَانِ يَرْكُضَانِ قَدْ أَعْرَقَا فَرَسَيْهِمَا فَقَالاَ أَقَرَّ اللّٰهُ عَيْنَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَبْشِرْ بِالْفَتْحِ قَدْ وَ اللّٰهِ قُتِلَ الْقَوْمُ أَجْمَعُونَ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَ مِنْ خَلْفِ النَّهَرِ أَوْ مِنْ دُونِهِ قَالاَ لاَ بَلْ مِنْ خَلْفِهِ إِنَّهُمْ لَمَّا اِقْتَحَمُوا خَيْلَهُمُ النَّهْرَوَانَ وَ ضَرَبَ الْمَاءُ لَبَّاتِ خُيُولِهِمْ رَجَعُوا فَأُصِيبُوا فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ صَدَقْتُمَا فَنَزَلَ الرَّجُلُ عَنْ فَرَسِهِ فَأَخَذَ بِيَدِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ بِرِجْلِهِ فَقَبَّلَهُمَا فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ هٰذِهِ لَكَ آيَةٌ.

ترجمہ: رافع بن سلمہ سے روایت ہے کہ میں جنگ نہروان کے دن علی بن ابی طالبؑ کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ حضرت علی علیہ السلام ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک گھوڑے سوار شخص آپؑ کے پاس آیا اور کہا: السلام علیک یا علیؑ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: علیک السلام، تیری ماں تیری موت پر روئے۔ تو نے مجھے امیر المومنین کہہ کر سلام کیوں نہیں کیا؟

اس نے کہا: ہاں میں نے آپ کو امیر المومنین کہہ کر سلام نہیں کیا اور ابھی میں اس کی علت بھی بیان کرتا ہوں۔ جب آپ جنگ صفین میں حق پر تھے مگر آپ نے حکمین کے فیصلے کو قبول کیا تو اس کی وجہ سے میں آپ سے بیزار ہو چکا ہوں اور میں آپ کو مشرک جانتا ہوں لیکن اب میں پریشان و حیران ہوں کہ میں کس کی پیروی و اطاعت کروں کیونکہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ آپ حق پر ہیں یا ابھی باطل پر ہی قائم ہیں؟ ہائے کاش! آپ حق پر آ چکے ہوں کہ آپ کا حق پر ہونا مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: تیری ماں تیری موت پر روئے! میرے قریب آؤ تا کہ میں تیرے لیے ہدایت و حق کے نشانات باطل و گمراہی سے الگ کر کے روشن و واضح کروں۔

چنانچہ وہ شخص امیر المومنین علی علیہ السلام کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی دوران ایک گھوڑے سوار گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے آپ کے قریب آیا اور عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام! آپؑ کو فتح مبارک ہو۔ خدا نے آپؑ کی آنکھوں کو روشن کر دیا ہے۔ خدا کی قسم! دشمن کا سارا لشکر قتل ہو گیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: شہر کے اِس طرف یا اُس طرف؟

اس نے کہا: اس طرف۔

آپؑ نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو کھول کر ایک جاندار کو اس سے خلق کیا! وہ ہرگز نہر کو عبور نہیں کر پائیں گے مگر یہ کہ وہ قتل ہو جائیں گے۔

وہ شخص بیان کرتا ہے کہ میرا اس (علی علیہ السلام) بارے میں عقیدہ اور مضبوط ہو گیا ہے۔

اتنے میں ایک گھوڑا سوار آیا اور اس نے بھی وہی بیان کیا اور امیر المومنین علیہ السلام نے بھی اس کو ویسا ہی جواب دیا جو اس کے ساتھی کو دیا تھا۔ پس اب وہ مرد جو حضرت علی علیہ السلام کے بارے شک کر رہا تھا، وہ کہتا ہے کہ میرا دل چاہتا تھا کہ تلوار سے علی علیہ السلام پر حملہ کروں اور تلوار کا وار کر کے ان کا سر پھاڑ دوں۔

اس کے بعد دو سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے آئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین علیہ السلام! خدا آپؑ کی آنکھوں کو روشن کرے! آپؑ کو فتح مبارک ہو۔ خدا کی قسم! دشمن کا سارا لشکر قتل ہو گیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ان سے فرمایا: نہر کے اِس طرف یا اُس طرف؟

انہوں نے کہا: نہیں اُس طرف۔ انہوں نے گھوڑوں کو نہر میں ڈالا تھا اور جب انہوں نے دیکھا کہ اس کا پانی ان کی گردنوں تک آ رہا ہے تو انہوں نے واپس کر لیا اور واپس آئے تو قتل ہو گئے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے ان سے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے۔

پس وہ گھوڑے سے نیچے آئے اور انہوں نے آپؑ کے ہاتھوں اور قدموں کا بوسہ لیا تو علی علیہ السلام نے اس مرد شاک سے فرمایا: یہ تیرے لیے نشانی ہے۔[1]

بیان:

﴿ثكلتك أمك أي فقدتك لم تسلم على بإمرة المؤمنين أي لم تقل السلام عليك يا أمير المؤمنين و إنما ازداد الرجل بصيرة بتكذيبه ع المخبر الأول لما رأى من جرأته ع على تكذيب المدعي للمشاهدة المعطية لليقين بالغيب الدال على أنه على بينة من أمره و يحتمل أن يكون ازددت بمعنى استزدت يعني طلبت فيه زيادة بصيرة و استقصرت تلك البصيرة الحاصلة و هذا المعنى أولى لأنه لم يكن له بصيرة فيه قبل ذلك أصلا حتى يكون قد ازدادها بذلك و إنما هم بقتله ع بتكذيبه المخبر الثاني لتكذيبه الأمر الثابت بالتواتر المفيد للقطع الدال بحسب الظاهر على كذبه و إلهامه الرأس و الاقتحام الدخول في الشيء بتكلف و اللبة المنحر و موضع القلادة من الصدر﴾

''ثکلتک امّک'' یعنی وہ تجھے کھو بیٹھے۔ ''لم تسلّم علیّ بأمرۃ المومنین'' تو نے مجھے امیر المومنینؑ کے ساتھ

---

[1] اثبات الہداۃ ۳/ ۴۳۲؛ مدینۃ المعاجز: ۲/ ۱۴۶؛ ارشاد البشر: ۲۱۳؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۲۶۸

سلام نہیں کیا یعنی تو نے یہ نہیں کہا السّلام علیک یا امیر المومنین علیہ السلام۔

''الھابۃ'' یعنی سر۔

''الاقتحام'' یعنی تکلف کے ساتھ کسی شئی میں داخل ہونا۔''و اللبّۃ'' حلق میں ذبح کرنے کی جگہ اور وہ مقام جہاں پٹا باندھا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

3/614 الکافی،۱/۳/۳۴۶/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلْقَاسِمِ اَلْعِجْلِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى اَلْمَعْرُوفِ بِكُرْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خُدَاهِيٍّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَبْدِ اَلْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو اَلْخَثْعَمِيِّ عَنْ حَبَابَةَ اَلْوَالِبِيَّةِ قَالَتْ: رَأَيْتُ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي شُرْطَةِ اَلْخَمِيسِ وَ مَعَهُ دِرَّةٌ لَهَا سَبَابَتَانِ يَضْرِبُ بِهَا بَيَّاعِي اَلْجِرِّيِّ وَ اَلْمَارْمَاهِي وَ اَلزِّمَّارِ وَ يَقُولُ لَهُمْ يَا بَيَّاعِي مُسُوخِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ جُنْدِ بَنِي مَرْوَانَ فَقَامَ إِلَيْهِ فُرَاتُ بْنُ أَحْنَفَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ مَا جُنْدُ بَنِي مَرْوَانَ قَالَ فَقَالَ لَهُ أَقْوَامٌ حَلَقُوا اَللِّحَى وَ فَتَلُوا اَلشَّوَارِبَ فَمُسِخُوا فَلَمْ أَرَ نَاطِقاً أَحْسَنَ نُطْقاً مِنْهُ ثُمَّ اِتَّبَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَقْفُو أَثَرَهُ حَتَّى قَعَدَ فِي رَحَبَةِ اَلْمَسْجِدِ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ مَا دَلاَلَةُ اَلْإِمَامَةِ يَرْحَمُكَ اَللَّهُ قَالَتْ فَقَالَ اِئْتِينِي بِتِلْكَ اَلْحَصَاةِ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى حَصَاةٍ فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَطَبَعَ لِي فِيهَا بِخَاتَمِهِ ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَبَابَةُ إِذَا اِدَّعَى مُدَّعٍ اَلْإِمَامَةَ فَقَدَرَ أَنْ يَطْبَعَ كَمَا رَأَيْتِ فَاعْلَمِي أَنَّهُ إِمَامٌ مُفْتَرَضُ اَلطَّاعَةِ وَ اَلْإِمَامُ لاَ يَعْزُبُ عَنْهُ شَيْءٌ يُرِيدُهُ قَالَتْ ثُمَّ اِنْصَرَفْتُ حَتَّى قُبِضَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَجِئْتُ إِلَى اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ فِي مَجْلِسِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلنَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ يَا حَبَابَةُ اَلْوَالِبِيَّةُ فَقُلْتُ نَعَمْ يَا مَوْلاَيَ فَقَالَ هَاتِي مَا مَعَكِ قَالَ فَأَعْطَيْتُهُ فَطَبَعَ فِيهَا كَمَا طَبَعَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَتْ ثُمَّ أَتَيْتُ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَرَّبَ وَ رَحَّبَ ثُمَّ قَالَ لِي إِنَّ فِي اَلدَّلاَلَةِ دَلِيلاً عَلَى مَا تُرِيدِينَ أَ فَتُرِيدِينَ دَلاَلَةَ اَلْإِمَامَةِ

[1] مراۃ العقول:۴/۷۸

فَقُلْتُ نَعَمْ يَا سَيِّدِي فَقَالَ هَاتِي مَا مَعَكِ فَنَاوَلْتُهُ اَلْحَصَاةَ فَطَبَعَ لِي فِيهَا قَالَتْ ثُمَّ أَتَيْتُ عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ وَ قَدْ بَلَغَ بِيَ اَلْكِبَرُ إِلَى أَنْ أُرْعِشْتُ وَ أَنَا أَعُدُّ يَوْمَئِذٍ مِائَةً وَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ سَنَةً فَرَأَيْتُهُ رَاكِعاً وَ سَاجِداً وَ مَشْغُولاً بِالْعِبَادَةِ فَيَئِسْتُ مِنَ اَلدَّلاَلَةِ فَأَوْمَأَ إِلَيَّ بِالسَّبَّابَةِ فَعَادَ إِلَيَّ شَبَابِي قَالَتْ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي كَمْ مَضَى مِنَ اَلدُّنْيَا وَ كَمْ بَقِيَ فَقَالَ أَمَّا مَا مَضَى فَنَعَمْ وَ أَمَّا مَا بَقِيَ فَلاَ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ لِي هَاتِي مَا مَعَكِ فَأَعْطَيْتُهُ اَلْحَصَاةَ فَطَبَعَ لِي فِيهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَطَبَعَ لِي فِيهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَطَبَعَ لِي فِيهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَطَبَعَ لِي فِيهَا ثُمَّ أَتَيْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَطَبَعَ لِي فِيهَا وَ عَاشَتْ حَبَابَةُ بَعْدَ ذَلِكَ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ عَلَى مَا ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ.

(ترجمہ) حبابہ والبیہ سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المومنین علیہ السلام اپنے لشکر کے ساتھ اپنے ہاتھ میں دو بیروں والا کوڑا لیے ہوئے مچھلی بازار میں آئے اور سانپ مچھلی، ملی پچھلی، بام مچھلی (یعنی بغیر چھلکے کی مچھلی) فروخت کرنے والوں کو مارتے اور فرماتے: بنی اسرائیل کی مسخ شدہ مخلوق کو فروخت کرنے والو اور لشکر مروان کو فروخت کرنے والو! یہ حرام ہیں۔

فرات بن احنف بھی امیر المومنین علیہ السلام کے پاس کھڑے تھے پس اس نے عرض کیا: اے امیر المومنین! بنی مروان والے کون تھے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ افراد تھے جو داڑھی منڈواتے تھے اور مونچھیں بڑی بڑی رکھ کر ان کو ہاتھوں سے تاؤ دیتے تھے پس خدا نے ان کو مسخ کر دیا تھا۔

فرات کہتا ہے کہ میں اس سے زیادہ اچھا بولنے والا کسی کو نہیں دیکھتا تھا پس میں ان کی اتباع کرتے ہوئے مسجد تک چلا گیا۔ آپؑ مسجد کے سامنے بیٹھ گئے اور میں نے آپؑ سے عرض کیا: خدا آپؑ پر رحم فرمائے! آپؑ کی امامت کی دلیل کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ پتھر اٹھاؤ اور آپؑ نے اپنے ہاتھ سے ایک پتھر کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے وہ پتھر اٹھایا اور آپؑ کے پاس لے آیا تو آپؑ نے اس پتھر پر اپنی انگشتری کے ذریعے مہر ثبت کر دی اور اس کے بعد مجھے فرمایا: اے حبابہ! اس پتھر کو اپنے پاس رکھو، میرے بعد جو بھی دعوی امامت کرے تو اس کے پاس لے آنا پس اگر وہ مہر ثبت کر دے تو وہ امام ہوگا لہذا اس کی اطاعت کرنا اور امام جس چیز کو چاہے ٹالتا نہیں۔

حبابہ بیان کرتی ہے کہ جب امیر المومنین علی علیہ السلام اس دنیا سے چلے گئے تو میں امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں آئی تو

وہ امیر المومنین علیہ السلام کی مسند پر تشریف فرما تھے اور لوگ آپؑ سے سوالات کر رہے تھے۔ آپؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا! اے حبابہ والبیہ !

میں نے عرض کیا! جی، میر مولا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ پتھر جو تیرے پاس ہے وہ لے کر آؤ۔

چنانچہ میں نے وہ پتھر آپؑ کے سامنے پیش کیا تو آپؑ نے اس پر ویسے ہی مہر ثبت کی جیسے امیر المومنین علیہ السلام نے ثبت کی تھی۔

حبابہ کہتی ہیں کہ پھر میں امام حسن علیہ السلام کے بعد امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تشریف فرما تھے پس آپؑ نے مجھے اپنے قریب بلایا اور مجھے مرحبا کہا۔ پھر مجھے فرمایا: درحقیقت دلالت اس بات کا ثبوت ہے کہ تم کیا چاہتی ہو۔ کیا تم امامت کی نشانی چاہتی ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، میرے سردار۔

آپؑ نے فرمایا: جو پتھر تیرے پاس ہے وہ لے کر آؤ۔

پس میں نے وہ پتھر پیش کیا تو آپؑ نے وہ مجھ سے لے لیا اور امیر المومنین علیہ السلام کی طرح اس پر مہر ثبت کر دی۔

حبابہ بیان کرتی ہیں کہ پھر میں حسین بن علی علیہ السلام کے بعد علی بن حسین علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس وقت تک میں بوڑھی ہو چکی تھی اور میرے ہاتھوں میں رعشہ آ چکا تھا اور میں اس وقت تک اپنی زندگی کے ایک سو تیرہ سالوں سے تجاوز کر چکی تھی۔ میں نے آپؑ کو دیکھا کہ آپؑ عبادت خدا میں مشغول ہیں۔ میں آپؑ سے امامت کی نشانی حاصل کرنے سے مایوس ہو رہی تھی کہ اچانک آپؑ نے انگلی سے میری طرف اشارہ کیا تو اچانک میری جوانی واپس آ گئی۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و سردار! میری زندگی کس قدر گزر چکی ہے اور باقی کتنی رہ گئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو گزر چکی ہے وہ تو جانتی ہے اور جو باقی رہ گئی ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔

پھر فرمایا: جو تیرے پاس ہے اس کو پیش کرو۔

پس میں نے وہ پتھر آپؑ خدمت میں پیش کیا تو آپؑ نے بھی اس پر ویسے ہی مہر کو ثبت کر دیا۔

پھر میں امام ابو جعفر محمد بن علی علیہ السلام کے پاس بھی حاضر ہوئی تو آپؑ نے بھی اس پر مہر کو ثبت کیا۔ پھر میں ابو عبد اللہ امام صادق علیہ السلام کے پاس حاضر اور انہوں نے بھی اس پر مہر کو ثبت کیا۔ اس کے بعد میں امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی خدمت میں آئی اور انہوں نے بھی اس پر مہر کو ثبت کیا اور اس کے بعد میں امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے بھی اس پر مہر ثبت کی اور اس کے بعد جیسا کہ محمد بن ہشام نے نقل کیا ہے کہ امام علی رضا

علیہ السلام کے بعد حبابہ نو ماہ زندہ رہی، پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ [1]

بیان:

﴿حبابة بفتح المهملة و الموحدتين و التشديد و الشرطة بالضم و كسر أول طائفة من الجيش تشهد الواقعة و الخميس الجيش لأنه مقسوم بخمسة أقسام المقدمة و الساق و الميمنة و الميسرة و القلب و الدرة بالكسر التي يضرب بها و السبابة الشقة و الجرى و أخواه أنواع من الحيتان ممنوع أكلها فتلوا لووا أقفو أتبع و الرحبة الفضاء لا يعزب بالمهملة و الزاي لا يغيب فقرب أدناني من نفسه و رحب وسع لي في المكان أو قال لي مرحبا بك يعني وسع الله مكانك توسيعا أما ما مضى فنعم أي لنا سبيل إلى معرفته و أما ما بقي فلا أي لا سبيل إلى معرفته لأنه غيب لا يعلمه إلا الله﴾

''حباته'' مہملہ اور موحدتین کی ''فتح'' اور ''تشدید'' کے ساتھ۔ ''الشرطه'' ضمہ کے ساتھ جیسے مُرد، اس کا قطبہ ہے لشکر میں سے پہلا گروہ جو واقعہ کا گواہ ہو۔

''الخمیس'' اس سے مراد لشکر ہے جس کو پانچ اقسام پر تقسیم کیا گیا ہو۔

① المقدمہ
② السّاق
③ المیمنہ
④ المیسرہ
⑤ القلب

''الدّرۃ'' ''کسرہ'' کے ساتھ یہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ مارا جاتا ہے۔ ''السبابة'' نوک۔ ''الجری'' مچھلی، اسی طرح مچھلیوں میں سے دوسری قسموں کی مچھلیاں جو اس جیسی ہیں ان کا کھانا حرام ہے۔ ''فتلوا'' بَل دینا۔ ''اقفوا'' میں نے پیروی کی۔ ''الرحبه'' وسیع زمین۔ ''لایعزب'' غیب نہیں ہے۔ ''مقرّب'' یعنی انہوں نے مجھے اپنے آپ کے قریب کیا۔ ''رحّب'' یعنی میرے لیے مکان میں وسعت کی یا انہوں نے مجھ سے کہا خوش آمدید یعنی اللہ تعالیٰ تیرے مکان میں وسعت پیدا کرے۔ ''امام ماوضی منعم'' بہرحال جو گزر چکی اس کے لیے ٹھیک ہے۔ یعنی اس کی معرفت کے لیے ہمارے لیے راستہ ہے۔ ''امام مابقی فلا'' بہرحال جو

[1] کمال الدین:۲/۵۳۶؛ مدینۃ المعاجز:۳/۴۶۵و۴/۳۰۴و۱/۵۱۴و۵/۴۶۴و۳/۲۴۸و۷/۱۹۶و۶/۲۹۳و۵/۱۱۲؛ اعلام الوریٰ:۱/۴۰۸؛ بحارالانوار:۲۵/۱۷۵؛ عوالم العلوم:۲۱/۶۰؛ الثاقب فی المناقب:۱۴۰/منتخب الانوار:۹۲؛ کشف الغمہ:۱/۵۳۴؛ منتہی الآمال:۲/۴۱؛ ینابیع المعاجز:۳۱۷؛ موسوعہ الامام الحسینؑ فی الکتاب:۲/۴۸؛ الدمعۃ الساکبہ:۶/۵۶

باقی ہے اس کا کوئی پتہ نہیں یعنی اس کی معرفت کا کوئی راستہ نہیں کیونکہ غیب کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن یہ مضمون مشہور کے درجے سے کم نہیں ہے (واللہ اعلم)

4/615 الكافى،١/٣٤٧/١/١ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلنَّخَعِيِّ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ دَاوُدَ بْنِ اَلْقَاسِمِ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَاسْتُؤْذِنَ لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ اَلْيَمَنِ عَلَيْهِ فَدَخَلَ رَجُلٌ عَبْلٌ طَوِيلٌ جَسِيمٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْوَلاَيَةِ فَرَدَّ عَلَيْهِ بِالْقَبُولِ وَ أَمَرَهُ بِالْجُلُوسِ فَجَلَسَ مُلاَصِقاً لِي فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَيْتَ شِعْرِي مَنْ هَذَا فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَذَا مِنْ وُلْدِ اَلْأَعْرَابِيَّةِ صَاحِبَةِ اَلْحَصَاةِ اَلَّتِي طَبَعَ آبَائِي عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ فِيهَا بِخَوَاتِيمِهِمْ فَانْطَبَعَتْ وَ قَدْ جَاءَ بِهَا مَعَهُ يُرِيدُ أَنْ أَطْبَعَ فِيهَا ثُمَّ قَالَ هَاتِهَا فَأَخْرَجَ حَصَاةً وَ فِي جَانِبٍ مِنْهَا مَوْضِعٌ أَمْلَسُ فَأَخَذَهَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ أَخْرَجَ خَاتَمَهُ فَطَبَعَ فِيهَا فَانْطَبَعَ فَكَأَنِّي أَرَى نَقْشَ خَاتَمِهِ اَلسَّاعَةَ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَقُلْتُ لِلْيَمَانِيِّ رَأَيْتَهُ قَبْلَ هَذَا قَطُّ قَالَ لاَ وَ اَللَّهِ وَ إِنِّي لَمُنْذُ دَهْرٍ حَرِيصٌ عَلَى رُؤْيَتِهِ حَتَّى كَانَ اَلسَّاعَةَ أَتَانِي شَابٌّ لَسْتُ أَرَاهُ فَقَالَ لِي قُمْ فَادْخُلْ فَدَخَلْتُ ثُمَّ نَهَضَ اَلْيَمَانِيُّ وَ هُوَ يَقُولُ (رَحْمَتُ اَللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ اَلْبَيْتِ) (ذُرِّيَّةً بَعْضُهٰا مِنْ بَعْضٍ) أَشْهَدُ بِاللَّهِ إِنَّ حَقَّكَ لَوَاجِبٌ كَوُجُوبِ حَقِّ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ ثُمَّ مَضَى فَلَمْ أَرَهُ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَ إِسْحَاقُ قَالَ أَبُو هَاشِمٍ اَلْجَعْفَرِيُّ وَ سَأَلْتُهُ عَنِ اِسْمِهِ فَقَالَ اِسْمِي مِهْجَعُ بْنُ اَلصَّلْتِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ سِمْعَانَ بْنِ غَانِمٍ اِبْنِ أُمِّ غَانِمٍ وَ هِيَ اَلْأَعْرَابِيَّةُ اَلْيَمَانِيَّةُ صَاحِبَةُ اَلْحَصَاةِ اَلَّتِي طَبَعَ فِيهَا أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلسِّبْطُ إِلَى وَقْتِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

(ترجمہ) ابو ہاشم داود بن قاسم جعفری سے روایت ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک یمنی مرد نے آپؑ سے آنے کی اجازت طلب کی گئی۔ آپؑ نے اس کے لیے اجازت عطا فرمائی پس وہ یمنی شخص اندر داخل ہوا۔ وہ ایک موٹا تازہ نوجوان تھا اس نے ولایت کے عنوان کے ساتھ آپؑ کو یوں سلام کیا: السلام علیک یا ولی اللہ۔

---

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۸۲

آپؑ نے اس کو سلام کا جواب دیا اور اس کو بیٹھنے کا حکم دیا پس وہ میرے پاس بیٹھ گیا تو میں نے اپنے دل میں کہا: اے کاش! مجھے پتہ چل جائے کہ یہ کون ہے؟

امامؑ نے فرمایا: یہ اس عربی عورت کی اولاد میں سے ہے کہ جس کے پاس وہ پتھر تھا جس پر میرے آباؤ اجداد نے اپنی اپنی امامت کی نشانی کے طور پر اپنی اپنی مہریں ثبت فرمائی ہیں (اور وہ اس دنیا سے چلی گئی ہے)۔ اب یہ اس پتھر کو میرے پاس لے کر آیا ہے تاکہ میں بھی اس پتھر پر اپنی امامت کی نشانی کی مہر کو ثبت کروں۔

پھر اس سے فرمایا: وہ پتھر مجھے دے دو۔

پس اس نے وہ پتھر باہر نکالا اور دیکھا گیا کہ اس کی ایک جانب خالی ہے۔ چنانچہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس پتھر کو لیا اور اپنی انگشتری نکالی اور اس پر مہر ثبت کر دی۔

گویا میں اس وقت بھی آپؑ کی مہر ثبت کرنے کو دیکھ رہا ہوں۔

میں نے یمانی مرد سے کہا: کیا آپ نے ان کو اس سے قبل کبھی دیکھا تھا؟

اس نے کہا: نہیں، خدا کی قسم! میں ایک طویل مدت سے ان کی زیارت کا مشتاق تھا اور اس وقت تک میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا اور آج پہلی مرتبہ ان کو دیکھا ہے۔

پس انہوں نے مجھے فرمایا: اٹھو اور اندر داخل ہو جاؤ۔ پس میں داخل ہو گیا اس کے بعد یمانی اٹھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کی رحمت و برکات تمہارے خاندان پر ہوں اے اہل بیت نبیؑ کہ جو ایک کے بعد دوسرے کی ذریت ہیں، خدا کی قسم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ کے حق کی رعایت اسی طرح واجب ہے جیسے امیر المومنینؑ کے حق کی رعایت واجب تھی اور دوسرے آئمہ علیہم السلام کی رعایت واجب تھی۔ پھر وہ چلا گیا اور اس کے بعد میں نے اس کو بھی نہیں دیکھا۔

اسحاق کا بیان ہے کہ ابو ہاشم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس شخص کے نام کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس کا نام مہجع بن صلت بن عقبہ بن سمعان بن غانم بن ام غانم اور یہ وہی عربی یمانی عورت ہے جس کے پاس وہ پتھر تھا جس پر امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی مہر کو مثبت فرمایا تھا اور اس کے بعد اس کی اولاد امام رضا علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک اس پر مہر ثبت کروا رہی ہے۔[1]

---

[1] اثبات الھداۃ: ۵/۱۰؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۳۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۶۴ و ۵۶۵؛ المناقب: ۴/۴۴۱؛ الثاقب فی المناقب: ۵۶۱؛ کشف الغمہ: ۲/۴۱۸؛ بحار الانوار: ۲۵/۷۹ و ۵۰/۳۰۲؛ الخرائج والجرائح: ۱/۴۲۸؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۱۸/۷۲؛ موسوعہ الامام العسکریؑ: ۱/۴۲۶؛ مسند الامام العسکریؑ: ۹۹؛ ینابیع المعاجز: ۳۲۲؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۲۵۰

بیان:

﴿عبل أی ضخم فسلم عليه بالولاية يعنی قال له السلام عليك يا ولی الله و السبط ولد الولد﴾

''عبل'' یعنی موٹا ہونا۔''مسلّم عليه بالولايه'' اس نے آپ کو ولایت کے ساتھ سلوک کیا یعنی اس نے آپؑ سے عرض کیا: السّلام عليك ياولّی الله سلام ہو آپؑ پر اے اللہ تعالیٰ کے ولّی۔''السبط'' بیٹے کا بیٹا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

5/616 الکافی،۱/۳۵۵/۵۱/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا ذَكَرَ اِسْمَهُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ [بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اَللَّهِ ظ] بْنِ عُبَيْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ زَيْدِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ قَالُوا: جَاءَتْ أُمُّ أَسْلَمَ يَوْماً إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُوَ فِي مَنْزِلِ أُمِّ سَلَمَةَ فَسَأَلَتْهَا عَنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَتْ خَرَجَ فِي بَعْضِ اَلْحَوَائِجِ وَ اَلسَّاعَةَ يَجِيءُ فَانْتَظَرَتْهُ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ حَتَّى جَاءَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَتْ أُمُّ أَسْلَمَ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اَللَّهِ إِنِّي قَدْ قَرَأْتُ اَلْكُتُبَ وَ عَلِمْتُ كُلَّ نَبِيٍّ وَ وَصِيٍّ فَمُوسَى كَانَ لَهُ وَصِيٌّ فِي حَيَاتِهِ وَ وَصِيٌّ بَعْدَ مَوْتِهِ وَ كَذَلِكَ عِيسَى فَمَنْ وَصِيُّكَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ فَقَالَ لَهَا يَا أُمَّ أَسْلَمَ وَصِيِّي فِي حَيَاتِي وَ بَعْدَ مَمَاتِي وَاحِدٌ ثُمَّ قَالَ لَهَا يَا أُمَّ أَسْلَمَ مَنْ فَعَلَ فِعْلِي هَذَا فَهُوَ وَصِيِّي ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى حَصَاةٍ مِنَ اَلْأَرْضِ فَفَرَكَهَا بِإِصْبَعِهِ فَجَعَلَهَا شِبْهَ اَلدَّقِيقِ ثُمَّ عَجَنَهَا ثُمَّ طَبَعَهَا بِخَاتَمِهِ ثُمَّ قَالَ مَنْ فَعَلَ فِعْلِي هَذَا فَهُوَ وَصِيِّي فِي حَيَاتِي وَ بَعْدَ مَمَاتِي فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَأَتَيْتُ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي أَنْتَ وَصِيُّ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ نَعَمْ يَا أُمَّ أَسْلَمَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى حَصَاةٍ فَفَرَكَهَا فَجَعَلَهَا كَهَيْئَةِ اَلدَّقِيقِ ثُمَّ عَجَنَهَا وَ خَتَمَهَا بِخَاتَمِهِ ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ أَسْلَمَ مَنْ فَعَلَ فِعْلِي هَذَا فَهُوَ وَصِيِّي فَأَتَيْتُ اَلْحَسَنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ غُلاَمٌ فَقُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي أَنْتَ وَصِيُّ أَبِيكَ فَقَالَ نَعَمْ يَا أُمَّ أَسْلَمَ وَ

---

[1] مراۃ العقول:۴/ ۸۳

ضَرَبَ بِيَدِهِ وَ أَخَذَ حَصَاةً فَفَعَلَ بِهَا كَفِعْلِهِمَا فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ فَأَتَيْتُ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ إِنِّي لَمُسْتَصْغِرَةٌ لِسِنِّهِ فَقُلْتُ لَهُ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي أَنْتَ وَصِيُّ أَخِيكَ فَقَالَ نَعَمْ يَا أُمَّ أَسْلَمَ ائْتِينِي بِحَصَاةٍ ثُمَّ فَعَلَ كَفِعْلِهِمْ فَعَمَرَتْ أُمُّ أَسْلَمَ حَتَّى لَحِقَتْ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي مُنْصَرَفِهِ فَسَأَلَتْهُ أَنْتَ وَصِيُّ أَبِيكَ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ فَعَلَ كَفِعْلِهِمْ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ.

(ترجمہ) جعفر بن زید بن موسیٰ نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعے روایت کی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ام سلمیٰؓ کے گھر میں تھے اور ام اسلم ان کی خدمت میں آئی اور اس نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں ہیں؟

انہوں نے کہا: کسی ضروری کام کے لیے باہر گئے ہیں، ابھی آجاتے ہیں۔ پس وہ آپؐ کے انتظار میں ام سلمیٰؓ کے پاس بیٹھ گئی یہاں تک کہ رسول خداؐ تشریف لے آئے۔

ام اسلم نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں! یا رسول اللہؐ! میں نے کتاب میں پڑھا ہے اور میں جانتی ہوں کہ ہر نبی کا ایک وصی رہا ہے۔ جناب موسیٰؑ کا ایک وصی ان کی زندگی میں تھا اور ایک اُن کی موت کے بعد تھا۔ ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ایک وصی تھا۔ یا رسول اللہؐ! آپؐ کا وصی کون ہے؟

رسول خداؐ نے فرمایا: اے ام اسلم! میری زندگی اور میری وفات کے بعد میرا ایک ہی وصی ہے۔

پھر فرمایا: اے ام اسلم! جو کوئی میری طرح یہ کام کرے گا وہی میرا وصی ہے اور اس کے بعد آپؐ نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور اس کو انگلیوں سے مل کر آٹا بنا دیا اور پھر اس کا دوبارہ خمیر کیا اور اس پر اپنی انگشتری سے مہر ثبت کر دی اور فرمایا: جو کوئی میرے بعد یہ کام کرے گا وہ میرے بعد میرا جانشین و وصی ہوگا۔

میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سے اجازت لے کر باہر آئی اور امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے علیؑ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں! کیا آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اے ام اسلم۔ اس کے بعد آپؑ نے زمین سے ایک سنگریزہ اٹھایا اور اس کو ہاتھ سے باریک آٹے کی مانند کر دیا، پھر اس کا خمیر کیا اور اس پر اپنی انگشتری سے مہر لگا دی اور فرمایا: اے ام اسلم! جو میرے بعد یہ کام کرے گا وہ میرا وصی ہوگا۔

اس کے بعد میں حضرت حسن بن علی علیہما السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ وہ ابھی بچے تھے، پس میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا آپؑ اپنے باپ کے وصی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اے ام اسلم اور پھر آپؑ نے اپنے ہاتھ سے زمین سے پتھر اٹھایا اور اس کو انگلیوں سے باریک کیا اور پھر اس کو خمیر کیا اور اسی طرح کیا جیسے پہلے دونوں اماموں نے کیا تھا۔
پھر میں ان کی خدمت سے نکل کر حضرت حسین بن علی علیہما السلام کی خدمت میں آئی اور ان سے عرض کیا: اے میرے سردار! کیا آپؑ اپنے بھائی کے وصی ہیں؟
آپؑ نے فرمایا: ہاں اور فرمایا: اے ام اسلم! وہ پتھر مجھے اٹھا کر دیں تو آپؑ نے بھی ان حضرات جیسا ہی کام انجام دیا۔
ام اسلم کا بیان ہے کہ جب حضرت امام علی بن حسینؑ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد واپس مدینہ تشریف لائے تو میں حضرت امام علی بن حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سوال کیا: کیا آپؑ اپنے بابا کے وصی ہیں؟
آپؑ نے فرمایا: ہاں اس کے بعد آپؑ نے بھی وہی کام انجام دیا جو پہلے والے آئمہ علیہم السلام سے کیا تھا، صَلَوَاتُ اَللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

6/617 الکافی،۱/۵/۳۴۸/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن ابن رئاب عن الحذاء و زرارة جميعاً الکافی،۱/۵/۳۴۸/۱ الأربعة عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: لَمَّا قُتِلَ اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَرْسَلَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَنَفِيَّةِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَخَلاَ بِهِ فَقَالَ لَهُ يَا اِبْنَ أَخِي قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ دَفَعَ اَلْوَصِيَّةَ وَ اَلْإِمَامَةَ مِنْ بَعْدِهِ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ إِلَى اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ إِلَى اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَدْ قُتِلَ أَبُوكَ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ وَ صَلَّى عَلَى رُوحِهِ وَ لَمْ يُوصِ وَ أَنَا عَمُّكَ وَ صِنْوُ أَبِيكَ وَ وِلاَدَتِي مِنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي سِنِّي وَ قَدِيمِي أَحَقُّ بِهَا مِنْكَ فِي حَدَاثَتِكَ فَلاَ تُنَازِعْنِي فِي اَلْوَصِيَّةِ وَ اَلْإِمَامَةِ وَ لاَ تُحَاجَّنِي فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ يَا عَمِّ اِتَّقِ اَللَّهَ وَ لاَ تَدَّعِ مَا

[1] مدینۃ المعاجز: ۳/۲۵۰ و ۲۶۷ و ۴/۳۰۷ و ۱/۵۱۶؛ الثاقب فی المناقب: ۵۶۱؛ مقتضب الاثر: ۱۸؛ اثبات الھداۃ: ۳/۴۳۴؛ القطرۃ من بحار: ۲/۶۳؛ ینابیع المعاجز: ۳۱۶؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۹/۳۹۴؛ مسند الامام العسکریؑ: ۱۰۳؛ ناسخ التواریخ: ۴/۲۵۷؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/۲۲۴

[2] مراۃ العقول: ۴/۱۰۶

لَيْسَ لَكَ بِحَقٍّ (إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ اَلْجَاهِلِينَ) إِنَّ أَبِي يَا عَمِّ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ أَوْصَى إِلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَتَوَجَّهَ إِلَى اَلْعِرَاقِ وَ عَهِدَ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَشْهَدَ بِسَاعَةٍ وَ هَذَا سِلاَحُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عِنْدِي فَلاَ تَتَعَرَّضْ لِهَذَا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ نَقْصَ اَلْعُمُرِ وَ تَشَتُّتَ اَلْحَالِ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَ اَلْوَصِيَّةَ وَ اَلْإِمَامَةَ فِي عَقِبِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَعْلَمَ ذَلِكَ فَانْطَلِقْ بِنَا إِلَى اَلْحَجَرِ اَلْأَسْوَدِ حَتَّى نَتَحَاكَمَ إِلَيْهِ وَ نَسْأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ اَلْكَلاَمُ بَيْنَهُمَا بِمَكَّةَ فَانْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا اَلْحَجَرَ اَلْأَسْوَدَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ لِمُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَنَفِيَّةِ اِبْدَأْ أَنْتَ فَابْتَهِلْ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سَلْهُ أَنْ يُنْطِقَ لَكَ اَلْحَجَرَ ثُمَّ سَلْ فَابْتَهَلَ مُحَمَّدٌ فِي اَلدُّعَاءِ وَ سَأَلَ اَللَّهَ ثُمَّ دَعَا اَلْحَجَرَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ يَا عَمِّ لَوْ كُنْتَ وَصِيّاً وَ إِمَاماً لَأَجَابَكَ قَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ فَادْعُ اَللَّهَ أَنْتَ يَا اِبْنَ أَخِي وَ سَلْهُ فَدَعَا اَللَّهَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ بِمَا أَرَادَ ثُمَّ قَالَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي جَعَلَ فِيكَ مِيثَاقَ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ مِيثَاقَ اَلْأَوْصِيَاءِ وَ مِيثَاقَ اَلنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَمَّا أَخْبَرْتَنَا مَنِ اَلْوَصِيُّ وَ اَلْإِمَامُ بَعْدَ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ فَتَحَرَّكَ اَلْحَجَرُ حَتَّى كَادَ أَنْ يَزُولَ عَنْ مَوْضِعِهِ ثُمَّ أَنْطَقَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ فَقَالَ اَللَّهُمَّ إِنَّ اَلْوَصِيَّةَ وَ اَلْإِمَامَةَ بَعْدَ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ اِبْنِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ فَانْصَرَفَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ هُوَ يَتَوَلَّى عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ.

(ترجمہ) حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوگئی تو محمد بن حنیفہ نے ایک بندہ علی بن حسین علیہما السلام کی خدمت میں بھیجا کہ وہ آپؑ سے تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

محمد بن حنیفہ نے آپؑ سے عرض کیا: اے میرے بھائی زادے! آپؑ جانتے ہیں کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری وقت امیر المومنین علی علیہ السلام کو وصیت فرمائی اور اپنے بعد ان کو امام قرار دیا پھر امامت امام حسن علیہ السلام کی طرف آئی اور پھر امام حسین علیہ السلام کو ملی اب جبکہ آپؑ کے والد شہید ہو چکے ہیں، خدا ان کی روح پر اپنی رحمت و برکات، درود و سلام نازل فرمائے، اور انہوں نے کسی کو وصیت بھی نہیں فرمائی تو میں آپ کا چاچا ہوں اور علی

زادہ ہوں اور سن میں آپؑ پر سبقت رکھتا ہوں کیونکہ آپ ابھی جوان اور میں سن رسیدہ ہوں لہذا آپ کے بابا کے بعد امر امامت کے لیے میں زیادہ سزاوار ہوں پس آپ اس امامت میں میرے ساتھ کوئی نزاع و جھگڑا نہ کریں۔

امام علی بن حسین علیہما السلام نے فرمایا: اے چاچا جان! خدا سے ڈریں، جو آپ کا حق نہیں ہے اس کا دعوی اور مطالبہ نہ کریں۔ میں آپ کو وعظ و نصیحت کرتا ہوں کہ جاہلوں میں سے نہ بنیں۔ اے چاچا! میرے والد جب عراق کی طرف جانے لگے تھے تو اس وقت بھی مجھے وصیت کر گئے تھے اور اپنے آخری وقت شہادت سے ایک گھنٹہ قبل بھی مجھے وصیت فرما کر گئے تھے اور امامت کی نشانی رسول خداؐ کا اسلحہ بھی میرے پاس ہے۔ آپ اس امر کے درپے نہ ہوں۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں آپ کی زندگی ختم نہ ہو جائے اور آپ پریشان ہو جائیں۔ خدا نے امر امامت کو نسل حسین علیہ السلام میں قرار دیا ہے اور اگر آپ اس مطلب کو مزید سمجھنا چاہتے ہیں تو آؤ حجر اسود کے پاس چلتے ہیں اور اس کے سامنے اپنا محاکمہ پیش کرتے ہیں اور اس کے بارے میں اس سے سوال کرتے ہیں۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ گفتگو مکہ میں تھی۔

پس دونوں حجر اسود کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ اس کے پاس پہنچ گئے تو علی بن حسین علیہ السلام نے محمد بن حنفیہ سے فرمایا: پہلے آپ دعا اور گریہ کریں اور پھر حجر اسود سے کہیں کہ وہ آپ سے بات کرے۔ پھر اس سے امامت کے بارے میں سوال کریں۔ پس محمد حنفیہ نے خوب دعا کی، گریہ وزاری کی اور پھر خدا سے دعا کی، پھر حجر اسود کو پکارا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

علی بن حسینؑ نے فرمایا: اے چچا جان! اگر آپ وصی اور امام ہوتے تو آپ کو ضرور جواب آتا۔

پھر محمد نے علی بن حسین علیہ السلام سے کہا: اے میرے بھائی زادے! آپ اس کو پکاریں اور اس سے سوال کریں۔

پس علی بن حسین علیہما السلام نے خدا کی بارگاہ میں جو دعا کرنی تھی کی اور اس کے بعد کہا: اے حجر اسود کہ جس میں اللہ نے تمام انبیاء اوصیاء کے میثاق کو رکھا ہوا ہے اور تمام لوگوں کے میثاق کو رکھا ہوا ہے، تم ہمیں بتاؤ کہ حسین بن علی علیہما السلام کے بعد امام وقت کون ہے؟

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حجر اسود میں اس قدر شدت سے تحرک پیدا ہوا کہ قریب تھا وہ اپنی جگہ سے گر جائے۔ پھر خدا نے اس کو بولنے کی اجازت دی اور وہ فصیح عربی زبان میں بولا اور کہا: اے اللہ! حسین بن علی علیہ السلام کے بعد یقیناً وصیت و امامت علی بن حسین بن علی بن ابی طالبؑ اور ابن فاطمہ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ پھر محمد بن علی واپس چلے گئے اور انہوں نے علی بن حسینؑ کو ولی مان

لیا۔ [1]

بیان:

﴿الصنو بالکسر الأخ الشقيق قدمتی بالضم أی فی القرابة أو تقدم أيامی و عمری و معنی ميثاق الحجر قد مضی فی شرح حديث جنود العقل من الجزء الأول﴾

''الصنو'' کسرہ کے ساتھ، اس کا معنی ہے حقیقی بھائی۔ ''قدمتی'' ضمہ کے ساتھ یعنی قرابت یا ایام اور عمر میں مقدم ہونا اور میثاق حجر کا معنی پہلے جزو میں جنود العقل کی حدیث کی شرح میں گزر چکا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی ایک سند صحیح اور دوسری حسن کالصحیح ہے [2] لیکن میرے نزدیک دونوں سندیں صحیح ہیں (واللہ اعلم)

7/618 الكافی،١/١٦/٣٥٦/١ محمد عن أحمد عن الحسين عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ ٱلْجَارُودِ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرِ بْنِ دَأْبٍ عَمَّنْ حَدَّثَهُ (عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ): أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ دَخَلَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ مَعَهُ كُتُبٌ مِنْ أَهْلِ ٱلْكُوفَةِ يَدْعُونَهُ فِيهَا إِلَى أَنْفُسِهِمْ وَ يُخْبِرُونَهُ بِاجْتِمَاعِهِمْ وَ يَأْمُرُونَهُ بِالْخُرُوجِ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ هَذِهِ ٱلْكُتُبُ اِبْتِدَاءٌ مِنْهُمْ أَوْ جَوَابُ مَا كَتَبْتَ بِهِ إِلَيْهِمْ وَ دَعَوْتَهُمْ إِلَيْهِ فَقَالَ بَلِ اِبْتِدَاءٌ مِنَ ٱلْقَوْمِ لِمَعْرِفَتِهِمْ بِحَقِّنَا وَ بِقَرَابَتِنَا مِنْ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لِمَا يَجِدُونَ فِي كِتَابِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ وُجُوبِ مَوَدَّتِنَا وَ فَرْضِ طَاعَتِنَا وَ لِمَا نَحْنُ فِيهِ مِنَ ٱلضِّيقِ وَ ٱلضَّنْكِ وَ ٱلْبَلاَءِ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِنَّ ٱلطَّاعَةَ مَفْرُوضَةٌ مِنَ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سُنَّةٌ أَمْضَاهَا فِي ٱلْأَوَّلِينَ وَ كَذَلِكَ يُجْرِيهَا فِي ٱلْآخِرِينَ وَ ٱلطَّاعَةُ لِوَاحِدٍ مِنَّا وَ ٱلْمَوَدَّةُ لِلْجَمِيعِ وَ أَمْرُ ٱللَّهِ يَجْرِي لِأَوْلِيَائِهِ بِحُكْمٍ مَوْصُولٍ وَ قَضَاءٍ مَفْصُولٍ وَ حَتْمٍ مَقْضِيٍّ وَ قَدَرٍ مَقْدُورٍ وَ أَجَلٍ مُسَمًّى لِوَقْتٍ مَعْلُومٍ فَ؟ (لاَ يَسْتَخِفَّنَّكَ ٱلَّذِينَ لاَ يُوقِنُونَ) (إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ ٱللَّهِ شَيْئاً) فَلاَ تَعْجَلْ فَإِنَّ ٱللَّهَ لاَ يَعْجَلُ لِعَجَلَةِ ٱلْعِبَادِ وَ لاَ تَسْبِقَنَّ ٱللَّهَ فَتُعْجِزَكَ ٱلْبَلِيَّةُ فَتَصْرَعَكَ قَالَ فَغَضِبَ زَيْدٌ

---

[1] بصائر الدرجات:٣٠٥؛ الاحتجاج:٢/١٦/٣١٣؛ الامامة والتبصرة:٦٠؛ عوالم العلوم:١٨/٢٧١؛ دلائل الامامة (مترجم):١٨٥ح١٢٩ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)؛ مختصر البصائر:٤١٧و٨٧؛ بحار الانوار:٤٢/٧٧و٤٦/١١١؛ مدینة المعاجز:٤/٢٨٢؛ المناقب:٤/١٤٧؛ موسوعہ اہل البیتؑ:١١/١٣٥؛ مسند الامام السجادؑ:١/٢٩٨؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ:٧/١٤٢؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:١٩/١٤٤

[2] مراۃ العقول:٤/٨٦

عِنْدَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ لَيْسَ اَلْإِمَامُ مِنَّا مَنْ جَلَسَ فِي بَيْتِهِ وَ أَرْخَى سِتْرَهُ وَ ثَبَّطَ عَنِ اَلْجِهَادِ وَ لٰكِنَّ اَلْإِمَامَ مِنَّا مَنْ مَنَعَ حَوْزَتَهُ وَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اَللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَ دَفَعَ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَ ذَبَّ عَنْ حَرِيمِهِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَلْ تَعْرِفُ يَا أَخِي مِنْ نَفْسِكَ شَيْئاً مِمَّا نَسَبْتَهَا إِلَيْهِ فَتَجِيءَ عَلَيْهِ بِشَاهِدٍ مِنْ كِتَابِ اَللّٰهِ أَوْ حُجَّةٍ مِنْ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَوْ تَضْرِبَ بِهِ مَثَلاً فَإِنَّ اَللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَحَلَّ حَلاَلاً وَ حَرَّمَ حَرَاماً وَ فَرَضَ فَرَائِضَ وَ ضَرَبَ أَمْثَالاً وَ سَنَّ سُنَناً وَ لَمْ يَجْعَلِ اَلْإِمَامَ اَلْقَائِمَ بِأَمْرِهِ شُبْهَةً فِيمَا فَرَضَ لَهُ مِنَ اَلطَّاعَةِ أَنْ يَسْبِقَهُ بِأَمْرٍ قَبْلَ مَحَلِّهِ أَوْ يُجَاهِدَ فِيهِ قَبْلَ حُلُولِهِ وَ قَدْ قَالَ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي اَلصَّيْدِ: (لاٰ تَقْتُلُوا اَلصَّيْدَ وَ أَنْتُمْ حُرُمٌ) أَ فَقَتْلُ اَلصَّيْدِ أَعْظَمُ أَمْ قَتْلُ اَلنَّفْسِ (اَلَّتِي حَرَّمَ اَللّٰهُ) وَ جَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ مَحَلاًّ وَ قَالَ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ إِذٰا حَلَلْتُمْ فَاصْطٰادُوا) وَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ (لاٰ تُحِلُّوا شَعٰائِرَ اَللّٰهِ وَ لاَ اَلشَّهْرَ اَلْحَرٰامَ) فَجَعَلَ اَلشُّهُورَ عِدَّةً مَعْلُومَةً فَجَعَلَ مِنْهَا أَرْبَعَةً حُرُماً وَ قَالَ (فَسِيحُوا فِي اَلْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَ اِعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اَللّٰهِ) ثُمَّ قَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (فَإِذَا اِنْسَلَخَ اَلْأَشْهُرُ اَلْحُرُمُ فَاقْتُلُوا اَلْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ) فَجَعَلَ لِذٰلِكَ مَحَلاًّ وَ قَالَ: (وَ لاٰ تَعْزِمُوا عُقْدَةَ اَلنِّكٰاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ اَلْكِتٰابُ أَجَلَهُ) فَجَعَلَ لِكُلِّ شَيْءٍ أَجَلاً وَ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَاباً فَإِنْ كُنْتَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكَ وَ يَقِينٍ مِنْ أَمْرِكَ وَ تِبْيَانٍ مِنْ شَأْنِكَ فَشَأْنَكَ وَ إِلاَّ فَلاَ تَرُومَنَّ أَمْراً أَنْتَ مِنْهُ فِي شَكٍّ وَ شُبْهَةٍ وَ لاَ تَتَعَاطَ زَوَالَ مُلْكٍ لَمْ تَنْقَضِ أُكُلُهُ وَ لَمْ يَنْقَطِعْ مَدَاهُ وَ لَمْ يَبْلُغِ اَلْكِتَابُ أَجَلَهُ فَلَوْ قَدْ بَلَغَ مَدَاهُ وَ اِنْقَطَعَ أُكُلُهُ وَ بَلَغَ اَلْكِتَابُ أَجَلَهُ لاَنْقَطَعَ اَلْفَصْلُ وَ تَتَابَعَ اَلنِّظَامُ وَ لَأَعْقَبَ اَللّٰهُ فِي اَلتَّابِعِ وَ اَلْمَتْبُوعِ اَلذُّلَّ وَ اَلصَّغَارَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ إِمَامٍ ضَلَّ عَنْ وَقْتِهِ فَكَانَ اَلتَّابِعُ فِيهِ أَعْلَمَ مِنَ اَلْمَتْبُوعِ أَ تُرِيدُ يَا أَخِي أَنْ تُحْيِيَ مِلَّةَ قَوْمٍ قَدْ كَفَرُوا بِآيَاتِ اَللّٰهِ وَ عَصَوْا رَسُولَهُ وَ اِتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اَللّٰهِ وَ اِدَّعَوُا اَلْخِلاَفَةَ بِلاَ بُرْهَانٍ مِنَ اَللّٰهِ وَ لاَ عَهْدٍ مِنْ رَسُولِهِ أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ يَا أَخِي أَنْ تَكُونَ غَداً اَلْمَصْلُوبَ بِالْكُنَاسَةِ ثُمَّ اِرْفَضَّتْ عَيْنَاهُ وَ سَالَتْ دُمُوعُهُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَنْ هَتَكَ سِتْرَنَا وَ جَحَدَنَا حَقَّنَا وَ أَفْشَى سِرَّنَا وَ نَسَبَنَا إِلَى غَيْرِ جَدِّنَا وَ قَالَ فِينَا مَا لَمْ نَقُلْهُ فِي أَنْفُسِنَا.

 موسی بن بکر بن داب نے اس شخص سے جس نے انہیں بیان کیا اور اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے

کہ زید بن علی بن حسین، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ میں کوفہ والوں کا ایک خط تھا جس میں انہوں نے زید کو اپنی طرف بلایا اور ان کو اپنے اجتماع کے بارے میں اطلاع دی تھی اور انہوں نے ان کو خروج کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے بھائی! یہ خط انہوں نے آپ کو لکھا ہے یا آپ کے لکھے ہوئے اس خط کا جواب ہے جس میں آپ نے ان کو دعوت دی تھی۔

اس نے کہا: نہیں انہوں نے ابتدا میں لکھا ہے کیونکہ انہوں نے ہمارے حق کی معرفت حاصل کر لی ہے اور ہماری جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت ہے اس کو انہوں نے جان لیا ہے اور خدا کی کتاب جس نے ہماری اطاعت اور محبت کو واجب قرار دیا ہے اس کو انہوں نے جان لیا ہے اور جو ہم گرفتاری اور مصیبتوں میں ہم مبتلا ہیں ان کو ان سب کا علم حاصل ہو چکا ہے لہٰذا انہوں نے ہماری حمایت کرنے کے لیے مجھے بلایا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے لوگوں پر اپنے ہادی کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے اور یہ اس کی طرف سے اولین و آخرین میں یہ روش جاری و ساری ہے۔ اے بھائی! ہم خاندان میں سے ایک کی اطاعت واجب ہے لیکن محبت و مودت سب کی واجب ہے۔ خدا کا حکم اپنے اولیاء کے لیے جاری و ساری ہے اور امر ایک امام سے دوسرے امام کے ساتھ مربوط ہوتا ہے لہٰذا فرمان قطعی آشکار اور حتمی ہونا خدا کی طرف سے ہے اور اس کا انجام دیا جانا اور کمی و زیادتی کا اندازہ اور وعدہ و وقت جو معین و معلوم ہے یہ بھی خدا کی طرف سے ہے لہٰذا جس کا ایمان و یقین محکم نہ ہو وہ تمہیں خفیف نہ کرے اور ہلکا نہ کر دے۔ یاد رکھو! یہ خدا کی چاہت کے سامنے تیری کوئی مدد نہیں کر پائیں گے۔ جلد بازی نہ کریں کیونکہ بندوں کی جلد بازی کی وجہ سے خدا جلد بازی نہیں کرتا لہٰذا تم خدا سے سبقت نہ کرو کہ مصیبت و گرفتاری مجھے کمزور کر دے اور تم زمین پر گر جاؤ۔

زید بن علی بن حسین آپ پر غضب ناک ہو گیا اور غصے میں آ گیا اور کہا: ہمارے خاندان میں امام وہ نہیں ہے جو خانہ نشین ہو جائے اور گھر کے دروازے کے سامنے پردہ ڈال دے اور جہاد نہ کرے اور دوسروں کو جہاد سے روکے اور اپنے خاندان اور اپنے حوزہ کا دفاع نہ کرے۔ خدا کے احکام کے لیے سزاوار ہے کہ وہ راہ خدا میں جہاد کرے اور اپنے رعایہ کا دفاع کرے اور دشمن کو اپنے حرم سے دور رکھے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بھائی! جو کچھ تو اپنی طرف نسبت دے رہا ہے اور تو اس حقیقت (امامت) کو اپنے اندر دیکھ رہا ہے کیا اس پر قرآن وسنت سے دلیل پیش کر سکتا ہے یا اس کا کوئی نمونہ پیش کر سکتا ہے؟

خدا نے حلال و حرام کو بیان کیا ہے اور چیزوں کو واجب قرار دیا ہے اور اُن کی مثالیں پیش کی ہیں اور اس کے لیے

سنتیں معین کی ہیں اور اس نے امام کو قیام کا حکم دیا ہے، اس کی اطاعت میں تردد باقی نہیں رکھا تا کہ امام وقت سے قبل اس کو انجام دے یا وقت کے آنے سے قبل امام راہ خدا میں جہاد کرے حالانکہ خدا نے واضح اور روشن فرمایا کہ جب تک حالت احرام میں ہو شکار نہ کرنا۔ یہ بتاؤ شکار کرنا اور اس کو ذبح کرنا یہ زیادہ مہم ہے یا انسان محترم کو قتل کرنا یہ زیادہ اہم ہے؟ خدا نے ہر چیز کے لیے ایک معین وقت قرار دیا ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ جب احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کرو اور نیز فرمایا کہ شعائر خدا اور حرمت والے مہینوں کو حلال نہ قرار دو اور اس نے مہینوں کی تعداد کو بھی معین فرمایا ہے اور فرمایا کہ اللہ کے نزدیک ماہ کی تعداد بارہ ہے اور ان میں چار کو حرمت والا قرار دیا۔ نیز فرمایا: چار ماہ زمین پر گردش کرو تا کہ جان لو کہ تم خدا کو کمزور نہیں کر سکتے۔ پھر فرمایا کہ حرمت والے مہینے ختم ہو جائیں تو پھر مشرک جہاں ملے اس کو قتل کر دینا پس خدا نے قتل کا محل قرار دیا ہے اور پھر فرمایا: جب تک مدت معینہ ختم نہ ہو جائے تم ان سے نکاح کا ارادہ نہ کرو۔ لہذا خدا نے ہر چیز کا وقت اور ہر چیز کا محل لکھا ہوا ہے۔ اب بھائی! اگر تو خدا کی طرف سے کوئی گواہی رکھتا ہے اور تجھے اپنے اس امر کا یقین ہے اور تیری شان روشن ہے تو کر یہ تیری سردردی ہے ورنہ جو امر تیرے لیے مشکوک و سرگردان ہے اس سے پرہیز کرو۔ وہ حکومت کہ جن کے ختم ہونے کا ابھی وقت نہیں آیا اور وہ ابھی ختم نہیں ہوئی اور جو خدا نے وقت معین کیا ہے وہ بھی نہیں آیا تو پھر آپ بھی قیام نہ کریں کہ اگر اس کا آخری وقت آ گیا اور اس کی مدت ختم ہو گئی اور وعدہ کا وقت مقرر آ گیا اور حق کا نظام پیوستہ ہو گیا تو اللہ حکومت باطل کے حکمران کو ذلیل وخوار کر دے گا۔ میں خدا سے پناہ طلب کرتا ہوں کہ میں کہیں وقت شناسی میں گمراہ ہو جاؤں۔ اس کا حکم دینے والا اس کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔

اے میرے بھائی! کیا تو چاہتا ہے ان لوگوں کی ملت کے آئین کو زندہ کرے کہ جو خدا کی کتاب کا انکار کر چکے ہیں اور رسولؐ کی نسبت نافرمانی کرتے ہیں اور خدا کی ہدایت کو چھوڑ کر انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کر لی ہے اور انہوں نے اس خلافت کا دعوی کر لیا ہے کہ ان کے پاس خدا کی طرف سے کوئی دلیل و برہان نہیں ہے اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کوئی عہد اُن کے لیے ہے۔ اے میرے بھائی؛ میں آپ کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کو کناسہ پر پھانسی دے دیں اور اس وقت آپؑ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔

پھر فرمایا: ہمارے اور اس کے درمیان جس نے ہماری ہتک حرمت کی ہے اور ہمارے حق کا انکار کیا ہے اور ہمارے رازوں کو فاش کیا ہے اور ہماری نسبت ہمارے جد کے علاوہ غیر سے دے رہا ہے اور وہ ہمارے بارے میں وہ کچھ کہہ رہا ہے جو ہم نے خود اپنے بارے میں نہیں کہا تو ہمارا فیصلہ کرنے والا اللہ ہے جو ہمارے اور اس

کے درمیان فیصلہ کرے گا۔[1]

بیان:

﴿لواحد منا يعنى به من جاء بإمامته النص من الله و رسوله دون سائر ذوى القربى بحكم موصول متصل بعضه ببعض وارد لواحد بعد واحد قضاء مفصول غير مشتبه أو مفروغ عنه وَلا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لا يُوقِنُونَ لا يحملنك على الخفة و القلق عرض بهذه الآية لأهل الكوفة لَنْ يُغْنُوا عَنْكَ مِنَ اللهِ شَيْئًا لن ينصروك بدفع السوء عنك إذا أراده الله بك و لا تعجل أى فى إظهار دولة الحق قبل أوانه فإن الله لا يعجل أى فيما قدر له وقتا بتقديمه إياه لعجلة العباد و لا يسبقن الله أى فى أموره و ثبط عن الجهاد شغل عنه غيره و عوقه من منع حوزته بالمهملة ثم الزاى أى بيضة ملكه و ذب عن حريمه طرد العدو عنه فلا ترومن فلا تطلبن و لا تتعاط لا تتناول زوال ملك يعنى به ملك بنى أمية أكله بضمتين رزقه أو حظه من الدنيا مداه غايته لانقطع الفصل أى الفصل الذى بين دولتى الحق فى التابع و المتبوع من أهل الباطل و الكناسة موضع بالكوفة ارفضت بتشديد المعجمة رشت الله بيننا يحكم بيننا و ليس هذا تعريضا لزيد حاشاه بل لمن عاداه و عاداه و سيأتى أخبار فى علو شأن زيد و أنه و أصحابه يدخلون الجنة بغير حساب و أنه كان إنما يطلب الأمر لرضاء آل محمد ما طلبه لنفسه و أنه كان يعرف حجة زمانه و كان مصدقا به ص فليس لأحد أن يسىء الظن فيه رضوان الله عليه﴾

''لواحد منا'' ہم میں سے ایک کے لیے، *یعنی اس سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے منصوص امامت کے ساتھ آئے تا کہ باقی تمام ذوی القربیٰ۔* ''بحکم موصول'' *بالاتصال حکم کے ساتھ یعنی اس کا بعض متصل ہو اس بعض کے ساتھ جو ایک کے بعد ایک کے لیے وارد ہوا۔* ''قضآء مفصول'' *فیصل شدہ فیصلہ یعنی غیر مشتبہ یا مفروغ عنہ۔* ''فلا یستخفنك الذین لا یوقنون'' *ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے تمہیں بے وقوف بنائیں یعنی ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی عمل میں کوہستانی کرنے والا اور مضطرب ہونے والا نہ بنا دیں۔ امامؑ نے اس آیت کو اہل کوفہ کے لیے پیش کیا:*

لن یغنوا عنك من الله شیئاً

''یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ سے ہرگز کچھ کفایت نہ کریں گے'' (سورۃ الجاثیہ:۱۹)

---

[1] بحارالانوار:۴۶/ ۲۰۳؛عوالم العلوم:۱۸/ ۲۳۸؛مدینۃ المعاجز:۵/ ۸۶؛تفسیر نور الثقلین:۴/ ۱۹۲؛تفسیر کنز الدقائق:۱۰/ ۲۲۲؛مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۸۴

یعنی یہ لوگ برائی کو دور کرنے کے لیے آپؑ کی ہرگز مدد نہ کریں گے مگر شرط یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ آپ کے ذریعہ کیا۔ ''ولا تعجل'' اور تم جلدی نہ کرو یعنی حق کی حکومت کے وقت سے پہلے اس کے اظہار میں جلدی نہ کرو۔ ''فان اللہ لا یعجل'' کیونکہ اللہ تعالیٰ جلدی نہیں کرتا یعنی ان امور میں جن کو لوگوں کی جلدی کی وجہ سے مقدم کیا گیا ہو'' ولا تسبقن اللہ'' تم ہرگز اللہ تعالیٰ پر سبقت نہ کرو یعنی اس کے امور میں۔ ''وثبط عن الجھاد'' جو جہاد سے روکے یعنی جس کے بارے میں اس کا غیر مشغول ہو اور وہ روکے۔ ''من منع حوزتہ'' جو اپنی مملکت کی حدود سے روکے مہمہ کے ساتھ اور پھر ''ز'' کے ساتھ یعنی اپنی مملکت کے علاقہ سے ''وذبّ عن حریمہ'' اپنے حرم کی حفاظت کرے یعنی اس سے اپنے دشمنوں کو دور رکھے۔

''فلا تر ومنّ'' پس تم قصہ نہ کرو یعنی تم ہرگز مطالبہ نہ کرو'' ولا تنعاط'' اور تم نہ لو۔ ''زوال ملك'' سلطنت کا زوال اس سے مراد بنوامیہ کی حکومت ہے۔ ''اُ کلہ'' دوضموں کے ساتھ ان کا کھانا بھی ان کا رزق یا دنیا میں ان کا نصیب ''مراہ'' ان کی غرض وغایت ''لا نقطع الفصل'' فاصل منقطع ہو جائے گا یعنی حق کی دونوں حکومتوں کے درمیان کا فاصلہ۔ ''فی التابع والمتبوع'' تابع اور متبوع میں جو اہل باطل سے ہیں۔ ''والکناسہ'' یہ کوفہ میں ایک جگہ کا نام ہے۔ ''ارفضّت'' آنسوؤں کا جاری ہونا۔ ''اللہ بیننا'' اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان ہے۔ وہ ہمارے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ یہ تعریض جناب زیدؑ کے لیے بالکل نہیں تھی بلکہ ان کے لیے تھی جنہوں نے ان سے دشمنی کی اور عنقریب آگے چند اخبار وروایات ایسی آئیں گی جو جناب زیدؑ کے مرتبہ اور مقام کی بلندی کو بیان کرتی ہیں۔ جناب زیدؑ اور آپؑ کے ساتھ بغیر حساب کے جنّت میں جائیں گے۔

انہوں نے امر پروردگار کو اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ صرف اور صرف آل محمدؐ کی رضا کی خاطر طلب کیا تھا۔ آپؑ اپنے زمانہ کی حجّت کو پہچانتے تھے اور اس کی تصدیق کرنے والے تھے پس کسی پر بھی جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے بارے میں سوءِ ظن رکھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۱]

8/619 الکافی،۱/۸۵۳/۱۷/۱ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ رَنْجَوَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ الْأَرْمَنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: أَتَيْنَا خَدِيجَةَ بِنْتَ عُمَرَ

[۱] مراۃ العقول:۱/۳۵۶

بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نُعَزِّيهَا بِابْنِ بِنْتِهَا فَوَجَدْنَا عِنْدَهَا مُوسَى بْنَ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْحَسَنِ فَإِذَا هِيَ فِي نَاحِيَةٍ قَرِيباً مِنَ اَلنِّسَاءِ فَعَزَّيْنَاهُمْ ثُمَّ أَقْبَلْنَا عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ يَقُولُ لاِبْنَةِ أَبِي يَشْكُرَ اَلرَّاثِيَةِ قُولِي فَقَالَتْ:

أُعْدُدْ رَسُولَ اَللَّهِ وَ أُعْدُدْ بَعْدَهُ
أَسَدَ اَلْإِلَهِ وَ ثَالِثاً عَبَّاسَا

وَ أُعْدُدْ عَلِيَّ اَلْخَيْرِ وَ أُعْدُدْ جَعْفَراً
وَ أُعْدُدْ عَقِيلاً بَعْدَهُ اَلرُّوَّاسَا

فَقَالَ أَحْسَنْتِ وَ أَطْرَبْتِنِي زِيدِينِي فَانْدَفَعَتْ تَقُولُ:

وَ مِنَّا إِمَامُ اَلْمُتَّقِينَ مُحَمَّدٌ
وَ حَمْزَةُ مِنَّا وَ اَلْمُهَذَّبُ جَعْفَرُ
وَ مِنَّا عَلِيٌّ صِهْرُهُ وَ اِبْنُ عَمِّهِ
وَ فَارِسُهُ ذَاكَ اَلْإِمَامُ اَلْمُطَهَّرُ

فَأَقَمْنَا عِنْدَهَا حَتَّى كَادَ اَللَّيْلُ أَنْ يَجِيءَ ثُمَّ قَالَتْ خَدِيجَةُ سَمِعْتُ عَمِّي مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ وَ هُوَ يَقُولُ إِنَّمَا تَحْتَاجُ اَلْمَرْأَةُ فِي اَلْمَأْتَمِ إِلَى اَلنَّوْحِ لِتَسِيلَ دَمْعَتُهَا وَ لاَ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَقُولَ هُجْراً فَإِذَا جَاءَ اَللَّيْلُ فَلاَ تُؤْذِي اَلْمَلاَئِكَةَ بِالنَّوْحِ ثُمَّ خَرَجْنَا فَغَدَوْنَا إِلَيْهَا غُدْوَةً فَتَذَاكَرْنَا عِنْدَهَا اِخْتِزَالَ مَنْزِلِهَا مِنْ دَارِ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ هَذِهِ دَارٌ تُسَمَّى دَارَ اَلسَّرِقَةِ فَقَالَتْ هَذَا مَا اِصْطَفَى مَهْدِيُّنَا تَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْحَسَنِ تُمَازِحُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ مُوسَى بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ وَ اَللَّهِ لَأُخْبِرَنَّكُمْ بِالْعَجَبِ رَأَيْتُ أَبِي رَحِمَهُ اَللَّهُ لَمَّا أَخَذَ فِي أَمْرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ وَ أَجْمَعَ عَلَى لِقَاءِ أَصْحَابِهِ فَقَالَ لاَ أَجِدُ هَذَا اَلْأَمْرَ يَسْتَقِيمُ إِلاَّ أَنْ أَلْقَى أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَانْطَلَقَ وَ هُوَ مُتَّكٍ عَلَيَّ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ حَتَّى أَتَيْنَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ

فَلَقِينَاهُ خَارِجاً يُرِيدُ اَلْمَسْجِدَ فَاسْتَوْقَفَهُ أَبِي وَ كَلَّمَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَيْسَ هَذَا مَوْضِعَ ذَلِكَ نَلْتَقِي إِنْ شَاءَ اَللَّهُ فَرَجَعَ أَبِي مَسْرُوراً ثُمَّ أَقَامَ حَتَّى إِذَا كَانَ اَلْغَدُ أَوْ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ اِنْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَاهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبِي وَ أَنَا مَعَهُ فَابْتَدَأَ اَلْكَلاَمَ ثُمَّ قَالَ لَهُ فِيمَا يَقُولُ قَدْ عَلِمْتَ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَنَّ اَلسِّنَّ لِي عَلَيْكَ وَ أَنَّ فِي قَوْمِكَ مَنْ هُوَ أَسَنُّ مِنْكَ وَ لَكِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَدْ قَدَّمَ لَكَ فَضْلاً لَيْسَ هُوَ لِأَحَدٍ مِنْ قَوْمِكَ وَ قَدْ جِئْتُكَ مُعْتَمِداً لِمَا أَعْلَمُ مِنْ بِرِّكَ وَ أَعْلَمُ فَدَيْتُكَ أَنَّكَ إِذَا أَجَبْتَنِي لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنِّي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ وَ لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيَّ اِثْنَانِ مِنْ قُرَيْشٍ وَ لاَ غَيْرِهِمْ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّكَ تَجِدُ غَيْرِي أَطْوَعَ لَكَ مِنِّي وَ لاَ حَاجَةَ لَكَ فِيَّ فَوَ اَللَّهِ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ أَنِّي أُرِيدُ اَلْبَادِيَةَ أَوْ أَهُمُّ بِهَا فَأَثْقُلُ عَنْهَا وَ أُرِيدُ اَلْحَجَّ فَمَا أُدْرِكُهُ إِلاَّ بَعْدَ كَدٍّ وَ تَعَبٍ وَ مَشَقَّةٍ عَلَى نَفْسِي فَاطْلُبْ غَيْرِي وَ سَلْهُ ذَلِكَ وَ لاَ تُعْلِمْهُمْ أَنَّكَ جِئْتَنِي فَقَالَ لَهُ اَلنَّاسُ مَادُّونَ أَعْنَاقَهُمْ إِلَيْكَ وَ إِنْ أَجَبْتَنِي لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنِّي أَحَدٌ وَ لَكَ أَنْ لاَ تُكَلَّفَ قِتَالاً وَ لاَ مَكْرُوهاً قَالَ وَ هَجَمَ عَلَيْنَا نَاسٌ فَدَخَلُوا وَ قَطَعُوا كَلاَمَنَا فَقَالَ أَبِي جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا تَقُولُ فَقَالَ نَلْتَقِي إِنْ شَاءَ اَللَّهُ فَقَالَ أَ لَيْسَ عَلَى مَا أُحِبُّ فَقَالَ عَلَى مَا تُحِبُّ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ مِنْ إِصْلاَحِكَ ثُمَّ اِنْصَرَفَ حَتَّى جَاءَ اَلْبَيْتَ فَبَعَثَ رَسُولاً إِلَى مُحَمَّدٍ فِي جَبَلٍ بِجُهَيْنَةَ يُقَالُ لَهُ اَلْأَشْقَرُ عَلَى لَيْلَتَيْنِ مِنَ اَلْمَدِينَةِ فَبَشَّرَهُ وَ أَعْلَمَهُ أَنَّهُ قَدْ ظَفِرَ لَهُ بِوَجْهِ حَاجَتِهِ وَ مَا طَلَبَ ثُمَّ عَادَ بَعْدَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ فَوُقِفْنَا بِالْبَابِ وَ لَمْ نَكُنْ نُحْجَبُ إِذَا جِئْنَا فَأَبْطَأَ اَلرَّسُولُ ثُمَّ أَذِنَ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَجَلَسْتُ فِي نَاحِيَةِ اَلْحُجْرَةِ وَ دَنَا أَبِي إِلَيْهِ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ عُدْتُ إِلَيْكَ رَاجِياً مُؤَمِّلاً قَدِ اِنْبَسَطَ رَجَائِي وَ أَمَلِي وَ رَجَوْتُ اَلدَّرْكَ لِحَاجَتِي فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا اِبْنَ عَمِّ إِنِّي أُعِيذُكَ بِاللَّهِ مِنَ اَلتَّعَرُّضِ لِهَذَا اَلْأَمْرِ اَلَّذِي أَمْسَيْتَ فِيهِ وَ إِنِّي لَخَائِفٌ عَلَيْكَ أَنْ يَكْسِبَكَ شَرّاً فَجَرَى اَلْكَلاَمُ بَيْنَهُمَا حَتَّى أَفْضَى إِلَى مَا لَمْ يَكُنْ يُرِيدُ وَ كَانَ مِنْ قَوْلِهِ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ اَلْحُسَيْنُ أَحَقَّ بِهَا مِنَ اَلْحَسَنِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ رَحِمَ اَللَّهُ اَلْحَسَنَ وَ رَحِمَ اَلْحُسَيْنَ وَ كَيْفَ ذَكَرْتَ هَذَا قَالَ لِأَنَّ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ إِذَا عَدَلَ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي اَلْأَسَنِّ مِنْ وُلْدِ اَلْحَسَنِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمَّا أَنْ أَوْحَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَوْحَى

إِلَيْهِ بِمَا شَاءَ وَ لَمْ يُؤَامِرْ أَحَداً مِنْ خَلْقِهِ وَ أَمَرَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِمَا شَاءَ فَفَعَلَ مَا أُمِرَ بِهِ وَ لَسْنَا نَقُولُ فِيهِ إِلاَّ مَا قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ تَبْجِيلِهِ وَ تَصْدِيقِهِ فَلَوْ كَانَ أَمَرَ اَلْحُسَيْنَ أَنْ يُصَيِّرَهَا فِي اَلْأَسَنِّ أَوْ يَنْقُلَهَا فِي وُلْدِهِمَا يَعْنِي اَلْوَصِيَّةَ لَفَعَلَ ذَلِكَ اَلْحُسَيْنُ وَ مَا هُوَ بِالْمُتَّهَمِ عِنْدَنَا فِي اَلذَّخِيرَةِ لِنَفْسِهِ وَ لَقَدْ وَلَّى وَ تَرَكَ ذَلِكَ وَ لَكِنَّهُ مَضَى لِمَا أُمِرَ بِهِ وَ هُوَ جَدُّكَ وَ عَمُّكَ فَإِنْ قُلْتَ خَيْراً فَمَا أَوْلاَكَ بِهِ وَ إِنْ قُلْتَ هُجْراً فَيَغْفِرُ اَللَّهُ لَكَ أَطِعْنِي يَا اِبْنَ عَمِّ وَ اِسْمَعْ كَلاَمِي فَوَ اَللَّهِ اَلَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ لاَ آلُوكَ نُصْحاً وَ حِرْصاً فَكَيْفَ وَ لاَ أَرَاكَ تَفْعَلُ وَ مَا لِأَمْرِ اَللَّهِ مِنْ مَرَدٍّ فَسُرَّ أَبِي عِنْدَ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ وَ اَللَّهِ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ أَنَّهُ اَلْأَحْوَلُ اَلْأَكْشَفُ اَلْأَخْضَرُ اَلْمَقْتُولُ بِسُدَّةِ أَشْجَعَ عِنْدَ بَطْنِ مَسِيلِهَا فَقَالَ أَبِي لَيْسَ هُوَ ذَلِكَ وَ اَللَّهِ لَيُحَارِبَنَّ بِالْيَوْمِ يَوْماً وَ بِالسَّاعَةِ سَاعَةً وَ بِالسَّنَةِ سَنَةً وَ لَيَقُومَنَّ بِثَأْرِ بَنِي أَبِي طَالِبٍ جَمِيعاً فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَغْفِرُ اَللَّهُ لَكَ مَا أَخْوَفَنِي أَنْ يَكُونَ هَذَا اَلْبَيْتُ يَلْحَقُ صَاحِبَنَا مَنَّتْكَ نَفْسُكَ فِي اَلْخَلاَءِ ضَلاَلاً لاَ وَ اَللَّهِ لاَ يَمْلِكُ أَكْثَرَ مِنْ حِيطَانِ اَلْمَدِينَةِ وَ لاَ يَبْلُغُ عَمَلُهُ اَلطَّائِفَ إِذَا أَحْفَلَ يَعْنِي إِذَا أَجْهَدَ نَفْسَهُ وَ مَا لِلْأَمْرِ مِنْ بُدٍّ أَنْ يَقَعَ فَاتَّقِ اَللَّهَ وَ اِرْحَمْ نَفْسَكَ وَ بَنِي أَبِيكَ فَوَ اَللَّهِ إِنِّي لَأَرَاهُ أَشْأَمَ سَلْحَةٍ أَخْرَجَتْهَا أَصْلاَبُ اَلرِّجَالِ إِلَى أَرْحَامِ اَلنِّسَاءِ وَ اَللَّهِ إِنَّهُ اَلْمَقْتُولُ بِسُدَّةِ أَشْجَعَ بَيْنَ دُورِهَا وَ اَللَّهِ لَكَأَنِّي بِهِ صَرِيعاً مَسْلُوباً بِزَّتُهُ بَيْنَ رِجْلَيْهِ لَبِنَةٌ وَ لاَ يَنْفَعُ هَذَا اَلْغُلاَمَ مَا يَسْمَعُ قَالَ مُوسَى بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ يَعْنِينِي وَ لَيَخْرُجَنَّ مَعَهُ فَيُهْزَمُ وَ يُقْتَلُ صَاحِبُهُ ثُمَّ يَمْضِي فَيَخْرُجُ مَعَهُ رَايَةٌ أُخْرَى فَيُقْتَلُ كَبْشُهَا وَ يَتَفَرَّقُ جَيْشُهَا فَإِنْ أَطَاعَنِي فَلْيَطْلُبِ اَلْأَمَانَ عِنْدَ ذَلِكَ مِنْ بَنِي اَلْعَبَّاسِ حَتَّى يَأْتِيَهُ اَللَّهُ بِالْفَرَجِ وَ لَقَدْ عَلِمْتَ بِأَنَّ هَذَا اَلْأَمْرَ لاَ يَتِمُّ وَ إِنَّكَ لَتَعْلَمُ وَ نَعْلَمُ أَنَّ اِبْنَكَ اَلْأَحْوَلُ اَلْأَخْضَرُ اَلْأَكْشَفُ اَلْمَقْتُولُ بِسُدَّةِ أَشْجَعَ بَيْنَ دُورِهَا عِنْدَ بَطْنِ مَسِيلِهَا فَقَامَ أَبِي وَ هُوَ يَقُولُ بَلْ يُغْنِي اَللَّهُ عَنْكَ وَ لَتَعُودَنَّ أَوْ لَيَقِي اَللَّهُ بِكَ وَ بِغَيْرِكَ وَ مَا أَرَدْتَ بِهَذَا إِلاَّ اِمْتِنَاعَ غَيْرِكَ وَ أَنْ تَكُونَ ذَرِيعَتَهُمْ إِلَى ذَلِكَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَللَّهُ يَعْلَمُ مَا أُرِيدُ إِلاَّ نُصْحَكَ وَ رُشْدَكَ وَ مَا عَلَيَّ إِلاَّ اَلْجُهْدُ فَقَامَ أَبِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ مُغْضَباً فَلَحِقَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ أُخْبِرُكَ أَنِّي سَمِعْتُ عَمَّكَ وَ هُوَ خَالُكَ يَذْكُرُ أَنَّكَ وَ بَنِي أَبِيكَ

سَتُقْتَلُونَ فَإِنْ أَطَعْتَنِي وَ رَأَيْتَ أَنْ تَدْفَعَ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَافْعَلْ فَوَ اَللَّهِ (اَلَّذِي لاٰ إِلٰهَ إِلاّٰ هُوَ عٰالِمُ اَلْغَيْبِ وَ اَلشَّهٰادَةِ).. (اَلرَّحْمٰنُ اَلرَّحِيمُ) ... (اَلْكَبِيرُ اَلْمُتَعٰالِ) عَلَى خَلْقِهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي فَدَيْتُكَ بِوُلْدِي وَ بِأَحَبِّهِمْ إِلَيَّ وَ بِأَحَبِّ أَهْلِ بَيْتِي إِلَيَّ وَ مَا يَعْدِلُكَ عِنْدِي شَيْءٌ فَلاَ تَرَى أَنِّي غَشَشْتُكَ فَخَرَجَ أَبِي مِنْ عِنْدِهِ مُغْضَباً أَسِفاً قَالَ فَمَا أَقَمْنَا بَعْدَ ذَلِكَ إِلاَّ قَلِيلاً عِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ نَحْوَهَا حَتَّى قَدِمَتْ رُسُلُ أَبِي جَعْفَرٍ فَأَخَذُوا أَبِي وَ عُمُومَتِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَسَنٍ وَ حَسَنَ بْنَ حَسَنٍ وَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ حَسَنٍ وَ دَاوُدَ بْنَ حَسَنٍ وَ عَلِيَّ بْنَ حَسَنٍ وَ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ بْنِ حَسَنٍ وَ عَلِيَّ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَسَنٍ وَ حَسَنَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ حَسَنٍ وَ طَبَاطَبَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ حَسَنٍ وَ عَبْدَ اَللَّهِ بْنَ دَاوُدَ قَالَ فَصُفِّدُوا فِي اَلْحَدِيدِ ثُمَّ حُمِلُوا فِي مَحَامِلَ أَعْرَاءً لاَ وِطَاءَ فِيهَا وَ وُقِفُوا بِالْمُصَلَّى لِكَيْ يَشْمَتَهُمُ اَلنَّاسُ قَالَ فَكَفَّ اَلنَّاسُ عَنْهُمْ وَ رَقُّوا لَهُمْ لِلْحَالِ اَلَّتِي هُمْ فِيهَا ثُمَّ اِنْطَلَقُوا بِهِمْ حَتَّى وُقِفُوا عِنْدَ بَابِ مَسْجِدِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ اَلْجَعْفَرِيُّ فَحَدَّثَتْنَا خَدِيجَةُ بِنْتُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُمْ لَمَّا أُوقِفُوا عِنْدَ بَابِ اَلْمَسْجِدِ اَلْبَابِ اَلَّذِي يُقَالُ لَهُ بَابُ جَبْرَئِيلَ اِطَّلَعَ عَلَيْهِمْ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ عَامَّةُ رِدَائِهِ مَطْرُوحٌ بِالْأَرْضِ ثُمَّ اِطَّلَعَ مِنْ بَابِ اَلْمَسْجِدِ فَقَالَ لَعَنَكُمُ اَللَّهُ يَا مَعَاشِرَ اَلْأَنْصَارِ ثَلاَثاً مَا عَلَى هَذَا عَاهَدْتُمْ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لاَ بَايَعْتُمُوهُ أَمَا وَ اَللَّهِ إِنْ كُنْتُ حَرِيصاً وَ لَكِنِّي غُلِبْتُ وَ لَيْسَ لِلْقَضَاءِ مَدْفَعٌ ثُمَّ قَامَ وَ أَخَذَ إِحْدَى نَعْلَيْهِ فَأَدْخَلَهَا رِجْلَهُ وَ اَلْأُخْرَى فِي يَدِهِ وَ عَامَّةُ رِدَائِهِ يَجُرُّهُ فِي اَلْأَرْضِ ثُمَّ دَخَلَ بَيْتَهُ فَحُمَّ عِشْرِينَ لَيْلَةً لَمْ يَزَلْ يَبْكِي فِيهِ اَللَّيْلَ وَ اَلنَّهَارَ حَتَّى خِفْنَا عَلَيْهِ فَهَذَا حَدِيثُ خَدِيجَةَ قَالَ اَلْجَعْفَرِيُّ وَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْحَسَنِ أَنَّهُ لَمَّا طُلِعَ بِالْقَوْمِ فِي اَلْمَحَامِلِ قَامَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلْمَسْجِدِ ثُمَّ أَهْوَى إِلَى اَلْمَحْمِلِ اَلَّذِي فِيهِ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ اَلْحَسَنِ يُرِيدُ كَلاَمَهُ فَمُنِعَ أَشَدَّ اَلْمَنْعِ وَ أَهْوَى إِلَيْهِ اَلْحَرَسِيُّ فَدَفَعَهُ وَ قَالَ تَنَحَّ عَنْ هَذَا فَإِنَّ اَللَّهَ سَيَكْفِيكَ وَ يَكْفِي غَيْرَكَ ثُمَّ دَخَلَ بِهِمُ اَلزُّقَاقَ وَ رَجَعَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَلَمْ يَبْلُغْ بِهِمُ اَلْبَقِيعَ حَتَّى اُبْتُلِيَ اَلْحَرَسِيُّ بَلاَءً شَدِيداً رَمَحَتْهُ نَاقَتُهُ فَدَقَّتْ وَرِكَهُ فَمَاتَ فِيهَا وَ مَضَى بِالْقَوْمِ فَأَقَمْنَا بَعْدَ ذَلِكَ حِيناً ثُمَّ أَتَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ حَسَنٍ فَأُخْبِرَ أَنَّ أَبَاهُ وَ عُمُومَتَهُ قُتِلُوا قَتَلَهُمْ أَبُو جَعْفَرٍ إِلاَّ حَسَنَ بْنَ

جَعْفَرٍ وَ طَبَاطَبَا وَ عَلِيَّ بْنَ إِبْرَاهِيمَ وَ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ وَ دَاوُدَ بْنَ حَسَنٍ وَ عَبْدَ اَللَّهِ بْنَ دَاوُدَ قَالَ فَظَهَرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ عِنْدَ ذَلِكَ وَ دَعَا اَلنَّاسَ لِبَيْعَتِهِ قَالَ فَكُنْتُ ثَالِثَ ثَلاَثَةٍ بَايَعُوهُ وَ اِسْتَوْسَقَ اَلنَّاسُ لِبَيْعَتِهِ وَ لَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ قُرَشِيٌّ وَ لاَ أَنْصَارِيٌّ وَ لاَ عَرَبِيٌّ قَالَ وَ شَاوَرَ عِيسَى بْنَ زَيْدٍ وَ كَانَ مِنْ ثِقَاتِهِ وَ كَانَ عَلَى شُرَطِهِ فَشَاوَرَهُ فِي اَلْبِعْثَةِ إِلَى وُجُوهِ قَوْمِهِ فَقَالَ لَهُ عِيسَى بْنُ زَيْدٍ إِنْ دَعَوْتَهُمْ دُعَاءً يَسِيراً لَمْ يُجِيبُوكَ أَوْ تَغْلُظَ عَلَيْهِمْ فَخَلِّنِي وَ إِيَّاهُمْ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ اِمْضِ إِلَى مَنْ أَرَدْتَ مِنْهُمْ فَقَالَ اِبْعَثْ إِلَى رَئِيسِهِمْ وَ كَبِيرِهِمْ يَعْنِي أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَإِنَّكَ إِذَا أَغْلَظْتَ عَلَيْهِ عَلِمُوا جَمِيعاً أَنَّكَ سَتُمِرُّهُمْ عَلَى اَلطَّرِيقِ اَلَّتِي أَمْرَرْتَ عَلَيْهَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ فَوَ اَللَّهِ مَا لَبِثْنَا أَنْ أُتِيَ بِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَتَّى أُوقِفَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ عِيسَى بْنُ زَيْدٍ أَسْلِمْ تَسْلَمْ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَ حَدَثَتْ نُبُوَّةٌ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ لاَ وَ لَكِنْ بَايِعْ تَأْمَنْ عَلَى نَفْسِكَ وَ مَالِكَ وَ وُلْدِكَ وَ لاَ تُكَلَّفَنَّ حَرْباً فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا فِيَّ حَرْبٌ وَ لاَ قِتَالٌ وَ لَقَدْ تَقَدَّمْتُ إِلَى أَبِيكَ وَ حَذَّرْتُهُ اَلَّذِي حَاقَ بِهِ وَ لَكِنْ لاَ يَنْفَعُ حَذَرٌ مِنْ قَدَرٍ يَا اِبْنَ أَخِي عَلَيْكَ بِالشَّبَابِ وَ دَعْ عَنْكَ اَلشُّيُوخَ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ مَا أَقْرَبَ مَا بَيْنِي وَ بَيْنَكَ فِي اَلسِّنِّ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي لَمْ أُعَازَّكَ وَ لَمْ أَجِئْ لِأَتَقَدَّمَ عَلَيْكَ فِي اَلَّذِي أَنْتَ فِيهِ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ لاَ وَ اَللَّهِ لاَ بُدَّ مِنْ أَنْ تُبَايِعَ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا فِيَّ يَا اِبْنَ أَخِي طَلَبٌ وَ لاَ حَرْبٌ وَ إِنِّي لَأُرِيدُ اَلْخُرُوجَ إِلَى اَلْبَادِيَةِ فَيَصُدُّنِي ذَلِكَ وَ يَثْقُلُ عَلَيَّ حَتَّى تُكَلِّمَنِي فِي ذَلِكَ اَلْأَهْلُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَ لاَ يَمْنَعُنِي مِنْهُ إِلاَّ اَلضَّعْفُ وَ اَللَّهِ وَ اَلرَّحِمِ أَنْ تُدْبِرَ عَنَّا وَ نَشْقَى بِكَ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ قَدْ وَ اَللَّهِ مَاتَ أَبُو اَلدَّوَانِيقِ يَعْنِي أَبَا جَعْفَرٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَا تَصْنَعُ بِي وَ قَدْ مَاتَ قَالَ أُرِيدُ اَلْجَمَالَ بِكَ قَالَ مَا إِلَى مَا تُرِيدُ سَبِيلٌ لاَ وَ اَللَّهِ مَا مَاتَ أَبُو اَلدَّوَانِيقِ إِلاَّ أَنْ يَكُونَ مَاتَ مَوْتَ اَلنَّوْمِ قَالَ وَ اَللَّهِ لَتُبَايِعُنِي طَائِعاً أَوْ مُكْرَهاً وَ لاَ تُحْمَدُ فِي بَيْعَتِكَ فَأَبَى عَلَيْهِ إِبَاءً شَدِيداً وَ أَمَرَ بِهِ إِلَى اَلْحَبْسِ فَقَالَ لَهُ عِيسَى بْنُ زَيْدٍ أَمَا إِنْ طَرَحْنَاهُ فِي اَلسِّجْنِ وَ قَدْ خَرِبَ اَلسِّجْنُ وَ لَيْسَ عَلَيْهِ اَلْيَوْمَ غَلَقٌ خِفْنَا أَنْ يَهْرُبَ مِنْهُ فَضَحِكَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ قَالَ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ إِلاَّ

بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ أَ وَ تُرَاكَ تُسْجِنُنِي قَالَ نَعَمْ وَ الَّذِي أَكْرَمَ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالنُّبُوَّةِ لَأُسْجِنَنَّكَ وَ لَأُشَدِّدَنَّ عَلَيْكَ فَقَالَ عِيسَى بْنُ زَيْدٍ احْبِسُوهُ فِي الْمَخْبَإِ وَ ذَلِكَ دَارُ رَيْطَةَ الْيَوْمَ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَمَا وَ اللَّهِ إِنِّي سَأَقُولُ ثُمَّ أُصَدَّقُ فَقَالَ لَهُ عِيسَى بْنُ زَيْدٍ لَوْ تَكَلَّمْتَ لَكَسَرْتُ فَمَكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَمَا وَ اللَّهِ يَا أَكْشَفُ يَا أَزْرَقُ لَكَأَنِّي بِكَ تَطْلُبُ لِنَفْسِكَ جُحْراً تَدْخُلُ فِيهِ وَ مَا أَنْتَ فِي الْمَذْكُورِينَ عِنْدَ اللِّقَاءِ وَ إِنِّي لَأَظُنُّكَ إِذَا صُفِّقَ خَلْفَكَ طِرْتَ مِثْلَ الْهَيْقِ النَّافِرِ فَنَفَرَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ بِانْتِهَارٍ احْبِسْهُ وَ شَدِّدْ عَلَيْهِ وَ أَغْلِظْ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَمَا وَ اللَّهِ لَكَأَنِّي بِكَ خَارِجاً مِنْ سُدَّةِ أَشْجَعَ إِلَى بَطْنِ الْوَادِي وَ قَدْ حَمَلَ عَلَيْكَ فَارِسٌ مُعْلَمٌ فِي يَدِهِ طِرَادَةٌ نِصْفُهَا أَبْيَضُ وَ نِصْفُهَا أَسْوَدُ عَلَى فَرَسٍ كُمَيْتٍ أَقْرَحَ فَطَعَنَكَ فَلَمْ يَصْنَعْ فِيكَ شَيْئاً وَ ضَرَبْتَ خَيْشُومَ فَرَسِهِ فَطَرَحْتَهُ وَ حَمَلَ عَلَيْكَ آخَرُ خَارِجٌ مِنْ زُقَاقِ آلِ أَبِي عَمَّارٍ الدُّؤَلِيِّينَ عَلَيْهِ غَدِيرَتَانِ مَضْفُورَتَانِ وَ قَدْ خَرَجَتَا مِنْ تَحْتِ بَيْضَةٍ كَثِيرُ شَعْرِ الشَّارِبَيْنِ فَهُوَ وَ اللَّهِ صَاحِبُكَ فَلاَ رَحِمَ اللَّهُ رِمَّتَهُ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ حَسِبْتَ فَأَخْطَأْتَ وَ قَامَ إِلَيْهِ السُّرَاقِيُّ بْنُ سَلْخِ الْحُوتِ فَدَفَعَ فِي ظَهْرِهِ حَتَّى أُدْخِلَ السِّجْنَ وَ اصْطُفِيَ مَا كَانَ لَهُ مِنْ مَالٍ وَ مَا كَانَ لِقَوْمِهِ مِمَّنْ لَمْ يَخْرُجْ مَعَ مُحَمَّدٍ قَالَ فَطَلَعَ بِإِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ هُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ ضَعِيفٌ قَدْ ذَهَبَتْ إِحْدَى عَيْنَيْهِ وَ ذَهَبَتْ رِجْلاَهُ وَ هُوَ يُحْمَلُ حَمْلاً فَدَعَاهُ إِلَى الْبَيْعَةِ فَقَالَ لَهُ يَا ابْنَ أَخِي إِنِّي شَيْخٌ كَبِيرٌ ضَعِيفٌ وَ أَنَا إِلَى بِرِّكَ وَ عَوْنِكَ أَحْوَجُ فَقَالَ لَهُ لاَ بُدَّ مِنْ أَنْ تُبَايِعَ فَقَالَ لَهُ وَ أَيَّ شَيْءٍ تَنْتَفِعُ بِبَيْعَتِي وَ اللَّهِ إِنِّي لَأُضَيِّقُ عَلَيْكَ مَكَانَ اسْمِ رَجُلٍ إِنْ كَتَبْتَهُ قَالَ لاَ بُدَّ لَكَ أَنْ تَفْعَلَ وَ أَغْلَظَ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ لَهُ إِسْمَاعِيلُ ادْعُ لِي جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَلَعَلَّنَا نُبَايِعُ جَمِيعاً قَالَ فَدَعَا جَعْفَراً عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ إِسْمَاعِيلُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُبَيِّنَ لَهُ فَافْعَلْ لَعَلَّ اللَّهَ يَكُفُّهُ عَنَّا قَالَ قَدْ أَجْمَعْتُ أَلاَّ أُكَلِّمَهُ أَ فَلْيَرَ فِيَّ بِرَأْيِهِ فَقَالَ إِسْمَاعِيلُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَنْشُدُكَ اللَّهَ هَلْ تَذْكُرُ يَوْماً أَتَيْتُ أَبَاكَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ عَلَيَّ حُلَّتَانِ صَفْرَاوَانِ فَدَامَ النَّظَرَ إِلَيَّ فَبَكَى فَقُلْتُ لَهُ مَا يُبْكِيكَ فَقَالَ لِي يُبْكِينِي أَنَّكَ تُقْتَلُ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّكَ ضَيَاعاً لاَ يَنْتَطِحُ فِي دَمِكَ عَنْزَانِ قَالَ قُلْتُ فَمَتَى ذَاكَ قَالَ إِذَا

دُعِيتَ إِلَى اَلْبَاطِلِ فَأَبَيْتَهُ وَ إِذَا نَظَرْتَ إِلَى اَلْأَحْوَلِ مَشُومِ قَوْمِهِ يَنْتَمِي مِنْ آلِ اَلْحَسَنِ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَدْعُو إِلَى نَفْسِهِ قَدْ تَسَمَّى بِغَيْرِ اِسْمِهِ فَأَحْدِثْ عَهْدَكَ وَ اُكْتُبْ وَصِيَّتَكَ فَإِنَّكَ مَقْتُولٌ فِي يَوْمِكَ أَوْ مِنْ غَدٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَعَمْ وَ هَذَا وَ رَبِّ اَلْكَعْبَةِ لاَ يَصُومُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلاَّ أَقَلَّهُ فَأَسْتَوْدِعُكَ اَللَّهَ يَا أَبَا اَلْحَسَنِ وَ أَعْظَمَ اَللَّهُ أَجْرَنَا فِيكَ وَ أَحْسَنَ اَلْخِلاَفَةَ عَلَى مَنْ خَلَّفْتَ وَ (إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رٰاجِعُونَ) قَالَ ثُمَّ اُحْتُمِلَ إِسْمَاعِيلُ وَ رُدَّ جَعْفَرٌ إِلَى اَلْحَبْسِ قَالَ فَوَ اَللَّهِ مَا أَمْسَيْنَا حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ بَنُو أَخِيهِ بَنُو مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ فَتَوَطَّئُوهُ حَتَّى قَتَلُوهُ وَ بَعَثَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ إِلَى جَعْفَرٍ فَخَلَّى سَبِيلَهُ قَالَ وَ أَقَمْنَا بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى اِسْتَهْلَلْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ فَبَلَغَنَا خُرُوجُ عِيسَى بْنِ مُوسَى يُرِيدُ اَلْمَدِينَةَ قَالَ فَتَقَدَّمَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ وَ كَانَ عَلَى مُقَدِّمَةِ عِيسَى بْنِ مُوسَى وُلْدُ اَلْحَسَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْحَسَنِ وَ قَاسِمٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ وَ عَلِيٌّ وَ إِبْرَاهِيمُ بَنُو اَلْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ فَهُزِمَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ وَ قَدِمَ عِيسَى بْنُ مُوسَى اَلْمَدِينَةَ وَ صَارَ اَلْقِتَالُ بِالْمَدِينَةِ فَنَزَلَ بِذُبَابٍ وَ دَخَلَتْ عَلَيْنَا اَلْمُسَوِّدَةُ مِنْ خَلْفِنَا وَ خَرَجَ مُحَمَّدٌ فِي أَصْحَابِهِ حَتَّى بَلَغَ اَلسُّوقَ فَأَوْصَلَهُمْ وَ مَضَى ثُمَّ تَبِعَهُمْ حَتَّى اِنْتَهَى إِلَى مَسْجِدِ اَلْخَوَّامِينَ فَنَظَرَ إِلَى مَا هُنَاكَ فَضَاءٍ لَيْسَ فِيهِ مُسَوِّدٌ وَ لاَ مُبَيِّضٌ فَاسْتَقْدَمَ حَتَّى اِنْتَهَى إِلَى شِعْبِ فَزَارَةَ ثُمَّ دَخَلَ هُذَيْلَ ثُمَّ مَضَى إِلَى أَشْجَعَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ اَلْفَارِسُ اَلَّذِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ مِنْ خَلْفِهِ مِنْ سِكَّةِ هُذَيْلَ فَطَعَنَهُ فَلَمْ يَصْنَعْ فِيهِ شَيْئاً وَ حَمَلَ عَلَى اَلْفَارِسِ فَضَرَبَ خَيْشُومَ فَرَسِهِ بِالسَّيْفِ فَطَعَنَهُ اَلْفَارِسُ فَأَنْفَذَهُ فِي اَلدِّرْعِ وَ اِنْثَنَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ فَضَرَبَهُ فَأَثْخَنَهُ وَ خَرَجَ عَلَيْهِ حُمَيْدُ بْنُ قَحْطَبَةَ وَ هُوَ مُدْبِرٌ عَلَى اَلْفَارِسِ يَضْرِبُهُ مِنْ زُقَاقِ اَلْعَمَّارِيِّينَ فَطَعَنَهُ طَعْنَةً أَنْفَذَ اَلسِّنَانَ فِيهِ فَكُسِرَ اَلرُّمْحُ وَ حَمَلَ عَلَى حُمَيْدٍ فَطَعَنَهُ حُمَيْدٌ بِزُجِّ اَلرُّمْحِ فَصَرَعَهُ ثُمَّ نَزَلَ إِلَيْهِ فَضَرَبَهُ حَتَّى أَثْخَنَهُ وَ قَتَلَهُ وَ أَخَذَ رَأْسَهُ وَ دَخَلَ اَلْجُنْدُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَ أُخِذَتِ اَلْمَدِينَةُ وَ أُجْلِينَا هَرَباً فِي اَلْبِلاَدِ قَالَ مُوسَى بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى لَحِقْتُ بِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ فَوَجَدْتُ عِيسَى بْنَ زَيْدٍ مُكْمِناً عِنْدَهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِسُوءِ تَدْبِيرِهِ وَ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى أُصِيبَ رَحِمَهُ اَللَّهُ ثُمَّ مَضَيْتُ مَعَ اِبْنِ أَخِي اَلْأَشْتَرِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ

حَسَنٍ حَتَّى أُصِيبَ بِالسِّنْدِ ثُمَّ رَجَعْتُ شَرِيداً طَرِيداً تَضَيَّقَ عَلَيَّ الْبِلاَدُ فَلَمَّا ضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ وَ اِشْتَدَّ بِيَ الْخَوْفُ ذَكَرْتُ مَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَجِئْتُ إِلَى الْمَهْدِيِّ وَ قَدْ حَجَّ وَ هُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَمَا شَعَرَ إِلاَّ وَ أَنِّي قَدْ قُمْتُ مِنْ تَحْتِ الْمِنْبَرِ فَقُلْتُ لِيَ الْأَمَانُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ أَدُلُّكَ عَلَى نَصِيحَةٍ لَكَ عِنْدِي فَقَالَ نَعَمْ مَا هِيَ قُلْتُ أَدُلُّكَ عَلَى مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَسَنٍ فَقَالَ لِي نَعَمْ لَكَ الْأَمَانُ فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِنِي مَا أَثِقُ بِهِ فَأَخَذْتُ مِنْهُ عُهُوداً وَ مَوَاثِيقَ وَ وَثَّقْتُ لِنَفْسِي ثُمَّ قُلْتُ أَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ لِي إِذاً تُكْرَمَ وَ تُحْبَى فَقُلْتُ لَهُ أَقْطِعْنِي إِلَى بَعْضِ أَهْلِ بَيْتِكَ يَقُومُ بِأَمْرِي عِنْدَكَ فَقَالَ لِيَ انْظُرْ إِلَى مَنْ أَرَدْتَ فَقُلْتُ عَمَّكَ الْعَبَّاسَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لاَ حَاجَةَ لِي فِيكَ فَقُلْتُ وَ لَكِنْ لِي فِيكَ الْحَاجَةُ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلاَّ قَبِلْتَنِي فَقَبِلَنِي شَاءَ أَوْ أَبَى وَ قَالَ لِيَ الْمَهْدِيُّ مَنْ يَعْرِفُكَ وَ حَوْلَهُ أَصْحَابُنَا أَوْ أَكْثَرُهُمْ فَقُلْتُ هَذَا الْحَسَنُ بْنُ زَيْدٍ يَعْرِفُنِي وَ هَذَا مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ يَعْرِفُنِي وَ هَذَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ يَعْرِفُنِي فَقَالُوا نَعَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ كَأَنَّهُ لَمْ يَغِبْ عَنَّا ثُمَّ قُلْتُ لِلْمَهْدِيِّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقَدْ أَخْبَرَنِي بِهَذَا الْمَقَامِ أَبُو هَذَا الرَّجُلِ وَ أَشَرْتُ إِلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ مُوسَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَ كَذَبْتُ عَلَى جَعْفَرٍ كَذِبَةً فَقُلْتُ لَهُ وَ أَمَرَنِي أَنْ أُقْرِئَكَ السَّلاَمَ وَ قَالَ إِنَّهُ إِمَامُ عَدْلٍ وَ سَخَاءٍ قَالَ فَأَمَرَ لِمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ بِخَمْسَةِ آلاَفِ دِينَارٍ فَأَمَرَ لِي مِنْهَا مُوسَى بِأَلْفَيْ دِينَارٍ وَ وَصَلَ عَامَّةَ أَصْحَابِهِ وَ وَصَلَنِي فَأَحْسَنَ صِلَتِي فَحَيْثُ مَا ذُكِرَ وُلْدُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقُولُوا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَ مَلاَئِكَتُهُ وَ حَمَلَةُ عَرْشِهِ وَ الْكِرَامُ الْكَاتِبُونَ وَ خُصُّوا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ بِأَطْيَبِ ذَلِكَ وَ جَزَى مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عَنِّي خَيْراً فَأَنَا وَ اللَّهِ مَوْلاَهُمْ بَعْدَ اللَّهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن ابراہیم سے روایت ہے کہ ہم افراد کی ایک جماعت حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کی پوتی خدیجہ کے پاس ان کی نواسی کی تعزیت کے لئے گئے۔ہم نے ان کے پاس عبداللہ ابن الحسن علیہ السلام کے فرزند موسیٰ کو دیکھا جو عورتوں کے قریب ایک گوشہ میں بیٹھے تھے۔ہم نے تعزیت گھر والوں سے کی پھر ہم موسیٰ کے پاس آئے اُنھوں نے دختر ابویشکر سے جو مرثیہ گوتھی کہا مرثیہ پڑھو۔اس نے یہ شعر پڑھے۔

''رسول خدا کو یاد کرو اور ان کے بعد شیر خدا حمزہ کو اور تیسرے درجے پر عباس کو اور شمار کرو علی کو جو نیکو کار ہیں اور

جعفر اور عقیل کو کہ یہ سب سردار ہیں۔''

موسیٰ نے کہا: مرحبا! بہت خوب تو مجھے طرب (وجد) میں لے آئی ہے اور پڑھو۔ اس کے بعد اس نے یوں کہا۔

''پرہیز گاروں کا رہنما محمد ہمارے خاندان سے ہے۔ حمزہ و جعفر پاک بھی ہمارے خاندان سے ہیں۔ علی رسول کے چچا زاد اور ان کے داماد بھی ہمارے خاندان سے ہیں اور رسول خدا کا پہلوان اور امام مطہر ہیں۔''

ہم ان کے پاس رات آنے تک ٹھہرے۔ خدیجہ نے کہا میں نے اپنے چچا محمد بن علی علیہ السلام سے سُنا ہے کہ اُنھوں نے فرمایا ہے عورتوں کو ماتم میں نوحہ کی ضرورت ہے تا کہ وہ روئیں نہ کہ طرب میں لانے والے اشعار کی اور جب رات آئے تو ملائکہ کو ایسے نوحہ سے (اشعار) اذیت نہ دو۔ پھر ہم وہاں سے نکل آئے اور صبح پھر ہم خدیجہ کے پاس آئے۔ ہم نے ان سے امام جعفر صادق علیہ السلام کا مکان چھوڑ کر اس مکان میں آنے کا ذکر کیا۔ موسیٰ نے کہا یہ دارالسرقہ یعنی چُرایا ہوا گھر ہے۔ خدیجہ نے کہا یہ سب ہمارے مہدی کا کیا کرایا ہے یعنی محمد بن عبداللّٰہ بن الحسن جو امام حسن علیہ السلام کا پوتا تھا اور اس نے اپنے مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا اور اس کو مذاق میں مہدی کہا جاتا تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام جس گھر میں رہتے تھے یہ گھر اس کا ایک جز و تھا۔ عبداللّٰہ محض کے فرزند محمد نے جو مدعی مہدویت تھے عدالت دیوانی سے اس مکان کو امام کے مکان سے جدا کرا لیا اور خدیجہ کو عاریتاً رہنے کے لیے دے دیتا تھا۔

موسیٰ بن عبداللّٰہ نے کہا: میں تم کو ایک عجیب بات سناتا ہوں۔ جب میرے باپ نے محمد بن عبداللّٰہ (امام حسن کے پوتے) کے لیے بیعت لینا شروع کی تو اپنے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا: اس معاملے میں بغیر امام جعفر صادق علیہ السلام کے میرے لیے کامیابی نہیں ہو سکتی اور ان کی طرف چل پڑے۔ ہم ان سے گھر کے باہر ملے جبکہ وہ مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ میرے والد نے ان کو ٹھہرا لیا اور بات چیت شروع کی۔ انھوں نے فرمایا: ایسی گفتگو کی یہ جگہ نہیں انشاء اللّٰہ ہم پھر ملیں گے۔ میرے والد خوش و خرم وہاں سے لوٹے اور دوسرے یا تیسرے روز ہم پھر چلے اور حضرتؑ کے پاس آئے۔ میرے والد میرے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر بات چیت شروع ہوئی۔ میرے والد نے کہا کہ آپؑ جانتے ہیں کہ بلحاظ سن میں آپؑ سے بڑا ہوں بلکہ تمام خاندان میں مجھ سے بڑا کوئی نہیں، لیکن خدا نے آپؑ کو وہ فضیلت دی ہے جو قوم کے کسی ایک فرد کو نہیں ملی۔ میں آپؑ کے پاس پورے اعتماد کے ساتھ آیا ہوں کیونکہ میں آپؑ کی نیکی اور ایثار کو خوب جانتا ہوں مجھے امید ہے کہ اگر آپؑ میری بات کو مان لیں گے تو آپؑ کے اصحاب میں سے کوئی مجھ سے اختلاف نہیں کرے گا اور قریش وغیرہ میں سے دو شخص بھی ایسے نہیں ہوں گے جو مخالفت کریں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب آپ میرے غیر کو مجھ سے زیادہ اطاعت والا پاتے ہیں تو آپ کو میری ضرورت

ہی کیا ہے۔ بخدا آپ جانتے ہیں کہ میں صحرا میں جا کر رہنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور پوری کوشش اس کے لئے کرتا ہوں پس آپ بھی اپنے نفس پر جفاو مشقت اٹھایئے اور میں توجہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور اس کو میں اپنے نفس پر بڑی مشقت وتھکان وکوشش کے بعد حاصل کروں گا۔ آپ میرے غیر کو تلاش کیجئے اور اس امر کے بارے میں ان سے سوال کیجئے اور ان کو معلوم نہ ہونے دینا کہ آپ میرے پاس آئے تھے۔

میرے والد نے کہا کہ لوگوں کی گردنیں آپ کی طرف اٹھی ہوئی ہیں اگر آپ نے میری بات مان لی تو پھر کوئی میری مخالفت نہ کرے گا میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپؑ کو نہ تو جنگ کی تکلیف دی جائے گی اور نہ کسی ایسے امر کی جو آپؑ کی طبیعت کے خلاف ہو۔ اسی اثناء میں کچھ لوگ آ گئے اور سلسلہ کلام منقطع ہو گیا۔ اس کے بعد میرے والد نے کہا آپؑ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہم پھر انشاء اللہ ملیں گے۔ انھوں نے کہا کیا آپؑ کو میری خواہش منظور نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: انشاء اللہ تمہاری اصلاح کی تمہاری خواہش کے مطابق کوئی صورت نکالی جائے گی۔

پھر میرے والد اپنے گھر آ گئے اور اُنھوں نے اپنے بیٹے محمد (نفس زکیہ) کے پاس پیغام بھیجا وہ جہنیہ کے پہاڑ پر جسے اشقر کہتے ہیں مقیم تھے۔ یہ مقام مدینہ سے دو رات کے فاصلے پر ہے ان کو خوشخبری دی اور بتایا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے تمہارے معاملہ میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ تین دن کے بعد ہم باپ بیٹے پھر امام علیہ السلام کے دروازہ پر آئے اور اس سے پہلے جب ہم آتے تھے تو کوئی رکاوٹ نہ ہوتی تھی۔ اب دربان نے روکا پھر ہمارے لئے اجازت حاصل کی اور ہم اندر آئے۔ میں حجرہ کے ایک گوشہ میں بیٹھ گیا اور میرے والد حضرتؑ کے قریب بیٹھے اور کہنے لگے میں آپؑ پر فدا ہوں میں آپؑ کے پاس امیدوں سے پُر آیا ہوں اور مجھے قوی اُمید ہے کہ میری حاجت آپؑ سے ضرور پوری ہو گی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے چچا زاد بھائی میں تم کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اس امر کے متعلق جس پر غور وفکر کرنے میں تم راتیں گزار رہے ہو اور میں اس بات سے ڈر رہا ہوں کہ اس امر میں آپ کو شر سے تعلق نہ ہو جائے۔ اس کے بعد ان کے درمیان ترش گفتگو ہوئی اور میرے والد کو جو نہ کہنا چاہئے تھا وہ کہہ گزرے۔ انھوں نے کہا امرِ امامت میں کس وجہ سے امام حسینؑ کو امام حسن علیہ السلام پر ترجیح ہوئی۔ یعنی کیا وجہ کہ امامت کا سلسلہ بجائے امام حسن علیہ السلام کے امام حسین علیہ السلام کی اولاد کی طرف منتقل ہوا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی رحمت نازل ہو امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام پر اور تم نے یہ بات کیوں کہی۔ انھوں نے کہا اس لئے کہ از روئے انصاف امامت بڑے بھائی کی اولاد میں چلنی چاہئے تھی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی اور وہ جو چاہتا ہے اس کی وحی فرمائی۔ خدا نے اس میں اپنی مخلوق میں سے کسی سے مشورہ نہیں لیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو جو چاہتے

تھے حکم دیا۔ اُنھوں نے وہی کیا جوان کو حکم دیا گیا اور ہم اس بارے میں وہی کہتے ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا۔ اگر امر امامتِ حسین علیہ السلام بلحاظ بزرگی ہوتا یا امرِ وصیت دونوں بھائیوں کی اولاد میں منتقل کرنے کے لئے ہوتا تو امام حسین علیہ السلام ضرور ایسا کرتے اور ہمارے نزدیک امام حسین علیہ السلام اس تہمت سے بری ہیں کہ وہ بے حکمِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امامت کو اپنے لئے مخصوص کر لیتے۔ انھوں نے ایسے امر سے روگردانی اور دنیا سے رخصت ہوئے اور ان کو جو حکم دیا گیا تھا وہ اُنھوں نے پورا کیا۔ لیکن ان کو جو تمہارے جدا اور عم نے حکم دیا تھا انہوں نے اس پر عمل کیا تھا۔ اگر تم ان کے لئے کلمہ خیر کہو تو تمہارے لئے یہی زیبا ہے اور اگر ان کی شان میں ہرزہ سرائی کی تو اللہ تمہیں بخشے۔ اے میرے چچا زاد! میری بات کو سنو اور اطاعت کرو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نصیحت کرنے میں کوتاہی نہیں کر رہا ہوں لیکن میں نہیں دیکھتا کہ تو اس پر عمل کرے گا اور خدا کا حکم ٹل نہیں سکتا۔ میرے والد یہ سن کر خوش ہوئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم آپ جانتے ہیں کہ آپ کا بیٹا محمد، (جس کو آپ امام بنانا چاہتے ہیں) بھینگا اکشف واحضر ہے وہ اشجع کے دروازہ پر قتل کیا جائے گا۔

میرے والد نے کہا واللہ وہ ایسا نہیں ہے خدا کی قسم وہ ہر روز بنی امیہ اور بنی عباس کے ظلم کے خلاف لڑے گا اور ہر سال میں تمام اولادِ ابو طالب کے خون کا بدلہ لے گا۔ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: خدا آپ کو بخش دے۔ میں کس قدر ڈر رہا ہوں کہ اس شعر کا مصرہ میرے ساتھی و بھائی پر صادق آ رہا ہے۔

تیرے نفس نے تجھے تنہائی میں جھوٹا محال وعدہ دیا ہے خدا کی قسم وہ مدینہ کی چار دیوار کو حاصل نہیں کر سکے گا ار وجتنا تلاش کرے گا اپنے آپ کو زحمت میں ڈالے گا اور اس کو حکومت طائفہ تک بھی وسیع نہیں ہوگی اور یہ واقعہ ہو کر رہے گا۔ خدا سے ڈرو اور اپنے بھائی پر رحم کرو۔

خدا کی قسم وہ میرے نزدیک سب سے نامبارک ترین نطفہ ہے جو صلب پدر سے رحم مادر میں آیا ہے۔ خدا کی قسم وہ اشجع کے دروازوں پر قتل کیا جائے گا اور میں فویا ابھی اس کو ننگا اور خون میں غلطان پڑا ہوا دیکھ رہا ہوں کہ اس کے دونوں قدموں کے درمیان اینٹ ہے اور یہ جوان وہ ہے جو بھی سنتا ہے اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتا۔ موسیٰ بن عبداللہ نے کہا حضرتؑ کا یہ اشارہ میری طرف تھا۔ میں بھی اس کے ہمراہ خروج کرنے والا تھا۔

پھر فرمایا: یہ اپنے بھائی محمد کے ساتھ خروج کرے گا اور شکست کھائے گا اس کا ساتھی (محمد) قتل کیا جائے گا۔ پھر یہ دوسرے جھنڈے کے ساتھ خروج کرے گا (ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ) پس ان کا سردار قتل کیا جائے گا اور اس کا لشکر تتر بتر ہو جائے گا۔ پھر موسیٰ میری بات مانے گا اور بنی عباس سے امان طلب کرے گا اور خدا اس کو آسانی دے گا اور میں جانتا ہوں کہ اس کا انجام خیر نہیں ہے اور تو بھی یہ جانتا ہے کہ تیرا بیٹا بیٹا جو احول (بھینگا) سبز چشم اور اکشف ہے یہ اشجع کے دروازوں پر قتل ہوگا۔

موسیٰ نے کہا یہ سن کر میرے والد یہ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے خدا تمہاری مدد سے ہمیں بے پرواہ بنا دے گا اور

تم ضرور بطور خود ہماری طرف لوٹو گے یا خدا تم کو اور تمہارے غیر کو بے اختیار اس طرح لائے گا تم نے یہ طریقہ اختیار کر کے اپنے غیر کی امداد کو ہم سے روکا ہے اور یہ تمہارا انکار ان کے لئے رک جانے کا ایک ذریعہ بن جائے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ میرا ارادہ محض تم کو نصیحت و ہدایت کرنے کا تھا اور ہمارا فرض تو کوشش ہی کرنا ہے (آگے تم جانو اور تمہارا کام)۔ یہ سن کر میرے والد غصّہ میں اُٹھے اور اپنی ردا کا دامن طیش میں زور سے جھٹکا۔ امام علیہ السلام اس کے قریب آئے اور فرمایا: میں نے تمہارے چچا (امام محمد باقر علیہ السلام) اور ماں کی طرف سے تمہارے ماموں سے یہ فقرہ سنا ہے کہ تم اور تمہارے باپ کی اولاد عنقریب قتل کر دی جائے گی اگر تم میری بات مان لو اور اس بلا کو جن تدبیر سے ٹال سکتے ہو۔ قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا رحمٰن اور حسیم اور اپنی مخلوق سے اعلی مرتبہ والا ہے میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ تم پر اپنا وہ بیٹا جو میرے نزدیک اور میرے اہل بیت کے نزدیک زیادہ محبوب ہے (مراد اسمٰعیل) قربان کرنے کے لیے تیار ہوں آپ کے برابر میرے خاندان کا میرے نزدیک کوئی نہیں ہے۔ پس یہ خیال مت کرو کہ میں تمہیں دھکا دے رہا ہوں اور خلاف حق بات کہہ رہا ہوں۔

میرے باپ وہاں سے سے غصہ میں بھرے ہوئے اور فسوس کرتے ہوئے اُٹھ آئے۔ اس واقعہ کو بیس روز یا کچھ کم وبیش گزرے ہوں گے کہ ابوجعفر منصور بادشاہ کے لوگ آئے اور اُنھوں نے میرے باپ کو اور میرے چچوؤں میں سلیمان بن حسن، حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن، داود بن حسن، علی بن حسن، سلیمان بن داؤد بن حسن اور علی بن ابراہیم بن حسن، حسن بن جعفر ابن حسن، طباطبائی ابراہیم بن اسماعیل بن حسن اور عبداللہ بن داؤد کو گرفتار کیا اور انھوں نے ان سب کو زنجیروں سے جکڑ لیا اور ایسی محملوں میں بٹھایا جن میں کوئی گدا نہ تھا۔ خالی لکڑیاں تھیں یہ انھیں گرفتار کر کے کے مقام مصلّے تک لے آئے تا کہ لوگ ان کی شماتت کریں۔

پس لوگوں نے اپنے کو ان سے بچایا اور ان کے حال پر لوگوں کے دل کڑھ رہے تھے۔ پھر وہاں سے چل کر مسجد نبوی کے اس دروازے پر آئے جس کو باب جبرئیل کہتے ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام اس طرح تشریف لائے کہ آپؑ کی ردا کا بیشتر حصّہ زمین پر تھا پھر باب مسجد سے آپؑ اندرون مسجد آئے اور جو لوگ وہاں جمع تھے ان سے تین بار فرمایا: اے گروہ انصار! کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا عہد کیا تھا۔ اسی پر بیعت کی تھی (تم نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت توڑ کر آئمہ ضلالت کی بیعت کی اور ان کے ظلم ستم جو اولا درسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو رہے ہیں ان کو خاموشی سے دیکھ رہے ہو) خدا تم پر لعنت کرے۔ واللہ میں ان کی عزت کا چاہنے والا تھا مگر ان کے نہ ماننے سے میں مغلوب ہو گیا۔ یہ فرما کر حضرتؑ وہاں سے چلے ایک جوتے میں اپنا پیر داخل کیا اور دوسرا ہاتھ میں تھا اور آپؑ کی روا کا بیشتر حصّہ زمین پر کھینچ رہا تھا۔ پھر حضرتؑ اپنے گھر پر آئے اور اس غم میں بیس روز مبتلائی بخار رہے اور رات دن گریہ فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں آپ کی موت کا خوف ہونے لگا۔ یہ خدیجہ کا

بیان تھا۔

موسیٰ بن عبداللہ بن الحسن نقل کرتا ہے کہ جب ان قیدیوں سوار کرادیا گیا تو امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد سے نکل کر اس اونٹ کی طرف بڑھے جس پر عبداللہ بن حسن سوار تھے چاہتے تھے کہ ان سے کچھ بات کریں۔ ان کو سختی سے روکا گیا اور ایک سپاہی نے یہ کہہ کر دھکا دیا کہ ان سے الگ رہو اللہ بہت جلد تم کو اور تمہارے علاوہ دوسروں کو گرفتار کریگا جو خلیفہ کے مخالف ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ ان سب قیدیوں کو لے کر کوچوں میں داخل ہوئے۔ امام علیہ السلام لوٹ آئے ابھی جنت البقیع تک نہ پہنچے تھے کہ وہ سپاہی بلا میں مبتلا ہوا۔ اونٹ نے اس کو کچل دیا وہ وہیں گر کر مر گیا اور وہ لوگ قیدیوں کو لے کر بغداد کی طرف چل دیئے۔

کچھ مدت ہم منتظر احوال رہے پھر محمد بن عبداللہ (جو قیدیوں میں شامل نہ تھا) آئے اور انھوں نے خبر دی کہ ان کے باپ اور ان کے چچا قتل کر دیئے گئے ان کو منصور بادشاہ نے قتل کیا۔ سوائے حسن بن جعفر، طباطبا و علی بن ابراہیم و سلیمان بن داؤد عبداللہ بن داؤد کے۔ اس کے بعد محمد بن عبداللہ نے ظاہر ہو کر لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ موسیٰ کا بیان ہے کہ اوّل بیعت کرنے والوں میں تین کا میں تیسرا تھا اور لوگوں نے بیعت کی نہ کسی قریشی نے اختلاف کیا نہ انصار نے، اور نہ عربی نے اور محمد نے عیسیٰ بن زید بن علی بن الحسین سے جو کہ ان کے لشکر کا رئیس تھا مشورہ کیا تا کہ وہ بیعت کے لیے قوم کے بزرگوں کے پاس جائے۔ عیسیٰ بن زید نے مشورہ دیا کہ اگر آپ نے نرمی سے کام لیا تو وہ قبول نہ کریں گے لہٰذا سختی سے کام لیجئے اور ان کا معاملہ میرے سپرد کیجئے۔ محمد نے کہا میں نے اختیار دیا جو چاہو کرو۔ اس نے کہا پہلے ان کے سردار اور بزرگ یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بھیجئے۔ جب آپ اُن پر سختی کریں گے تو لوگ سمجھ جائیں گے کہ تم ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو گے جیسا ابو عبداللہ علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے۔

موسیٰ کہتا ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد محمد و عیسیٰ امام علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ محمد کی بیعت کر لیجئے، جان کی سلامتی اسی میں ہے۔ آپؑ نے محمد کو مخاطب کر کے کہا کیا امت نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اور نبوت پیدا کر لی ہے۔ محمد نے کہا نہیں، مگر آپؑ کو بیعت کرنی ہے تا کہ آپؑ کی جان محفوظ رہے اور آپؑ کی اولاد بھی اور آپؑ کو لڑنے کی تکلیف نہ دی جائے گی۔

آپؑ نے فرمایا: نہ مجھے کسی سے لڑنا ہے اور نہ مجھ میں قوتِ جنگ ہے جو کچھ مجھے کہنا تھا تمہارے باپ سے کہہ چکا ہوں میں نے اس مصیبت سے جوان کو گھیرے ہوئے تھی ڈرایا تھا۔ مگر مقدرات کے سامنے ڈرانا کیا کام دیتا ہے۔ میرے بھتیجے! تم اس کام کے لئے جوانوں کو لو اور بوڑھوں کو چھوڑ دو۔ محمد نے کہا بلحاظ سن میرے اور آپؑ کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: میں تم سے نہ جھگڑنا چاہتا ہوں اور نہ مقابلہ میں آنا چاہتا ہوں اور نہ جس کام کے لئے تم اُٹھے ہو اس میں پیش

قدمی کرنا چاہتا ہوں۔ محمد نے کہا آپؑ کو اب بغیر بیعت کے چھٹکارہ نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: نہ میری تم سے کوئی خواہش ہے اور نہ لڑنے کا ارادہ ہے بلکہ میں اس شہر سے نکل کر جنگل میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن یہ امر مجھے روک رہا ہے اور میرے اوپر یہاں سے جانا گراں بھی ہے۔ میرے اہل وعیال بار بار مجھ سے بہ منت وزاری کہہ چکے ہیں کہ برائے کسب معاش (زراعت) یہاں سے باہر نکلوں مگر میرا ضعف مانع ہے خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو اور مجھ سے روگردانی کروتا کہ ہم تمہارے بے ادبی سے تکلیف نہ اُٹھائیں۔

محمد نے کہا اے ابوعبداللہ! واللہ منصور دوانقی مر گیا اب زمانہ میری حکومت کا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اگر بالفرض وہ مر گیا ہے تو تم میرے ساتھ کیا کرو گے۔ انھوں نے کہا میں تمہاری شان بڑھانا چاہتا ہوں۔ فرمایا: جو تم ارادہ رکھتے ہو وہ پورا نہ ہوگا خدا کی قسم منصور دوانقی نہیں مرا اس کی موت نیند کی سی موت ہے یعنی یہ خبر غلط ہے۔

محمد نے کہا واللہ آپؑ کو میری بیعت کرنا ہوگی چاہے بخوشی، یا با کراہت، بیعت سے چھٹکارا نہیں۔ پس آپؑ نے سختی سے انکار کیا۔ محمد نے آپؑ کو قید کرنے کا حکم دیا۔ عیسیٰ بن زید نے کہا قید خانہ خراب ہے ابھی اس میں تالا نہیں لگ سکتا مجھے ڈر ہے کہ یہ قید خانہ سے بھاگ نہ جائیں۔ یہ سن کر امام علیہ السلام ہنسے اور فرمایا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا تم مجھے قید کرنا چاہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد کو نبوت دے کر ہمیں عزت بخشی، میں تم کو ضرور قید کروں گا اور تم پر سختی روا رکھوں گا۔ عیسیٰ بن زید نے کہا ان کو کوٹھڑی میں قید کرو اس وقت وہی زیادہ مضبوط گھر ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں جو کچھ کہوں گا اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ عیسیٰ بن زید نے کہا اگر اب آپؑ کچھ بولے تو میں آپؑ کا منہ توڑ دوں گا۔ امامؑ نے فرمایا: اے ٹیڑھی آنکھ والے گنجے میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنے کو چھپانے کے لئے سوراخ ڈھونڈ رہا ہے اور تو ان لوگوں میں نہیں کہ دو لشکروں کے ٹکراتے وقت تیری جرأت قابل ذکر ہو۔ تو ایسا بزدل ہے کہ جیسے ہی تیرے پیچھے سے آواز بلند ہوگی تو تو تیز رفتار اونٹ کی طرح بھاگ کھڑا ہوگا۔ محمد نے عیسیٰ بن زید کو سختی سے حکم دیا کہ اس کو جیل میں ڈالو اور اس پر سختی کرو۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم میں اس وقت کو دیکھ رہا ہوں کہ تو سدہ اشجع سے نکل کر اس کے رود خانہ میں آرہا ہے اور تجھ پر ایک سوار نے حملہ کیا ہے جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہے آدھا سفید اور آدھا سیاہ۔ وہ سفید پیشانی والے سرخ گھوڑے پر سوار ہوگا وہ تیرے اوپر نیزہ مارے گا اس سے تجھ ضرر نہ پہنچے گا تو اس کے گھوڑے کے دماغ پر نیزہ مارے گا اور تو اس کو گرا دے گا پھر تجھ پر ایک دوسرا آدمی جو برآمد ہوگا حملہ کرے گا جس کے بال لمبے ہوں گے جو اس کے خود کے نیچے سے ظاہر ہوں گے اور مونچھوں کے بال گھنے ہوں گے۔ وہی تیرا قاتل ہوگا خدا اس کی بوسیدہ ہڈیوں پر رحم نہ کرے۔ (اُس کا نام حمید بن قحطبہ تھا)۔

محمد نے کہا اے ابوعبداللہ علیہ السلام آپ نے یہ حساب لگانے میں غلطی کی ہے۔ اس کے بعد سراقی بن سلخ الحوت نے امامؑ پر حملہ کیا اور امامؑ کی پشت پر مارا اور آپؑ کو قید خانہ میں بند کر دیا اور ان کا اور ان کے رشتہ داروں کا جنھوں نے محمد کے ساتھ خروج نہ کیا تھا تمام مال ضبط کر لیا۔ اس کے بعد اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر ابی طالب کے پاس پہنچے۔ یہ مرد بزرگ اور ضعیف تھے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی اور پیروں کی طاقت بھی ان کی زائل ہوگئی تھی لوگوں کے سہارے چلتے تھے۔ ان سے بیعت طلب کی گئی۔ اُنھوں نے کہا برادرزادے میں تو بوڑھا ہوں، کمزور ہوں، تمہاری نیکی اور مدد کا محتاج ہوں۔

اس نے کہا تم کو بیعت ضرور کرنا ہوگی۔ اُنھوں نے کہا میری بیعت سے تم کو کیا فائدہ ہوگا۔ میں تمہارے لشکر کے ایک کارآمد سپاہی کی جگہ کو تنگ بنا دوں گا۔ یعنی بہتر یہی ہے کہ میری بجائے کسی کارآمد سپاہی کو رکھو۔

اس نے کہا بغیر بیعت تمہارے لئے چارہ کار نہیں اور ان سے سخت کلامی کی۔ اسمٰعیل نے کہا اچھا تو جعفر بن محمد علیہ السلام کو بلاؤ تاکہ ہم سب مل کر تمہاری بیعت کریں۔ پس امام علیہ السلام کو بلایا۔ اسمٰعیل نے ان سے کہا میں آپؑ پر فدا ہوں اگر مناسب ہو تو آپؑ اس شخص کا انجام کار بیان کر دیں شاید یہ ہم سے باز رہے آپؑ نے فرمایا: میں نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ اس شخص سے کلام نہ کروں گا۔ میرے بارے میں جو اس کا دل چاہے کرے۔

اسماعیل نے کہا میں آپؑ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپؑ کو یاد ہے کہ میں آپؑ کے پدر بزرگوار محمدؑ بن علیؑ کی خدمت میں ایک روز دو کپڑے زرد رنگ کے پہنے ہوئے آیا تھا۔ حضرتؑ نے دیر تک مجھ کو دیکھا اور رونے لگے۔ میں نے کہا آپؑ کیوں رو رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: تمہارا مستقبل خیال کر کے رو رہا ہوں۔ تم بڑھاپے میں عبث قتل کئے جاؤ گے تمہارے خون کی شکایت تک نہ کی جاسکے گی۔

میں نے کہا ایسا کب ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: جب تم کو باطل کی طرف بلایا جائے اور تم اسے انکار کر دو گے اور اس وقت تم اولاد حسن علیہ السلام کے ایک بھینگے اور قوم کے منحوس ترین انسان کو دیکھو گے کہ وہ منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چڑھے گا اور اپنی امامت کی طرف لوگوں کو بلائے گا اور اپنا نام اپنے اصلی نام کے علاوہ رکھے گا (یعنی لوگوں میں اپنا نام زکیہ رکھے گا۔) پس اس روز اپنے ایمان کو تازہ کرنا اور اپنی وصیت لکھنا۔ پس تم یا تو اسی روز قتل کئے جاؤ گے یا دوسرے روز۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہاں یہ بات مجھے یاد ہے قسم ہے رب کعبہ کی یہ ماہ رمضان کے بہت کم روزے رکھ پائے گا۔ پس اے ابوالحسنؑ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ تمہاری مصیبت میں صبر کرنے پر خدا ہم کو بڑا اجر دے اور آپؑ کی اولاد کو آپؑ کا اچھا جانشین بنائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کے بعد اسماعیل کو وہاں سے اُٹھا لے گئے اور امام علیہ السلام کو قید خانہ میں لے گئے۔ موسیٰ بن عبداللہ کہتا ہے کہ ایک رات گزری تھی کہ اسماعیل کے بھتیجے معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کی اولاد آئی اور انھوں نے اسمٰعیل کو لات، گھونسوں سے اتنا مارا کہ وہ مر گئے۔ پھر محمد نے کسی کو امام علیہ السلام کے پاس بھیجا۔

اس نے ان کو رہا کر دیا۔

اس کے بعد چند روز توقف رہا یہاں تک کہ ہم نے ماہ رمضان کا چاند دیکھا۔ ناگاہ ہمیں خبر ملی کہ عیسیٰ بن موسیٰ (منصور عباسی کا چچا) نے چڑھائی کی ہے۔ یہ سن کر محمد ابن عبداللہ نے اپنے لشکر کے اگلے حصے کا سردار یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر کو معین کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اپنے لشکر کے سردار بنائے اولاد حسن بن زید ابن الحسن وقاسم ومحمد بن زید وعلی بن ابراہیم کہ جو حسن بن زید کے بیٹے تھے۔ یزید بن معاویہ نے شکست کھائی اور عیسیٰ بن موسیٰ مدینہ آیا اور مدینہ میں کشت وخون ہوا عیسیٰ کو ذباب پر آکر ٹھہرا۔ موسیٰ بن عبداللہ کہتے ہیں پس عباسی لشکر کے سیاہ پوش سپاہی ہمارے پیچھے سے آئے اور محمد نے معہ اپنے اصحاب کے خروج کیا۔ بازار تک پہنچا اور اپنے لشکر کو وہاں پہنچا کر اپنے گھر کی طرف لوٹا۔ پھر آیا اور مسجد تُرب (مولی) فروشاں تک پہنچا وہاں دیکھا نہ کوئی سیاہ پوش (عباسی سپاہی) اور نہ سفید پوش (محمد کا سپاہی) وہ آگے بڑھ کر قبیلہ فزارہ کی گھاٹی تک پہنچا اور نیچے آیا۔ جہاں قبیلہ ہذیل تھا۔ وہاں سے اشجع کے بند پر آیا۔ ناگاہ حسب پیشین گوئی امام جعفر صادق علیہ السلام، ایک سوار ہذیل کے کوچہ سے نکل کر اس کے پیچھے سے آیا اور محمد کو نیزہ مارا لیکن یہ وار کارگر نہ ہوا۔ پھر محمد نے حملہ کیا اور اپنی تلوار اس کے گھوڑے کے سر پر ماری۔ سوار نے بھی نیزہ مارا وہ محمد کی زرہ میں رہ گیا اور کوئی نقصان نہ پہنچا۔ وہ سوار چونکہ گھوڑے کے زخمی ہونے سے پیادہ ہو گیا تھا لہٰذا محمد نے اس پر جھک کر وار کیا اور اس کا عاجز کر دیا۔

ابھی اس سوار کی طرف محمد متوجہ تھا کہ حمید بن قحطبہ نے کوچہ عمار سے نکل کر محمد پر حملہ کیا اور ایسا نیزہ مارا کہ اس کی سنان بدن محمد میں درآئی اور نیزہ ٹوٹ گیا۔ محمد نے حمید پر ٹوٹے نیزے کی جڑ سے حملہ کیا اور محمد کو زمین پر گرا کر مارا اور بے بس کر کے قتل کر دیا اور سر کاٹ لیا۔ اس کے بعد عباسی لشکر ہر طرف سے سمٹ آیا اور مدینہ کو گھیر لیا بہت سے لوگ وہاں سے جلاوطن ہو کر اور شہروں کو چلے گئے۔

موسیٰ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اپنے بھائی ابراہیم بن عبداللہ کے پاس پہنچا۔ وہاں میں نے عیسیٰ بن زید کو سوراخ میں چھپا ہوا پایا۔ میں نے ابراہیم کو محمد کی غلط تدبیر سے آگاہ کیا (کہ وہ اپنے لشکر کو چھوڑ کر تنہا نکل کھڑا ہوا) پھر ہم نے ابراہیم کے ساتھ خروج کیا۔ وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ خدا اس پر رحم کرے۔

پھر اپنے ہونٹ پھٹے بھائی عبداللہ بن محمد کے ساتھ سندھ میں چلا گیا با حال پریشاں اس حال میں لوٹا کہ شہروں کی رہائش میرے اوپر تنگ تھی۔ بادشاہ کا خوف مجھ پر غالب تھا حضرت جعفر صادق علیہ السلام کا قول مجھے یاد آیا۔ میں خلیفہ کے پاس گیا جب کہ وہ حج کے ایام میں کعبہ کی دیوار کے سایہ میں خطبہ سنا رہا تھا۔ میری اسے اطلاع نہ تھی میں منبر کے نیچے کھڑا ہوا اور میں نے کہا اگر مجھے جان کی امان دی جائے تو میں ایک اچھی بات آپ سے بیان کروں۔ اس نے کہا امان ہے۔ میں نے کہا پکا وعدہ کیجئے۔ غرض میں نے اس سے عہد لیا۔ پھر کہا موسیٰ بن عبداللہ میں ہی ہوں۔

اس نے کہا ایسا ہے تو تیری عزّت کی جائے گی اور انعام دیا جائے گا۔ میں نے کہا آپ اپنے خاندان میں سے کسی کے حوالے مجھے کر دیجئے تا کہ وہ میرے حالات سے آپ کو اطلاع دیتا رہے۔ اس نے کہا جس کی طرف چاہتا ہوں بیان کر۔ میں نے کہا عباس بن محمد آپ کے چچا۔ عباس نے کہا مجھے تمہاری ضرورت نہیں۔ میں نے کہا مجھے تو ہے۔ امیر المومنین کے حق کا واسطہ آپ قبول کر لیں پس اس نے خوش و ناخوش قبول کر لیا۔

پھر مہدی نے کہا تمہیں یہاں پہچانتا کون ہے اور اس کے پاس ہمارے اصحاب یا ان کے اکثر لوگ موجود تھے۔ میں نے کہا یہ حسن بن زید مجھے پہچانتے ہیں۔ انھوں نے کہا بے شک اے امیر المومنین جتنی مدت یہ ہندوستان میں رہے گویا ہم سے غائب نہیں تھے۔ میں نے مہدی سے کہا اے امیر المومنین۔ اس مقام کی خبر مجھے اس شخص کے باپ نے دی تھی اور میں نے اشارہ کیا موسیٰ بن جعفر کی طرف۔ موسیٰ بن عبداللہ نے کہا اس وقت میں نے حسبِ مصلحت امام جعفر صادق علیہ السلام پر ایک جھوٹ بولا۔ میں نے مہدی سے کہا اُنھوں نے تم کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا وہ امام (مہدی) عادل اور سخی ہے۔

پس مہدی نے حکم دیا موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے لئے پانچ ہزار دنیار اور مجھے دو ہزار دینار دیئے گئے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بھی مجھے دو ہزار دنیار دیئے اور مہدی نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب کو بھی رقوم دیں اور میرے ساتھ خوب صلہ رحمی کی۔ اس طرح کہ اس نے حکم دیا کہ جہاں کہیں اولاد امام محمد باقر علیہ السلام کا ذکر ہو تو کہو خدا کی رحمت ہو ان پر اور ملائکہ اور حاملانِ عرش اور کرام کاتبین کا درود ہو ان پر بالخصوص امام جعفر علیہ السلام پر سب سے بہتر، اور موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے بہترین بدلہ دیا۔ اللہ کے بعد میں ان کا غلام ہوں۔ [1]

بیان:

﴿قولی أی أنشدی مرثیة أرادت بأسد الإله حمزة بن عبد المطلب عم النبی ص و بعباس أخاه و بعلی الخیر بالإضافة أمیر المؤمنین ع و بجعفر و عقیل أخویه فاندفعت أی أخذت و شرعت هجرا بالضم ما لا طائل تحته اختزال منزلها انقطاعه فقال هذه تسمى دار السرقة العائذی فقال یرجع إلى موسى و کان الدار مما صار فی أیدیهم ممن خالف أخاه محمدا کما یظهر من جواب خدیجة له حین مازحته أجمع عزم فدیتك معترضة بین اعلم و مفعوله أی صرت فداك یقال له الأشقر أی للجبل أو ینقلها فی ولدهما یعنی ولد أحدهما بأن یکون التعیین إلیه أو یعنی من ولداه جمیعا و لقد ولی أی الأمر أو بالتشدید أی أدبر فما أولاك به أی بقول الخیر فیه لا آلوك نصحا و حرصا أی لا أقصر فی نصیحتك و الحرص فی إصلاحك لتعلم

---

[1] بحار الانوار: ۲۷۸/۴۷؛ عوالم العلوم: ۹۵۸/۲۰؛ مدینۃ المعاجز: ۲۷۶/۵؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۵۱۲/۱۲؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۵۳۵/۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۵۵/۱

أنه الأحول الأكشف أى لتعلم أن ابنك محمدا هذا هو الأحول الأكشف الذى أخبر به المخبر الصادق أنه سيخرج بغير حق و يقتل صاغرا و الأكشف الذى نبتت له شعيرات فى قصاص ناصيته دائرة و لا تكاد تسترسل و العرب تتشأم به و الأخضر ربما يقال للأسود أيضا و فى هذا المقام يحتمله و السدة بالضم باب الدار و أشجع قبيلة سميت باسم أبيهم ليحاربن يعنى أعداءنا و الضمير المرفوع لابنه و فى بعض النسخ ليجازين بالجيم و الزاى باليوم يوما يعنى بكل يوم حاربونا يوما هذا البيت يعنى البيت الذى ينشد منه بعد ذلك مصراعا و هو قوله منتك من التمنى و أراد بالصاحب المخاطب لا يملك يعنى ابنك محمد إذا أحفل كأنه بالحاء المهملة و الفاء و السلحة النجو و البزة السلاح و الثياب بين رجليه لبنة كناية عن ستر عورته بها و الكبش أمير الجيش و لتعودن أى فى أمرنا أو ليقى بالقاف من الوقاية أى ليقى ابنى القتل و فى بعض النسخ بالفاء مهموزا من الفىء أى ليرجع إليه الأمر و ما أردت بهذا أى بهذا الامتناع و التخلف عنا عمك و هو خالك كأنه أراد به أباه ع أن تدفع بالتى هى أحسن أى تدفع ما زعمته منى سيئة بالصفح و الإحسان أشار به إلى قوله سبحانه ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ عَداوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ [1] فصفدوا قيدوا لا وطأ فيها لا ستر عليها عطف بيان لأعداء يشمتهم بتقديم الميم على التاء الفوقانية من الشماتة فكف الناس عنهم عن إيذائهم ثم أطلع بتخفيف الطاء يعنى رأسه إن كنت إن مخففة من المثقلة و ضمير الشأن محذوف حريصا يعنى على دفع هذا الأمر عنهم بالنصيحة لهم الحرسى الذى يحرس المحامل سيكفيك سيهلكك رمحته ضربته برجلها و استوسق الناس استجمعهم و فى بعض النسخ بالثاء المثلثة فى الثانى أى طلب الوثيقة منهم و الشرط كصرد العسكر أسلم بفتح الهمزة من الإسلام بمعنى الانقياد تسلم بفتح التاء من السلامة حاق به أحاط به بالشباب بالفتح جمع شاب لم أعادك من المعاداة و فى بعض النسخ لم أغازك من الغزا بمعنى المحاربة و فى بعضها لم أعازك بالمهملة و الزاى المشددة من العزة بمعنى الغلبة و الله و الرحم الواو للقسم أى أحذرك بالله و بالرحم التى بينى و بينك أن تدبر عنا بالخطاب من الإدبار أى تهلك و تقتل و نشقى بك أى يلحقنا الشقاء بسببك أى نقع فى التعب و العناء بسبب مبايعتك دار ربطة قيل أى ربطة الخيل ثم أصدق بتخفيف الدال و تشديدها جحرا بتقديم الجيم المضمومة على المهملة الساكنة و هو ما تحتفره الهوام و السباع لأنفسها عند اللقاء أى لقاء العدو و التصفيق ضرب إحدى اليدين بالأخرى و الهيق بالمثناة التحتانية الذكر من النعامة و النفر الزجر و الغلظة و الانتهار الزبر و الخشونة و الطرادة رمح قصير و الأقرح الفرس الذى فى وجهه ما دون الغرة و الخيشوم من الأنف ما بينه و بين الدماغ أو عرق فى بطن الأنف و الغديرة بالغين المعجمة و الدال المهملة الذؤابة و المضفورة بالضاد

المعجمة و الفاء المنسوجة و الرمة بالكسر العظام البالية حسبت إما من الحساب أو الحسبان لا ينتطح في دمك عنزان كناية عن نفي وقوع التخاصم في طلب دمه و الانتطاح بالمهملتين الإصابة بالقرن بغير اسمه يعني المهدي كما سبقت الإشارة إليه في كلام خديجة في يومك أي في يومك ذاك و هذا و رب الكعبة لا يصوم أشار به إلى محمد بن عبد الله بذباب هو جبل بالمدينة المسودة بكسر الواو و هم الذين كانوا يلبسون السود من الثياب يعني بهم أصحاب الدولة العباسية الذين كانوا مع عيسى بن موسى و الخوامين يشبه أن يكون بالحاء المهملة بمعنى الأماكن الغلاظ المنقادة جمع خومانة و فزارة و هذيل كأشجع قبائل سموا بأسماء آبائهم و السكة الزقاق [1] و انثنى انعطف فأثخنه بالغ الجراحة فيه و أتم قتله بزج الرمح يعني حديدة أسفله و أجلينا تركنا بلادنا و الشريد و الطريد بمعنى فجئت إلى المهدي أي الخليفة و تحبأ من الحباء بمعنى العطاء﴾

''قولی'' کہو یعنی تم مرثیہ پڑھو اس خاتون کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے شیر اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جناب حمزہؑ ابن عبدالمطلب ان کے بھائی جناب عباس کا تھا۔ اور امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ خیر کا اضافہ کیا اور جناب علیہ السلام اور جناب عقیل علیہ السلام جو مولا علی علیہ السلام کے بھائی ہیں کا تھا۔ ''فاندفعت'' وہ مشغول ہو گئی، یعنی اس نے شروع کیا۔ ''هجرا'' ضمہ کے ساتھ قبیح گفتگو یعنی جس کی کوئی انتہاء نہ ہو۔ ''اختزال منزلها'' ان کا گھر چھوڑنا یعنی اس سے علیحدہ ہونا۔ ''نقال هذا تسمّى دار السّرقة'' پس اس نے کہا کہ اس کا نام دار السّرقہ رکھا گیا ہے۔ ''فقال'' میں جو ضمیر ہے وہ موسیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے اور وہ ان لوگوں کے ضمیر ہے وہ موسیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے اور وہ ان لوگوں کے قبضہ میں جا چکا تھا۔ جنہوں نے ان کے بھائی محمد کی مخالفت کی جیسا کہ خدیجہ جو ان کو جواب دیا اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ ''اجمع'' انہوں نے جمع کیا یعنی پختہ ارادہ کیا۔ ''فديتك'' یہ جملہ معترضہ ہے۔ ''اعلم'' اور اس کے مفعول کے درمیان یعنی میں آپ پر فدا ہو جاؤں۔ ''يقال له الاشقر'' اس کو اشقر کہا جاتا ہے یعنی اس پہاڑ کو اور ''ينقلها في ولدهما'' یا آپ نے اس کو ان دونوں کی اولاد میں منتقل کیا یعنی ان دونوں میں سے ایک کی اولاد جن کو معیّن کیا گیا یا ان کی ساری اولاد کے لیے۔ ''ولقدولي'' اور وہ والی ہوتے یعنی اس امر کے یا پھر اگر اس کو تشدید کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ انہوں نے روگردانی کی۔ ''فما اولادك به'' پس یہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے یعنی خیر کی بات۔ ''لاالوك نصحا اوحرصًا'' میں کوتاہی نہیں کروں گا نصیحت کرنے میں اور حرص میں یعنی میں تمہیں نصیحت کرنے میں تعصیر سے کام نہیں لے رہا اور تمھاری اصلاح کرنے میں حریص ہوں۔ ''لتعلم انه الاحول الا كشف'' یقینا آپ جانتے ہیں کہ وہ بھینگا ہے اور اس کے سر کے اگلے حصہ پر بال نہیں ہیں۔ یعنی آپ جانتے ہیں کہ آپ کا بیٹا محمد بھینگا ہے اور اس کے سر کے اگلے

حصہ پر بال نہیں ہیں اور اس کی خبر صادق علیہ السلام نے دی تھی کہ وہ ناحق خروج کرے گا اور ذلت کی حالت میں قتل کر دیا جائے گا اور اکشف وہ ہوتا ہے جس کی پیشانی کی جڑوں میں بالوں نے گھیرا ہوا ہو اور وہ ان کو سیدھا نہ کیا جاسکتے اور عرب ایسے شخص کو منحوس سمجھتے ہیں اور ''الاخضر '' کبھی کبھی یہ کالے رنگ والے کو بھی کہا جاتا ہے اور اس مقام پر اس کا یہی احتمال ہے۔''السدّۃ''ضمہ کے ساتھ گھر کا دروازہ۔''اشجع''اس سے مراد ایک قبیلہ ہے جس کو یہ نام ان باپ کے نام کی وجہ سے دیا گیا ہے۔''لیحاربن'' وہ ضرور بالضرور بدلہ لے گا یعنی ہمارے دشمنوں سے اور ضمیر مرفوع ان کے بیٹے کے پتے ہے۔بعض نسخوں میں ''لیجازینّ'' ''جیم'' اور ''زا'' کے ساتھ آیا ہے۔ ''بالبوم یوماً'' برایک دن کا بدلہ جس دن انہوں نے ہم سے جنگ کی۔''ھذا البیت'' یہ شعر یعنی وہ شعر جو اس نے پڑھا اور اس کا کہنا۔''منتك''اس سے مراد تمنّا ہے اور آپ کا ارادہ۔''صاحب'' سے مخاطب کا ہے۔ ''لا الملك'' وہ مالک نہیں ہو گا یعنی تیرا بیٹا محمدّ۔''اذا الفل'' جب اس جمع کہا۔گویا کہ یہ حاء محملہ اور فاء کے ساتھ ہے۔''السلحۃ'' چکور کا بچہ سے ''البزۃ'' ہتھیار اور لباس۔''بین رجلیہ بسنتہ'' اس کے دونوں پیروں کے درمیان اینٹ ہوگی یہ کنایہ اس ستر سے جس سے شرمگاہ کو چھپایا جاتا ہے۔''الکبش''اس سے مراد لشکر کا سردار ہے۔''لتعودنّ'' تم ضرور بالضرور واپس آؤ گے یعنی ہمارے امر کی طرف۔''اولیقی'' یا وہ بچالے گا۔یہ قاف وقایہ سے ہے یعنی وہ میرے بیٹے کو قتل سے بچائے گا۔بعض نسخوں میں فاء مجموزہ الفی سے یعنی وہ اس کی طرف اس امر کو لوٹا دے گا''وما اردت بھذا''تم نے یہ ارادہ نہیں کیا یعنی مگر ہم سے اپنے غیر کی امداد کو روکنے کا اور ہماری مخالفت کرنے کا۔''عمك وھو خالك'' تمھارے چچا اور وہ کہ جو تمھارے ماموں بھی ہیں، گویا کہ اس سے ان کا ارادہ اپنے پدر بزرگوار کا تھا۔''ان توفع بالتی ھی احسن'' کہ آپ اس کو حسن تدبیر سے ٹال دو یعنی جو تم مجھ سے روگردانی سمجھتے ہو اس کو دور کرلو۔آپ نے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا۔

ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینك وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔(سورۃ فصلت:۳۴)

ترجمہ:''آپ (بدی کو) بہترین نیکی سے دفع کریں تو آپ دیکھ لیں گے کہ آپ کے ساتھ جس کی عداوت تھی وہ گویا نہایت قریبی دوست بن گیا ہے۔''

''فصفدو'' پس انہوں نے ہتھکڑی لگائی یعنی انہوں نے قید کیا۔''لا مطا فیھا'' یعنی اس پر کوئی ستر نہیں اور یہ جملہ عطفِ بیان ہے اعراء کے پئے۔''یشمتھم'' (لوگ ان کی شماتت کریں) میم کو تاء پر مقدم کیا گیا ہے اور مصدر شماتت سے ہے۔''فکف الناس عنھم'' پس لوگوں نے اپنے کو ان سے بچایا۔یعنی ان کے اذیت

دینے سے۔ ''ثم اطلع'' پھر آپ داخل ہونے ''طاء'' کی تخفیف کے ساتھ یعنی اپنے سر کو۔
''ان کنت'' ''اَن'' ثقیلہ سے خفیفہ ہے اور ضمیر شان محذوف ہے۔ ''حریصا'' حریص ہونا یعنی ان کے لیے ان سے اس امر کو دور کر کے نصیحت کرنے پر۔ ''الحرسی'' محافظ یعنی وہ کہ جرمحملوں کی حفاظت کریں۔
''سیکفیك'' وہ عنقریب تجھے کافی ہوگا یعنی عنقریب وہ تجھ ہلاک کرے گا۔ ''رمحته'' اس کا اپنے پاؤں سے ضرب مارنا۔ ''استوسق الناس'' لوگ اکٹھا ہوتے، یعنی ان کا جمع ہونا، بعض نسخوں میں دوسری جگہ ثاء مثلثلہ آتی ہے جس کا معنی ہے کہ انہوں نے ان سے اعتماد و بھروسہ طلب کیا۔ ''الشرط'' لشکر کا پہلا دستہ جیسے صردیعنی فوجی دستہ۔ ''اسلم'' ہمزۂ کے فتح کے ساتھ اس کا مصدر اسلام ہے اور معنی اس کا منعقد کرنا ہے۔ ''تسلم'' ''تاء'' کی ''فتح'' کے ساتھ اور اس کا مصدر مسلافہ ہے۔ ''حاق جه'' یعنی احاطہ کرنا۔ ''بالشباب'' فتح کے ساتھ اور یہ شاب کی جمع ہے۔ ''لم اعادك'' میں نے بجھ سے دشمنی نہیں کی۔ بعض نسخوں میں ''لم اغازك'' اس کا مصدر غزآء ہے جس کا معنی لڑنا ہے یعنی میں نے تجھ سے لڑائی نہیں کی اور بعض نسخوں میں ''لم اعازک'' ''زاء'' مشدّدہ کے ساتھ اس کا مصدر عزّۃ ہے جس کا معنی غلبہ ہے یعنی میں نے تجھ پر غلبہ نہیں کیا۔ ''الله والرّحم'' 'واؤ' قسم کے لیے ہے یعنی میں تجھے اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے اور رشتہ کے ذریعہ ڈراتا ہوں جو تیرے اور میرے درمیان ہے۔ ''ان تدبر عنا'' کہ تو ہم سے منہ پھیر لے۔ ادبار کی بنیاد پر خطاب ہے یعنی تو ہلاک ہوگا اور قتل کیا جائے گا۔
''نشقی بك'' تیری وجہ سے ہمیں شقاوت پہنچی یعنی تیرے سبب سے شقاوت ہم سے ملحق ہوگئی۔ یعنی تیرے بیعت کرنا کی وجہ سے ہم مشقت اور دشواری میں داخل ہو گئے ہیں۔ ''دار ربطة'' جانور باندھنے کی جگہ۔ یعنی گھوڑوں کی جگہ ''ثم اصدق'' دال کو خفیف یا مشدد کرنے ساتھ۔ ''جُحراً'' محمہ ساکنہ ہے جس کو شیر اور درندے اپنے لیے کھودتے ہیں۔ ''عند القآء'' ملاقات کے وقت، یعنی دشمنوں سے ملنا۔ ''التصفیق'' دونوں ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر مارنا۔ ''الھیق'' نر شتر مرغ۔ ''النفر'' ایک کی بڑی مچھلی۔
''الانتھار'' سائل کو ڈانٹنا یعنی کسی کام سے روکنا۔ ''الطرادہ'' چھوٹا نیرہ۔ ''الاقرح'' وہ گھوڑا جس کی پیشانی میں درہم کے برابر یا اس سے کم سفیدی ہو۔ ''الخیشوم'' ناک کا وہ حصہ جو ناک اور دماغ کے درمیان ہو یا ناک کی جڑ۔ ''الغدیرۃ'' 'غین' 'معجمہ' اور 'دال' مھملہ کے ساتھ اس کا معنی چوٹی ہے۔ ''المضفورۃ'' ضاد معجمہ اور فاء منسوجہ کے ساتھ۔ ''الرّمه'' 'کسرہ' کے ساتھ یعنی بوسیدہ ہڈی۔ ''حسبت'' یا تو یہ فعل الحساب سے یا الحسبان سے ہے۔ ''لا ینتطح فی دمك عنزان'' تیرے خون میں دو مینڈھے آپس میں ٹکریں نہیں ماریں گے۔
''بغیر اسمه'' ان کے نام کے غیر یعنی میری جیسا کہ پہلے خدیجہ کی گفتگو میں اس کی طرف اشارہ کیا جاچکا ہے۔

''فی یومك'' تیسرے دن میں۔یعنی تیرے اِس دن میں ''وھذا و رب الکعبه لا یصوم'' اور یہ رب کعبہ کی قسم روزہ نہ رکھے گا۔آپؑ نے یہ اشارہ محمدؒ بن عبداللہ کی طرف کیا۔''بذباب'' یہ مدینہ میں ایک پہاڑ ہے۔ ''المسوِّده'' واو،کی ''زیر'' کے ساتھ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کالے رنگ کا لباس پہنیں گے یعنی عباسی حکومت والے جو عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ تھے۔''الخوامین'' یہ حاءِ مھملہ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔جس کا معنی سخت مقامات ہے اور یہ جو حومانہ کی جمع ہے۔''وفزارۃ وھذیل'' یہ دونام ہیں ان سے مراد مزارہ بن ذبیان بن بغیض بن ایث بن غطفان اور ھذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر، جیسے قبائل کے بہادر ترین لوگ جنہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے ناموں پر نام رکھا۔''الشکه'' تنگ راستہ۔''انثنی'' وہ مڑا۔''فا ثخنه'' اس نے خون ریزی میں مبالغہ کیا یعنی اس نے زخم لگایا اور اس کا قتل کیا، ''بزج الرمح'' یعنی لوہے کا ہتھیار جو نیزے سے چھوٹا ہو۔''اجلینا'' ہم نے اپنا شہر چھوڑا۔''الشرید و الطرید'' یعنی میں مہدی کی طرف آیا یعنی خلیفہ۔ ''تحباً'' اس کا مصدر الحباء ہے جس کا معنی عطاء کرنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

9/620 الکافی،۱/۱/۳۴۸/۶ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ سَمَاعَةَ عَنِ اَلْكَلْبِيِّ اَلنَّسَّابَةُ قَالَ: دَخَلْتُ اَلْمَدِينَةَ وَلَسْتُ أَعْرِفُ شَيْئاً مِنْ هَذَا اَلْأَمْرِ فَأَتَيْتُ اَلْمَسْجِدَ فَإِذَا جَمَاعَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ أَخْبِرُونِي عَنْ عَالِمِ أَهْلِ هَذَا اَلْبَيْتِ فَقَالُوا عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ اَلْحَسَنِ فَأَتَيْتُ مَنْزِلَهُ فَاسْتَأْذَنْتُ فَخَرَجَ إِلَيَّ رَجُلٌ ظَنَنْتُ أَنَّهُ غُلاَمٌ لَهُ فَقُلْتُ لَهُ اِسْتَأْذِنْ لِي عَلَى مَوْلاَكَ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ لِيَ اُدْخُلْ فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِشَيْخٍ مُعْتَكِفٍ شَدِيدِ اَلاِجْتِهَادِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِي مَنْ أَنْتَ فَقُلْتُ أَنَا اَلْكَلْبِيُّ اَلنَّسَّابَةُ فَقَالَ مَا حَاجَتُكَ فَقُلْتُ جِئْتُ أَسْأَلُكَ فَقَالَ أَ مَرَرْتَ بِابْنِي مُحَمَّدٍ قُلْتُ بَدَأْتُ بِكَ فَقَالَ سَلْ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ رَجُلٍ قَالَ لاِمْرَأَتِهِ أَنْتِ طَالِقٌ عَدَدَ نُجُومِ اَلسَّمَاءِ فَقَالَ تَبِينُ بِرَأْسِ اَلْجَوْزَاءِ وَ اَلْبَاقِي وِزْرٌ عَلَيْهِ وَ عُقُوبَةٌ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي وَاحِدَةٌ فَقُلْتُ مَا يَقُولُ اَلشَّيْخُ فِي اَلْمَسْحِ عَلَى اَلْخُفَّيْنِ فَقَالَ قَدْ مَسَحَ قَوْمٌ صَالِحُونَ وَ نَحْنُ أَهْلَ اَلْبَيْتِ لاَ نَمْسَحُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي ثِنْتَانِ فَقُلْتُ مَا تَقُولُ فِي أَكْلِ اَلْجِرِّيِّ أَ حَلاَلٌ هُوَ أَمْ حَرَامٌ فَقَالَ

[1] مراۃ العقول:۴/۱۴۹

حَلاَلٌ إِلاَّ أَنَّا أَهْلَ اَلْبَيْتِ نَعَافُهُ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي ثَلاَثٌ فَقُلْتُ فَمَا تَقُولُ فِي شُرْبِ اَلنَّبِيذِ فَقَالَ حَلاَلٌ إِلاَّ أَنَّا أَهْلَ اَلْبَيْتِ لاَ نَشْرَبُهُ فَقُمْتُ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ وَ أَنَا أَقُولُ هَذِهِ اَلْعِصَابَةُ تَكْذِبُ عَلَى أَهْلِ هَذَا اَلْبَيْتِ فَدَخَلْتُ اَلْمَسْجِدَ فَنَظَرْتُ إِلَى جَمَاعَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَ غَيْرِهِمْ مِنَ اَلنَّاسِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ مَنْ أَعْلَمُ أَهْلِ هَذَا اَلْبَيْتِ فَقَالُوا عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ اَلْحَسَنِ فَقُلْتُ قَدْ أَتَيْتُهُ فَلَمْ أَجِدْ عِنْدَهُ شَيْئاً فَرَفَعَ رَجُلٌ مِنَ اَلْقَوْمِ رَأْسَهُ فَقَالَ اِئْتِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَهُوَ أَعْلَمُ أَهْلِ هَذَا اَلْبَيْتِ فَلاَمَهُ بَعْضُ مَنْ كَانَ بِالْحَضْرَةِ فَقُلْتُ إِنَّ اَلْقَوْمَ إِنَّمَا مَنَعَهُمْ مِنْ إِرْشَادِي إِلَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ اَلْحَسَدُ فَقُلْتُ لَهُ وَيْحَكَ إِيَّاهُ أَرَدْتُ فَمَضَيْتُ حَتَّى صِرْتُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَقَرَعْتُ اَلْبَابَ فَخَرَجَ غُلاَمٌ لَهُ فَقَالَ اُدْخُلْ يَا أَخَا كَلْبٍ فَوَ اَللَّهِ لَقَدْ أَدْهَشَنِي فَدَخَلْتُ وَ أَنَا مُضْطَرِبٌ وَ نَظَرْتُ فَإِذَا شَيْخٌ عَلَى مُصَلًّى بِلاَ مِرْفَقَةٍ وَ لاَ بَرْدَعَةٍ فَابْتَدَأَنِي بَعْدَ أَنْ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِي مَنْ أَنْتَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي يَا سُبْحَانَ اَللَّهِ غُلاَمُهُ يَقُولُ لِي بِالْبَابِ اُدْخُلْ يَا أَخَا كَلْبٍ وَ يَسْأَلُنِي اَلْمَوْلَى مَنْ أَنْتَ فَقُلْتُ لَهُ أَنَا اَلْكَلْبِيُّ اَلنَّسَّابَةُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى جَبْهَتِهِ وَ قَالَ كَذَبَ اَلْعَادِلُونَ بِاللَّهِ وَ (ضَلُّوا ضَلاٰلاً بَعِيداً) وَ خَسِرُوا (خُسْرٰاناً مُبِيناً) يَا أَخَا كَلْبٍ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: (وَ عٰاداً وَ ثَمُودَ وَ أَصْحٰابَ اَلرَّسِّ وَ قُرُوناً بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيراً) أَ فَتَنْسُبُهَا أَنْتَ فَقُلْتُ لاَ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَالَ لِي أَ فَتَنْسُبُ نَفْسَكَ قُلْتُ نَعَمْ أَنَا فُلاَنُ بْنُ فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ حَتَّى اِرْتَفَعْتُ فَقَالَ لِي قِفْ لَيْسَ حَيْثُ تَذْهَبُ وَيْحَكَ أَ تَدْرِي مَنْ فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ قُلْتُ نَعَمْ فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ قَالَ إِنَّ فُلاَنَ بْنَ فُلاَنٍ اِبْنُ فُلاَنٍ اَلرَّاعِي اَلْكُرْدِيِّ إِنَّمَا كَانَ فُلاَنٌ اَلرَّاعِي اَلْكُرْدِيُّ عَلَى جَبَلِ آلِ فُلاَنٍ فَنَزَلَ إِلَى فُلاَنَةَ اِمْرَأَةِ فُلاَنٍ مِنْ جَبَلِهِ اَلَّذِي كَانَ يَرْعَى غَنَمَهُ عَلَيْهِ فَأَطْعَمَهَا شَيْئاً وَ غَشِيَهَا فَوَلَدَتْ فُلاَناً وَ فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ مِنْ فُلاَنَةَ وَ فُلاَنِ بْنِ فُلاَنٍ ثُمَّ قَالَ أَ تَعْرِفُ هَذِهِ اَلْأَسَامِيَ قُلْتُ لاَ وَ اَللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَكُفَّ عَنْ هَذَا فَعَلْتَ فَقَالَ إِنَّمَا قُلْتَ فَقُلْتُ فَقُلْتُ إِنِّي لاَ أَعُودُ قَالَ لاَ نَعُودُ إِذاً وَ اِسْأَلْ عَمَّا جِئْتَ لَهُ فَقُلْتُ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنْ رَجُلٍ قَالَ لاِمْرَأَتِهِ أَنْتِ طَالِقٌ عَدَدَ نُجُومِ اَلسَّمَاءِ فَقَالَ وَيْحَكَ أَ مَا تَقْرَأُ سُورَةَ اَلطَّلاَقِ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَاقْرَأْ فَقَرَأْتُ: (فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ أَحْصُوا اَلْعِدَّةَ) قَالَ أَ تَرَى هَاهُنَا نُجُومَ اَلسَّمَاءِ قُلْتُ لاَ قُلْتُ فَرَجُلٌ قَالَ لاِمْرَأَتِهِ أَنْتِ طَالِقٌ ثَلاَثاً

قَالَ تُرَدُّ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ قَالَ لاَ طَلاَقَ إِلاَّ عَلَى طُهْرٍ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ بِشَاهِدَيْنِ مَقْبُولَيْنِ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي وَاحِدَةٌ ثُمَّ قَالَ سَلْ قُلْتُ مَا تَقُولُ فِي اَلْمَسْحِ عَلَى اَلْخُفَّيْنِ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ اَلْقِيَامَةِ وَ رَدَّ اَللَّهُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَى شَيْئِهِ وَ رَدَّ اَلْجِلْدَ إِلَى اَلْغَنَمِ فَتَرَى أَصْحَابَ اَلْمَسْحِ أَيْنَ يَذْهَبُ وُضُوؤُهُمْ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي ثِنْتَانِ ثُمَّ اِلْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ سَلْ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ أَكْلِ اَلْجِرِّيِّ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ مَسَخَ طَائِفَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَمَا أَخَذَ مِنْهُمْ بَحْراً فَهُوَ اَلْجِرِّيُّ وَ اَلْمَارْمَاهِي وَ اَلزِّمَّارُ وَ مَا سِوَى ذَلِكَ وَ مَا أَخَذَ مِنْهُمْ بَرّاً فَالْقِرَدَةُ وَ اَلْخَنَازِيرُ وَ اَلْوَبْرُ وَ اَلْوَرَكُ وَ مَا سِوَى ذَلِكَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي ثَلاَثٌ ثُمَّ اِلْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ سَلْ وَ قُمْ فَقُلْتُ مَا تَقُولُ فِي اَلنَّبِيذِ فَقَالَ حَلاَلٌ فَقُلْتُ إِنَّا نَنْبِذُ فَنَطْرَحُ فِيهِ اَلْعَكَرَ وَ مَا سِوَى ذَلِكَ وَ نَشْرَبُهُ فَقَالَ شَهْ شَهْ تِلْكَ اَلْخَمْرَةُ اَلْمُنْتِنَةُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَيَّ نَبِيذٍ تَعْنِي فَقَالَ إِنَّ أَهْلَ اَلْمَدِينَةِ شَكَوْا إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ تَغْيِيرَ اَلْمَاءِ وَ فَسَادَ طَبَائِعِهِمْ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَنْبِذُوا فَكَانَ اَلرَّجُلُ يَأْمُرُ خَادِمَهُ أَنْ يَنْبِذَ لَهُ فَيَعْمِدُ إِلَى كَفٍّ مِنَ اَلتَّمْرِ فَيَقْذِفُ بِهِ فِي اَلشَّنِّ فَمِنْهُ شُرْبُهُ وَ مِنْهُ طَهُورُهُ فَقُلْتُ وَ كَمْ كَانَ عَدَدُ اَلتَّمْرِ اَلَّذِي كَانَ فِي اَلْكَفِّ فَقَالَ مَا حَمَلَ اَلْكَفُّ فَقُلْتُ وَاحِدَةٌ وَ ثِنْتَانِ فَقَالَ رُبَّمَا كَانَتْ وَاحِدَةً وَ رُبَّمَا كَانَتْ ثِنْتَيْنِ فَقُلْتُ وَ كَمْ كَانَ يَسَعُ اَلشَّنُّ فَقَالَ مَا بَيْنَ اَلْأَرْبَعِينَ إِلَى اَلثَّمَانِينَ إِلَى مَا فَوْقَ ذَلِكَ فَقُلْتُ بِالْأَرْطَالِ فَقَالَ نَعَمْ أَرْطَالٌ بِمِكْيَالِ اَلْعِرَاقِ قَالَ سَمَاعَةُ قَالَ اَلْكَلْبِيُّ ثُمَّ نَهَضَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قُمْتُ فَخَرَجْتُ وَ أَنَا أَضْرِبُ بِيَدِي عَلَى اَلْأُخْرَى وَ أَنَا أَقُولُ إِنْ كَانَ شَيْءٌ فَهَذَا فَلَمْ يَزَلِ اَلْكَلْبِيُّ يَدِينُ اَللَّهَ بِحُبِّ آلِ هَذَا اَلْبَيْتِ حَتَّى مَاتَ.

کلبی نسابہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ میں آیا اور مجھے علم نہ تھا کہ امرِ مات کس سے متعلق ہے۔ میں مسجد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا وہاں کچھ لوگ جمع تھے میں نے ان سے پوچھا کہ اہل بیت میں سب سے زیادہ عالم کون ہے۔ انھوں نے کہا عبداللہ الحسن ہے۔ میں ان کے گھر آیا اور اذن دخول چاہا۔ پس ایک شخص گھر میں سے نکلا میں سمجھا کہ یہ ان کا نوکر ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تم اپنے آقا سے میرے لئے اجازت لو۔ وہ اندر گیا اور باہر آیا اور مجھ سے کہا اندر آؤ۔ میں نے اندر جا کر ایک بزرگ گوشہ نشین کو دیکھا جو سخت ریاضتِ نفس کرنے والے تھے میں نے سلام کیا۔ انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں کلبی نسابہ ہوں۔

انہوں نے کہا تمہاری حاجت کیا ہے میں نے کہا کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم میرے فرزند محمد سے ملے ہو۔ میں نے کہا نہیں، میں پہلے آپ ہی کے پاس آیا ہوں۔ انہوں نے کہا پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا تجھ کو میں نے ستاروں کی تعداد کے برابر طلاق دی اس کا حکم کیا ہے؟ انھوں نے کہا طلاق بائن تو تین بار میں ہوتی ہے باقی ستاروں کی تعداد کے برابر اس پر عذاب نازل ہوگا کیونکہ اس نے بدعت کی۔ میں نے پوچھا اے شیخ! آپ موزوں پر مسح کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا نیک لوگ مسح کرتے ہیں لیکن ہم اہل بیت مسح نہیں کرتے۔ میں نے (دل میں) کہا یہ دوسری غلطی ہے۔ پھر میں نے پوچھا بے چھلکے کی مچھلی کے بارے میں کیا حکم ہے۔ انہوں نے فرمایا: حلال ہے لیکن ہم اہلبیت نہیں کھاتے۔ میں نے پوچھا نبید (جو نکل کی شراب) کے متعلق کیا حکم ہے۔ انہوں نے فرمایا حلال ہے لیکن ہم اہلبیت نہیں پیتے۔ یہ سن کر میں اُٹھ کھڑا ہوا اور وہاں سے نکل آیا۔ میں دل میں کہتا تھا اس گروہ نے اہلبیت پر جھوٹ بولا پھر میں مسجد میں آیا وہاں قریش وغیرہ کے کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ میں نے سلام کر کے کہا اہلِ بیت میں کون زیادہ عالم ہے۔ انھوں نے کہا عبداللہ بن الحسن۔ میں نے کہا ان سے تو میں مل آیا ہوں ان کے پاس تو کچھ نہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے سر اٹھایا اور کہا تم جعفرؑ بن محمدؑ کے پاس جاؤ وہ اہل بیت میں سب سے زیادہ عالم ہیں۔ لوگوں نے اسے ملامت کی مجھے بھی لوگوں نے از روئے حسد ان کے پاس جانے سے روکا تھا۔ میں نے اس شخص سے کہا جس کا پتہ دیا ہے وہاں لے چلو۔ پس میں وہاں گیا اور دروازہ کھٹ کھٹایا ایک غلام باہر آیا اس نے کہا اے برادر کلب آؤ، واللہ تم نے مجھے اضطراب میں ڈال دیا اب تک کہاں تھے۔ میں یہ سن کر گھبرا گیا اندر جا کر ایک بزرگ کو دیکھا وہ ایک مصلے پر بیٹھے ہیں جس کا کوئی فرش نہیں اور نہ کوئی تکیہ ہے۔ جب میں نے سلام کیا تو انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے (دل میں) کہا سبحان اللہ، نوکر نے دروازہ پر یا اخالکلب کہا اور آقا پوچھتا ہے تم کون ہو۔ میں نے عرض کیا میں کلبی ہوں نسب عرب کا سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ حضرتؑ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا عادلوں نے (جو بغیر وحی مسائل مشکلہ از روئے ظن وقیاس بیان کرتے ہیں) جھوٹ بولا اور پوری طرح گمراہ ہو گئے اور پورے پورے خسارے میں رہے۔ اے بھائی کلبی خدا فرماتا ہے ہم نے ہلاک کیا عاد و ثمود کو اور وہ پوری طرح گمراہ ہو گئے اور پورے پورے خسارے میں رہے۔ اے بھائی کلبی خدا فرماتا ہے ہم نے ہلاک کیا عاد و ثمود کو اور کنوئیں والوں کو (جنھوں نے نبی کی نافرمانی کی) اور ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں کو۔ کیا تو ان قوموں کے نسب کو جانتا ہے (کہ آدم تک ان کا سلسلہ نسب کیا تھا۔ کون کس کا بیٹا ہے) میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔

پھر مجھ سے فرمایا: کیا تو اپنے نسب کے متعلق جانتا ہے؟ میں نے عرض کیاہاں! میں فلاں بن فلاں بن فلاں ہوں۔آپؑ نے فرمایا: رک جاؤ! ایسانہیں ہے جیسا تو بیان کررہا ہے۔کیا تو جانتا ہے کہ فلاں (ہیاں بن بیاں) کس کا بیٹا ہے۔ میں نے عرض کیامیں جانتا ہوں وہ فلاں بن فلاں تھا۔آپؑ نے فرمایا:نہیں! فلاں (ہیان) ایک کروی چرواہے (عمرو) کا بیٹا ہے۔ یہ اپنی بکریاں فلاں قبیلہ کے پہاڑ پر چرایا کرتا تھاوہ اس قبیلہ کی ایک عورت کے پاس آیا جوفلاں کی زوجہ تھی (بذنامے) پس اسے کچھ طمع دے کراس سے جماع کیا۔ اس سے فلاں (ہیان) پیدا ہوا۔پس وہ ہیان بن عمرو بن مرتعیا ہے تو غلطی سے بیاں کا بیٹا بتارہا ہے۔

پھرفرمایا: جونام میں نے بتائے کیا تجھے یہ معلوم تھے۔میں نے عرض کیانہیں۔اگرآپؑ مناسب سمجھیں تواس کا ذکر کسی سے نہ کریں یہ میرے لئے بدنامی کا باعث ہے۔آپؑ نے فرمایا: تونے نسابی ہونے کا دعویٰ کیا تھااس لئے میں نے کہا۔ اب میں ایسادوبارہ نہیں کہوں گا۔پھرفرمایا: اچھااب جن سوالات کے جوابات کے لئے تو آیا ہے وہ دریافت کر۔میں نے عرض کیا مجھے اس مسئلے کا جواب بتایئے۔ایک شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجھے طلاق ہے ستاروں کی تعداد کے مطابق (کیا طلاق بائن ہوگئی)؟ آپؑ نے فرمایا: تونے سورۂ طلاق پڑھی ہے۔میں نے عرض کیاہاں۔آپؑ نے فرمایا پڑھو۔میں نے پڑھا جب تم عورتوں کوطلاق دوتو ان کی عدت کے وقت طلاق دواور عدد کا شمار رکھو۔

آپؑ نے فرمایا: اس آیت میں نجوم سما کا ذکر ہے۔ میں نے عرض کیانہیں۔ پھرفرمایا: طلاق نہیں دی جاتی مگر طہر میں جبکہ جماع نہ کیا ہواوراس کے دو عادل گواہ ہوں۔ میں نے دل میں کہا یہ علم امامت کا پہلا ثبوت ہے۔ پھرفرمایا: اور پوچھو میں نے عرض کیا آپؑ موزوں پر مسح کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ یہ سن کر حضرتؑ نے تبسم فرمایا (عبداللہ بن الحسن کے جواب پر) اور پھرفرمایا: روز قیامت خدا ہر شئے کواس کی صورت پر لے آئے گا۔ پس جنھوں نے موزہ پر مسح کیا (عرب کا موزہ بکری کے پوشت کا ہوتا تھا) ان کے پیروں پر بکری کی کھال ہوگی اب غور کرایسے مسح کرنے والوں کا وضور کہاں جائے گا۔

پھرفرمایا: اب اور پوچھو، میں نے عرض کیا کیا جری حلال ہے (ایک قسم کی بے چھلکے کی مچھلی) آپؑ نے فرمایا: خدا نے بنی اسرائیل سے ایک گروہ کومسخ کیا جودریا کے حصہ میں آئے وہ جری، زماراور مارماہی ہیں جوخشکی کی طرف گئے وہ بندر، سوراور دبر (ایک قسم کی بلی) اور ورک (ایک قسم کا گوہ) بنے ہیں۔ میں نے دل میں کہا یہ تیسری علامت ہے۔ پھرفرمایا: اب آخری سوال بھی پوچھواور جاؤ۔ میں نے عرض کیا نبید کے بارے میں آپؑ کیا کہتے ہیں۔آپؑ نے فرمایا: حلال ہے (ایک خاص صورت میں آپؑ نے مجملاً فرمایا تاکہ عبداللہ بن الحسن کی غلطی ثابت کریں جنھوں نے تفصیل کے بغیر مطلقاً حلال کہہ دیا تھا) میں نے عرض کیا ہم نبید میں دُرنبیداور دوسری چیزیں ڈالتے ہیں تاکہ وہ جوش کھا جائے۔آپؑ نے فرمایا: دور ہو، دور ہو یہ تو گندی شراب ہے جوحرام ہے۔ میں نے عرض کیا پھر نبید سے آپؑ کی کیا مراد ہے۔آپؑ نے فرمایا: سُن اہل مدینہ نے حضرت

رسول خدا ﷺ سے شکایت کی کہ مدینہ کا پانی تلخ ہو گیا ہے اور اس کے پینے سے صحت خراب ہو رہی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اس میں خرمے ڈالو۔ اس شخص نے ایک نوکر کو حکم دیا کہ ایسا کرے اس نے ایک مٹھی خرمے ایک کنستر میں ڈال دیئے۔ اس نے اس کو پیا اور طہارت کی یعنی وضو وغسل کیا۔ میں نے عرض کیا وہ خرمے کتنے تھے جو اس کی مٹھی میں تھے۔ آپؑ نے فرمایا: جتنے اس کی مٹھی میں سمائے۔ میں نے عرض کیا ایک مٹھی میں یا دونوں میں۔ آپؑ نے فرمایا: کبھی ایک کبھی دو۔ میں نے عرض کیا مشک میں پانی کتنا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: چالیس سے لے کر اسی یا اس سے کچھ زیادہ (بلحاظ وسعت ظرف)۔ میں نے عرض کیا اس سے آپؑ کی مراد رطل ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں! رطلِ عراق۔

سماعہ کا بیان ہے کہ مجھ سے کلبی نے بتایا کہ پھر حضرت امام جعفر صادق بن محمد علیہ السلام چلے گئے اور میں بھی اُٹھا اور وہاں سے نکلا مگر کفِ افسوس ملتا ہوا اور یہ کہتا ہوں کہ ہاں واقعاً اگر علم ہے تو بس ان کے پاس ہی ہے۔ اس دن کے بعد کلبی کے دل میں محبتِ اہل بیت پیدا ہو گئی اور مرتے دم تک وہ محب اہلبیت ہی رہا۔ [1]

بیان:

﴿سند نبذ من هذا الخبر كما يأتي في كتاب المطاعم و المشارب هكذا الاثنان عن محمد بن علي الهمداني عن علي بن عبد الله الحناط عن سماعة برأس الجوزاء يعني بعدده أراد أنه يقع به ثلاث طلقات لأن كل رأس من رأسي الجوزاء ثلاثة كواكب واحدة يعني هذه علامة واحدة لجهله نعافه نكرهه تكذب على أهل هذا البيت يعني في نسبة العلم إلى من لا علم عنده منهم لقد أدهشني إنما أدهشه لأنه أخبر بنسبة من غير تقدم معرفة به و المرفقة بالكسر المخدة و البردعة بإهمال الدال و ربما تعجم و العين المهملة ما يقال له بالفارسية پلاس

كذب العادلون بالله يعني الذين يعدلون به إلى غيره و المراد المشركون به الجاعلون له مثلا فإن الأنساب لا يعرفها سوى الله سبحانه و غشيها أي جامعها لعدتهن وقت عدتهن و هو الطهر واحدة أي علامة واحدة لعلمه و الوبر دويبة كالسنور و الورل محركة دابة كالضب أو العظيم من أشكال الوزغ طويل الذنب صغير الرأس و العكر الدردي من كل شيء أراد به هنا دردي النبيذ شه شه كلمة تقبيح و الشن القربة الخلق البالية الصغيرة﴾

اس حدیث کا کچھ حصہ کتاب ''المطاعم والمشارب'' میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ الاثنان عن محمد بن علی ہمدانی عن علی بن عبداللہ الحناط عن سماعۃ۔

[1] بحار الانوار: ۴۷/ ۲۲۸؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۴۶۰؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۵۱۳؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۶/ ۳۲۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۲۵؛ موسوعہ التاریخ الاسلامی یوسفی: ۷/ ۳۴۵؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۹/ ۵۲۵؛ موسوعہ الشہید: ۱۱/ ۵۴۳؛ مختلف الشیعہ: ۱/ ۲۲۸

''بر اس الجواز آء'' راس الجوازء کے ذریعہ یعنی ان کی تعداد کا آپ نے ارادہ کیا کیونکہ ان کے ساتھ تین طلاقیں واقع ہوئیں اس لیے کہ جوزا کے سروں میں سے ہر ایک سر تین ستارے ہیں''واحدۃ'' ایک یعنی اس کی جہالت کی یہ واحد علامت ہے۔''نعافه'' ہم اس کو پسند نہیں کرتے۔''تکذب علی اهل هذا البیت'' تو نے اس گھر کے اہل پر جھوٹ باندھا ہے یعنی علم کی نسبت اس کی طرف دی ہے جس کے پاس ان کا دیا ہوا علم ہے۔ ''لقد ادهشنی'' یقیناً اس نے مجھے مدہوش کر دیا، یعنی اس نے اس کو مدہوش اس لیے کیا کیونکہ اس نے اس کی نسبت اس چیز کی خبر دی جس کی معرفت میں وہ آگے نہیں تھا۔''المرفقة'' زیر کے ساتھ ہر وہ چیز جس سے سہارا لیا جائے، یعنی چھوٹا تکیہ جس پر سوتے ہوئے رخسار رکھتے ہیں۔''البردعة'' دال کے مھمل ہونے کے ساتھ اور کبھی کبھی اس کے عجمی کے طور پر ادا کیا جاتا ہے اور''عین'' کے مھمل ہونے کے ساتھ جس کو فارسی زبان میں پاس یعنی موٹا کپڑا۔''کذب العادلون بالله'' عادلوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا یعنی وہ لوگ جنہوں اس کو چھوڑ کر اس کے غیروں کی طرح رجوع کیا اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے ساتھ شریک قرار دیا اور اس کے لیے مثال قرار دی کیونکہ انساب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔''وغشیها'' اس نے اس کو ڈھانک دیا یعنی جمع کیا۔ ''لعدتهن'' ان کے عدت کا وقت اور وہ ظہر ہے۔''واحدة'' یعنی اس کے علم کی واحد علامت''الوبر'' بلّی سے چھوٹا ایک جانور۔''الورل'' گوہ (یعنی ایک رینگنے والا جانور جو چھپکلی کے مشابہ ہوتا ہے۔) رینگنے والا جانور جیسے کہ گوہ یا پھر چھپکلی کی شکل کا بڑا جانور جس کی دم لمبی اور سر چھوٹا ہو۔''العکر'' ہر ایک چیز کا نچوڑ، ان کا ارادہ یہاں پر نبیذ کا نچوڑ ہے۔''شه شه'' کلمہ قبیح۔''الشن'' چمڑے کا چھوٹا برتن۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1]

10/621 الکافی،۱/۷/۳۵۱/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ أَبِي يَحْيَى اَلْوَاسِطِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَا وَ صَاحِبُ اَلطَّاقِ وَ اَلنَّاسُ مُجْتَمِعُونَ عَلَى عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُ صَاحِبُ اَلْأَمْرِ بَعْدَ أَبِيهِ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ أَنَا وَ صَاحِبُ اَلطَّاقِ وَ اَلنَّاسُ عِنْدَهُ وَ ذَلِكَ أَنَّهُمْ رَوَوْا عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اَلْأَمْرَ فِي اَلْكَبِيرِ مَا لَمْ تَكُنْ بِهِ عَاهَةٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَسْأَلُهُ عَمَّا كُنَّا نَسْأَلُ عَنْهُ أَبَاهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنِ اَلزَّكَاةِ فِي كَمْ تَجِبُ

[1] مراۃ العقول:۴/ ۹۳

فَقَالَ فِي مِائَتَيْنِ خَمْسَةٌ فَقُلْنَا فَفِي مِائَةٍ فَقَالَ دِرْهَمَانِ وَ نِصْفٌ فَقُلْنَا وَ اَللَّهِ مَا تَقُولُ اَلْمُرْجِئَةُ هَذَا قَالَ فَرَفَعَ يَدَهُ إِلَى اَلسَّمَاءِ فَقَالَ وَ اَللَّهِ مَا أَدْرِي مَا تَقُولُ اَلْمُرْجِئَةُ قَالَ فَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ ضُلاَّلاً لاَ نَدْرِي إِلَى أَيْنَ نَتَوَجَّهُ أَنَا وَ أَبُو جَعْفَرٍ اَلْأَحْوَلُ فَقَعَدْنَا فِي بَعْضِ أَزِقَّةِ اَلْمَدِينَةِ بَاكِينَ حَيَارَى لاَ نَدْرِي إِلَى أَيْنَ نَتَوَجَّهُ وَ لاَ مَنْ نَقْصِدُ وَ نَقُولُ إِلَى اَلْمُرْجِئَةِ إِلَى اَلْقَدَرِيَّةِ إِلَى اَلزَّيْدِيَّةِ إِلَى اَلْمُعْتَزِلَةِ إِلَى اَلْخَوَارِجِ فَنَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ رَأَيْتُ رَجُلاً شَيْخاً لاَ أَعْرِفُهُ يُومِئُ إِلَيَّ بِيَدِهِ فَخِفْتُ أَنْ يَكُونَ عَيْناً مِنْ عُيُونِ أَبِي جَعْفَرٍ اَلْمَنْصُورِ وَ ذَلِكَ أَنَّهُ كَانَ لَهُ بِالْمَدِينَةِ جَوَاسِيسُ يَنْظُرُونَ إِلَى مَنِ اِتَّفَقَتْ شِيعَةُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَيْهِ فَيَضْرِبُونَ عُنُقَهُ فَخِفْتُ أَنْ يَكُونَ مِنْهُمْ فَقُلْتُ لِلْأَحْوَلِ تَنَحَّ فَإِنِّي خَائِفٌ عَلَى نَفْسِي وَ عَلَيْكَ وَ إِنَّمَا يُرِيدُنِي لاَ يُرِيدُكَ فَتَنَحَّ عَنِّي لاَ تَهْلِكْ وَ تُعِينَ عَلَى نَفْسِكَ فَتَنَحَّى غَيْرَ بَعِيدٍ وَ تَبِعْتُ اَلشَّيْخَ وَ ذَلِكَ أَنِّي ظَنَنْتُ أَنِّي لاَ أَقْدِرُ عَلَى اَلتَّخَلُّصِ مِنْهُ فَمَا زِلْتُ أَتْبَعُهُ وَ قَدْ عَزَمْتُ عَلَى اَلْمَوْتِ حَتَّى وَرَدَ بِي عَلَى بَابِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ خَلاَّنِي وَ مَضَى فَإِذَا خَادِمٌ بِالْبَابِ فَقَالَ لِيَ اُدْخُلْ رَحِمَكَ اَللَّهُ فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَبُو اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لِيَ اِبْتِدَاءً مِنْهُ لاَ إِلَى اَلْمُرْجِئَةِ وَ لاَ إِلَى اَلْقَدَرِيَّةِ وَ لاَ إِلَى اَلزَّيْدِيَّةِ وَ لاَ إِلَى اَلْمُعْتَزِلَةِ وَ لاَ إِلَى اَلْخَوَارِجِ إِلَيَّ إِلَيَّ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَضَى أَبُوكَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ مَضَى مَوْتاً قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَنْ لَنَا مِنْ بَعْدِهِ فَقَالَ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ أَنْ يَهْدِيَكَ هَدَاكَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ عَبْدَ اَللَّهِ يَزْعُمُ أَنَّهُ مِنْ بَعْدِ أَبِيهِ قَالَ يُرِيدُ عَبْدُ اَللَّهِ أَنْ لاَ يُعْبَدَ اَللَّهُ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَنْ لَنَا مِنْ بَعْدِهِ قَالَ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ أَنْ يَهْدِيَكَ هَدَاكَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَنْتَ هُوَ قَالَ لاَ مَا أَقُولُ ذَلِكَ قَالَ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَمْ أُصِبْ طَرِيقَ اَلْمَسْأَلَةِ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ عَلَيْكَ إِمَامٌ قَالَ لاَ فَدَاخَلَنِي شَيْءٌ لاَ يَعْلَمُ إِلاَّ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِعْظَاماً لَهُ وَ هَيْبَةً أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحُلُّ بِي مِنْ أَبِيهِ إِذَا دَخَلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَسْأَلُكَ عَمَّا كُنْتُ أَسْأَلُ أَبَاكَ فَقَالَ سَلْ تُخْبَرْ وَ لاَ تُذِعْ فَإِنْ أَذَعْتَ فَهُوَ اَلذَّبْحُ فَسَأَلْتُهُ فَإِذَا هُوَ بَحْرٌ لاَ يُنْزَفُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ شِيعَتُكَ وَ شِيعَةُ أَبِيكَ ضُلاَّلٌ فَأُلْقِي إِلَيْهِمْ وَ أَدْعُوهُمْ إِلَيْكَ وَ قَدْ أَخَذْتَ عَلَيَّ اَلْكِتْمَانَ قَالَ مَنْ آنَسْتَ مِنْهُ رُشْداً فَأَلْقِ إِلَيْهِ وَ خُذْ عَلَيْهِ اَلْكِتْمَانَ فَإِنْ أَذَاعُوا فَهُوَ اَلذَّبْحُ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى حَلْقِهِ قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ

فَلَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ اَلْأَحْوَلَ فَقَالَ لِي مَا وَرَائَكَ قُلْتُ اَلْهُدَى فَحَدَّثْتُهُ بِالْقِصَّةِ قَالَ ثُمَّ لَقِينَا اَلْفُضَيْلَ وَ أَبَا بَصِيرٍ فَدَخَلاَ عَلَيْهِ وَ سَمِعَا كَلاَمَهُ وَ سَائَلاَهُ وَ قَطَعَا عَلَيْهِ بِالْإِمَامَةِ ثُمَّ لَقِينَا اَلنَّاسَ أَفْوَاجاً فَكُلُّ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ قَطَعَ إِلاَّ طَائِفَةَ عَمَّارٍ وَ أَصْحَابَهُ وَ بَقِيَ عَبْدُ اَللَّهِ لاَ يَدْخُلُ إِلَيْهِ إِلاَّ قَلِيلٌ مِنَ اَلنَّاسِ فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ مَا حَالَ اَلنَّاسَ فَأُخْبِرَ أَنَّ هِشَاماً صَدَّ عَنْكَ اَلنَّاسَ قَالَ هِشَامٌ فَأَقْعَدَ لِي بِالْمَدِينَةِ غَيْرَ وَاحِدٍ لِيَضْرِبُونِي.

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو اس کے بعد میں اور مصاحب طاق مدینہ میں تھے اور لوگ عبداللہ بن جعفر کے ارد گرد جمع تھے کہ وہ اپنے بابا کے بعد امام وقت ہے۔ میں اور صاحب طاق اس وقت عبداللہ بن جعفر کے پاس آئے جبکہ لوگ آپ کے پاس جمع تھے اور وہ لوگ جوان کے اطراف میں جمع تھے وہ ان سے روایات نقل کر رہے تھے تو وہ فرما رہے تھے: ہمارا امر امامت ہمیشہ بڑے بیٹے کے لیے ہوتا ہے جبکہ اس میں کوئی خرابی پیدا نہ ہو۔ ہم اس کے پاس آئے تا کہ اس سے ایسے ہی سوال کریں جیسے ہم ان کے بابا سے کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے ان سے زکوۃ کے بارے میں سوال کیا کہ زکوۃ کتنے مال پر واجب ہوتی ہے؟

انہوں نے جواب دیا: دوسو پر پانچ روپے زکوۃ ہے۔

ہم نے کہا: سو پر کیا ہوگی؟

انہوں نے جواب دیا: سو پر زکوۃ ڈھائی درہم ہے۔

ہم نے کہا: خدا کی قسم! مرجیہ تو ایسے نہیں کہتے۔

فرماتے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا: خدا کی قسم! میں نہیں جانتا کہ مرجیہ کیا کہتے ہیں؟ ہم اس کے پاس سے پریشان اور حیران و سرگردان ہو کر نکلے۔ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ ہم کس کے پاس جائیں اور کس کی طرف رجوع کریں۔ چنانچہ میں اور ابو جعفر الاحول مدینہ کی ایک گلی میں پریشان بیٹھے ہوئے تھے اور رونا رو رہے تھے کہ ہم کہاں جائیں اور کس کی طرف رجوع کریں۔ ہم نے کہا کہ ہم مرجیہ کے پاس جائیں یا قدریہ کے پاس، زیدیہ کے پاس جائیں یا معتزلہ کے پاس یا پھر خوارج کے پاس جائیں؟ ہم اسی سوچ میں تھے کہ اچانک ایک بزرگ کو ہم نے دیکھا کہ جس کو ہم نہیں جانتے تھے اور انہوں نے ہاتھ سے ہمیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تو ہم ڈر گئے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ حاکم وقت ابو جعفر منصور کا جاسوس ہو کیونکہ اس نے مدینہ میں اپنے جاسوس چھوڑے ہوئے تھے تا کہ پتہ چل سکے کہ جعفر صادقؑ کے بعد شیعہ کس کی امامت پر جمع ہوتے ہیں تا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ لہٰذا میں ڈر گیا کہ اس نے ہمیں کیوں اپنے پاس بلایا ہے؟ شاید یہ ان میں سے ہی نہ ہو۔ میں نے احول

سے کہا: تم مجھ سے دور رہو کیونکہ میں اپنے اور تیرے بارے میں ڈر رہا ہوں اور ویسے بھی اس بزرگ نے مجھے بلایا ہے تمہیں نہیں لہذا تو دور ہو جا تا کہ تو خطرے میں نہ پڑے اور اپنے ضائع ہونے پر خود اپنی مدنہ کرو پس وہ تھوڑا سا مجھ سے دور ہو گیا جبکہ میں اس بزرگ کی طرف چل پڑا کیونکہ میں جانتا تھا کہ میں اس سے چھٹکارہ حاصل نہیں کر سکتا۔ میں موت کا خطرہ مول لیتے ہوئے اس کی طرف چل پڑا اور اس کے پیچھے چلتا گیا یہاں تک کہ وہ مجھے امام ابوالحسن موسیٰ کاظمؑ کے گھر کے دروازے تک لے آیا اور مجھے وہاں اکیلا چھوڑ کر چلا گیا۔ اچانک ایک خادم گھر سے باہر دروازے پر آیا اور اس نے کہا: خدا آپ پر رحم کرے! اندر آ جاؤ۔

پس میں گھر میں داخل ہو گیا اور میں نے امام ابوالحسن موسی بن جعفر علیہ السلام کو دیکھا، قبل اس سے کہ میں کوئی بات کرتا، آپؑ نے فرمایا: نہ مرجیہ کی طرف، نہ زیدیہ کی طرف، نہ قدریہ کی طرف اور نہ معتزلہ کی طرف بلکہ تم میری طرف آ ؤ، تم میری طرف آ ؤ۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپؑ کے والدؑ دنیا سے چلے گئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیا وہ فوت ہوئے ہیں یا ان کو تلوار سے قتل کیا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں وہ قتل نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے رحلت پائی ہے۔

میں نے عرض کیا: پھر ان کے بعد ہمارا امام کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر خدا چاہے گا کہ وہ تمہاری ہدایت فرمائے تو وہ ضرور ہدایت کر دے گا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! عبداللہ کا خیال وعقیدہ ہے کہ وہ امام وقت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عبداللہ چاہتا ہے کہ خدا کی عبادت نہ ہو۔

میں نے پھر عرض کیا: ان کے بعد ہمارا امام کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر خدا چاہے گا تو تمہاری ضرور ہدایت کرے گا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! کیا وہ آپؑ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہ، میں خود ایسا نہیں کہوں گا۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: میں نے سوال کا درست راستہ اختیار نہیں کیا لہذا میں نے پھر سوال بدلا اور عرض کیا: آپؑ کا امام وقت کوئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا نہیں۔

اسی دوران آپؑ کی ہیبت وعظمت میرے دل میں اس قدر بیٹھ گئی کہ اس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا تھا اور وہ عظمت اس عظمت سے زیادہ تھی جوان کے والدؑ کے وقت میرے دل میں پیدا ہوئی تھی۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! جو میں آپؑ کے والدؑ سے سوال کرتا تھا ویسے ہی آپ سے سوال کر لوں؟ آپؑ نے فرمایا: سوال کرو تا کہ میرے بارے میں تمہیں پتہ چل جائے لیکن اس راز کو فاش نہ کرنا اور اگر تو نے فاش کر دیا تو اس کا نتیجہ قتل ہونا ہے۔ پس میں نے آپؑ سے سوالات کیے تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ختم نہ ہونے والا علم کا سمندر ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! آپؑ کے اور آپ کے والدؑ کے شیعہ اس وقت پریشان وحیران ہیں۔ کیا میں ان کو آپؑ کے بارے میں خبر دوں اور ان کو آپؑ کی طرف دعوت دوں مگر آپؑ نے مجھ سے چھپانے کا عہد بھی لے لیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جس پر تم کو اعتماد ہو اس کو بیان کرو اور اس سے بھی پوشیدہ رکھنے کا عہد لے لو اور اگر انہوں نے فاش کر دیا تو پھر میری شہادت یقینی ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں آپ علیہ السلام کے گھر سے نکلا اور ابوجعفر احول سے ملا تو اس نے کہا: تو نے کیا دیکھا ہے؟

میں نے کہا: میں نے ہدایت دیکھی ہے۔ پھر میں نے اس کے سامنے سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر ہم دونوں فضیل اور ابو بصیر کے پاس گئے اور اس کے کلام کو سنا اور ہم نے اس سے سوالات کیے اور پھر اس کے ذریعے ہمیں ان کی امامت کا یقین ہو گیا۔ پھر ہم لوگ ان سے گروہ گروہ کر کے ملاقات کرتے اور جوان کی خدمت میں جاتا وہ آپؑ کی امامت کا یقین حاصل کرتا سوائے عمار بن موسیٰ ساباطی کے لیکن عبداللہ بن جعفر کے پاس چند افراد رہ گئے تھے کہ جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ نہیں آ رہے تو انہوں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ تو ان کو اطلاع دی گئی کہ ہشام نے لوگوں کو آپ سے دور کر دیا ہے۔

ہشام بیان کرتا ہے کہ عبداللہ نے مدینہ میں چند افراد کو تیار کیا تا کہ وہ مجھے ماریں۔ [1]

بیان:

﴿صاحب الطاق هو أبو جعفر الأحول محمد بن النعمان الملقب بمؤمن الطاق و عبد الله بن جعفر هو الملقب بالأفطح الذى تنسب إليه الفطحية القائلون بإمامته قبل الكاظم ع و المرجئة هم القائلون بخلافة أبي بكر من الإرجاء بمعنى التأخير لتأخيرهم أمير المؤمنين ع عن مرتبته لا ينزف لا يفنى ماؤه

[1] رجال الکشی: ۲۸۲؛ بحارالانوار: ۴۷/ ۲۶۲ و ۴۷/ ۳۴۳؛ الارشاد: ۲/ ۲۲۱؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۲۲؛ مجموعہ نفیسیہ فی تاریخ الآئمہؑ: ۳۰۷؛ مدینۃ المعاجز: ۶/ ۲۰۸؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۹۲۰ و ۱۰۵۲؛ المحجۃ البیضاء کاشانی: ۲/ ۴۶۹؛ موسوعہ التاریخ الاسلامی یوسفی: ۷/ ۳۸۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/ ۴۴۷

إلا طائفة عمار يعني عمار بن موسى الساباطي و أصحابه يعني سائر القائلين بإمامة عبد الله بن جعفر فأقعدلي يعني عبد الله﴾

''صاحب الطاق'' اس سے مراد ابوجعفر ال احول محمد بن النعمان الملقب بمومن الطاق ہے، اور عبداللہ بن جعفر ہے جن کا لقب افطح تھا۔ جن کی طرف افطحیہ فرقہ کی نسبت دی جاتی ہے جو امام موسیٰ کاظمؑ سے پہلے امامت کے قائل ہیں اور مرجۃ فرقہ ہے۔

''لا ینزف'' اس کا پانی ضائع نہیں ہوا۔ ''الاّ طائفه عمار'' مگر عمار کا گروہ، یعنی عمار بن موسیٰ ساباطی۔

''اصحابه'' اس کے ساتھی یعنی ہر وہ شخص جو عبداللہ بن جعفر کی امامت کا قائل ہے۔ ''فاقعدلی'' میرے لیے بٹھادیا گیا ہے یعنی عبداللہ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ابویحییٰ کی وجہ سے مجہول ہے اور یہ ضعیف بھی شمار ہوگا[1] لیکن میرے نزدیک یہ حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ ابویحییٰ سے زکریا یحییٰ الواسطی مراد ہے جو ثقہ ہے[2] اور سہل بن زیاد مراد نہیں ہے جو مجہول ہے اور آقا محسنی نے یہی مراد لے کر حدیث کو معتبر قرار دیا ہے[3] (واللہ اعلم)

11/622 الكافي،١/٨/٣٥٢/١ علي عن أبيه الكافي،٢/٨/٣٥٣/١ محمد عن أحمد عن محمد بن الحسن عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُلاَنٍ اَلْوَاقِفِيِّ قَالَ: كَانَ لِيَ اِبْنُ عَمٍّ يُقَالُ لَهُ اَلْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ كَانَ زَاهِداً وَ كَانَ مِنْ أَعْبَدِ أَهْلِ زَمَانِهِ وَ كَانَ يَتَّقِيهِ اَلسُّلْطَانُ لِجِدِّهِ فِي اَلدِّينِ وَ اِجْتِهَادِهِ وَ رُبَّمَا اِسْتَقْبَلَ اَلسُّلْطَانَ بِكَلاَمٍ صَعْبٍ يَعِظُهُ وَ يَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَاهُ عَنِ اَلْمُنْكَرِ وَ كَانَ اَلسُّلْطَانُ يَحْتَمِلُهُ لِصَلاَحِهِ وَ لَمْ تَزَلْ هَذِهِ حَالَتَهُ حَتَّى كَانَ يَوْمٌ مِنَ اَلْأَيَّامِ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ فِي اَلْمَسْجِدِ فَرَآهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عَلِيٍّ مَا أَحَبَّ إِلَيَّ مَا أَنْتَ فِيهِ وَ أَسَرَّنِي إِلاَّ أَنَّهُ لَيْسَتْ لَكَ مَعْرِفَةٌ فَاطْلُبِ اَلْمَعْرِفَةَ قَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا اَلْمَعْرِفَةُ قَالَ اِذْهَبْ فَتَفَقَّهْ وَ اُطْلُبِ اَلْحَدِيثَ قَالَ عَمَّنْ قَالَ عَنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ اَلْمَدِينَةِ ثُمَّ اِعْرِضْ عَلَيَّ اَلْحَدِيثَ قَالَ فَذَهَبَ فَكَتَبَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِ فَأَسْقَطَهُ

---

[1] مراۃ العقول:۴/۷۹

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۳۱

[3] معجم الاحادیث المعتبرۃ:۱/۱۵۴

كُلَّهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ اِذْهَبْ فَاعْرِفِ اَلْمَعْرِفَةَ وَ كَانَ اَلرَّجُلُ مَعْنِيّاً بِدِينِهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَرَصَّدُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَتَّى خَرَجَ إِلَى ضَيْعَةٍ لَهُ فَلَقِيَهُ فِي اَلطَّرِيقِ فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أَحْتَجُّ عَلَيْكَ بَيْنَ يَدَيِ اَللَّهِ فَدُلَّنِي عَلَى اَلْمَعْرِفَةِ قَالَ فَأَخْبَرَهُ بِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَا كَانَ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَخْبَرَهُ بِأَمْرِ اَلرَّجُلَيْنِ فَقَبِلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ فَمَنْ كَانَ بَعْدَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَتَّى اِنْتَهَى إِلَى نَفْسِهِ ثُمَّ سَكَتَ قَالَ فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَنْ هُوَ اَلْيَوْمَ قَالَ إِنْ أَخْبَرْتُكَ تَقْبَلُ قَالَ بَلَى جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ أَنَا هُوَ قَالَ فَشَيْءٌ أَسْتَدِلُّ بِهِ قَالَ اِذْهَبْ إِلَى تِلْكَ اَلشَّجَرَةِ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أُمِّ غَيْلاَنَ فَقُلْ لَهَا يَقُولُ لَكِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ أَقْبِلِي قَالَ فَأَتَيْتُهَا فَرَأَيْتُهَا وَ اَللَّهِ تَخُدُّ اَلْأَرْضَ خَدّاً حَتَّى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهَا فَرَجَعَتْ قَالَ فَأَقَرَّ بِهِ ثُمَّ لَزِمَ اَلصَّمْتَ وَ اَلْعِبَادَةَ فَكَانَ لاَ يَرَاهُ أَحَدٌ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ ذَلِكَ.

(ترجمہ) محمد بن فلاں واقفی سے روایت ہے کہ میرا ایک چچا زاد تھا جس کا نام عبداللہ بن حسن تھا اور وہ زاہد اور اپنے زمانے کا عابدترین مرد تھا اور اس کی دین میں جدت اور کوشش کرنے کی وجہ سے حاکم وقت بھی اس کی پروا کیا کرتا تھا۔ بعض اوقات وہ حاکم وقت کے سامنے غلط کام پر سخت گفتگو بھی کیا کرتا تھا اور وہ حاکم وقت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا کرتا تھا مگر حاکم وقت اس کی عظمت مرتبہ علمی اور زہد وتقویٰ کی وجہ سے اس کی سخت باتوں کو بھی برداشت کرتا تھا اور وہ ہمیشہ ایسی حالت میں تھا کہ ایک دن مسجد میں موجود تھا کہ ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے اور اس نے آپؑ کو دیکھا تو آپؑ نے اس کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ پس وہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپؑ نے اس کو فرمایا: اے ابوعلی! میں تیرے طریقے کار کو بہت پسند کرتا ہوں اور مجھے خوشی ہوئی ہے لیکن تو معرفت نہیں رکھتا لہٰذا جاؤ اور معرفت حاصل کرو۔

اس نے عرض کیا! میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! معرفت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جاؤ اور دین میں فہم حاصل کرو اور حدیث کو طلب کرو۔

اس نے عرض کیا: کس سے؟

آپؑ نے فرمایا: اہل مدینہ کے فقہا سے اور پھر ان احادیث کو میرے سامنے پیش کرو۔

چنانچہ وہ گیا اور اس نے اہل مدینہ کے فقہاء سے احادیث کو لکھا اور لا کر آپؑ کے سامنے پیش کیں اور آپؑ کے

سامنے ان احادیث کو پڑھا۔
آپؑ نے فرمایا: یہ سب باطل وجھوٹ ہے۔
پھر فرمایا: جاؤ معرفت کو حاصل کرو۔
اور وہ ایسا مرد تھا جو اپنے دین کی رعایت کرتا تھا اور امام ابوالحسنؑ سے پیوستہ تھا اور ان کے انتظار میں تھا کہ ایک دن آپؑ اپنے گھر سے نکلے اور وہ جا رہے تھے کہ دوران راہ اس کی آپؑ سے ملاقات ہوگئی اور اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! میں اپنے اور خدا کے درمیان آپؑ کی ضرورت کو محسوس کرتا ہوں اور آپؑ کا محتاج ہوں پس آپؑ معرفت کے حاصل کرنے میں میری مدد کریں اور اس کی طرف میری راہنمائی کریں۔
آپؑ نے اس کے سامنے امیر المومنین علی علیہ السلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دو لوگوں کے امر کو بیان فرمایا پس اس نے اس کو قبول کر لیا۔ اس کے بعد اس نے عرض کیا: اب اس وقت امیر المومنین علیہ السلام کے بعد امام وقت کون ہوا؟
آپؑ نے فرمایا: حسن علیہ السلام، پھر حسین علیہ السلام یہاں تک کہ خود پر انتہا کی، پھر خاموش ہو گئے۔
راوی کا بیان ہے کہ اس نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! آج کون امام ہے؟
آپؑ نے فرمایا: اگر میں تمہیں آج اس کے بارے میں خبر دوں تو تم مان جاؤ گے؟
اس نے کہا: کیوں نہیں، میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔

آپؑ نے فرمایا: میں ہوں۔
اس نے کہا: اس پر کوئی چیز ہے جس سے استدلال کیا جا سکے؟
آپؑ نے فرمایا: آپؑ نے اپنے ہاتھ سے ام خیلان کے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سامنے درخت کے پاس جاؤ اور اس سے جا کر کہو کہ موسیٰ بن جعفرؑ تجھے کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس آؤ۔
راوی کہتا ہے کہ میں اس درخت کے پاس گیا اور اس کو جا کر آپؑ کا پیغام دیا تو خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ زمین پھٹ گئی اور وہ آپؑ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد آپؑ نے اس درخت کو اشارہ کیا کہ واپس جاؤ۔
راوی کا بیان ہے کہ وہ آپؑ کی امامت کا اقرار کرتے ہوئے واپس چلا گیا اور اس کے بعد وہ خاموشی سے خدا کی عبادت کرتا رہا اور اس کے بعد کسی کو اس درخت سے بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ [1]

---

[1] الارشاد: ۲/۳۲۲؛ بصائر الدرجات: ۱/۲۵۴؛ کشف الغمہ : ۲/۲۲۳؛ بحارالانوار: ۴۸/۵۲ و ۵۸ /۱۸۸؛ سفینۃ البحار: ۲/۲۱۸؛ مدینۃ المعاجز: ۶/۲۹۵؛ اثبات الھداۃ: ۴/۲۳۵؛ دارالسلام محدث نوری: ۱/۱۹۹؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۹/۲۲۵؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۷/۵۱؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۳۷۴

بیان:

﴿معنیا بدینه اسم مفعول من العنایة یعنی ذا عنایة من الله سبحانه بدینه تخد الأرض تشقها﴾
''معنیا بدینه'' مصدر عنایۃ سے اسمِ مفعول یعنی اپنے دین سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت حاصل کرنے والا ''تخد الارض'' زمین کا کھودنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث دونوں سندوں سے محمد کی وجہ سے مجہول ہے [1]

12/623 الکافی،۱/۱۸/۳۶۶/۱ بعض أصحابنا عن محمد بن حسان عن محمد بن زنجویه عن عبد الله بن الحکم الأرمنی عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلْجَعْفَرِيِّ عَنْ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ اَلْمُفَضَّلِ مَوْلَى عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ اَلْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْمَقْتُولُ بِفَخٍّ وَ اِحْتَوَى عَلَى اَلْمَدِينَةِ دَعَا مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ إِلَى اَلْبَيْعَةِ فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ يَا اِبْنَ عَمِّ لاَ تُكَلِّفْنِي مَا كَلَّفَ اِبْنُ عَمِّكَ عَمَّكَ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ فَيَخْرُجَ مِنِّي مَا لاَ أُرِيدُ كَمَا خَرَجَ مِنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ مَا لَمْ يَكُنْ يُرِيدُ فَقَالَ لَهُ اَلْحُسَيْنُ إِنَّمَا عَرَضْتُ عَلَيْكَ أَمْراً فَإِنْ أَرَدْتَهُ دَخَلْتَ فِيهِ وَ إِنْ كَرِهْتَهُ لَمْ أَحْمِلْكَ عَلَيْهِ (وَ اَللَّهُ اَلْمُسْتَعٰانُ) ثُمَّ وَدَّعَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو اَلْحَسَنِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ حِينَ وَدَّعَهُ يَا اِبْنَ عَمِّ إِنَّكَ مَقْتُولٌ فَأَجِدَّ اَلضِّرَابَ فَإِنَّ اَلْقَوْمَ فُسَّاقٌ يُظْهِرُونَ إِيمَاناً وَ يَسْتُرُونَ شِرْكاً وَ (إِنّٰا لِلّٰهِ وَ إِنّٰا إِلَيْهِ رٰاجِعُونَ) أَحْتَسِبُكُمْ عِنْدَ اَللَّهِ مِنْ عُصْبَةٍ ثُمَّ خَرَجَ اَلْحُسَيْنُ وَ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ قُتِلُوا كُلُّهُمْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

ترجمہ: عبداللہ بن مفضل کہ جو عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب کا غلام تھا، سے روایت ہے کہ جب حسین بن علی مقتول فخ نے خروج کیا اور انہوں نے مدینہ کو اپنے کنٹرول میں کر لیا اور موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو بیعت کے لیے طلب کیا تو آپؑ تشریف لائے اور فرمایا: اے چچا زاد! تم ایسا کام مت کرو جو تیرے چچا زادوں نے امام صادق علیہ السلام سے کیا تھا اور تم مجھ سے اس چیز کا مطالبہ نہ کرو جس کا مطالبہ انہوں نے امام صادق علیہ السلام سے کیا تھا۔
حسین نے کہا: میں نے جو عرض کرنا تھا وہ کر دیا ہے۔ اگر آپؑ چاہتے ہیں تو بیعت کر لیں اور اگر نہیں چاہتے تو نہ کریں۔ میں آپؑ کو مجبور نہیں کرتا اور خدا مدد کرنے والا ہے۔

---

[1] مراۃ العقول:۴/۹۹

اس کے بعد آپ نے خدا حافظی کی اور چلے گئے۔ جب ابوالحسن خدا حافظی کر رہے تھے تو اس وقت آپؑ نے فرمایا: اے چاچا زاد! تو قتل کر دیا جائے گا پس جنگ اچھے انداز سے کرو کیونکہ یہ لوگ فاسق ہیں۔ یہ ایمان کا اظہار کرتے ہیں لیکن اندر سے مشرک ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں تمہیں اور رتمہاری ساری جماعت کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ پھر حسین نے خروج کیا اور وہی ہوا جو امر میں تھا۔ وہ سب قتل کر دیئے گئے جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ [1]

بیان:

﴿فأجد الضراب أمر من الجودة و الضراب القتال أحتسبكم أطلب الأجر في مصيبتكم و العصبة محركة يقال لقوم الرجل الذين يتعصبون له و من بيان لضمير المفعول البارز في أحتسبكم﴾

''فاجد الضراب'' مصدر الجودہ سے فعل امر ہے۔''الضراب'' اس سے مراد قتال ہے۔''احتسبکم'' میں تمہیں سپرد کرتا ہوں یعنی تمھاری میں اجر کا طالب ہوں۔''العصبۃ'' کسی شخص کی قوم جو اس کی حفاظت آتی ہو۔''من'' یہ حرف فعل احتسبکم میں ضمیمہ مفعول بارز کو بیان کرنے کے لیے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2]

13/624 الكافي،١/١٩/٣٦٦/١ بهذا الإسناد عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كَتَبَ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ إِلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُوصِي نَفْسِي بِتَقْوَى اللّٰهِ وَ بِهَا أُوصِيكَ فَإِنَّهَا وَصِيَّةُ اللّٰهِ فِي الْأَوَّلِينَ وَ وَصِيَّتُهُ فِي الْآخِرِينَ خَبَّرَنِي مَنْ وَرَدَ عَلَيَّ مِنْ أَعْوَانِ اللّٰهِ عَلَى دِينِهِ وَ نَشْرِ طَاعَتِهِ بِمَا كَانَ مِنْ تَحَنُّنِكَ مَعَ خِذْلاَنِكَ وَ قَدْ شَاوَرْتُ فِي الدَّعْوَةِ لِلرِّضَا مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ قَدِ احْتَجَبْتَهَا وَ احْتَجَبَهَا أَبُوكَ مِنْ قَبْلِكَ وَ قَدِيماً ادَّعَيْتُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ وَ بَسَطْتُمْ آمَالَكُمْ إِلَى مَا لَمْ يُعْطِكُمُ اللّٰهُ فَاسْتَهْوَيْتُمْ وَ أَضْلَلْتُمْ وَ أَنَا مُحَذِّرُكَ مَا حَذَّرَكَ اللّٰهُ مِنْ نَفْسِهِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ مِنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ جَعْفَرٍ وَ عَلِيٍّ مُشْتَرِكَيْنِ فِي التَّذَلُّلِ لِلّٰهِ وَ طَاعَتِهِ إِلَى يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

[1] اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۳۵؛ بحارالانوار: ۴۸/ ۱۶۰؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۳۶۱؛ مدینۃ المعاجز: ۶/ ۲۹۲؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۲/ ۶۳۸؛ موسوعہ التاریخ الاسلامی یوسفی: ۷/ ۴۵۷؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۱۹۹

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۵۸

بْنِ حَسَنٍ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أُحَذِّرُكَ اَللَّهَ وَ نَفْسِي وَ أُعْلِمُكَ أَلِيمَ عَذَابِهِ وَ شَدِيدَ عِقَابِهِ وَ تَكَامُلَ نَقِمَاتِهِ وَ أُوصِيكَ وَ نَفْسِي بِتَقْوَى اَللَّهِ فَإِنَّهَا زَيْنُ اَلْكَلاَمِ وَ تَثْبِيتُ اَلنِّعَمِ أَتَانِي كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيهِ أَنِّي مُدَّعٍ وَ أَبِي مِنْ قَبْلُ وَ مَا سَمِعْتَ ذَلِكَ مِنِّي وَ (سَتُكْتَبُ شَهٰادَتُهُمْ وَ يُسْئَلُونَ) وَ لَمْ يَدَعْ حِرْصُ اَلدُّنْيَا وَ مَطَالِبُهَا لِأَهْلِهَا مَطْلَباً لِآخِرَتِهِمْ حَتَّى يُفْسِدَ عَلَيْهِمْ مَطْلَبَ آخِرَتِهِمْ فِي دُنْيَاهُمْ وَ ذَكَرْتَ أَنِّي ثَبَّطْتُ اَلنَّاسَ عَنْكَ لِرَغْبَتِي فِيمَا فِي يَدَيْكَ وَ مَا مَنَعَنِي مِنْ مَدْخَلِكَ اَلَّذِي أَنْتَ فِيهِ لَوْ كُنْتُ رَاغِباً ضَعْفٌ عَنْ سُنَّةٍ وَ لاَ قِلَّةُ بَصِيرَةٍ بِحُجَّةٍ وَ لَكِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى خَلَقَ اَلنَّاسَ أَمْشَاجاً وَ غَرَائِبَ وَ غَرَائِزَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ حَرْفَيْنِ أَسْأَلُكَ عَنْهُمَا مَا اَلْعَتْرَفُ فِي بَدَنِكَ وَ مَا اَلصَّهْلَجُ فِي اَلْإِنْسَانِ ثُمَّ اُكْتُبْ إِلَيَّ بِخَبَرِ ذَلِكَ وَ أَنَا مُتَقَدِّمٌ إِلَيْكَ أُحَذِّرُكَ مَعْصِيَةَ اَلْخَلِيفَةِ وَ أَحُثُّكَ عَلَى بِرِّهِ وَ طَاعَتِهِ وَ أَنْ تَطْلُبَ لِنَفْسِكَ أَمَاناً قَبْلَ أَنْ تَأْخُذَكَ اَلْأَظْفَارُ وَ يَلْزَمَكَ اَلْخِنَاقُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَتَرَوَّحَ إِلَى اَلنَّفَسِ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَ لاَ تَجِدُهُ حَتَّى يَمُنَّ اَللَّهُ عَلَيْكَ بِمَنِّهِ وَ فَضْلِهِ وَ رِقَّةِ اَلْخَلِيفَةِ أَبْقَاهُ اَللَّهُ فَيُؤْمِنَكَ وَ يَرْحَمَكَ وَ يَحْفَظَ فِيكَ أَرْحَامَ رَسُولِ اَللَّهِ (وَ اَلسَّلاٰمُ عَلىٰ مَنِ اِتَّبَعَ اَلْهُدىٰ إِنّٰا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنٰا أَنَّ اَلْعَذٰابَ عَلىٰ مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى) قَالَ اَلْجَعْفَرِيُّ فَبَلَغَنِي أَنَّ كِتَابَ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ وَقَعَ فِي يَدَيْ هَارُونَ فَلَمَّا قَرَأَهُ قَالَ اَلنَّاسُ يَحْمِلُونِّي عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَ هُوَ بَرِيءٌ مِمَّا يُرْمَى بِهِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن ابراہیم جعفر کا بیان ہے کہ یحییٰ بن عبداللہ بن حسن نے حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط تحریر کیا:

امابعد! میں خود اپنے نفس کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ سے ڈرے اور آپؑ کو بھی یہی نصیحت ہے کیونکہ یہی نصیحت اللہ نے اوّلین کو بھی کی تھی اور یہی نصیحت آخرین کو بھی کی ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کے دین اور اس کی نشر و اشاعت میں اللہ کے ناصر و مدد گار ہیں۔ اُن میں سے بعض نے اکثر مجھے اطلاع دی کہ اگرچہ آپؑ نے مجھ پر بڑا رحم کھایا ہے اور میرے قتل ہونے کی کی خبر دی ہے تو کیا آپؑ میری مدد نہیں کریں گے؟ میں نے تو مشورہ کے لیے دعوت دی تھی تا کہ سارے آلِ محمد کی مرضی اور رائے ایک ہو جائے مگر آپؑ چھپ کر بیٹھ گئے اور اس سے قبل آپؑ کے والد بھی تو چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کہ آپ لوگ زمانہ قدیم سے ایسے امر کا دعویٰ کرتے ہیں جو آپ لوگوں کے لیے نہیں ہے اور اللہ نے جو چیز آپ لوگوں کو نہیں دی ہے اُس کی آرزو رکھتے ہیں۔ اس کی ہوس آپ لوگوں کو دامن

گیر ہے اور گمراہی میں مبتلا ہیں۔ میں پھر آپؑ کو اس امر سے ڈراتا ہوں جس سے اللہ نے آپؑ کو ڈرایا ہے۔

اس کے جواب میں حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے اس کو خط کا جواب تحریر فرمایا کہ یہ خط ہے موسیٰ ابن ابی عبداللہ جعفر اور علی کی طرف سے اور یہ دونوں اللہ کی اطاعت اور اس کی فرمانبرداری میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے نام امابعد!

میں بھی تم کو اور اپنے نفس کو اللہ سے ڈراتا ہوں اور یہ بتاتا ہوں کہ اللہ کا عذاب بڑا دردناک ہے، اس کا عتاب بہت سخت اور اس کی سزا پوری ہوتی ہے اور میں بھی تم کو اور خود اپنے نفس کو تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں۔ یہ نصیحت کلام کی زینت اور بقائے نعمت کا سبب ہوتی ہے۔ تمہارا خط ملا جس میں تم نے میرے لیے تحریر کیا ہے کہ میں امامت کا مدّعی ہوں۔ اس سے پہلے میرے پدر بزرگوارؑ بھی امامت کے مدّعی تھے مگر ہمارا یہ دعویٰ تم نے کبھی اپنے کانوں سے تو نہیں سنا۔ یاد رکھو! لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہ کراماً کاتبین لکھتے جاتے ہیں لہٰذا ان سے باز پرس ہوگی۔ سچ ہے اہل دنیا کو دنیا اور مال دنیا کی حرص چھوڑتی ہی نہیں کہ وہ آخرت کی فکر کریں۔ اس دنیا میں وہ اپنی آخرت کو تباہ کر لیتے ہیں۔

تم نے یہ بھی لکھا ہے کہ تمہارے پاس جو قیادت ہے اُس کے لالچ میں آ کر میں لوگوں کو تمہاری طرف مائل ہونے سے روکتا ہوں۔ تو سنو! جس قیادت کو تم اپنے پاس سمجھتے ہو اگر اس کی مجھے خواہش ہوتی تو مجھے اس سے کوئی روکنے والا نہیں، نہ مجھ میں علمی کمزوریاں ہیں اور نہ بصیرت و حجت کی کمی ہے۔ سنو! اللہ نے انسان کو مختلف اعضا اور عجیب و غریب اجزا سے مرکب بنایا ہے۔ ان میں سے میں صرف دو ہی چیزیں تم سے پوچھتا ہوں: بتاؤ تمہارے بدن میں ''عترف'' کیا چیز ہے اور انسان کے اندر ''صلیح'' کیا شے ہے؟ مجھے خط لکھ کر ان دونوں کے متعلق بتاؤ۔

دیکھو! میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ خلیفہ وقت کی نافرمانی سے باز آؤ اور اس کی اطاعت اور درست رویّہ اختیار کرو اور قبل اس کے کہ حکومت وقت کا پنجہ تمہارا گلہ پکڑ کر دبا دے اور تمہیں کوئی ایسی جگہ نہ ملے کہ جہاں تم سکون کی سانس لے سکو، تم خلیفہ وقت سے امان طلب کر لو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور خلیفہ وقت کی نرم دلی سے تم کو امن و سکون عطا فرمائے اور خلیفہ وقت تم پر مہربانی کرے اور تمہیں امان دے دے۔ سلامتی اُسی کے لیے ہے جو ہدایت پر عمل کرے۔ ''ہم کو وحی سے بتایا گیا ہے کہ عذاب ہے اُس کے لیے جو جُھٹلائے اور مُنہ موڑے۔ (طٰہٰ:۴۸)''

جعفری کا بیان ہے کہ مجھے لوگوں نے بتایا کہ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کا یہ خط کسی طرح ہارون رشید کے پاس پہنچ گیا۔ جب اس نے اس خط کو پڑھا تو بولا لوگ مجھے موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے خلاف بھڑکاتے ہیں مگر اس خط سے معلوم ہوا کہ جو الزام ان پر لگایا جاتا ہے وہ اس سے بالکل بری ہیں۔ [1]

---

[1] بحارالانوار: ۴۸/۱۶۵؛ عوالم العلوم: ۲۱/۳۶۶؛ مدینۃ المعاجز: ۶/۲۹۰؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۲/۴۵؛ تفسیر نورالثقلین: ۴/۵۹۵ و ۳/۳۸۱؛ مسندالامام الکاظمؑ: ۱/۲۰۰

بیان:

﴿فإنها وصية الله في الأولين و وصيته في الآخرين إشارة إلى قوله سبحانهوَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ إِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللهَ بما كان من محبتك يعني لنا أو للإمامة و الخلافة و في بعض النسخ من تحننك مع خذلانك يعني إيانا أو مع أنك مخذول و قد شاورت أي الناس في الدعوة في دعوتهم لمن يرتضيه آل محمد و قد احتجبتها احتجبت عن مشاورتي و لم تحضرها فصار ذلك سببا لتعوق الناس عني ما ليس لكم يعني الإمامة فاستهويتم و أضللتم ذهبتم بأهواء الناس و عقولهم و أضللتموهم ما حذرك الله من نفسه أشار به إلى قوله سبحانهوَ يُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ عبد الله جعفر كنى عنه أولا بالعبودية ثم صرح باسمه و علي كأنه ع أشرك أخاه علي بن جعفر رضي الله عنه معه في المكاتبة ليصرف بذلك عنه ما يصرف عن نفسه من الدعوى لئلا يظن به الظن كما ظن به ع مشتركين بصيغة التثنية حال عنهما في التذلل لله و طاعته يعني ليسا من عصيان الله سبحانه و مخالفة أمره و ادعائهما ما ليس لهما بحق و إضلالهما الناس و عدم حذرهما ما حذر الله في شيء و أعلمك من الإعلام و تكامل نقماته نقماته المتكاملة البالغة إلى النهاية فإنها أي الوصية بالتقوى و تثبيت النعم سبب تثبيت النعم و يسألون يعني عن شهادتهم الزور هدده بذكر الآية و خوفه بالله عز و جل و لم يدع حرص الدنيا يعني أن حرصك على الدنيا و مطالبها صار سببا لفساد آخرتك في دنياك و التثبيط التعويق و التأخير فيما في يديك يعني دعوى الإمامة من مدخلك الذي أنت فيه يعني الدعوى التي دخلتها عن سنة يعني من السنن التي لا بد منها في هذا الأمر بحجة يعني حجة احتج بها على الناس في إثباته أمشاجا أخلاطا شتى و غرائب ذوي عجائب فإنك تدعي هذا الأمر مع جهلك و ضلالتك و أنا لا أدعية مع وفور علمي و هداي و أي غريبة أغرب من ذلك و أعجوبة أعجب منه و غرائز طبائع مختلفة أن تأخذك الأظفار كأنه كناية عن الأسر و يلزمك الخناق أي الحبل الذي يخنق به كناية عن الإشراف على الهلاك فتروح من التروح بحذف إحدى التاءين إلى النفس بفتح الفاء تطلبه و تحتاج إليه و رقة الخليفة عطف على منه و فضله﴾

''فانها وصية الله في الاولين ووصية فيالاخرين'' پس بے شک یہ اللہ تعالیٰ کی وصیت ہے اولین میں بھی اور آخرین میں بھی اس کی وصیت ہے۔یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف۔

ولقد وصينا الذين اوتوا الكتاب من قبلكم وایاکم ان اتقوالله۔

ترجمہ: ''بتحقیق ہم نے تم سے پہلے اہل کتاب کو نصیحت کی ہے اور تمہیں بھی ہی نصیحت ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔(سورۃ النساء:۱۳۱)۔'' ''بما كان ميں محبتك'' جو تیری محبت سے ہے یعنی ہمارے لیے یا

امامت کے لیے اور خلافت کے لیے۔ بعض نسخوں میں ہے "من تننك" تیرے ترحم سے۔ "مع خذلانك" تیرے دھوکہ دینے کے ساتھ یعنی ہمیں سے یا ساتھ اس کے کہ تو تنہا کر دیا گیا ہے۔ "وقد مشاورت" اور بیشک میں مشاورت کی یعنی لوگوں سے۔ "فی الدّعوۃ" دعوت میں ان کا دعوت دینا اس کے لیے جس سے آل محمدؐ راضی ہیں۔ "قد احتجبتها" بیشک تو نے اس کو پوشیدہ رکھا۔ تو نے ہماری مشاورت سے پوشیدہ رکھا اور اس کو سامنے نہ لائے پس لوگوں کا ہم سے دور رہنے کا یہی سبب بنا "ما لیس لکم" وہ تمھارے لیے بالکل نہیں یعنی امامت۔ "فاستهویتم و اضللتم" پس تم نے لوگوں کی خواہشات اور ان کی عقلوں کو ان سے چھین لیا اور ان کو گمراہ کر دیا۔ "ما حذر الله من نفسه" جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے ڈرایا۔ اس کے ذریعہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(و یحذّرکم الله نفسه)۔ "اور اللہ تعالیٰ تمھیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ (سورہ آل عمران: ۲۸)۔"
"عبد الله جعفر" پہلے ان کی کنیت عبودیہ کے ساتھ تھی اور پھر اس کے بعد ان کے نام کی صراحت کی گئی۔ "علّی" گویا کہ انہوں نے اپنے بھائی علّی بن جعفر علیہ السلام کو اپنے ساتھ خط میں شریک کیا۔ "مشرکین" تشنیہ صیغہ کے ذریعہ ان دونوں کا حال واقع ہوا۔ "فی التذلل لله وطاعته" اللہ تعالیٰ کے خضوع وخشوع اور اس کی اطاعت میں یعنی ان دونوں نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور نہ اس کے حکم کی مخالفت کی اور نہ انہوں نے کوئی ایسا دعویٰ کیا جو ان کے حق میں نہ ہو نہ ہی انہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا اور انہوں نے اس سے ڈرایا جس سے اللہ تعالیٰ نے ڈرایا۔

"اعلمك" میں تمھیں آگاہ کرتا ہوں، یہ مصدر اعلام سے ہے۔ "تکامل نقماته" اس کے پورے پورے انتقام سے "فانها" یعنی تقیوٰ کی وصیت "تثبیت النعم" نعمتوں کا ثابت رہنا، یعنی نعمتوں کے ثابت رہنے کا سبب۔ "لیسألون" وہ سوال کیے جائیں گے، یعنی ان کی جھوٹی گواہیوں کے بارے میں آپ نے اس آیت کا ذریعہ سے اس کو ڈرایا اور اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا۔ "لم یدع حرص الدنیا" دنیا کے حرص کی دعوت نہیں دی گئی یعنی تیرا دنیا کے بارے میں حرص اور اس کے مطالب تیری دنیا میں آخرت کے خراب ہونے کا سبب ہیں۔ "التثبیط" روکنا اور باز رکھنا۔ "فیما فی یدیك" اس چیز کے بارے میں جو تیرے پاس ہے یعنی دعویٰ امامت۔ "من مدخلك الزی انت فیه" تیرے ساتھ داخل ہونے سے جس میں تم ہو، یعنی وہ دعویٰ جس میں تم داخل ہو۔ "عن سنة" سنت سے، یعنی ان سنتوں سے جن کا اس امر میں ہونا ضروری ہے۔ "بحجّه" یعنی حجّت جس کے ذریعہ لوگوں پر اس کے اثبات میں احتجاج کیا جاتا۔ "امشاجا" مخلوط ہونا۔ "غرائب" عجیب وغریب یعنی تو نے اس امر کا دعویٰ اپنی جہالت اور گمراہی کے باوجود کیا حالانکہ میں بھرپور علم

اور ہدایت رکھنے کے باجود بھی اس کا دعویٰ نہیں کرتا، یہ ایک حیران کن چیز اسے۔ ''عزائز'' مختلف طبیعتیں۔ ''ان تاخذك الاظفار'' کہ ناخن تمہیں نوچ لیں۔ گویا کہ یہ کنایہ قید و اسیر ہونے کا۔ ''یلزمك الخناق'' تمھاری گردن میں رسی بندھے، یعنی وہ رسی جس سے گردن کو باندھا جاتا ہے یہ کنایہ سے ہلاکت کے لیے ''فتروح'' پس تم راحت طلب کرو ''الی النفس''، 'فاء' کی فتح کے ساتھ اس کو طلب کرو جس کی تمھیں ضرورت ہے۔ ''ورقۃ الخلیفۃ'' خلیفہ کی مہربانی۔ یہ عطف ہے منّہ اور فضلہ پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

14/625 الکافی، ۱/۳۵۵/۱۴/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ: كَانَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ هُلَيْلٍ يَقُولُ بِعَبْدِ اَللَّهِ فَصَارَ إِلَى اَلْعَسْكَرِ فَرَجَعَ عَنْ ذَلِكَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ سَبَبِ رُجُوعِهِ فَقَالَ إِنِّي عَرَضْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْ ذَلِكَ فَوَافَقَنِي فِي طَرِيقٍ ضَيِّقٍ فَمَالَ نَحْوِي حَتَّى إِذَا حَاذَانِي أَقْبَلَ نَحْوِي بِشَيْءٍ مِنْ فِيهِ فَوَقَعَ عَلَى صَدْرِي فَأَخَذْتُهُ فَإِذَا هُوَ رَقٌّ فِيهِ مَكْتُوبٌ مَا كَانَ هُنَالِكَ وَلاَ كَذَلِكَ.

(ترجمہ) احمد بن محمد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ھلیل، عبداللہ بن جعفر کی امامت کے قائل تھا پس اس نے سامراء کی طرف سفر کیا اور اس نے اپنا عقیدہ بدل لیا۔ میں نے اس سے عقیدہ تبدیل کرنے کی علت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا: میں نے یہ فکر کی تھی کہ میں اس کے بارے میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کروں گا۔ اتفاقاً ایک تنگ گلی میں آپؑ سے میری ملاقات ہوگئی تو آپؑ نے اپنے آپ کو تھوڑا سا ٹیڑھا کر لیا تاکہ میرے برابر میں آسکیں پس جیسے ہی میرے برابر میں آئے تو آپؑ نے اپنے منہ سے کوئی چیز میری طرف پھینکی جو میرے سینہ پر پڑی تو میں نے اس کو اٹھا لیا۔ وہ ایک ورقہ تھا اس پر لکھا ہوا تھا وہ اس مقام پر فائز نہیں ہے اور اس کا حقدار بھی نہیں ہے۔ [2]

بیان:

﴿یقول بعبد الله یعنی بإمامة عبد الله الأفطح إلى العسكر أی سر من رأی و لعل المراد بأبی الحسن الهادی ع﴾

---

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۱۶۲

[2] بحارالانوار: ۵۰/ ۱۸۴؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۳۵؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۲؛ موسوعہ الامام الہادیؑ: ۱/ ۴۳۵؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۸/ ۱۲۰

''یعقول بعبد اللہ'' انہوں نے عبداللہ کے بارے میں کہا، یعنی عبداللہ افطح کی امامت کے بارے میں۔ ''الی العسکر'' عسکر کی طرف یعنی سرّ من رائے، اور شاید اس سے مراد امام ابوالحسن ہادیؑ ہوں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1]

15/626 الکافی،۱/۱۰/۳۵۳/۱ محمد عن أحمد أَوْ غَيْرِهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَنَا يَوْمَئِذٍ وَاقِفٌ وَ قَدْ كَانَ أَبِي سَأَلَ أَبَاهُ عَنْ سَبْعِ مَسَائِلَ فَأَجَابَهُ فِي سِتٍّ وَ أَمْسَكَ عَنِ اَلسَّابِعَةِ فَقُلْتُ وَ اَللَّهِ لَأَسْأَلَنَّهُ عَمَّا سَأَلَ أَبِي أَبَاهُ فَإِنْ أَجَابَ بِمِثْلِ جَوَابِ أَبِيهِ كَانَتْ دَلاَلَةً فَسَأَلْتُهُ فَأَجَابَ بِمِثْلِ جَوَابِ أَبِيهِ أَبِي فِي اَلْمَسَائِلِ اَلسِّتِّ فَلَمْ يَزِدْ فِي اَلْجَوَابِ وَاواً وَ لاَ يَاءً وَ أَمْسَكَ عَنِ اَلسَّابِعَةِ وَ قَدْ كَانَ أَبِي قَالَ لِأَبِيهِ إِنِّي أَحْتَجُّ عَلَيْكَ عِنْدَ اَللَّهِ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ أَنَّكَ زَعَمْتَ أَنَّ عَبْدَ اَللَّهِ لَمْ يَكُنْ إِمَاماً فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى عُنُقِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ نَعَمْ اِحْتَجَّ عَلَيَّ بِذَلِكَ عِنْدَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ إِثْمٍ فَهُوَ فِي رَقَبَتِي فَلَمَّا وَدَّعْتُهُ قَالَ إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ شِيعَتِنَا يُبْتَلَى بِبَلِيَّةٍ أَوْ يَشْتَكِي فَيَصْبِرُ عَلَى ذَلِكَ إِلاَّ كَتَبَ اَللَّهُ لَهُ أَجْرَ أَلْفِ شَهِيدٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي وَ اَللَّهِ مَا كَانَ لِهَذَا ذِكْرٌ فَلَمَّا مَضَيْتُ وَ كُنْتُ فِي بَعْضِ اَلطَّرِيقِ خَرَجَ بِي عِرْقُ اَلْمَدِينِيِّ فَلَقِيتُ مِنْهُ شِدَّةً فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلٍ حَجَجْتُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ قَدْ بَقِيَ مِنْ وَجَعِي بَقِيَّةٌ فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ وَ قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ عَوِّذْ رِجْلِي وَ بَسَطْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي لَيْسَ عَلَى رِجْلِكَ هَذِهِ بَأْسٌ وَ لَكِنْ أَرِنِي رِجْلَكَ اَلصَّحِيحَةَ فَبَسَطْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَعَوَّذَهَا فَلَمَّا خَرَجْتُ لَمْ أَلْبَثْ إِلاَّ يَسِيراً حَتَّى خَرَجَ بِيَ اَلْعِرْقُ وَ كَانَ وَجَعُهُ يَسِيراً.

(ترجمہ) حسین بن عمر بن یزید سے روایت ہے کہ میں واقفی مذہب پر تھا اور میں امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کا قائل نہیں تھا۔ ایک روز میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میرے والد نے ان کے والد سے سات سوالات کیے تھے اور آپ نے چھے کے جوابات دیے تھے لیکن ساتویں کا جواب آپؑ نے نہیں دیا تھا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ خدا کی قسم! میں ان سے بھی وہی سات سوالات کرتا ہوں پس اگر تو انہوں نے اپنے والد کی مانند جواب دیئے تو یہی ان کی امامت پر دلیل ہوگی۔ چنانچہ میں نے آپؑ سے وہی سات سوالات کیے اور آپ نے بالکل

[1] مراۃ العقول:۴/۱۰۵

اپنے والد والے جوابات دیئے حتیٰ کہ "واوٗ" اور "یا" کا بھی فرق نہ آیا اور آپؑ نے بھی ساتویں سوال کا جواب نہ دیا۔
میرے والد نے آپؑ کے والد سے کہا تھا: میں قیامت کے دن آپؑ کے خلاف بارگاہ خدا میں اس پر احتجاج کروں گا کہ آپؑ کا عقیدہ ہے کہ عبداللہ بن جعفر امام نہیں ہے۔
آپ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ میری گردن پر مارا اور فرمایا: ہاں۔ اس کے بارے میں تم خدا کی بارگاہ میں احتجاج کرو اور یہ جو گناہ ہے یہ میری گردن پر آنے دو۔
جیسے ہی میں آپؑ کو الوداع کر کے جانے لگا تو آپؑ نے فرمایا: ہمارے شیعوں میں سے جو بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے یا کسی بیماری میں مریض ہوتا ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو خدا اس کے لیے ایک ہزار شہداء کا اجر لکھتا ہے۔
میں نے اپنے آپ سے کہا: اس کے بارے میں تو ہمارے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ پھر آپؑ نے یہ کیوں فرمایا؟
میں جا رہا تھا کہ دوران راہ میرے پاوں کو عرق مدینی ہو گیا جس کا مجھے شدید درد ہوا۔ اگلے سال حج کا موسم آیا تو میرے پاوں میں ابھی اس کا اثر باقی تھا۔ بہر حال میں حج کرنے گیا تو میں نے آپؑ کے سامنے اس درد کی شکایت کی اور میں نے آپؑ کے سامنے پاوں کو دراز کر دیا۔ آپؑ نے فرمایا: تیرے اس پاوں کو کچھ بھی نہیں ہے جو پاوں تیرا سالم ہے اس کو میرے سامنے کرو۔ میں نے سالم پاوں کو آپؑ کے سامنے دراز کر دیا۔ پس آپؑ نے ایک دعا پڑھی۔
پھر میں آپؑ کی خدمت سے چلا گیا اور ابھی باہر نکلے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ ریشہ پاوں سے نکل گیا اور درد کم ہو گئی۔ [1]

بیان:

﴿واقف أی کنت أقف بالإمامة علی أبیه لم أجاوز به إلیه ص لاعتقادی فی أبیه الغیبة و أنه الحی القائم الذی سیملأ الأرض قسطا و عدلا لما روی عن أبی عبد الله ع أن من ولده من هو کذلك فأوله الضالون المضلون علی الولد بلا واسطة﴾
"واقف" واقفی فرقہ سے ہونا یعنی میں امامت کے بارے میں آپؑ کے والد تک رُکا ہوا تھا اور ان سے تجاوز کرنا جائز نہیں سمجھتا تھا۔ ان کے والد کے بارے میں میرا عقیدہ غیبت کا تھا کہ وہ زندہ ہیں اور وہ قائم آلِ محمدؑ ہیں جو عنقریب زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔
امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی کہ ان کا بیٹا بھی انہیں جیسا ہے تو گمراہ لوگوں نے اس کی تاویلیں کیں۔

---

[1] بحار الانوار: ۴۹/ ۶۷؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۰۸؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۷۳؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۹؛ مسند الامام الجوادؑ: ۱۲۳؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۷/ ۲۰۰؛ ینابیع المعاجز: ۲۳۶

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

16/627 الکافی،۱/۱۱/۳۵۴/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اِبْنِ قِيَامَا اَلْوَاسِطِيِّ وَ كَانَ مِنَ اَلْوَاقِفَةِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ يَكُونُ إِمَامَانِ قَالَ لاَ إِلاَّ وَ أَحَدُهُمَا صَامِتٌ فَقُلْتُ لَهُ هُوَ ذَا أَنْتَ لَيْسَ لَكَ صَامِتٌ وَ لَمْ يَكُنْ وُلِدَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ بَعْدُ فَقَالَ لِي وَ اَللَّهِ لَيَجْعَلَنَّ اَللَّهُ مِنِّي مَا يُثْبِتُ بِهِ اَلْحَقَّ وَ أَهْلَهُ وَ يَمْحَقُ بِهِ اَلْبَاطِلَ وَ أَهْلَهُ فَوُلِدَ لَهُ بَعْدَ سَنَةٍ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقِيلَ لاِبْنِ قِيَامَا أَ لاَ تُقْنِعُكَ هَذِهِ اَلْآيَةُ فَقَالَ أَمَا وَ اَللَّهِ إِنَّهَا لَآيَةٌ عَظِيمَةٌ وَ لَكِنْ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي اِبْنِهِ.

(ترجمہ) ابن قیام واسطی جو واقفی مذہب کا تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا ممکن ہے کہ ایک زمانے میں دو امام ہوں۔

آپ نے فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ ان دونوں میں سے ایک خاموش ہوگا۔

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ کے ساتھ کوئی خاموش امام ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! خدا مجھے ایک فرزند عطا فرمائے گا اور اس کے وسیلہ سے حق اس کے اہل تک پہنچ جائے گا اور باطل اس کے اہل تک۔ پس ایک سال کے بعد امام محمد تقی علیہ السلام پیدا ہوئے۔

ابن قیام سے کہا گیا کہ یہ تیرے لیے معجزہ کافی نہیں ہے اور یہ دلیل تجھے قانع نہیں کر سکتی؟

اس نے کہا: خدا کی قسم! یہ بہت بڑی نشانی ہے لیکن وہ فرمان جو آپؑ نے اپنے بیٹے کے بارے میں فرمایا ہے اس کا کیا کروں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3]

---

[1] مراۃ العقول:۴/۱۰۱

[2] اثبات الهداۃ: ۴/۳۰۷و۳۸۴؛ الارشاد: ۲/۲۷۷؛ کشف الغمہ: ۲/۳۵۲؛ الکافی: ۱/۳۲۱؛ بحارالانوار: ۴۹/۶۸؛ الخرائج والجرائح: ۲/۸۹۹؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۲۷۵؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۲؛ عوالم العلوم: ۲۲/۷۴؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۷؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/۱۶۴؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۷/۲۰۰؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/۲۶۶؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۱۶۱

[3] مراۃ العقول:۴/۱۰۲

17/628 الکافی،۱/۳۵۴/۱۲/۱۱الاثنان عن الوشاء قَالَ: أَتَيْتُ خُرَاسَانَ وَ أَنَا وَاقِفٌ فَحَمَلْتُ مَعِي مَتَاعاً وَ كَانَ مَعِي ثَوْبٌ وَشِيٌّ فِي بَعْضِ اَلرِّزَمِ وَ لَمْ أَشْعُرْ بِهِ وَ لَمْ أَعْرِفْ مَكَانَهُ فَلَمَّا قَدِمْتُ مَرْوَ وَ نَزَلْتُ فِي بَعْضِ مَنَازِلِهَا لَمْ أَشْعُرْ إِلاَّ وَ رَجُلٌ مَدَنِيٌّ مِنْ بَعْضِ مُوَلَّدِيهَا فَقَالَ لِي إِنَّ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ لَكَ اِبْعَثْ إِلَيَّ اَلثَّوْبَ اَلْوَشِيَّ اَلَّذِي عِنْدَكَ قَالَ فَقُلْتُ وَ مَنْ أَخْبَرَ أَبَا اَلْحَسَنِ بِقُدُومِي وَ أَنَا قَدِمْتُ آنِفاً وَ مَا عِنْدِي ثَوْبٌ وَشِيٌّ فَرَجَعَ إِلَيْهِ وَ عَادَ إِلَيَّ فَقَالَ يَقُولُ لَكَ بَلَى هُوَ فِي مَوْضِعِ كَذَا وَ كَذَا وَ رِزْمَتُهُ كَذَا وَ كَذَا فَطَلَبْتُهُ حَيْثُ قَالَ فَوَجَدْتُهُ فِي أَسْفَلِ اَلرِّزْمَةِ فَبَعَثْتُ بِهِ إِلَيْهِ.

ترجمہ: وشاء سے روایت ہے کہ میں خراسان گیا جبکہ میں فرقہ واقفیہ سے تھا اور میرے ہمراہ کچھ سامان ضرورت تھا جو میں لے کر گیا تھا اور ان میں سے ایک اُونی جامہ بھی تھا جسے میں رکھ بیٹھا تھا لیکن بھول چکا تھا اور اس کی جگہ کو بھی نہیں جانتا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا میں مرو شہر میں داخل ہوا ہوں اور وہاں میں نے ایک گھر میں قیام کیا کہ اچانک ایک مدنی شخص میرے پاس آیا جو مدینہ میں پیدا ہوا تھا اور بغیر تمہید کے اس نے مجھے کہا: امام ابوالحسن رضاعلیہ السلام فرمار ہے ہیں کہ وہ جامہ جو پھول دار ہے وہ میرے پاس بھیجو۔
میں نے کہا: میرے آنے کی خبر آپؑ کو کس نے دی ہے؟ میں تو ابھی وارد ہوا ہوں اور پھول دار جامہ بھی میرے پاس نہیں ہے۔

وہ چلا گیا اور پھر واپس آیا اور اس نے کہا: امامؑ فرمار ہے ہیں کہ وہ جامہ فلاں جگہ ہے اور فلاں گٹھڑی میں بندھا ہوا ہے۔
میں نے اس کو تلاش کیا تو وہ ایک گٹھڑی میں سب سے نیچے تھا تو میں نے اس کو آپؑ کے پاس بھیج دیا۔ [1]

بیان:

﴿الوشی نقش الثوب و یکون من کل لون و الرزمة بالکسر ما شد فی ثوب واحد و رزم الثیاب ترزیما شدها﴾
''الوشی'' کپڑے کا نقش ونگار یعنی اس کا کسی بھی رنگ کا ہونا۔''الرّزمۃ'' کسرہ کے ساتھ جس کو ایک کپڑے میں باندھا گیا ہو یعنی گٹھڑی۔

تحقیق اسناد:

ضعیف علی المشہور (مگر) معتبر ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل علی التحقیق ہے

---

[1] اثبات الہداۃ:۴/۳۰۸؛مدینۃ المعاجز:۷/۳۰؛عوالم العلوم:۲۲/۷۵؛بحارالانوار:۴۹/۶۸؛الہدایۃ الکبریٰ:۲۹۱؛مسندالامام الرضاؑ:۱/۱۶۲

[2] مراۃ العقول:۴/۱۰۳

(واللہ اعلم)

18/629 الکافی،۱/۳۵۵/۱۳/۱ التیملی عن ابن المغیرۃ قَالَ: كُنْتُ وَاقِفاً وَ حَجَجْتُ عَلَى تِلْكَ اَلْحَالِ فَلَمَّا صِرْتُ بِمَكَّةَ خَلَجَ فِي صَدْرِي شَيْءٌ فَتَعَلَّقْتُ بِالْمُلْتَزَمِ ثُمَّ قُلْتُ اَللَّهُمَّ قَدْ عَلِمْتَ طَلِبَتِي وَ إِرَادَتِي فَأَرْشِدْنِي إِلَى خَيْرِ اَلْأَدْيَانِ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنْ آتِيَ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَتَيْتُ اَلْمَدِينَةَ فَوَقَفْتُ بِبَابِهِ وَ قُلْتُ لِلْغُلاَمِ قُلْ لِمَوْلاَكَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ اَلْعِرَاقِ بِالْبَابِ قَالَ فَسَمِعْتُ نِدَائَهُ وَ هُوَ يَقُولُ اُدْخُلْ يَا عَبْدَ اَللَّهِ بْنَ اَلْمُغِيرَةِ اُدْخُلْ يَا عَبْدَ اَللَّهِ بْنَ اَلْمُغِيرَةِ فَدَخَلْتُ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ قَالَ لِي قَدْ أَجَابَ اَللَّهُ دُعَائَكَ وَ هَدَاكَ لِدِينِهِ فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنَّكَ حُجَّةُ اَللَّهِ وَ أَمِينُهُ عَلَى خَلْقِهِ.

(ترجمہ) ابن مغیرہ سے روایت ہے کہ میں واقفی مذہب پر تھا اور اسی حالت میں حج پر گیا۔ جب میں مکہ پہنچا تو میرے دل میں مذہب کے بارے میں شک پیدا ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو دیوار کعبہ سے چسپاں کر دیا اور دعا کی: اے خدایا! تو میری خواہش اور ارادہ کو جانتا ہے پس تو مجھے بہترین دین کی طرف ہدایت فرما۔ پھر میرے دل میں آیا کہ کیوں نہ امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی جائے۔ چنانچہ میں حج سے فارغ ہو کر مدینہ آیا اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور آپؑ کے غلام سے کہا: اپنے آقا سے کہو کہ عراق کا ایک فرد آپؑ سے ملاقات کے لیے آیا ہے۔

میں سن رہا تھا کہ آپؑ نے آواز دی: اے عبداللہ بن مغیرہ! اندر آ جاؤ، اے عبداللہ بن مغیرہ! اندر آ جاؤ۔ پس جب میں اندر داخل ہوا تو آپؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اے عبداللہ! خدا نے تیری دعا قبول کر لی ہے اور تجھے اپنے دین کی طرف ہدایت کر دی ہے۔

میں نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ حجت خدا ہیں اور اس کی مخلوق پر اس کے امین ہیں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور شیخ مفید کی سند بھی صحیح ہے اور شیخ صدوق والی سند حسن

---

[۱] الاختصاص: ۴۸؛ رجال الکشی: ۵۹۴؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۲/۲۱۹؛ بحارالانوار: ۴۸/۲۷۲و ۴۹/۳۹؛ الخرائج والجرائح: ۱/۳۶۰؛ کشف الغمہ: ۲/۳۰۲؛ اثبات الھداۃ: ۴/۳۰۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۳۱؛ عوالم العلوم: ۲۲/۸۹؛ منتھی الآمال: ۲/۳۸۷؛ المحجۃ البیضاء: ۴/۲۹۰؛ الامعۃ الساکبہ: ۷/۱۷۴

[۲] مراۃ العقول: ۴/۱۰۴

ہے (واللہ اعلم)

19/630 الکافی ۸/۲۵۷ رقم ۳۷۰ اَلْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ يَاسِرٍ اَلْخَادِمِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ رَأَيْتُ فِي اَلنَّوْمِ كَأَنَّ قَفَصاً فِيهِ سَبْعَ عَشْرَةَ قَارُورَةً إِذْ وَقَعَ اَلْقَفَصُ فَتَكَسَّرَتِ اَلْقَوَارِيرُ فَقَالَ إِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلِكُ سَبْعَةَ عَشَرَ يَوْماً ثُمَّ يَمُوتُ فَخَرَجَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بِالْكُوفَةِ مَعَ أَبِي اَلسَّرَايَا فَمَكَثَ سَبْعَةَ عَشَرَ يَوْماً ثُمَّ مَاتَ.

(ترجمہ) یاسر خادم سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے خواب میں ایک قفس کو دیکھا ہے گویا کہ اس میں سترہ شیشے تھے اور ناگاہ یہ قفس گر گیا اور یہ شیشے ٹوٹ گئے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تیرا خواب درست ہوا تو ہمارے خاندان کا ایک شخص خروج کرے گا اور سترہ دن سے زیادہ حکومت نہ کرے گا اور پھر مر جائے گا۔

پس محمد بن ابراہیم نے ابوسرایا کے ساتھ کوفہ میں خروج کیا اور سترہ دن سے زیادہ اس کی عمر نہ گزری تھی کہ وہ مر گیا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا موثق ہے کیونکہ سند میں اگر حسین بن احمد بن ہلال ہے تو وہ ثقہ علی التحقیق ہے۔ البتہ اس کا مذہب معلوم نہ ہے۔ اور اگر سند میں الحسین بن احمد (المالکی) الگ وارد ہے تو وہ شیخ صدوق کے مشائخ میں سے ہے۔ اور یہی توثیق کے لیے کافی ہے اگرچہ باقی حالات معلوم نہیں ہیں۔ اور احمد بن ہلال الگ وارد ہے تو وہ العبر تائی ہے جو ثقہ ہے اور تفسیر القمی و کامل الزیارت کا راوی ہے۔[3] اور یاسر الخادم بھی ثقہ اور تفسیر القمی کا روای ہے[4] (واللہ اعلم)

20/631 الکافی،۸/۲۵۷/۳۷۰ عنه عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا

---

[1] بحارالانوار:۴۹/ ۲۲۳ و ۵۸/ ۱۶۰؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۱۸۶ و ۳۹۴؛ المناقب: ۴/ ۳۵۲؛ تفسیر نورالثقلین: ۲/ ۴۳۰؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۵۶؛ مسند الامام الرضاؑ:۱/ ۱۶۵؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/ ۱۹۸؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۴/ ۳۳؛ دارالسلام نوری:۱/ ۱۸۰ و ۴/ ۳۸۵

[2] مراۃ العقول:۲۶/ ۲۴۴

[3] المفید معجم رجال الحدیث:۴۹

[4] ایضاً:۶۵۸

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي أَيَّامِ هَارُونَ إِنَّكَ قَدْ شَهَرْتَ نَفْسَكَ بِهَذَا اَلْأَمْرِ وَ جَلَسْتَ مَجْلِسَ أَبِيكَ وَ سَيْفُ هَارُونَ يُقَطِّرُ اَلدَّمَ فَقَالَ جَرَّأَنِي عَلَى هَذَا مَا قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنْ أَخَذَ أَبُو جَهْلٍ مِنْ رَأْسِي شَعْرَةً فَاشْهَدُوا أَنِّي لَسْتُ بِنَبِيٍّ وَ أَنَا أَقُولُ لَكُمْ إِنْ أَخَذَ هَارُونُ مِنْ رَأْسِي شَعْرَةً فَاشْهَدُوا أَنِّي لَسْتُ بِإِمَامٍ.

(ترجمہ) محمد بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے ہارون کے زمانہ حکومت میں امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: بے شک آپؑ نے خود کو امر امامت سے متعلق اپنے شیعوں میں مشہور کیا ہے اور اپنے والدؑ کی جگہ پر بیٹھے ہیں اور ہارون کی تلوار آپ کا خون بہادے گی۔

آپؑ نے فرمایا: جس نے مجھے اس امر پر دلیر کیا اور جرأت دی ہے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ابوجہل میرے سر کا ایک بال بھی لے لے تو گواہ رہو کہ میں پیغمبر نہیں ہوں اور میں بھی تم سے کہتا ہوں کہ اگر ہارون میرے سر کا ایک بال بھی لے لے تو گواہ رہنا کہ میں امام علیہ السلام نہیں ہوں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ اس کی باقی سند وہی ہے جو پچھلی حدیث میں گزری سوائے محمد بن سنان کے اور یہ ثقہ علی التحقیق ہے (واللہ اعلم)

21/632 الكافى،١/٩/٣٥٣/١ محمد و أحمد عن عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلطَّيِّبِ عَنْ عَبْدِ اَلْوَهَّابِ بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي اَلْعَلاَءِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَكْثَمَ قَاضِيَ سَامَرَّاءَ بَعْدَ مَا جَهَدْتُ بِهِ وَ نَاظَرْتُهُ وَ حَاوَرْتُهُ وَ وَاصَلْتُهُ وَ سَأَلْتُهُ عَنْ عُلُومِ آلِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ: بَيْنَا أَنَا ذَاتَ يَوْمٍ دَخَلْتُ أَطُوفُ بِقَبْرِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَرَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَطُوفُ بِهِ فَنَاظَرْتُهُ فِي مَسَائِلَ عِنْدِي فَأَخْرَجَهَا إِلَيَّ فَقُلْتُ لَهُ وَ اَللَّهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ مَسْأَلَةً وَ إِنِّي وَ اَللَّهِ لَأَسْتَحْيِي مِنْ ذَلِكَ فَقَالَ لِي أَنَا أُخْبِرُكَ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَنِي تَسْأَلُنِي عَنِ اَلْإِمَامِ فَقُلْتُ هُوَ وَ اَللَّهِ هَذَا فَقَالَ أَنَا هُوَ فَقُلْتُ عَلاَمَةً فَكَانَ فِي يَدِهِ عَصًا

---

[1] بحارالانوار: ۴۹/۱۱۵؛ عوالم العلوم: ۲۲/۲۲۲؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۲۵۷؛ اثبات الھداۃ: ۴/۳۱۳؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۱۶۵؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۱۵/۲۱

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۲۴۴

فَنَطَقَتْ وَ قَالَتْ إِنَّ مَوْلاَىَ إِمَامُ هَذَا اَلزَّمَانِ وَ هُوَ اَلْحُجَّةُ.

(ترجمہ) محمد بن ابوالعلا سے روایت ہے کہ میں نے سامرہ کے قاضی یحییٰ بن اکثم کو سنا، بعداس کے کہ میں نے ان سے جھگڑا کیا، ان سے مناظرہ کیا، ان سے بحث کی، ان سے گفتگو کی اور ان سے آل محمدؐ کے علوم کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: میں ایک دن رسول اللہؐ کی قبر کا طواف کر رہا تھا کہ میں امام علی رضاؑ کو دیکھا کہ آپؑ بھی قبر رسولؐ کا طواف کر رہے تھے۔ میرے خیال میں کچھ مسائل تھے پس میں نے ان کے ساتھ مباحثہ کیا اور ان کا جواب حاصل کیا۔ پھر میں نے عرض کیا: ایک مسئلہ باقی رہ گیا ہے لیکن اس کے بارے میں سوال کرتے ہوئے مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے؟

آپؑ نے مجھے فرمایا: تیرے سوال کرنے سے قبل میں بتا دیتا ہوں کہ تو کیا پوچھنا چاہتا ہے؟ تو سوال کرنا چاہتا کہ امام وقت کون ہے؟

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! یہی میرا سوال ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ امام میں ہوں۔

میں نے عرض کیا: اس کی نشانی کیا ہے؟

پس آپؑ کے ہاتھ میں جو عصا تھا وہ بولا اور اس نے کہا: یقیناً میرا آقا و سردار وقت امام زمان ہیں اور یہی حجت ہیں۔ [1]

بیان:

﴿جهدت به امتحنته و المحاورة مراجعة النطق تحاوروا تراجعوا فی الکلام و المواصلة المحابة و تأتی دلالات أخری و علامات أخری للإمام فی باب فضل الإمام و جملة صفاته من أبواب خصائص الحجج و فضائلهم إن شاء الله تعالی﴾

''جهدت به'' میں نے اس کو آزمایا۔ ''المحاورة'' گفتگو کرنا۔ ''تحاوروا'' گفتگو کرنے میں رجوع کرو۔

''المواصلة'' آپس میں محبت و پیار سے تعلق رکھنا۔ امامؑ کے دیگر معجزات و دلائل اور علامات فضل الامام کے باب میں آئیں گے اور باقی تمام صفات، خصائص حج اور ان کے فضائل کے ابواب میں بیان ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

[1] بحارالانوار: ۵۰/ ۶۸ و ۹۷/ ۱۲۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۹۰؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۹۰ و ۲۹۲ و ۲۹۳؛ دلائل الامامۃ (مترجم): ۷۴۳ ح ۳۶۲ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)؛ نوادر المعجزات: ۱۸۳ ح ۱۱؛ المناقب: ۴/ ۳۹۳؛ الثاقب فی المناقب: ۵۰۸ ح ۴۳۴؛ النور الہادیؑ: ۲۷۹؛ مسند الامام الجوادؑ: ۱۸۱؛ القطرۃ من بحار: ۲/ ۴۵۰؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۱۶/ ۹۵

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول یا یحییٰ کی وجہ سے ضعیف ہے [۱]

۱۹۔باب من ادعی الإمامة بغیر حق و من صدقه و من جحد الإمام

باب: جو بغیر حق کے امامت کا دعویٰ کرے اور جو اُس کی تصدیق کرے اور جو امام سے لڑائی کرے

1/633 الکافی،۱/۱/۳۷۲/۱ محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي سَلاَّمٍ عَنْ سَوْرَةَ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ يَوْمَ اَلْقِيامَةِ تَرَى اَلَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اَللّٰهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ) قَالَ مَنْ قَالَ إِنِّي إِمَامٌ وَ لَيْسَ بِإِمَامٍ قَالَ قُلْتُ وَ إِنْ كَانَ عَلَوِيّاً قَالَ وَ إِنْ كَانَ عَلَوِيّاً قُلْتُ وَ إِنْ كَانَ مِنْ وُلْدِ عَلِيِّ اِبْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ وَ إِنْ كَانَ.

ترجمہ: سورہ بن کلیب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے قول: ''جنہوں نے اللہ کی نسبت جھوٹ بولا قیامت کے دن ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے۔(الزمر: ۶۰)۔'' کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ ہے جو کہتا ہے کہ میں امام ہوں حالانکہ وہ خدا کی طرف سے امام نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: خواہ وہ علوی ہی کیوں نہ ہو۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں، خواہ وہ علوی ہی کیوں نہ ہو۔

میں نے عرض کیا: چاہے وہ اولادِ علی علیہ السلام سے ہی کیوں نہ ہو؟

آپؑ نے فرمایا: اگرچہ ہو۔ [۲]

---

[۱] مراۃ العقول:۴/۱۰۰

[۲] تفسیر البرہان: ۴/ ۲۲۷ و ۲۲۳؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۱۹۹ ح ۶۹ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)؛ بحارالانوار: ۷/ ۱۶۰ و ۲۵/ ۱۱۳؛ جامع الاخبار: ۱۴۳؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ: ۷/ ۲۶۲؛ الدر الثمین: ۲۹۱

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے۔ کیونکہ ابی سلام کا حال معلوم نہیں ہے اور محمد بن سنان ثقہ علی التحقیق ہے اور تضعیف اختلافی ہے یہ مضمون مشہور ہے اور اس موضوع پر کثیر صحیح روایات موجود ہیں (واللہ اعلم)

2/634 الکافی،۱/۳/۳۷۲/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ (وَ يَوْمَ اَلْقِيامَةِ تَرَى اَلَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اَللّهِ) قَالَ كُلُّ مَنْ زَعَمَ أَنَّهُ إِمَامٌ وَ لَيْسَ بِإِمَامٍ قُلْتُ وَإِنْ كَانَ فَاطِمِيّاً عَلَوِيّاً قَالَ وَإِنْ كَانَ فَاطِمِيّاً عَلَوِيّاً.

ترجمہ: حسین بن مختار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! (خدا کے قول:) ''روز قیامت تم دیکھو گے ان لوگوں کو جنھوں نے اللہ پر جھوٹ بولا۔ (الزمر:۶۰)''(کا کیا مطلب ہے)؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو امام سمجھے درحالانکہ وہ خدا کی جانب سے معین کردہ امام نہ ہو۔

میں نے عرض کیا: اگرچہ وہ فاطمی علوی ہو؟

آپؑ نے فرمایا: چاہے وہ فاطمی علوی ہی کیوں نہ ہو۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۳] لیکن تفسیر القمی والی سند صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/635 الکافی،۱/۲/۳۷۲/۱ محمد عن بنان عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبَانٍ عَنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنِ اِدَّعَى اَلْإِمَامَةَ وَلَيْسَ مِنْ أَهْلِهَا فَهُوَ كَافِرٌ.

ترجمہ: فضیل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس نے امامت کا دعویٰ کیا جبکہ وہ اس کا اہل نہ ہو تو وہ

---

[۱] مراۃ العقول:۴/۱۹۱

[۲] تفسیر البرہان:۴/ ۷۲۲ و ۷۲۳؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۱۹۹ ح ۶۹ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)؛ بحار الانوار: ۷/ ۱۶۰ و ۲۵/ ۱۱۳؛ جامع الاخبار: ۱۴۳؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ: ۷/ ۲۶۲؛ الدر الثمین: ۲۹۱

[۳] مراۃ العقول:۴/ ۱۹۲

کافر ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ ثقہ ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)

4/636 الكافي،١/٣٧٣/١/٤ العدة عن أحمد عن الوشاء عن داود الحمار عن ابن أبي يعفور
الكافي،١/٣٧٤/١٢/١ الاثنان عَنْ أَبِي دَاوُدَ اَلْمُسْتَرِقِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: ثَلاَثَةٌ لاَ يُكَلِّمُهُمُ اَللَّهُ يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ، وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ، مَنِ اِدَّعَى إِمَامَةً مِنَ اَللَّهِ لَيْسَتْ لَهُ وَمَنْ جَحَدَ إِمَاماً مِنَ اَللَّهِ وَمَنْ زَعَمَ أَنَّ لَهُمَا فِي اَلْإِسْلاَمِ نَصِيباً.

(ترجمہ) ابن ابی یعفور سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: تین شخصوں سے روز قیامت خدا کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا: ❶ جو امامت کا دعویٰ کرے حالانکہ وہ خدا کی طرف سے امام معین نہ ہو۔ ❷ جو خدا کے معین کردہ امام کا انکار کرے۔ ❸ جو یہ گمان کرے کہ ان دونوں کے لیے اسلام میں کوئی حصہ ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے۔ کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل علی التحقیق ہے اور علی بن میمون بھی ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

5/637 الكافي،١/٣٧٣/١/٥ محمد عن أحمد عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَنْ يَحْيَى أَخِي أُدَيْمٍ عَنِ اَلْوَلِيدِ بْنِ صَبِيحٍ

---

[1] ثواب الاعمال: ۲۱۴؛ وسائل الشیعہ: ۲۸/ ۳۴۴؛ بحارالانوار: ۲۵/ ۱۱۲؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۹۸؛ جامع الاخبار: ۱۴۳؛ اعلام الدین: ۴۰۱؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۲۹؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۲۰۳ ح ۴۷ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۹۲

[3] غیبت نعمانی (ایضاً) ۱۹۴ ح ۶۴ مطبوعہ ایضاً؛ وسائل الشیعہ: ۲۸/ ۳۴۹؛ تاویل الآیات: ۱۲۰؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۳۹۸؛ بحارالانوار: ۷/ ۲۱۲؛ تقریب المعارف: ۲۴۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۱۳۹؛ الخصال: ۱/ ۱۰۶؛ جامع الاخبار: ۱۴۳؛ مستدرک الوسائل: ۱۸/ ۱۷۸؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۱۷۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۵۶؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۶۴۳

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۲۱۳

قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ يَقُولُ: إِنَّ هَذَا اَلْأَمْرَ لاَ يَدَّعِيهِ غَيْرُ صَاحِبِهِ إِلاَّ بَتَرَ اَللَّهُ عُمُرَهُ.

ترجمہ: ولید بن صبیح سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو غیر اہل اس امر امامت کا دعویٰ کرے گا خدا اس کی عمر کو کم کردے گا۔ [۱]

بیان:

﴿البتر بتقديم الموحدة على الفوقانية القطع و الاستئصال﴾

''البتر'' تقدیر موحدہ فوقانیہ پر، اس کا معنی کاٹنا اور جڑ سے اُکھاڑنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے (مگر) معتبر ہے۔ [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث یحییٰ کی وجہ سے مجہول ہے اور ابن سنان ثقہ ہے (واللہ اعلم)

6/638 الکافی، ۱/۶/۳۷۳/۱ محمد مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ أَشْرَكَ مَعَ إِمَامٍ إِمَامَتُهُ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ مَنْ لَيْسَتْ إِمَامَتُهُ مِنَ اَللَّهِ كَانَ مُشْرِكاً بِاللَّهِ.

ترجمہ: طلحہ بن زید سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اس امام کے ساتھ کہ جس کی امامت اللہ کی طرف سے ہے ایسے شخص کو ملائے کہ جس کی امامت اللہ کی طرف سے نہیں ہے تو اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے کیونکہ محمد بن سنان ثقہ علی التحقیق ہے اور طلحہ بن زید بھی ثقہ ہے اور اس کی کتاب بھی معتمد ہے البتہ عامی بتری ہے (واللہ اعلم)

7/639 الکافی، ۱/۷/۳۷۳/۱ محمد عن أحمد عن محمد بن إسماعيل عن بزرج عن محمد قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي

---

[۱] ثواب الاعمال: ۲۱۴؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۳۶؛ بحارالانوار: ۲۵/۱۱۲؛ المناقب: ۱/۲۵۸؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/۱۳۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۳۸

[۲] مراۃ العقول: ۴/۱۹۴

[۳] غیبت نعمانی (مترجم): ۲۳۱ ح ۱۰۷ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز): بحار الانوار: ۲۳/۷۸؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۹۱؛ منتخب میزان الحکمۃ: ۷۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۳۰؛ اسرار العارفین: ۴۲۷؛ عمدۃ الطالب: ۲۷۹

عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ رَجُلٌ قَالَ لِيَ اِعْرِفِ اَلْآخِرَ مِنَ اَلْأَئِمَّةِ وَ لاَ يَضُرُّكَ أَنْ لاَ تَعْرِفَ اَلْأَوَّلَ قَالَ فَقَالَ لَعَنَ اَللَّهُ هَذَا فَإِنِّي أُبْغِضُهُ وَ لاَ أَعْرِفُهُ وَ هَلْ عُرِفَ اَلْآخِرُ إِلاَّ بِالْأَوَّلِ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم آئمہ میں سے آخر والے کی معرفت حاصل کرلو اور اگر اوّل والے کی معرفت حاصل نہ بھی کروگے تو تمہیں کوئی نقصان نہیں ہو گا؟

آپؑ نے فرمایا: اس پر خدا کی لعنت ہو، میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں اور اس کو حق پر نہیں جانتا۔ کیا آخری امام کی معرفت پہلے امام کی معرفت کے بغیر حاصل کی جاسکتی ہے؟[1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے کیونکہ ہمارے مشائخ نے منصور بن یونس سے روایات اس وقت اخذ کی ہیں جبکہ وہ صحیح المذہب تھا (واللہ اعلم)

8/640 الكافى،١/٨/٣٧٣/١ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ قَالَ: سَأَلْتُ اَلشَّيْخَ عَنِ اَلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ قَالَ مَنْ أَنْكَرَ وَاحِداً مِنَ اَلْأَحْيَاءِ فَقَدْ أَنْكَرَ اَلْأَمْوَاتَ.

(ترجمہ) ابن مسکان سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے آئمہ علیہم السلام کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جس نے زندہ اماموں میں سے ایک کا بھی انکار کیا تو اس نے گزشتہ آئمہ علیہم السلام کا انکار کر دیا۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4]

9/641 الكافى،١/٩/٣٧٣/١ العدة عن أحمد عن الحسين عن أبي وهب عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ إِذٰا فَعَلُوا فٰاحِشَةً قٰالُوا وَجَدْنٰا عَلَيْهٰا آبٰاءَنٰا وَ اَللّٰهُ أَمَرَنٰا بِهٰا قُلْ إِنَّ اَللّٰهَ لاٰ يَأْمُرُ بِالْفَحْشٰاءِ أَ تَقُولُونَ عَلَى اَللّٰهِ مٰا لاٰ تَعْلَمُونَ) قَالَ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتَ أَحَداً

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم) ۲۳۱ ح ۱۰۸؛ اثبات الهداة: ۱/ ۱۱۲؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۹۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۳۰

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۹۵

[3] الامامۃ والتبصرۃ: ۰۹؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۲۲۹ ح ۱۰۴؛ کمال الدین: ۲/ ۴۱۰؛ اثبات الهداة: ۱/ ۱۴۰؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۹۵؛ فضائل امیر المومنینؑ: ۱۵۰؛ اربعون حدیثاً: ۱۷۲

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۶۹۱

زَعَمَ أَنَّ اَللَّهَ أَمَرَ بِالزِّنَا وَ شُرْبِ اَلْخَمْرِ أَوْ شَيْءٍ مِنْ هَذِهِ اَلْمَحَارِمِ فَقُلْتُ لاَ فَقَالَ مَا هَذِهِ اَلْفَاحِشَةُ اَلَّتِي يَدَّعُونَ أَنَّ اَللَّهَ أَمَرَهُمْ بِهَا قُلْتُ اَللَّهُ أَعْلَمُ وَ وَلِيُّهُ قَالَ فَإِنَّ هَذَا فِي أَئِمَّةِ اَلْجَوْرِ اِدَّعَوْا أَنَّ اَللَّهَ أَمَرَهُمْ بِالاِئْتِمَامِ بِقَوْمٍ لَمْ يَأْمُرْهُمُ اَللَّهُ بِالاِئْتِمَامِ بِهِمْ فَرَدَّ اَللَّهُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَخْبَرَ أَنَّهُمْ قَدْ قَالُوا عَلَيْهِ اَلْكَذِبَ وَ سَمَّى ذَلِكَ مِنْهُمْ فَاحِشَةً.

(ترجمہ) محمد بن منصور سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اور جب یہ لوگ کسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے کرتے پایا ہے اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے اے رسول آپ کہہ دیں کہ اللہ بے حیائی کرنے کا حکم نہیں دیتا اور کیا تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔(الاعراف:۲۸)''کے بارے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: تم نے کبھی کسی کو دیکھا ہے جس کا یہ مقصد ہو کہ خدا نے اسے زنا کرنے یا شراب نوشی کرنے یا ان جیسی دوسری حرام چیزوں کا حکم دیا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: پھر اس فحاشی سے کیا مراد ہے جس کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ اللہ نے اس کا ان کو حکم دیا ہے؟

میں نے عرض کیا: خدا اور اس کا ولی ہی اس کو بہتر جانتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ آیت ظلم وجور کے آئمہ کے بارے میں ہے جنہوں نے امامت کو غصب کیا اور ناحق امامت کا دعویٰ کیا اور لوگ ان کی امامت کو مانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اس پر پایا ہے اور ان کی امامت کو قبول کرنے کا ہمیں خدا نے حکم دیا ہے حالانکہ خدا نے لوگوں کو ان کی امامت واقتداء کرنے کا حکم نہیں دیا ہے پس خدا ان کو رد کر رہا ہے اور خبر دے رہا ہے کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں یہ جھوٹ ہے اور خدا نے اس کا نام بے حیائی رکھا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

10/642 الکافی،۱/۱۰/۳۷۴/۱ بهذا الإسناد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْداً صَالِحاً عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (قُلْ إِنَّمٰا حَرَّمَ رَبِّيَ اَلْفَوٰاحِشَ مٰا ظَهَرَ مِنْهٰا وَ مٰا بَطَنَ) قَالَ فَقَالَ إِنَّ اَلْقُرْآنَ لَهُ

---

[1] غیبت نعمانی (ایضاً):۲۳۲ح۱۰۹؛ تفسیر الصافی:۲/۱۸۸؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۱۷؛ بصائر الدرجات:۱/۳۴؛ بحار الانوار:۲۴/۱۸۹ و۳۱/۵۸۳؛ تفسیر البرہان:۲/۵۲۶؛ تاویل الآیات:۱/۱۷۵؛ تفسیر العیاشی:۲/۱۲؛ مستدرک الوسائل:۹/۹۲

[2] مراۃ العقول:۴/۱۹۷

ظَهْرٌ وَ بَطْنٌ فَجَمِيعُ مَا حَرَّمَ اَللَّهُ فِي اَلْقُرْآنِ هُوَ اَلظَّاهِرُ وَ اَلْبَاطِنُ مِنْ ذَلِكَ أَئِمَّةُ اَلْجَوْرِ وَ جَمِيعُ مَا أَحَلَّ اَللَّهُ تَعَالَى فِي اَلْكِتَابِ هُوَ اَلظَّاهِرُ وَ اَلْبَاطِنُ مِنْ ذَلِكَ أَئِمَّةُ اَلْحَقِّ.

ترجمہ: محمد بن منصور سے روایت ہے کہ میں نے امام عبد صالح (موسیٰ کاظم) علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ''آپ کہہ دیں کہ میرے رب نے فقط فواحش کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ اعلامیہ ہو یا پوشیدہ۔ (الاعراف:۳۳)۔'' کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: قرآن کے لیے ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے اور جو کچھ خدا نے قرآن میں حرام کیا ہے وہ ظاہر قرآن ہے اور جو باطن حرام کیا ہے وہ آئمہ جور ہیں اور ایسے ہی خدا نے جو کچھ قرآن میں حلال کیا ہے وہ ظاہر قرآن ہے اور جو باطن میں حلال کیا ہے وہ آئمہ حق ہیں۔ [1]

بیان:

﴿لعل المراد بالحديث أن كل ما ورد في القرآن من ذكر الفواحش و الخبائث و المحرمات و المنهيات و العقوبات المترتبة عليها فتأويله و باطنه أئمة الجور من اتبعهم يعني دعوتهم للناس إلى أنفسهم من عند أنفسهم و تأمرهم عليهم و إضلالهم إياهم ثم إجابة الناس لهم و تدينهم بدينهم و طاعتهم إياهم و محبتهم لهم إلى غير ذلك و كل ما ورد فيه من ذكر الصالحات و الطيبات و المحللات و الأوامر و المثوبات المترتبة عليها فتأويله و باطنه أئمة الحق و من اتبعهم يعني دعوتهم للناس إلى أنفسهم بأمر ربهم و إرشادهم لهم و هدايتهم إياهم ثم إجابة الناس لهم و تدينهم بدينهم و طاعتهم إياهم و محبتهم لهم إلى غير ذلك كما ورد عنهم ع في كثير من الآيات مفصلا و طائفة منها مذكورة في أجزاء هذا الكتاب متفرقة و خصوصا في هذا الجزء و لا سيما في أبوابه الأخيرة﴾

شاید اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ بیشک ہر وہ چیز جس کا ذکر قرآن مجید میں ہوا ہے۔ مثلاً فواحش، خبائث، محرّمات، منہیات اور عقوبات پر ترتیب دی گئی ہے۔ اسکی تاویل اور باطن میں فاسق و فاجر آئمہ ہیں۔ ''من اتبعھم'' جنہوں نے ان کی پیروی کی یونی وہ لوگوں کو اپنے نفوس کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کو گمراہ نہیں کرتا اور پھر یہی لوگ ان کو قبول کرتے ہیں۔ ان کے دین کو اپناتے ہیں ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور جو قرآن میں صالحات طیّبات حلال احکام اور ثواب کا ذکر ہوا ان پر بھی یہ حدیث ترتیب دی گئی ہے۔ پس

[1] تفسیر العیاشی: ۲/۱۶؛ تفسیر الصافی: ۲/۱۹۴؛ الفصول المہمہ: ۱/۶۴۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۷۷؛ وسائل الشیعہ: ۲۵/۱۰؛ تفسیر البرہان: ۲/۵۳۹؛ بحار الانوار: ۲۴/۳۰۱؛ بصائر الدرجات: ۱/۳۲؛ ھدایۃ الامہ: ۸/۱۳۹؛ تاویل الآیات: ۱۷۷؛ مجمع البحرین: ۴/۱۴۷؛ غیبت نعمانی (مترجم)؛ ۲۳۳ ح ۱۱۰ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز)

اس کی تاویل اور باطن میں حق کے آئمہ ہیں۔ ''من اتبعھم'' وہ جنہوں نے ان کی پیروی کی انہوں نے لوگوں کو اپنی طرف دعورت اللہ تعالیٰ کے حکم سے، ان کی راہنمائی کی اور ان کی ہدایت کی اور پھر لوگوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا۔ ان کے دین کو اپنایا، ان کی اطاعت کی اور ان سے محبت کا اظہار کیا۔ جیسا کہ ان ذوات مقدسہؑ سے مروی احادیث میں وارد ہوا ہے جو قرآن مجید کی آیات کی تفصیل کے بارے میں ہیں۔ ان احادیث کا ایک بڑا حصّہ اس کتاب کے اجزاء میں مختلف مقامات پر مذکور ہے۔ خصوصاً اس جزو میں اور بالاخص اس کے آخر کے ابواب میں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

11/643 الکافی،۱/۱۱/۳۷۴/۱ محمد عن ابن عیسی عن السراد عَنْ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ مِنَ اَلنّٰاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اَللّٰهِ أَنْدٰاداً يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اَللّٰهِ) قَالَ هُمْ وَ اَللَّهِ أَوْلِيَاءُ فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ اِتَّخَذُوهُمْ أَئِمَّةً دُونَ اَلْإِمَامِ اَلَّذِي جَعَلَهُ اَللَّهُ لِلنَّاسِ إِمَاماً فَلِذَلِكَ قَالَ (وَ لَوْ يَرَى اَلَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ اَلْعَذٰابَ أَنَّ اَلْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعاً وَ أَنَّ اَللّٰهَ شَدِيدُ اَلْعَذٰابِ إِذْ تَبَرَّأَ اَلَّذِينَ اُتُّبِعُوا مِنَ اَلَّذِينَ اِتَّبَعُوا وَ رَأَوُا اَلْعَذٰابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ اَلْأَسْبٰابُ وَ قٰالَ اَلَّذِينَ اِتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنٰا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمٰا تَبَرَّؤُا مِنّٰا كَذٰلِكَ يُرِيهِمُ اَللّٰهُ أَعْمٰالَهُمْ حَسَرٰاتٍ عَلَيْهِمْ وَ مٰا هُمْ بِخٰارِجِينَ مِنَ اَلنّٰارِ) ثُمَّ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هُمْ وَ اَللَّهِ يَا جَابِرُ أَئِمَّةُ اَلظَّلَمَةِ وَ أَشْيَاعُهُمْ.

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اللہ تعالیٰ کے قول: ''اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو خدا کے سوا اوروں کو بھی شریک اور جھر بنا لیتے ہیں، ان سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے حالانکہ وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہیں وہ خدا کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں۔ (البقرۃ:۱۶۵)۔'' کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ان سے مراد فلاں اور فلاں کے دوست ہیں، انھوں نے اس امام کو چھوڑ کر جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا امام قرار دیا ہے، ایسے لوگوں کو اپنا امام بنا لیا ہے۔ پس اس لیے اللہ ارشاد فرماتا ہے: ''اور کاش کہ ظالموں کو (اب یہ بات) سوجھ جائے جو انھیں تب سوجھے گی جب عذاب دیکھ لیں گے، یہ کہ تمام قوت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے (وہ وقت یاد کرو) جب کہ وہ

[1] مراۃ العقول:۴/۲۱۰

لوگ جن کی (دنیا میں) پیروی کی گئی ہوگی ان سے بیزاری کریں گے جن کی پیروی کی گئی ہوگی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے کل تعلقات قطع ہو جائیں گے جن لوگوں نے پیروی کی ہوگی۔ وہ کہیں گے کاش کہ ہمیں (دُنیا کی طرف) لوٹ جانا ملے تو ہم بھی ان سے اسی طرح بیزاری کریں جیسی کہ انھوں نے ہم سے بیزاری کی ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ان کو دکھائے گا جو سراپا حسرت ہوں گے اور وہ جہنم سے نکلنے والے نہ ہوں گے۔ (البقرۃ:۱٦۵-۱٦۷)۔''

پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر! خدا کی قسم! ان سے مراد ظالم امام اور ان کے شیعہ ہیں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عمرو بن ثابت یعنی ابوالمقدام ثقہ ہے [۳] اور جابر جعفی ثقہ جلیل ہے۔ (واللہ اعلم)

۲۰۔ باب أن عامة الصحابة نقضوا عهدهم وارتدوا بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

باب: عام صحابہ کا اپنے عہد سے پھر جانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرتد ہونا

1/644 الكافي،۸/۳۴۴/۵۴۲ محمد عن حمدان (أحمد) بن سليمان عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْيَمَانِيِّ عَنْ منيع (مِسْمَعٍ) بْنِ اَلْحَجَّاجِ عَنْ صَبَّاحٍ اَلْحَذَّاءِ عَنْ صَبَّاحٍ اَلْمُزَنِيِّ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا أَخَذَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِيَدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَوْمَ اَلْغَدِيرِ صَرَخَ إِبْلِيسُ فِي جُنُودِهِ صَرْخَةً فَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ فِي بَرٍّ وَ لاَ بَحْرٍ إِلاَّ أَتَاهُ فَقَالُوا يَا سَيِّدَهُمْ وَ

---

[۱] غیبت نعمانی (مترجم): ۲۳۴ ح ۱۱۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۱۵۱؛ تفسیر البرہان: ۱/۳٦۸؛ بحارالانوار: ۲۳/۳۵۹ و ۳۱/۶۱٦ و ٦۹/۱۳۷؛ و ۳۱/٦۲۵ و ۸/۳٦۳؛ تاویل الآیات: ۸۸؛ تفسیر العیاشی: ۱/۷۲؛ مستدرک الوسائل: ۱۸/۱۷۸ و ۱۷٦؛ تفسیر الصافی: ۱/۲۰۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/۲۱۴؛ طب الآئمہؑ: ۴۵؛ سند الامام الصادقؑ: ٦/۲۸۹؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/۱۷؛ الفرقان صادقی: ۲/۲٦۷

[۲] مراۃ العقول: ۴/۳۱۲

[۳] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۳۱

مَوْلاَهُمْ مَا ذَا دَهَاكَ فَمَا سَمِعْنَا لَكَ صَرْخَةً أَوْحَشَ مِنْ صَرْخَتِكَ هَذِهِ فَقَالَ لَهُمْ فَعَلَ هَذَا النَّبِيُّ فِعْلاً إِنْ تَمَّ لَمْ يُعْصَ اللَّهُ أَبَداً فَقَالُوا يَا سَيِّدَهُمْ أَنْتَ كُنْتَ لِآدَمَ فَلَمَّا قَالَ الْمُنَافِقُونَ إِنَّهُ يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى وَ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَمَا تَرَى عَيْنَيْهِ تَدُورَانِ فِي رَأْسِهِ كَأَنَّهُ مَجْنُونٌ يَعْنُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ صَرَخَ إِبْلِيسُ صَرْخَةً بِطَرَبٍ فَجَمَعَ أَوْلِيَائَهُ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتُمْ أَنِّي كُنْتُ لِآدَمَ مِنْ قَبْلُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ آدَمُ نَقَضَ الْعَهْدَ وَلَمْ يَكْفُرْ بِالرَّبِّ وَ هَؤُلاَءِ نَقَضُوا الْعَهْدَ وَ كَفَرُوا بِالرَّسُولِ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَقَامَ النَّاسُ غَيْرَ عَلِيٍّ لَبِسَ إِبْلِيسُ تَاجَ الْمُلْكِ وَ نَصَبَ مِنْبَراً وَ قَعَدَ فِي الْوَثْبَةِ وَ جَمَعَ خَيْلَهُ وَ رَجْلَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُمْ اِطْرَبُوا لاَ يُطَاعُ اللَّهُ حَتَّى يَقُومَ الْإِمَامُ وَ تَلاَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: (وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلاَّ فَرِيقاً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَانَ تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ الظَّنُّ مِنْ إِبْلِيسَ حِينَ قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّهُ يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى فَظَنَّ بِهِمْ إِبْلِيسُ ظَنّاً فَصَدَّقُوا ظَنَّهُ.

ترجمہ: جابر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: غدیر کے دن جب رسول خداؐ پر ہم نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا تو ابلیس ملعون نے اپنے لشکر میں ایک بہت بڑی چیخ ماری کہ اس کی چیخ سن کر خشکی اور تری میں موجود جتنے اس کے شیطان تھے سب کے سب اس کے پاس حاضر ہو گئے اور ان سب نے کہا: اے ہمارے سردار و آقا! تیرے اوپر کون سی مصیبت نازل ہوئی ہے کہ جس کی وجہ سے تو نے اس قدر چیخ ماری ہے۔ ہم نے اس سے قبل تیری اس طرح کی چیخ نہیں سنی۔ ہم سب تیری اس چیخ کی وجہ سے دہشت زدہ ہو گئے ہیں؟

ابلیس ملعون نے ان سے کہا: اس نبی نے وہ کام کر دیا ہے کہ اگر یہ پورا ہو گیا تو پھر کبھی خدا کی نافرمانی نہیں ہو سکے گی۔

انھوں نے کہا: اے ہمارے سردار! تم نے جو آدم کے ساتھ بھی کیا تھا وہی ان سے بھی کرو۔ پس جب منافقوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خواہشات و مرضی سے بولتا جاتا ہے تو ایک نے دوسرے سے کہا: کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ کس طرح اس کی آنکھیں اس کے سر پر چکرا رہی ہیں۔ کیوں وہ مجنوں ہو چکا ہے۔ اس سے

مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ یہ سننے کے بعد ابلیس نے دوبارہ چیخ ماری جس کی وجہ سے اس کے سارے شیطان مضطرب ہو گئے۔ پس اس نے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور اس کے بعد کہا: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے آدم کے ساتھ اس سے قبل کیا کیا تھا؟

سب نے کہا: ہاں۔

اس نے کہا: آدم نے اللہ سے کیا ہوا عہد توڑا تھا مگر اپنے رب کا کفر نہیں کیا تھا لیکن یہ لوگ اپنے رب اور اُس کے رسول سے کیا ہوا نہ صرف عہد توڑیں گے بلکہ یہ رسول کا انکار و کفر بھی کریں گے۔ پس جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو انھوں نے آپؐ کی مسند پر حضرت علی علیہ السلام کے غیر کو کھڑا کر دیا اور اس کے سر پر تاج حکومت سجا دیا اور منبر نصب کیا اور اُس کو آپؐ کے منبر پر بٹھا دیا اور اونٹ اور گھوڑے جمع کیے۔ پھر ابلیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: خوشیاں مناؤ کیونکہ اب خدا کی اطاعت نہیں ہوگی اس لیے کہ امام برحق کی امامت کو غصب کر لیا گیا ہے۔

اس کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت کی: ''اور تحقیق ابلیس کا گمان اُن کے بارے میں سچ ہوا۔ پس سب نے اس کی اطاعت کی سوائے مومنین کی ایک جماعت کے۔ (سباء: ۲۰)۔''

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس آیت کی تاویل رسول خداؐ کی رحلت کے بعد ظاہر ہوئی تھی اور شیطان کا گمان تھا جبکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ وہ اللہ کی طرف سے بول رہے ہیں تو شیطان نے ان کے بارے میں ایک شبہ سمجھا اور انہوں نے اس کے شبہ پر یقین کر لیا۔ [1]

بیان:

﴿دهاك أصابك أنت كنت لآدم يعني قدرت على إغوائه مع جلالة قدره و صلاحيته للاصطفاء فكيف لا تقدر على إغواء هؤلاء الذين ليسوا بتلك المثابة أحدهما لصاحبه يعني بهما الأولين و الأولوية جمع اللواء و الرجل بالتسكين جمع الراجل خلاف الفارس﴾

''دهاك'' اس نے تجھے مصیبت میں گرفتار کیا۔ ''انت کنت لادم'' تم تو وہی ہو جو آدم علیہ السلام کے لیے تھے، یعنی تجھے یہ قدرت حاصل تھی کہ ان کو اغواء کیا۔ حالانکہ وہ ایک جلیل القدر انسان اور اللہ تعالیٰ کے چُنے ہوئے تھے۔ پس یہ کیا سبب ہے کہ تو ان لوگوں کو اغواء کرنے کی قدرت نہیں رکھتا یہ منصب نہیں رکھتے۔'' احدھما

[1] بحار الانوار: ۲۸/۲۵۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۲۹۷ و ۱۲/۴۷۱ و ۱۰/۴۹۶؛ تاویل الآیات: ۴۶۴؛ تفسیر البرہان: ۴/۵۱۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۳۳۳ و ۵/۳۹۹ و ۱۴۷؛ غایۃ المرام: ۱/۳۰۸؛ تفسیر جابر الجعفی: ۶۷۵؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/۱۲؛ کشف المہم: ۲۰۰

الصاحبه'' ان دونوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا یعنی پہلے دونوں۔'' والالویة'' پرچم، یہ جمع ہے لوآء کی رجل سکون کے ساتھ جمع سے راجل کی، یہ بات فارسیوں کے خلاف ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

2/645 الکافی،۸/۳۴۳/۵۴۱ علی عن أبیه عن حماد بن عیسی عن الیمانی عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ اَلْهِلاَلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَانَ اَلْفَارِسِيَّ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ صَنَعَ اَلنَّاسُ مَا صَنَعُوا وَ خَاصَمَ أَبُو بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ اَلْجَرَّاحِ اَلْأَنْصَارَ فَخَصَمُوهُمْ بِحُجَّةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالُوا يَا مَعْشَرَ اَلْأَنْصَارِ قُرَيْشٌ أَحَقُّ بِالْأَمْرِ مِنْكُمْ لِأَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ قُرَيْشٍ وَ اَلْمُهَاجِرِينَ مِنْهُمْ إِنَّ اَللَّهَ تَعَالَى بَدَأَ بِهِمْ فِي كِتَابِهِ وَ فَضَّلَهُمْ وَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ سَلْمَانُ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ فَأَتَيْتُ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ يُغَسِّلُ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا صَنَعَ اَلنَّاسُ وَ قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ اَلسَّاعَةَ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَللَّهِ مَا يَرْضَى أَنْ يُبَايِعُوهُ بِيَدٍ وَاحِدَةٍ إِنَّهُمْ لَيُبَايِعُونَهُ بِيَدَيْهِ جَمِيعاً بِيَمِينِهِ وَ شِمَالِهِ فَقَالَ لِي يَا سَلْمَانُ هَلْ تَدْرِي مَنْ أَوَّلُ مَنْ بَايَعَهُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قُلْتُ لاَ أَدْرِي إِلاَّ أَنِّي رَأَيْتُ فِي ظُلَّةِ بَنِي سَاعِدَةَ حِينَ خَصَمَتِ اَلْأَنْصَارُ وَ كَانَ أَوَّلَ مَنْ بَايَعَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ وَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ اَلْجَرَّاحِ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ سَالِمٌ قَالَ لَسْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ هَذَا وَ لَكِنْ تَدْرِي أَوَّلَ مَنْ بَايَعَهُ حِينَ صَعِدَ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قُلْتُ لاَ وَ لَكِنِّي رَأَيْتُ شَيْخاً كَبِيراً مُتَوَكِّئاً عَلَى عَصَاهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ سَجَّادَةٌ شَدِيدُ اَلتَّشْمِيرِ صَعِدَ إِلَيْهِ أَوَّلَ مَنْ صَعِدَ وَ هُوَ يَبْكِي وَ يَقُولُ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ اَلَّذِي لَمْ يُمِتْنِي مِنَ اَلدُّنْيَا حَتَّى رَأَيْتُكَ فِي هَذَا اَلْمَكَانِ اُبْسُطْ يَدَكَ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعَهُ ثُمَّ نَزَلَ فَخَرَجَ مِنَ اَلْمَسْجِدِ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَلْ تَدْرِي مَنْ هُوَ قُلْتُ لاَ وَ لَقَدْ سَاءَتْنِي مَقَالَتُهُ كَأَنَّهُ شَامِتٌ بِمَوْتِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ ذَاكَ إِبْلِيسُ لَعَنَهُ اَللَّهُ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّ إِبْلِيسَ وَ رُؤَسَاءَ أَصْحَابِهِ شَهِدُوا نَصْبَ رَسُولِ

[1] مراۃ العقول:۲۶/۵۰۷؛البضاعۃ المزجاۃ:۴/۲۰۱

اَللّٰہِ صَلَّی اَللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہِ إِیَّایَ لِلنَّاسِ بِغَدِیرِ خُمٍّ بِأَمْرِ اَللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَخْبَرَهُمْ أَنِّي أَوْلَى بِهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ أَمَرَهُمْ أَنْ يُبَلِّغَ اَلشَّاهِدُ اَلْغَائِبَ فَأَقْبَلَ إِلَى إِبْلِيسَ أَبَالِسَتُهُ وَ مَرَدَةُ أَصْحَابِهِ فَقَالُوا إِنَّ هَذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ وَ مَعْصُومَةٌ وَ مَا لَكَ وَ لاَ لَنَا عَلَيْهِمْ سَبِيلٌ قَدْ أُعْلِمُوا إِمَامَهُمْ وَ مَفْزَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ فَانْطَلَقَ إِبْلِيسُ لَعَنَهُ اَللّٰہُ كَئِيباً حَزِيناً وَ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اَللّٰہِ صَلَّى اَللّٰہُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّهُ لَوْ قُبِضَ أَنَّ اَلنَّاسَ يُبَايِعُونَ أَبَا بَكْرٍ فِي ظُلَّةِ بَنِي سَاعِدَةَ بَعْدَ مَا يَخْتَصِمُونَ ثُمَّ يَأْتُونَ اَلْمَسْجِدَ فَيَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يُبَايِعُهُ عَلَى مِنْبَرِي إِبْلِيسُ لَعَنَهُ اَللّٰہُ فِي صُورَةِ رَجُلٍ شَيْخٍ مُشَمِّرٍ يَقُولُ كَذَا وَ كَذَا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَجْمَعُ شَيَاطِينَهُ وَ أَبَالِسَتَهُ فَيَنْخُرُ وَ يَكْسَعُ وَ يَقُولُ كَلاَّ زَعَمْتُمْ أَنْ لَيْسَ لِي عَلَيْهِمْ سَبِيلٌ فَكَيْفَ رَأَيْتُمْ مَا صَنَعْتُ بِهِمْ حَتَّى تَرَكُوا أَمْرَ اَللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ طَاعَتَهُ وَ مَا أَمَرَهُمْ بِهِ رَسُولُ اَللّٰہِ صَلَّى اَللّٰہُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

ترجمہ: سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے چلے گئے اور لوگوں نے وہ کیا جو کچھ بھی انہوں نے طے کیا تھا اور ابوبکر وعمر وابوعبیدہ بن جراح نے انصار سے محاکمہ کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس دلیل کے ساتھ جو مخصوص لوگ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھے ان کو محکوم کر دیا اور وہ دلیل یہ تھی کہ انہوں نے کہا: اے گروہ انصار! بے شک قریش تم سے امر خلافت میں زیادہ حق دار ہیں کیونکہ خدا نے اس کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے اور ان کو برتری دی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا: امام قریش سے ہوں گے۔

سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جب حضرت علی علیہ السلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دینے میں مشغول تھے تو میں ان کے پاس گیا اور ان کو اس ماجرا سے مطلع کیا اور میں نے کہا کہ ابھی تو اول نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر جگہ بنالی ہے اور خدا راضی نہیں ہے کہ لوگ ایک ہاتھ سے اس کی بیعت کریں بلکہ ہر ایک دونوں ہاتھوں دائیں اور بائیں سے اس کی بیعت کر رہا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے سلمان رضی اللہ عنہ! کیا تم جانتے ہو کہ پہلے جس شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر اس کی بیعت کی کون تھا؟

میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا لیکن اسی قدر کہ جو میں نے دیکھا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اس وقت کہ جب انصار مخاصمہ کرتے تھے اور سب سے پہلے جس نے اس کی بیعت کی وہ بشیر بن سعد اور ابوعبیدہ بن جراح اور ان کے

بعد عمر تھے اور پھر سالم نے اس کی بیعت کی۔
آپؑ نے فرمایا: ان کے متعلق میں نے تم سے نہیں پوچھا لیکن کیا تم جانتے ہو اس وقت کہ جب وہ منبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گیا تو پہلا شخص کون تھا جس نے اس کی بیعت کی تھی؟
میں نے عرض کیا: نہیں لیکن میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے عصا کا سہارا لیے ہوئے تھا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کے گہرے نشان تھے اور وہ پہلا شخص تھا جو منبر کے پاس اوپر گیا اور رویا اور کہا شکر ہے اس خدا کا کہ وہ مجھے اس دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ تمہیں اس جگہ پر دیکھا۔ تم اپنے ہاتھ کو کھولو۔ اول نے اپنے ہاتھ کو کھولا اور اس بوڑھے مرد نے اس طرح اس کی بیعت کی اور منبر سے نیچے آ گیا اور مسجد سے نکل گیا۔
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جانتے ہو کہ وہ کون تھا؟
میں نے عرض کیا: نہیں، لیکن اس کی بات سے مجھے دکھ ہوا کیونکہ وہ ان کی مثل تھا کہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت سے بہت ہی خوش ہو رہا تھا۔
آپؑ نے فرمایا: وہ شیطان لعنۃ اللہ تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی تھی کہ شیطان اور اس کے سردار اصحاب اس دن کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر مجھے حکم خدا سے لوگوں کے لیے منصوب فرمایا اور اپنے پاس رکھا تھا اس وقت جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ میں تمہارے نفسوں (جانوں) سے زیادہ تم پر حق دار ہوں تو ان کو حکم دیا تھا کہ جو حاضر ہیں وہ جو غائب ہیں اور حاضر نہیں ہیں ان تک پہنچا دیں۔
اس وقت شیطان اپنے پیروکاروں کے سامنے آیا اور ان سے کہا کہ یہ امت مرحومہ اور معصومہ ہے اور نہ تمہیں اور نہ ہمیں ان پر تسلط ہے اور اسے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امام اور پناہ گاہ جانتے ہیں۔ یہ وقت تھا کہ شیطان لعنہ اللہ افسردہ وغمناک ان کے پاس سے دور چلا گیا تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے کہ جب میں اس دنیا سے چلا جاوں گا تو لوگ مخاصمہ کے بعد ایک دوسرے کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں اول کی بیعت کریں گے اور یہاں سے مسجد میں جائیں گے اور پہلا شخص جو میرے منبر پر جائے گا اور اول کی بیعت کرے گا وہ شیطان ہوگا۔ وہ بوڑھے مرد کی شکل اور عبادت میں کوشش کرنے والے کی شکل میں اس جگہ پر جائے گا اور اس طرح اور اس طرح کہے گا۔ پھر یہاں سے باہر چلا جائے گا اور شیاطین اور اپنے پیروکاروں کے پاس واپس آئے گا اور اپنی ناک سے سوت کھینچے گا اور جست وخیز کرے گا اور پھر ان سے کہے گا کہ ہرگز تم نے جو خیال کیا ہے مجھے ان پر تسلط نہیں ہے۔ ابھی دیکھتے ہو کہ میں نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے

حکم کو ترک کر دیا اور اس (شیطان) کی اطاعت کی اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا تھا اس پر عمل نہ کیا۔ [1]

بیان:

﴿بحجة علي و هي تفضيل قريش و سيما المهاجرين منهم على غيرهم كما يفسره و التشمير رفع الثوب و إظهار التقشف و الشماتة إظهار الفرح ببلية العدو و النخير التصويب بالأنف و الكسع ضرب الدبر باليد أو بصدر القدم﴾

"بحجة علي" حضرت علیؑ کی حجیت کی وجہ سے، اس سے مراد تفضیل قریش ہے، خصوصاً ان میں سے مہاجرین کی فضیلت ان کے غیر پر جیسا کہ اس کی تفسیر بیان ہوتی۔ اور "التشمير" کپڑا اٹھا یعنی بدحالی کا اظہار۔ "الشماتة" دشمن کو برباد ہوتا دیکھ کر خوشی کا اظہار کرنا۔ "النخير" ناک سے آواز دینا۔ "الكسع" اپنے ہاتھ اور پاؤں سے دبر پر مارنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے [2] یا پھر حدیث حسن ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

3/646 الكافي،٨/٣٢/٢٣٠ الاثنان عن الوشاء عن أبان عن أبي هاشم قَالَ: لَمَّا أُخْرِجَ بِعَلِيٍّ عَلَيهِ اَلسَّلاَمُ خَرَجَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ وَاضِعَةً قَمِيصَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى رَأْسِهَا آخِذَةً بِيَدَيِ اِبْنَيْهَا فَقَالَتْ مَا لِي وَ مَا لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ تُرِيدُ أَنْ تُؤْتِمَ اِبْنَيَّ وَ تُرْمِلَنِي مِنْ زَوْجِي وَ اَللَّهِ لَوْ لاَ أَنْ تَكُونَ سَيِّئَةٌ لَنَشَرْتُ شَعْرِي وَ لَصَرَخْتُ إِلَى رَبِّي فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ اَلْقَوْمِ مَا تُرِيدُ إِلَى هَذَا ثُمَّ أَخَذَتْ بِيَدِهِ فَانْطَلَقَتْ بِهِ.

(ترجمہ) ابو ہاشم سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت علی علیہ السلام کو (گھر سے) باہر لایا گیا تو فاطمہ زہراء علیہا السلام بھی آپؑ کے پیچھے اس حالت میں باہر آئیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص کو اپنے سر پر رکھے ہوئے اور حسن و حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھیں اور فرماتی تھیں: مجھے تم سے کیا کام ہے؟ اے فلاں! چاہتے ہو کہ میرے بچوں کو یتیم کرو

---

[1] بحار الانوار: ۲۸/۲۶۱؛ اثبات الھداۃ: ۱/۲۶۵؛ کتاب سلیم بن قیس: ۲/۵۷۷؛ موسوعہ کلمات سیدتنا فاطمۃ الزہراؑ: ۳۳۷؛ الموسوعہ الکبری عن فاطمۃ الزہراؑ: ۱۰/۱۴۴؛ الاحتجاج: ۱/۲۰۴؛ الاوائل شوستری: ۳۷

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۵۰۶

[3] البضاعۃ المزجاۃ: ۴/۱۹۹

اور مجھے بے شوہر کرو؟ خدا کی قسم! اگر یہ کام برا نہ ہوتا تو میں اپنے سر کے بالوں کو کھول دیتی اور اپنے پروردگار کے دربار میں فریاد کرتی۔

ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: (اے فاطمہ علیہاالسلام)! آپ اس بات سے کیا چاہتی ہیں؟

پھر وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کے ساتھ چلی گئیں۔ [۱]

بیان:

﴿لما أخرج بعلی ع أخرجوه لیأخذوا منه البیعة لأبی بکر فإن أبی قتل تؤتم من الیتم ترملنی تجعلنی أرملة وھی من لا زوج لھا من النساء إلا ھذا یعنی علیا ع﴾

''لمّا اخرج بعلیّ علیہ السلام'' جب حضرت علیؑ کو باہر لایا گیا، یعنی لوگوں نے آپؑ کو باہر نکالا تاکہ وہ آپ سے اول کے لیے بیعت لے سکیں۔ اگر آپؑ انکار کرتے تو آپ کو شہید کر دیا جاتا۔ ''یوتم'' یتیم کر دیا جائے گا۔ ''ترملنی'' تو مجھے بیوہ کر دے گا۔ یعنی وہ خاتون جس کا شوہر نہ رہے۔ ''الاّ ھذا'' مگر یہ یعنی حضرت علیؑ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل علی التحقیق ہے اور الحسن ابن بنت الیاس بھی ثقہ جلیل ہیں (واللہ اعلم)

4/647 الکافی،۳۲۱/۲۳۸/۸ أبان عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اَلْعَزِیزِ عَنْ عَبْدِ اَلْحَمِیدِ اَلطَّائِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: وَ اَللَّهِ لَوْ نَشَرَتْ شَعْرَهَا مَاتُوا طُرّاً.

(ترجمہ) عبدالحمید طائی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! اگر فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا اپنے بالوں کو کھول دیتیں اور فریاد کرتیں تو تمام لوگ ایک جگہ پر ہی مر جاتے۔ [۳]

بیان:

﴿طرا جمیعا﴾

''طرّا'' تمام۔

---

[۱] بحارالانوار: ۲۸ / ۲۵۲؛ عوالم العلوم: ۱۱ / ۸۸۱؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲ / ۵۰؛ الکوثر موسوی: ۵ / ۳۴۲؛ الدمعۃ الساکبہ: ۱ / ۳۰۸؛ المجالس المرضیہ: ۱۰۸؛ موسوعہ شہادۃ المعصومینؑ: ۱ / ۱۶۴؛ ناسخ التواریخ: ۱۷ / ۷۹؛ المجالس الزاھرۃ: ۱۱۹

[۲] مراۃ العقول: ۲۶ / ۱۸۳

[۳] بحارالانوار: ۲۸/ ۲۵۲؛ الکوثر موسوی: ۵ / ۳۰۱؛ موسوعہ شہادۃ المعصومینؑ: ۱ / ۱۶۴؛ موسوعہ التاریخ الاسلامی یوسفی: ۴ / ۶۸۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲ / ۵۰؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ: ۱۱ / ۱۲۳

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند ضعیف ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ہے اور علی بن عبدالعزیز ثقہ علی التحقیق ہے اور امامی ہے البتہ مجہول بھی کہا گیا ہے مگر میرے نزدیک امامی ثقہ ہے (واللہ اعلم)

5/648 الكافى،١/٤٦٠/٥/١ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالاَ: إِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ لَمَّا أَنْ كَانَ مِنْ أَمْرِهِمْ مَا كَانَ أَخَذَتْ بِتَلاَبِيبِ عُمَرَ فَجَذَبَتْهُ إِلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ أَمَا وَ اَللَّهِ يَا اِبْنَ اَلْخَطَّابِ لَوْ لاَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُصِيبَ اَلْبَلاَءُ مَنْ لاَ ذَنْبَ لَهُ لَعَلِمْتَ أَنِّي سَأُقْسِمُ عَلَى اَللَّهِ ثُمَّ أَجِدُهُ سَرِيعَ اَلْإِجَابَةِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن محمد جعفی سے روایت ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام اور امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام دونوں نے فرمایا: جب فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے ساتھ لوگوں کا معاملہ ہوا تو اس وقت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فلاں کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور اس کو کھینچ کر فرمایا: اے فلاں کے بیٹے! اگر میں بے گناہوں پر آنے والے عذاب کو برا نہ سمجھتی ہوتی تو میں آج اللہ کو قسم دیتی اور تو جان لیتا کہ میری دعا کتنی جلدی قبول ہوتی ہے۔ [۲]

بیان:

''اخذت بتلابیب عمر'' آپؑ نے ثانی کا گریبان کھینچا یعنی آپؑ نے اس کی گردن کے پاس سے اس کے کپڑوں کو جکڑا۔ 'تلابیب' جمع ہے تلبیب کی، سینے پر ہار پڑنے کی جگہ یعنی گریبان۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۳]

6/649 الكافى،٨/٣٧٥/٥٦٤ حميد عن ابن سماعة عن الميثمى عن أبان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْمُفَضَّلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ إِلَى سَارِيَةٍ فِي اَلْمَسْجِدِ وَ هِيَ تَقُولُ وَ تُخَاطِبُ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ:

---

[۱] مراۃ العقول:۲۶/ ۱۸۳

[۲] بحارالانوار:۲۸/ ۲۵۰؛عوالم العلوم:۱۱/ ۸۸۳؛مسندالامام الباقرؑ:۲/ ۴۹؛الکوثر موسوی:۵/ ۳۰۱؛موسوعہ شہادۃ المعصومینؑ:۱/ ۱۶۵

[۳] مراۃ العقول:۵/ ۳۴۳

(ترجمہ) محمد بن مفضل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: فاطمہ زہراء علیہا السلام مسجد (نبوی) کے کنارے کے ایک ستون کے پاس آئیں اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا:

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ أَنْبَاءٌ وَ هَنْبَثَةٌ

آپؐ بعد قضیے اور اختلافات اور مشکلیں پیش آئی ہیں،

لَوْ كُنْتَ شَاهِدَهَا لَمْ يَكْثُرِ الْخَطْبُ

اگر آپؐ ہوتے تو یہ دشواریاں پیش نہ آتیں،

إِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْأَرْضِ وَابِلَهَا

ہم نے آپؐ کو کھودیا جیسے زمین بارش کے بغیر زندگی کھودیتی ہے،

وَاخْتَلَّ قَوْمُكَ فَاشْهَدْهُمْ وَلَا تَغِبْ.

اور آپؐ کی قوم کے کام مختل ہو گئے ہیں پس اُن کو دیکھیں اور غائب نہ ہوں۔ [1]

بیان:

﴿السارية الأسطوانة و الهنبثة بالنون و الباء الموحدة ثم الثاء المثلثة الأمر الشديد و الاختلاط في القول و الخطب الأمر صغر أو عظم و الوابل المطر﴾

''السّارية'' ستون۔ ''الهنبثه''، 'نون' اور 'باء' موحدہ کے ساتھ اور پھر ثاء مثلثہ کے ساتھ، مشکل کام اور بات چیت میں گڑبڑ۔ ''الخطب'' معاملہ چاہے چھوٹا یا بڑا۔ ''الوابل'' بارش۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2] یا پھر موثق ہونے کا احتمال ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث موثق ہے (واللہ اعلم)

7/650 الكافي،۵۴۳/۳۴۵/۸ محمد عن ابن عيسى عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ

---

[1] بحار الانوار: ۴۳/ ۱۹۵؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۸۰۲؛ قتیل العبرۃ: ۳۸۴؛ خطب سیدۃ النساء: ۱۶۵؛ احقاق الحق: ۲۵/ ۵۲۱؛ الموسوعہ الکبریٰ: ۱۳/ ۲۶۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۷/ ۱۱۴؛ الکوثر: ۶/ ۷/ ۱۳؛ موسوعہ العزیز: ۷/ ۱۰۶؛ تلخیص الشافی: ۱/ ۲۶۳؛ شرح ابن میثم: ۵/ ۱۰۶

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۵۶۳

[3] البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۳۲۹

أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَصْبَحَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَوْماً كَئِيباً حَزِيناً فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا لِي أَرَاكَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ كَئِيباً حَزِيناً فَقَالَ وَ كَيْفَ لاَ أَكُونُ كَذَلِكَ وَ قَدْ رَأَيْتُ فِي لَيْلَتِي هَذِهِ أَنَّ بَنِي تَيْمٍ وَ بَنِي عَدِيٍّ وَ بَنِي أُمَيَّةَ يَصْعَدُونَ مِنْبَرِي هَذَا يَرُدُّونَ اَلنَّاسَ عَنِ اَلْإِسْلاَمِ اَلْقَهْقَرَى فَقُلْتُ يَا رَبِّ فِي حَيَاتِي أَوْ بَعْدَ مَوْتِي فَقَالَ بَعْدَ مَوْتِكَ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ نے فرمایا: ایک دن رسول خداﷺ افسردہ اور غمگین تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے آپؐ سے عرض کیا: کیا بات ہے کہ میں آپﷺ کو افسردہ اور غمگین دیکھ رہا ہوں؟ آپؐ نے فرمایا: کیسے اداس نہ ہوں کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بنی تیم، بنی عدی اور بنی امیہ میرے منبر کے اوپر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو راہ راست سے ہٹاتے ہیں اور میں نے خواب میں عرض کیا: پروردگار! یہ واقعہ میری زندگی میں ہوگا یا میری رحلت کے بعد؟

خدا نے فرمایا: تیری رحلت کے بعد ہوگا۔ [1]

بیان:

﴿هذا الخبر مما روته العامة أيضا إلا أنهم حذفوا منه لفظتي بني تيم و بني عدي و تيم جد الأول و عدي جد الثاني و إنما أرى ص رد الناس عن الإسلام القهقرى لأن الناس كانوا يظهرون الإسلام و كانوا يصلون إلى القبلة و مع هذا كانوا يخرجون من الإسلام شيئا فشيئا كالذي يرتد عن الصراط السوي القهقرى و يكون وجهه إلى الحق حتى إذا بلغ غاية سعيه رأى نفسه في الجحيم﴾

یہ وہ حدیث ہے جس کا عامہ نے بھی بیان کیا ہے مگر یہ کہ انہوں نے اس میں سے دو لفظوں کو حذف کر دیا۔

① بنی تیم ② بنی عدی۔

تیم اوّل کا جد ہے اور عدی ثانی کا جد ہے۔

بیشک رسول خداﷺ نے دیکھا کہ لوگ اسلام سے منہ موڑ کر پچھلے پاؤں لوٹ رہے تھے کیونکہ یہ اسلام کو ظاہر کرتے تھے۔ حالانکہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز بھی پڑھتے تھے۔ اس کے باوجود بھی وہ اسلام کی ہر چیز سے باہر نکل گئے گویا کہ وہ سیدھے راستے سے منہ موڑ کر الٹے پاؤں لوٹ گئے۔ اس کا چہرہ حق کی طرف رہا یہاں تک کہ وہ اپنی غرض و غایت تک پہنچا اور اس نے اپنے آپ کو جہنم میں دیکھا۔

---

[1] بحارالانوار:۵۸/۱۶۸و۲۸/۲۵۷؛ اثبات الهداة:۱/۲۶۵؛ تفسیر الصافی:۳/۲۰۰؛ نورالانوار:۱۶/ شرح الصحیفہ:۶۹؛ مسند الامام الصادقؑ:۱۱/۵۱۹ ؛ تفسیر الآصفی:۱/۶۸۶؛ الشیعہ والرجعہ:۷/۴۰۷؛ دارالاسلام نور:۱/۴۷؛ المجالس المرضیہ:۱۰۰؛ لوامع الانوار:۹۵

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ علی بن حدید ثقہ علی التحقیق ہے اگرچہ شیخ کے نزدیک ضعیف ہے مگر تفسیر القمی اور کامل الزیارات کا راوی جو توثیق ہے لہٰذا ہمارے نزدیک توثیق راجح ہے (واللہ اعلم)

8/651 الکافی،۸/۲۲۲/۲۸۰ سهل عن محمد بن عبد الحمید عن یونس عن علی بن عیسی القماط عن عمه قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: هَبَطَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَئِيبٌ حَزِينٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ مَا لِي أَرَاكَ كَئِيباً حَزِيناً فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ اَللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ وَ مَا اَلَّذِي رَأَيْتَ قَالَ رَأَيْتُ بَنِي أُمَيَّةَ يَصْعَدُونَ اَلْمَنَابِرَ وَ يَنْزِلُونَ مِنْهَا قَالَ وَ اَلَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيّاً مَا عَلِمْتُ بِشَيْءٍ مِنْ هَذَا وَ صَعِدَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى اَلسَّمَاءِ ثُمَّ أَهْبَطَهُ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ بِآيٍ مِنَ اَلْقُرْآنِ يُعَزِّيهِ بِهَا قَوْلِهِ (أَ فَرَأَيْتَ إِنْ مَتَّعْنٰاهُمْ سِنِينَ ثُمَّ جٰاءَهُمْ مٰا كٰانُوا يُوعَدُونَ مٰا أَغْنىٰ عَنْهُمْ مٰا كٰانُوا يُمَتَّعُونَ) وَ أَنْزَلَ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: (إِنّٰا أَنْزَلْنٰاهُ فِي لَيْلَةِ اَلْقَدْرِ وَ مٰا أَدْرٰاكَ مٰا لَيْلَةُ اَلْقَدْرِ لَيْلَةُ اَلْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ) لِلْقَوْمِ فَجَعَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَيْلَةَ اَلْقَدْرِ لِرَسُولِهِ خَيْراً مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ.

(ترجمہ) علی بن عیسیٰ قماط نے اپنے چچا سے روایت کیا، اس کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: رسول خداؐ نے خواب میں دیکھا کہ بنوامیہ میرے بعد میرے منبر پر چڑھے ہوئے ہیں اور وہ لوگوں کو زبردستی راہ حق سے روک رہے ہیں۔ پس آپؐ صبح بیدار ہوئے تو آپؐ بہت غمزدہ و پریشان تھے۔ حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے تو آپؐ نے ان سے فرمایا: میں نے رات خواب میں بنوامیہ کو دیکھا ہے جو میرے بعد میرے منبر پر چڑھے ہوئے ہیں اور زبردستی لوگوں کو راہ حق سے گمراہ کر رہے ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو برحق مبعوث فرمایا ہے! میں اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں رکھتا۔

پس وہ اسی وقت آسمان کی طرف گئے اور کچھ دیر بعد یہ آیات لے کر نازل ہوئے: ''کیا آپؐ نے دیکھا کہ اگر ہم ان کو برسوں کا سامان زندگی دے دیں اور پھر بھی ہمارا عذاب ان پر نازل ہوجائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا

---

[۱] مراۃ العقول:۲۶/۵۰۸؛ البضاعۃ المزجاۃ:۴/۲۰۲

ہے تو جو سامان ان کو دیا گیا ہے وہ ان کو ہمارے عذاب سے بچا نہیں سکے گا۔ (الشعراء: ۲۰۵-۲۰۷)۔"
اور ساتھ ہی سورہ قدر لے کر نازل ہوئے: "یقیناً ہم نے اسے قدر والی رات میں نازل کیا اور تم کیا جانو کہ قدر والی رات کیا ہے؟ قدر والی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔" یہ لوگوں کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں لیلۃ القدر کو اپنے نبیؐ کے لیے قرار دیا ہے اور یہ ایک لیلۃ القدر بنی امیہ کی ہزار ماہ کی حکومت سے افضل ہے۔ [1]

بیان:

﴿قد حوسب ملك بني أمية فكان ألف شهر من دون زيادة يوم ولا نقصان يوم وهذا من جملة أخباره ص بالغيب﴾
بیشک بنو امیہ کی حکومت کا حساب لگایا گیا تو وہ پورے ایک ہزار مہینے ہوئے نہ زیادہ نہ کم۔ یہ وہ جملہ ہے جو آپؐ کی غیب کی خبروں میں موجود ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث علی بن عیسی کی وجہ سے مجہول ہے ورنہ سہل ثقہ ہے (واللہ اعلم)

9/652 الکافی،۸/۳۵۴/۵۴۴ جميل عن زرارة عَنْ أَحَدِهِمَا عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَوْ لاَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ مُحَمَّداً اِسْتَعَانَ بِقَوْمٍ حَتَّى إِذَا ظَفِرَ بِعَدُوِّهِ قَتَلَهُمْ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَ قَوْمٍ كَثِيرٍ.

ترجمہ: اماموںؑ میں سے ایک امامؑ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اسے اچھا نہ سمجھتا ہوتا تو کہا جاتا کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کی مدد لی یہاں تک کہ جب اپنے دشمنوں پر فتح پالی تو ان کو قتل کیا، میں بہت سے اکثر کی گردنیں اڑا دیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور علی بن حدید ثقہ علی التحقیق ہے (واللہ اعلم)

10/653 الکافی،۸/۱۰۳/۷۸ الاثنان عن أبان عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ أَنَّهُمَا قَالاَ: إِنَّ

---

[1] تفسیر البرہان: ۴/۱۸۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۳۶۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۶۲۱؛ اثبات الھداۃ: ۱/۲۴۹؛ الشیعہ والرجعہ: ۴۰۷؛ قدوۃ التفاسیر: ۳/۵۳۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱۱/۵۲۰؛ مسند سہل بن زیاد: ۴/۲۴۲

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۱۴۸

[3] وسائل الشیعہ: ۲۸/۳۳۳؛ بحار الانوار: ۲۲/۱۴۱؛ آیات الولایۃ فی القرآن مکارم: ۲۳۹/ المجالس المرضیہ: ۱۰۰

[4] مراۃ العقول: ۲۶/۵۰۸؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/۲۰۲

اَلنَّاسَ لَمَّا كَذَّبُوا بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَمَّ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بِهَلاَكِ أَهْلِ اَلْأَرْضِ إِلاَّ عَلِيّاً فَمَا سِوَاهُ بِقَوْلِهِ (فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمٰا أَنْتَ بِمَلُومٍ) ثُمَّ بَدَا لَهُ فَرَحِمَ اَلْمُؤْمِنِينَ ثُمَّ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: (وَ ذَكِّرْ فَإِنَّ اَلذِّكْرىٰ تَنْفَعُ اَلْمُؤْمِنِينَ).

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امامینؑ میں سے ایک امامؑ نے فرمایا: جب لوگوں نے رسول خداؐ کو جھٹلایا تو خدا نے ارادہ کیا کہ سوائے حضرت علی علیہ السلام کے اہل زمین کو ہلاک کر دے اور اپنے قول میں اسے بیان فرمایا: ''اب تم منہ پھیر لو کہ تم پر کوئی ملامت نہیں۔(ذرایات: ۵۴)۔'' پھر بداء واقع ہوا پس اس نے مومنین پر رحم فرمایا۔ پھر اپنے نبیؐ سے یہ ارشاد فرمایا: ''اور نصیحت کیے جاو کہ نصیحت مومنوں کو یقیناً نفع دے گی۔(الذرایات: ۵۵)۔''[1]

بیان:

﴿تكذيبهم به إشارة إلى قولهم إنه ينطق عن الهوى في نصبه ابن عمه و كأن المراد بما سواه أهل البيت ع﴾

ان لوگوں کا آپؐ کا جھٹلانا اشارہ ہے ان کی اس بات کی طرف کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ آپؐ نے اپنی مرضی سے اپنے چچا کے بیٹے کو منتخب فرمایا ہے (معاذ اللہ)۔ گویا کہ ان کی یہ مراد اہلبیتؑ کے علاوہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کا صحیح ہے کیونکہ معلی ثقہ جلیل ثابت ہے اور اس کی تصنیف سہو ہے (واللہ اعلم)

11/654 الكافي،۱/۲۸/۵۴۵/۴ العدة عن سهل عن ابن فضال عَنْ سُفْيَانَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلْجَرِيرِيِّ عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ اَلْحَصِيرَةِ اَلْأَسَدِيِّ (اَلْأَزدی) عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كُنْتُ دَخَلْتُ مَعَ أَبِي اَلْكَعْبَةَ فَصَلَّى عَلَى اَلرُّخَامَةِ اَلْحَمْرَاءِ بَيْنَ اَلْعَمُودَيْنِ فَقَالَ فِي هَذَا اَلْمَوْضِعِ تَعَاقَدَ اَلْقَوْمُ إِنْ مَاتَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَوْ قُتِلَ أَلاَّ يَرُدُّوا هَذَا اَلْأَمْرَ فِي أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ أَبَداً قَالَ قُلْتُ وَ مَنْ كَانَ قَالَ كَانَ اَلْأَوَّلُ وَ اَلثَّانِي وَ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ اَلْجَرَّاحِ وَ سَالِمُ بْنُ اَلْحَبِيبَةِ.

---

[1] المناقب: ۲/۸؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۲/۴۳۳؛ بحارالانوار: ۱۸/۲۱۳ و ۳۸/۲۳۲؛ تفسیر البرہان: ۵/۱۷۰؛ تفسیر نورالثقلین: ۵/۱۳۱؛ عقود المرجان: ۴/۵۹۷؛ مسند ابی بصیر: ۱/۲۵۹

[2] مراۃ العقول: ۲۵/۲۵۲؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۱۷۷

(ترجمہ) حارث بن حصیرہ اسدی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنے والدؑ کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوا تو انھوں نے دونوں ستونوں کے درمیان رخامۃ الحمراء پر نماز پڑھی اور فرمایا: یہی وہ جگہ ہے جہاں قوم نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے چلے جائیں تو امر خلافت کو ہرگز اہل بیت میں سے کسی کی طرف نہ جانے دیں گے۔ میں نے عرض کیا: وہ کون لوگ تھے؟

آپؑ نے فرمایا: اوّل وثانی اور ابوعبیدہ بن جراح اور سالم بن حبیبہ۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور رہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث سفیان کی وجہ سے مجہول ہے ورنہ سہل ثقہ ہے (واللہ اعلم)

12/655 الکافی،۱/۲/۵۶۶/۴ محمد عن محمد بن الحسین التھذیب،۱/۶۶/۲۶۳/۳ محمد بن أحمد عن محمد بن الحسین عن الحجال عن عبد الصمد بن بشیر عن الفقیہ،۳۱۴۴/۵۵۹/۲ حسان الجمال قَالَ: حَمَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَلَمَّا اِنْتَهَيْنَا إِلَى مَسْجِدِ اَلْغَدِيرِ نَظَرَ إِلَى مَيْسَرَةِ اَلْمَسْجِدِ فَقَالَ ذَلِكَ مَوْضِعُ قَدَمِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَيْثُ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى اَلْجَانِبِ اَلْآخَرِ فَقَالَ ذَلِكَ مَوْضِعُ فُسْطَاطِ أَبِي فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ وَ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَ أَبِي عُبَيْدَةَ اَلْجَرَّاحِ فَلَمَّا أَنْ رَأَوْهُ رَافِعاً يَدَيْهِ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوا إِلَى عَيْنَيْهِ تَدُورُ كَأَنَّهُمَا عَيْنَا مَجْنُونٍ فَنَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِهَذِهِ اَلْآيَةِ: (وَ إِنْ يَكٰادُ اَلَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصٰارِهِمْ لَمّٰا سَمِعُوا اَلذِّكْرَ وَ يَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ وَ مٰا هُوَ إِلاّٰ ذِكْرٌ لِلْعٰالَمِينَ).

الفقیہ التھذیب ثُمَّ قَالَ: يَا حَسَّانُ لَوْ لاَ أَنَّكَ جَمَّالِي لَمَا حَدَّثْتُكَ بِهَذَا اَلْحَدِيثِ.

(ترجمہ) حسّان جمّال سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے کرایہ کے اونٹ پر مدینہ سے مکہ جانے کے لیے بٹھایا۔ جب ہم لوگ مسجد غدیر پر پہنچے تو آپؑ نے مسجد کے بائیں طرف نظر ڈالی اور فرمایا: یہی وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا: میں جس کا مولا ہوں، اس کا علیؑ مولا ہے۔

پھر دوسری جانب نظر ڈالی اور فرمایا: یہ وہ جگہ ہے جہاں منافقین کے خیمے اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ وابی عبیدہ جراح

---

[1] بحار الانوار:۲۸/۸۵ و۳۱/۶۳۲؛ وسائل الشیعہ:۱۳/۲۷۸ (مختصراً)؛ مسند سہل بن زیاد:۵/۳۴۶؛ السیرۃ النبویۃ بنظر اہل البیتؑ:۳/۲۴۰

[2] مراۃ العقول:۱۸/۲۵۳

کے خیمے تھے۔ جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں پر بلند کیے ہوئے ہیں تو ان میں سے کسی نے کہا: ذرا ان کی آنکھوں کو تو دیکھو، اس طرح گردش کر رہی ہیں جیسے کسی مجنون کی آنکھیں ہوں۔ پس حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے: ''اور یہ جھٹلانے والے جب ذکر کو سنتے ہیں تو کہتے ہیں یہ شخص تو مجنون و پاگل ہے مگر وہ تو ذکر ہے سارے جہانوں کے لئے۔ (القلم: ۵۱،۵۲)۔''

پھر فرمایا: اے حسان! اگر تم میرے جمال نہ ہوتے تو میں تمہیں یہ بات نہ بتاتا۔ [۱]

بیان:

أبي فلان و فلان كناية عن أبي بكر و عمر و أورد في الفقيه المنافقين مكان أبي فلان و فلان

ابی فلاں وفلاں کنایہ ہے اول اور ثانی سے جیسا کہ کتاب 'من لایحضرہ الفقیہ' میں وارد ہوا ہے کہ وہاں ابی فلاں و فلاں کی جگہ منافقین یعنی دو منافق درج ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۲]

13/656 الكافي،۸/۱۷۹/۲۰۲ علی بن محمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (مٰا يَكُونُ مِنْ نَجْوىٰ ثَلاٰثَةٍ إِلاّٰ هُوَ رٰابِعُهُمْ وَ لاٰ خَمْسَةٍ إِلاّٰ هُوَ سٰادِسُهُمْ وَ لاٰ أَدْنىٰ مِنْ ذٰلِكَ وَ لاٰ أَكْثَرَ إِلاّٰ هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مٰا كٰانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمٰا عَمِلُوا يَوْمَ اَلْقِيٰامَةِ إِنَّ اَللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ) قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ اَلْآيَةُ فِي فُلاَنٍ وَ فُلاَنٍ وَ أَبِي عُبَيْدَةَ اَلْجَرَّاحِ وَ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَ سَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَ اَلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ حَيْثُ كَتَبُوا اَلْكِتَابَ بَيْنَهُمْ وَ تَعَاهَدُوا وَ تَوَافَقُوا لَئِنْ مَضَى مُحَمَّدٌ لاَ تَكُونُ اَلْخِلاَفَةُ فِي بَنِي هَاشِمٍ وَ لاَ اَلنُّبُوَّةُ أَبَداً فَأَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِيهِمْ هَذِهِ اَلْآيَةَ قَالَ قُلْتُ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَمْ أَبْرَمُوا أَمْراً فَإِنّٰا مُبْرِمُونَ ۔ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنّٰا لاٰ نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰاهُمْ بَلىٰ وَ رُسُلُنٰا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ) قَالَ وَ هَاتَانِ اَلْآيَتَانِ نَزَلَتَا فِيهِمْ ذَلِكَ اَلْيَوْمَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَعَلَّكَ تَرَى أَنَّهُ كَانَ يَوْمٌ يُشْبِهُ يَوْمَ كَتْبِ اَلْكِتَابِ إِلاَّ يَوْمَ قَتْلِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هَكَذَا كَانَ فِي

---

[۱] بحارالانوار: ۳۷/ ۱۷۲ و ۹۷/ ۲۲۵؛ عوالم العلوم: ۱۵/ ۱۴۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۹۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۳۹۶؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۴۶۴؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۲۱۶؛ شرح الاخبار: ۱/ ۲۴۰؛ کشف المہم: ۱۷۰؛ عقود المرجان: ۵/ ۱۹۹؛ موسوعہ الشہید الاول: ۷/ ۵۷

[۲] مراۃ العقول: ۱۸/ ۲۸۳؛ روضۃ المتقین: ۵/ ۳۱۶؛ لوامع صاحبقرانی: ۸/ ۴۷۵؛ ملاذ الاخیار: ۵/ ۴۹۹

سَابِقِ عِلْمِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ اَلَّذِي أَعْلَمَهُ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ إِذَا كُتِبَ اَلْكِتَابُ قُتِلَ اَلْحُسَيْنُ وَ خَرَجَ اَلْمُلْكُ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَقَدْ كَانَ ذَلِكَ كُلُّهُ قُلْتُ (وَ إِنْ طٰائِفَتٰانِ مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ اِقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمٰا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدٰاهُمٰا عَلَى اَلْأُخْرىٰ فَقٰاتِلُوا اَلَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلىٰ أَمْرِ اَللّٰهِ فَإِنْ فٰاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمٰا بِالْعَدْلِ) قَالَ اَلْفِئَتَانِ إِنَّمَا جَاءَ تَأْوِيلُ هَذِهِ اَلْآيَةِ يَوْمَ اَلْبَصْرَةِ وَ هُمْ أَهْلُ هَذِهِ اَلْآيَةِ وَ هُمُ اَلَّذِينَ بَغَوْا عَلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَكَانَ اَلْوَاجِبَ عَلَيْهِ قِتَالُهُمْ وَ قَتْلُهُمْ حَتَّى يَفِيئُوا إِلَى أَمْرِ اَللَّهِ وَ لَوْ لَمْ يَفِيئُوا لَكَانَ اَلْوَاجِبَ عَلَيْهِ فِيمَا أَنْزَلَ اَللَّهُ أَنْ لاَ يَرْفَعَ اَلسَّيْفَ عَنْهُمْ حَتَّى يَفِيئُوا وَ يَرْجِعُوا عَنْ رَأْيِهِمْ لِأَنَّهُمْ بَايَعُوا طَائِعِينَ غَيْرَ كَارِهِينَ وَ هِيَ اَلْفِئَةُ اَلْبَاغِيَةُ كَمَا قَالَ اَللَّهُ تَعَالَى فَكَانَ اَلْوَاجِبَ عَلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ يَعْدِلَ فِيهِمْ حَيْثُ كَانَ ظَفِرَ بِهِمْ كَمَا عَدَلَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي أَهْلِ مَكَّةَ إِنَّمَا مَنَّ عَلَيْهِمْ وَ عَفَا وَ كَذَلِكَ صَنَعَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِأَهْلِ اَلْبَصْرَةِ حَيْثُ ظَفِرَ بِهِمْ مِثْلَ مَا صَنَعَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِأَهْلِ مَكَّةَ حَذْوَ اَلنَّعْلِ بِالنَّعْلِ قَالَ قُلْتُ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ اَلْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوىٰ) قَالَ هُمْ أَهْلُ اَلْبَصْرَةِ هِيَ اَلْمُؤْتَفِكَةُ قُلْتُ (وَ اَلْمُؤْتَفِكٰاتِ أَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰاتِ) قَالَ أُولَئِكَ قَوْمُ لُوطٍ اِئْتَفَكَتْ عَلَيْهِمُ اِنْقَلَبَتْ عَلَيْهِمْ.

ترجمہ ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق پوچھا: ''کسی راز میں تین ایسے شریک نہیں ہوتے کہ وہ خود ان کا چوتھا نہ ہو اور نہ پانچ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ان کا چھٹا نہ ہو اور نہ اس سے کم ہوتے ہیں نہ اس سے زیادہ مگر یہ کہ جہاں کہیں بھی وہ ہوں وہ خود ان کے پاس ہوتا ہے پھر جو کچھ بھی وہ کر چکے ہیں قیامت کے دن وہ ان کو جتلائے گا بے شک خدا ہر بات کا جاننے والا ہے۔(المجادلہ:۷)۔''

آپؑ نے فرمایا: یہ آیت فلاں اور فلاں اور ابوعبیدہ بن جراح اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سالم مولی ابوحذیفہ اور مغیرہ بن شعبہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ انہوں نے اپنے باہمی مشورہ سے ایک نوشتہ لکھا تھا اور آپس میں اس کا پختہ عہد کر لیا تھا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو ہم بنی ہاشم میں نبوت وخلافت کو ہرگز جمع نہ ہونے دیں گے۔ پس خدا نے اس آیت کو نازل کیا: ''آیا انہوں نے کسی بات کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو ہم بھی پکا ارادہ کرنے والے ہیں یا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کے راز کو اور خفیہ باتوں کو سنتے نہیں (ہم) ضرور (سنتے ہیں)

اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کے پاس لکھتے جاتے ہیں۔(الزخرف:۷۹،۸۰)۔"
میں نے عرض کیا: یہ دونوں آیتیں بھی ان ہی کے بارے میں اسی دن نازل ہوئی تھیں؟
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: شاید تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ دن جس دن امام حسین علیہ السلام قتل ہوئے (وہ) اس دن کی طرح (شوم) تھا جس دن ان لوگوں کے درمیان یہ نوشتہ لکھا گیا تھا؟ اور اس طرح یہ خدا کے علم میں پہلے سے تھا اور خدا نے بھی اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے آگاہ بھی کیا تھا کہ یہ نوشتہ لکھا جائے تو حسین علیہ السلام قتل ہوں گے اور زمام داری اور حکومت بنی ہاشم کے ہاتھ سے نکل جائے گی اور تمام کا تمام یہی ہوا۔
میں نے عرض کیا: اس آیت کی تفسیر کیا ہے جس میں خدا فرماتا ہے: "اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان کے مابین صلح کرادو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلے کی طرف رجوع کرے انصاف سے ان دونوں کے مابین اصلاح کرو عدل کے ساتھ۔(الحجرات:۹)۔"
آپؑ نے فرمایا: ان دو گروہوں سے مراد مسلمان ہیں اور اس آیت کی تاویل جنگ بصرہ (جنگ جمل) سے ظاہر ہوئی اور اس آیت کے اہل یہی تھے اس لیے کہ وہ لوگ جناب امیر المومنین علیہ السلام کا اہل بصرہ سے لڑنا اور ان کو قتل کرنا ضروری تھا کہ وہ لوگ حکم خدا کی طرف لوٹ آئیں اور اگر وہ حکم خدا کی طرف رجوع نہ کرتے تو امیر المومنین علیہ السلام پر ان لوگوں کے قتل میں تلوار نہ روکنا اس حد تک لازم تھا کہ وہ لوگ اپنی اپنی رائیوں اور ذاتی نظریہ سے عدول کر کے خدا کی طرف رجوع کر لیتے کیونکہ وہ لوگ اوّل تو امیر المومنین علیہ السلام کی رغبت کے ساتھ بیعت کر چکے تھے پھر باغی ہو گئے تھے اور انہوں نے تجاوز کیا تھا اور خدا کا حکم بھی تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام پر یہ بھی واجب تھا کہ اہل بصرہ پر جب فتح حاصل ہو جائے تو آپؑ موافق حکم خدا ان لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف کا برتاؤ کریں جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح کے بعد اہل مکہ پر احسان کیا اور ان کی خطائیں بخش دیں بعینہ یہی برتاوے کم وکاست امیر المومنین علیہ السلام نے بصرہ والوں سے کیا۔

میں نے عرض کیا: اس آیت کی تفسیر کیا ہے۔"اور الٹی ہوئی بستیوں کو اسی نے پٹخا۔(النجم:۵۳)۔"
آپؑ نے فرمایا: یہ لوگ بھی اہل بصرہ کے ہیں اور الٹی ہوئی بستی اسی بصرہ سے مربوط ہے۔
میں نے عرض کیا: اس آیت کا کیا مطلب ہے: "اور الٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والوں کے پاس ان کے رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے۔(توبہ:۷۰)۔"
آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد قوم لوط ہے اور ان کی بستیاں ہیں جو الٹ دی گئی تھیں اور ان کا اوپر کا حصہ نیچے اور

نیچے کا حصہ اوپر ہو گیا تھا۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق علی الاظہر ہے [۲] یا پھر حدیث ضعیف ہے [۳]

14/657 الکافی،۲۶۴/۲۱۶/۸ العدۃ عن سهل عن البزنطی عن أبان عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا حَفَرَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْخَنْدَقَ مَرُّوا بِكُدْيَةٍ فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْمِعْوَلَ مِنْ يَدِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَوْ مِنْ يَدِ سَلْمَانَ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ فَضَرَبَ بِهَا ضَرْبَةً فَتَفَرَّقَتْ بِثَلاَثِ فِرَقٍ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَقَدْ فُتِحَ عَلَيَّ فِي ضَرْبَتِي هَذِهِ كُنُوزُ كِسْرَى وَ قَيْصَرَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ يَعِدُنَا بِكُنُوزِ كِسْرَى وَ قَيْصَرَ وَ مَا يَقْدِرُ أَحَدُنَا أَنْ يَخْرُجَ يَتَخَلَّى.

(ترجمہ) ابان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس وقت (جنگ خندق میں) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کو کھودا تو سلمان رضی اللہ عنہ کو ایک سخت پتھر ملا (کہ اس کا توڑنا ان کے لئے انتہائی مشکل ہوا)۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہتھوڑے کو امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ سے یا سلمان کے ہاتھ سے لیا اور اس پتھر پر ضربیں ماریں تو وہ تین ٹکڑے ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ضرب جو میں نے ماری ہے تو خزانہ بادشاہ ایران وروم میرے لیے فتح ہو گیا ہے۔ ان دو میں سے ایک (اوّل یا دوم) نے اپنے رفیق سے کہا: یہ ہم سے خزانہ ایران و روم کا وعدہ کرتا ہے جب کہ ہم قادر نہیں ہیں کہ قضائے حاجت کے لئے یہاں سے دور جائیں۔ [۴]

بیان:

﴿الكدية بالضم و الدال المهملة و الياء المثناة التحتانية الصخرة العظيمة الشديدة و الأرض الصلبة بين الحجارة و الطين و المعول الفأس العظيمة التی ينقر بها الصخر﴾

---

[۱] تاویل الآیات: ۶۴۶؛ بحارالانوار: ۲۸ / ۱۲۳ و ۲۴ / ۳۶۵؛ تفسیر البرہان: ۵ / ۱۰۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۵ / ۸۵؛ مستدرک الوسائل: ۱۱ / ۶۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲ / ۳۳۲؛ تفسیر الصافی: ۵ / ۵۱؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۳ / ۱۰۶۵؛ مسند ابوبصیر: ۱ / ۳۱۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷ / ۵۴۶؛ اللوامع النورانیہ: ۶۶۳

[۲] مراۃ العقول: ۶۲/۷۰

[۳] البضاۃ المزجاۃ: ۲ / ۵۹۸

[۴] بحارالانوار: ۲۰ / ۲۷۰؛ اثبات الهداۃ: موسوعہ التاریخ الاسلامی یوسفی: ۲ / ۵۷۴؛ الصحیح من سیرۃ النبیؐ: ۱۰ / ۲۶۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰ / ۴۱۶

''الکدیۃ'' ضمہ کے ساتھ۔ دال مہملہ اور یاء منشناء تحتانیہ، بڑا اور ٹھوس پتھر اور مٹی اور پتھروں کے درمیان سخت زمین۔ ''المعول'' بڑا (کلہاڑا یا) ہتھوڑا جس سے پتھروں کو توڑا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے (واللہ اعلم)

15/658 الکافی،۲۱۶/۱۸۹/۸ محمد عن أحمد عن الحسین عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ سَدِيرٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَذَكَرْنَا مَا أَحْدَثَ اَلنَّاسُ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَاسْتِذْلاَلَهُمْ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ اَلْقَوْمِ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ فَأَيْنَ كَانَ عِزُّ بَنِي هَاشِمٍ وَ مَا كَانُوا فِيهِ مِنَ اَلْعَدَدِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ إِنَّمَا كَانَ جَعْفَرٌ وَ حَمْزَةُ فَمَضَيَا وَ بَقِيَ مَعَهُ رَجُلاَنِ ضَعِيفَانِ ذَلِيلاَنِ حَدِيثَا عَهْدٍ بِالْإِسْلاَمِ عَبَّاسٌ وَ عَقِيلٌ وَ كَانَا مِنَ اَلطُّلَقَاءِ أَمَا وَ اَللَّهِ لَوْ أَنَّ حَمْزَةَ وَ جَعْفَراً كَانَا بِحَضْرَتِهِمَا مَا وَصَلاَ إِلَى مَا وَصَلاَ إِلَيْهِ وَ لَوْ كَانَا شَاهِدَيْهِمَا لَأَتْلَفَا نَفْسَيْهِمَا.

(ترجمہ) سدیر سے روایت ہے کہ ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھے اور وہ واقعات درمیان میں آ گئے جو لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کیے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام کو تنہا چھوڑ دیا تھا۔ پس ایک شخص جو وہاں موجود تھا اس نے عرض کیا: خدا آپؑ پر رحمت نازل کرے! اس وقت جب کہ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کو تنہا چھوڑ دیا تو بنی ہاشم کی عزّت اور جمعیت کو کیا ہو گیا تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: بنی ہاشم سے کون سا فرد اپنی جگہ پر قائم تھا؟ بنی ہاشم کے بہادر مرد جعفرؑ اور حمزہؑ تھے جو اس دنیا سے چلے گئے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کے لیے بنی ہاشم سے دو آدمی ناتواں اور زبوں حال نئے مسلمان یعنی عباس و عقیل ہی ہوئے تھے کہ یہ دونوں طلقا (آزاد شدہ مکہ) سے تھے۔ خدا کی قسم! اگر حمزہؑ و جعفرؑ زندہ ہوتے تو یہ دو شخص جو خلافت کی آرزو لیے ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے سر پر کر لی تھی، یہ کبھی نہ لے سکتے اور اگر وہ دو ان کے ان کاموں کا مشاہدہ کرتے جو ان دونوں نے کیے ہیں تو وہ ان کو زندہ نہ چھوڑتے۔ [2]

[1] مراۃ العقول:۲۶/۱۳۹

[2] بحار الانوار:۲۸/۲۵۱؛ سفینۃ البحار:۲/۴۳۶؛ مسند الامام الباقرؑ:۲/۸۱؛ الشہاب الثاقب فی بیان معنی الناصب بحرانی:۲۱۹

بیان:

﴿من کان بقی استفهام إنکار و الطلقاء هم الذین خلی عنهم یوم بدر و أطلقهم فلم یسترقهم واحدهم طلیق فعیل بمعنی مفعول و هو الأسیر إذا أطلق سبیله و المجرور فی بحضرتهما و شاهدیهما للأولین و کذا المرفوع فی کلی وصلا﴾

''من کان بقی'' کون باقی رہا یہ استفہام انکاری ہے۔''الطلقآء'' وہ لوگ جن کو بدر کے دن چھوڑ دیا گیا اور آزاد کر دیا اور کوئی بھی ان کا مالک نہ تھا۔اس کا واحد طلیق ہے جو فصیل کے وزن پر مگر معنی اس کا مفصول والا ہے یعنی ایسا اسیر جس کو آزاد کر دیا گیا ہو اور یہ مجرور ہے۔''بحضرتهما و شاهدیهما''میں سے اولین میں اور اس طرح مرفوع ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] یا پھر حدیث صحیح ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

16/659 الکافی،۸/۲۹۵/۴۵۴ حمید عن ابن سماعة عن غیر واحد عن أبان عن الفضیل عن زرارة عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلنَّاسَ لَمَّا صَنَعُوا مَا صَنَعُوا إِذْ بَایَعُوا أَبَابَکْرٍ لَمْ یَمْنَعْ أَمِیرَ اَلْمُؤْمِنِینَ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ أَنْ یَدْعُوَ إِلَی نَفْسِهِ إِلاَّ نَظَراً لِلنَّاسِ وَ تَخَوُّفاً عَلَیْهِمْ أَنْ یَرْتَدُّوا عَنِ اَلْإِسْلاَمِ فَیَعْبُدُوا اَلْأَوْثَانَ وَ لاَ یَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّی اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَ کَانَ اَلْأَحَبَّ إِلَیْهِ أَنْ یُقِرَّهُمْ عَلَی مَا صَنَعُوا مِنْ أَنْ یَرْتَدُّوا عَنْ جَمِیعِ اَلْإِسْلاَمِ وَ إِنَّمَا هَلَكَ اَلَّذِینَ رَکِبُوا مَا رَکِبُوا فَأَمَّا مَنْ لَمْ یَصْنَعْ ذَلِكَ وَ دَخَلَ فِیمَا دَخَلَ فِیهِ اَلنَّاسُ عَلَی غَیْرِ عِلْمٍ وَ لاَ عَدَاوَةٍ لِأَمِیرِ اَلْمُؤْمِنِینَ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ فَإِنَّ ذَلِكَ لاَ یُکْفِرُهُ وَ لاَ یُخْرِجُهُ مِنَ اَلْإِسْلاَمِ وَ لِذَلِكَ کَتَمَ عَلِیٌّ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ أَمْرَهُ وَ بَایَعَ مُکْرَهاً حَیْثُ لَمْ یَجِدْ أَعْوَاناً.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: لوگوں نے (رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد) جو کچھ کیا سو کیا اور جب ابوبکر کی بیعت کی تو امیر المومنین علیہ السلام لوگوں کو اپنی امامت کی دعوت دینے اس فکر کی وجہ سے آگے نہ ہوئے کہ لوگ اسلام سے پلٹ جائیں گے اور دوبارہ بتوں کی عبادت کرنے لگیں گے اور لا الہ الا

[1] مراۃ العقول:۲۶/۸۴

[2] تنقیح المقال:۲/۱۲۷

اللہ اور محمد الرسول اللہ کی گواہی نہیں دیں گے اور امیر المومنینؑ کو ان کے کلی اسلام سے منحرف ہونے سے یہ بات زیادہ محبوب تھی کہ وہ ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں کیونکہ سواری کرنے والے صرف اسی کے لیے تباہ ہوتے ہیں جس پر وہ سوار ہوئے۔ رہی بات اس کی جس نے ایسا نہیں کیا اور جس چیز میں لوگ داخل ہوئے اس میں علم یا امیر المومنینؑ سے دشمنی کے بغیر داخل ہو گیا تو یہ اسے کافر نہیں بناتا اور نہ اسے اسلام سے خارج کرتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے امر کو پوشیدہ کیا اور جب ان کو کوئی مددگار نہ ملا تو انہوں نے جبر کے تحت بیعت کر لی۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث کالموثق ہے[2]

17/660 الکافی،۸/۲۹۶/۴۵۶ بهذا الإسناد عن الفضيل و مؤمن الطاق عَنْ زَكَرِيَّا اَلنَّقَّاضِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: اَلنَّاسُ صَارُوا بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِمَنْزِلَةِ مَنِ اِتَّبَعَ هَارُونَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَنِ اِتَّبَعَ اَلْعِجْلَ وَ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ دَعَا فَأَبَى عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلاَّ اَلْقُرْآنَ وَ إِنَّ عُمَرَ دَعَا فَأَبَى عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلاَّ اَلْقُرْآنَ وَ إِنَّ عُثْمَانَ دَعَا فَأَبَى عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلاَّ اَلْقُرْآنَ وَ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَدْعُو إِلَى أَنْ يَخْرُجَ اَلدَّجَّالُ إِلاَّ سَيَجِدُ مَنْ يُبَايِعُهُ وَ مَنْ رَفَعَ رَايَةَ ضَلاَلَةٍ فَصَاحِبُهَا طَاغُوتٌ.

(ترجمہ) زکریا نقاض روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد لوگ ایسے ہو گئے کہ جیسے سب لوگ ہارونؑ سے علیحدہ ہو گئے اور ایک گروہ گوسالہ کی پیروی کرنے لگا اور بے شک ابوبکر نے لوگوں کو (اپنی طرف) دعوت دی اور علی علیہ السلام نے سوائے قرآن کے عمل نہ کیا اور عمر نے بھی اسی طرح لوگوں کو بلایا اور علی علیہ السلام نے سوائے قرآن کے عمل نہ کیا اور (ان دونوں کے) کے بعد عثمان نے لوگوں کو (اپنی بیعت) کی طرف بلایا اور علی علیہ السلام نے (اسی طرح) سوائے قرآن کے عمل نہ کیا اور یہاں تک کہ ظہور وقت دجال ہرگز کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائے سوائے اس کے کہ سب لوگ اس کی

---

[1] بحار الانوار:۲۸/۲۵۴؛ شرح الزیارۃ الجامعۃ الکبیرۃ:۴/۱۱۵؛ الشہاب الثاقب بحرانی:۲۰۶؛ مسند الامام الباقرؑ:۱/۳۴۱؛ الانوار الساطعہ:۵/۲۵۶؛ الصحیح من سیرۃ الامام علیؑ:۱۰/۳۱۵

[2] مراۃ العقول:۲۶/۳۳۳

پیروی کریں اور جو شخص گمراہی کا جھنڈا بلند کرے گا سرکش اور باطل ہوگا۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲]

18/661 الکافی،۸/۲۸۰/۳۹۸ السراد عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ اَلْعَامَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ بَيْعَةَ أَبِي بَكْرٍ حَيْثُ اِجْتَمَعَ اَلنَّاسُ كَانَتْ رِضًا لِلَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَ مَا كَانَ اَللَّهُ لِيَفْتِنَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ بَعْدِهِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَ وَ مَا يَقْرَؤُونَ كِتَابَ اَللَّهِ أَ وَ لَيْسَ اَللَّهُ يَقُولُ: (وَ مٰا مُحَمَّدٌ إِلاّٰ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ اَلرُّسُلُ أَ فَإِنْ مٰاتَ أَوْ قُتِلَ اِنْقَلَبْتُمْ عَلىٰ أَعْقٰابِكُمْ وَ مَنْ يَنْقَلِبْ عَلىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اَللّٰهَ شَيْئاً وَ سَيَجْزِي اَللّٰهُ اَلشّٰاكِرِينَ) قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ يُفَسِّرُونَ عَلَى وَجْهٍ آخَرَ فَقَالَ أَ وَ لَيْسَ قَدْ أَخْبَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنِ اَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ اَلْأُمَمِ أَنَّهُمْ قَدِ اِخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ اَلْبَيِّنَاتُ حَيْثُ قَالَ: (وَ آتَيْنٰا عِيسَى اِبْنَ مَرْيَمَ اَلْبَيِّنٰاتِ وَ أَيَّدْنٰاهُ بِرُوحِ اَلْقُدُسِ وَ لَوْ شٰاءَ اَللّٰهُ مَا اِقْتَتَلَ اَلَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مٰا جٰاءَتْهُمُ اَلْبَيِّنٰاتُ وَ لٰكِنِ اِخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَ مِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَ لَوْ شٰاءَ اَللّٰهُ مَا اِقْتَتَلُوا وَ لٰكِنَّ اَللّٰهَ يَفْعَلُ مٰا يُرِيدُ) وَ فِي هَذَا مَا يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى أَنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَدِ اِخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَ مِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ.

(ترجمہ) عمرو بن ابومقدام نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اہل سنت خیال کرتے ہیں کہ جب تمام لوگ بیعت ابوبکر میں چلے گئے تو پس یہ کام خدا کی رضا کا مورد ہوگیا ہے۔اسی میں خدا کی رضا تھی اور خدا اس طرح نہیں ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بعد فتنہ و گمراہی میں گرادے۔امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا خدا کی کتاب قرآن کو تم نہیں پڑھتے کیا خدا نے نہیں فرمایا:

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جن سے پہلے بہت سے رسول گزر گئے ہیں کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کردیئے جائیں گے تو تم اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جائے گا وہ خدا کا کچھ نہ

---

[۱] بحارالانوار:۲۸/ ۲۵۴

[۲] مراۃ العقول:۲۶/ ۳۴۷؛البضاعۃ المزجاۃ:۴/ ۸

بگاڑے گا اور عنقریب خدا کا شکر کرنے والوں کو جزا دے گا'' (عمران: ۱۴۴)

میں نے عرض کیا یہ لوگ اس آیت کی جو دوسری تفسیر کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ یہ بات بطور استفہام ذکر ہوئی ہے اور اس واقع پر دلالت نہیں کرتی۔ آپؑ نے فرمایا: کیا اس طرح نہیں ہے کہ خدا نے پہلی اُمتوں کو اس امت سے پہلے خبر دی ہے کہ وہ دلیلوں کے آنے کے بعد جو قاطع روشن تھیں اختلاف کرنے لگے اور اس مقام پر خدا فرماتا ہے: ''اور مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کھلی نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعے سے ان کی مدد کی اور اگر خدا کو منظور ہوتا تو وہ لوگ بعد لوگ نہ لڑتے لیکن ان کے پاس کھلی دلیلیں آ چکی تھیں ان پیغمبروں کے بعد نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف کیا پھر ان میں سے کوئی (تو) ایمان لایا اور کوئی ان میں سے کافر ہو گیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' (بقرہ: ۲۵۳)

اور یہی آیت دلیل ہے اس پر کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے بعد اختلاف کرنے لگ گئے اور بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہو گئے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2]

19/662 الکافی،۸/۲۹۶/۴۵۵ محمد عن ابن عیسی عن الحسين عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحِيمِ اَلْقَصِيرِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ اَلنَّاسَ يَفْزَعُونَ إِذَا قُلْنَا إِنَّ اَلنَّاسَ اِرْتَدُّوا فَقَالَ يَا عَبْدَ اَلرَّحِيمِ إِنَّ اَلنَّاسَ عَادُوا بَعْدَ مَا قُبِضَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَهْلَ جَاهِلِيَّةٍ إِنَّ اَلْأَنْصَارَ اِعْتَزَلَتْ فَلَمْ تَعْتَزِلْ بِخَيْرٍ جَعَلُوا يُبَايِعُونَ سَعْداً وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ اِرْتِجَازَ اَلْجَاهِلِيَّةِ يَا سَعْدُ أَنْتَ اَلْمُرَجَّى وَشَعْرُكَ اَلْمُرَجَّلُ وَفَحْلُكَ اَلْمُرَجَّمُ.

(ترجمہ) عبدالرحیم قصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا بے شک لوگ اس سے وحشت کرتے ہیں کہ جو ہم کہتے ہیں لوگ (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد) مرتد ہو گئے (اور حاضر نہ ہوئے کہ آسانی سے اس مطلب کو قبول کر لیں)۔ آپؑ نے فرمایا: اے عبدالرحیم! بے شک لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد زمانہ جاہلیت کی طرف پلٹ گئے اور انصار مدینہ نے (اگرچہ) کنارا کشی کی اور آغاز کار میں حاضر خلافت (ابوبکر

---

[1] تفسیر العیاشی:۱/۲۰۰؛ تفسیر البرہان:۱/۷۰۰و۶۹۸؛ بحار الانوار:۲۸/۲۵۳و۲۰۲؛ تفسیر کنز الدقائق:۲/۳۹۴؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۳۹۷و۲۵۵؛ نہج السعادۃ:۸/۸۱؛ مسند سہل بن زیاد:۵/۳۴۴؛ غایۃ المرام:۴/۲۱۹؛ روضات الجنات:۶/۳۰۹؛ تفسیر المیزان:۲/۳۲۳

[2] مراۃ العقول:۲۶/۲۷۴

میں نہ ہوئے) لیکن (اس حالت میں) درست راستہ پر نہ چلے۔انہوں نے سعد بن عبادہ کی بیعت کی اور اسی (شعار) اور رجز جاہلیت کو زبان پر لے آئے اور کہنے لگے اے سعد تو ہی ہماری امید ہو کہ وہ تیر تمہارے شانوں پر ہوں اور تیرا دشمن (جو شعر سے ہجو کرے) وہ مطرود اور راندہ ہوا ہے۔[1]

بیان:

﴿المرجل من الشعر ما لم يكن شديد الجعودة و لا شديد السبوطة بل بينهما و كأن المراد بالفحل الشاعر الذى هاجاه و بالمرجم المرمى بالحجارة أو بالهجو فإن الفحول يقال للشعراء الغالبين بالهجاء من هاجاهم﴾

''المرجل'' بالوں میں کنگھی کرنا جس کے بال نہ تو گھنگھریالے ہوں اور نہ ہی بالکل سیدھے ہوں بلکہ درمیانے ہوں اور گویا کہ اس سے مراد ایک صاحب فضیلت شاعر جو اس کے جذبات کو ابھاڑتا ہے۔''المرجم'' جس کو پتھر مارے جائیں یا جس کو بُرا بھلا کہا گیا ہو پس الفحول سے ان شعرآء کو کہا جاتا ہے جذباتی شاعری میں مشہور ہوں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] یا پھر حدیث صحیح ہے[3] اور میرے نزدیک بھی حدیث عبدالرحیم کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

20/663 الكافى،٣٥٦/٢٥٣/٨ الاثنان عن الوشاء عن أبان عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اَلْمَلِكِ بْنَ أَعْيَنَ يَسْأَلُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَلَمْ يَزَلْ يُسَائِلُهُ حَتَّى قَالَ فَهَلَكَ اَلنَّاسُ إِذاً قَالَ إِي وَ اَللَّهِ يَا اِبْنَ أَعْيَنَ فَهَلَكَ اَلنَّاسُ أَجْمَعُونَ قُلْتُ مَنْ فِي اَلْمَشْرِقِ وَ مَنْ فِي اَلْمَغْرِبِ قَالَ إِنَّهَا فُتِحَتْ بِضَلاَلٍ إِي وَ اَللَّهِ لَهَلَكُوا إِلاَّ ثَلاَثَةً.

(ترجمہ) حارث بن مغیرہ سے روایت ہے کہمیں نے سنا کہ عبدالملک بن اعین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مسئلہ پوچھا اور اپنے سوالات کو بیان کیا یہاں تک کہ اس مقام پر عرض کیا اس وضع سے کہ پس تمام لوگ ہلاک ہو گئے۔آپؑ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم تمام لوگ ہلاک ہو گئے۔میں نے عرض کیا جو کوئی مشرق میں ہے اور جو کوئی مغرب میں ہے۔آپؑ نے فرمایا: بے شک شہر گمراہی کی وجہ سے فتح ہوئے ہاں خدا کی قسم ہلاک ہو گئے سوائے

---

[1] بحارالانوار:۲۸/۲۵۵؛ناسخ التواریخ:۶/۱۴؛مسندالامام باقرؑ:۵/۴۶۱؛موسوعہ التاریخ الاسلامی یوسفی:۴/۱۶؛الشہاب الثاقب بحرانی:۲۰۲

[2] مراۃ العقول:۲۶/۳۳۵؛البضاۃ المزجاۃ:۴/۶

[3] منتہی المقال:۴/۱۱۹؛معرفۃ الحدیث بہبودی:۱۲

تین آدمیوں کے۔[1]

بیان:

﴿البارز فی أنها یرجع إلی البلاد الشرقیة و الغربیة و إنما فتحت بضلال لأنها إنما فتحت فی زمن دولة أهل الضلال بمساعیهم و مساعی تابعیهم﴾

''انہا'' میں ضمیر بارز راجع ہے مشرقی اور مغربی شہروں کی طرف اور ان کو گمراہی کے ساتھ کھول گیا کیونکہ ان کو گمراہ لوگوں کی حکومت کے زمانے میں انہیں ہی کی کوششوں سے کھولا گیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے (واللہ اعلم)

21/664 الکافی،۸/۲۴۵/۳۴۱ علی عن أبیه عن حنان و محمد عن أحمد عن محمد بن إسماعیل عن حنان بن سدیر عَنْ أَبِیهِ عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: کَانَ اَلنَّاسُ أَهْلَ رِدَّةٍ بَعْدَ اَلنَّبِیِّ صَلَّی اَللَّهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ إِلاَّ ثَلاَثَةً فَقُلْتُ وَ مَنِ اَلثَّلاَثَةُ فَقَالَ اَلْمِقْدَادُ بْنُ اَلْأَسْوَدِ وَ أَبُو ذَرٍّ اَلْغِفَارِیُّ وَ سَلْمَانُ اَلْفَارِسِیُّ رَحْمَةُ اَللَّهِ وَ بَرَکَاتُهُ عَلَیْهِمْ ثُمَّ عَرَفَ أُنَاسٌ بَعْدَ یَسِیرٍ وَ قَالَ هَؤُلاَءِ اَلَّذِینَ دَارَتْ عَلَیْهِمُ اَلرَّحَی وَ أَبَوْا أَنْ یُبَایِعُوا حَتَّی جَاءُوا بِأَمِیرِ اَلْمُؤْمِنِینَ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ مُکْرَهاً فَبَایَعَ وَ ذَلِکَ قَوْلُ اَللَّهِ تَعَالَی (وَ مٰا مُحَمَّدٌ إِلاّٰ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ اَلرُّسُلُ أَ فَإِنْ مٰاتَ أَوْ قُتِلَ اِنْقَلَبْتُمْ عَلیٰ أَعْقٰابِکُمْ وَ مَنْ یَنْقَلِبْ عَلیٰ عَقِبَیْهِ فَلَنْ یَضُرَّ اَللّٰهَ شَیْئاً وَ سَیَجْزِی اَللّٰهُ اَلشّٰاکِرِینَ).

(ترجمہ) حنان بن سدیر نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: تمام لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہل ردہ (اور راہ راست سے پھر گئے تھے) سوائے تین آدمیوں کے۔ میں نے عرض کیا وہ تین آدمی کون ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: مقداد بن اسود علیہ السلام، ابوذر غفاری علیہ السلام اور سلمان فارسی علیہ السلام ہیں خدا اپنی رحمت اور اپنی برکات کو ان پر نازل کرے۔ پھر تھوڑی مدت گزرنے کے بعد کچھ لوگوں میں بھی یہ چیز واضح ہوگئی اور فرمایا یہ وہ ہیں کہ دین کا چکر ان پر چکر کھانے لگا اور بیعت (خلیفہ اول میں) سر باز کرنے لگے یہاں تک کہ اس وقت بزور

[1] رجال الکشی:۱/۷؛ بحار الانوار:۲۲/۳۵۲ و۲۸/۲۳۸ و۳۴/۲۷۳؛ الاختصاص:۷۰؛ ناسخ التواریخ:۱۴/۱۹۱۴؛ مسند الامام الصادقؑ:۲۰/۴۲۵

[2] مراۃ العقول:۲۶/۲۲۳

امیر المومنین علیہ السلام کو لے آئے اور آپؑ سے بیعت لی اور یہ معنی خدا کے کلام کے ہیں۔

''اور نہیں ہے محمد مگر اس کا رسول جیسا کہ اس سے پہلے رسول بھیجے گئے ہیں اور اگر وہ مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی پچھلے پاؤں پلٹ جائے تو وہ خدا کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور خدا شکر کرنے والوں کو نیک جزا دیتا ہے'' (عمران: ۱۴۴)۔[1]

بیان:

﴿أی دارت علیهم رحی الإسلام

روی الکشی بإسناده عن أبی جعفر ع أنه قال ارتد الناس إلا ثلاثة نفر سلمان و أبو ذر و المقداد قیل فعمار قال کان جاض جیضة ثم رجع ثم قال إن أردت الذی لم یشك و لم یدخله شیء فالمقداد فأما سلمان فإنه عرض فی قلبه أن عند أمیر المؤمنین ع اسم الله الأعظم لو تکلم به لأخذتهم الأرض و هو هکذا و أما أبو ذر فأمره أمیر المؤمنین ع بالسکوت و لم یأخذه فی الله لومة لائم فأبی إلا أن یتکلم

أقول جاض بالجیم و الضاد المعجمة و بالمهملتین حاد و عدل

و بإسناده عنه عن أبیه عن جده عن علی ع قال ضاقت الأرض بسبعة بهم ترزقون و بهم تنصرون و بهم تمطرون منهم سلمان الفارسی و المقداد و أبو ذر و عمار و حذیفة رحمهم الله و کان علی ع یقول و أنا إمامهم

و هم الذین صلوا علی فاطمة ع﴾

یعنی ان لوگوں کے گرد چکی گھومتی رہی، علامہ کشی نے اپنی اسناد کے ذریعہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: تمام لوگ مرتد ہو گئے سوائے تین افراد کے۔

(۱) جناب سلمان علیہ السلام (۲) جناب ابوذر علیہ السلام (۳) جناب مقداد علیہ السلام

عرض کیا گیا: جناب عمار علیہ السلام؟

آپؑ نے فرمایا: وہ لوٹ گئے تھے لیکن پھر واپس آ گئے۔

اس کے بعد پھر ارشاد فرمایا: اگر تو اس شخص کے متعلق پوچھے جس نے شک نہیں کیا اور نہ اس کے دل میں کسی شک و شبہ نے راہ پائی تو وہ مقداد علیہ السلام ہے اور جناب سلمان علیہ السلام کے دل میں ایک عارضہ پیدا ہوا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس خدا کا اسم اعظم ہے۔ اگر آپ وہ پڑھیں تو یہ سب زمین میں دھنس جائیں حالانکہ وہ تو ایسے ہی رہے، ابوذر علیہ السلام

[1] تفسیر البرہان: ۱/۶۹۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۲۳۳؛ بحار الانوار: ۲۲/۳۳۳ و ۲۸/۲۳۶؛ تفسیر العیاشی: ۱/۱۹۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۳۹۶؛ تاویل الآیات: ۱۲۸؛ رجال الکشی: ۱/۶؛ غایۃ المرام: ۶/۴۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/۴۹۷

کو امیر المومنین علیہ السلام نے چپ رہنے کا حکم دیا تھا۔ مگر وہ امر خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں:

''جاض''، 'جیم' اور صاد کے معجمہ اور محمل ہونے کے ساتھ اس کا معنی ہٹ جانا اور واپس ہونا ہے۔ مذکورہ اسناد کے ذریعہ سے امامؑ سے روایت ہے، آپؑ نے اپنے والد اور جد بزرگوار کے ذریعہ سے مولا علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: زمین سات افراد سے تنگ ہوگئی۔ انہی کے صدقے میں رزق ملتا ہے۔ انہی کے صدقے میں تمھاری مدد کی جاتی ہے۔ انہی کے صدقہ بارش ہوتی ہے اور یہ ان میں سے ہیں:

① جناب سلمان فارسیؓ ② جناب مقدادؓ ③ جناب ابوذرؓ ④ جناب عمارؓ ⑤ جناب حذیفہؓ

مولا علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: میں انہی لوگوں کا امام ہوں جنہوں نے سیّدہ عالیہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے [1]

22/665 الکافی،۸/۲۴۶/۳۴۳ حَنَانٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا كَانَ وُلْدُ يَعْقُوبَ أَنْبِيَاءَ قَالَ لاَ وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا أَسْبَاطَ أَوْلاَدِ اَلْأَنْبِيَاءِ وَلَمْ يَكُنْ يُفَارِقُوا اَلدُّنْيَا إِلاَّ سُعَدَاءَ تَابُوا وَ تَذَكَّرُوا مَا صَنَعُوا وَ إِنَّ اَلشَّيْخَيْنِ فَارَقَا اَلدُّنْيَا وَ لَمْ يَتُوبَا وَ لَمْ يَتَذَكَّرَا مَا صَنَعَا بِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَعَلَيْهِمَا (لَعْنَةُ اَللهِ وَ اَلْمَلاٰئِكَةِ وَ اَلنّٰاسِ أَجْمَعِينَ).

(ترجمہ) حنان بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا، کیا یعقوب علیہ السلام کے بیٹے پیغمبر نہ تھے۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں! لیکن وہ اسباط پیغمبروں کی اولاد سے تھے۔ اور وہ اس طرح تھے کہ اس وقت تک دنیا سے نہیں گئے مگر یہ کہ اہل سیادت راستگار ہو کر گئے (چونکہ) انہوں نے توبہ کی اور اپنے برے کردار کا انہوں نے خود ہی ذکر کیا تھا۔ لیکن شیخین دنیا سے اس حالت میں گئے کہ انہوں نے توبہ نہ کی تھی اور اس برے کردار کا جو انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے کیا اس کا ذکر نہ کیا تھا۔ پس ان دونوں پر خدا کی لعنت اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ [2]

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/ ۲۱۴

[2] تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۲۶۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۳۷۹؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۴۶؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۳۳۷؛ مجمع البیان: ۵/ ۳۲۴؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۲۶۰؛ قصص الانبیاء راوندی: ۳۳۹

بیان:

﴿بثقا بتقديم الموحدة على المثلثة خربا و أفسدا﴾
''بثقا'' موحدہ کو مثلثہ پر مقدم کرنے سے اور اس کا معنی یہ ہے کہ ان دونوں نے فتنہ وفساد برپا کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے [1]

23/666 الكافى،۳۴۰/۲۴۵/۸ على عن أبيه عن حنان و محمد عن أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْهُمَا فَقَالَ يَا أَبَا اَلْفَضْلِ مَا تَسْأَلُنِي عَنْهُمَا فَوَ اَللَّهِ مَا مَاتَ مِنَّا مَيِّتٌ قَطُّ إِلاَّ سَاخِطاً عَلَيْهِمَا وَ مَا مِنَّا اَلْيَوْمَ إِلاَّ سَاخِطاً عَلَيْهِمَا يُوصِي بِذَلِكَ اَلْكَبِيرُ مِنَّا اَلصَّغِيرَ إِنَّهُمَا ظَلَمَانَا حَقَّنَا وَ مَنَعَانَا فَيْئَنَا وَ كَانَا أَوَّلَ مَنْ رَكِبَ أَعْنَاقَنَا وَ بَثَقَا عَلَيْنَا بَثْقاً فِي اَلْإِسْلاَمِ لاَ يُسْكَرُ أَبَداً حَتَّى يَقُومَ قَائِمُنَا أَوْ يَتَكَلَّمَ مُتَكَلِّمُنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا وَ اَللَّهِ لَوْ قَدْ قَامَ قَائِمُنَا أَوْ تَكَلَّمَ مُتَكَلِّمُنَا لَأَبْدَى مِنْ أُمُورِهِمَا مَا كَانَ يُكْتَمُ وَ لَكَتَمَ مِنْ أُمُورِهِمَا مَا كَانَ يُظْهَرُ وَ اَللَّهِ مَا أُسِّسَتْ مِنْ بَلِيَّةٍ وَ لاَ قَضِيَّةٍ تَجْرِي عَلَيْنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ إِلاَّ هُمَا أَسَّسَا أَوَّلَهَا فَعَلَيْهِمَا (لَعْنَةُ اَللَّهِ وَ اَلْمَلاٰئِكَةِ وَ اَلنّٰاسِ أَجْمَعِينَ).

ترجمہ: حنان بن سدیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے ان اشخاص (اوّل ودوم) کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اے ابوفضل (سدیر کی کنیت ہے) ان دو آدمیوں کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھتے ہو۔ خدا کی قسم ہرگز کوئی بھی ہم سے نہیں مرتا مگر یہ کہ ان دو آدمیوں پر غضبناک ہوتا ہے اور آج بھی ہم میں سے ایسا کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ ان دونوں پر غضبناک ہے اور یہ وہ چیز ہے کہ جو ہمارے بزرگ ہمارے بچوں کو وصیت کرتے ہیں۔ بے شک ان دونوں نے ہمارے حق میں ستم کیا ہے اور ہمارے حصہ کو ہم سے لے لیا ہے اور وہ پہلا شخص تھا جو ہماری گردن پر سوار ہوا (اور ہمیں اس نے مارا) اور ہماری طرف اسلام میں رخنہ کھول دیا ہے جو ہرگز مسدود نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ ہمارا قائم قیام کرے گا یا بات کرے گا جیسے ہم کہتے ہیں۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم اگر ہمارا قائم قیام کرے گا یا بات کرے گا جیسے ہم نے بات کی تو ان دونوں کے کاموں سے وہ چیز کہ جو اس وقت تک مکتوم اور پوشیدہ ہے آشکار کردے گا اور مکتوب بنادے گا ان کے کاموں کو جو وہ ظاہر کرتے تھے۔ خدا کی قسم ہرگز گرفتاری ومصیبت اور واقعہ جو ہمارے خاندان کے سر پر آیا مضبوط نہ ہو

[1] مراۃ العقول:۲۶/۲۱۵

سکا سوائے اس کے کہ ان دو آدمیوں نے اس کی اساس و بنیاد کو قائم کیا پس ان دونوں پر خدا کی لعنت ہو اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے [۲]

24/667 الکافی،۱۰۲/۸،۷۴ الاثنان عن الوشاء عن أبان عن البصری قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ مَنَّ عَلَيْنَا بِأَنْ عَرَّفَنَا تَوْحِيدَهُ ثُمَّ مَنَّ عَلَيْنَا بِأَنْ أَقْرَرْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالرِّسَالَةِ ثُمَّ اِخْتَصَّنَا بِحُبِّكُمْ أَهْلَ اَلْبَيْتِ نَتَوَلاَّكُمْ وَ نَتَبَرَّأُ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَ إِنَّمَا نُرِيدُ بِذَلِكَ خَلاَصَ أَنْفُسِنَا مِنَ اَلنَّارِ قَالَ وَ رَقَقْتُ فَبَكَيْتُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سَلْنِي فَوَ اَللَّهِ لاَ تَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ إِلاَّ أَخْبَرْتُكَ بِهِ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اَلْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ مَا سَمِعْتُهُ قَالَهَا لِمَخْلُوقٍ قَبْلَكَ قَالَ قُلْتُ خَبِّرْنِي عَنِ اَلرَّجُلَيْنِ قَالَ ظَلَمَانَا حَقَّنَا فِي كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنَعَا فَاطِمَةَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهَا مِيرَاثَهَا مِنْ أَبِيهَا وَ جَرَى ظُلْمُهُمَا إِلَى اَلْيَوْمِ قَالَ وَ أَشَارَ إِلَى خَلْفِهِ وَ نَبَذَا كِتَابَ اَللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمَا.

(ترجمہ) عبدالرحمان بن ابوعبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا بے شک خدا نے ہم پر ضروری قرار دیا کہ ہم اس کی وحدانیت کی معرفت حاصل کریں۔ پھر اس کے بعد ضروری قرار دیا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کریں اور اس کے بعد ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان سے محبت و دوستی کو مخصوص کیا کہ ہم آپؑ کو دوست رکھیں اور آپؑ کے دشمنوں سے بیزاری کریں اور اس کے سوا یہ نہیں ہے کہ ہماری ان سے دوستی کی وجہ سے ہم خود کو جہنم سے بچا لیں میں نے یہ بات بیان کی اور میری آنکھیں بھر آئیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا: جو کچھ چاہتے ہو وہ مجھ سے پوچھ لو خدا کی قسم جو بھی مجھ سے پوچھو گے تو میں اس کا جواب دوں گا (مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یعنی جواب تقیہ کی صورت میں تمہیں نہ دوں گا کیونکہ تیرے خلوص کو میں اچھی طرح جانتا ہوں)۔ عبدالملک بن اعین جو اس مجلس میں حاضر تھا اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ سے کہا میں نے آپؑ کو اس سے پہلے کسی شخص کو ایسا کہتے ہوئے نہیں سنا۔ عبدالرحمٰن نے عرض کیا مجھے ان دو

---

[۱] بحارالانوار:۳۰/۲۶۹؛عوالم العلوم:۱۹/۲۰۰؛تاویل الآیات:۱۲۸/تفسیر کنز الدقائق:۳/۷/۲۳؛تسمیۃ اولاد الآئمہؑ:۱۵۹؛مسند الامام الباقرؑ:۵/۶۷۴

[۲] مراۃ العقول:۲۶/۲۱۳

مردوں (ابوبکر وعمر) کی خبریں دیں۔آپؑ نے فرمایا: ان دو مردوں نے کتاب خدا میں ہمارے حق کا مورد بند کیا ہے۔اور انہوں نے لے لیا یعنی خمس جو کہ خدا نے قرآن میں ہمارے لیے مقرر کیا تھا اسے بند کر دیا اور کھینچ لیا اور اس وراثت کو جو فاطمہ زہراء علیہا السلام نے اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پائی تھی اسے بھی لے لیا اور ان پر ستم کیا اور اسی طرح آج تک یہ جاری ہے۔حضرت علیہ السلام نے اپنی پشت سر کی طرف اشارہ کیا اور کتاب خدا کو انہوں نے اپنی پشت میں گرا دیا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے (واللہ اعلم)

25/668 الکافی،۷۵/۱۰۲/۸ الاثنان عن الوشاء عن أبان عَنْ عُقْبَةَ بْنِ بَشِيرٍ اَلْأَسَدِيِّ عَنِ اَلْكُمَيْتِ بْنِ زَيْدٍ اَلْأَسَدِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ وَ اَللَّهِ يَا كُمَيْتُ لَوْ كَانَ عِنْدَنَا مَالٌ لَأَعْطَيْنَاكَ مِنْهُ وَ لَكِنْ لَكَ مَا قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ لَنْ يَزَالَ مَعَكَ رُوحُ اَلْقُدُسِ مَا ذَبَبْتَ عَنَّا قَالَ قُلْتُ خَبِّرْنِي عَنِ اَلرَّجُلَيْنِ قَالَ فَأَخَذَ اَلْوِسَادَةَ فَكَسَرَهَا فِي صَدْرِهِ ثُمَّ قَالَ وَ اَللَّهِ يَا كُمَيْتُ مَا أُهَرِيقَ مِحْجَمَةٌ مِنْ دَمٍ وَ لاَ أُخِذَ مَالٌ مِنْ غَيْرِ حِلِّهِ وَ لاَ قُلِبَ حَجَرٌ عَنْ حَجَرٍ إِلاَّ ذَاكَ فِي أَعْنَاقِهِمَا.

(ترجمہ) کمیت بن زید اسدی (معروف شاعر اہل بیت) سے روایت ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے کمیت! خدا کی قسم اگر اس وقت میرے پاس مال موجود ہوتا تو میں تجھے ضرور دیتا لیکن تمہارے لیے وہی ہے کہ جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان بن ثابت (شاعر) سے فرمایا تھا: روح القدس تیرے ہمراہ ہے اس وقت تک جب تک تم اپنی شاعری سے ہمارا دفاع کرتے رہو گے۔میں نے عرض کیا ان دو مردوں کے حال (یعنی ابوبکر وعمر) کی مجھے خبر دیں۔حضرت علیہ السلام نے اپنے بالوں کو پکڑ کر چھوڑ دیا اور اپنے سینے کے نیچے سے پکڑا پھر فرمایا: خدا کی قسم اے کمیت! کوئی خون نہیں گرایا گیا اور نیز ہرگز ناحق نہیں لیا جاتا اور ہرگز ایک پتھر دوسرے پتھر سے نہیں ملتا سوائے اس کے کہ ان دونوں سے سوال کیا جائے گا۔ [3]

---

[1] بحارالانوار:۳۰/۲۶۵؛مسند الامام الصادقؑ:۲۰/۳۹۶؛الکوثر موسوی:۶/۷۸

[2] مراۃ العقول:۲۵/۲۴۷؛البضاعۃ المزجاۃ:۲/۱۷۰

[3] بحارالانوار:۳۰/۲۶۶و۳۴۱/۴۲؛عوالم العلوم:۱۹/۳۹۹؛تفسیر البرہان:۳/۴۱۲؛وسائل الشیعہ:۱۴/۵۹۴؛رجال الکشی:۱/۲۰۷(مختصراً)

بیان:

﴿الذب الطرد و المنع﴾

''الذب'' دور کرنا اور روکنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث عقبہ کی وجہ سے مجہول ہے اور معلیٰ ثقہ ثابت ہے۔(واللہ اعلم)

26/669 الکافی،۸/۱۰۱/۷۱ الکافی،۸/۲۳۷/۳۱۹ الاثنان عن الوشاء عن أبان عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ أُمُّ خَالِدٍ اَلَّتِي كَانَ قَطَعَهَا يُوسُفُ بْنُ عُمَرَ تَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَ يَسُرُّكَ أَنْ تَسْمَعَ كَلاَمَهَا فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ أَمَّا اَلْآنَ فَأْذَنْ لَهَا قَالَ وَ أَجْلَسَنِي مَعَهُ عَلَى اَلطِّنْفِسَةِ ثُمَّ دَخَلَتْ فَتَكَلَّمَتْ فَإِذَا اِمْرَأَةٌ بَلِيغَةٌ فَسَأَلَتْهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَهَا تَوَلَّيْهِمَا قَالَتْ فَأَقُولُ لِرَبِّي إِذَا لَقِيتُهُ إِنَّكَ أَمَرْتَنِي بِوَلاَيَتِهِمَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ فَإِنَّ هَذَا اَلَّذِي مَعَكَ عَلَى اَلطِّنْفِسَةِ يَأْمُرُنِي بِالْبَرَاءَةِ مِنْهُمَا وَ كَثِيرٌ اَلنَّوَّاءُ يَأْمُرُنِي بِوَلاَيَتِهِمَا فَأَيُّهُمَا خَيْرٌ وَ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ هَذَا وَ اَللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَثِيرٍ اَلنَّوَّاءِ وَ أَصْحَابِهِ إِنَّ هَذَا يُخَاصِمُ فَيَقُولُ: (وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمٰا أَنْزَلَ اَللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ اَلْكٰافِرُونَ) (وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمٰا أَنْزَلَ اَللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ اَلظّٰالِمُونَ) (وَ مَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمٰا أَنْزَلَ اَللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ اَلْفٰاسِقُونَ).

(اس کا ترجمہ حدیث نمبر ۱۷ کے مثل ہے وہیں رجوع فرمایا جائے)[۲]

بیان:

﴿قطعها كأنه أريد به أنه اصطفاها من الغنيمة و الطنفسة مثلثة الطاء و الفاء البساط و هما في توليهما يرجع إلى الأولين و لعله ع اتقاها أولا ثم لما وجدها متحيرة مستشيرة كشف لها عن الحق﴾

''قطعھا'' وہ اس سے کٹ چکا، گویا کہ میرا ارادہ اس سے یہ ہے کہ بیشک اس نے اس کو غنیمت سے بچایا۔

---

[۱] مراۃ العقول:۲۵/۲۴۸؛البضاعۃ المزجاۃ:۲/۱۷۱

[۲] رجال الکشی:۱/۲۴۱؛تفسیر کنزالدقائق: ۴/۱۳۰؛ وسائل الشیعہ: ۲۰/۱۹۷؛تفسیر نورالثقلین: ۱/۶۳۷؛ بحارالانوار:۳۰/۲۴۱؛ جامع احادیث الشیعہ:۲۵/۶۴۸؛مسندالامام الصادقؑ:۲۰/۳۹۴

''الطنفسة'' چٹائی۔''هما في توليهما'' ان دونوں کی محبت اس میں ضمیر پہلے دونوں کی طرف راجع ہے اور شاید اس لیے مولا علی علیہ السلام نے اس عورت کو پہلے ڈرایا اور پھر جب آپ نے اس کو حیران پایا تو اس کے لیے حقائق کھول کر بیان فرمائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں ضعیف ہیں۔[1] لیکن میرے نزدیک دونوں سندیں حسن ہیں اور معلیٰ اور ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے (واللہ اعلم)

27/670 الكافي،۲۸۳/۲۲۴/۸ محمد عن ابن عيسى عن السراد عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ اَلْكَابُلِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: (ضَرَبَ اَللَّهُ مَثَلاً رَجُلاً فِيهِ شُرَكٰاءُ مُتَشٰاكِسُونَ وَ رَجُلاً سَلَماً لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰانِ مَثَلاً) قَالَ أَمَّا اَلَّذِي فِيهِ شُرَكٰاءُ مُتَشٰاكِسُونَ فُلاَنٌ اَلْأَوَّلُ يُجْمِعُ اَلْمُتَفَرِّقُونَ وِلاَيَتَهُ وَ هُمْ فِي ذَلِكَ يَلْعَنُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً وَ يَبْرَأُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فَأَمَّا رَجُلٌ سَلَمُ رَجُلٍ فَإِنَّهُ اَلْأَوَّلُ حَقّاً وَ شِيعَتُهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اَلْيَهُودَ تَفَرَّقُوا مِنْ بَعْدِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى إِحْدَى وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً مِنْهَا فِرْقَةٌ فِي اَلْجَنَّةِ وَ سَبْعُونَ فِرْقَةً فِي اَلنَّارِ وَ تَفَرَّقَتِ اَلنَّصَارَى بَعْدَ عِيسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى اِثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً فِرْقَةٌ مِنْهَا فِي اَلْجَنَّةِ وَ إِحْدَى وَ سَبْعُونَ فِي اَلنَّارِ وَ تَفَرَّقَتْ هَذِهِ اَلْأُمَّةُ بَعْدَ نَبِيِّهَا صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى ثَلاَثٍ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً اِثْنَتَانِ وَ سَبْعُونَ فِرْقَةً فِي اَلنَّارِ وَ فِرْقَةٌ فِي اَلْجَنَّةِ وَ مِنَ اَلثَّلاَثِ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً ثَلاَثَ عَشْرَةَ فِرْقَةً تَنْتَحِلُ وَلاَيَتَنَا وَ مَوَدَّتَنَا اِثْنَتَا عَشْرَةَ فِرْقَةً مِنْهَا فِي اَلنَّارِ وَ فِرْقَةٌ فِي اَلْجَنَّةِ وَ سِتُّونَ فِرْقَةً مِنْ سَائِرِ اَلنَّاسِ فِي اَلنَّارِ.

ابو خالد کابلی سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق سوال کیا: ''خدا نے مثال بیان کی ہے ایسے مرد کی جس میں کئی ایک جھگڑالو حصہ دار ہیں اور ایک ایسے مرد کی جو سالم اور خالص ایک ہی شخص ہو آیا مثل میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔(الزمر:۳۰)۔''

آپؑ نے فرمایا: وہ شخص جس کے بارے میں جھگڑنے والے شریک ہیں وہ تو فلاں شخص اول ہے (یعنی خلیفہ اول) کہ ان کی حکومت کے گرد بہت سے لوگ ہوں گے۔ جو گروہ گروہ ہوں گے اور وہ ایک دوسرے پر لعنت

[1] مراۃ العقول:۲۵/ ۲۴۴؛ البضاعۃ المزجاۃ:۲/ ۱۶۵؛ مراۃ العقول:۲۶/ ۱۸۲

کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے سے بیزاری کرتے ہوں گے۔ اب رہے وہ شخص جو دوسروں کو تسلیم کرتے ہیں وہ پہلے برحق پیشوا اور اس کے شیعہ ہیں یعنی علی علیہ السلام ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلیم کیا تھا۔ پھر فرمایا: بے شک یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اکہتر (۷۱) فرقوں میں ہو گئے اور ایک فرقہ ان سے جنت میں جائے گا اور ستر فرقے جہنم میں جائیں گے اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور ایک فرقہ ان میں سے جنت میں جائے اور اکہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور یہ امت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ گئے اور ان میں سے بہتر (۷۲) جہنم میں جائیں گے ان میں سے تیر (۱۳) فرقے ہماری ولایت ومودت کا اظہار کریں گے لیکن صرف ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ [1]

بیان:

﴿التشاكس التخالف أراد بفلان الأول في أول ما قال أبو بكر فإنه كان أول الخلفاء باطلا و في ما قاله ثانيا أمير المؤمنين ع فإنه كان أول الخلفاء حقا و إنما قيد الثاني بقوله حقا و لم يقيد الأول بقوله باطلا لاحتياج الثاني إلى تلك القرينة في فهم المراد منه بخلاف الأول كما لا يخفى و أراد بالرجل في قوله سلم لرجل رسول الله ص كما ورد في أخبار أخر

ففي معاني الأخبار عن أمير المؤمنين ع قال ألا و إني مخصوص في القرآن بأسماء. احذروا أن تغلبوا عليها فتضلوا في دينكم أنا السلم لرسول الله ص يقول الله عز و جل وَ رَجُلاً سَلَماً لِرَجُلٍ

و الوجه في تخالف أصحاب أبي بكر أن أبا بكر لم يكن سلما لله و رسوله لا في أمر الإمرة و لا فيما يبتني عليها من الأحكام و كان أصحابه أصحاب آراء و أهواء و هي مما يجري فيه الاختلاف بخلاف أمير المؤمنين ع و شيعته فإنهم كانوا سلما لله و لرسوله و كانوا أصحاب نص من الله و رسوله و لا اختلاف فيه و لذلك اعتقدوه مفترض الطاعة بخلاف أصحاب أبي بكر﴾

''التشاكس'' باہم مخالفت کرنا، آپ نے اپنے کلام کے پہلے حصّہ میں فلاں سے مراد اول لیا ہے۔ کیونکہ اس کا اول ہونا باطل ہے اور جو امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی گفتگو کے دوسرے حصے میں فرمایا تو بے شک اس اول سے پہلا سچا خلیفہ مراد ہے۔ آپؑ نے اپنے دوسرے قول کو حق کے ساتھ مقید کیا اور پہلے قول کو باطل کے ساتھ مقید کیا۔ اس لیے کہ دوسرا قول محتاج ہے اس قرینہ کا جو پہلے قول کے خلاف مراد کو سمجھنے کے بارے میں ہے جیسا کہ مخفی نہیں ہے۔ آپؑ کی مراد اپنے قول ''سلیم لرجل'' میں 'رجل' سے رسول خداؐ مراد ہیں جیسا کہ دیگر اخبار میں وارد ہوا ہے۔

[1] بحارالانوار: ۲۸ / ۱۳؛ تفسیر البرہان: ۴ / ۷۰۷؛ الفصول المہمہ: ۱ / ۴۴۸؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱ / ۱۲۳؛ غایۃ المرام: ۴ / ۲۵۴

کتاب معانی الاخبار میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! میں قرآن مجید میں چند اسماء کے ساتھ مخصوص ہوں، ڈرو کہ تم ان پر غالب نہ آجاؤ کہ پھر اپنے دین میں گمراہ ہو جاؤ میں رسول خداؐ کے لیے مسلم ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ورجلاً سلما لرجل (الزمر آیۃ:۲۹)

اور ایک ایسے شخص کی جو سالم ایک ہی شخص ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

28/671 الکافی،۹۵/۱۲۴/۸ العدۃ عن سہل عن إسماعیل بن مہران و ابن سماعۃ عن محمد بن أحمد النہدی عن إسماعیل بن مہران عن محمد بن منصور الخزاعی عن علی بن سوید و محمد عن محمد بن الحسین عن ابن بزیع عن عمہ حمزۃ بن بزیع عن علی بن سوید قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ هُوَ فِي الْحَبْسِ كِتَاباً أَسْأَلُهُ عَنْ حَالِهِ وَ عَنْ مَسَائِلَ كَثِيرَةٍ فَاحْتَبَسَ الْجَوَابُ عَلَيَّ أَشْهُراً ثُمَّ أَجَابَنِي بِجَوَابٍ هَذِهِ نُسْخَتُهُ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ) الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ الَّذِي بِعَظَمَتِهِ وَ نُورِهِ أَبْصَرَ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ وَ بِعَظَمَتِهِ وَ نُورِهِ عَادَاهُ الْجَاهِلُونَ وَ بِعَظَمَتِهِ وَ نُورِهِ ابْتَغَى مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَ مَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ بِالْأَعْمَالِ الْمُخْتَلِفَةِ وَ الْأَدْيَانِ الْمُتَضَادَّةِ فَمُصِيبٌ وَ مُخْطِئٌ وَ ضَالٌّ وَ مُهْتَدٍ وَ سَمِيعٌ وَ أَصَمُّ وَ بَصِيرٌ وَ أَعْمَى حَيْرَانُ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَرَفَ وَ وَصَفَ دِينَهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ امْرُؤٌ أَنْزَلَكَ اللَّهُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ بِمَنْزِلَةٍ خَاصَّةٍ وَ حَفِظَ مَوَدَّةَ مَا اسْتَرْعَاكَ مِنْ دِينِهِ وَ مَا أَلْهَمَكَ مِنْ رُشْدِكَ وَ بَصَّرَكَ مِنْ أَمْرِ دِينِكَ بِتَفْضِيلِكَ إِيَّاهُمْ وَ بِرَدِّكَ الْأُمُورَ إِلَيْهِمْ كَتَبْتَ تَسْأَلُنِي عَنْ أُمُورٍ كُنْتُ مِنْهَا فِي تَقِيَّةٍ وَ مِنْ كِتْمَانِهَا فِي سَعَةٍ فَلَمَّا انْقَضَى سُلْطَانُ الْجَبَابِرَةِ وَ جَاءَ سُلْطَانُ ذِي السُّلْطَانِ الْعَظِيمِ بِفِرَاقِ الدُّنْيَا الْمَذْمُومَةِ إِلَى أَهْلِهَا الْعُتَاةِ عَلَى خَالِقِهِمْ رَأَيْتُ أَنْ أُفَسِّرَ لَكَ مَا سَأَلْتَنِي عَنْهُ مَخَافَةَ أَنْ يَدْخُلَ الْحَيْرَةُ عَلَى ضُعَفَاءِ شِيعَتِنَا مِنْ قِبَلِ جَهَالَتِهِمْ فَاتَّقِ اللَّهَ عَزَّ ذِكْرُهُ وَ خُصَّ لِذَلِكَ الْأَمْرِ أَهْلَهُ وَ احْذَرْ أَنْ تَكُونَ سَبَبَ بَلِيَّةٍ عَلَى الْأَوْصِيَاءِ أَوْ

[1] مراۃ العقول:۲۶/۱۵۵

حَارِشاً عَلَيْهِمْ بِإِفْشَاءِ مَا اِسْتَوْدَعْتُكَ وَ إِظْهَارِ مَا اِسْتَكْتَمْتُكَ وَ لَنْ تَفْعَلَ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ إِنَّ أَوَّلَ مَا أُنْهِي إِلَيْكَ أَنِّي أَنْعَى إِلَيْكَ نَفْسِي فِي لَيَالِيَّ هَذِهِ غَيْرَ جَازِعٍ وَ لاَ نَادِمٍ وَ لاَ شَاكٍّ فِيمَا هُوَ كَائِنٌ مِمَّا قَدْ قَضَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ حَتَمَ فَاسْتَمْسِكْ بِعُرْوَةِ اَلدِّينِ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَلْعُرْوَةِ اَلْوُثْقَى اَلْوَصِيِّ بَعْدَ اَلْوَصِيِّ وَ اَلْمُسَالَمَةِ لَهُمْ وَ اَلرِّضَا بِمَا قَالُوا وَ لاَ تَلْتَمِسْ دِينَ مَنْ لَيْسَ مِنْ شِيعَتِكَ وَ لاَ تُحِبَّنَّ دِينَهُمْ فَإِنَّهُمُ اَلْخَائِنُونَ اَلَّذِينَ خَانُوا اَللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ خَانُوا أَمَانَاتِهِمْ وَ تَدْرِي مَا خَانُوا أَمَانَاتِهِمْ اُئْتُمِنُوا عَلَى كِتَابِ اَللَّهِ فَحَرَّفُوهُ وَ بَدَّلُوهُ وَ دُلُّوا عَلَى وُلاَةِ اَلْأَمْرِ مِنْهُمْ فَانْصَرَفُوا عَنْهُمْ فَأَذَاقَهُمُ (اَللهُ لِبَاسَ اَلْجُوعِ وَ اَلْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ) وَ سَأَلْتَ عَنْ رَجُلَيْنِ اِغْتَصَبَا رَجُلاً مَالاً كَانَ يُنْفِقُهُ عَلَى اَلْفُقَرَاءِ وَ اَلْمَسَاكِينِ وَ أَبْنَاءِ اَلسَّبِيلِ وَ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ فَلَمَّا اِغْتَصَبَاهُ ذَلِكَ لَمْ يَرْضَيَا حَيْثُ غَصَبَاهُ حَتَّى حَمَّلاَهُ إِيَّاهُ كُرْهاً فَوْقَ رَقَبَتِهِ إِلَى مَنَازِلِهِمَا فَلَمَّا أَحْرَزَاهُ تَوَلَّيَا إِنْفَاقَهُ أَ يَبْلُغَانِ بِذَلِكَ كُفْراً فَلَعَمْرِي لَقَدْ نَافَقَا قَبْلَ ذَلِكَ وَ رَدَّا عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ كَلاَمَهُ وَ هَزِئَا بِرَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هُمَا اَلْكَافِرَانِ عَلَيْهِمَا (لَعْنَةُ اَللهِ وَ اَلْمَلاٰئِكَةِ وَ اَلنّٰاسِ أَجْمَعِينَ) وَ اَللَّهِ مَا دَخَلَ قَلْبَ أَحَدٍ مِنْهُمَا شَيْءٌ مِنَ اَلْإِيمَانِ مُنْذُ خُرُوجِهِمَا مِنْ حَالَتَيْهِمَا وَ مَا اِزْدَادَا إِلاَّ شَكّاً كَانَا خَدَّاعَيْنِ مُرْتَابَيْنِ مُنَافِقَيْنِ حَتَّى تَوَفَّتْهُمَا مَلاَئِكَةُ اَلْعَذَابِ إِلَى مَحَلِّ اَلْخِزْيِ فِي دَارِ اَلْمُقَامِ وَ سَأَلْتَ عَمَّنْ حَضَرَ ذَلِكَ اَلرَّجُلَ وَ هُوَ يُغْصَبُ مَالَهُ وَ يُوضَعُ عَلَى رَقَبَتِهِ مِنْهُمْ عَارِفٌ وَ مُنْكِرٌ فَأُولَئِكَ أَهْلُ اَلرِّدَّةِ اَلْأُولَى مِنْ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ فَعَلَيْهِمْ (لَعْنَةُ اَللهِ وَ اَلْمَلاٰئِكَةِ وَ اَلنّٰاسِ أَجْمَعِينَ) وَ سَأَلْتَ عَنْ مَبْلَغِ عِلْمِنَا وَ هُوَ عَلَى ثَلاَثَةِ وُجُوهٍ مَاضٍ وَ غَابِرٌ وَ حَادِثٌ فَأَمَّا اَلْمَاضِي فَمُفَسَّرٌ وَ أَمَّا اَلْغَابِرُ فَمَزْبُورٌ وَ أَمَّا اَلْحَادِثُ فَقَذْفٌ فِي اَلْقُلُوبِ وَ نَقْرٌ فِي اَلْأَسْمَاعِ وَ هُوَ أَفْضَلُ عِلْمِنَا وَ لاَ نَبِيَّ بَعْدَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَأَلْتَ عَنْ أُمَّهَاتِ أَوْلاَدِهِمْ وَ عَنْ نِكَاحِهِمْ وَ عَنْ طَلاَقِهِمْ فَأَمَّا أُمَّهَاتُ أَوْلاَدِهِمْ فَهُنَّ عَوَاهِرُ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ نِكَاحٌ بِغَيْرِ وَلِيٍّ وَ طَلاَقٌ فِي غَيْرِ عِدَّةٍ وَ أَمَّا مَنْ دَخَلَ فِي دَعْوَتِنَا فَقَدْ هَدَمَ إِيمَانُهُ ضَلاَلَهُ وَ يَقِينُهُ شَكَّهُ وَ سَأَلْتَ عَنِ اَلزَّكَاةِ فِيهِمْ فَمَا كَانَ مِنَ اَلزَّكَاةِ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ لِأَنَّا قَدْ حَلَّلْنَا ذَلِكَ لَكُمْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ وَ أَيْنَ كَانَ وَ سَأَلْتَ عَنِ اَلضُّعَفَاءِ فَالضَّعِيفُ مَنْ لَمْ يُرْفَعْ إِلَيْهِ حُجَّةٌ وَ لَمْ يَعْرِفِ اَلاِخْتِلاَفَ فَإِذَا عَرَفَ اَلاِخْتِلاَفَ

فَلَيْسَ بِضَعِيفٍ وَ سَأَلْتَ عَنِ اَلشَّهَادَاتِ لَهُمْ فَأَقِمِ اَلشَّهَادَةَ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَوْ عَلَى نَفْسِكَ وَ اَلْوَالِدَيْنِ وَ اَلْأَقْرَبِينَ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُمْ فَإِنْ خِفْتَ عَلَى أَخِيكَ ضَيْماً فَلاَ وَ اُدْعُ إِلَى شَرَائِطِ اَللَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ بِمَعْرِفَتِنَا مَنْ رَجَوْتَ إِجَابَتَهُ وَ لاَ تَحَصَّنْ بِحِصْنِ رِيَاءٍ وَ وَالِ آلَ مُحَمَّدٍ وَ لاَ تَقُلْ لِمَا بَلَغَكَ عَنَّا وَ نُسِبَ إِلَيْنَا هَذَا بَاطِلٌ وَ إِنْ كُنْتَ تَعْرِفُ مِنَّا خِلاَفَهُ فَإِنَّكَ لاَ تَدْرِي لِمَا قُلْنَاهُ وَ عَلَى أَيِّ وَجْهٍ وَصَفْنَاهُ آمِنْ بِمَا أُخْبِرُكَ وَ لاَ تُفْشِ مَا اِسْتَكْتَمْنَاكَ مِنْ خَبَرِكَ إِنَّ مِنْ وَاجِبِ حَقِّ أَخِيكَ أَنْ لاَ تَكْتُمَهُ شَيْئاً تَنْفَعُهُ بِهِ لِأَمْرِ دُنْيَاهُ وَ آخِرَتِهِ وَ لاَ تَحْقِدَ عَلَيْهِ وَ إِنْ أَسَاءَ وَ أَجِبْ دَعْوَتَهُ إِذَا دَعَاكَ وَ لاَ تُخَلِّ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ عَدُوِّهِ مِنَ اَلنَّاسِ وَ إِنْ كَانَ أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنْكَ وَ عُدْهُ فِي مَرَضِهِ لَيْسَ مِنْ أَخْلاَقِ اَلْمُؤْمِنِينَ اَلْغِشُّ وَ لاَ اَلْأَذَى وَ لاَ اَلْخِيَانَةُ وَ لاَ اَلْكِبْرُ وَ لاَ اَلْخَنَا وَ لاَ اَلْفُحْشُ وَ لاَ اَلْأَمْرُ بِهِ فَإِذَا رَأَيْتَ اَلْمُشَوَّهَ اَلْأَعْرَابِيَّ فِي جَحْفَلٍ جَرَّارٍ فَانْتَظِرْ فَرَجَكَ وَ لِشِيعَتِكَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ إِذَا اِنْكَسَفَتِ اَلشَّمْسُ فَارْفَعْ بَصَرَكَ إِلَى اَلسَّمَاءِ وَ اُنْظُرْ مَا فَعَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِالْمُجْرِمِينَ فَقَدْ فَسَّرْتُ لَكَ جُمَلاً مُجْمَلاً وَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ اَلْأَخْيَارِ.

(ترجمہ) علی بن سوید بیان کرتے ہیں کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام بن جعفر علیہ السلام زندان میں قید تھے تو میں نے آپؑ کو ایک خط لکھا تھا اور اس میں احوال پوچھا اور آپؑ سے چند مسئلے بھی پوچھے تھے اس بات کو جب چھ ماہ گزر گئے تو مجھے اس خط کا جواب موصول ہوا اور اس خط میں یہ تھا جو آپؑ نے میرے جواب میں مرقوم فرمایا تھا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شروع اللہ کے نام سے جو سب کو فیض پہنچانے والا فیض رساں ہے ہر طرح کی حمد و ستائش اس اللہ کے لیے خاص ہے جو بزرگ و برتر ہے جس نے اپنی عظمت اور نور سے مومنین کے دلوں کو روشن بنایا ہے۔ اور اس کی عظمت اور نور کی وجہ سے جاہل لوگ اس کے دشمن ہو گئے ہیں اور یہی اس کی بزرگی و نور ہے جو تمام اہل آسمانوں اور زمین کا ہے۔

اسی کے ذریعہ سے اس کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے اور مختلف قسم کے اعمال قبیح ہوتے ہیں کہ ایک راہ راست پر چلتا ہے اور دوسرا خطا کے راستے پر چلتا ہے۔ ایک گمراہ ہوا اور دوسرا راستہ پا گیا۔ ان سے کوئی نابینا ہوا اور کسی نے سنا اور عمل کیا اور ان سے کوئی بہرا بن گیا۔ پس اس خدا کی ستائش و حمد ہے کہ جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دین کی معرفت عطا کی اور توصیف کی اما بعد۔

بے شک تم وہ شخص ہو کہ جسے اللہ نے خصوصی جگہ (اور خاص مرتبہ) آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہ گاہ میں ایک مقام

عطا کیا اور تجھ میں ان کی دوستی ومودت کو محفوظ کیا جس سے تم میں دین داری آئی اور ہدایت کا راستہ تمہیں الھام فرمایا تم میں دین کی بصیرت کو پیدا کیا (یعنی برحق اماموں کی) اور تم نے ان کو سب سے افضل سمجھا اور تم نے اپنے تمام امور میں ان کی طرف رجوع کیا۔ تم نے اپنے خط میں مجھ سے چند سوالات پوچھے ہیں میں ان کے جوابات دینے کے وقت تقیہ (مصلحتاً) میں تھا اس لیے جواب نہ دیئے۔ اس لیے کہ اس وقت ان کو پوشیدہ رکھنا مناسب تھا اور جب کہ ظالم وجابروں کا اقتدار ختم ہو گیا اور اس سلطان عظیم (خداوند متعال) کا اقتدار ہے (اور میں عمر کے آخر کو پہنچ گیا ہوں) اور اس لیے اس قابل مذمت دنیا کو اہل دنیا اور خالق کے نافرمانوں کے لیے چھوڑ رہا ہوں میں نے مناسب جانا کہ تمہیں تمہارے مسائل کو جواب دے دوں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے کم بصیرت شیعہ اپنی لاعلمی کی بنا پر سرگردان وگمراہی میں مبتلا ہو جائیں پس تم اپنے پروردگار سے ڈرو۔

اور اس امر کو (یعنی امامت کو جو میں تمہارے لیے لکھ رہا ہوں) تمہیں اس کا مخصوص اہل جانتا ہوں (یعنی دوسروں کو اس قابل نہیں جانتا اور دوسرے معنی میں یعنی دوسرے کسی غیر اہل کے سامنے اسے فاش نہ کرنا) ان پوشیدہ رازوں کو ظاہر نہ کرنا۔ مجھے امید ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خدا سے ڈرتے رہو اس سے کہ جو گرفتاری اوصیاء کا سبب ہو یا کسی کو اس کی اطلاع دو۔ سب سے پہلی بات جس سے میں تم کو خبر دیتا ہوں یہ کہ میں وفات پانے والا ہوں اور ہر قسم کی بے تابی و پشیمانی (یا شکایت) اس میں جو کچھ ہونے والا ہے۔

اور خدا نے حتمی ومقرر کی ہوئی ہے یہ قطعی فیصلہ ہے۔ پس تم دستاویز محکم دین سے تمسک رکھو جو آل محمد ﷺ نے رکھا ہوا ہے اور یہ دستاویز محکم یہ ہے کہ ایک وصی کے بعد دوسرے وصی کا آنا ہے (ایک امام کے بعد دوسرے کا آنا)۔ یہ جو کچھ کہیں اس کو تسلیم کرتے رہنا اور جو کچھ وہ کہیں اس پر راضی رہنا اور اسی پر خوش رہو اور دین کے حصول کو کسی غیر شیعوں سے حاصل نہ کرنا اور ان کے دین کو پسند نہ کرنا (خواہش نہ کرنا) کیونکہ یہ خیانت کار ہیں کیونکہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی ہے۔

امانتیں ان کے سپرد ہوئیں انہوں نے ان میں خیانت کی۔ تمہیں معلوم ہے کہ انہوں نے امانتوں میں خیانت کی انہوں نے اس کتاب خدا میں جو ان کے حوالے کی گئی تھی اس میں خیانت کی اور اس کی تحریف کی اس کو بدل ڈالا۔ ان کو بتا دیا گیا تھا کہ ان کے والی امر (جس کی پیروی کریں) کون ہیں۔ پھر بھی وہ اس سے منہ موڑ رہے اسی وجہ سے اللہ نے انہیں بھوک وافلاس اور خوف میں مبتلا کر دیا ان کے برے اعمال ہو جانے کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔

اور تم نے ایسے دو آدمیوں کے بارے میں سنا ہے کہ جن دونوں نے ایک ایسے شخص کا مال جو اپنے مال سے فقراً مساکین ومسافروں اور دیگر خیر میں جو اسے اللہ کے راستے میں خرچ کیا کرتے تھے۔ ان دونوں نے اسے غصب کر لیا۔ صرف

یہ ہی نہیں بلکہ وہ غصب کیا ہوا مال اس کے کاندھے پر لاد کر اپنے گھر پہنچوایا۔ جب وہ اس جنگ سے زبردستی اس مال کو گھر لا کر محفوظ کر چکے تو اس کے بعد اب یہ دونوں اس مال سے خرچ کرنے لگے۔ کیا وہ اس اپنے کردار کی وجہ سے کفر کی حد تک نہیں پہنچے۔

ان دو مردوں سے مراد ابوبکر وعمر ہیں اور تیسرے سے مراد علی علیہ السلام ہیں تو (جواب) سنو مجھے اپنی جان کی قسم کہ وہ دونوں غاصب اس سے پہلے ہی منافق تھے۔ انہوں نے خدا کے حکم کو رد کیا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم کو رد کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہنسی اڑائی اور مذاق کیا اور یہ دونوں کافر ہیں کہ خدا اور اس کے ملائکہ اور تمام لوگوں کی ان پر لعنت ہو۔ خدا کی قسم کہ ہرگز یہ دونوں اس دن سے جس دن سے وہ (بت پرستی) سے باہر نکل کر آئے ہیں ذرہ برابر بھی ان میں ایمان داخل نہیں ہوا اور یہ شک وتردید وریب میں ہی رہے، اور دھوکا دیتے رہے، ہمیشہ منافق رہے۔ یہاں تک کہ عذاب کے فرشتے نے ان دونوں کو پکڑ کر ان کو بدترین عذاب کی جگہ پر ہمیشہ کے لیے پہنچا دیا ہے اور تم نے اس شخص کے بارے میں بھی پوچھا کہ جو اس بے چارے شخص کے پاس حاضر ہوا جس کا مال غصب کیا گیا ہو اور اس کے کاندھے پر پہنچانے کے لیے رکھا جاتا ہے تو وہ لوگ بھی اہل ردہ (بدترین) میں سے ہیں۔

بعض ان سے عارف وواقف اسی دین پر ہوئے اور بعض منکر ہوئے۔ جان لو کہ یہ اس امت کے پہلے مرتد ہیں ان لوگوں پر بھی خدا کی اور ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ تم نے ہمارے منبع علم کے بارے میں پوچھا ہے تو واضح ہو کہ علم کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ علم جو گزشتہ امور سے متعلق ہے۔

(۲) وہ علم جو آئندہ آنے والے امور سے متعلق ہے۔

(۳) وہ علم جو علم گزشتہ ماضی کا علم حادث ہو گیا اور وہ واضح آشکار ہی ہے۔

وہ علم جو گزشتہ سے متعلق ہے، وہ علم ہے جس کی ہماری لیے وضاحت وتشریح کر دی گئی ہے اور وہ علم جو آئندہ آنے سے متعلق ہے تو وہ لکھا ہوا ہے (کتاب لوح محفوظ میں ہے اور وہ ہمارے پاس موجود ہے) اور اس علم کے بارے میں جو حادث ہے تو ان امور کے علم کو خدا ہمارے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور ہمارے کانوں میں اس کی آواز آجاتی ہے اور اس کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور یہ علم کی قسم ہمارے لیے بہترین علم ہے۔ ظاہر ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور پھر تم نے پوچھا ان کی ام ولد کے بارے میں (یعنی خلفائے جور) ان کے نکاح اور طلاق کے بارے میں۔ ان کی ام ولد امھات اولاد کا شمار قیامت کے دن تک زنا کاروں میں ہوتا رہے گا (کیونکہ ان کی اسارت دراصل بغیر اذن امام کے ہوئی ہے)۔ ان کا نکاح بغیر وصی کی اجازت کے اور طلاق عدت کے بغیر ہے۔

(جب طلاق ان شرائط کے ساتھ کہ جو قبل اس کے واقع ہونے کے کہ وہ طہر میں نہ ہوئی ہوا سے دی جائے اور اس کے سامنے دو عادل گواہ اور اس کی مثل نہ ہوئے ہوں) اور پھر ان میں سے جو ہماری دعوت ایمان کو قبول کرے تو پھر یہ ایمان اسے ضلالت و گمراہی سے باہر لائے گا اور اس کے یقین میں شک وتر دید کو ختم کر دے گا اور ہٹا دے گا اور تم نے ان لوگوں کا زکوٰۃ دینے کے بارے میں پوچھا تو جان لو کہ زکوٰۃ کا جو مال بھی ہے تم ہی اس کے حق دار ہو کیونکہ ہم نے اسے تمہارے لیے حلال کیا ہے۔ جو بھی تم میں سے اور جہاں کہیں بھی ہوں حلال کیا ہے اور تم نے یہ بھی پوچھا ان کمزوروں کے بارے میں (جو مخالفین میں سے ہیں اور ان میں نجات کی امید ہے)۔

تو جان لو کہ کمزور وہ ہے جس کے پاس حجت و دلیل نہ پہنچی ہو اور اس میں پائے جانے والے اختلاف کو نہ جانتا ہو۔ پس جب بھی اس اختلاف کو سمجھ جائے گا تو پھر وہ کمزوروں اور مستضعفین میں نہ ہوگا (جب حق و باطل کو سمجھ لے) اور تم نے پوچھا ان لوگوں کے لیے گواہی دینے کے بارے میں تو تم خدا کی رضا کے لیے گواہی دو جو معاملات تمہارے اور ان کے درمیان ہیں اگر چہ وہ تمہارے ماں و باپ ہوں یا تمہارے قریبی رشتہ دار ہوں ان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اپنے اور ان کے درمیان گواہی دو اور اگر تم اس بات کا خوف رکھتے ہو کہ عدل سے گواہی نہ دے سکو یا تمہارے کسی بھائی پر زیادتی وظلم ہوگا۔ تو گواہی نہ دو جس کے متعلق امید ہو کہ وہ تمہاری بات مان لے گا۔ اسے ہماری معرفت کے ساتھ اللہ کے احکام کی طرف دعوت دو ان شرائط کے ساتھ جو خدا نے مقرر کی ہوئی ہیں اور اپنے آپ کو ریاکاری اور خودنمائی سے پناہ کے قلعہ میں کسی کومت لاؤ شاید مراد یہ ہو کہ جو پہلے سے حد مقرر ہے تقیہ کرنے میں مخالفین سے ظاہر نہ کرو اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھو۔ اور کسی چیز کے بارے میں ہماری طرف سے جو احادیث و روایات تم تک پہنچی ہیں۔ جو صرف ہماری طرف سے ہیں تو ان کے متعلق نہ کہو کہ یہ باطل ہیں اگر چہ ان احادیث کے خلاف ہماری کسی دوسری حدیث کو تم جانتے بھی ہو اس لیے کہ تمہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ہم نے یہ کس وجہ سے بیان کی اس کی مصلحت کیا تھی۔ اور جس چیز کی میں تم کو خبر دیتا ہوں اس پر ایمان رکھو اور ہم جو باتیں تم سے راز میں کر رہے ہیں ان کو فاش نہ کرنا۔

تم پر تمہارے مومن بھائی کا یہ حق لازمی ہے جو تمہارا دینی بھائی ہے۔ اس کو جو بھی دنیا و آخرت میں اسے فائدہ دے اسے اس سے محروم نہ کرو چاہے وہ کتنا ہی برا ہے اور دل میں کینہ نہ رکھو اور دل میں دشمنی نہ رکھو۔ جب بھی تمہیں اپنی دعوت پر بلائے تو اسے قبول کر لو اور مدد کرو اسے اس کے دشمن کے سامنے تنہا نہ چھوڑ و خواہ تم سے زیادہ اس کا کوئی اور قریبی رشتہ دار موجود کیوں نہ ہو، بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور جان لو اور مومن کے اخلاق و کردار میں دوغلا پن اور دھوکہ دہی اور آزار دینا نہیں ہے۔ اور خیانت نہ کرنا، اور نہ تکبر کرنا اور نہ ہی کسی کو گالیاں دینا اور نہ اس کا حکم دینا ہے اور جب تم ایک بدصورت اعرابی کو لشکر جرار کے ساتھ دیکھو تو انتظار کرو۔

اس میں تمہارے لیے اور مومنین کے لیے مصیبتوں سے نجات ہے۔ وہ خود تمہارے لیے اور شیعوں کی طرح ایمان میں ہم مذہب رہے اور جب سورج کو گرہن لگ جائے تو اپنی نگاہیں آسمان کی طرف بلند کرو اور دیکھو کہ اللہ نے مجرموں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ میں نے تمہارے سوالات کو تمہارے سمجھنے کے لیے الگ الگ کر کے مجمل طور پر واضح جواب دے دیا ہے۔ اے اللہ تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ [1]

بیان:

﴿الذی بعظمته و نوره یعنی به أن الذی صار سببا لإبصار قلوب المؤمنین بعینه هو الذی صار سببا لعداوة الجاهلین و الذی صار سببا لابتغاء هؤلاء الوسیلة إلیه بهذا الدین هو بعینه الذی صار سببا لابتغاء أولئك الوسیلة إلیه بذلك الدین و ذلك لإحاطة عظمته بكل شیء و بلوغ نوره كل ظل وفیء و جمعه بین الأضداد و تبیینه كل شیء بما یضاد استرعاك استحفظك و من كتمانها فی سعة یعنی كنت یسعنی إلی الآن كتمانها بفراق الدنیا یعنی بفراقی الدنیا متعلق بانقضی و جاء أشار به ع إلی خروجه من الدنیا و تخلصه من أیدی الظلمة فإن وفاته ع كانت قریبة كما صرح به بعد هذا الكلام إلی أهلها أی تاركا لها إلی أهلها بتضمین الفراق معنی الترك و تعدیته بإلی و یحتمل أن یكون قد سقط من قلم النساخ كلمة تفید مفاد الترك مثل أن كان بفراق الدنیا تاركا للدنیا المذمومة أو و رفضنی الدنیا أو نحو ذلك و العاتی المستكبر المجاوز الحد سبب بلیة علی الأوصیاء من جهة الظلمة أو حارشا علیهم مغریا لأعدائهم علیهم أنعی إلیك أخبرك بموتی لباس الجوع و الخوف لأنهم لا یشبعون من جاه و مال و لا یأمنون من فناء و زوال كنی بالرجلین عن الأولین و بالرجل عن المنصوص علیه بالولایة و بالمال عما له الولایة فیه من أموال المسلمین و منكر أی و منهم منكر و الغابر الآتی فمفسر أی فسره لنا المخبر الصادق فمزبور أی مكتوب فی الكتب التی ورثناها أبا عن جد فقذف فی القلوب بالإلهام و نقر فی الإسماع بتحدیث الملك إیانا و لا نبی بعد نبینا یعنی لیس ذلك بالوحی إذ الوحی مخصوص بالأنبیاء و لا نبی بعد نبینا عن أمهات أولادهم یعنی المخالفین فهن عواهر زوانی لأنهن ملكن بغیر استحقاق و بغیر إذن ولی و طلاق لغیر عدة بل لبدعة كما یأتی بیانه فی كتاب الطلاق و سألت عن الضعفاء یعنی من هم لم ترفع إلیه حجة لم تبلغه الحجة لطریق الحق و لم یعرف الاختلاف أی اختلاف الصحابة فی الوصی أو اختلاف المسلمین فی الدین فإن خفت یعنی بسبب شهادتك لهم ضیما أی ظلما فلا أی فلا تشهد لهم و لا تحصن

[1] بحار الانوار: ۴۸/ ۲۴۲ و ۵۷/ ۳۲۹؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۴۴۳؛ مسند سہل بن زیاد: ۲/ ۱۷؛ موسوعہ التاریخ الاسلامی یوسفی: ۷/ ۵۱۱؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ: ۲۰/ ۲۵۱

بحصن ریاء لأنه الشرك الخفي و الخناء و الفحش متقاربان أمر به كأنه على صيغة المجهول يعني و لا أمر بالفحش أشار به إلى قوله سبحانه قُلْ إِنَّ اللهَ لا يَأْمُرُ بِالْفَحْشاءِ و المشوه القبيح الخلقة و الجحفل بتقديم الجيم على المهملة الجيش و انظر ما فعل الله بالمجرمين كأنه أمره بالاعتبار بحال الشمس على وقوع الفرج فإنه إذا لم يتركها الله مضيئا على الدوام حتى يسود وجهها أحيانا فكيف يترك المجرمين الظلمة دائبين دون أن ينتقم منهم لأوليائه المظلومين و يفرج عنهم كربتهم بعد حين و لا يبعد أن يكون المراد بالأعرابي السفياني و على هذا فالمراد بانكساف الشمس ما في غير أوانه﴾

''الذي بعظمته ونورة'' وہ کہ جس نے اپنی عظمت اور اپنے نور سے، یعنی وہ کہ جو سبب قرار پایا مومنین کے دلوں کو بصارت وبصیرت عطا کرنے کا اور جو سبب قرار پای اجاہلوں کی عداوت کا اور وہ کہ جو سبب قرار پایا کہ اس کی طرف اس دین کے ذریعہ وسیلہ تلاش کیا جائے۔ اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ اس کی عظمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اور یہ جگہ اس کا نور ہے۔

''استرعاك'' اس نے تجھے محفوظ رکھا۔ ''ومن کتما نھا فی سعۃ'' ایک وسعت میں ان کا چھپنا یعنی مجھے اس وقت اس کو چھپانے کی وسعت حاصل تھی۔ ''بفراق الدنیا'' دنیا کے فراق کے ساتھ یعنی میرا دنیا سے جدا ہونا، یہ متعلق ہے انقضی کے۔ ''وجآء'' اور وہ آیا، یہ اشارہ امامؑ کی طرف ہے کہ وہ دنیا سے خروج کریں گے۔ اور ظالموں کے ہاتھوں دے چھٹکارا پائیں گے۔ کیونکہ امامؑ کی وفات قریب تھی جیسا کہ اس گفتگو کے بعد آپ نے اس کی صراحت کی۔ ''الی اھلھا'' اس کے اہل کی طرف یعنی اس کو ترک کرتے اس کے اہل کی طرف یہاں فراق کا چھوڑنا ہے۔ اور اس ''الی'' کے ساتھ متعدی کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ کاتب کے قلم سے ساقط ہوگیا ہو۔ اور اس کلمہ سے چھوڑنے کے معنی کا افادہ ہوتا ہے۔ مثلاً دنیا کو فراق کرنے سے مراد دنیا کو چھوڑنا ہے جس دنیا کی مذمت کی گئی ہے یا پھر اس طرح ہے۔ ''العالی'' تکبر کرنے والا یعنی حد سے تجاوز کرنے والا۔ ''سبب بلیۃ علی الاوصیآء'' اس سے کہ جو کہ فناوی اوصیاء کا سبب ہو یعنی اندھیرے کی جہت سے۔ ''اوحارشا علیھم'' یا کسی کو اس کی اطلاع دو، یعنی ان کے دشمنوں کے رغبت رکھتا۔ ''انعی الیك'' میں تجھے اپنی موت کی خبر دیتا ہوں۔

''لباس الجوع والخوف'' بھوک اور خوف کا لباس، کیونکہ وہ بلندی مرتبہ اور مال سے سیر نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ مناء اور زوال مامون ہوتے ہیں۔ اور دو پہلے مردوں سے کنیت دی گئی ہے۔ اور ایک شخص جس کو ولایت حاصل ہے اور اس کی ولایت میں مسلمانوں کے اموال ہیں۔ ''ومنکر'' یعنی اُن میں سے منکر ہیں۔ ''والغابر'' اجنبی۔ ''ھمفسّر'' یعنی ہمارے لیے اس کی تفسیر کرنے والا مخبر صادق۔ ''ضمزبور'' یعنی خطوط میں سے ایک خط جس نے اس نے اپنے جد کی طرف سے اپنے والد کو وارث پایا۔ ''فقذف فی القلوب'' پس وہ دلوں میں ڈال

دیتا ہے، یعنی الہام کے ذریعہ۔''نقر فی الا سماع'' کانوں میں آواز آتی ہے یعنی فرشتے ہمیں سے گفتگو کرتے ہیں۔''ولا نبیّ بعد نبّیا'' ہمارے نبیؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔یعنی ایسی کوئی وحی نہیں آئے گی جو انبیاء کے ساتھ خاص ہو، پس ہمارے نبیؐ کے بعد کوئی نبی ہیں ہے۔''عن امھات اولادھم''ان کی امہات ولد کے بارے میں یعنی مخالفین کی۔

''محصنّ عواھر''زانیہ عورتیں کیونکہ وہ بغیر استحقاق کے اور بغیر اذن ولی کے ملکیت قرار پائیں۔''طلاق لغیر عدۃ'' طلاق عدت کے بغیر، بلکہ بدعت جیسا کہ کتاب الطلاق میں اس کا بیان آگے گا۔''وسالت عن الضعفآء''اور تو نے ضعفآء کے بارے میں سوال کیا، یعنی وہ کون ہیں؟''لم ترفع الیہ حجّۃ''جس کے پاس حجّت ودلیل نہ پہنچی ہو۔ان کے پاس حجّت ودلیل حق کے راستے سے نہیں پہنچی۔''ولم یعرف الاختلاف'وہ اس میں پائے جانے والے اختلاف کو نہ جانتا ہو یعنی صحابہ کا اختلاف وصی کے بارے میں یا مسلمانوں کا اختلاف دین کے بارے میں۔''فان خفت''اگر تم خوف رکھتے ہو، یعنی ان کے لیے اپنی گواہی دینے کے سبب سے۔

''ضیما'' یعنی ظلم۔''فلا'' پس نہیں یعنی تم ان کے لیے گواہی نہ دو۔''لا تحصن بحصن ریاء'' اپنے آپ کو ریاکاری اور خودنمائی سے پناہ کے قلعہ میں کسی کومت لاؤ، کیونکہ یہ شرک خفی ہے۔''الخنآء والضحش''بدزبانی اور گالیاں، یہ دونوں قریب المعنی ہیں۔''امر بہ'' گویا کہ یہ مجہول کا صیغہ ہے، یعنی گالم گلوچ کا حکم نہیں دیا گیا آپ نے اس کے ذریعہ اللہ کے قول کی طرف اشارہ کیا: قل ان اللہ لا یامر بالفحشآء۔''کہہ دو یقیناً اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیا کرتا۔''(سورۃ الاعراف:۲۸)۔

''والمشوّۃ'' بدشکل۔''والجعفل''،'جیم' کو مھملہ پر مقدم کرنے کے ساتھ، اس کا معنی لشکر ہے۔

''وانظر مافعل اللہ بالمجرمین'' تم دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ مجرموں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے، گویا کہ اس کا معاملہ فرج کے واقع ہونے پر سورج کی حالت کے اعتبار سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث تین سندوں سے مروی ہے جن میں سے پہلی ضعیف اور دوسری حسن کالصحیح اور تیسری ضعیف ہے اور اس میں جہل ہے لیکن مجموعی طور پر تمام اسناد ایک دوسری کو قوت دیتی ہیں اور اسے صحیح بنا دیتی ہیں اور شیخ صدوق نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔[1]

29/672 الکافی،۸/۲۶۲/۳۷۷ حمید عن محمد بن أیوب عن ابن أسباط عَنِ اَلْحَکَمِ بْنِ مِسْکِینٍ عَنْ

[1] مراۃ العقول:۲۵/۲۹۵؛البضاعۃ المزجاۃ:۲/۲۹۳(بفرق الفاظ)

يُوسُفَ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَقْبَلَ يَقُولُ لِأَبِي بَكْرٍ فِي اَلْغَارِ اُسْكُنْ فَإِنَّ اَللَّهَ مَعَنَا وَ قَدْ أَخَذَتْهُ اَلرِّعْدَةُ وَ هُوَ لاَ يَسْكُنُ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَالَهُ قَالَ لَهُ تُرِيدُ أَنْ أُرِيَكَ أَصْحَابِي مِنَ اَلْأَنْصَارِ فِي مَجَالِسِهِمْ يَتَحَدَّثُونَ فَأُرِيَكَ جَعْفَراً وَ أَصْحَابَهُ فِي اَلْبَحْرِ يَغُوصُونَ قَالَ نَعَمْ فَمَسَحَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِيَدِهِ عَلَى وَجْهِهِ فَنَظَرَ إِلَى اَلْأَنْصَارِ يَتَحَدَّثُونَ وَ نَظَرَ إِلَى جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَصْحَابِهِ فِي اَلْبَحْرِ يَغُوصُونَ فَأَضْمَرَ تِلْكَ اَلسَّاعَةَ أَنَّهُ سَاحِرٌ.

(ترجمہ) یوسف بن صھیب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا میں نے اپنے والدمحترم امام باقر علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غارثور میں ابوبکر کی طرف دیکھا جو بہت بے چین اور بے قرار تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سکون سے رہو خدا ہمارے ساتھ ہے لیکن وہ کانپ رہا تھا اور آرام نہ کرتا تھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس کا حال اس طرح دیکھا تو اس سے فرمایا چاہتے ہو کہ میں ان اصحاب کو جو انصار مدینہ سے ہیں اس طرح جس طرح اپنی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں تمہیں دیکھا دوں اور اسی طرح جعفر اور اس کی ساتھیوں کو کہ جو دریا شناوری کو عبور کرتے ہیں تمہیں دیکھا دوں۔ ابوبکر نے کہا ہاں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو اس کے چہرہ پر پھیرا تو ابوبکر نے انصار کو دیکھا جو بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہیں اور اسی طرح جعفر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا جو کشتی پر دریا عبور کر رہے تھے۔ پس اسی وقت اس کے دل میں خیال آ گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جادوگر ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

30/673 الکافی،۱۴۵/۱۵۶/۸ علی عن أبیه عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: كَانَتِ اِمْرَأَةٌ مِنَ اَلْأَنْصَارِ تَوَدُّنَا أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ تُكْثِرُ اَلتَّعَاهُدَ لَنَا وَ إِنَّ

---

[1] بحارالانوار: ۱۹/۸۸ و ۳۰/۲۷۳/الاختصاص: ۱۹؛ تفسیر نورالثقلین: ۲/۲۱۹؛ اثبات الھداۃ: ۱/۲۶۰؛ تفسیر الصافی: ۲/۳۴۴؛ تفسیر کنزالدقائق: ۵/۴۶۱؛ تفسیر البرہان: ۲/۷۷۷؛ المختصر: ۱۰۵؛ مسندالامام الباقرؑ: ۵/۵۱۸

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۲۵۵

عُمَرَ بْنَ اَلْخَطَّابِ لَقِيَهَا ذَاتَ يَوْمٍ وَ هِيَ تُرِيدُنَا فَقَالَ لَهَا أَيْنَ تَذْهَبِينَ يَا عَجُوزَ اَلْأَنْصَارِ فَقَالَتْ أَذْهَبُ إِلَى آلِ مُحَمَّدٍ أُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ وَ أُجَدِّدُ بِهِمْ عَهْداً وَ أَقْضِي حَقَّهُمْ فَقَالَ لَهَا عُمَرُ وَيْلَكِ لَيْسَ لَهُمُ اَلْيَوْمَ حَقٌّ عَلَيْكِ وَ لاَ عَلَيْنَا إِنَّمَا كَانَ لَهُمْ حَقٌّ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَمَّا اَلْيَوْمَ فَلَيْسَ لَهُمْ حَقٌّ فَانْصَرِفِي فَانْصَرَفَتْ حَتَّى أَتَتْ أُمَّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ مَا ذَا أَبْطَأَ بِكِ عَنَّا فَقَالَتْ إِنِّي لَقِيتُ عُمَرَ بْنَ اَلْخَطَّابِ وَ أَخْبَرَتْهَا بِمَا قَالَتْ لِعُمَرَ وَ مَا قَالَ لَهَا عُمَرُ فَقَالَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ كَذَبَ لاَ يَزَالُ حَقُّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَاجِباً عَلَى اَلْمُسْلِمِينَ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ.

(ترجمہ) عبداللہ بن سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: انصار (مدینہ) کی ایک عورت ہمارے خاندان کو دوست رکھتی تھی اور بہت زیادہ ان کے دیدار کرنے کے لئے آتی تھی۔ ایک دن عمر بن خطاب نے اس وقت جب وہ اس قصد سے کہ وہ ہمارے خاندان کی زیارت کے لئے جارہی ہے اسے دیکھا اور اس سے کہا اے انصار کی بوڑھی عورت تم کہاں جارہی ہوں۔ اس نے جواب دیا آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاتی ہوں تاکہ ان کو سلام کروں اور ان کی زیارت تازہ کروں اور ان کے حق کو (جو میری گردن میں ہے) ادا کروں۔ عمر نے اس عورت سے کہا وائے ہو تجھ پر کہ آج بھی تو ان کا حق اپنی گردن پر رکھتی ہے اور اپنی گردن پر ہمارا حق نہیں رکھتی۔ وہ تو فقط رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا حق رکھتے تھے لیکن آج ان کا کوئی دوسرا حق نہیں ہے۔ واپس چلی جا۔ وہ عورت واپس چلی گئی (کچھ عرصہ کے بعد) وہ عورت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا کہ کیوں اس دفعہ تم ہمارے گھر دیر سے آئی ہو۔ اس نے کہا میں نے عمر کو دیکھا اور اپنی گفتگو جو عمر کے ساتھ ہوئی تھی اور عمر کی بات ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس نے جھوٹ کہا ہے۔ ہمیشہ حقِ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی گردن پر قیامت کے دن تک واجب ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] لیکن میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

31/674 الکافی،۵۱۳/۳۳۱/۸ أبان عَنِ اَلْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ عُثْمَانَ قَالَ

---

[1] بحارالانوار: ۳۰/۲۶۷و۱۷۶ و ۲۲/۲۲۳؛ قرب الاسناد: ۶۰؛ السیرۃ النبویۃ بنظر اھل البیتؑ: ۳/۵۱۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/۲۴۰؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۷/۸۷۲

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۱۱؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۴۶۰

لِلْمِقْدَادِ أَمَا وَ اَللَّهِ لَتَنْتَهِيَنَّ أَوْ لَأَرُدَّنَّكَ إِلَى رَبِّكَ اَلْأَوَّلِ قَالَ فَلَمَّا حَضَرَتِ اَلْمِقْدَادَ اَلْوَفَاةُ قَالَ لِعَمَّارٍ أَبْلِغْ عُثْمَانَ عَنِّي أَنِّي قَدْ رُدِدْتُ إِلَى رَبِّيَ اَلْأَوَّلِ.

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: عثمان نے مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ خدا کی قسم! اس سے باز آجاؤ وگرنہ تم کو پروردگار کے پاس پہلے پہنچا دوں گا۔ جب مقدادؓ کی موت کا وقت آیا تو عمارؓ سے کہا: میری طرف سے عثمان سے کہو کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ [1]

بیان:

﴿لتنتهين يعني عن نصرة أمير المؤمنين و معاداة من ظلمه حقه و الطعن فيهم أو لأردنك إلى ربك الأول يعني به الله سبحانه و كنى بالأول عن شدة طاعته لأمير المؤمنين ع كأنه كان يعبده و يتخذه ربا ثانيا مع الله سبحانه حاشا مقداد عن ذلك بل كان إنما يطيعه لله عز و جل و بأمره فطاعته كانت طاعة الله ليست طاعة غيره و كنى بردة إليه عن قتله رضوان الله عليه﴾

"لتنتہین" "تم ضرور بالضرور اس سے باز آجاؤ یعنی امیر المومنین علیہ السلام کی نصرت کرنے سے اور ان لوگوں سے دشمنی کرنے سے جنہوں نے آپؑ کے حق پر ظلم کیا ہے اور ان لوگوں پر لعنت کرنے سے باز رہو۔" "اولاردنك الی اربك الاوّل" "یا میں تم کو تیرے ربّ کے پاس پہنچا دوں گا جو اوّل ہے اس سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس نے اوّل کے ساتھ کنیت لگائی ہے تو یہ صرف اس لیے کہ وہ امیر المومنینؑ کی شدّت کے ساتھ اطاعت کرتے تھے کہ گویا وہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ دوسرا رب مانتے ہیں۔ حالانکہ جناب مقدادؓ کا عمل اس چیز کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ وہ تو بس اللہ تعالیٰ اطاعت کرتے تھے اور اس کے حکم سے امیر المومنین علیہ السلام کی اطاعت بجالاتے تھے۔ تو حقیقت میں تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے نا کہ اس کے غیر کی اور اس کی طرف پلٹانے سے مراد ان کو قتل کرنا تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2] یا پھر حدیث مجہول ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث موثق ہے (واللہ اعلم)

32/675 الکافی، ۱/۸/۲۵۱/۳ علی عَنْ أَبِيهِ وَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَلْكُوفِيُّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى

---

[1] بحارالانوار: ۲۲/۴۳۸و۳۰/۲۴۰؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۸/۴۲۵

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۴۳۸

[3] البضاعۃ المزجاۃ: ۴/۱۵۵

عَنْ يَزِيدَ بْنِ خَلِيفَةَ اَلْخَوْلاَنِيِّ وَ هُوَ يَزِيدُ بْنُ خَلِيفَةَ اَلْحَارِثِيُّ قَالَ: سَأَلَ عِيسَى بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَنَا حَاضِرٌ فَقَالَ تَخْرُجُ اَلنِّسَاءُ إِلَى اَلْجَنَازَةِ وَ كَانَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مُتَّكِئاً فَاسْتَوَى جَالِساً ثُمَّ قَالَ إِنَّ اَلْفَاسِقَ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اَللَّهِ آوَى عَمَّهُ اَلْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي اَلْعَاصِ وَ كَانَ مِمَّنْ هَدَرَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ دَمَهُ فَقَالَ لاِبْنَةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لاَ تُخْبِرِي أَبَاكِ بِمَكَانِهِ كَأَنَّهُ لاَ يُوقِنُ أَنَّ اَلْوَحْيَ يَأْتِي مُحَمَّداً فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِأَكْتُمَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَدُوَّهُ فَجَعَلَهُ بَيْنَ مِشْجَبٍ لَهُ وَ لَحَفَهُ بِقَطِيفَةٍ فَأَتَى رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْوَحْيُ فَأَخْبَرَهُ بِمَكَانِهِ فَبَعَثَ إِلَيْهِ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَالَ اِشْتَمِلْ عَلَى سَيْفِكَ اِئْتِ بَيْتَ اِبْنَةِ اِبْنِ عَمِّكَ فَإِنْ ظَفِرْتَ بِالْمُغِيرَةِ فَاقْتُلْهُ فَأَتَى اَلْبَيْتَ فَجَالَ فِيهِ فَلَمْ يَظْفَرْ بِهِ فَرَجَعَ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ لَمْ أَرَهُ فَقَالَ إِنَّ اَلْوَحْيَ قَدْ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ فِي اَلْمِشْجَبِ وَ دَخَلَ عُثْمَانُ بَعْدَ خُرُوجِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَخَذَ بِيَدِ عَمِّهِ فَأَتَى بِهِ إِلَى اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمَّا رَآهُ أَكَبَّ عَلَيْهِ وَ لَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ وَ كَانَ نَبِيُّ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَيِيّاً كَرِيماً فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ هَذَا عَمِّي هَذَا اَلْمُغِيرَةُ بْنُ أَبِي اَلْعَاصِ وَفَدَ وَ اَلَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ آمَنْتَهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَذَبَ وَ اَلَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا آمَنَهُ فَأَعَادَهَا ثَلاَثاً وَ أَعَادَهَا أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثَلاَثاً أَنَّى آمَنَهُ إِلاَّ أَنَّهُ يَأْتِيهِ عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ يَأْتِيهِ عَنْ يَسَارِهِ فَلَمَّا كَانَ فِي اَلرَّابِعَةِ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ قَدْ جَعَلْتُ لَكَ ثَلاَثاً فَإِنْ قَدَرْتُ عَلَيْهِ بَعْدَ ثَالِثَةٍ قَتَلْتُهُ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَللَّهُمَّ اِلْعَنِ اَلْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي اَلْعَاصِ وَ اِلْعَنْ مَنْ يُؤْوِيهِ وَ اِلْعَنْ مَنْ يَحْمِلُهُ وَ اِلْعَنْ مَنْ يُطْعِمُهُ وَ اِلْعَنْ مَنْ يَسْقِيهِ وَ اِلْعَنْ مَنْ يُجَهِّزُهُ وَ اِلْعَنْ مَنْ يُعْطِيهِ سِقَاءً أَوْ حِذَاءً أَوْ رِشَاءً أَوْ وِعَاءً وَ هُوَ يَعُدُّهُنَّ بِيَمِينِهِ وَ اِنْطَلَقَ بِهِ عُثْمَانُ فَآوَاهُ وَ أَطْعَمَهُ وَ سَقَاهُ وَ حَمَلَهُ وَ جَهَّزَهُ حَتَّى فَعَلَ جَمِيعَ مَا لَعَنَ عَلَيْهِ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ يَفْعَلُهُ بِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهُ فِي اَلْيَوْمِ اَلرَّابِعِ يَسُوقُهُ فَلَمْ يَخْرُجْ مِنْ أَبْيَاتِ اَلْمَدِينَةِ حَتَّى أَعْطَبَ اَللَّهُ رَاحِلَتَهُ وَ نُقِبَ حِذَاهُ وَ وَرِمَتْ قَدَمَاهُ فَاسْتَعَانَ بِيَدَيْهِ وَ رُكْبَتَيْهِ وَ أَثْقَلَهُ جَهَازُهُ حَتَّى وَجَسَ بِهِ فَأَتَى شَجَرَةً فَاسْتَظَلَّ بِهَا لَوْ أَتَاهَا بَعْضُكُمْ مَا أَبْهَرَهُ ذَلِكَ فَأَتَى رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْوَحْيُ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ فَدَعَا عَلِيّاً عَلَيْهِ

اَلسَّلاَمُ فَقَالَ خُذْ سَيْفَكَ وَ اِنْطَلِقْ أَنْتَ وَ عَمَّارٌ وَ ثَالِثٌ لَهُمْ فَأْتِ اَلْمُغِيرَةَ بْنَ أَبِي اَلْعَاصِ تَحْتَ شَجَرَةِ كَذَا وَ كَذَا فَأَتَاهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَتَلَهُ فَضَرَبَ عُثْمَانُ بِنْتَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ قَالَ أَنْتِ أَخْبَرْتِ أَبَاكِ بِمَكَانِهِ فَبَعَثَتْ إِلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ تَشْكُو مَا لَقِيَتْ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اِقْنَيْ حَيَاءَكِ مَا أَقْبَحَ بِالْمَرْأَةِ ذَاتِ حَسَبٍ وَ دِينٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَشْكُو زَوْجَهَا فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ مَرَّاتٍ كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ لَهَا ذَلِكَ فَلَمَّا كَانَ فِي اَلرَّابِعَةِ دَعَا عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَالَ خُذْ سَيْفَكَ وَ اِشْتَمِلْ عَلَيْهِ ثُمَّ اِئْتِ بَيْتَ اِبْنَةِ اِبْنِ عَمِّكَ فَخُذْ بِيَدِهَا فَإِنْ حَالَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهَا أَحَدٌ فَاحْطِمْهُ بِالسَّيْفِ وَ أَقْبَلَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَالْوَالِهِ مِنْ مَنْزِلِهِ إِلَى دَارِ عُثْمَانَ فَأَخْرَجَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِبْنَةَ رَسُولِ اَللَّهِ فَلَمَّا نَظَرَتْ إِلَيْهِ رَفَعَتْ صَوْتَهَا بِالْبُكَاءِ وَ اِسْتَعْبَرَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ بَكَى ثُمَّ أَدْخَلَهَا مَنْزِلَهُ وَ كَشَفَتْ عَنْ ظَهْرِهَا فَلَمَّا أَنْ رَأَى مَا بِظَهْرِهَا قَالَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ مَا لَهُ قَتَلَكِ قَتَلَهُ اَللَّهُ وَ كَانَ ذَلِكَ يَوْمَ اَلْأَحَدِ وَ بَاتَ عُثْمَانُ مُلْتَحِفاً بِجَارِيَتِهَا فَمَكَثَ اَلاِثْنَيْنِ وَ اَلثَّلاَثَاءَ وَ مَاتَتْ فِي اَلْيَوْمِ اَلرَّابِعِ فَلَمَّا حَضَرَ أَنْ يَخْرُجَ بِهَا أَمَرَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ فَخَرَجَتْ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ وَ نِسَاءُ اَلْمُؤْمِنِينَ مَعَهَا وَ خَرَجَ عُثْمَانُ يُشَيِّعُ جَنَازَتَهَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ مَنْ أَطَافَ اَلْبَارِحَةَ بِأَهْلِهِ أَوْ بِفَتَاتِهِ فَلاَ يَتْبَعَنَّ جَنَازَتَهَا قَالَ ذَلِكَ ثَلاَثاً فَلَمْ يَنْصَرِفْ فَلَمَّا كَانَ فِي اَلرَّابِعَةِ قَالَ لَيَنْصَرِفَنَّ أَوْ لَأُسَمِّيَنَّ بِاسْمِهِ فَأَقْبَلَ عُثْمَانُ مُتَوَكِّئاً عَلَى مَوْلًى لَهُ مُمْسِكاً بِبَطْنِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اَللَّهِ إِنِّي أَشْتَكِي بَطْنِي فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَأْذَنَ لِي أَنْصَرِفُ قَالَ اِنْصَرِفْ وَ خَرَجَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ وَ نِسَاءُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلْمُهَاجِرِينَ فَصَلَّيْنَ عَلَى اَلْجِنَازَةِ.

(ترجمہ) عیسیٰ بن عبداللہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا عورتیں جنازہ کے ساتھ جا سکتی ہیں؟ آپؑ تکیہ لگائے بیٹھے تھے سیدھے ہوئے اور فرمایا: سنو! جب عثمان نے اپنے چچا مغیرہ بن العاص کو جس کا خون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلال کر دیا تھا کو اپنے گھر میں پناہ دی اور اپنی بیوی (دختر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کہا خبردار! اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ دینا۔ گویا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آنے کا اعتبار نہ تھا۔ انھوں نے کہا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن کو اپنے گھر میں چھپا رکھوں؟ الغرض مغیرہ کو میت کا سا گھوار بنا کر چھپا دیا

اوراس کے اوپر لحاف ڈال دیا۔ وحی نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دے دی۔ آپ ﷺ نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا تلوار لے کر جاؤ اور مغیرہ مل جائے تو اسے قتل کر ڈالو۔ آپؑ علیہ السلام وہاں گئے اور مغیرہ کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ آپؑ نے رسول اللہ ﷺ کو آ کر خبر دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: اللہ نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ لحاف کے اندر ایک ڈھانچہ میں ہے۔ جب حضرت علیؑ خانہ عثمان سے نکل آئے تو عثمان اپنے چچا کا ہاتھ پکڑے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ جب حضرتؐ نے اسے دیکھا تو منہ پھیر لیا توجہ نہ کی۔ حضرتؐ حیادار اور کریم تھے خاموش رہے۔ عثمان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ میرا چچا مغیرہ بن العاص ہے۔ جو آپؐ جس کو (اللہ) نے سلامتی کے ساتھ بھیجا ہے کے پاس آیا ہے جس کو آپؐ نے امان دی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: عثمان نے جھوٹ بولا خدا کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا آپؐ نے اسے امان نہیں دی تھی۔ عثمان نے یہ تین دفعہ دہرایا تھا اور امامؑ نے بھی تین دفعہ دہرایا۔ عثمان رسول خدا ﷺ کے دائیں طرف آیا پھر بائیں طرف آیا جب وہ آپ ﷺ کے پاس چوتھی دفعہ آیا تو آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا میں تمہیں تین دن کا وقت دیتا ہوں اگر چوتھے روز یہ (مغیرہ) مجھے مل گیا تو قتل کر دیا جائے گا۔ عثمان نے اسے چوتھے روز بازار کی طرف نکال دیا۔ ابھی وہ مدینہ کی حدود سے باہر بھی نہ ہونے پایا تھا کہ اللہ نے اس کی سواری کو ہلاک کر دیا اور اس کا جوتا پھٹ گیا اور اس کے پیروں سے خون بہنے لگا۔ اب اس نے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنا شروع کیا اور اس کا سامان اس کیلئے بھاری بوجھ بن گیا اور وہ خوفزدہ ہو گیا۔ اسی حالت میں وہ ایک درخت کے پاس آیا تا کہ وہ اس کے سایہ میں دم لے اور کوئی آ جائے تو مدد لے۔ باوجود کمی مسافت وہ کافی تھک گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی آئی اور اس واقعہ کی خبر دی۔ حضرت ﷺ نے علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا: تلوار لو اور تم اور عمار وہاں جاؤ۔ مغیرہ فلاں درخت کے نیچے ہے اسے قتل کر دو۔ چنانچہ آپؑ نے اسے قتل کر دیا۔ عثمان نے اپنی بیوی (دختر رسول ﷺ) کو مارا کہ تو نے اپنے باپ کو اس کے ٹھکانے کی خبر دی ہے۔ رقیہ نے کسی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اور اس ظلم کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے کہلا کر بھیجا کہ تم نے اپنی حیا کھو دی، ایک شریف اور دیندار عورت کے لیئے کتنی معیوب بات ہے کہ وہ ہر روز اپنے شوہر کی شکایت کرے۔ اس نے بار بار حضور ﷺ کے پاس آدمی بھیجے اور ان سب باتوں کی اطلاع دی جو شوہر نے کہی تھیں۔ حضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا تلوار لے کر جاؤ اور رقیہ کا ہاتھ پکڑ کر لے آؤ اور اگر کوئی مانع آئے تو تلوار سے اس کی خبر لو۔ پھر حضرت ﷺ خانہ عثمان کی طرف چلے اور علی علیہ السلام گھر سے رقیہ کو لے کر باہر آئے۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر رقیہ نے زور زور سے رونا شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی

آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور آپؐ روئے اور رقیہ کو اپنے گھر لے آئے۔
جب پیٹھ کھول کر زخم دیکھے تو تین بار فرمایا: اللہ اسے قتل کرے۔ یہ یکشنبہ کا دن تھا اور عثمان اس رات ایک کنیز کے ساتھ شب باش تھے۔ دوشنبہ اور سہ شنبہ کو یہی حال رہا اور چوتھے روز ان کا انتقال ہو گیا۔ جب جنازہ تیار ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ وہ نساء مومنین کے ساتھ چلیں۔ جنازہ کی مشایعت عثمان بھی کر رہا تھا۔ جب آنحضرتؐ نے دیکھا تو فرمایا: جو کل رات اپنے اہل کے ساتھ مباشرت کر چکا ہو اور کنیزوں کے جھرمٹ میں رہا ہو وہ جنازہ کے ساتھ نہ چلے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: مگر وہ نہ پلٹا۔ چوتھی بار فرمایا: اگر واپس نہ جائے گا تو میں اس کا نام لے کر کہوں گا۔ تب عثمان ایک غلام پر تکیہ کئے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آیا اور کہنے لگا میرے پیٹ میں درد ہے اجازت ہو تو واپس جاؤں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: جاؤ جاؤ۔ جب وہ چلا گیا تو جناب فاطمہ علیہا السلام اور زنان مومنین و مہاجرین نے نماز پڑھی۔ [1]

بیان:

«أراد علیه السلام بالفاسق عثمان بن عفان و هو ظاهر و بابنة رسول الله صلی الله علیه وآله رقية رضی الله عنها زوجته كما يستفاد مما يأتي في باب ضغطة القبر من كتاب الجنائز

من قول أبي عبد الله علیه السلام إن رقية رضی الله عنها لما قتلها عثمان وقف رسول الله صلی الله علیه وآله على قبرها الحديث و أما ما في التهذيب في مجمل هذا الخبر كما يأتي ذكره في باب حضور النساء الجنائز من أنها زينب فكأنه سهو لأن زينب لم تكن في بيت عثمان و إنما كانت عند أبي العاص بن الربيع و المشجب بالشين المعجمة و الجيم و الباء الموحدة خشبات منصوبة يلقى عليها الثياب كذا في القاموس و قيل هي عيدان يضم رءوسها و يفرق بين قوائمها و يوضع عليها الثياب و يعلق عليها الشيء و لحفه كمنعه غطاه باللحاف بيت ابنة ابن عمك يعني رقية أكب عليه أقبل عليه و لزم أمنته يعني حصل له منك الأمان أني آمنه يعني من أين آمنه بل لم يتنطق له ص بالأمان أصلا إلا أن عثمان يأتيه عن يمينه و يساره يقول أمنته لعله ص يستحيي فيعترف بأمانة إذ كان ص حييا كريما جعلت لك ثلاثا يعني أمهلته لأجل شفاعتك ثلاث ليال فإن قدرت عليه بعد ثالثة يعني إن أمكنني الله منه بعد الثالثة قتلته فلما أدبر يعني عثمان أو المغيرة من يحمله يعني على الراحلة من يجهزه يهيئ له ما يحتاج إليه في السفر و هو

---

[1] بحارالانوار: ۲۲/ ۱۶۰؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۲۴۷؛ عوالم العلوم: ۱۱/ ۱۰۳۹؛ بحارالانوار: ۲۲/ ۱۵۸ و ۳۰/ ۱۹۹ و ۷۸/ ۳۹۱؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۹۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۲۶۴؛ الصحیح من سیرۃ النبیؐ: ۷/ ۳۲۶

الجهاز و السقاء الجلد يجعل فيه الماء و الرشاء الحبل يستقى به و الإعطاب الإهلاك و النقب الثقب فاستعان يعنى على المشى أثقله جهازه بسبب حمله على كاهله حتى وجس به بالجيم و المهملة أى وقع فى قلبه الفزع من الموت شجرة و فى بعض النسخ سمرة بالسين المهملة و الميم وهى من الشجر ما له شوك ما أبهره كناية عن قرب المسافة يعنى كانت الشجرة قريبة من المدينة بحيث لو أتاها بعضكم ما أتعبه إتيانها و البهر انقطاع النفس من الإعياء أقنى حياءك أى احفظيه و الحطم بالمهملتين الكسر و النحيب أشد البكاء و استعبر دمع عينه و الإطافة بالأهل كناية عن مباشرتها﴾

فاسق سے امامؑ کی مراد فلاں ہے۔جیسا کہ ظاہر ہے رسول خداؐ کی بیٹی رقیّہ اس کی زوجہ تھی۔جیسا کہ اس بیان سے استفادہ ہوتا ہے جو کتاب الجنائز کے باب ''ضغطۃ القبر'' میں آیا ہے۔یعنی امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جب جناب رقیّہ کو فلاں نے قتل کیا تو رسول خداؐ ان کی قبر پر ٹھہرے۔

بہر حال! تہذیب الاحکام میں اس حدیث کا مختصر بیان ہوا ہے۔جیسا کہ اس کا ذکر باب حضور النسآء الجنآئز میں ہوا ہے کہ بیشک وہ زینب ہیں، پس گویا کہ یہ سہو ہوا ہے کیونکہ زینب فلاں کے گھر میں نہیں تھی بلکہ وہ تو ابوالعاص بن ربیع کے گھر تھیں۔''المشجب'' شین معجمہ، جیم اور یاء موحدہ کے ساتھ ایسی چیز جس پر کپڑا لٹکایا جائے۔اس طرح قاموس میں ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو لکڑیوں کے سروں کو آپس میں جوڑا جائے اور اس کی جڑوں میں فاصلہ رکھا جائے اور پھر ان پر کپڑا لٹکا دیا جائے اور ان پر کسی چیز کو معلق کیا جائے۔''الحفه'' اس پر لحاف ڈال دیا گیا۔''بيت ابننه ابن عمك'' تمھارے چچا کے بیٹے کی بیٹی یعنی رقیہ۔''اكب عليه'' اس کے آگے منہ پھیر لینا۔''امننته'' یعنی اس کو تجھ سے امان حاصل ہوتی۔''انى آمنه'' یعنی کہاں ہے آمنہ۔

''جعلت لك ثلاثا'' میں نے تیرے لیے تین مرتبہ قرار دیا۔یعنی میں نے اس کو تیری سفارش کی وجہ سے تین راتوں کی مہلت دی۔''فان قدرت عليه بعد ثالثة'' یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تیسری کے بعد تمکن دیا تو میں اسے قتل کردوں گا۔''فلما ادبر'' پس جب اس نے منہ پھیرا یعنی فلاں یا مغیرہ۔''من يحمله'' جس کو وہ اٹھائے، یعنی سواری پر۔''من يهجزه'' جس کو اس نے تیار کیا، اس کو وہ چیز مہیّا کی جس کو اس کو سفر میں ضرورت تھی اور اس کو جہاز کہتے ہیں۔''السقآء'' ایسا چمڑا جس میں پانی رکھا جائے۔''الرشآء'' وہ رسّی جس کے ذریعہ پانی مہیا کیا جاتا ہے۔''الاعطاب'' ہلاک کرنا۔''النقب'' سوراخ۔''فاستعان'' پس اس نے مدد طلب کی یعنی چلنے کے لیے۔''اثقله جهازه'' اس کو اس کے جہاز نے اٹھایا۔''حتى وجس به'' ''جیم'' اور مھملہ کے ساتھ یعنی اس کے دل میں موت کا خوف واقع ہوا۔''شجرة'' بعض نسخوں میں ''سمرة'' ہے ''سین'' مھملہ اور''

میم'' کے ساتھ، اس سے مراد ایسا درخت ہے جس پر کانٹے ہوں۔ ''ما ابھرہ'' یہ کنایہ ہے مسافت کے قریب ہونے سے یعنی وہ درخت مدینہ سے قریب تھا۔ ''البھر'' تھکن سے ہانپنا یعنی تھکن کی وجہ سے جان کا جانا۔ ''اقنی حیاءك'' مجھ سے اپنی حیاء کو بچاؤ یعنی اس کی حفاظت کرو''الحطم'' توڑنا۔ ''الخیب'' شدت سے رونا۔ ''استعبر'' آنکھوں سے آنسو بہنا۔ ''الاطافتہ بالاھل'' یہ کنایہ ہے مباشرت سے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۱] یا پھر حدیث حسن ہے [۲]

33/676 الکافی،۱۷۸/۱۶۵/۸ سهل عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا نَفَّرُوا بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نَاقَتَهُ قَالَتْ لَهُ اَلنَّاقَةُ وَ اَللَّهِ لاَ أَزَلْتُ خُفّاً عَنْ خُفٍّ وَ لَوْ قُطِّعْتُ إِرْباً إِرْباً.

(ترجمہ) عبدالحمید سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس وقت منافقین نے عقبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ کو پتھر مارا تو اونٹ (کلام کرنے لگا) اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا خدا کی قسم میں آپؐ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا اگر مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ [۳]

بیان:

﴿الإرب العضو و قصة نفرهم برسول الله صلى الله عليه وآله

على ما رواه صاحب التهاب النيران عن حذيفة رضى الله عنه أن رسول الله ص لما نصب عليا ع للخلافة بغدير خم فى رجوعه عن حجة الوداع و أشرف على عقبة هرشى تقدم القوم و قد أخذوا معهم دبابا قد طرحوا فيها حجارة فدعانى رسول الله ص و دعا عمار بن ياسر و أمرنى أن أقود بزمام الناقة و أمر عمارا أن يسوقها حتى إذا صرنا فى رأس العقبة۔ دحرجوا أولئك النفر تلك الدباب بين قوائم الناقة ففزعت الناقة و كادت أن تنفر۔ فصاح بها رسول الله ص اسكنى يا مباركة فليس عليك بأس۔ قال حذيفة فو الله الذى لا إله إلا هو لقد نطقت الناقة بلسان عربى مبين۔ و قالت و الله يا رسول الله صلى الله عليك لا زلت يد

---

[۱] مراۃ العقول:۱۴/۲۴۷

[۲] الحدائق الناضرۃ:۴/۸۵

[۳] الاختصاص:۲۹۷؛ بحار الانوار:۱۷/۴۰۱و۲۱/۲۴۹؛ بصائر الدرجات:۱/۳۴۸؛ اثبات الھداۃ:۱/۲۵۷و۳۳۹؛ مستدرک سفینۃ البحار:۷/۲۹۷؛ مسند الامام الصادقؑ:۲۱/۲۲۱؛ مسند سہل بن زیاد:۴/۲۵۳

عن يد و لا رجل عن رجل و أنت على ظهري فلما رأى القوم أن الناقة لا تنفر تقدموا إليها ليدفعوها بأيديهم۔ فجعلت أنا و عمار نضرب وجوههم بأسيافنا و كانت ليلة مظلمة فتأخروا عنا و قد آيسوا مما دبروه فقلت يا رسول الله من هؤلاء القوم الذين يريدون بك ما ترى۔ قال يا حذيفة هؤلاء المنافقون في الدنيا و الآخرة فقلت يا رسول الله أ لا تبعث إليهم رهطا من أصحابك يأتوك برءوسهم فقال أكره أن يقول الناس دعا قوما إلى دينه فأجابوه فقاتل بهم حتى إذا ظفر بعدوه فقتلهم و لكن دعهم فإن الله لهم بالمرصاد و سيمهلهم قليلا ثم يضطرهم إلى عذاب غليظ۔ قلت يا رسول الله من هؤلاء قال هم فلان و فلان و سماهم لي رجلا رجلا حتى عرفتهم و لقد كان فيهم أناس كنت أكره أن يكونوا منهم فسكت عند ذلك فقال لي رسول الله ص يا حذيفة أ تحب أن أريك الذين سميتهم لك بأشخاصهم فقلت نعم فداك أبي و أمي فقال ارفع رأسك إلى القوم فرفعت طرفي نحوهم و هم فوق الثنية فدعا الله تعالى فبرقت برقة أضاء لها ما كان حولنا حتى خلتها شمسا بقدرة الله تعالى فنظرت إلى القوم فوق الثنية فعرفتهم رجلا رجلا كما سماهم رسول الله ص فإذا هم أربعة عشر رجلا تسعة من قريش و هم الأول و الثاني و الثالث و طلحة و أبو عبيدة و عبد الرحمن و سعد بن أبي وقاص و معاوية بن أبي سفيان و عمرو بن العاص و خمسة من سائر الناس و هم أبو موسى الأشعري و المغيرة بن شعبة و الأوس بن الحدثان البصري و أبو هريرة الدوسي و أبو طلحة الأنصاري

و يأتي في أبواب الخطب من كتاب الروضة شكاية أمير المؤمنين ع عمن تقدمه في غير موضع إن شاء الله﴾

''الارب'' عضواس میں ایک قصہ بھی ہے جس مذکور ہے کہ رسول خدا ﷺ کو پتھر مارے گئے تھے۔جیسا کہ صاحب کتاب التھاب النیر ان نے جناب حذیفہؓ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول خدا ﷺ حجۃ الوداع سے واپس آئے وقت غدیرخم کے مقام پر خلافت کے لیئے حضرت علی علیہ السلام کا انتخاب فرمایا اور پھر آپ ایک ہرشی ناقی گھاٹی پر گئے، وہاں پر لوگوں نے اپنے ساتھ مٹکے لیے ہوئے تھے اوران مٹکوں میں پتھر بھرے ہوئے تھے۔پس رسول خداؐ نے مجھے اور جناب عمارؓ بن یاسرؓ کو بلایا اور مجھے حکم دیا کہ میں ناقہ کی مہار پکڑوں اور جناب عمارؓ کو حکم دیا کہ وہ اس حمار کو ہانکے۔ یہاں تک کہ ہم اس گھاٹی پر پہنچے تو ان لوگوں نے ناقہ کے سموں کے درمیان پتھر لڑکھانا شروع کردیئے۔اس سے ناقہ خوف زدہ ہوتی اور قریب تھا کہ وہ دوڑ پڑے۔رسول خدا ﷺ نے ناقہ سے ارشادفرمایا:اے مبارکہ!ٹھہر جاؤ!تیرے اوپر کوئی خوف نہیں ہوگا۔

حذیفہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں!اس ناقہ نے واضح طور پر عربی زبان میں کلام کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ خدا کی قسم!میرے ہاتھ پاؤں ایسے ہی مضبوط رہیں گے

اس لیے کہ آپؐ میری پشت پر تشریف فرمائیں۔
پس جب لوگوں نے دیکھا کہ ناقہ نہیں بھاگ رہی تو وہ اس کے پاس آئے تا کہ وہ اس کو دھکیلیں لہٰذا میں اور جناب عمارؓ ان لوگوں کے چہروں پر اپنی تلواروں سے حملہ کرتے تھے۔ حالانکہ رات بہت تاریک تھی، آخرکار وہ ہم سے پیچھے رہ گئے اور جو وہ کرنا چاہتے تھے اس سے وہ مایوس لوٹے۔
میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کون لوگ تھے جو آپؐ کے ساتھ ایسا گھناؤنا ارادہ رکھتے تھے جیسا کہ آپؐ نے ملاحظہ فرمایا؟
آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے حذیفہ! یہ وہ لوگ تھے جو دنیا اور آخرت دونوں میں منافق ہیں۔
میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؐ ان کی طرف اپنے اصحاب کا ایک دستہ کیونکہ نہیں بھیجیں تا کہ وہ ان کے سر قلم کر کے آپؐ کے پاس لے آئیں؟
آپؐ نے فرمایا: میں اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ لوگ یہ بات کہیں کہ پہلے اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دی اور ان لوگوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور پھر ان سے لڑائی کرتا ہے یہاں تک کہ جب اپنے دشمنوں پر کامیابی حاصل کر لیتا ہے تو ان کو قتل کرتا ہے۔ بہرحال! ان کو چھوڑ دو، بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک گھات مقرر کی ہوتی ہے اور ابھی اللہ تعالیٰ نے ان کو تھوڑی مہلت دے رکھی ہے۔ اس کے بعد پھر ان کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے گا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کون لوگ تھے؟
آپؐ نے فرمایا: یہ فلاں فلاں تھے۔
آپؐ نے ایک ایک بندے کا نام مجھے بتایا یہاں تک کہ میں نے ان کو پہچان لیا اور ان میں ایسے لوگ موجود تھے جن کو میں ان میں موجود ہونے سے ناپسند کرتا ہوں لیکن میں نے خاموشی اختیار کی۔
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے حذیفہ! کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے وہ لوگ دکھاؤں جن کے میں نے تجھے نام بتائے ہیں؟
میں نے عرض کیا: ہاں جی! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں!
آپؐ نے فرمایا: اپنا سر بلند کرو اور ان کی طرف دیکھو۔
میں نے ان لوگوں کی طرف اپنا رُخ پھیرا تو وہ دو سے زیادہ تھے۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ایک بجلی چمکی جس کی روشنی ہمارے اردگرد پھیل گئی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اُجالا ہو گیا اور میں نے ان لوگوں کی طرف دیکھا تو وہ دو سے زیادہ تھے اور میں نے ایک ایک شخص کو پہچان لیا جن کے نام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے بتائے تھے اور وہ چودہ اشخاص تھے۔ ان میں سے نو قریش کے لوگ تھے، اول، ثانی، ثالث، طلحہ، ابوعبیدہ، عبدالرحمٰن، سعد بن ابی وقاص، امیر شام، عمرو بن عاص اور باقی پانچ لوگ تھے۔ ابوموسیٰ اشعری، مغیرہ بن شعبہ، اوس بن حدثان بصری، ابوہریرہ دوسی، ابوطلحہ انصاری۔

باقی وضاحت کتاب اسروضہ کے خطبات میں آئے گی جس میں امیرالمومنینؑ کی شکایت بھی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک یہ سند مرسل ہے اور بصائر الدرجات والاختصاص والی سند حسن ہے (واللہ اعلم)

۲۱۔ باب جحود بنی اُمیۃ و کفرھم

باب بنو اُمیہ کا لڑائی کرنا اور اُن کا کفر

1/677 الکافی،۸/۲۵۲/۳۵۳ یحیی عن ابن مسکان عَنْ ضُرَيْسٍ قَالَ: تَمَارَى اَلنَّاسُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ حَرْبُ عَلِيٍّ شَرٌّ مِنْ حَرْبِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ قَالَ بَعْضُهُمْ حَرْبُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ شَرٌّ مِنْ حَرْبِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ فَسَمِعَهُمْ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فَقَالُوا أَصْلَحَكَ اَللَّهُ تَمَارَيْنَا فِي حَرْبِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ فِي حَرْبِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ بَعْضُنَا حَرْبُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ شَرٌّ مِنْ حَرْبِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ قَالَ بَعْضُنَا حَرْبُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ شَرٌّ مِنْ حَرْبِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لاَ بَلْ حَرْبُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ شَرٌّ مِنْ حَرْبِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَ حَرْبُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ شَرٌّ مِنْ حَرْبِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ نَعَمْ وَ سَأُخْبِرُكَ عَنْ ذَلِكَ إِنَّ حَرْبَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَمْ يُقِرُّوا بِالْإِسْلاَمِ وَ إِنَّ حَرْبَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَقَرُّوا بِالْإِسْلاَمِ ثُمَّ جَحَدُوهُ.

[1] مراۃ العقول:۲۶/۳۳۳؛ البضاعۃ المزجاۃ:۲/۵۰۰

(ترجمہ) ضریس بیان کرتے ہیں کہ لوگ امام باقر علیہ السلام کے پاس بحث کر رہے تھے، بعض کہتے کہ علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے والوں سے بدتر تھے۔ بعض کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے والے علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والوں سے بدتر تھے۔ امام باقر علیہ السلام نے ان کی اس بات کو سنا پھر فرمایا: کیا کہتے ہو۔ عرض کرنے لگے خدا آپؑ کے کاموں کی اصلاح کرے ہماری بحث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے والوں اور علی علیہ السلام جنگ کرنے والوں کے بارے میں ہے۔ ہم میں سے بعض کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا سے جنگ کرنے والوں کی نسبت بدتر تھے اور بعض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے والے علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والوں سے بدتر تھے۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: نہیں بلکہ علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے والوں سے بدتر تھے پھر فرمایا: ہاں اور ابھی میں اس کی وجہ تم سے بیان کرتا ہوں بے شک! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے والے اسلام کا اقرار نہیں کرتے تھے لیکن علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والے اقرار اسلام کرتے تھے اور پھر اس کے منکر ہو گئے تھے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

2/678 الکافی،۸/۱۸۹/۲۱۵ حمید عن ابن سماعة عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبَانٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنِي فَرْوَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: ذَاكَرْتُهُ شَيْئاً مِنْ أَمْرِهِمَا فَقَالَ ضَرَبُوكُمْ عَلَى دَمِ عُثْمَانَ ثَمَانِينَ سَنَةً وَ هُمْ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ كَانَ ظَالِماً فَكَيْفَ يَا فَرْوَةُ إِذَا ذَكَرْتُمْ صَنَمَيْهِمْ.

(ترجمہ) فروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے ان دو افراد (یعنی ابوبکر وعمر) کے بارے میں تھوڑی سی بات کی تو آپؑ نے فرمایا: یہ اسی (۸۰) سال سے تمہیں خونِ عثمان کے بدلے میں مارتے رہے حالانکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ ظالم وستم گار تھا۔ پس تم سے کیسا رویہ رکھیں گے اگر وہ دیکھ لیں کہ تم نے ان دو بتوں اور دو معبود جوان کے تھے ان کا نام زبان پر لاتے ہو۔ [3]

---

[1] بحارالانوار:۳۲/۳۲۳؛ مستدرک الوسائل:۱۱/۶۷؛ الشہاب الثاقب بحرانی:۲۰۵

[2] مراۃ العقول:۲۶/۲۲۹؛ الموسوعہ القضائیہ العامۃ سند:۱۹۵

[3] بحارالانوار:۳۰/۲۶۷؛ عوالم العلوم:۱۹/۲۰۱؛ مسند الامام الباقرؑ:۵/۴۶۱

بیان:

﴿أراد بالصنمين الأولين كما في دعاء صنمي قريش كأنه ع حث فروة على التقية و الإمساك عن ذكرهما بالسوء﴾

دو بتوں سے مراد پہلے دو ہیں جیسا کہ دعاء صنمی قریش میں آیا ہے گویا کہ آپؑ نے تقیہ کے سبب اشارہ فرمایا اور ان دو کا ذکر کرنے سے خاموشی اختیار کی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

3/679 الكافي،٨/٢٣٤/٣١٣ السراد عن الخراز عن العجلي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ دَخَلَ اَلْمَدِينَةَ وَ هُوَ يُرِيدُ اَلْحَجَّ فَبَعَثَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَأَتَاهُ فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ أَ تُقِرُّ لِي أَنَّكَ عَبْدٌ لِي إِنْ شِئْتُ بِعْتُكَ وَ إِنْ شِئْتُ اِسْتَرْقَيْتُكَ فَقَالَ لَهُ اَلرَّجُلُ وَ اَللَّهِ يَا يَزِيدُ مَا أَنْتَ بِأَكْرَمَ مِنِّي فِي قُرَيْشٍ حَسَباً وَ لاَ كَانَ أَبُوكَ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي فِي اَلْجَاهِلِيَّةِ وَ اَلْإِسْلاَمِ وَ مَا أَنْتَ بِأَفْضَلَ مِنِّي فِي اَلدِّينِ وَ لاَ بِخَيْرٍ مِنِّي فَكَيْفَ أُقِرُّ لَكَ بِمَا سَأَلْتَ فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ إِنْ لَمْ تُقِرَّ لِي وَ اَللَّهِ قَتَلْتُكَ فَقَالَ لَهُ اَلرَّجُلُ لَيْسَ قَتْلُكَ إِيَّايَ بِأَعْظَمَ مِنْ قَتْلِكَ اَلْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ حدیث عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ مَعَ يَزِيدَ لَعَنَهُ اَللَّهُ ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ لِلْقُرَشِيِّ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَ رَأَيْتَ إِنْ لَمْ أُقِرَّ لَكَ أَ لَيْسَ تَقْتُلُنِي كَمَا قَتَلْتَ اَلرَّجُلَ بِالْأَمْسِ فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ لَعَنَهُ اَللَّهُ بَلَى فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَدْ أَقْرَرْتُ لَكَ بِمَا سَأَلْتَ أَنَا عَبْدٌ مُكْرَهٌ فَإِنْ شِئْتَ فَأَمْسِكْ وَ إِنْ شِئْتَ فَبِعْ فَقَالَ لَهُ يَزِيدُ لَعَنَهُ اَللَّهُ أَوْلَى لَكَ حَقَنْتَ دَمَكَ وَ لَمْ يَنْقُصْكَ ذَلِكَ مِنْ شَرَفِكَ.

(ترجمہ) العجلی سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سُنا کہ انہوں نے فرمایا: بے شک یزید بن معاویہ لعنۃ اللہ حج کی غرض سے مدینہ آیا اور یہاں پر ایک شخص کو قریش کے پاس بھیجا اور جب وہ شخص اس کے پاس آیا تو اس سے کہا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ تم میرے بندے ہو اگر میں چاہوں تو تمہیں فروخت کر دوں وگرنہ بردگی کی صورت

[1] مراۃ العقول:۲۶/۸۳

میں اپنے زیر اثر لے آؤں۔اس شخص نے کہا خدا کی قسم اے یزید لعنۃ اللہ علیہ قریش کے درمیان نہ تو کوئی حسب میں مجھ سے گرامی ہے اور نہ ہی تیرا باپ زمانہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں میرے باپ سے برتر تھا اور نہ تم خود دین و مذہب میں مجھ سے برتر ہو۔ پس میں کس طرح اس کا اقرار تیرے لئے کروں۔ یزید لعنۃ اللہ علیہ نے کہا اگر اس طرح اعتراف نہ کرو گے تو خدا کی قسم میں تمہیں قتل کر دوں گا۔اس مرد نے کہا میرا قتل تیرے ہاتھ سے بلند تر ہے حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام کیا فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھے۔ یزید لعین نے حکم دیا اور اس شخص کو قتل کر دیا۔ پھر ایک شخص کو علی علیہ السلام بن حسین علیہ السلام کے پاس بھیجا کہ اسے بلائیں اسی بات کو جو قریشی سے کہی تھی آنحضرت علیہ السلام سے بھی یہی بات کہی تو حضرت علی علیہ السلام بن حسین علیہ السلام نے فرمایا: کیا ایسا ہے کہ اگر میں اس طرح تیرے لئے اعتراف نہ کروں تو اس شخص کی طرح جس کو تم نے گزشتہ روز قتل کر دیا مجھے قتل کر دے گا۔ یزید لعین نے کہا ہاں۔آپؑ نے فرمایا اس طرح کہ میری وضع جو کچھ تم چاہتے ہو اقرار کرتا ہوں اور میں وہ بندہ ہوں کہ جو اکراہ ہوا ہوں (اور خوف جان سے اس طرح اقرار کرتا ہوں) ابھی جیسا کہ تم نے چاہا قید کرو اور چاہو تو فروخت کرو۔ یزید لعین نے کہا یہ تیرے لئے بہتر ہوا ہے کہ تو نے اپنے خون کی حفاظت کی ہے اور تیرے شرف و مقام سے کوئی چیز کم نہیں ہوئی۔ [1]

بیان:

﴿أولى لك تهديد و وعيد أي قاربك ما يهلكك﴾

''اولی لك'' تیرے لیے بہتر ہے، یہ ایک تہدید اور وعید ہے یعنی قریب تھا تو ہلاک ہوتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

4/680 الکافی،۲۴۶/۲۰۴/۸ محمد عن ابن عيسى عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمَّارٍ اَلسَّابَاطِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ تَعَالَى (وَ إِذٰا مَسَّ اَلْإِنْسٰانَ ضُرٌّ دَعٰا رَبَّهُ مُنِيباً إِلَيْهِ) قَالَ نَزَلَتْ فِي أَبِي اَلْفَصِيلِ إِنَّهُ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عِنْدَهُ سَاحِراً فَكَانَ إِذَا مَسَّهُ اَلضُّرُّ يَعْنِي اَلسُّقْمَ دَعَا رَبَّهُ مُنِيباً إِلَيْهِ يَعْنِي تَائِباً إِلَيْهِ مِنْ قَوْلِهِ فِي رَسُولِ اَللَّهِ

---

[1] وسائل الشیعہ:۱۶/ ۲۵۳؛ بحارالانوار:۴۶/ ۱۳۷؛ عوالم العلوم:۱۸/ ۱۶۵؛ کشف الاستار:۵/ ۱۷؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:۷/ ۹۰۸؛ مکارم اخلاق راوندی:۲۷۲؛ مسند الامام الباقرؑ:۵/ ۴۶۲

[2] مراۃ العقول:۲۶/ ۱۷۹

صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا يَقُولُ: (ثُمَّ إِذٰا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ) يَعْنِي اَلْعَافِيَةَ: (نَسِيَ مٰا كٰانَ يَدْعُوا إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ) يَعْنِي نَسِيَ اَلتَّوْبَةَ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِمَّا كَانَ يَقُولُ فِي رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّهُ سَاحِرٌ وَ لِذَلِكَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلاً إِنَّكَ مِنْ أَصْحٰابِ اَلنّٰارِ) يَعْنِي إِمْرَتَكَ عَلَى اَلنَّاسِ بِغَيْرِ حَقٍّ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مِنْ رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ عَطَفَ اَلْقَوْلَ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُخْبِرُ بِحَالِهِ وَ فَضْلِهِ عِنْدَ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فَقَالَ (أَمَّنْ هُوَ قٰانِتٌ آنٰاءَ اَللَّيْلِ سٰاجِداً وَ قٰائِماً يَحْذَرُ اَلْآخِرَةَ وَ يَرْجُوا رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي اَلَّذِينَ يَعْلَمُونَ) أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ: (وَ اَلَّذِينَ لاٰ يَعْلَمُونَ) أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ وَ أَنَّهُ سَاحِرٌ كَذَّابٌ (إِنَّمٰا يَتَذَكَّرُ أُولُوا اَلْأَلْبٰابِ) قَالَ ثُمَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَذَا تَأْوِيلُهُ يَا عَمَّارُ.

ترجمہ: عمار ساباطی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ خدا فرماتا ہے:

''اور انسان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے دعا مانگنے لگتا ہے'' (الزمر:۸)

آپؑ نے فرمایا: یہ آیت ابوفصیل (ابوبکر) کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا اس کی نظر میں وہ شخص تھے جو ساحر و جادوگر تھے اور جب بھی کوئی تکلیف اس کو پہنچی تھی یعنی بیمار ہوتا تو اپنے پروردگار کو پکارتا۔ ''اور اس کی طرف پلٹتا تھا یعنی توبہ کرتا تھا'' یعنی اس کا عقیدہ باطل سے کہ جو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتا تھا تو خدا کی بارگاہ میں دعا کرتا اور جب خدا اسے نعمت قیمتی دیتا یعنی اسے تندرستی عطا کرتا اور اس چیز سے کہ جو اس نے خدا کی بارگاہ میں بیان کی تھی بھول جاتا تھا یعنی توبہ جو اس نے خدا کی بارگاہ میں کی تھی بھول جاتا تھا۔ جو بات وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتا تھا کہ وہ ساحر اور جادوگر ہے اور اس وجہ سے خدا اس کے بعد فرماتا ہے۔

''تم کہہ دو کہ تم تھوڑے دن کفر سے فائدہ اٹھالو تو یقیناً تو جہنمیوں سے ہے۔'' (الزمر:۸)

یعنی فرماں روائی اور امارت جو تم نے ناحق بغیر حکم خدا کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگوں پر لے رکھی ہے۔ پھر امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پھر خدا نے اپنے کلام کو علی علیہ السلام کی طرف پھیرا اور اس کی وضع اور فضیلت جو ان کی خدا کی بارگاہ میں ہے اسے بیان فرمایا اور وہ اس طرح بیان کرتا ہے۔

''آیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتا ہے اور قیام کرتا ہے خلوص سے دعا کرنے والا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امیدوار ہو۔'' (الزمر:۹)

تو کہہ دو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا وہ جو علم رکھتے ہیں اور اس سے مراد محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

''اور وہ لوگ جو علم نہیں رکھتے وہ جو محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس کو جادوگر اور جھوٹ کہنے والا جانتے ہیں۔ سمجھتے تو فقط عقل والے ہی ہیں'' (الزمر:۹)

پس امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے عمار! یہ اس آیت کی تاویل تھی۔ [۱]

بیان:

﴿کنی بأبي الفصیل عن أبي بکر فإن الفصیل بکسر المهملة ولد الناقة کالبکر و الإمرة بالکسر الإمارة﴾

ابوالفصیل یہ کنیت اوّل کے لیے ہے کیونکہ فصیل ناقہ کے بچے کو کہتے ہیں جیسے بکر اور اِمرۃ کسرہ کے ساتھ جس کا معنی امارت ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [۲]

5/681 الکافی،۸/۲۳۲/۳۰۵علی بن محمد عَنْ صَالِحِ ابن أبي حماد عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ كَرَّامٍ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنِ اَلْوَزَغِ فَقَالَ رِجْسٌ وَ هُوَ مَسْخٌ كُلُّهُ فَإِذَا قَتَلْتَهُ فَاغْتَسِلْ فَقَالَ إِنَّ أَبِي كَانَ قَاعِداً فِي اَلْحِجْرِ وَ مَعَهُ رَجُلٌ يُحَدِّثُهُ فَإِذَا هُوَ بِوَزَغٍ يُوَلْوِلُ بِلِسَانِهِ فَقَالَ أَبِي لِلرَّجُلِ أَ تَدْرِي مَا يَقُولُ هَذَا اَلْوَزَغُ قَالَ لاَ عِلْمَ لِي بِمَا يَقُولُ قَالَ فَإِنَّهُ يَقُولُ وَ اَللَّهِ لَئِنْ ذَكَرْتُمْ عُثْمَانَ بِشَتِيمَةٍ لَأَشْتِمَنَّ عَلِيّاً حَتَّى يَقُومَ مِنْ هَاهُنَا قَالَ وَ قَالَ أَبِي لَيْسَ يَمُوتُ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ مَيِّتٌ إِلاَّ مُسِخَ وَزَغاً قَالَ وَ قَالَ إِنَّ عَبْدَ اَلْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ لَمَّا نَزَلَ بِهِ اَلْمَوْتُ مُسِخَ وَزَغاً فَذَهَبَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ وَ كَانَ عِنْدَهُ وُلْدُهُ فَلَمَّا أَنْ فَقَدُوهُ عَظُمَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَدْرُوا كَيْفَ يَصْنَعُونَ ثُمَّ اِجْتَمَعَ أَمْرُهُمْ عَلَى أَنْ يَأْخُذُوا جِذْعاً فَيَصْنَعُوهُ كَهَيْئَةِ اَلرَّجُلِ قَالَ فَفَعَلُوا ذَلِكَ وَ أَلْبَسُوا اَلْجِذْعَ دِرْعَ حَدِيدٍ ثُمَّ لَفُّوهُ فِي اَلْأَكْفَانِ فَلَمْ يَطَّلِعْ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنَ اَلنَّاسِ إِلاَّ أَنَا وَ وُلْدُهُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے وزغ (مینڈک گرگٹ اور ایک قسم کی

---

[۱] تاویل الآیات: ۵۰۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/۴۷۸؛ تفسیر البرہان: ۴/۶۹۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/۲۸۳ و ۲۸۵؛ بحار الانوار: ۲۴/۱۲۱ و ۳۰/۲۶۸ و ۳۵/۳۷۵؛ تفسیر الصافی: ۴/۳۱۵؛ تفسیر الآصفی: ۲/۱۰۸۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۴۴۴؛ عقود المرجان: ۴/۲۷۹؛ تسمیہ اولاد الائمہؑ: شہرستانی: ۲۸۸

[۲] مراۃ العقول: ۲۶/۱۱۶

چھپکلی) کے متعلق سوال کیا۔آپؑ نے فرمایا: یہ پلید ہے اور تمام اس کی انواع مسوخ (مسخ شدہ حیوانات) سے ہیں اوران کو مارو توتمہیں چاہیے کہ غسل کرو۔ پھر فرمایا: جس وقت میرے والدؑ حجرہ (اسماعیل) میں بیٹھے ہوئے تھے اوران کے ایک طرف ایک شخص تھا جوان سے بات کررہا تھا کہ اچانک وزغ کو دیکھا جواپنی زبان سے ولولہ کرتا ہے اور (آواز دیتا ہے) تو میرے والدؑ نے اس مرد سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ وزغ (چھپکلی) کیا کہتا ہے۔اس مرد نے عرض کیا نہیں میں اس کی بات کو نہیں جانتا۔آپؑ نے فرمایا: وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم عثمان کو گالی سے یاد کرو گے تو میں بھی علی علیہ السلام کو گالی دوں گا اور نیز میرے والدؑ نے فرمایا: ہرگز ایک بھی بنی امیہ سے نہیں مرتا مگر یہ کہ وہ وزغ کی صورت میں مسخ ہوجاتا ہے اور فرمایا جب عبدالملک کو موت آ گئی تو وہ وزغ کی شکل میں مسخ ہو گیا اوراس کے نزدیک جواس کے سامنے تھے وہ باہر چلے گئے اور وہ جواس کے نزدیک تھے اس کی اولاد تھے اور اس کو نہ دیکھا تو اس پر گراں ہوا اور نہیں جانتے تھے کہ کیا کریں اور بالآخر انہوں نے ارادہ کیا اور درخت کے کھجور کے تنا کو لے آئے اور اس کے ذریعہ سے اس مرد کی شکل میں لائے اور اس عمل کو بھی کیا اوراس مجسمہ کو چوب زدہ آہنی پہنادی اور پھراس کو کفن میں لپیٹ دیا اور ہرگز اس مطلب کو نہ سمجھے سوائے میرے اور میری اولاد کے۔[1]

بیان:

﴿الوزغ جمع وزغة محركتين وهي سام أبرص سميت بها لخفتها و سرعة حركتها فإن التركيب للسرعة و كان الوزغ أطلق على المفرد هنا باعتبار إرادة الجنس منه قيل إنما استحب الغسل بعد قتل الوزغة لأن قاتلها يخرج من﴾

''الوزغ'' یہ وززغۃ کی جمع ہے اوراس سے مراد چھپکلی ہے،اس کو یہ نام اس کی خفت اوراس کی تیز حرکت کی وجہ سے دیا گیا ہے اور گویا کہ الوزغ کا اطلاق مفرد پر کیا گیا ہے اور یہاں مراد اس کی جنس ہے۔

کہا گیا ہے کہ چھپکلی کو مارنے کے بعد غسل مستحب ہے۔کیونکہ اس کو مارنے والا اس کو مارنے کے سبب گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور گناہوں سے توبہ کرنے والے کی مانند ہوتا ہے اور جو توبہ کرتا ہے اس کے لیے غسل کرنا مستحب ہوتا ہے اوران کا اس کے بدن عنصری کو موت کے وقت اس کی خبیث روح کے مسخ ہونے کے ساتھ کھودینا دلالت کرتا ہے کہ بیشک مسخ سے مراد ارواح کا ظہور ہے مثالی بدنوں کے ساتھ جیسا کہ ان کا عنصری بدنوں میں اپنی صورتوں کے تبدیل ہونے کے ساتھ داخل ہونا ہے اور یہ آخرت کی زندگی میں جسموں کے حشر ونشر کا راز ہے۔

---

[1] بحار الانوار: ۵۸/ ۵۳و۶/ ۲۳۵ و ۴۶/ ۳۳۱؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۲۸۳؛ وعوالم العلوم: ۱۹/ ۲۵۸؛ الانوار النعمانیہ: ۴/ ۴۸؛ الکلمات المکنونہ کاشانی: ۱۰۵/ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/ ۲۹۲؛ عین الیقین کاشانی: ۲/ ۳۵۱؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۱۶۱؛ دلائل الامامۃ: ۲۲۴ (مختصر)

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

6/682 الکافی،۳۲۳/۲۳۸/۸ أبان عن البصری قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ حُجْرَتِهِ وَ مَرْوَانُ وَ أَبُوهُ يَسْتَمِعَانِ إِلَى حَدِيثِهِ فَقَالَ لَهُ اَلْوَزَغُ اِبْنُ اَلْوَزَغِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَمِنْ يَوْمِئِذٍ يَرَوْنَ أَنَّ اَلْوَزَغَ يَسْمَعُ اَلْحَدِيثَ۔

(ترجمہ) البصری سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا انہوں نے فرمایا: جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کمرے سے باہر نکلے تو مروان اور اس کا باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھپ کر باتیں سن رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے وزغ ابن وزغ (وزغ بمعنی مینڈک، گرگٹ اور چھپکلی کی قسم سے ہے) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس دن سے (کہ جس دن سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات بیان کی) یہ (یعنی لوگ) عقیدہ رکھتے ہیں کہ وزغ لوگوں کی بات کو کان سے سنتا ہے (اور اس کو سمجھتا ہے)۔ [2]

بیان:

﴿لعل المراد بالحديث أن سجية الوزغ و خلقه استماع حديث الناس و استراق السمع عند مكالمتهم و لهذا سماها رسول الله ص بالوزغ حين استمعا إلى حديثه من خارج حجرته إلا أن الناس كانوا لا يعرفون هذا الخلق من الوزغ قبل ذلك اليوم فلا يرون ذلك منه إلا من يومئذ أي بعد معرفتهم به﴾

شاید اس گفتگو سے مراد چھپکلی کی عادت وفطرت ہے اور اس کی خلقت کا سبب ہی لوگوں کی گفتگو سننا ہے اور لوگوں کی آپس کی بات چیت کو سننا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول خداؐ نے ان دونوں کو چھپکلی جیسا قرار دیا جس وقت ان دونوں نے حجرے سے نکلتے وقت آپؐ کی گفتگو سنی یہ لوگ اس دن سے پہلے چھپکلی کی وجہ تخلیق کے بارے نہیں جانتے تھے، پس اس دن سے لوگوں کو اس کو پہچان لیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ کا ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/ ۱۷۰

[2] بحار الانوار:۳۱/ ۵۳۲ و ۲۲۸۶۲؛ مسند الامام الصادقؑ :۲۰/ ۴۲۲؛ الکشکول:۲/ ۳۳۴؛ شفاء الصدور طہرانی:۲۲۹

[3] مراۃ العقول:۲۶/ ۱۹۴

7/683 الکافی،۸/۲۳۸/۳۲۴ عنه عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لَمَّا وُلِدَ مَرْوَانُ عَرَضُوا بِهِ لِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ يَدْعُوَ لَهُ فَأَرْسَلُوا بِهِ إِلَى عَائِشَةَ لِيَدْعُوَ لَهُ فَلَمَّا قَرَّبَتْهُ مِنْهُ قَالَ أَخْرِجُوا عَنِّي اَلْوَزَغَ اِبْنَ اَلْوَزَغِ قَالَ زُرَارَةُ وَ لاَ أَعْلَمُ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ وَ لَعَنَهُ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سُنا انہوں نے فرمایا: جس وقت مروان پیدا ہوا تو اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لایا گیا کہ آپؐ اس کے لئے دعا کریں اور اس کو عائشہ کے ذریعے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ عائشہ اس کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لے آئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وزغ کے بیٹے کو مجھ سے دور لے جاؤ۔ زرارہ کہتے ہیں کہ میں اس کے سوانہیں جانتا کہ حضرت ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر لعنت کی ہے۔ [1]

بیان:

﴿هذا الحديث روته العامة هكذا الوزغ بن الوزغ و الملعون بن الملعون و لعله إلى هذا أشير بقوله و لعنه﴾

اس حدیث کو عامہ نے اس طرح ہی روایت کیا ہے۔

الوزغ بن الوزغ والملعون بن الملعون چھپکلی ابن چھپکلی اور معلون ابن ملعون شاید اس کا اشارہ بھی آپؐ کے قول کی طرف ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

8/684 الکافی،۸/۳۹۴/۵۹۳ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَنْبَسَةَ بْنِ بِجَادٍ اَلْعَابِدِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كُنَّا عِنْدَهُ وَ ذَكَرُوا سُلْطَانَ بَنِي أُمَيَّةَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لاَ يَخْرُجُ عَلَى هِشَامٍ أَحَدٌ إِلاَّ قَتَلَهُ قَالَ وَ ذَكَرَ مُلْكَهُ عِشْرِينَ سَنَةً قَالَ فَجَزِعْنَا فَقَالَ مَا لَكُمْ إِذَا أَرَادَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُهْلِكَ سُلْطَانَ قَوْمٍ أَمَرَ اَلْمَلَكَ فَأَسْرَعَ بِسَيْرِ اَلْفَلَكِ فَقَدَّرَ عَلَى مَا يُرِيدُ قَالَ فَقُلْنَا لِزَيْدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَذِهِ اَلْمَقَالَةَ فَقَالَ إِنِّي شَهِدْتُ هِشَاماً وَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يُسَبُّ عِنْدَهُ فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ وَ لَمْ

---

[1] بحارالانوار:۳۱/۵۳۳؛ مجمع البحرین:۵/۱۸؛ الدمعۃ الساکبہ:۳/۱۰۰؛ الکشکول:۲/۳۳۴؛ مسند الامام الباقرؑ:۵/۴۶۲

[2] مراۃ العقول:۲۶/۱۹۵

يُغَيِّرَهُ فَوَ ٱللَّهِ لَوْ لَمْ يَكُنْ إِلاَّ أَنَا وَ ٱبْنِي لَخَرَجْتُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: جابرؓ سے روایت ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا تو درمیان میں حکومت وسلطنت بنی امیہ کی بات آ گئی تو امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: کوئی شخص بھی ہشام (بن الملک) کے برخلاف قیام نہ کرے گا سوائے اس کے کہ ہشام اس کو قتل کر دے گا اور ہشام کی مدت حکومت بیس سال بیان کی تو ہم بڑے بے تاب ہو گئے۔ تو فرمایا: تم کو کیا ہو گیا ہے جب بھی خدا کسی کی حکومت وسلطنت کو چاہتا ہے کہ قوم کی قدرت اور ملت کو درمیان سے ہٹا دے تو ایک فرشتہ کو (جو فلک پر مؤکل ہے) حکم دیتا ہے کہ فلک کی گردش کو تیز کرے اور اس قدر کہ جس اندازہ سے اس نے چاہا کر دیتا ہے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کو زید سے بیان کیا۔ میں نے کہا میں خود ہی ہشام کے پاس موجود تھا کہ اس کے سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دشنام دیا گیا اور وہ اس میں رکاوٹ نہ بنا اور اس حال کو بھی تبدیل نہ کیا اور خدا کی قسم اگر کوئی شخص (قیام کرنے کے لیے اس کے خلاف) نہ ہو گا سوائے میرے اور میرے بیٹے کے کہ ہم اس پر قیام کریں گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

۲۲۔ باب أن زید بن علی مرضیّ

باب: زید بن علی کا راضی ہونا

1/685 الکافی،۳۸۱/۲۶۴/۸ علی عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عِيصِ بْنِ ٱلْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى ٱللَّهِ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ ٱنْظُرُوا لِأَنْفُسِكُمْ فَوَ ٱللَّهِ إِنَّ ٱلرَّجُلَ لَيَكُونُ لَهُ ٱلْغَنَمُ فِيهَا ٱلرَّاعِي فَإِذَا وَجَدَ رَجُلاً هُوَ أَعْلَمُ بِغَنَمِهِ مِنَ ٱلَّذِي هُوَ فِيهَا يُخْرِجُهُ وَ يَجِيءُ بِذَلِكَ ٱلرَّجُلِ ٱلَّذِي هُوَ أَعْلَمُ بِغَنَمِهِ مِنَ ٱلَّذِي كَانَ فِيهَا وَ ٱللَّهِ لَوْ كَانَتْ

---

[1] بحارالانوار:۴۶/۲۸۱و۱۹۲و۵۵/۹۸؛عوالم العلوم:۱۹/۱۳۹و۲۸۹و۱۸/۲۵۵؛مدینۃ المعاجز:۵/۲۰۸؛اثبات الھداۃ:۴/۱۰۱؛الدمعۃ الساکبۃ:۶/۱۷۳

[2] مراۃ العقول:۲۶/۶۰۵؛البضاعۃ المزجاۃ:۴/۴۲۴

لِأَحَدِكُمْ نَفْسَانِ يُقَاتِلُ بِوَاحِدَةٍ يُجَرِّبُ بِهَا ثُمَّ كَانَتِ ٱلْأُخْرَى بَاقِيَةً فَعَمِلَ عَلَى مَا قَدِ اِسْتَبَانَ لَهَا وَ لَكِنْ لَهُ نَفْسٌ وَاحِدَةٌ إِذَا ذَهَبَتْ فَقَدْ وَ ٱللَّهِ ذَهَبَتِ ٱلتَّوْبَةُ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ أَنْ تَخْتَارُوا لِأَنْفُسِكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ آتٍ مِنَّا فَانْظُرُوا عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تَخْرُجُونَ وَلاَ تَقُولُوا خَرَجَ زَيْدٌ فَإِنَّ زَيْداً كَانَ عَالِماً وَ كَانَ صَدُوقاً وَلَمْ يَدْعُكُمْ إِلَى نَفْسِهِ إِنَّمَا دَعَاكُمْ إِلَى ٱلرِّضَا مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ وَ لَوْ ظَهَرَ لَوَفَى بِمَا دَعَاكُمْ إِلَيْهِ إِنَّمَا خَرَجَ إِلَى سُلْطَانٍ مُجْتَمِعٍ لِيَنْقُضَهُ فَالْخَارِجُ مِنَّا ٱلْيَوْمَ إِلَى أَيِّ شَيْءٍ يَدْعُوكُمْ إِلَى ٱلرِّضَا مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ فَنَحْنُ نُشْهِدُكُمْ أَنَّا لَسْنَا نَرْضَى بِهِ وَ هُوَ يَعْصِينَا ٱلْيَوْمَ وَ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ وَ هُوَ إِذَا كَانَتِ ٱلرَّايَاتُ وَ ٱلْأَلْوِيَةُ أَجْدَرُ أَنْ لاَ يَسْمَعَ مِنَّا إِلاَّ مَعَ مَنِ اِجْتَمَعَتْ بَنُو فَاطِمَةَ مَعَهُ فَوَ ٱللَّهِ مَا صَاحِبُكُمْ إِلاَّ مَنِ اِجْتَمَعُوا عَلَيْهِ إِذَا كَانَ رَجَبٌ فَأَقْبِلُوا عَلَى اِسْمِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَتَأَخَّرُوا إِلَى شَعْبَانَ فَلاَ ضَيْرَ وَ إِنْ أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَصُومُوا فِي أَهَالِيكُمْ فَلَعَلَّ ذَٰلِكَ أَنْ يَكُونَ أَقْوَى لَكُمْ وَ كَفَاكُمْ بِالسُّفْيَانِيِّ عَلاَمَةً.

عیص بن قاسم روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہا آپؑ نے فرمایا: تم پر اس پر خدا کا تقویٰ لازم ہے جو واحد ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اپنے نفسوں کے لئے غور و فکر کر لو۔ بخدا ایک شخص اپنی بھیڑ بکریوں کے لئے ایک چرواہا رکھتا ہے۔ مگر جب اسے اس سے بہتر چرواہا مل جائے جو اس کی بکریوں کی اس سے بہتر دیکھ بھال کر سکتا ہو تو وہ پہلے کو نکال کر دوسرے کو رکھ لیتا ہے (تو بھیڑ بکریوں کے لئے تو اس قدر احتیاط) مگر کیا اپنے لئے یہ احتیاط ضروری نہیں ہے؟ بخدا اگر تمہارے پاس کئی نفس ہوتے تو پھر ممکن تھا کہ بطور تجربہ ایک کے ذریعہ سے جنگ کرتے (اور اگر غلطی پر مر جاتے تو دوسرا نفس تو باقی ہوتا)۔ جس سے اظہارِ حقیقت کے بعد عمل کرتے لیکن تمہارے پاس تو صرف ایک نفس ہے۔ اگر وہ ضائع ہو گیا تو پھر توبہ کرنے کی بھی فرصت نہیں ملے گی۔ لہٰذا تمہیں زیادہ حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر تمہارے پاس ہماری طرف سے بھی کوئی آدمی (خروج کر کے) آئے تو تم غور و فکر کر لو کہ کس بات پر خروج کر رہے ہو؟ اور یہ مثال نہ دو کہ جناب زیدؒ (بن علیؑ) نے خروج کیا تھا۔ زید عالم تھا اور سچا تھا اور پھر انہوں نے اپنی ذات کی طرف بھی نہیں بلایا تھا بلکہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے "رضا" (پسندیدہ شخص) کی طرف دعوت دی تھی اور اگر ان کو غلبہ حاصل ہو جاتا تو اپنے وعدہ کی وفاء کرتے۔ مگر وہ بڑی مضبوط و محکم حکومت کو توڑنے کے لئے نکلے (مگر اسے توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے اور خود شہید ہو گئے)۔۔۔ تو یاد رکھو کہ آج اگر ہم میں سے کوئی شخص خروج کرتا

ہے تو اگر چہ وہ ''رضاءِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کی طرف بھی لوگوں کو بلائے! تو ہم تم کو گواہ کر کے کہتے ہیں کہ ہم اس بات پر راضی نہیں ہیں اور بھلا جو شخص آج ہماری نافرمانی کرتا ہے جبکہ ہم اور وہ تنہا ہیں تو وہ اس وقت کس طرح ہماری فرمانبرداری کرے گا جب مختلف علم اور جھنڈے بلند ہو رہے ہوں گے۔ ہاں البتہ جب تمام بنی فاطمہ ایک شخص پر متفق ہو جائیں گے تو بخدا وہی تمہارا صاحب (امام زمانہ) ہے۔ وہ بھی تب جب رجب کا مہینہ ہوگا۔ خدا کا نام لے کر اُدھر متوجہ ہو جاؤ اور اگر شعبان تک تاخیر کرو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور اگر یہ پسند کرو کہ ماہِ رمضان کے روزے اپنے اہل وعیال میں رکھو۔ تو شاید یہ بات اور بھی تمہاری تقویت کا باعث ہو اور سفیانی کا خروج اس امام برحق کے ظہور کی علامت کے لئے کافی ہے۔ [1]

بیان:

﴿أشار بمن اجتمعت عليه بنو فاطمة إلى القائم ع و بالأشهر الثلاثة إلى أوان ظهوره و السفياني رجل من نسل أبي سفيان يخرج قبل خروج القائم ع بالباطل﴾

یہ اس کی طرف اشارہ ہے جس کے پاس تمام بنو فاطمہؑ سرکار قائم آلِ محمدؑ کے لیے جمع ہوں گے اور آپؑ کے ظہور سے تین مہینے پہلے ہوگا اور ابوسفیان کی نسل سے ایک سفیانی شخص سرکار قائم آل محمدؑ کے ظہور سے پہلے خروج کرے گا اور وہ باطل پر ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] یا پھر صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حدیث ہے [4]

2/686 الکافی،۱/۵/۱۷۴/۱ العدة عن ابن عيسى عن علي بن الحكم عن أبان قَالَ: أَخْبَرَنِي اَلْأَحْوَلُ أَنَّ زَيْدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ بَعَثَ إِلَيْهِ وَ هُوَ مُسْتَخْفٍ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ لِي يَا أَبَا جَعْفَرٍ مَا تَقُولُ إِنْ طَرَقَكَ طَارِقٌ مِنَّا أَ تَخْرُجُ مَعَهُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنْ كَانَ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ خَرَجْتُ مَعَهُ قَالَ فَقَالَ لِي فَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ أُجَاهِدُ هَؤُلاَءِ اَلْقَوْمَ فَاخْرُجْ مَعِي قَالَ قُلْتُ لاَ مَا أَفْعَلُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ فَقَالَ لِي أَ تَرْغَبُ بِنَفْسِكَ عَنِّي قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّمَا هِيَ نَفْسٌ وَاحِدَةٌ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۵۰؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۳۰۱؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/ ۶

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۲۵۸

[3] دراسات فی ولایۃ الفقیہ: ۲۰۵

[4] خطاب المرحلۃ یعقوبی: ۶/ ۳۸۲

فَإِنْ كَانَ لِلّٰهِ فِي ٱلْأَرْضِ حُجَّةٌ فَالْمُتَخَلِّفُ عَنْكَ نَاجٍ وَ ٱلْخَارِجُ مَعَكَ هَالِكٌ وَ إِنْ لاَ تَكُنْ لِلّٰهِ حُجَّةٌ فِي ٱلْأَرْضِ فَالْمُتَخَلِّفُ عَنْكَ وَ ٱلْخَارِجُ مَعَكَ سَوَاءٌ قَالَ فَقَالَ لِي يَا أَبَا جَعْفَرٍ كُنْتُ أَجْلِسُ مَعَ أَبِي عَلَى ٱلْخِوَانِ فَيُلْقِمُنِي ٱلْبَضْعَةَ ٱلسَّمِينَةَ وَ يُبَرِّدُ لِيَ ٱللُّقْمَةَ ٱلْحَارَّةَ حَتَّى تَبْرُدَ شَفَقَةً عَلَيَّ وَ لَمْ يُشْفِقْ عَلَيَّ مِنْ حَرِّ ٱلنَّارِ إِذاً أَخْبَرَكَ بِالدِّينِ وَ لَمْ يُخْبِرْنِي بِهِ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مِنْ شَفَقَتِهِ عَلَيْكَ مِنْ حَرِّ ٱلنَّارِ لَمْ يُخْبِرْكَ خَافَ عَلَيْكَ أَنْ لاَ تَقْبَلَهُ فَتَدْخُلَ ٱلنَّارَ وَ أَخْبَرَنِي أَنَا فَإِنْ قَبِلْتُ نَجَوْتُ وَ إِنْ لَمْ أَقْبَلْ لَمْ يُبَالِ أَنْ أَدْخُلَ ٱلنَّارَ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَنْتُمْ أَفْضَلُ أَمِ ٱلْأَنْبِيَاءُ قَالَ بَلِ ٱلْأَنْبِيَاءُ قُلْتُ يَقُولُ يَعْقُوبُ لِيُوسُفَ (يَا بُنَيَّ لاٰ تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْداً) لِمَ لَمْ يُخْبِرْهُمْ حَتَّى كَانُوا لاَ يَكِيدُونَهُ وَ لَكِنْ كَتَمَهُمْ ذٰلِكَ فَكَذَا أَبُوكَ كَتَمَكَ لِأَنَّهُ خَافَ عَلَيْكَ قَالَ فَقَالَ أَمَا وَ ٱللّٰهِ لَئِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَقَدْ حَدَّثَنِي صَاحِبُكَ بِالْمَدِينَةِ أَنِّي أُقْتَلُ وَ أُصْلَبُ بِالْكُنَاسَةِ وَ إِنَّ عِنْدَهُ لَصَحِيفَةً فِيهَا قَتْلِي وَ صَلْبِي فَحَجَجْتُ فَحَدَّثْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ بِمَقَالَةِ زَيْدٍ وَ مَا قُلْتُ لَهُ فَقَالَ لِي أَخَذْتَهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهِ وَ مِنْ تَحْتِ قَدَمَيْهِ وَ لَمْ تَتْرُكْ لَهُ مَسْلَكاً يَسْلُكُهُ.

ابان سے روایت ہے کہ مجھے احول نے خبر دی کہ زید بن علیؑ بن الحسینؑ نے کسی کو ان کی تلاش میں بھیجا۔اس زمانے میں زید چھپے ہوئے تھے۔پس میں ان کے پاس آیا انہوں نے مجھ سے کہا اے ابوجعفر! اگر ہم میں سے کوئی آنے والا تمہارے پاس آئے تو کیا تم اس کے ساتھ خروج کرو گے۔میں نے کہا اگر آپ کے باپ یا بھائی ہوں گے تو میں ان کے ساتھ ضرور خروج کروں گا۔انہوں نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں اس قوم سے جہاد کرنے نکلوں لہٰذا تم میرے ساتھ ہو۔میں نے کہا میں ایسا نہ کروں گا۔انہوں نے کہا کیا تم مجھ سے نفرت کرتے ہو۔میں نے کہا میری ایک اکیلی جان ہے آپ کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے اگر روئے زمین پر خدا کی کوئی حجت (منصوص من اللہ امام) ہے تو آپ سے روگردانی کرنے والا ناجی ہے اور آپ کے ساتھ نکلنے والا ہلاک ہونے والا ہے اور اگر روئے زمین پر کوئی حجت خدا نہ ہو تو آپ سے روگردانی کرنے والا اور آپ کے ساتھ خروج کرنے والا دونوں برابر ہیں۔انہوں نے کہا کہ اے ابوجعفر! تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ جب میں دسترخوان پر کھانا کھاتا تھا تو میرے پدر بزرگوار میرے منہ میں لقمے دیتے تھے اور عمدہ گوشت کی بوٹیاں مجھے کھلاتے تھے

اور گرم لقموں کو پھونک کر ٹھنڈا کرتے تھے تا کہ گرم نہ کھاؤں، یہ شفقت تھی میرے حال پر تو جب کھانے کی گرمی میرے لئے برداشت نہ کرتے تھے تو کیا دوزخ میں جانا برداشت کر لیتے۔ بایں طور پر کہ جس امر سے تم کو آ گاہ کیا مجھے اس کی خبر نہ دی میں نے کہا کہ یہ بھی شفقت کے لحاظ سے تھا جو ان کو آپ پر تھی اس لئے آپ کو خبر نہ دی۔ کہ اگر آپ نے ان کی امامت کو قبول نہ کیا تو نار جہنّم کا سامنا ہوگا اور مجھے اسے لئے آ گاہ کیا کہ اگر میں نے ان کی امامت کو قبول کر لیا تو نجات ہو جائے گی اور اگر قبول نہ کروں گا تو انہیں میرے دوزخ میں جانے کی پرواہ نہ ہو گی۔ پھر میں نے کہا یہ تو بتایئے آپ افضل ہیں یا انبیاء۔ انہوں نے کہا انبیاء۔ میں نے کہا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف سے کہا تھا کہ اپنے خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا ورنہ کوئی چال تمہارے ساتھ چل جائیں گے۔ غرض ان کو خبر نہ دی تا کہ مکر نہ کریں اور یہ خبر ان سے چھپائے رکھی۔ ایسے ہی آپ کے پدر بزرگوار نے چھپایا کیونکہ ان کو آپ سے خوف تھا۔ انہوں نے کہا جو کچھ تم نے کہا میں اس سے رُکنے والا نہیں کیوں کہ تمہارے صاحب (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے مدینہ میں لوگوں کو بتایا ہے کہ میں کناسہ میں قتل کیا جاؤں گا اور سولی دیا جاؤں گا۔ ان کے پاس ایک صحیفہ ہے جس میں میرے قتل ہونے اور سولی دیئے جانے کا ذکر ہے۔ اس کے بعد میں نے حج کیا اور امام علیہ السلام سے یہ حال بیان کیا۔ آپؑ نے فرمایا: تم نے تو سامنے سے پیچھے سے دائیں، بائیں اور اوپر، نیچے ہر طرف سے ان کو گھیرا مگر وہ اپنی راہ نہ چھوڑیں گے۔ [1]

بیان:

﴿البضعة بالفتح و قد تكسر القطعة من اللحم صاحبك يعني به أبا جعفر ع فإنه أخبره بذلك كما مضى في باب ما يفصل به بين دعوى المحق و المبطل في أمر الإمامة و يحتمل أن يكون المراد به أبا عبد الله ع و أنه كان قد أخبره به أيضا و الكناسة محلة بالكوفة﴾

''البضعة''، 'زبر' کے ساتھ اور 'کسرہ' کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے، اس کا معنی ہے گوشت کا ٹکڑا۔ ''صاحبك'' تیرا صاحب اس سے مراد امام ابوجعفر محمد باقرؑ ہیں کیونکہ آپؑ نے اس کی خبر دی تھی جیسا کہ باب ''مایفصل به تين دعوى المحق و المبطل في امر الامامة'' میں گزر چکا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں کیونکہ آپؑ نے بھی اس کی خبر دی تھی۔ ''الكناسته'' یہ کوفہ میں ایک محلّہ کا نام ہے۔

---

[1] الاحتجاج: ۲/ ۳۷۶؛ بحارالانوار: ۴۶/ ۱۸۰؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۲۴۲ و ۲۰/ ۱۱۱۸؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۱۴۴؛ مدینۃ المعاجز: ۵/ ۲۷۳؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۳۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/ ۲۳۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۱۱/ ۱۶۱

تحقیق اسناد:

حدیث موثق کالصحیح ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/687 الکافی،۳۵۱/۲۵۰/۸ يَحْيَى اَلْحَلَبِيُّ عَنْ أَبِي اَلْمُسْتَهِلِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَأَلَنِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ مَا دَعَاكُمْ إِلَى اَلْمَوْضِعِ اَلَّذِي وَضَعْتُمْ فِيهِ زَيْداً قَالَ قُلْتُ خِصَالٌ ثَلاَثٌ أَمَّا إِحْدَاهُنَّ فَقِلَّةُ مَنْ تَخَلَّفَ مَعَنَا إِنَّمَا كُنَّا ثَمَانِيَةَ نَفَرٍ وَ أَمَّا اَلْأُخْرَى فَالَّذِي تَخَوَّفْنَا مِنَ اَلصُّبْحِ أَنْ يَفْضَحَنَا وَ أَمَّا اَلثَّالِثَةُ فَإِنَّهُ كَانَ مَضْجَعَهُ اَلَّذِي كَانَ سَبَقَ إِلَيْهِ فَقَالَ كَمْ إِلَى اَلْفُرَاتِ مِنَ اَلْمَوْضِعِ اَلَّذِي وَضَعْتُمُوهُ فِيهِ قُلْتُ قَذْفَةُ حَجَرٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ أَ فَلاَ كُنْتُمْ أَوْقَرْتُمُوهُ حَدِيداً وَ قَذَفْتُمُوهُ فِي اَلْفُرَاتِ وَ كَانَ أَفْضَلَ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لاَ وَ اَللَّهِ مَا طُقْنَا لِهَذَا فَقَالَ أَيَّ شَيْءٍ كُنْتُمْ يَوْمَ خَرَجْتُمْ مَعَ زَيْدٍ قُلْتُ مُؤْمِنِينَ قَالَ فَمَا كَانَ عَدُوُّكُمْ قُلْتُ كُفَّاراً قَالَ فَإِنِّي أَجِدُ فِي كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا (فَإِذا لَقِيتُمُ اَلَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ اَلرِّقابِ حَتّٰى إِذا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا اَلْوَثاقَ فَإِمّا مَنًّا بَعْدُ وَ إِمّا فِداءً حَتّٰى تَضَعَ اَلْحَرْبُ أَوْزارَها) فَابْتَدَأْتُمْ أَنْتُمْ بِتَخْلِيَةِ مَنْ أَسَرْتُمْ سُبْحَانَ اَللَّهِ مَا اِسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَسِيرُوا بِالْعَدْلِ سَاعَةً.

(ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ کس چیز نے تم کو اس کام سے روکا کہ زید بن علی کو اس جگہ میں چھوڑ کر خود چلے گئے۔ میں نے عرض کیا تین چیزیں اس کام کا سبب بنیں ایک افراد کی کمی کہ جو ہمارے ساتھ تھے چونکہ ہم صرف آٹھ آدمی تھے اور دوسرا یہ ڈر کہ صبح ہو گئی اور ہمارا کام ظاہر ہو جائے گا اور پھر تیسری وجہ یہ کہ اس کی آرام گاہ کے لیئے یہی زمین کی جگہ مقدر تھی (اور ہم طاقت نہیں رکھتے تھے کہ برخلاف تقدیر کے کوئی عمل کریں)۔ آپؑ نے فرمایا: جس جگہ اس کو دفن کیا تو فرات تک اس کا کتنا فاصلہ تھا۔ میں نے عرض کیا باندازہ ایک پتھر کے پھینکنے کے برابر۔ آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیوں لوہے کو اس کے بدن سے نہ باندھا اور فرات میں نہ گرایا اس عمل سے یہ عمل بہتر تھا۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان خدا کی قسم میں ناطاقت تھا کہ اس عمل کو انجام دیتا۔ آپؑ نے فرمایا: اس دن کہ جس دن تم نے زید کے ساتھ خروج کیا کس طرح تھے۔ میں نے عرض کیا مومن تھا۔ آپؑ نے فرمایا: تمہارے دشمن کس طرح تھے۔ میں نے عرض کیا کافر

---

[1] مراۃ العقول:۲۸۰/۲

تھے۔آپؑ نے فرمایا: میں خدا کی کتاب میں اسے پاتا ہوں کہ وہ فرماتا ہے''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو پس جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو گردنوں کا مارنا یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب قتل کر چکو تو کس کس کے مشکیں باندھنا (اور ان کو اسارات کر لو) پھر اس کے بعد یا تو احسان کرنا ہے (ان کو آزاد کرنا ہے) یا فدیہ لے لینا ہے جب تک کہ لڑائی میں اپنے ہتھیار نہ ڈال دے اور صلح پر قائم نہ ہو جائے''(سورۃ محمد: ۴) اور تم نے خود ہی آغاز کیا لوگوں کو کہ جو اسیر ہوئے تھے چھوڑ دیا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ تم ایک ساعت کے لئے بھی ناطاقت نہ تھے کہ عدالت کا طریقہ اختیار کرتے۔ [۱]

بیان:

﴿إلى الموضع الذي وضعتم فيه زيدا يعني به الجرف الذي دفنوه [3] فيه فوجده فيه الأعداء فأحرقوه كما يظهر من الحديث الآتي أَثْخَنْتُمُوهُمْ غلبتموهم و أكثرتم فيهم الجراح أَوْزَارَهَا سلاحها و ثقلها يعني سكنت و هدأت﴾

''الی الموضع الذی وضعتم فیہ زیدًا'' اس جگہ کی طرف جس میں تم نے زیدؒ کو رکھا ہے، اس سے مراد شطِ فرات ہے جہاں انہوں نے ان کو دفن کیا، پس دشمنوں نے ان کو وہاں ڈھونڈ لیا اور ان کو آگ لگا دی جیسا کہ آنے والی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

''اثخنتموھم'' ان پر غلبہ حاصل کر چکے اور ان کو کثرت سے زخمی کر چکے۔''اوزارھا'' ان کے اوزار یعنی ان کا اسلحہ اور ان کا وزن یعنی ساکن ہونا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور حسن میں شمار ہونا بھی ممکن ہے کیونکہ ظاہراً ابا المستھل سے مراد الکمیت ہے [۲]

4/688 الکافی،۱۶۴/۱۶۱/۸ الثلاثة عَنْ رَجُلٍ ذَكَرَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ كَيْفَ صَنَعْتُمْ بِعَمِّي زَيْدٍ قُلْتُ إِنَّهُمْ كَانُوا يَحْرُسُونَهُ فَلَمَّا شَفَّ النَّاسُ أَخَذْنَا جُثَّتَهُ فَدَفَنَّاهُ فِي جُرُفٍ عَلَى شَاطِئِ الْفُرَاتِ فَلَمَّا أَصْبَحُوا جَالَتِ الْخَيْلُ يَطْلُبُونَهُ فَوَجَدُوهُ فَأَحْرَقُوهُ فَقَالَ أَفَلاَ أَوْقَرْتُمُوهُ حَدِيداً وَ أَلْقَيْتُمُوهُ فِي الْفُرَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَ اللَّهُ قَاتِلَهُ.

(ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: میرے چچا زید کے ساتھ کیا ہوا۔

---

[۱] تفسیر نور الثقلین: ۵/۲۹؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲/۲۱۸؛ وسائل الشیعہ: ۳/۲۰۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/۲۲۱

[۲] مراۃ العقول: ۲۶/۲۲۸

میں نے عرض کیا یہ لوگ (حکومت کے پاسبان) ان کے جنازے کی حفاظت کر رہے تھے اور جب لوگ کم ہو گئے (اور خلوت کم ہوئی تو رات کے وقت) ہم نے ان کی میت کو اٹھایا اور شط فرات کے کنارے ان کو دفن کر دیا اور جب صبح ہوئی تو گھوڑے سواروں نے ان کی تلاش کی کوشش شروع کر دیا ورآخر کار وہاں سے (ان کی میت کو باہر نکالا) اور جلا دیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم نے اس کے ساتھ لوہے کو کیوں نہ باندھا اور شط فرات میں کیوں نہ گرایا۔ اللہ کی رحمت اس پر نازل ہو اور خدا اس کے قاتل پر لعنت کرے۔ [1]

بیان:

﴿شف الناس نقصوا و الجرف بالضم و الضمتين ما أصابه السيل و أكله من الأرض﴾

''شف الناس'' لوگوں کی تعداد کم ہوتی یعنی وہ کم ہوتے۔ ''الجرف'' ایک پیش اور دو پیشوں کے ساتھ، اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں پانی پہنچ جاتا ہے اور اس کو کھا جاتا ہے یعنی زمین۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے۔ اور اس کا ارسال ابن ابی عمیر نے ختم کر دیا کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ کے علاوہ نہ کسی سے روایت کرتا ہے اور نہ ارسال کرتا ہے (واللہ اعلم)

5/689 الكافي،١٦٥/١٦١/٨ العدة عن سهل عن الوشاء عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ ذِكْرُهُ أَذِنَ فِي هَلاَكِ بَنِي أُمَيَّةَ بَعْدَ إِحْرَاقِهِمْ زَيْداً بِسَبْعَةِ أَيَّامٍ.

(ترجمہ) الوشاء سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک خدا نے سات دن قبل کہ بنی امیہ والے زید کے بدن کو جلاتے بنی امیہ کی نابودی کا حکم صادر کر دیا۔ [3]

بیان:

﴿روى الشيخ الصدوق رحمه الله في كتاب عيون أخبار الرضا بإسناده إلى ابن أبي عبدون عن أبيه قال لما حمل زيد بن موسى بن جعفر إلى المأمون و قد كان خرج بالبصرة و أحرق دور ولد العباس وهب المأمون جرمه لأخيه علي بن موسى الرضا قال له يا أبا الحسن لئن خرج أخوك و فعل ما فعل لقد خرج قبله زيد بن علي فقتل و لو لا مكانك مني لقتلته فليس ما أتاه بصغير فقال الرضا يا أمير المؤمنين لا

---

[1] بحار الانوار:۴۶/۲۰۵؛ وسائل الشیعہ:۳/۲۰۷؛ عوالم العلوم:۱۸/۲۵۹؛ مسند الامام الصادقؑ:۱/۲۲۰

[2] مراۃ العقول:۲۶/۲۵؛ البضاعۃ المزجاۃ:۲/۲۸۶

[3] بحار الانوار:۴۶/۲۰۵؛ تفسیر العیاشی:۱/۳۲۵؛ عوالم العلوم:۱۸/۲۶۰؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۶۴۰؛ تفسیر البرہان:۲/۳۱۳؛ تفسیر کنز الدقائق:۴/۱۳۸؛ تفسیر الصافی:۲/۴۲؛ مسند الامام الصادقؑ:۶/۴۹۸؛ مستدرک سفینۃ البحار:۱/۲۲۹

تقس أخی زیدا إلی زید بن علی فإنه كان من علماء آل محمد غضب لله فجاهد أعداءه حتی قتل فی سبيله۔ و لقد حدثنی أبی موسی بن جعفر أنه سمع أباه جعفر بن محمد ع يقول رحم الله عمی زيدا إنه دعا إلی الرضا من آل محمد و لو ظفر لوفی بما دعا إليه و لقد استشارنی فی خروجه فقلت له يا عمی إن رضيت أن تكون المقتول المصلوب بالكناسة فشأنك فلما ولی قال جعفر بن محمد ع ويل لمن سمع داعيته فلم يجبه فقال المأمون يا أبا الحسن أ ليس قد جاء فيمن ادعی الإمامة بغير حقها ما جاء فقال الرضا ع إن زيد بن علی لم يدع ما ليس له بحق و إنه كان اتقی الله من ذلك إنه قال أدعوكم إلی الرضا من آل محمد و إنما جاء ما جاء فيمن يدعی أن الله تعالی نص عليه ثم يدعو إلی غير دين الله و يضل عن سبيله بغير علم و كان زيد و الله ممن خوطب بهذه الآية۔ وَ جاهِدُوا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهادِهِ هُوَ اجْتَباكُمْ و روی طاب ثراه فی كتاب عرض المجالس [2] أيضا روايات فی شأن زيد بن علی لا بأس بإيراد نبذ منها هاهنا فبإسناده عن جابر بن يزيد الجعفی عن أبی جعفر محمد بن علی الباقر عن آبائه ع قال قال رسول الله ص للحسين ع يا حسين يخرج من صلبك رجل يقال له زيد يتخطی هو و أصحابه يوم القيامة رقاب الناس غرا محجلين يدخلون الجنة بلا حساب و بإسناده عن الثمالی قال حججت فأتيت علی بن الحسين ع فقال لی يا أبا حمزة أ لا أحدثك عن رؤيا رأيتها رأيت كأنی أدخلت الجنة فأتيت بحوراء لم أر أحسن منها فبينا أنا متكئ علی أريكتی إذ سمعت قائلا يقول۔ يا علی بن الحسين ليهنئك زيد يا علی بن الحسين ليهنئك زيد يا علی بن الحسين ليهنئك زيد قال أبو حمزة حججت بعده فأتيت علی بن الحسين فقرعت الباب ففتح لی و دخلت فإذا هو حامل زيدا علی يده أو قال حامل غلاما علی يده۔ فقال لی يا أبا حمزة هذا تأويل رؤيای من قبل قد جعلها ربی حقا و بإسناده عن أبی الجارود زياد بن المنذر قال إنی لجالس عند أبی جعفر محمد بن علی الباقر ع إذ أقبل زيد بن علی فلما نظر إليه أبو جعفر و هو مقبل قال هذا سيد من أهل بيته و الطالب بأوتارهم لقد أنجبت أم ولدتك يا زيد و بإسناده عن الفضيل بن يسار قال انتهيت إلی زيد بن علی صبيحة يوم خرج بالكوفة فسمعته يقول من يعيننی منكم علی قتال أنباط أهل الشام فو الذی بعث محمدا بالحق بشيرا لا يعيننی منكم علی قتالهم أحد إلا أخذت بيده يوم القيامة فأدخلته الجنة بإذن الله تعالی قال فلما قتل اكتريت راحلة و توجهت نحو المدينة فدخلت علی الصادق جعفر بن محمد ع قلت فی نفسی لا أخبرنه بقتل زيد بن علی فيجزع عليه فلما دخلت عليه فقال لی يا فضيل ما فعل عمی زيد قال فخنقتنی العبرة فقال لی قتلوه قلت إی و الله قتلوه قال فصلبوه قلت إی و الله صلبوه قال فأقبل يبكی و دموعه تنحدر علی ديباجتی خده كأنها الجمان [1] ثم قال يا فضيل شهدت مع عمی قتال أهل الشام قلت نعم قال فكم قتلت منهم قلت ستة قال فلعلك شاك فی دمائهم قال فقلت لو كنت

شا کا ما قتلتهم قال فسمعته و هو يقول أشركني الله في تلك الدماء مضى و الله زيد عمي و أصحابه شهداء مثل ما مضى عليه الحسين بن علي بن أبي طالب ﷺ و أصحابه و بإسناده عن عبد الرحمن بن سيابة قال دفع إلي أبو عبد الله الصادق جعفر بن محمد ع ألف دينار و أمرني أن اقسمها في عيال من أصيب مع زيد بن علي فقسمتها فأصاب عبد الله بن الزبير أخا فضيل الرسان أربعة دنانير و بإسناده عن عمرو بن خالد قال قال زيد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب ﷺ في كل زمان رجل منا أهل البيت يحتج الله به على خلقه۔ و حجة زماننا ابن أخي جعفر بن محمد ع لا يضل من تبعه و لا يهتدي من خالفه﴾

شیخ صدوق نے اپنی کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں اپنی اسناد کے ذریعہ ابی عبدون سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے اپنے والد سے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جب زیدؑ ابن امام موسیٰ کاظمؑ ابن امام جعفر صادقؑ نے مامون کے خلاف بغاوت کا اعلان کیا تو وہ بصرہ سے نکلے اور بنوعباس کے گھروں کو جلایا۔

مامون ان کی اس حرکت کی اطلاع دینے کے لیے ان کے بھائی امام علی رضاؑ ابن امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس حاضر ہوا اور اس نے امامؑ سے عرض کیا: یا اباالحسنؑ! یقیناً آپؑ کے بھائی نے خروج کیا ہے اور اس نے ایسا ایسا فعل انجام دیا ہے اور بیشک اس سے پہلے جناب زیدؑ ابن امام علی زین العابدینؑ نے بھی خروج کیا تھا اور پھر ان کو قتل کر دیا گیا تھا اور اگر آپؑ کا مقام و مرتبہ میرے نزدیک نہ ہوتا تو میں بھی ان کو قتل کر دیتا۔ لہٰذا اس نے جو کچھ کیا ہے یہ کوئی چھوٹی موٹی حرکت نہیں ہے۔

امام علی رضاؑ نے ارشاد فرمایا: اے حاکم! تو میرے بھائی زیدؑ کا قیاس جناب زیدؑ ابن امام علی زین العابدینؑ کے ساتھ نہ کر کیونکہ ان کا شمار تو علماء آل محمدؐ میں ہوتا تھا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی خاطر غضب ناک ہوئے اور انہوں نے دشمنان خدا سے جہاد کیا تھا اور آخر کار وہ شہید ہو گئے۔ بیشک مجھ سے بیان کیا میرے والد محترم امام موسیٰ کاظمؑ ابن امام جعفر صادق علیہ السلام اور انہوں نے سنا اپنے والد محترم امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ سے اور انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے چچا جناب زیدؑ پر رحم فرمائے کہ انہوں نے آل محمدؐ کی رضا کی طرف دعوت دی تھی۔ اور اگر وہ کامیاب ہو جائے تو وہ اپنی دعوت کی شرط کو ضرور پورا کرتے اور انہوں نے خروج کے لیے مجھ سے مشورہ طلب کیا تھا اور میں نے ان سے کہا تھا کہ اے چچا جان! اگر آپؑ قتل ہونا چاہتے ہیں اور کوفہ کے محلہ کناسہ میں صلیب پر لٹکنے کے خواہشمند ہیں تو خروج کریں ورنہ نہیں۔

جب وہ امام جعفر صادقؑ کے پاس گئے تو امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ بربادی ہے اس کے لیے جس نے ان کی دعوت کو سنا اور اس کو قبول نہ کیا۔

مامون نے عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! کیا ایسا نہیں ہے کہ جو ناحق امامت کا دعویٰ کرے تو اس کا عذاب بھی تو بیان ہوا ہے؟

امام علی رضاؑ نے فرمایا: بیشک جناب زیدؒ ابن امام علی زین العابدینؑ نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ جو ان کے حق میں صحیح نہ ہو کیونکہ وہ تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے۔ انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ میں نے تمہیں آل محمدؐ کی رضا کی دعوت دیتا ہوں اور اس طرح کا دعویٰ کرتا ہے اس کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نص وارد ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو چھوڑ کر کسی اور دین کی طرف دعوت دینے والا ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ ہوتا ہے اور علم سے دور ہوتا ہے۔ لیکن جناب زیدؒ کو تو خدا کی قسم! ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جن کے بارے میں یہ آیت بیان کر رہی ہے (وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ-هُوَ اجْتَبٰىكُمْ)۔ ''اور تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے، اس نے تمہیں چن لیا ہے'' (سورۃ الحج: ۷۸)۔

علامہ شیخ صدوق نے اپنی کتاب المجالس میں بھی متعدد ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں جناب زیدؒ ابن امام علی زین العابدینؑ کی شان بیان ہوئی ہے۔ جن روایات کو یہاں پر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ جناب جابر بن یزیدؒ جعفی سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے روایت کی امام محمد باقرؑ سے اور امامؑ نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعہ سے بیان فرمایا: رسول خداؐ نے امام حسینؑ سے ارشاد فرمایا: اے حسینؑ! آپؑ کی صلب سے ایک شخص ہوگا جس کا نام زیدؒ ہوگا وہ اور ان کے ساتھی قیامت والے دن لوگوں کو گردنوں پر قدم رکھتے ہوں گے اور نورانی چہرے لیے بغیر حساب جنّت میں داخل ہو رہے ہوں گے۔

شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ جناب ابوحمزہ ثمالی سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حج پر گیا اور پھر میں امام علی زین العابدینؑ ابن امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو امامؑ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابوحمزہ! کیا میں تجھے اپنا خواب بیان نہ کروں جو میں نے دیکھا ہے؟

میں نے دیکھا کہ گویا میں جنّت میں داخل ہوا اور میں حوروں کے پاس آیا۔ ان سے زیادہ خوبصورت میں نے نہیں دیکھی تھیں۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ یا امام علی زین العابدینؑ! میں آپؑ کو تہنیت پیش کرتی ہوں اور آپؑ کو جناب زیدؒ کی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد پھر میں حج پر آیا اور پھر امام علی زین العابدینؑ ابن امام حسینؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ میں نے دروازے پر دستک دی۔ امامؑ نے میرے لیے دروازہ کھول اور میں اندر داخل ہوا۔

میں نے دیکھا کہ امامؑ نے اپنے ہاتھوں پر جناب زیدؒ کو اٹھایا ہوا ہے اور پھر آپؑ نے فرمایا: کہ اے ابوحمزہ! یہ ہے میرے پہلے خواب کی تاویل یقیناً اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا ہے۔

شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ ابوالجارود زیاد بن منذر سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام محمد باقرؑ ابن امام علی زین العابدینؑ کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ جناب زیدؒ ابن امام علی زین العابدین تشریف لائے۔ جب امام محمد باقرؑ نے ان کو اپنے سامنے دیکھا تو فرمایا: یہ اہلبیتؑ میں سیّد ہیں اور ان کے خون کا انتقام لینے والے ہیں۔ اور اے زیدؒ! تجھے یقیناً ایک شریف الاصل ماں نے جنا ہے۔

شیخ صدوق نے اپنے اسناد کے ذریعہ فضیل بن یسار سے روایت کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس صبح کو جناب زیدؒ ابن امام علی زین العابدین کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا جس صبح انہوں نے کوفہ میں خروج کیا تھا پس میں نے ان سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے کہ تم میں سے کون ہے جو اہل شام کے لوگوں کے مقابلے میں میری مدد کرے؟ مجھے قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا بنا کر بھیجا ہے تم میں سے جو ان کے مقابلہ میں جہاد کرنے پر میری مدد نہیں کرے گا۔ مگر یہ کہ میں قیامت والے دن اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے جنّت میں داخل کروں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آپؒ کو شہید کر دیا گیا تو میں نے ایک سواری کرائے پر لی اور مدینہ کی طرف چل پڑا۔ پس جب میں امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے دل میں سوچا کہ میں آپؑ کو جناب زیدؒ ابن امام علی زین العابدینؑ کی شہادت کی خبر نہیں دوں گا۔ ایسا نہ ہو کہ آپؑ ان پر گریہ وزاری کریں، جب میں امامؑ کی خدمت میں اقدس میں حاضر ہوا تو امامؑ نے مجھ سے فرمایا: میرے چچا زیدؒ نے کیا فعل سرانجام دیا؟ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں مغموم ہو گیا اور رونے لگا۔

امامؑ نے فرمایا: کیا ان کو شہید کر دیا گیا؟

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! ان کو شہید کر دیا گیا۔

آپؑ نے فرمایا: کیا ان کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا؟

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! ان کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔

پس آپؑ نے گریہ شروع کر دیا اور آپؑ کے آنسو مبارک آپؑ کے رخساروں پر موتیوں کی طرح چمک رہے تھے اور آپؑ نے ارشاد فرمایا: اے فضیل! کیا تو بھی میرے چچا کے ساتھ اہل شام کے مقابلہ کے وقت حاضر تھا؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپؑ نے فرمایا: تم نے ان کے کتنے آدمیوں کو قتل کیا؟
میں نے عرض کیا: چھ(۶) آدمیوں کو۔
آپؑ نے فرمایا: اُمید ہے کہ تم ان کا خون بہانے میں شک سے دوچار ہوئے ہوگئے؟
میں نے عرض کیا: اگر میں شک میں مبتلا ہوتا تو ان کو قتل نہ کرتا۔
راوی کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس خون میں شریک فرماتے جو بہایا گیا۔ خدا کی قسم! میرے چچا زیدؒ اور ان کے جو ساتھی شہید ہوئے ہیں وہ ایسے ہی ہیں جیسے حضرت علی ابن ابی طالبؑ اور آپؑ کے اصحاب ہیں۔
شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ عبدالرحمٰن بن سیابہ سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ نے مجھے ایک ہزار دینار عطا فرمائے اور مجھے حکم فرمایا ان کو اپنے اہل وعیال میں تقسیم کردو۔ میں نے ان دیناروں کو جناب زیدؒ بن امام علی زین العابدینؑ کے ہمراہ شہید ہوجانے والوں کے لواحقین میں تقسیم کردیا اور عبداللہ بن زبیر جو کہ فضیل کے بھائی تھے کے حصہ میں چار دینار آئے۔
شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ عمرو بن خالد سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب زیدؒ ابن امام علی زین العابدینؑ ابن امام حسینؑ ابن امام علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: ہر ایک زمانہ میں ہم اہل بیتؑ میں سے ایک شخص ہوگا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر حجت قائم کرے گا اور ہمارے زمانے کی حجت میرے برادر معظم کے فرزند امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ ہیں۔ جو ان کی پیروی کرے گا وہ گمراہ نہیں ہوگا اور جو ان کی مخالفت کرے گا وہ کبھی ہدایت یافتہ نہ ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱] یا پھر ضعیف مرسل ہے [۲]

---

[۱] مراۃ العقول: ۲۶/۲۵

[۲] البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۴۸۶

۲۳۔ باب الناصب و مجالسته

باب: نواصب اور اُن کے ساتھ بیٹھنا

1/690 الفقيه، ۴۴۲۵/۴۰۸/۳ قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِي لاَ نَصِيبَ لَهُمَا فِي اَلْإِسْلاَمِ اَلنَّاصِبُ لِأَهْلِ بَيْتِي حَرْباً وَ غَالٍ فِي اَلدِّينِ مَارِقٌ مِنْهُ.

ترجمہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے دو قسم کے لوگوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے ایک وہ جو ہمارے اہل بیتؑ سے جنگ قائم کریں اور دوسرے وہ جو دین میں غلو کریں اور حد سے آگے نکل جائیں۔ [1]

بیان:

﴿أی خارج منه بغلوة فيه﴾
یعنی وہ اپنے غلو کی وجہ سے دین سے خارج ہے۔

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق اس حدیث کی سند ذکر نہیں کی ہے۔لیکن اس طرح کے الفاظ دیگر کئی احادیث میں وارد ہوئے ہیں (واللہ اعلم)

2/691 الکافی، ۳۱۴/۲۳۵/۸ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَالِمِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ اِبْنِ اَلْمُغِيرَةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ لِي جَارَيْنِ أَحَدُهُمَا نَاصِبٌ وَ اَلْآخَرُ زَيْدِيٌّ وَ لاَ بُدَّ مِنْ مُعَاشَرَتِهِمَا فَمَنْ أُعَاشِرُ فَقَالَ هُمَا سِيَّانِ مَنْ كَذَّبَ بِآيَةٍ مِنْ كِتَابِ اَللَّهِ فَقَدْ نَبَذَ اَلْإِسْلاَمَ وَرَاءَ ظَهْرِهِ وَ هُوَ اَلْمُكَذِّبُ بِجَمِيعِ اَلْقُرْآنِ وَ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ اَلْمُرْسَلِينَ قَالَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا نَصَبَ لَكَ وَ هَذَا اَلزَّيْدِيُّ نَصَبَ لَنَا.

ترجمہ: عبداللہ بن مغیرہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا میرے دو ہمسائے ہیں ایک ناصبی اور دوسرا زیدی اور میں ناچار ہوں کہ ان میں سے کس سے معاشرت کروں اور کس سے معاشرت نہ کروں۔آپؑ نے فرمایا: یہ دونوں برابر ہیں جو کوئی بھی قرآن کی ایک آیت کی تکذیب کرتا ہے اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا اور تمام قرآن اور پیغمبروں اور رسولوں کی تکذیب کی ہے اور پھر فرمایا: بے شک یہ ایک (یعنی ناصبی) تیرا دشمن

---

[1] وسائل الشیعہ: ۲۰ / ۵۵۳؛ اثبات الھداۃ: ۵ / ۳۷۷؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۵ / ۱۰۹۴؛ الشھاب الثاقب بحرانی: ۱۱۱

ہے اور زیدی ہمارا دشمن ہے۔ [1]

بیان:

﴿یطلق الناصب علی من نصب حربا لأهل البیت ص کما دل علیه الحدیث السابق أو عداوة لهم ع کما یظهر من هذا الحدیث و أخبار أخر أو العداوة لشیعة أهل البیت ع من جهة الدین کما یظهر منه أیضا فإنه أحد معانیه کما رواه الشیخ الصدوق طاب ثراه فی العلل بإسناده عن عبد الله بن سنان عن أبی عبد الله ع قال لیس الناصب من نصب لنا أهل البیت لأنك لا تجد رجلا یقول أنا أبغض محمدا و آل محمد و لكن الناصب من نصب لكم و هو یعلم أنكم تولونا و أنكم من شیعتنا و علیه یحمل ما رواه محمد بن إدریس الحلی فی أواخر كتاب السرائر من كتاب مسائل الرجال و مكاتباتهم مولانا أبا الحسن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر ع فی جملة مسائل محمد بن علی بن عیسی قال كتبت إلیه أسأله عن الناصب هل احتاج إلی امتحانه إلی أكثر من تقدیمه الجبت و الطاغوت و اعتقاده بإمامتهما فرجع الجواب من كان علی هذا فهو ناصب و إنما حملنا هذا الحدیث علی سابقه لأن المعتقد لإمامة الجبت و الطاغوت إن لم ینصب الحرب أو العداوة لشیعة أهل البیت ع من جهة أنهم شیعتهم فلیس بناصب و لعله ع إنما أطلق علیه الناصب لأنه كان یومئذ كذلك قال فی الفقیه من نصب حربا لآل محمد فلا نصیب لهم فی الإسلام فلهذا حرم نكاحهم قال و من استحل لعن أمیر المؤمنین ع و الخروج علی المسلمین و قتلهم حرمت مناكحته لأن فیها الإلقاء بالأیدی إلی التهلكة قال و الجهال یتوهمون أن كل مخالف ناصب و لیس كذلك و لا بد من معاشرتهما یعنی معاشرة أحدهما سیان أی مثلان یعنی فی أصل التكذیب و عدم الإیمان كما فسره أولا و إلا فالناصب لهم شر من الناصب لشیعتهم كما أشار إلیه آخرا و لعل سبب عداوة الزیدیة لهم عدم خروجهم ع إلی المخالفین الفسقة و عدم نصرتهم للخارج إلیهم﴾

ناصبی کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو اہلبیتؑ سے دشمنی کی بنیاد پر جنگ کرتا ہے۔ جیسا کہ سابقہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے یا اہلبیتؑ سے دشمنی رکھتا ہو جیسا کہ یہ حدیث اور دیگر اخبار سے ظاہر ہوتا ہے یا پھر اہلبیتؑ کے شیعوں سے دین کی بنیاد پر دشمنی کرتا ہے جیسا کہ یہ بھی اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے معانی میں سے ایک معنی یہ بھی ہے۔ جیسا کہ شیخ صدوق نے اپنی کتب ''علل الشرائع'' میں اپنی اسناد کے ذریعہ عبداللہ بن سنان سے روایت کی نقل کی ہے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص ناصبی نہیں ہے جو ہم اہلبیتؑ سے دشمنی رکھتا ہے کیونکہ تم کسی ایک ایسے شخص کو نہیں پاؤ گے جو کہتا ہو کہ میں حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ سے

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۲۵۶؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۳/ ۲۵۶

بغض رکھتا ہوں۔لیکن اصل میں ناصبی وہ ہے جو تم سے دشمنی رکھتا ہے یہ جانتے ہوئے کہ تم ہماری ولایت کا دم بھرتے ہو اور تم ہمارے شیعوں میں سے ہو۔ اس پر ان اخبار کو حمل کیا جائے گا جو محمد بن ادریس حلّی نے اپنی کتاب السرائر کے آخر میں کتاب مسائل الرجال نقل کی ہیں اور ان خطوط میں جو ہمارے مولا امام علی نقیؑ ابن امام محمد تقیؑ ابن امام علی رضاؑ ابن امام موسیٰ کاظمؑ ابن امام جعفر صادقؑ کو لکھے گئے۔جن میں محمد بن علی ابن عیسیٰ کے مسائل ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ کی طرف ایک خط لکھا اور میں ان سے ناصبی کے بارے میں سوال درج کیا کہ کیا میں ان سے اس بات پر بحث کر سکتا ہوں کہ وہ اکثر جبت اور طاغوت کو مقدم کرتا ہے اور ان دونوں کی امامت کا اعتقاد رکھتا ہے؟ تو جواب یہ آیا کہ جو ایسا عقیدہ رکھتا ہے وہ ناصبی ہے۔ہم اس حدیث کو سابقہ حدیث پر حمل کرتے ہیں کیونکہ جبت اور طاغوت کی امامت پر اعتقاد رکھنے والا اگر اہلبیتؑ کے شیعوں سے ان کے اہلبیتؑ کے شیعہ ہونے کی بنیاد پر جنگ نہیں کرتا اور نہ ہی دشمنی رکھتا ہے تو وہ ناصبی نہیں ہے۔ہوسکتا ہے کہ شاید امامؑ نے ان پر ناصبی ہونے کا اطلاق اس لیے کیا ہو کہ اس وقت یہ لوگ ایسے ہی تھے۔شیخ صدوق نے اپنی کتاب ''من لایحضرہ الفقیہ'' میں بیان کیا ہے کہ جو شخص آل محمدؑ سے دشمنی کی بنا پر جنگ کرتا ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔پس اس لیے ان سے نکاح کرنا حرام ہے اور جو امیر المومنین علیہ السلام کو بُرا کہنے کو حلال سمجھے اور مسلمانوں پر خروج کرے اور ان کو قتل کرے کیونکہ اس میں اس کے ہاتھ ہلاکت میں پڑے ہوئے ہوں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جاہل لوگ وہم کرتے ہیں کہ جو بھی مخالف ہے وہ ناصبی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔''وعدلہ من معاشر تھما'' ان دونوں سے معاشرت ضروری ہے یعنی ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ معاشرت ''سیّان'' برابر ہے یعنی دونوں کی مثال، اس سے مراد اصل تکذیب اور ایمان کا فقدان ہے جیسا کہ پہلے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔اگر ان سے دشمنی رکھنے والا ان کے شیعوں سے دشمنی رکھنے والے سے زیادہ بدتر ہے۔جیسا کہ آخر میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور شاید زیدیوں سے دشمنی کا سبب یہ ہو کہ وہ فاسق مخالفین طرف خروج نہیں کرتے اور نہ وہ اہلبیتؑ کی نصرت کرتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

3/692 الکافی،۱/۱/۴۱/۳ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنِ اِبْنِ جُمْهُورٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ: لاَ تَغْتَسِلْ مِنَ اَلْبِئْرِ اَلَّتِي تَجْتَمِعُ فِيهَا غُسَالَةُ اَلْحَمَّامِ فَإِنَّ

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/۱۸۰

فِيهَا غُسَالَةَ وَلَدِ اَلزِّنَا وَ هُوَ لاَ يَطْهُرُ إِلَى سَبْعَةِ آبَاءٍ وَ فِيهَا غُسَالَةَ اَلنَّاصِبِ وَ هُوَ شَرُّهُمَا إِنَّ اَللَّهَ لَمْ يَخْلُقْ خَلْقاً شَرّاً مِنَ اَلْكَلْبِ وَ إِنَّ اَلنَّاصِبَ أَهْوَنُ عَلَى اَللَّهِ مِنَ اَلْكَلْبِ....

(ترجمہ) ابن ابی یعفور روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس کنویں سے غسل نہ کرو جس میں حمام کا غسالہ جمع ہوتا ہو۔ کیونکہ اس میں ولد الزنا کا غسالہ بھی ہوتا ہے جو سات پشتوں تک پاک نہیں ہوتا اور اس میں ناصبی (ہمارے دشمن) کا غسالہ بھی ہوتا ہے اور یہ اس سے بھی بدتر ہے۔ خدا نے کتے سے بڑھ کر کوئی بری مخلوق پیدا نہیں کی مگر دشمن اہل بیت علیہم السلام خدا کے نزدیک کتے سے بھی بدتر ہے۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۲] یا پھر حدیث معتبر ہے [۳]

4/693 الکافی،۲/۱۰۱/۸،۷ محمد عن ابن عیسی عن ابن فضال عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ عَنْ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ اَلْوَابِشِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنَّ لَنَا جَاراً يَنْتَهِكُ اَلْمَحَارِمَ كُلَّهَا حَتَّى إِنَّهُ لَيَتْرُكُ اَلصَّلاَةَ فَضْلاً عَنْ غَيْرِهَا فَقَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ وَ أَعْظَمَ ذَلِكَ أَ لاَ أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ قُلْتُ بَلَى قَالَ اَلنَّاصِبُ لَنَا شَرٌّ مِنْهُ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُذْكَرُ عِنْدَهُ أَهْلُ اَلْبَيْتِ فَيَرِقُّ لِذِكْرِنَا إِلاَّ مَسَحَتِ اَلْمَلاَئِكَةُ ظَهْرَهُ وَ غُفِرَ لَهُ ذُنُوبُهُ كُلُّهَا إِلاَّ أَنْ يَجِيءَ بِذَنْبٍ يُخْرِجُهُ مِنَ اَلْإِيمَانِ وَ إِنَّ اَلشَّفَاعَةَ لَمَقْبُولَةٌ وَ مَا تُقْبَلُ فِي نَاصِبٍ وَ إِنَّ اَلْمُؤْمِنَ لَيَشْفَعُ لِجَارِهِ وَ مَا لَهُ حَسَنَةٌ فَيَقُولُ يَا رَبِّ جَارِي كَانَ يَكُفُّ عَنِّي اَلْأَذَى فَيُشَفَّعُ فِيهِ فَيَقُولُ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَنَا رَبُّكَ وَ أَنَا أَحَقُّ مَنْ كَافَى عَنْكَ فَيُدْخِلُهُ اَلْجَنَّةَ وَ مَا لَهُ مِنْ حَسَنَةٍ وَ إِنَّ أَدْنَى اَلْمُؤْمِنِينَ شَفَاعَةً لَيَشْفَعُ لِثَلاَثِينَ إِنْسَاناً فَعِنْدَ ذَلِكَ يَقُولُ أَهْلُ اَلنَّارِ: (فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ وَ لاَ صَدِيقٍ حَمِيمٍ).

(ترجمہ) عبد الحمید وابشی سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا ایک ہمسایہ ہے جو تمام محرمات خدا کا مرتکب ہوتا ہے یہاں تک کہ نماز کو بھی ترک کر دیتا ہے وہ کہاں پہنچ گیا ہے اور دوسری چیزوں میں بھی۔ آپؑ

---

[۱] وسائل الشیعہ: ۱/۲۱۹؛ الفصول المہمہ: ۲/۱۱؛ علل الشرائع: ۱/۲۹۲ باب ۲۲۰ (بفرق الفاظ)؛ بحار الانوار: ۷۷/۳۸ و ۸۷/۴۷

[۲] مراۃ العقول: ۱۳/۴۷

[۳] سند العروہ (الطہارۃ) ۱۰۷

نے فرمایا: سبحان اللہ! بے شک یہ کام بڑا ہے۔ کیا میں تمہیں خبر نہ دوں اس شخص کی کہ وہ اس شخص سے بھی زیادہ بدترین ہے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: ہمارا دشمن اس شخص سے بھی زیادہ بدترین ہے۔ آگاہ ہوجاؤ کہ بے شک کوئی ایسا بندہ نہیں ہے کہ ہمارے خاندان کا نام اس کے سامنے لیا جائے اور ہمارے نام کے ذکر سے رقت پیدا کرے سوائے اس کے فرشتے اس کو نوازش کریں اور اس کے تمام گناہ معاف کردیں۔ مگر یہ کہ وہ ایسے گناہ کیے ہوگا جس کی وجہ سے اس کو ایمان سے الگ کردے گا اور بے شک شفاعت کرے گا اور عرض کرے گا اے میرے پروردگار؛ یہ میرا پڑوسی ہے اور مجھے کوئی تکلیف نہ دیتا تھا اور میری شفاعت اس ہمسایہ کے بارے میں قبول کرلے تو خدا فرمائے گا: میں تیرا رب ہوں اور میں اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ تیری طرف سے معاوضہ دوں گا۔ پس خدا اس کے باوجود کہ اس کی ایک نیکی نہ ہونے کی وجہ سے بھی اسے جنت میں داخل کردے گا اور ادنیٰ سے ادنیٰ مومن کو یہ حق ہوگا کہ وہ تیس آدمیوں کی شفاعت کرسکے (انسان جو گناہ گار ہوں گے) اس موقع پر جہنمی کہیں گے:

''پس اب نہ ہماری کوئی سفارش ہے اور نہ کوئی دل سوز دوست'' (شعر:۱۰۰،۱۰۱)۔[1]

بیان:

﴿ینتهك المحارم یبالغ فی إتیانها و أعظم ذلك عده عظیما و مسح الملائکة کنایة عن ترحمهم له﴾

''ینتهك المحارم'' وہ محرّمات کا مرتکب ہوتا ہے، یعنی وہ ان کا ارتکاب کرنے میں انتہاء کو پہنچتا ہے۔ ''واعظم ذلك'' اس سے بڑا، اس کو آپؑ نے بڑا شمار کیا۔ ''مسح الملائکه'' فرشتوں کا مس کرنا، یہ کنایہ کہ فرشتے اس پر رحم کرتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک پہلی سند حسن ہے کیونکہ قاسم بن عروہ تحقیقاً ثقہ ثابت ہے اور اس کی ایک کتاب بھی ہے اور دوسری سند مجہول ہے (واللہ اعلم)

5/694 الکافی، ۲/۳۷۹/۱۵/۱ العدۃ عن البرقی عن أبیه عن القاسم بن عروۃ الکافی، ۸/۲۳۵/۳۱۵ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ:

---

[1] تاویل الآیات: ۳۸۷؛ تفسیر البرہان: ۴/۱۷۷؛ بحارالانوار: ۸/۵۶؛ تفسیر کنزالدقائق: ۹/۴۲۹؛ تفسیر نورالثقلین: ۴/۶۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۳۳۸؛ القطرۃ من بحار: ۲/۵۹۱

[2] مراۃ العقول: ۲۵/۲۴۶؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۱۶۷

مَنْ قَعَدَ فِي مَجْلِسٍ يُسَبُّ فِيهِ إِمَامٌ مِنَ اَلْأَئِمَّةِ يَقْدِرُ عَلَى اَلاِنْتِصَافِ فَلَمْ يَفْعَلْ أَلْبَسَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ اَلذُّلَّ فِي اَلدُّنْيَا وَعَذَّبَهُ فِي اَلْآخِرَةِ وَسَلَبَهُ صَالِحَ مَا مَنَّ بِهِ عَلَيْهِ مِنْ مَعْرِفَتِنَا.

(ترجمہ) عبید بن زرارہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ایسی محفل میں بیٹھے جس میں آئمہ (اہل بیت علیہم السلام) میں سے کسی امام علیہ السلام کو گالیاں دی جارہی ہوں اور وہ بدلہ لینے کی قدرت رکھتا ہو مگر بدلہ نہ لے تو خدا اسے دنیا میں ذلت ورسوائی کا لباس پہناتا ہے اور آخرت میں اسے عذاب کرے گا اور اس پر ہماری معرفت کا جو احسان کیا ہے وہ اس سے سلب کرلے گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی ایک سند مجہول اور دوسری ضعیف ہے [2]

6/695 الکافی،۱/۱۳/۳۷۹/۲ الحسين بن محمد عن علي بن محمد بن سعيد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سالم [مُسْلِمٍ] عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ اَلْجُمَحِيُّ عَنْ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا اُبْتُلِيتَ بِأَهْلِ اَلنَّصْبِ وَمُجَالَسَتِهِمْ فَكُنْ كَأَنَّكَ عَلَى اَلرَّضْفِ حَتَّى تَقُومَ فَإِنَّ اَللَّهَ يَمْقُتُهُمْ وَيَلْعَنُهُمْ فَإِذَا رَأَيْتَهُمْ يَخُوضُونَ فِي ذِكْرِ إِمَامٍ مِنَ اَلْأَئِمَّةِ فَقُمْ فَإِنَّ سَخَطَ اَللَّهِ يَنْزِلُ هُنَاكَ عَلَيْهِمْ.

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم ناصبیوں میں پھنس جاؤ اور مجبوراً ان کے پاس بیٹھنا ہو تو اس طرح اپنے وہاں سے اٹھنے تک بے چین رہو گویا تم جلتے پتھروں پر بیٹھے ہو۔ کیوں کہ خدا ایسے لوگوں کا دشمن ہے اور ان پر لعنت کرتا ہے اور جب دیکھو کہ وہ تمہارے کسی امام کی مذمت کررہے ہیں تو وہاں سے کھڑے ہوجاؤ کیوں کہ اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوگا۔ [3]

بیان:

﴿الرضف بالمهملة ثم المعجمة الحجارة المحماة﴾

''الرضف'' گرم پتھر۔

---

[1] وسائل الشیعہ :۱۶/ ۲۶۲و۲۸/ ۲۱۶؛ بحارالانوار:۱۷/ ۲۱۹؛ جامع احادیث الشیعہ :۳۰/ ۸۵۲؛ مسند الامام الباقرؑ :۱/ ۳۴۱

[2] مراۃ العقول:۱۱/ ۹۷و۲۶/ ۱۸۰

[3] وسائل الشیعہ :۱۶/ ۲۶۳؛ بحارالانوار:۲۱۹؛ مسند الامام الصادقؑ :۵/ ۴۸۶

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

7/696 الکافی،۲/۳۷۸/۱۴/۱ القمیان عن صفوان عن البجلی عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَنْ قَعَدَ عِنْدَ سَبَّابٍ لِأَوْلِيَاءِ اَللَّهِ فَقَدْ عَصَى اَللَّهَ تَعَالَى.

(ترجمہ) البجلی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی ایسے شخص کے پاس بیٹھے جو اولیائے خدا کو گالیاں دے رہا ہو تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3]

8/697 الکافی،۲/۳۷۸/۱۱/۱ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ عَبْدِ اَلْأَعْلَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ اَلْيَوْمِ اَلْآخِرِ فَلاَ يَقْعُدَنَّ فِي مَجْلِسٍ يُعَابُ فِيهِ إِمَامٌ أَوْ يُنْتَقَصُ فِيهِ مُؤْمِنٌ.

(ترجمہ) عبدالاعلی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُنا کہ آپؑ نے فرمایا: جو اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے وہ ایسی مجلس میں نہیں بیٹھتا جس میں امام کے عیب بیان کیے جاتے ہوں یا مومن کے نقائص بیان کیے جاتے ہیں۔ [4]

بیان:

﴿سیأتی هذا الخبر بإسناد أخر فی باب مجالسة أهل المعاصی من أواخر كتاب الإيمان و الكفر وفی أواخر أبواب الحدود من كتاب الحسبة أخبار فی قتل الناصب و فی آخر أبواب وجوه المكاسب من كتاب المعايش خبران فی حل ماله﴾

آگے جا کر یہ خبر دوسری اسناد کے ساتھ کتاب الایمان والکفر کے آخر میں باب مجالستہ اہل المعاصی اور کتاب الحسبۃ کے ابواب الحدود کے آخر میں جو ناصبی کو قتل کرنے کا باب ہے اور کتاب المعایش کے ابواب وجوہ المکاسب کے آخر

---

[1] مراۃ العقول:۱۱/۹۶

[2] وسائل الشیعہ:۱۶/۲۶۰؛ بحارالانوار:۱۷/۲۱۹؛ مسندالامام الصادقؑ:۵/۴۸۶؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:۱۹/۳۱۸

[3] مراۃ العقول:۱۱/۹۶؛ مکیال المکارم اصفہانی:۲/۳۴۱

[4] بحارالانوار:۱۷/۲۱۴؛ مجموعہ ورام:۲/۲۱۰؛ وسائل الشیعہ:۱۶/۲۶۱؛ اعلام الدین:۱/۴۴۶؛ مسندالامام الصادقؑ:۲۱/۳۴۸

میں دوخبریں ہیں جوان کے مال کے حلال ہونے میں ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول یا حسن ہے [۱] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

9/698 الکافی، ۱/۱۶/۳۷۹/۲ محمد و الحسین بن محمد عن علی بن محمد عن علی بن محمد بن سعید عن محمد بن سالم عن الحسن بن علی بن النعمان عن أبیه عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنِ اَلْيَمَانِ بْنِ عُبَيْدِ اَللَّهِ قَالَ: رَأَيْتُ يَحْيَى اِبْنَ أُمِّ اَلطَّوِيلِ وَقَفَ بِالْكُنَاسَةِ ثُمَّ نَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ مَعْشَرَ أَوْلِيَاءِ اَللَّهِ إِنَّا بُرَآءُ مِمَّا تَسْمَعُونَ مَنْ سَبَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اَللَّهِ وَ نَحْنُ بُرَآءُ مِنْ آلِ مَرْوَانَ وَ مَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اَللَّهِ ثُمَّ يَخْفِضُ صَوْتَهُ فَيَقُولُ مَنْ سَبَّ أَوْلِيَاءَ اَللَّهِ فَلاَ تُقَاعِدُوهُ وَ مَنْ شَكَّ فِيمَا نَحْنُ عَلَيْهِ فَلاَ تُفَاتِحُوهُ وَ مَنِ اِحْتَاجَ إِلَى مَسْأَلَتِكُمْ مِنْ إِخْوَانِكُمْ فَقَدْ خُنْتُمُوهُ ثُمَّ يَقْرَأُ: (إِنّٰا أَعْتَدْنٰا لِلظّٰالِمِينَ نٰاراً أَحٰاطَ بِهِمْ سُرٰادِقُهٰا وَ إِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغٰاثُوا بِمٰاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي اَلْوُجُوهَ بِئْسَ اَلشَّرٰابُ وَ سٰاءَتْ مُرْتَفَقاً).

ترجمہ: ابن مسکان بیان کرتا ہے کہ میں نے یحییٰ بن ام الطّویل کو کناسہ (محلّہ کوفہ) میں کھڑا دیکھا جو با آواز بلند کہہ رہا تھا اے دوستان خدا جوتم سنتے ہو میں اس سے بُری ہوں۔جس نے علی علیہ السلام کو گالی دی اس پر خدا کی لعنت ہو اور ہم اولاد مروان سے اور ان سے جن کو وہ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں بیزار ہیں۔ پھر اس نے آواز کو دھیما کر کے کہا جو علی کو گالیاں دے اس کے پاس مت بیٹھو اور جو ہمارے مذہب امامیہ میں شک کرے اس سے بات نہ کرو اور مومن بھائی تم سے سوال کرے اور تم نے اسے جواب نہ دیا تو تم نے خیانت کی۔ پھر یہ آیت پڑھی: ''ہم نے ظالموں کے لئے آگ مہیا کی ہے جو ان کو گھیرے ہوگی اور جب پیاسے ہوکر فریاد کریں گے تو ان کو پگھلا ہوا تانبا جیسا پانی دیا جائے گا جو ان کے چہرے بھون دیگا کتنی بری پینے کی چیز ہے اور کتنا برا مقام ہے'' (الکہف:۲۹)۔ [۲]

بیان:

﴿یحیی هذا كان من حواری علی بن الحسین ع قیل إنه لم یكن فی زمنه ص فی أول أمره إلا خمسة أنفس و ذكر من جملتهم یحیی بن أم الطویل و عن أبی جعفر ع أن یحیی بن أم الطویل كان یظهر الفتوة- و كان إذا

[۱] مراۃ العقول:۱۱/۹۲

[۲] بحارالانوار:۱۷/۲۲۰

مشى فى الطريق يضع الخلوق على رأسه و يمضغ اللبان و يطول ذيله۔ فطلبه الحجاج و قال تلعن أبا تراب فأبى فأمر بقطع يديه و رجليه و قتله و عن أبي عبد الله ع قال ارتد الناس بعد قتل الحسين ع إلا ثلاثة أبو خالد الكابلي و يحيى بن أم الطويل و جبير بن مطعم ثم إن الناس لحقوا و كثروا فلا تفاتحوهم أي لا تفتحوا باب الكلام معهم و من احتاج إلى مسألتكم يعني من بلغ به الحاجة من إخوانكم المؤمنين إلى مسألتكم فقد خنتموه إذ لا بد لكم أن تتفقدوا من حاله و تدفعوا عنه حاجته قبل سؤاله﴾

یہ یحییٰ امام علی زین العابدین ابن امام حسینؑ کے حواریوں میں تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئی امامؑ کے امر اوّل کے زمانہ میں نہیں تھا مگر پانچ افراد اور ان میں یحییٰ ابن اما الطویل کا ذکر بھی آیا ہے۔

امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یحییٰ بن ام الطویل جوانی کو ظاہر کرتا تھا اور جب وہ راہ چلتا تھا تو سر پر خلوق نامی خوشبو لگاتا اور کندر چباتا تھا اور لمبے کپڑے پہنتا تھا۔ اسے حجاج نے بلا کر کہا کہ ابوتراب پر لعنت کر لیکن انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا تو اس نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کو قتل کرا دیا۔

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ سوائے تین افراد کے ابوخالد کابل، یحییٰ بن ام اسطریں اور جبیر بن مطعم اس کے بعد پھر لوگ ملحق ہوئے اور ان کی کثرت ہو گئی۔ ''فلا تفاتحوهم ''یعنی ان کے ساتھ بات چیت کا دروازہ نہ کھولو۔ ''من احتاج الى مسألتكم '' جو تم سوال کرنے کی احتیاج رکھتا ہو، یعنی جو اپنے مومن بھائیوں کے پاس تمہارے سوالوں کو لے پہنچے۔'' فقد خنتموه'' تو تم نے اس سے خیانت کی۔ یعنی تمہارے لیے ضروری ہے کہ اس کی حالت کو بہتر بناؤ اور اس کے سوال کرنے سے پہلے اس سے اس کی محتاجی کو دور کرو۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

۲۴ ۔باب ابتلا اهل البيت عليهم السلام بالناس

باب: لوگوں کے ہاتھوں اہل بیت علیہم السلام کا مصیبتوں میں مبتلا ہونا۔

1/699 الکافی،۸/۲۵۲/۳۵۲ يَحْيَى اَلْحَلَبِيُّ عَنْ هَارُونَ بْنِ اَلْخَارِجَةِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ

[1] مراۃ العقول:۱۱/۹۹

اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَعْفَى نَبِيَّكُمْ أَنْ يَلْقَى مِنْ أُمَّتِهِ مَا لَقِيَتِ اَلْأَنْبِيَاءُ مِنْ أُمَمِهَا وَ جَعَلَ ذَلِكَ عَلَيْنَا.

ترجمہ: ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک خدا نے تمہارے پیغمبر کو معاف رکھا اس سے کہ اپنی امت سے ہاتھ کھینچ رکھیں جیسا کہ دوسرے پیغمبروں نے بھی اپنی امت سے اپنے ہاتھوں کو کھینچے رکھا اور ان کو ہمارے لئے مقرر کیا ہے۔ [1]

بیان:

﴿يعني أعفاه عن أذى أمته إياه قدر ما آذت الأمم الأخر أنبياءهم و جعل أذى هذه الأمة علينا دونه ص و كأنه ع أراد بذلك الأذى الجسماني لأنه ص قد أوذي من قبل منافقي هذه الأمة من الأذى الروحاني أكثر مما أوذيت الأنبياء قبله كما ورد عنه ص أنه قال ما أوذي نبي مثل ما أوذيت إلا أن يقال إنه ص جعل أذى أهل بيته أذى نفسه في هذا الخبر إن صح نقله عنه﴾

یعنی آپؐ نے ان اذیتوں کو معاف کر دیا جو آپؐ کو آپؐ کی امت کی طرف سے پہنچائی گئیں۔حالانکہ وہ اذیتیں دیگر انبیاؑؑ کو ان کی امتوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں سے زیادہ تھیں۔اور امامؑ گویا کہ آپؐ کی مراد ان سے جسمانی اذیتیں ہیں۔کیونکہ جو اذیتیں آپؐ کو اس امت کے منافقین کی طرف سے پہنچائی گئیں وہ روحانی تھیں۔اور یہ اذیتیں آپؐ سے پہلے انبیاءؑ کو دی جانے والی اذیتوں کے مقابلہ میں کثیر تعداد میں تھیں۔جیسا کہ آپؐ سے مروی ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: مجھے وہ اذیتیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپؐ نے اپنی اہلبیتؑ پر ڈھائی جانے والی اذیتوں کو اس حدیث وخبر میں ایسے قرار دیا جیسے وہ آپؐ پر ڈھائی گئیں اگر اس حدیث کا آپؐ سے نقل ہونا صحیح ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

2/700 الكافي،۱۶۹/۱۶۵/۸ علي عن أبيه و العدة عن سهل عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ جَمِيعاً عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ اليماني عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: يَا لَيْتَنَا سَيَّارَةٌ مِثْلُ آلِ يَعْقُوبَ حَتَّى يَحْكُمَ اَللَّهُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ خَلْقِهِ .

[1] بحارالانوار:۲۰۴/۲/۲۷؛مسندالامام الصادقؑ:۲۰/ ۲۲۴؛مسند ابوبصیر:۱/ ۳۴۷

[2] مراۃالعقول:۲۶/ ۲۲۸؛غیبۃ الامام المہدیؑ عمیدی:۲۶۶

(ترجمہ) حماد بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے کاش! ہمارا بھی خاندان یعقوبؑ کی طرح ایک کارواں ہوتا تا کہ خدا ہمارے اور لوگوں کے درمیان حکم کرتا اور فیصلہ فرماتا۔ [۱]

بیان:

﴿إنما تمنی ع أن یکون مسافرا فی البلاد مثل أولاد یعقوب لکثرة ما لقیه من الأذی فی بلده من العشائر و السلطان الجائر و خروج بنی عمه واحد بعد واحد علی السلطان و هلاکه علی یدیه إلی غیر ذلك﴾

آپؑ نے یہ آرزو کی کہ کاش آپؑ اولاد یعقوبؑ کی طرح شہروں میں مسافر ہوتے کیونکہ ان کو مختلف قبیلوں اور ظالم بادشاہوں کی طرف سے اذیتیں پہنچائی گئیں۔ اوران کے چچا کی اولاد ایک ایک کر کے بادشاہ پر خروج کرتی رہی اوراس کے سامنے ان کو ہلاک کیا جاتا رہا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [۲] یا پھر حدیث مجہول ہے [۳]

3/701 الکافی،۱۵۶/۱۵۹/۸ عَلِيٌّ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَ ذِكْرَ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ، فَإِنَّ اَلنَّاسَ لَيْسَ شَيْءٌ أَبْغَضَ إِلَيْهِمْ مِنْ ذِكْرِ عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ.

(ترجمہ) عنبسہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے لئے لازم ہے کہ تم علی علیہ السلام وفاطمہ علیہا السلام کے ذکر کو زندہ رکھو کیونکہ لوگوں کے نزدیک (جو ناصبی ہیں) علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام کے ذکر سے زیادہ کوئی چیز مبغوض نہیں ہے۔ [۴]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۵] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ صالح بن سندی ثقہ ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے اور عنبسہ بھی ثقہ ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] مسند علی بن ابراہیم القمی: ۸/ ۱۲۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۴۰۸

[۲] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۳

[۳] البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۵۰۳

[۴] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۲۳۸؛ مشکاۃ الانوار: ۶۹؛ الکوثر موسوی: ۵/ ۱۸۸؛ الشہاب الثاقب بحرانی: ۱۴۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/ ۲۴۱؛ الشہادۃ الثالثہ سند: ۱۵؛ الموسوعہ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراءؑ: ۲۰/ ۱۷۹

[۵] مراۃ العقول: ۲۶/ ۲۱

4/702 الكافی،۳۸۸/۲۶۶/۸ أحمد بن محمد الكوفی عن التميمی عَنْ أَبِي هَارُونَ اَلْمَكْفُوفِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذَا ذَكَرَ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ بِأَبِي وَ أُمِّي وَ قَوْمِي وَ عَشِيرَتِي عَجَبٌ لِلْعَرَبِ كَيْفَ لاَ تَحْمِلُنَا عَلَى رُءُوسِهَا وَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: (وَ كُنْتُمْ عَلىٰ شَفٰا حُفْرَةٍ مِنَ اَلنّٰارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهٰا) فَبِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أُنْقِذُوا.

(ترجمہ) ابو ہارون بیان کرتے ہیں کہ جب بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا جاتا تو آپؑ فرماتے: مجھے اپنے باپ وماں، قوم وقبیلہ کی قسم مجھے تعجب ہے کہ عرب کسی طرح ہماری عزت نہیں کرتے حالانکہ خدا اپنے قرآن میں فرماتا ہے: ''اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر اس نے تم کو اس سے بچا لیا'' (آل عمران: ۱۰۳)۔ خدا کی قسم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچایا[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے کیونکہ ابی ہارون المکعوف تحقیقاً ثقہ ثابت ہے اور کامل الزیارات کا روای ہے اور علی بن حسن بن علی ثقہ ہے مگر فطحی ہے (واللہ اعلم)

5/703 الكافی،۱۵۸/۱۵۹/۸ جَعْفَرُ بْنُ بَشِيرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي شِبْلٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ إِنَّ اَلزَّيْدِيَّةَ قَوْمٌ قَدْ عُرِفُوا وَ جُرِّبُوا وَ شَهَرَهُمُ اَلنَّاسُ وَ مَا فِي اَلْأَرْضِ مُحَمَّدِيٌّ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْكَ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُدْنِيَهُمْ وَ تُقَرِّبَهُمْ مِنْكَ فَافْعَلْ فَقَالَ يَا سُلَيْمَانَ بْنَ خَالِدٍ إِنْ كَانَ هَؤُلاَءِ اَلسُّفَهَاءُ يُرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّونَا عَنْ عِلْمِنَا إِلَى جَهْلِهِمْ فَلاَ مَرْحَباً بِهِمْ وَ لاَ أَهْلاً وَ إِنْ كَانُوا يَسْمَعُونَ قَوْلَنَا وَ يَنْتَظِرُونَ أَمْرَنَا فَلاَ بَأْسَ.

(ترجمہ) ابوشبل بیان کرتے ہیں کہ میں اور سلیمان بن خالد امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلیمان بن خالد نے آپؑ سے عرض کیا کہ بے شک طائفہ زید کے لوگ معروف اور با تجربہ ہیں اور لوگ بھی ان کو مشہور

[1] تفسیر العیاشی: ۱/ ۱۹۴؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۶۷۳؛ بحارالانوار: ۲۴/ ۵۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۳۷۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۱۹۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۶/ ۳۸۲

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۲۶۱

کرتے ہیں۔ ہرگز کوئی شخص بھی امت محمد ﷺ سے نہیں ہے کہ جو ان کے ہاں آپؑ سے زیادہ محبوب ہو۔ اگر ان کی اصلاح چاہیں تو ان کو اپنے نزدیک کریں اور اپنی طرف ان کو متوجہ کریں۔ آپؑ نے فرمایا: اے سلیمان بن خالد! یہ لوگ کم عقل کو چاہتے ہیں اور ہمیں اپنے علم و دانش سے روکے رکھتے ہیں اور وادی نادانی میں چلے گئے ہیں۔ یہ خوش آمدید ان کے لئے ہے اور نہیہ اس کے اہل ہیں اور اگر ہماری بات کو سنیں اور ہمارے امر (ظہور و خروج) کا انتظار کرتے ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

6/704 الفقیہ،۴/۴۰۵/۵۸۷۵ قَالَ اَلْمُفَضَّلُ سَمِعْتُ اَلصَّادِقَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: بَلِيَّةُ اَلنَّاسِ عَلَيْنَا عَظِيمَةٌ إِنْ دَعَوْنَاهُمْ لَمْ يُجِيبُونَا وَإِنْ تَرَكْنَاهُمْ لَمْ يَهْتَدُوا بِغَيْرِنَا.

(ترجمہ) مفضّل کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا: لوگ بھی ہم لوگوں کے لئے عجیب بلا ہیں۔ اگر ہم انہیں دعوت دیتے ہیں تو وہ اسے قبول نہیں کرتے۔ اگر ہم انہیں چھوڑ دیتے ہیں تو ہمارے بغیر وہ ہدایت نہیں پاتے۔ [3]

تحقیق اسناد:

ہمارے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن سنان تحقیقاً ثقہ ثابت ہے اور المفضل ثقہ جلیل ہے اور اس کی دوسری سند امالی میں ہے جو حسن کالصحیح ہے نیز الاحتجاج میں ہے جو توثیق ہے (واللہ اعلم)

7/705 الکافی،۸/۸۴/۴۵ محمد عن ابن عیسی عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ عَنِ اِبْنِ بُكَيْرٍ وَ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ وَ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ عَبْدِ اَلْمَلِكِ قَالَ: وَقَعَ بَيْنَ أَبِي جَعْفَرٍ وَ بَيْنَ وَلَدِ اَلْحَسَنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ كَلاَمٌ فَبَلَغَنِي ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَذَهَبْتُ أَتَكَلَّمُ فَقَالَ لِي مَهْ لاَ تَدْخُلْ فِيمَا بَيْنَنَا فَإِنَّمَا مَثَلُنَا وَ مَثَلُ بَنِي عَمِّنَا كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ لَهُ اِبْنَتَانِ فَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مِنْ رَجُلٍ زَرَّاعٍ وَ زَوَّجَ اَلْأُخْرَى مِنْ رَجُلٍ فَخَّارٍ ثُمَّ زَارَهُمَا فَبَدَأَ

---

[1] مسند علی بن ابراہیم القمی: ۸/۱۲۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/۴۰۵

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۲۲؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/۴۸۰

[3] امالی الصدوق: ۶۰۹؛ بحارالانوار: ۲/۶۴ و ۲۳/۹۹ و ۱۰۱؛ الاحتجاج: ۲/۳۳۱؛ کنزلفوائد: ۲/۷۳؛ عوالم العلوم: ۲۰/۶۸۰؛ کشف الغمہ: ۲/۱۲۸؛ الارشاد: ۲/۱۶۷؛ المناقب: ۴/۲۰۶؛ اعلام الوریٰ: ۱/۵۰۸؛ الخرائج والجرائح: ۲/۸۹۳

بِامْرَأَةِ الزَّرَّاعِ فَقَالَ لَهَا كَيْفَ حَالُكُمْ فَقَالَتْ قَدْ زَرَعَ زَوْجِي زَرْعاً كَثِيراً فَإِنْ أَرْسَلَ اللَّهُ السَّمَاءَ فَنَحْنُ أَحْسَنُ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَالاً ثُمَّ مَضَى إِلَى امْرَأَةِ الْفَخَّارِ فَقَالَ لَهَا كَيْفَ حَالُكُمْ فَقَالَتْ قَدْ عَمِلَ زَوْجِي فَخَّاراً كَثِيراً فَإِنْ أَمْسَكَ اللَّهُ السَّمَاءَ فَنَحْنُ أَحْسَنُ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَالاً فَانْصَرَفَ وَ هُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْتَ لَهُمَا وَ كَذَلِكَ نَحْنُ.

(ترجمہ) عبدالملک بیان کرتے ہیں امام باقر علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام کی اولاد کے درمیان کچھ واقعہ ہو گیا اور کچھ کلام ہوا تو یہ بات مجھ تک بھی پہنچ گئی۔ پس میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے چاہا (اس بارے میں) بات کروں۔ تو آپؑ نے فرمایا: خاموش رہو اور ہمارے درمیان داخل مت ہو اور ہمارے اور میرے چچا زادوں کا قصہ اس مرد کی طرح کا ہے جو بنی اسرائیل میں تھا اور اس کی دو بیٹیاں تھیں۔ ان دو میں سے ایک بیٹی کی شادی اس نے ایک کسان (زراعت کرنے والے) سے کردی اور دوسری کی مٹی کے برتن بنانے والے (کمہار) سے کردی۔ کچھ دن گزرے تو وہ اپنی بیٹیوں کے حالات دیکھنے کے لیے گیا۔ اور پہلے کسان والی عورت کو دیکھنے گیا اور اس سے پوچھا کہ تمہارا حال کیسا ہے تو اس نے کہا میرا شوہر بہت زیادہ زراعت کرتا ہے اگر خدا بارش آسمان سے بھیج دے تو تمام بنی اسرائیل والوں سے ہمارے حالات بہتر ہو جائیں گے پھر یہاں سے دوسری بیٹی کو دیکھنے کے لیے گیا۔ جس کی برتن بنانے والے سے شادی کی تھی اور اس سے پوچھا کہ تمہارے حالات کیسے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ میرا شوہر مٹی کے برتن بناتا ہے اگر خدا آسمان سے بارش نہ برسائے (کہ جو برتن ہمارے ہیں وہ خشک ہو جائیں) تو کوئی شخص بھی بنی اسرائیل کر درمیان ہمارے حالات سے بہتر نہ ہوگا۔ پھر یہ مرد اس بیٹی کے پاس سے واپس آیا اور اس نے کہا خدایا تو ہی خدا ہے اور ان دونوں کے بارے جو کچھ ہے (خود ہی جانتا ہے اور ان کی خواہشیں مختلف ہیں) ہم بھی اسی طرح ہیں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے [۲] یا پھر حدیث موثق ہے [۳]

8/706 الکافی،۸/۳۹۵/۵۹۴ محمد عن محمد بن الحسين عن عبد الرحمن بن أبي هاشم عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ مُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِذْ أَقْبَلَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

[۱] مسند الامام الباقرؑ:۳/۵۹۳و۵/۸۱۴؛ فضائل السادات حسینی علوی:۲/۶۷؛ القطرہ:۲/۱۱۴
[۲] مراۃ العقول:۲۵/۱۹۴
[۳] البضاعۃ المزجاۃ:۲/۷۲

فَسَلَّمَ ثُمَّ ذَهَبَ فَرَقَّ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ دَمَعَتْ عَيْنَاهُ فَقُلْتُ لَهُ لَقَدْ رَأَيْتُكَ صَنَعْتَ بِهِ مَا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُ فَقَالَ رَقَقْتُ لَهُ لِأَنَّهُ يُنْسَبُ إِلَى أَمْرٍ لَيْسَ لَهُ لَمْ أَجِدْهُ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ خُلَفَاءِ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ وَ لاَ مِنْ مُلُوكِهَا .

(ترجمہ) معلیٰ بن خنیس بیان کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت تھا کہ اچانک محمد بن عبداللہ آ گئے انہوں نے آپؑ کو سلام کیا اور پھر چلے گئے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے میں دل میں ان کے لیئے نرمی پیدا ہوئی اور سخت پریشان ہوئے اور آپؑ کی آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ کو اس حال میں دیکھا کہ اس سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپؑ نے فرمایا: اس کے حال سے مجھے اس لیئے رحم آیا کہ وہ ایسے امر کی طرف منسوب ہوتے ہیں جو ان کے لیئے نہیں ہے۔ کتاب علی علیہ السلام میں ان کا نام نہ خلفا امت میں ہے اور نہ ان بادشاہوں میں ہے۔ [1]

بیان:

﴿محمد بن عبد الله هذا كأنه ابن عبد الله بن الحسن المقتول بسدة أشجع الذى كان يزعم أنه مهدى هذه الأمة و هذا هو الأمر الذى كان ينسب إليه و قد مضت قصته النكراء﴾

یہ محمد بن عبداللہ گویا کہ عبداللہ ابن الحسن کے بیٹے ہیں جن کو اشجع کے دروازے پر شہید کر دیا گیا تھا اور وہ اپنے کو اس امت کا مہدی گمان کرتے تھے۔ اور یہ وہ امر ہے جو ان کی طرف منسوب ہے اور ان کے قصہ نکرا گزر چکا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کو معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے (واللہ اعلم)

9/707 الکافی،۳۸۲/۲۶۴/۸ علی عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ رِبْعِيٍّ رَفَعَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: وَ اَللَّهِ لاَ يَخْرُجُ وَاحِدٌ مِنَّا قَبْلَ خُرُوجِ اَلْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلاَّ كَانَ مَثَلُهُ مَثَلَ فَرْخٍ طَارَ مِنْ وَكْرِهِ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوِيَ جَنَاحَاهُ فَأَخَذَهُ اَلصِّبْيَانُ فَعَبِثُوا بِهِ.

---

[1] بصائر الدرجات: ۱/ ۱۶۸؛ اثبات الهداة: ۴/ ۱۴۶؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۱۵۵ و ۴۷/ ۲۷۲؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۹۵۱؛ مدینة المعاجز: ۶/ ۱۷۸ و ۵/ ۳۳۱؛ ینابیع المعاجز: ۲۳۷

[2] مراة العقول: ۲۶/ ۶۰۶؛ البضاعة المزجاة: ۴/ ۴۲۵

(ترجمہ) ربعی نے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بن حسین علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم ہم میں سے ہرگز ایک بھی ظہور حضرت قائمؑ سے پہلے خروج نہ کرے گا سوائے اس کے کہ اس کی مثال اس پرندے کی سی ہے کہ پر آنے سے پہلے اڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے آشیانہ سے زمین پر گر جاتا ہے اور بچے اس کو پکڑتے ہیں اور اس کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے [۲]

10/708 الکافی،۲۹۵/۲۲۹/۸ وُهَيْبُ بْنُ حَفْصٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَدْعُو إِلَى ضَلاَلَةٍ إِلاَّ وَجَدَ مَنْ يُتَابِعُهُ.

(ترجمہ) ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو لوگوں کو گمراہی کی طرف بلائے مگر یہ کہ وہ کچھ پیروکار پیدا کر لیتا ہے۔ [۳]

بیان:

﴿يجوز قراءة تبايعه بتقديم المثناة الفوقانية على الموحدة و بتقديم الموحدة على المثناة التحتانية﴾

اس کی قرأت ''بتايعه'' کرنا بھی جائز ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [۴]

11/709 الکافی،۴۵۳/۲۹۵/۸ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ شِهَابِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا شِهَابُ يَكْثُرُ اَلْقَتْلُ فِي أَهْلِ بَيْتٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَتَّى يُدْعَى اَلرَّجُلُ مِنْهُمْ إِلَى اَلْخِلاَفَةِ فَيَأْبَاهَا ثُمَّ قَالَ يَا شِهَابُ وَ لاَ تَقُلْ إِنِّي عَنَيْتُ بَنِي عَمِّي هَؤُلاَءِ قَالَ شِهَابٌ أَشْهَدُ أَنَّهُ قَدْ عَنَاهُمْ.

---

[۱] وسائل الشیعہ: ۱۵/۵۱؛ شرح الاخبار: ۳/۳۵۷؛ بحار الانوار: ۵۲/۳۰۲؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/۲۲۱

[۲] مراۃ العقول: ۲۶/۲۵۹

[۳] الفصول المہمہ: ۳/۲۷۲

[۴] مراۃ العقول: ۲۶/۱۶۵

(ترجمہ) شھاب بن عبدربہ روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: قریش کے ایک خاندان کے درمیان ایک اندازے کے مطابق بہت قتل وغارت ہوگی۔ ہر شخص ان میں سے خلافت کی طرف بلائے گا کہ اس کو قبول کرنے سے خودداری کرو۔ پھر فرمایا: اے شھاب نہیں کہتے ہو کہ میری یہ مراد میرے چچا کا بیٹا ہے۔ شھاب کہتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ اس سے آپؑ کی مراد یہی تھی۔ [1]

بیان:

﴿إنما نهاهم عن قول ذلك اتقاء للفتنة﴾

بیشک امامؑ نے ان کو ایسی بات سے روکا تا کہ فتنہ سے بچا جا سکے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

12/710 الكافي،۸/۲٦٦/۳۸۹ أحمد بن محمد الكوفي عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي سَمَّاكٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ عَبْدِ ٱلْأَعْلَى مَوْلَى آلِ سَامٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ (قُلِ ٱللّٰهُمَّ مٰالِكَ ٱلْمُلْكِ تُؤْتِي ٱلْمُلْكَ مَنْ تَشٰاءُ وَ تَنْزِعُ ٱلْمُلْكَ مِمَّنْ تَشٰاءُ) أَلَيْسَ قَدْ آتَى ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بَنِي أُمَيَّةَ ٱلْمُلْكَ قَالَ لَيْسَ حَيْثُ تَذْهَبُ إِلَيْهِ إِنَّ ٱللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ آتَانَا ٱلْمُلْكَ وَ أَخَذَتْهُ بَنُو أُمَيَّةَ بِمَنْزِلَةِ ٱلرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ ٱلثَّوْبُ فَيَأْخُذُهُ ٱلْآخَرُ فَلَيْسَ هُوَ لِلَّذِي أَخَذَهُ.

(ترجمہ) عبدالاعلیٰ مولا آل سام کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا خدا فرماتا ہے: ''کہہ دو اے اللہ اے سلطنت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے'' (آلِ عمران:۲٦) کیا خدا نہ تھا کہ اس وقت ملک بنی امیہ کو دیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ اس طرح نہیں ہے جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے۔ بے شک خدا نے سلطنت ہمیں عطا کی اور بنی امیہ نے (زور سے) ہم سے غصب کر لی۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص کا لباس ہو اور دوسرا اسے چھین لے (غصب وزور سے) تو یہ چھیننے والے کے قبضہ میں تو آجائے گا مگر وہ اس کا مالک نہ ہوگا۔ [3]

---

[1] رجال الکشی:۴۱۵؛ بحارالانوار:۴۷/۱۵۴؛ عوالم العلوم:۲۰/۲٦۴؛ مسندالامام الصادقؑ:۲۰/۴۳۵

[2] مراۃ العقول:۲٦/۳۲٦

[3] تفسیر العیاشی:۱/۱۰٦؛ بحارالانوار:۲۳/۲۸۸ و ۴۷/۳۴۸ و ۳۵۳؛ تفسیر البرہان:۱/۲۰٦؛ تفسیر نورالثقلین:۱/۳۲۴؛ تفسیر کنزالدقائق:۳/۶۳ مسندالامام الصادقؑ:٦/۳۸۴؛ تفسیر المیزان:۳/۱۴۲

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور اسے حسن میں بھی شمار کیا جا سکتا ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے (واللہ اعلم)

13/711 الکافی،۸/۲۳۴/۳۱۱ السراد عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: ثَلاَثٌ هُنَّ فَخْرُ اَلْمُؤْمِنِ وَ زَيْنُهُ فِي اَلدُّنْيَا وَ اَلْآخِرَةِ اَلصَّلاَةُ فِي آخِرِ اَللَّيْلِ وَ يَأْسُهُ مِمَّا فِي أَيْدِي اَلنَّاسِ وَ وَلاَيَتُهُ اَلْإِمَامَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ قَالَ وَ ثَلاَثَةٌ هُمْ شِرَارُ اَلْخَلْقِ اُبْتُلِيَ بِهِمْ خِيَارُ اَلْخَلْقِ أَبُو سُفْيَانَ أَحَدُهُمْ قَاتَلَ رَسُولَ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَادَاهُ وَ مُعَاوِيَةُ قَاتَلَ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ عَادَاهُ وَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ لَعَنَهُ اَللّٰهُ قَاتَلَ اَلْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ عَادَاهُ حَتَّى قَتَلَهُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا انہوں نے فرمایا: تین چیزیں ہیں کہ یہ مومن شخص کے لئے مایہ افتخار ہیں اور دنیا و آخرت میں اس کا زیور ہیں۔ ❶ رات کے آخر حصہ میں نماز ❷ نا اُمید (بے طمع) نسبت جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ ❸ امامؑ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت آپؑ نے فرمایا: اور تین شخص ہوئے ہیں کہ جو بدترین خلق خدا ہیں اور بہترین خلق خدا پر ظلم کرنے میں گرفتار ہوئے ہیں۔ ❶ ایک فلاں تھا کہ جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کی ❷ ابن فلاں تھا کہ جس نے علی علیہ السلام سے جنگ کی اور دشمنی کی ❸ یزید بن معاویہ تھا کہ جس حسینؑ بن علیؑ سے جنگ کی اور ان سے دشمنی کی یہاں تک کہ آپؑ کو قتل کر دیا۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [۳] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

14/712 الکافی،۸/۱۶۷/۱۸۷ سهل عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ أَوْ غَيْرِهِ عَنْ سُلَيْمَانَ كَاتِبِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ شَرِكَ فِي دَمِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اِبْنَتُهُ جَعْدَةُ سَمَّتِ اَلْحَسَنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مُحَمَّدٌ اِبْنُهُ شَرِكَ فِي دَمِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

(ترجمہ) علی بن یقطین سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اشعث بن قیس وہ شخص تھا کہ جس

---

[۱] مراۃ العقول:۲۶/۲۶۲

[۲] الاربعون حدیثاً بحرانی:۱۰۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:۷/۳۵۸؛ مسند الامام الصادقؑ:۵/۵۷۴

[۳] مراۃ العقول:۲۶/۱۷۸

نے خود بھی امیر المومنین علیہ السلام کے قتل کرنے میں شرکت کی تھی اور اس کی بیٹی جعدہ نے امام حسن علیہ السلام کو زہر کھلایا تھا اور اس کے بیٹے محمد نے حسین علیہ السلام کے قتل کرنے میں شرکت کی تھی۔ [۱]

بیان:

﴿الأشعث هذا هو الكندي [1] الساكن بالكوفة ارتد بعد النبي ص في ردة أهل ياسر و زوجه أبو بكر أخته و كانت عوراء فولدت له محمدا و كان من أصحاب أمير المؤمنين ع و كان معه ص بصفين و حارب معاوية ثم ارتد و صار رأس الخوارج فقتل فيهم و ابنته جعدة هي المسماة بأسماء و قصتها مع الحسن مشهورة و ابنه محمد هو الذي قاتل مسلم بن عقيل بالكوفة ثم الحسين ع بكربلاء﴾

یہ اشعث کندی کوفہ کا رہنے والا ہے۔ جو رسول خداؐ کے بعد اہل یاسر کے مرتد ہونے کے ساتھ مرتد ہو گیا تھا اور ابوبکر نے اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کی تھی جو ایک آنکھ سے کانی تھی۔ اس عورت کے بطن سے اشعث کا بیٹا محمد پیدا ہوا اور وہ امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب سے میں شامل تھا اور وہ آپؑ کے ساتھ جنگ صفین میں موجود تھا۔ اس کے بعد وہ مرتد ہو گیا اور وہ خوارج کا سردار قرار پایا۔ اور اس کی بیٹی جعدہ جس کا قصہ مشہور ہے کہ اس نے امام حسنؑ کے ساتھ جو کیا اور اس کا بیٹا محمد ہے جس نے کوفہ میں جناب مسلمؑ ابن عقیلؑ کے ساتھ جنگ کی اور پھر وہ امام حسینؑ کے مقابلہ میں کربلا میں لڑا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۲]

15/713 التهذيب،۱/۳۹/۱۴۹/۴ ابن عقدة عن محمد بن المفضل عن الوشاء عن عبد الكريم بن عمرو الخثعمي عن ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ وَ مُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ عَنْ أَبِي اَلصَّامِتِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَكْبَرُ اَلْكَبَائِرِ سَبْعٌ اَلشِّرْكُ بِاللَّهِ اَلْعَظِيمِ وَ قَتْلُ اَلنَّفْسِ اَلَّتِي حَرَّمَ اَللهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَ أَكْلُ أَمْوَالِ اَلْيَتَامَى وَ عُقُوقُ اَلْوَالِدَيْنِ وَ قَذْفُ اَلْمُحْصَنَاتِ وَ اَلْفِرَارُ مِنَ اَلزَّحْفِ وَ إِنْكَارُ مَا أَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَمَّا اَلشِّرْكُ بِاللَّهِ اَلْعَظِيمِ فَقَدْ بَلَغَكُمْ مَا أَنْزَلَ اَللَّهُ فِينَا وَ مَا قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَرَدُّوهُ عَلَى اَللَّهِ وَ عَلَى رَسُولِهِ وَ أَمَّا قَتْلُ اَلنَّفْسِ

---

[۱] بحارالانوار: ۴۲/ ۲۲۸ و ۴۴/ ۱۴۲ و ۴۵/ ۹۶؛ عوالم العلوم: ۱۷/ ۳۱۹؛ مکاتیب الآئمہؑ: ۱/ ۲۲۹؛ مسند الامام المجتبیٰؑ: ۴۰۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۸/ ۱۳۷۰؛ قمقام زخار: ۱۹۵؛ الدمعۃ الساکبہ: ۳/ ۳۲۹/ موسوعہ اھل البیتؑ: ۸/ ۱۵۴؛ الصحیح من مقتل سید الشہداءؑ: ۱۲۹۱؛ مصابیح الانوار: ۲۷۷

[۲] البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۵۱۰

اَلْحَرَامِ فَقَتْلُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَصْحَابِهِ وَ أَمَّا أَكْلُ أَمْوَالِ اَلْيَتَامَى فَقَدْ ظَلَمْنَا فَيْئَنَا وَ ذَهَبُوا بِهِ وَ أَمَّا عُقُوقُ اَلْوَالِدَيْنِ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ فِي كِتَابِهِ (اَلنَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ أَزْوٰاجُهُ أُمَّهٰاتُهُمْ) وَ هُوَ أَبٌ لَهُمْ فَعَقُّوهُ فِي ذُرِّيَّتِهِ وَ فِي قَرَابَتِهِ وَ أَمَّا قَذْفُ اَلْمُحْصَنَاتِ فَقَدْ قَذَفُوا فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ عَلَى مَنَابِرِهِمْ وَ أَمَّا اَلْفِرَارُ مِنَ اَلزَّحْفِ فَقَدْ أَعْطَوْا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْبَيْعَةَ طَائِعِينَ غَيْرَ مُكْرَهِينَ ثُمَّ فَرُّوا عَنْهُ وَ خَذَلُوهُ وَ أَمَّا إِنْكَارُ مَا أَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَدْ أَنْكَرُوا حَقَّنَا وَ جَحَدُوا لَهُ وَ هَذَا مِمَّا لاَ يَتَعَاجَمُ فِيهِ أَحَدٌ وَ اَللَّهُ يَقُولُ: (إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبٰائِرَ مٰا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئٰاتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُدْخَلاً كَرِيماً).

(ترجمہ) ابوصامت روایت کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ کبیرہ گناہ سات ہیں:

① خدا کا شریک ٹھہرانا	② بلاوجہ کسی کو قتل کرنا
③ یتیموں کا مال کھانا	④ والدین کی نافرمانی
⑤ شادی شدہ عورت (پاک دامن) پر تہمت لگانا	⑥ جنگ سے بھاگ جانا
⑦ خدا کی نازل شدہ چیز کا انکار کرنا۔	

① شرکِ عظیم تو یہ ہے کہ خدا نے ہمارے حق میں فرمایا: ''اگر کسی بات میں جھگڑا ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤ:'' (سورۃ نساء:۵۹)

② ناحق جان کا قتل یہ ہے کہ حسین علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کو قتل کر دیا۔

③ یتیموں کا مال کھانا یہ ہے کہ وہ لوگ ہمارا مالِ غنیمت کھا گئے۔ اور اس کو غصب کر لیا۔

④ والدین کی نافرمانی کا یہ مطلب ہے کہ خدا اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔:

''نبی مومنین کی جان سے افضل ہیں۔ ان کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں۔'' (سورۃ الاحزاب:۶) اس لحاظ سے رسول اِن کے باپ ہوئے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور قرابت داروں کو قتل کر کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی۔

⑤ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا یہ ہے کہ انہوں نے منبروں پر بیٹھ کر فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس بات کی تہمت لگائی کہ فدک ان کا حق نہیں تھا۔

⑥ جنگ سے بھاگنا یہ ہے کہ رضا و رغبت سے علی علیہ السلام کی بیعت کی پھر آپؑ کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے۔

⑦ اللہ کی نازل شدہ چیز سے انکار یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے حق سے انکار کیا۔ ہمارا حق نہیں دیا یہ وہ باتیں ہیں جن

سے ہر آدمی واقف ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''اگر اِن کبیرہ گناہوں کا ارتکاب نہ کیا، جن سے تم کو منع کیا گیا، تو ہم تمہاری برائیاں مٹا دیں گے، اور تم کو اچھا مکان میں داخل کریں گے۔ (سورہ النساء:۳۱)''[1]

بیان:

﴿یأتی تفسیر الفیء فی أبواب الخمس من کتاب الزکاۃ إن شاء اللہ تعالی و التعاجم التجاھل یعنی لا یسع لأحد أن یتجاھل فیہ﴾

''الفیء'' کی تفسیر انشاء اللہ کتاب الزکاۃ کے ابواب الخمس میں آئے گی۔

16/714 الفقیہ،۳/۵۶۱/۴۹۳۱ عَلِيٌّ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ ٱلرَّحْمَنِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ ٱلْكَبَائِرَ سَبْعٌ فِينَا أُنْزِلَتْ وَ مِنَّا ٱسْتُحِلَّتْ فَأَوَّلُهَا ٱلشِّرْكُ بِاللَّهِ ٱلْعَظِيمِ وَ قَتْلُ ٱلنَّفْسِ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَكْلُ مَالِ ٱلْيَتِيمِ وَ عُقُوقُ ٱلْوَالِدَيْنِ وَ قَذْفُ ٱلْمُحْصَنَةِ وَ ٱلْفِرَارُ مِنَ ٱلزَّحْفِ وَ إِنْكَارُ حَقِّنَا فَأَمَّا ٱلشِّرْكُ بِاللَّهِ ٱلْعَظِيمِ فَقَدْ أَنْزَلَ ٱللَّهُ فِينَا مَا أَنْزَلَ وَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِينَا مَا قَالَ فَكَذَّبُوا ٱللَّهَ وَ كَذَّبُوا رَسُولَهُ فَأَشْرَكُوا بِاللَّهِ وَ أَمَّا قَتْلُ ٱلنَّفْسِ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللهُ فَقَدْ قَتَلُوا ٱلْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ أَصْحَابَهُ وَ أَمَّا أَكْلُ مَالِ ٱلْيَتِيمِ فَقَدْ ذَهَبُوا بِفَيْئِنَا ٱلَّذِي جَعَلَهُ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَنَا فَأَعْطَوْهُ غَيْرَنَا وَ أَمَّا عُقُوقُ ٱلْوَالِدَيْنِ فَقَدْ أَنْزَلَ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: ٱلنَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ أَزْوٰاجُهُ أُمَّهٰاتُهُمْ فَعَقُّوا رَسُولَ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي ذُرِّيَّتِهِ وَ عَقُّوا أُمَّهُمْ خَدِيجَةَ فِي ذُرِّيَّتِهَا وَ أَمَّا قَذْفُ ٱلْمُحْصَنَةِ فَقَدْ قَذَفُوا فَاطِمَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلاَمُ عَلَى مَنَابِرِهِمْ وَ أَمَّا ٱلْفِرَارُ مِنَ ٱلزَّحْفِ فَقَدْ أَعْطَوْا أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ بَيْعَتَهُمْ طَائِعِينَ غَيْرَ مُكْرَهِينَ فَفَرُّوا عَنْهُ وَ خَذَلُوهُ وَ أَمَّا إِنْكَارُ حَقِّنَا فَهَذَا مِمَّا لاَ يَتَنَازَعُونَ فِيهِ.

(ترجمہ) عبدالرحمن بن کثیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: گناہِ کبیرہ سات ہیں (جن کا تذکرہ قرآن میں) ہم لوگوں کے متعلق نازل کیا گیا مگر ہم ہی لوگوں کے لئے اس کو حلال بنا دیا گیا۔ ❶ خدائے تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا ❷ آدمی کا قتل جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ ❸ یتیم کا مال کا کھانا ❹ والدین کی نافرمانی ❺ پاک دامن عورت پر بہتان ❻ میدان جہاد سے فرار ❼ ہم لوگوں کے حق کا

[1] تفسیر کنز الدقائق:۳/۳۹۰و۴۱۲/۵۰۲؛ علل الشرائع:۲/۴۷۴؛ تفسیر البرہان:۲/۶۷؛ تفسیر الفرات:۱۰۲

انکار۔ اب شرک باللہ تو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے متعلق جو آیات نازل فرمائیں اور رسول ﷺ نے ہم لوگوں کے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا تو لوگوں نے اللہ کو جھٹلایا اور اس کے رسول کو جھٹلایا تو اس طرح لوگوں نے شرک باللہ کیا۔ اور ایسے آدمی کا قتل جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تو ان لوگوں نے حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام اور ان کے اصحاب کو قتل کیا۔

اور مال یتیم کھانا تو ہم لوگوں کے مال فئے (عطیہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لئے قرار دیا تھا وہ یہ لوگ لے بھاگے اور اسے ہمارے اغیار کو دے دیا۔

اور والدین کی نافرمانی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی اور فرمایا: ''نبی ﷺ مومنین سے زیادہ ان کے نفسوں کے مالک ہیں اور ان کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں۔ (احزاب: ۶)'' تو رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ اپنی ذریت کے متعلق حکم دیا تھا اس کو یہ نہیں مانے اور ام المومنین علیہا السلام حضرت خدیجہ صلوات اللہ علیہا کی بھی نافرمانی کی کہ جو انھوں نے اپنی ذریت کے متعلق وصیت میں کہا تھا۔

اور پاک دامن و شریف زادی پر اتہام، تو ان لوگوں نے اپنے منبروں پر حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام پر غلط الزام لگایا کہ انھوں نے اپنی میراث اور فدک کا غلط دعویٰ کیا۔

اور جہاد سے فرار تو ان لوگوں نے بلا جبر و اکراہ خوشی خوشی امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت کی پھر ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ان کی مدد نہیں کی۔

اور ہم لوگوں کے حق کا انکار تو یہ وہ بات ہے جس سے کسی کو اختلاف نہیں سب اس پر ایک زبان ہیں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

ہمارے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔ کیونکہ علی بن حسان الواسطی ثقہ ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے۔ [۲] اور عبدالرحمٰن بن کثیر الہاشمی بھی تحقیقاً ثقہ ثابت ہے۔ کیونکہ وہ بھی کامل الزیارات اور تفسیر القمی کا راوی ہے۔ اور یہ دوہری توثیق ہے اگرچہ نجاشی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک توثیق راجح ہے۔ نیز مجلسی اول نے عبدالرحمٰن تک شیخ صدوق کے طرف (مشائخہ: ۱۸۳) کو صحیح قرار دیا ہے [۳] (واللہ اعلم)

---

[۱] تفسیر العیاشی: ۱ / ۷ ۲۳؛ المناقب: ۴ / ۵۱ ۲؛ تفسیر نور الثقلین: ۵ / ۱۶۳؛ علل الشرائع: ۲ / ۴۷ ۴؛ الخصال: ۲ / ۶۳ ۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۲ / ۵۰۲؛ بحار الانوار: ۲۷ / ۲۱۰ و ۷۶ / ۱۴؛ تفسیر البرہان: ۲ / ۶۸ و ۶۷؛ مسند الامام الصادق ؑ: ۵ / ۳۹۹؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۹ / ۶۴۰؛ موسوعہ الشہید الاول: ۱۷ / ۱۴۸؛ الکوثر موسوی: ۲ / ۷۰ ۳

[۲] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۸۸

[۳] روضۃ المتقین: ۲۰ / ۴۶ ۷

۲۵ ۔باب ابتلاؤهم علیہ السلام بأصحابهم

باب: آئمہ علیہم السلام کا ان کے صحابہ کے ہاتھوں (مصیبتوں میں) مبتلا ہونا

1/715 الکافی،۱۵۰/۱۵۸/۸ العدة عن سهل عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: لَآخُذَنَّ اَلْبَرِيءَ مِنْكُمْ بِذَنْبِ اَلسَّقِيمِ وَلِمَ لاَ أَفْعَلُ وَيَبْلُغُكُمْ عَنِ اَلرَّجُلِ مَا يَشِينُكُمْ وَ يَشِينُنِي فَتُجَالِسُونَهُمْ وَ تُحَدِّثُونَهُمْ فَيَمُرُّ بِكُمُ اَلْمَارُّ فَيَقُولُ هَؤُلاَءِ شَرٌّ مِنْ هَذَا فَلَوْ أَنَّكُمْ إِذَا بَلَغَكُمْ عَنْهُ مَا تَكْرَهُونَ زَبَرْتُمُوهُمْ وَ نَهَيْتُمُوهُمْ كَانَ أَبَرَّ بِكُمْ وَبِي.

(ترجمہ) حارث بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہارے بے گناہوں کو تقصیر کرنے والے تمہارے جرم کا مواخذہ کرتا ہوں اور کیوں اس طرح نہ کروں اس وجہ سے کہ برے مرد کی وضع جو موجب تنفر اور تمہارے لئے ناراحتی ہو اور میرے لئے یہ ہے کہ اسے تم تک پہنچاؤں (اس حالت سے) کہ تم اس شخص کے ساتھ (اور اس کی مثل کے ساتھ) بیٹھو اور اٹھو اور گفتگو کرتے ہو۔ پس تمہارے پاس سے رہ گزر ایک شخص گزر کرے گا اور کہے گا دیکھو (یہ اس طرح کے بُرے شخص کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں) یہ اس سے بھی بدتر ہیں (کہ اسکو منکر سے منع نہیں کرتے) اور اگر جس وقت اس بدکردار سے اس طرح کے افراد باخبر ہوتے ہو تو ان کو اپنے سے دور کرو اور اس طرح کے کاموں سے باز رہو تمہارے اور میرے لئے بہتر ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/716 الکافی،۲۵۱/۸۵۱/۸ سهل عن ابن أسباط عن العلاء عن محمد قَالَ: كَتَبَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى اَلشِّيعَةِ لَيَعْطِفَنَّ ذَوُو اَلسِّنِّ مِنْكُمْ وَ اَلنُّهَى عَلَى ذَوِي اَلْجَهْلِ وَ طُلاَّبِ اَلرِّئَاسَةِ أَوْ لَتُصِيبَنَّكُمْ لَعْنَتِي أَجْمَعِينَ.

(ترجمہ) محمد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے شیعوں کو یہ خط لکھا: تمہارے بزرگوں کو چاہیے کہ وہ

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۱۴۴؛ اعلام الدین: ۲۳۶؛ مجموعہ ورام: ۲/ ۱۴۷؛ مسند سہل بن زیاد: ۲/ ۴۶۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۴۰۴؛ دار السلام نوری: ۳/ ۴۶۰

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۱۸؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۴۷۱

تمہارے چھوٹوں کو جاہلوں سے منع کریں اور ریاست طلب کرنے والے تو جہ کریں (اوران کو جس طرح طاقت ہو خلاف کاموں سے باز رکھیں) وگرنہ میری لعنت تم سب کو پہنچے گی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے مگر غیر امامی ہے اور ابن اسباط بھی ثقہ ہے۔(واللہ اعلم)۔

3/717 الکافی،۱۲۹/۱۶۲/۸ سهل عن السراد عَنْ خَطَّابِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ قَالَ: لَقِيَنِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي طَرِيقِ اَلْمَدِينَةِ فَقَالَ مَنْ ذَا أَحَارِثٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَمَا لَأَحْمِلَنَّ ذُنُوبَ سُفَهَائِكُمْ عَلَى عُلَمَائِكُمْ ثُمَّ مَضَى فَأَتَيْتُهُ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَدَخَلْتُ فَقُلْتُ لَقِيتَنِي فَقُلْتَ لَأَحْمِلَنَّ ذُنُوبَ سُفَهَائِكُمْ عَلَى عُلَمَائِكُمْ فَدَخَلَنِي مِنْ ذَلِكَ أَمْرٌ عَظِيمٌ فَقَالَ نَعَمْ مَا يَمْنَعُكُمْ إِذَا بَلَغَكُمْ عَنِ اَلرَّجُلِ مِنْكُمْ مَا تَكْرَهُونَ وَ مَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهِ اَلْأَذَى أَنْ تَأْتُوهُ فَتُؤَنِّبُوهُ وَ تُعَذِّلُوهُ وَ تَقُولُوا لَهُ قَوْلاً بَلِيغاً فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِذاً لاَ يُطِيعُونَّا وَ لاَ يَقْبَلُونَ مِنَّا فَقَالَ اُهْجُرُوهُمْ وَ اِجْتَنِبُوا مَجَالِسَهُمْ.

(ترجمہ) حارث بن مغیرہ روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جس وقت مدینہ کے راستے میں تھے تو مجھ سے فرمایا: تم کون ہو؟ کیا تم حارث ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں! ۔آپؑ نے فرمایا: جان لو کہ میں تمہارے نادانوں کے گناہوں کو تمہارے علماء کی گردن پر ڈالتا ہوں۔ یہ بات بیان کی اور میرے پاس سے آگے چلے گئے۔ میں آپؑ کے پاس آیا اور آپؑ کی خدمت میں آنے کی اجازت طلب کی اور آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: آپؑ نے مجھے دیکھا اور فرمایا کہ میں بے شک تمہارے نادانوں کے گناہوں کو تمہارے علماء کی گردن پر ڈالتا ہوں۔آپؑ کی اس بات نے مجھے سختی میں ڈال دیا۔آپؑ نے فرمایا: ہاں کیا چیز تمہیں آگے کر دیتی ہے اس سے جس وقت کسی شخص کی بات تمہیں پہنچے جو تمہاری ناراحتی اور ہمارے آزار کے لئے ہوتی ہے تو ان کے پاس چلے جاؤ اور ان کی اس بات پر سرزنش کرو اور ان کی توبیخ کرو اور اس سلسلے میں ان سے واضح گفتگو کرو۔ تو میں نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! اس صورت میں اس قسم کے افراد ہماری پیروی نہیں کرتے اور آپؑ سے اور ہم سے کوئی بات قبول نہیں کرتے؟ فرمایا: تم بھی ان سے کنارہ کشی کر لو اور ان کے ساتھ بیٹھنا اور اُٹھنا

---

[1] وسائل الشیعہ :۱۶/۱۲۰؛ مجموعہ ورام:۲/۱۴۷؛ عوالم العلوم:۲۰/۶۳۰؛ مسند سہل بن زیاد:۲/۴۶۰؛ مسند الامام الصادقؑ:۶/۵۱

[2] مراۃ العقول:۲۶/۱۹

چھوڑ دو۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے (واللہ اعلم)

4/718 الکافی،۲۹۳/۲۲۹/۸ حمید عن ابن سماعۃ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: رَحِمَ اللَّهُ عَبْداً حَبَّبَنَا إِلَى النَّاسِ وَلَمْ يُبَغِّضْنَا إِلَيْهِمْ أَمَا وَاللَّهِ لَوْ يَرْوُونَ مَحَاسِنَ كَلاَمِنَا لَكَانُوا بِهِ أَعَزَّ وَمَا اسْتَطَاعَ أَحَدٌ أَنْ يَتَعَلَّقَ عَلَيْهِمْ بِشَيْءٍ وَلَكِنْ أَحَدُهُمْ يَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيَحُطُّ إِلَيْهَا عَشْراً.

(ترجمہ) ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا انہوں نے فرمایا: خدا رحمت کرے اس شخص پر جو ہم لوگوں کو محبوب بناتا ہے نہ کہ اس شخص پر جو لوگوں کو ہمارا دشمن بناتا ہے اور ہمیں ان کا منفور کرے یعنی وہ ہم سے بغض رکھیں۔ پھر خدا کی قسم اگر یہی متن واصل ہمارے خوبصورت کلام کو لوگوں کے لئے بیان کرتا تو وہ زیادہ عزیز ہوتے اور کوئی بھی ناطاقت ہوگا کہ اس وجہ سے ان کی طرف دست درازی کرے لیکن ایک ان میں سے ایک کلمہ کو سن لے اور اپنے سامنے پیش کرے یہاں تک کہ وہ ان کے سامنے سے گزر جائے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے[4]

5/719 الکافی،۵۶۱/۳۷۳/۸ الثلاثۃ و محمد عن ابن عیسی عن الحسین عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ الْمِنْقَرِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ ظَبْيَانَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَلاَ تَنْهَى هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ عَنْ هَذَا الرَّجُلِ فَقَالَ مَنْ هَذَا الرَّجُلِ وَمَنْ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ قُلْتُ أَلاَ تَنْهَى حُجْرَ بْنَ زَائِدَةَ وَعَامِرَ بْنَ جُذَاعَةَ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ يَا يُونُسُ قَدْ سَأَلْتُهُمَا أَنْ يَكُفَّا عَنْهُ فَلَمْ يَفْعَلاَ فَدَعَوْتُهُمَا وَسَأَلْتُهُمَا وَكَتَبْتُ إِلَيْهِمَا وَجَعَلْتُهُ حَاجَتِي إِلَيْهِمَا فَلَمْ يَكُفَّا عَنْهُ فَلاَ

---

[1] مجموعہ ورام:۲/ ۱۴۷؛ اعلام الدین:۱/ ۲۳۶؛ مسند الامام الصادقؑ:۵/ ۱۰

[2] مراۃ العقول:۲۶/ ۱۹؛ البضاعۃ المزجاۃ:۲/ ۴۷۴

[3] مجموعہ ورام: ۲/ ۱۵۲؛ دعائم الاسلام: ۱/ ۶۱؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۳۷۷؛ بحارالانوار: ۷۵/ ۳۴۸؛ فقہ الرضاؑ: ۳۵۶؛ مشکاۃ الانوار: ۱۸۰؛ شرح الاخبار: ۳/ ۵۰۷؛ مکاتیب الآئمہؑ: ۴/ ۲۴۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۱۶۳

[4] مراۃ العقول:۲۶/ ۱۶۳

غَفَرَ اَللَّهُ لَهُمَا فَوَ اَللَّهِ لَكُثَيِّرُ عَزَّةَ أَصْدَقُ فِي مَوَدَّتِهِ مِنْهُمَا فِيمَا يَنْتَحِلاَنِ مِنْ مَوَدَّتِي حَيْثُ يَقُولُ:
أَلاَ زَعَمَتْ بِالْغَيْبِ أَلاَّ أُحِبَّهَا إِذَا أَنَا لَمْ يُكْرَمْ عَلَيَّ كَرِيمُهَا أَمَا وَ اَللَّهِ لَوْ أَحَبَّانِي لَأَحَبَّا مَنْ أُحِبُّ.

ترجمہ: یونس بن ظبیان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ ان دونوں آدمیوں کو اس شخص پر (تنقید) سے کیوں منع نہیں کرتے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ آدمی کون ہے اور یہ دو آدمی کون ہیں؟

میں نے عرض کیا: آپؑ حجر بن زائدہ اور عامر بن جذاعہ کو مفضل بن عمر سے منع کیوں نہیں کرتے؟

آپؑ نے فرمایا: اے یونس! میں نے ان دونوں کو اس سے باز رہنے کو کہا تھا لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ چنانچہ میں نے ان دونوں کو اپنے پاس بلایا اور ان دونوں سے پوچھا اور دونوں کو خط لکھ کر بھی بتایا کہ مجھے ان دونوں سے کیا چاہیے لیکن وہ پھر بھی اس سے باز نہیں آئے تو اللہ عزوجل ان دونوں کو معاف نہ کرے کیونکہ اللہ کی قسم! کثیر عزہ (شاعر) ان دونوں سے اپنی مودت میں زیادہ سچا ہے اگرچہ وہ ان دونوں کی دوستی میں ہے۔ وہ کہتا ہے:
جان لو کہ وہ اُس کے غیب کی وجہ سے اُس سے محبت کرتے ہیں۔ جبکہ میں اُن کی محبت پر اُن کا احترام نہیں کرتا۔ اور خدا کی قسم اگر یہ دو آدمی مجھے دوست رکھتے ہیں تو قطعاً میں بھی ان کو دوست رکھتا ہوں۔ [1]

بیان:

﴿كثير بضم الكاف و تشديد الياء تصغير كثير اسم رجل شاعر عاشق لعزة بفتح المهملة ثم المعجمة المشددة و هي في الأصل بنت الظبية سميت بها المرأة تشبيها و يروى لقد علمت بدل ألا زعمت﴾

''کثیّر'' ''کاف' پر ضمہ، یا دمشدّ دہے اور یہ لفظ ''کثیر'' کی تصغیر ہے اور یہ ایک شاعر کا نام ہے جو عزّہ نامی لڑکی کا عاشق تھا۔ اور اصل میں وہ ظبیۃ کی بیٹی تھی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2]

6/720 الکافی،۸/۳۷۴/۵۶۲ محمد عن ابن عيسى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنِ اَلْقَاسِمِ شَرِيكِ اَلْمُفَضَّلِ وَ كَانَ رَجُلَ صِدْقٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: حَلَقٌ فِي اَلْمَسْجِدِ يَشْهَرُونَّا وَ يَشْهَرُونَ أَنْفُسَهُمْ أُولَئِكَ لَيْسُوا مِنَّا وَ لاَ نَحْنُ مِنْهُمْ أَنْطَلِقُ فَأُوَارِي وَ أَسْتُرُ فَيَهْتِكُونَ

---

[1] مجموعہ ورام:۲/ ۱۷۷؛ مستدرک الوسائل:۱۲/ ۲۳۳؛ فلاح السائل:۱۵۸؛ مسند الامام الصادقؑ :۲۱/ ۳۳۰

[2] مراۃ العقول:۲۶/ ۵۶۰؛ البضاعۃ المزجاۃ:۴/ ۳۲۲

سِتْرِی هَتَكَ اَللّٰهُ سُتُورَهُمْ يَقُولُونَ إِمَامٌ أَمَا وَ اَللّٰهِ مَا أَنَا بِإِمَامٍ إِلاَّ لِمَنْ أَطَاعَنِی فَأَمَّا مَنْ عَصَانِی فَلَسْتُ لَهُ بِإِمَامٍ لِمَ يَتَعَلَّقُونَ بِاسْمِی أَلاَ يَكُفُّونَ اِسْمِی مِنْ أَفْوَاهِهِمْ فَوَ اَللّٰهِ لاَ يَجْمَعُنِی اَللّٰهُ وَ إِيَّاهُمْ فِی دَارٍ.

(ترجمہ) قاسم شریک مفضل جو کہ ایک سچا آدمی تھا روایت کرتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُنا آپؑ نے فرمایا: ایک گروہ ابھی مسجد مدینہ میں جمع ہوا کہ جو ہمیں اپنی زبانوں سے مشہور کرتے ہیں اور اپنے باپ کو بھی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہم سے نہیں ہیں اور ہم بھی ان سے نہیں ہیں۔ میں جاتا ہوں اور پوشیدہ جاتا ہوں اور اپنے اوپر پردہ کر لیتا ہوں (کہ کوئی مجھے پہچان نہ سکے) اور یہ میرا پردہ پھاڑتے ہیں (اور مجھے لوگوں کے درمیان مشہور کرتے ہیں) خدا ان کے پردہ کو پھاڑ دے۔ مجھ سے کہتے ہیں امام، خدا کی قسم میں امام نہیں ہوں مگر اس شخص کا جو میری پیروی کرتا ہے۔ لیکن جو میری نافرمانی کرتا ہے میں اس کا امام نہیں ہوں۔ یہ لوگ میرے نام سے جڑتے ہیں کیوں کہ میرے نام کو اپنی زبانوں سے بند نہیں کرتے۔ خدا کی قسم مجھے خدا ان کے ساتھ ایک گھر میں جمع نہ کرے گا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2]

۲۶۔ باب الدولات

باب: ریاستیں

1/721 الکافی،۸/۱۵۸/۱۵۳ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی عَبْدِ اَللّٰهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ جَمِيعاً عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِی حَمَّادٍ عَنْ أَبِی جَعْفَرٍ اَلْكُوفِیِّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِی عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَعَلَ اَلدِّينَ دَوْلَتَيْنِ دَوْلَةً لِآدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ دَوْلَةً لِإِبْلِيسَ فَدَوْلَةُ آدَمَ هِیَ دَوْلَةُ اَللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَإِذَا

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۲۳۷؛ رجال الکشی: ۳۰۱ (بفرق الفاظ)؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۲۹۳؛ مسندالامام الصادقؑ: ۲۰/ ۴۴۱؛ مطلع انور: ۸/ ۲۶۳

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۲۶۰؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۳۲۴

أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُعْبَدَ عَلاَنِيَةً أَظْهَرَ دَوْلَةَ آدَمَ وَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يُعْبَدَ سِرّاً كَانَتْ دَوْلَةُ إِبْلِيسَ فَالْمُذِيعُ لِمَا أَرَادَ اللَّهُ سَتْرَهُ مَارِقٌ مِنَ الدِّينِ.

(ترجمہ) ابوجعفر الکوفی سے روایت ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک خدا نے دین (اور دین داری) کے لئے دو حکومتیں قرار دی ہیں۔ایک حکومت آدم علیہ السلام اور دوسری حکومت شیطان کی اور آدم علیہ السلام کی حکومت یہی خدا کی حکومت ہے۔پس جب بھی خدا ارادہ فرماتا ہے کہ اس کی ظاہر بظاہر عبادت کی جائے تو حکومت آدم علیہ السلام کو غالب کر دیتا ہے اور جب خدا چاہتا ہے کہ اس کی پوشیدہ عبادت کی جائے تو شیطان کی حکومت سامنے آجاتی ہے اور ہر وہ شخص ظاہر ہو جاتا ہے اور جس کو خدا پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے دین (کے کمال سے) وہ باہر نکل جاتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ضعیف ہے[2]

2/722 الکافی،۵۳۸/۳۴۱/۸ محمد عن ابن عیسی و القمیان جمیعا عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي اَلْمَسْجِدِ اَلْحَرَامِ فَذَكَرَ بَنِي أُمَيَّةَ وَ دَوْلَتَهُمْ وَ قَالَ لَهُ بَعْضُ أَصْحَابِهِ إِنَّمَا نَرْجُو أَنْ تَكُونَ صَاحِبَهُمْ وَ أَنْ يُظْهِرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ هَذَا اَلْأَمْرَ عَلَى يَدِكَ فَقَالَ مَا أَنَا بِصَاحِبِهِمْ وَ لاَ يَسُرُّنِي أَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُمْ إِنَّ أَصْحَابَهُمْ أَوْلاَدُ اَلزِّنَا إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يَخْلُقْ مُنْذُ خَلَقَ اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضَ سِنِينَ وَ لاَ أَيَّاماً أَقْصَرَ مِنْ سِنِيهِمْ وَ أَيَّامِهِمْ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَأْمُرُ اَلْمَلَكَ اَلَّذِي فِي يَدِهِ اَلْفَلَكُ فَيَطْوِيهِ طَيّاً.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں بیٹھے تھے اور اس وقت بنی امیہ اور ان کی حکومت کی بات درمیان میں آگئی۔بعض اصحاب نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا ہم اس کی امید رکھتے ہیں کہ آپؑ ان کی حکومت گرادیں گے۔ان کی حکومت آپؑ کی ہوگی اور خدا اس امر حکومت کو آپؑ کے ہاتھوں میں دے دے گا۔ حضرتؑ نے فرمایا: میں وہ شخص نہیں ہوں اور اچھا نہیں جانتا کہ اس طرح کا آدمی ہو جاؤں بے شک ان کی طرف سے ان کی اولاد زنا والی ہے۔بے شک خدا نے اس دن سے کہ جس دن سے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ زمین کا چکر اس کے ہاتھ میں ہے اور ان کے دنوں کو جلد چکر دیتا ہے۔[3]

---

[1] مسند الامام الصادقؑ:۵/ ۳۸۳و۲۰/ ۴۰۵

[2] مراۃ العقول:۲۶/ ۱۹؛البضاعۃ المزجاۃ:۲/ ۴۷۴

[3] بحارالانوار:۳۱/ ۵۳۳و۴۶/ ۲۸۱؛عوالم العلوم:۱۹/ ۱۳۹و۲۹۸؛مسند الامام الباقرؑ:۵/ ۴۶۳؛الدمعۃ الساکبۃ:۶/ ۱۷۲

بیان:

﴿لعل السر فی ذلك أن المدة التی تمضی فی السرور و النشاط تمضی سريعا على صاحبها لأنه يتمنى طولها و التی تمضی فی الحزن و المقاساة تمضی بطيئا على صاحبها لأنه يتمنى قصرها و هذا أمر معروف مشهور يذكر كثيرا على ألسنة الشعراء كما قال قائلهم

ليلى و ليلى نفى نومی اختلافهما

بالطول و الطول يا طوبى لو اعتدلا

يجود بالطول ليلى كلما بخلت

بالطول ليلى و إن جادت به بخلا﴾

شاید اس میں یہ راز ہے کہ بیشک وہ مدت جوخوشی ونشاط میں گزرتی وہ اپنے صاحب پر بہت جلد گزرتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے طویل ہونے کی تمنا کرتا ہے۔ اور وہ مدت جوغم و پریشانیوں میں گزرتی ہے۔ وہ اپنے صاحب پر بہت دیر سے گزرتی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے کم ہونے کی تمنا کرتا ہے۔ یہ ایسا مشہور ومعروف امر ہے جو اکثر شعراء کی زبانوں پر مذکور ہوا ہے جیسا کہ ایک کہنے والے نے کہا۔

لیلی ولیل نفی نوفی اختلافھما ، بالطول واسطول یا طوبیٰ لواعتدلا ، یجود بالطول لیلی کلما بخلت، باطلول لیلی وان جادت بہ بخلا

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ علی بن حدید ثقہ ثابت ہے اور تفسیر القمی وکامل الزیارات کا راوی ہے۔ اگرچہ شیخ نے ضعیف قرار دیا ہے مگر ہمارے نزدیک توثیق راجح ہے (واللہ اعلم)

3/723 الکافی،۵۰۹/۳۳۱/۸ حُمَيْدٌ عَنْ عُبَيْدِ اَللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ اَلدِّهْقَانِ عَنِ اَلطَّاطَرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ بَيَّاعِ اَلسَّابِرِيِّ عَنْ أَبَانٍ عَنْ صَبَّاحِ بْنِ سَيَابَةَ عَنِ اَلْمُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ قَالَ: ذَهَبْتُ بِكِتَابِ عَبْدِ اَلسَّلاَمِ بْنِ نُعَيْمٍ وَ سَدِيرٍ وَ كُتُبِ غَيْرِ وَاحِدٍ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حِينَ ظَهَرَتِ اَلْمُسَوِّدَةُ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرَ وُلْدُ اَلْعَبَّاسِ بِأَنَّا قَدْ قَدَّرْنَا أَنْ يَئُولَ هَذَا اَلْأَمْرُ إِلَيْكَ فَمَا تَرَى قَالَ فَضَرَبَ بِالْكُتُبِ اَلْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ أُفٍّ أُفٍّ مَا أَنَا لِهَؤُلاَءِ بِإِمَامٍ أَ مَا يَعْلَمُونَ أَنَّهُ إِنَّمَا يَقْتُلُ اَلسُّفْيَانِيَّ.

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/۵۰۲؛البضاعۃ المزجاۃ:۴/۱۹۲

(ترجمہ) معلیٰ بن خنیس روایت کرتے ہیں کہ اس وقت کہ جب پہلے بنی عباس کے ظاہر ہونے سے سیاہ پوشان (ابومسلم خراسانی کے طرف دار) ظاہر ہوئے ہیں تو میں عبدالسلام بن نعیم اور سدیر اور دوسرے لوگوں کے خط امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس لے گیا کہ اس خط میں آپؑ کے لیے لکھا ہوا تھا کہ ہم آگے بڑھ رہے ہیں اور مقرر جانتے ہیں کہ یہ امر خلافت آپؑ تک پہنچ جائے۔ آپؑ خود اس میں کیا نظریہ رکھتے ہیں۔ آپؑ نے اس خط کو زمین پر پھینک دیا اور فرمایا: اف! اف میں امام علیہ السلام ان کو نہیں چاہتا تھا۔ کیا یہ نہیں جانتے ہیں کہ کس وقت سفیانی قتل ہوگا۔ [1]

بیان:

﴿بأنا قد قدرنا بیان للمکتوب فی تلك الکتب و البارز فی أنه یرجع إلی استمرار الدولة الباطلة﴾

''بانا قد قدرنا'' بیشک ہم قدرت رکھے ہوئے ہیں، یہ ان خطوط میں سے ایک خط کا بیان ہے اور ضمیر بارز حکومت باطلہ کے استمرار کی طرف لوٹ رہی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

4/724 الکافی،۱۵۷/۱۵۹/۸ علی عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ ذِكْرُهُ إِذَا أَرَادَ فَنَاءَ دَوْلَةِ قَوْمٍ أَمَرَ اَلْفَلَكَ فَأَسْرَعَ اَلسَّيْرَ فَكَانَتْ عَلَى مِقْدَارِ مَا يُرِيدُ.

(ترجمہ) جابر سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: بے شک خدا جس وقت چاہتا ہے کہ حکومت وسلطنت اس ملت کی درمیان سے ہٹا دے تو ملک کو حکم دیتا ہے تا کہ وہ تندی وسرعت سے اس کو پکڑے اور اسی مقدار و را ندازہ سے کہ جو اس نے چاہا مقرر کر دیتا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ صالح بن سندی کامل الزیارات کا راوی ہے جو

[1] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۵۲؛ بحارالانوار: ۴۷/ ۲۹۷ و ۵۲/ ۲۶۶؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۳۹۴

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۴۸۲؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۱۵۲

[3] بحارالانوار: ۵۵/ ۹۸؛ مسند الامام الباقرؑ: ۵/ ۴۹۳؛ تفسیر ابی الجارود: ۱۲۷؛ مسند علی بن ابراہیم القمی: ۸/ ۱۲۶

[4] مراۃ العقول: ۲۶/ ۲۱

توثیق ہے اور یہ راجح ہے اور عنبسہ بھی ثقہ ہے (واللہ اعلم)

5/725 الکافی،۴۰۰/۲۷۱/۸ العدۃ عن البرقی عن عثمان عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ اَلْجُرْجَانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ جَعَلَ لِمَنْ جَعَلَ لَهُ سُلْطَاناً أَجَلاً وَ مُدَّةً مِنْ لَيَالٍ وَ أَيَّامٍ وَ سِنِينَ وَ شُهُورٍ فَإِنْ عَدَلُوا فِي اَلنَّاسِ أَمَرَ اَللَّهُ صَاحِبَ اَلْفَلَكِ أَنْ يُبْطِئَ بِإِدَارَتِهِ فَطَالَتْ أَيَّامُهُمْ وَ لَيَالِيهِمْ وَ سِنِينُهُمْ وَ شُهُورُهُمْ وَ إِنْ جَارُوا فِي اَلنَّاسِ فَلَمْ يَعْدِلُوا أَمَرَ اَللَّهُ صَاحِبَ اَلْفَلَكِ فَأَسْرَعَ بِإِدَارَتِهِ فَقَصُرَتْ لَيَالِيهِمْ وَ أَيَّامُهُمْ وَ سِنِينُهُمْ وَ شُهُورُهُمْ وَ قَدْ وَفَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِعَدَدِ اَللَّيَالِي وَ اَلشُّهُورِ.

(ترجمہ) ابواسحاق جرجانی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جس کو سلطان بناتا ہے تو اس کی سلطنت کی مدت کے سال، مہینہ، دن اور رات بھی معین کر دیتا ہے۔ پس اگر اس نے عدل سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ فلک کو گردش دینے والے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس کو کندی (آہستہ) سے چکر دو اور اس وجہ سے دن اور رات اور سال اور مہینے طویل ہو جاتے ہیں اور اگر اس نے ظلم و جور کیا اور لوگوں کے ساتھ عدل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ آسمان کے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ فلک کو چکر دینے میں سرعت (جلدی) چکر دے اور اس وجہ سے رات و دن سال و مہینے جلد از جلد ختم ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ چند راتوں اور مہینوں کے بعد اس کے دن پورے کر دیتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

6/726 الکافی،۲۸۴/۲۲۴/۸ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمْ تَزَلْ دَوْلَةُ اَلْبَاطِلِ طَوِيلَةً وَ دَوْلَةُ اَلْحَقِّ قَصِيرَةً.

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: باطل کی حکومت (ظاہر میں) طولانی ہے اور حق کی حکومت چھوٹی (کم) ہے۔ [3]

---

[1] علل الشرائع: ۲/۵۶۶؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/۲۹۴؛ بحارالانوار: ۴/۱۰۳ و ۵۵/۲۷۰ و ۷۲/۳۴۲؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۰/۵۴۹؛ تفسیر نورالثقلین: ۴/۳۵۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/۴۹۱

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۲۷۶

[3] مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/۴۱۹

بیان:

﴿لا تنافی بین هذا الحدیث و ما قبله لأن المراد بهذا أن عدد اللیالی و الشهور فی مدة دولة الباطل کثیر بالإضافة إلی دولة الحق و إن کانت تمضی فی مدة قصیرة﴾

اس حدیث میں اور اس سے پہلے والی حدیث میں کوئی تضاد نہیں ہے کیونکہ اس سے مراد حکومت باطلہ کی مدت میں مہینوں اور راتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔اور پھر حق کی حکومت ہوگی اگر وہ تھوڑی مدت میں گزر گئی۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

7/727 الکافی،۲۵۷/۲۱۲/۸ الثلاثة عَنِ ٱلْمُفَضَّلِ بْنِ مَزْيَدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَيَّامَ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ عَلِيٍّ قَدِ اِخْتَلَفَ هَؤُلاَءِ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَقَالَ دَعْ ذَا عَنْكَ إِنَّمَا يَجِيءُ فَسَادُ أَمْرِهِمْ مِنْ حَيْثُ بَدَا صَلاَحُهُمْ.

ترجمہ: مفضل بن مزید بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن علی کے ایام (شورش) میں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ان کے درمیان اختلاف ہوگا۔آپؑ نے فرمایا: اس بات کو چھوڑ دو (اور انتظار ان کی نابودی نہ کرو) کہ تباہ کاران کو اسی جگہ سے جہاں سے ان کے سامنے آئے ہیں (یا شروع ہوا) پیش آئے گا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ المفضل بن مزید تحقیقاً ثقہ ثابت ہے اور ابن ابی عمیر پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ کے علاوہ کسی سے روایت ہی نہیں کرتا ہے (واللہ اعلم)

8/728 الکافی،۴۵۲/۲۹۵/۸ محمد عن أحمد عن الحسین عن حماد عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ ٱلْمُخْتَارِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: كُلُّ رَايَةٍ تُرْفَعُ قَبْلَ قِيَامِ ٱلْقَائِمِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ، فَصَاحِبُهَا طَاغُوتٌ يُعْبَدُ مَنْ دُونِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

ترجمہ: ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر پرچم جو قیام امام قائم علیہ السلام سے پہلے اٹھایا جائے گا

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/ ۱۵۵

[2] بحارالانوار:۴۷/۱۵۴؛عوالم العلوم:۲۰/ ۲۶۵؛کفایۃ المہتدی:۱۹۰؛مسند الامام الصادقؑ:۲۰/ ۴۱۵

[3] مراۃ العقول:۱۳۱/۲۶

اس کے اُٹھانے والے طاغوت اور سرکش ہوں گے جو خدا کے مقابلے میں ان کی عبادت کریں گے۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ حسین بن مختار امامی ثابت ہے اور وہ واقفی نہیں ہے (واللہ اعلم)

۲۷۔ باب النوادر

باب: نوادر

1/729 الکافی،۸/۸۷/۵۱ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ حَسَّانَ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لاَ تَذْكُرُوا سِرَّنَا بِخِلاَفِ عَلاَنِيَتِنَا وَ لاَ عَلاَنِيَتَنَا بِخِلاَفِ سِرِّنَا حَسْبُكُمْ أَنْ تَقُولُوا مَا نَقُولُ وَ تَصْمُتُوا عَمَّا نَصْمُتُ إِنَّكُمْ قَدْ رَأَيْتُمْ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَمْ يَجْعَلْ لِأَحَدٍ مِنَ اَلنَّاسِ فِي خِلاَفِنَا خَيْراً إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ (فَلْيَحْذَرِ اَلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ).

(ترجمہ) ابو علی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: ہمارے باطن کو لوگوں کے سامنے اس کے خلاف جو ہمارا ظاہر ہے ذکر نہ کرو اور نہ ہمارے ظاہر کو جو ہمارے باطن کے خلاف ہے بیان کرو۔ یہی تمہارے کے لیے کافی ہے کہ تم کہو جو کچھ بھی ہم بیان کرتے ہیں اور جو دھان سے بند ہوتا ہے اس سے جو کچھ ان کے دھان میں بند ہے۔ تم اچھی طرح دیکھتے ہو کہ خدا اس شخص کے لیے جو ہماری مخالفت کرتا ہے خیر کو قرار نہیں دیتا بے شک خدا فرماتا ہے۔

''پس ان لوگوں کو پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرتے ہیں اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ ان پر کوئی

---

[۱] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۵۲؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۵۲۵ و ۲/ ۹۲ و ۳/ ۴۱۹ و ۴/ ۲۰۲؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۱۴۳؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۴۵۰؛ ھدایۃ الامہ: ۵/ ۵۲۲؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۱۵۴؛ مستدرک الوسائل: ۱۱/ ۳۴؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۲۰۱ ح ۷ و ۲۰۲ ح ۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۵۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۰۹

[۲] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۲۵

مصیبت آ پڑے یا ان کو دردناک عذاب پہنچے۔''[۱] (نور:۳۶)

بیان:

﴿یعنی لا تظهروا للناس ما نکتمه عنهم و لا تقولوا لهم إن سرنا غیر موافق لعلانیتنا و إنا نکتم عنهم غیر ما نظهر لهم و نظهر غیر ما نکتم فإن ذلك مفوت لمصلحة التقیة التی بها بقاؤنا و بقاء أمرنا بل کونوا علی ما نحن علیه قائلین ما نقول صامتین عما نصمت موافقین لنا غیر مخالفین عن أمرنا﴾

اس سے مراد یہ ہے کہ تم لوگوں کے سامنے اس چیز کو ظاہر نہ کرو جو ہم ان سے چھپاتے ہیں اور نہ ہی تم ان سے بیان کرو کیونکہ ہمارا راز ہمارے اعلان کے ساتھ موافقت نہیں رکھتا اور ہم ان سے جو چھپاتے ہیں وہ اس کے علاوہ ہے جو ہم ان کے لیئے ظاہر کرتے ہیں۔ اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں وہ اس کے علاوہ جس کو ہم چھپاتے ہیں۔ کیونکہ یہ تقیہ کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے ہماری بقاء ہے۔ اور ہمارا امر باقی ہے بلکہ تم بھی وہ راستہ اپناؤ جو ہم نے اختیار کیا ہے اور وہ بات کہو جو ہم کہتے ہیں۔ جہاں ہم خاموش رہیں وہاں تم بھی خاموش رہو اور ہمارے ساتھ موافقت اختیار کرو نہ کہ ہمارے امر کی مخالفت کرنا والوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[۲] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور حسان ابی جمال ثقہ جلیل ہے[۳] اور حدیث میں مجہول والی کوئی علامت موجود نہیں ہے (واللہ اعلم)

2/730 الکافی،۸/۲۵۴/۳۵۹ الاثنان عن الوشاء عن محمد بن الفضیل عن الثمالی قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَا أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ ٱلْأُمَّةِ يَدِينُ بِدِينِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِلاَّ نَحْنُ وَ شِيعَتُنَا وَ لاَ هُدِيَ مَنْ هُدِيَ مِنْ هَذِهِ ٱلْأُمَّةِ إِلاَّ بِنَا وَ لاَ ضَلَّ مَنْ ضَلَّ مِنْ هَذِهِ ٱلْأُمَّةِ إِلاَّ بِنَا.

(ترجمہ) ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: ہرگز اس امت سے ایک فرد بھی دین ابراہیم علیہ السلام پر نہیں سوائے ہمارے شیعوں کے اور اس شخص کی ہدایت نہ ہوگی کہ جو اس امت سے ہدایت پائے سوائے ہمارے خاندان کے وسیلہ سے اور گمراہ نہ ہوگا کوئی شخص مگر جو گمراہ ہوگا وہ ہماری مخالفت کی وجہ سے گمراہ ہوگا۔[۴]

---

[۱] تفسیر البرہان:۴/۱۰۴؛ وسائل الشیعہ:۲۷/۱۲۸؛ ھدایۃ الامہ:۸/۳۸۱؛ مسند الامام الصادقؑ:۲۰/۳۹۲؛ الکشکول:۷۶؛ اللوامع النورانیہ:۱۴۴

[۲] مراۃ العقول:۲۵/۱۹۹؛ البضاعۃ المزجاۃ:۲/۸۲

[۳] المفید من معجم رجال الحدیث:۱۳۲

[۴] مکیال المکارم اصفہانی:۲/۴۳۶

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے۔اور اسی طرح محمد بن الفضیل بھی ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف اختلافی ہے (واللہ اعلم)

3/731 الكافي، أبان عن محمد بن مروان عن أبي عبد الله عليه السّلام قال: سألته عن مسألة فأبى أن يجيبني قال فقلت رحمة الله على أبي جعفر قال فقال رحمة الله على أبي جعفر أما و الله إن كان أبي ليقول يا بني و الله ليمنعني النوم أهل العراق على فراشي ثم قال يا محمد لنحتبسك يا محمد فيما بينك و بين الله.

ترجمہ: محمد بن مروان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک مسئلہ پوچھا تو آپؑ نے مجھے جواب دینے سے انکار کر دیا۔میں نے عرض کیا ابوجعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) پر اللہ کی رحمت ہو۔آپؑ نے فرمایا: ابوجعفر علیہ السلام پر اللہ کی رحمت ہو خدا کی قسم میرے والد بزرگوار نے فرمایا تھا کہ اے میرے بیٹے! خدا کی قسم اہل عراق مجھے میرے بستر پر سونے سے منع کریں گے۔پھر فرمایا: اے محمد! تجھے قید کریں گے۔اے محمد! یہ جو ہے تمہارے اور اللہ کے درمیان ہے۔ [2]

بیان:

﴿أشار السائل بترحمه لأبي جعفر ع إلى أنه كان يجيبه عن مسائله فأخبره ع أن أباه ع كان في بلاء و عناء من أهل العراق ليمنعني أي عن الاستراحة بالنوم و ذلك لكثرة دخولهم عليه و سؤالهم عما لا يعنيهم لنحتبسك لنقيك محتبسا حتى تتفكر و تنصفنا من نفسك لتعلم أن الحق معنا إذ لا نجيب عن كل ما سئلنا عنه﴾

سائل کا اشارہ امام ابوجعفرؑ سے ہمدردی کا کہ امامؑ اس کے سوال کا جواب دیں۔پس امامؑ نے اس کو خبر دی کہ بیشک آپؑ کے والد محترمؑ عراق میں کسی مصیبت میں گرفتار ہیں۔''لیمنعنی'' تا کہ وہ مجھے منع کرے یعنی نیند کے ذریعہ بآرام کرنے سے۔اس طرح کے کئی سوال آیا کرتے تھے جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا تھا۔

''لنحتبسك'' تا کہ ہم تجھے روکیں یعنی تا کہ ہم رکنے والا قائم کریں یہاں تک کہ تم فکر کرو اور اپنے آپ میں منصف رہو تا کہ تم جان لو کہ حق ہمارے ساتھ ہے۔پس ہمارے لیے ضروری نہیں ہے کہ ہم یہ اس سوال کا

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/۲۳۵

[2] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے بلکہ الکافی میں بھی یہ حدیث موجود نہیں ہے (واللہ اعلم)

جواب دیں جو ہم سے پوچھا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

ہمارے نزدیک یہ حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن مروان البصری کامل الزیارت کا راوی ہے جو توثیق ہے اگرچہ شیخ نے مجہول قرار دیا ہے مگر ہمارے نزدیک توثیق راجح ہے (واللہ اعلم)

4/732 الکافی،۵۳۹/۳۴۱/۸ الثلاثة عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: وُلْدُ الْمِرْدَاسِ مَنْ تَقَرَّبَ مِنْهُمْ أَكْفَرُوهُ وَ مَنْ تَبَاعَدَ مِنْهُمْ أَفْقَرُوهُ وَ مَنْ نَاوَاهُمْ قَتَلُوهُ وَ مَنْ تَحَصَّنَ مِنْهُمْ أَنْزَلُوهُ وَ مَنْ هَرَبَ مِنْهُمْ أَدْرَكُوهُ حَتَّى تَنْقَضِيَ دَوْلَتُهُمْ.

ترجمہ: حماد بن عثمان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اولاد مرداس وہ ہے کہ جو کوئی ان کے نزدیک ہو گا اس کو کافر بنا دیں گے اور جو کوئی ان سے دور ہو جائے گا ان کو بے چارہ کر دیں گے اور جو کوئی ان کے ساتھ دشمنی کے لیے اُٹھے گا اس کو قتل کر دیں گے اور جو کوئی ان کے ہاتھوں میں ہو گا متحصن ہو گا اس کو نیچے لے جائیں گے (اور جنگ تک لے آئیں گے) اور جو کوئی ان سے گریز کرے گا اس کو قابو میں لائیں گے۔ یہاں تک کہ ان کی حکومت ختم ہو جائے۔[1]

بیان:

﴿لعل المرداس كناية عن العباس ناواهم عاداهم أنزلوه أي من الحصن آخر أبواب وجوب الحجة و معرفته وحقوقه و كونه مبتلى و مبتلى به و الحمد لله و أولا و آخرا﴾

شاید مرداس کنایہ ہے عباس سے۔ ''ناواهم'' انہوں نے آپس میں دشمنی کی۔ ''الزلوه'' اس کو اتارو یعنی ایسی جگہ جو محفوظ ہو یعنی قلعہ۔

''الحمد للہ! ابواب وجوب الحجه ومعرفته وحقوقه و كونه مبتلى و مبتلى به'' کا آخری باب اول سے آخر تک مکمل ہوا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

---

[1] بحار الانوار: ۳۱/ ۵۳۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۴۳۹؛ مسند علی بن ابراہیم القمی: ۸/ ۲۱۶

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۵۰۲؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۴/ ۱۹۳

ابواب

العهود بالحجج و النصوص عليهم علیہم السلام

حجتوں کے ساتھ وعدوں اور اُن علیہم السلام پر نصوص کے ابواب

الآیات:

(۱) سورہ اخلاص میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَ رَسُولُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

''تمہارا ولی تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں'' (المائدہ:۵۵)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو'' ۔(النساء:۵۹)۔

" يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ "

''اے پیغمبر! آپ اس حکم کو پہنچادیں جو آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، اور اگر یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا بے شک اللہ کافروں کو راستہ نہیں دکھاتا'' (المائدہ:۶۷)۔

"اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْراً"

''اور اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتیں۔ اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کر دے تم کو ایک ستھرائی'' (الاحزاب:۳۳)

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ

فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

''پس آپ کے پاس علم آجانے کے بعد جو شخص عیسٰی (علیہ السلام) کے معاملے میں آپ سے جھگڑا کرے تو آپ فرمادیں کہ آجاؤ ہم (مل کر) اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنے نفسوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو (ایک جگہ پر) بلا لیتے ہیں، پھر ہم مباہلہ (یعنی گڑگڑا کر دعا) کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجتے ہیں'' (آلِ عمران:۶۱)

بیان:

﴿قد مر الكلام في الآية الأولى في باب فرض طاعة الأئمة ع و يأتي أيضا تفسيرها و تفسير سائر هذه الآيات في الأخبار إن شاء الله تعالى و أريد بالرجس الشك و بالتطهير التزكية عن الذنوب و الخطايا المنبعثتين منه نزلت في آل العبا كما هو مشهور و على ألسنة الجمهور مذكور و الخطاب في تَعالَوْا إلى نصارى بني نجران حين أرادوا مباهلة النبي ص و الأبناء كناية عن الحسنين و النساء عن فاطمة و الأنفس عن أمير المؤمنين ع و القصة مشهورة﴾

ان آیات کی شان امام زین العابدین علیہ السلام کی زبانی مع سورۂ التوحید کی تفسیر امام محمد باقر علیہ السلام کی زبانی عنقریب ذکر کی جائے گی۔

باب فرض طاعۃ الائمۃ علیہم السلام میں پہلی آیت کے ضمن میں گفتگو گزر چکی ہے۔ اور آگے انشاء اللہ اس آیت کی تفسیر اور دیگر تمام آیات کی تفسیر بھی مختلف اخبار کے ذریعہ بیان کی جائے گی۔

''الرجس'' اس سے میری مراد شک ہے۔ ''بالتطھیر'' اس سے مراد خطاؤں اور گناہوں سے پاک ہونا ہے اور یہ آیت آلِ عبا علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوتی جیسا کہ مشہور ہے اور جمہور کی زبانوں پر مذکور ہے۔

''تعالوا'' بنو نجران کے نصاریٰ سے یہ خطاب ہے جس وقت انہوں نے رسول خداؐ سے مباہلہ کرنے کا ارادہ کیا، ''أَبْنَاءَنَا'' یہ کنایہ ہے امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے۔ ''النساء'' اس سے مراد سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا ہیں اور ''الانفس'' اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ یہ قصّہ مشہور ہے۔

۲۸۔ باب أن الإمامة عهد من اللہ تعالی معهود لو احد فو احد

باب: امامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عہد ہے جو ایک کے بعد ایک کی طرف منتقل ہوتا ہے

1/733 الکافی، ۱/۲۷۷/۱/۱/۱ الاثنان عن اَلْوَشَّاءِ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبَانٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَذَكَرُوا اَلْأَوْصِيَاءَ وَذَكَرْتُ إِسْمَاعِيلَ فَقَالَ لاَ وَاَللَّهِ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا ذَاكَ إِلَيْنَا وَمَا هُوَ إِلاَّ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ يُنْزِلُ وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ لوگوں نے اوصیاء کا ذکر شروع کیا تو میں نے آپؑ کے کے بڑے صاحبزادے اسماعیل (جن کو داؤدی بوہری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد امام مانتے ہیں) کا ذکر کیا۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں اے ابومحمد (کنیت ابوبصیر) ایسا نہیں ہے یہ اختیار ہمارے پاس نہیں ہے یہ اختیار فقط اللہ کے پاس ہے اللہ اپنے اس عہدے کو یک کے بعد دیگر نازل کرتا ہے۔ [1]

بیان:

﴿يعني بإسماعيل ابنه ع و معنى ذكره له أنه هل يوصى له بالإمامة بعده﴾

یعنی جناب اسماعیلؑ آپؑ کے فرزند اور ان کا ذکر کرنے کا معنی یہ ہے کہ کیا امامؑ نے ان کے اپنے امامت کی وصیت فرمائی تھی؟

تحقیق اسناد:

حدیث علی المشھور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/734 الکافی، ۱/۲/۲۷۷/۱ محمد عن أحمد عن الحسين عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عمرو بن الأشعث الکافی، ۱/۱/۲۷۸/۱ الاثنان عن محمد بن جمهور عن حماد بن عيسى عن منهال عَنْ عَمْرِو بْنِ اَلْأَشْعَثِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: أَ تَرَوْنَ اَلْمُوصِيَ مِنَّا

---

[1] بصائر الدرجات: ۱/ ۴۷۱ و ۴۷۳؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۲۶؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۷۱ و ۴۸/ ۲۵؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۴۵؛ مسند ابوبصیر: ۱/ ۱۱۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۲۲

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۱۸۳

يُوصِي إِلَى مَنْ يُرِيدُ لاَ وَ اَللَّهِ وَ لَكِنْ عَهْدٌ مِنَ اَللَّهِ وَ رَسُولِهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِرَجُلٍ فَرَجُلٍ حَتَّى يَنْتَهِيَ اَلْأَمْرُ إِلَى صَاحِبِهِ.

ترجمہ: عمرو بن اشعث بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہتے سنا آپؑ نے فرمایا: کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم میں سے وصیت کرنے والا جس کو چاہتا ہے امامت کی وصیت کرتا ہے۔ بخدا ایسا نہیں ہے بلکہ یہ خدائی اور الٰہی عہدہ ہے جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے معین ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک شخص کے بعد دوسرے کے لئے یہاں تک کہ امر امامت صاحب امر تک منتہی ہو (یعنی کسی امام کو اختیار نہیں ہے کہ وہ خود سے اپنا وصی قرار دے)۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند مجہول اور دوسری سند ضعیف ہے [2] یا پھر حدیث صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک پہلی سند مجہول اور دوسری ضعیف ہے (واللہ اعلم)

3/735 الکافی،۱/۲۷۹/۱/۴/۱ محمد عن أحمد عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ اِبْنِ بُكَيْرٍ وَ جَمِيلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُصْعَبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: أَ تَرَوْنَ أَنَّ اَلْمُوصِيَ مِنَّا يُوصِي إِلَى مَنْ يُرِيدُ لاَ وَ اَللَّهِ وَ لَكِنَّهُ عَهْدٌ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى رَجُلٍ فَرَجُلٍ حَتَّى اِنْتَهَى إِلَى نَفْسِهِ.

ترجمہ: عمرو بن مصعب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہیں ہے کہ ہمارا وصیت کرنے والا جس کے لئے چاہے وصیت کر دے۔ بلکہ وہ عہد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ایک کے بعد دوسرے کو ملتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر امام اس کو اپنے نفس پر ختم کر دے۔ [4]

بیان:

﴿یعنی إلی نفس الموصی﴾
یعنی خود وصیت کرنے والے کی طرف۔

---

[1] الامامۃ والتبصرۃ: ۳۷؛ بصائر الدرجات: ۱/۴۷۱؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۱۰؛ بحار الانوار: ۲۳/۷۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۲۲۱؛ فی رحاب العقیدۃ: ۲/۸۲

[2] مراۃ العقول: ۳/۱۸۳

[3] مکیال المکارم اصفہانی: ۶۸

[4] بصائر الدرجات: ۱/۴۷۰؛ بحار الانوار: ۲۳/۷۰؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۱۰؛ فی رحاب العقیدہ: ۲/۸۱

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۱]

4/736 الکافی،۱/۲۷۷/۱/۷ القمیان عن البرقی عَنْ فَضَالَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا مَاتَ عَالِمٌ حَتَّى يُعْلِمَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى مَنْ يُوصِي.

(ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب کوئی امام رحلت فرماتا ہے تو اللہ اس کو بتا دیتا ہے کہ اس کا وصی کون ہے جس کو وہ وصیت کرے۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۳]

5/737 الکافی،۱/۲۷۷/۱/۵ محمد عن محمد بن الحسین عن السراد عَنِ اَلْعَلاَءِ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ يَمُوتُ اَلْإِمَامُ حَتَّى يَعْلَمَ مَنْ يَكُونُ مِنْ بَعْدِهِ فَيُوصِيَ إِلَيْهِ.

(ترجمہ) ابو یعفور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی امام بھی اس وقت تک دنیا سے نہیں جاتا جب تک وہ بعد والے کی شناخت نہ کروا دے اور اس کے بارے میں وصیت نہ کرے۔ [۴]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۵]

6/738 الکافی،۱/۲۷۷/۱/۶ القمیان صَفْوَانَ عَنِ مُعَلَّى لِابْنِ أَبِي عُثْمَانَ عَنِ اَلْمُعَلَّى بْنِ خُنَيْسٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْإِمَامَ يَعْرِفُ اَلْإِمَامَ اَلَّذِي مِنْ بَعْدِهِ فَيُوصِي إِلَيْهِ.

(ترجمہ) معلیٰ بن خنیس سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام اپنے بعد والے امام کی معرفت کرواتا ہے اور اس کو وصیت کرتا ہے۔ [۶]

---

[۱] مراۃ العقول:۳/۱۸۸

[۲] بصائرالدرجات:۱/۴۷۳؛اثبات الھداۃ:۱/۱۱۰؛بحارالانوار:۲۳/۷۳

[۳] مراۃ العقول:۳/۱۸۲

[۴] بصائرالدرجات:۱/۴۷۴؛اثبات الھداۃ:۱/۱۱۰؛بحارالانوار:۲۳/۷۳

[۵] مراۃ العقول:۳/۱۸۲

[۶] بصائرالدرجات:۱/۴۷۴؛بحارالانوار:۲۳/۷۳؛اثبات الھداۃ:۱/۱۱۰

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

7/739 الکافی،۱/۲۷۸/۳/۱ الاثنان عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَيْثَمِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ ابْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ الْإِمَامَةَ عَهْدٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَعْهُودٌ لِرِجَالٍ مُسَمَّيْنَ لَيْسَ لِلْإِمَامِ أَنْ يَزْوِيَهَا عَنِ الَّذِي يَكُونُ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَنِ اتَّخِذْ وَصِيّاً مِنْ أَهْلِكَ فَإِنَّهُ قَدْ سَبَقَ فِي عِلْمِي أَنْ لاَ أَبْعَثَ نَبِيّاً إِلاَّ وَ لَهُ وَصِيٌّ مِنْ أَهْلِهِ وَ كَانَ لِدَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَوْلاَدٌ عِدَّةٌ وَ فِيهِمْ غُلاَمٌ كَانَتْ أُمُّهُ عِنْدَ دَاوُدَ وَ كَانَ لَهَا مُحِبّاً فَدَخَلَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَلَيْهَا حِينَ أَتَاهُ الْوَحْيُ فَقَالَ لَهَا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَوْحَى إِلَيَّ يَأْمُرُنِي أَنِ أَتَّخِذَ وَصِيّاً مِنْ أَهْلِي فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ فَلْيَكُنِ ابْنِي قَالَ ذَلِكَ أُرِيدُ وَ كَانَ السَّابِقُ فِي عِلْمِ اللَّهِ الْمَحْتُومِ عِنْدَهُ أَنَّهُ سُلَيْمَانُ فَأَوْحَى اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلَى دَاوُدَ أَنْ لاَ تَعْجَلْ دُونَ أَنْ يَأْتِيَكَ أَمْرِي فَلَمْ يَلْبَثْ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَنْ وَرَدَ عَلَيْهِ رَجُلاَنِ يَخْتَصِمَانِ فِي الْغَنَمِ وَ الْكَرْمِ فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى دَاوُدَ أَنِ اجْمَعْ وُلْدَكَ فَمَنْ قَضَى بِهَذِهِ الْقَضِيَّةِ فَأَصَابَ فَهُوَ وَصِيُّكَ مِنْ بَعْدِكَ فَجَمَعَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وُلْدَهُ فَلَمَّا أَنْ قَصَّ الْخَصْمَانِ قَالَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا صَاحِبَ الْكَرْمِ مَتَى دَخَلَتْ غَنَمُ هَذَا الرَّجُلِ كَرْمَكَ قَالَ دَخَلَتْهُ لَيْلاً قَالَ قَضَيْتُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْغَنَمِ بِأَوْلاَدِ غَنَمِكَ وَ أَصْوَافِهَا فِي عَامِكَ هَذَا ثُمَّ قَالَ لَهُ دَاوُدُ فَكَيْفَ لَمْ تَقْضِ بِرِقَابِ الْغَنَمِ وَ قَدْ قَوَّمَ ذَلِكَ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ كَانَ ثَمَنُ الْكَرْمِ قِيمَةَ الْغَنَمِ فَقَالَ سُلَيْمَانُ إِنَّ الْكَرْمَ لَمْ يُجْتَثَّ مِنْ أَصْلِهِ وَ إِنَّمَا أُكِلَ حِمْلُهُ وَ هُوَ عَائِدٌ فِي قَابِلٍ فَأَوْحَى اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى دَاوُدَ إِنَّ الْقَضَاءَ فِي هَذِهِ الْقَضِيَّةِ مَا قَضَى سُلَيْمَانُ بِهِ يَا دَاوُدُ أَرَدْتَ أَمْراً وَ أَرَدْنَا أَمْراً غَيْرَهُ فَدَخَلَ دَاوُدُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ أَرَدْنَا أَمْراً وَ أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَمْراً غَيْرَهُ وَ لَمْ يَكُنْ إِلاَّ مَا أَرَادَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَدْ رَضِينَا بِأَمْرِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ سَلَّمْنَا وَ كَذَلِكَ الْأَوْصِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَتَعَدَّوْا بِهَذَا الْأَمْرِ

[1] مراۃ العقول:۳/۱۸۲

فَيُجَاوِزُونَ صَاحِبَهُ إِلَى غَيْرِهِ.

(ترجمہ) عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امامت خدا کی طرف سے ایک عہد ہے۔ خدا نے نام بنام کچھ لوگوں کو معین کر دیا ہے۔ امام کے لئے سزاوار نہیں کہ وہ اس سے پوشیدہ رکھے جو اس کے بعد ہونے والا امام ہے۔ خدا نے داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ وہ اپنے خاندان سے ایک شخص کو اپنا وصی بنائیں اور فرمایا میرے علم میں یہ گزر چکا ہے کہ جب کسی نبی کو بھیجوں گا تو اس کے خاندان سے اس کا ایک وصی بھی بناؤں گا۔ اور داؤد علیہ السلام کے بہت سے بیٹے تھے ان میں ایک لڑکا تھا جس کی ماں داؤد علیہ السلام کی زوجیت میں تھی اور زندہ تھی۔ داؤد علیہ السلام اس سے بہت محبت کرتے تھے۔ جب یہ وحی ہوئی تو انہوں نے اس سے کہا خدا نے یہ وحی کی ہے کہ میں اپنے اہل میں سے کسی کو اپنا وصی بناؤں ان کی بیوی نے کہا میرے بیٹے کو بنا دیجئے۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میں بھی یہی چاہتا ہوں اور علم الٰہی میں یہ بات گزر چکی تھی کہ داؤد علیہ السلام کے وصی سلیمان ہیں خدا نے داؤد کو وحی کی کہ جلدی نہ کرو۔ اس سے پہلے کہ میرا حکم تمہارے پاس آئے۔ کچھ دیر کے بعد داؤد کے پاس دو آدمی جھگڑا کرتے آئے۔ ایک بکریوں کا مالک تھا دوسرا انگور کے باغ کا مالک تھا۔ خدا نے داؤد کو وحی کی کہ اپنی سب اولاد کو جمع کرو اور اس کا فیصلہ پوچھو۔ جو فیصلہ کر دے وہی تمہارا وصی ہوگا۔ پس داؤد علیہ السلام نے سب کو جمع کیا جب ان کے سامنے یہ قضیہ پیش ہوا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا انگور والے بکریاں تیرے کھیت میں کب آئی تھیں۔ اس نے کہا رات کو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں نے یہ فیصلہ کیا کہ بکریوں والا اس سال بکریوں کے بچے اور اون تجھے دے گا۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا آپ نے بکریاں دینے کا حکم کیوں نہیں دیا جبکہ علماء بنی اسرائیل اسی فیصلہ کو حق جانتے ہیں۔ جناب سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ان بکریوں نے انگور کے درخت جڑ سے نہیں اکھاڑے ہیں صرف انگور کھائے ہیں آئندہ سال وہ پھر وہ آجائیں گے یعنی نقصان صرف ایک سال کے منافع کا ہے لہٰذا اسے بکریوں کے بچوں اور اون سے پورا کر دیا جائے گا۔ خدا نے داؤد علیہ السلام کو وحی کی کہ اس قضیہ کا فیصلہ یہی ہے جو سلیمان علیہ السلام نے کیا ہے۔ اے داؤد! ایک امر کا ارادہ میں نے کیا اور ایک امر کا تم نے (میرا ارادہ پورا ہوا)۔ داؤد علیہ السلام اپنی بیوی کے پاس آئے اور فرمایا ہم نے ایک ارادہ کیا اور اس کے علاوہ خدا نے ارادہ کیا اور اصلی ارادہ اللہ ہی کا ہے ہم نے اس کو تسلیم کر لیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: بس یہی صورت اوصیاء کی ہے اس معاملے میں امر الٰہی سے تجاوز نہیں کرتے اور معین وصی کے سوا دوسرے کو نہیں بناتے۔ [1]

---

[1] النور المبین: ۳۸۱؛ جامع احادیث الشیعہ: ۳۱/۴۶۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۴۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸/۴۴۵؛ بحار الانوار: ۱۴/۱۳۲؛ تفسیر الصافی: ۳/۳۴۸؛ بصائر الدرجات: ۲/۲۰۴

بیان:

﴿یزویها یصرفها و الجث انتزاع الشجر من أصله و الحمل بکسر الحاء ما یحمله الشجر من الثمرة قال فی الکافی معنی الحدیث الأول أن الغنم لو دخلت الکرم نهارا لم یکن علی صاحب الغنم شیء لأن لصاحب الغنم أن یسرح غنمه بالنهار ترعی و علی صاحب الکرم حفظه و علی صاحب الغنم أن یربط غنمه لیلا و لصاحب الکرم أن ینام فی بیته﴾

''یزویها'' وہ اسے پوشیدہ رکھے۔ ''الجث'' درخت کواس کی جڑ سے اکھیڑنا۔ ''الحمل'' وہ جس کو درخت اٹھاتا ہے یعنی پھل۔

کتاب الکافی میں پہلی حدیث کے معنی میں بیان کیا گیا ہے کہ بکریوں کے دن کو انگوروں کے کھیت میں داخل ہونے کو اس لیے پوچھا گیا تھا کہ اگر ایسا ہوتا تو بکریوں والے پر کوئی شئی نہ ہوئی۔ اس لیے کہ بکری والے کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی بکریاں دن میں چرائے اور کھیت والے کا یہ فرض ہے کہ وہ دن میں اپنے کھیت کی حفاظت کرے اور رات کو بکریوں والے کو چاہیے تھا کہ وہ ان کو باندھے اور کھیت والے کو چاہیے تھا کہ وہ اپنے گھر میں سوئے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے۔ [1]

۲۹۔ باب أن أفعالهم معهودة من الله تعالی

باب: ان علیہم السلام کے افعال بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عہد شدہ ہوتے ہیں

1/740 الکافی،۱/۱/۲۷۹ محمد وَ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي جَمِيلَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْوَصِيَّةَ نَزَلَتْ مِنَ اَلسَّمَاءِ عَلَى مُحَمَّدٍ كِتَاباً لَمْ يُنْزَلْ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كِتَابٌ مَخْتُومٌ إِلاَّ اَلْوَصِيَّةُ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا مُحَمَّدُ هَذِهِ وَصِيَّتُكَ فِي أُمَّتِكَ عِنْدَ أَهْلِ بَيْتِكَ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَيُّ أَهْلِ بَيْتِي يَا جَبْرَئِيلُ قَالَ نَجِيبُ اَللَّهِ مِنْهُمْ وَ ذُرِّيَّتُهُ لِيَرِثَكَ عِلْمَ اَلنُّبُوَّةِ كَمَا وَرَّثَهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مِيرَاثُهُ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ

[1] مراۃ العقول:۳/۱۸۷

ذُرِّيَّتِكَ مِنْ صُلْبِهِ قَالَ وَ كَانَ عَلَيْهَا خَوَاتِيمُ قَالَ فَفَتَحَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْخَاتَمَ اَلْأَوَّلَ وَ مَضَى لِمَا فِيهَا ثُمَّ فَتَحَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْخَاتَمَ اَلثَّانِيَ وَ مَضَى لِمَا أُمِرَ بِهِ فِيهَا فَلَمَّا تُوُفِّيَ اَلْحَسَنُ وَ مَضَى فَتَحَ اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْخَاتَمَ اَلثَّالِثَ فَوَجَدَ فِيهَا أَنْ قَاتِلْ فَاقْتُلْ وَ تُقْتَلُ وَ اُخْرُجْ بِأَقْوَامٍ لِلشَّهَادَةِ لاَ شَهَادَةَ لَهُمْ إِلاَّ مَعَكَ قَالَ فَفَعَلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَلَمَّا مَضَى دَفَعَهَا إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَبْلَ ذَلِكَ فَفَتَحَ اَلْخَاتَمَ اَلرَّابِعَ فَوَجَدَ فِيهَا أَنِ اُصْمُتْ وَ أَطْرِقْ لِمَا حُجِبَ اَلْعِلْمُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَ مَضَى دَفَعَهَا إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَفَتَحَ اَلْخَاتَمَ اَلْخَامِسَ فَوَجَدَ فِيهَا أَنْ فَسِّرْ كِتَابَ اَللَّهِ تَعَالَى وَ صَدِّقْ أَبَاكَ وَ وَرِّثِ اِبْنَكَ وَ اِصْطَنِعِ اَلْأُمَّةَ وَ قُمْ بِحَقِّ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قُلِ اَلْحَقَّ فِي اَلْخَوْفِ وَ اَلْأَمْنِ وَ لاَ تَخْشَ إِلاَّ اَللَّهَ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهَا إِلَى اَلَّذِي يَلِيهِ قَالَ قُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَنْتَ هُوَ قَالَ فَقَالَ مَا بِي إِلاَّ أَنْ تَذْهَبَ يَا مُعَاذُ فَتَرْوِيَ عَلَيَّ قَالَ فَقُلْتُ أَسْأَلُ اَللَّهَ اَلَّذِي رَزَقَكَ مِنْ آبَائِكَ هَذِهِ اَلْمَنْزِلَةَ أَنْ يَرْزُقَكَ مِنْ عَقِبِكَ مِثْلَهَا قَبْلَ اَلْمَمَاتِ قَالَ قَدْ فَعَلَ اَللَّهُ ذَلِكَ يَا مُعَاذُ قَالَ فَقُلْتُ فَمَنْ هُوَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ هَذَا اَلرَّاقِدُ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى اَلْعَبْدِ اَلصَّالِحِ وَ هُوَ رَاقِدٌ.

معاذ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے بصورت کتاب وصیت نامہ نازل کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوائے اس وصیت نامے کے کوئی تحریر مہر شدہ نازل نہیں ہوئی۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ وصیت نامہ آپؐ کی امت کے لئے آپؐ کی اہل بیتؑ کے بارے میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے جبرئیل! میرے اہل بیتؑ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا وہ ہے جس کو اللہ نے منتخب کیا ہے اور یہ آپؐ کی ذریت تاکہ وہ آپؐ سے نبوت کے علم کی میراث پائیں گے جیسا کہ ابراہیمؑ نے اس میراث کو پایا اور آپؐ کی میراث علی علیہ السلام اور ان کی اولادؑ کے لئے ہے۔ جو ان کے صلب سے ہو اور انہی پر خاتمہ ہے۔ پس علی علیہ السلام نے پہلی مُہر کو کھولا اور اس میں کچھ تھا آپؑ نے اس پر عمل کیا۔ پھر امام حسن علیہ السلام نے دوسری مُہر کو توڑا اور جو کچھ اس میں تھا اسپر عمل کیا۔ جب امام حسن علیہ السلام کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے اس مہر امام حسین علیہ السلام کے سپرد کر دیا جب انہوں نے اسے کھولا اس میں لکھا ہوا پایا قتال کرو دشمنوں سے اور قتل ہو جاؤ اور ایک قوم کو لے کر شہادت کے لئے نکلو۔ پس حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایسا ہی کیا جب انہوں نے شہادت پائی تو وہ وصیت نامہ علی بن حسین علیہ السلام کو دے دیا۔ انہوں نے چوتھی مہر توڑی لکھا تھا چپ رہو اور رضائے الٰہی میں سر جھکائے

رہو کیونکہ علم حجاب میں ہے۔ جب انہوں نے وفات پائی تو وہ تحریر امام محمد باقر علیہ السلام کو ملی۔ آپ نے پانچویں مہر توڑی۔ اس میں تھا کتاب خدا کی تفسیر بیان کرو اور اپنے آباء واجداد کی تصدیق کرو اور اپنے بیٹے کو اپنا وارث بناؤ، امت سے نیکی کرو اور اللہ کے حق کے اثبات کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور خوف اور امن ہر حالت میں حق کہو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ پس آپؑ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد وہ وصیت نامہ اپنے بعد والے کو دیا۔ میں (راوی) نے عرض کیا وہ آپؑ ہیں آپؑ نے فرمایا: مجھے یہی کہنا ہے کہ تم جاؤ اور مجھ سے روایت کرو۔ میں نے عرض کیا میں یہ سوال کرتا ہوں کہ جس طرح خدا نے آپؑ اور آپؑ کے آباء کو امامت فرمائی ہے کیا آپؑ کے دنیا سے جانے سے پہلے وصایت کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ آپؑ نے فرمایا: اے معاذ! خدا نے ایسا ہی کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میری جان آپؑ پر قربان آپؑ کے بعد کون ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ سونے والا اور اپنے ہاتھ سے عبد صالح (امام محمد باقر علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا جو سو رہے تھے۔ [1]

بیان:

﴿کتابا یعنی مکتوبا بخط إلهی مشاهد من عالم الأمر کما أن جبرئیل ع کان ینزل علیه فی صورة آدمی مشاهد من هناك نجیب الله من النجابة بمعنی الکریم الحسیب کنی به عن أمیر المؤمنین ع و مضی لما فیها علی تضمین معنی الأداء و نحوه أی مؤدیا أو ممتثلا لما أمر به فیها و اصطنع الأمة ربهم و أحسن إلیهم ما بی إلا أی ما بی بأس فی إظهاری لك بأنی هو إلا مخافة أن تروی ذلك علی فأشتهر به﴾

''کتاباً'' یعنی اپنی خط سے لکھا ہوا مشاہدہ جو عالم امر میں ہوتا ہے جیسا کہ جناب جبرئیلؑ ایک آدمی کی صورت میں نازل ہوتے تھے۔ ''نجیب الله'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجیب، یہ نجابت سے ہے، اس کا معنی کریم اور حسیب ہے، اور یہ امیر المومنین علیہ السلام کا لقب ہے۔ ''وضی لما فیها'' اس کو ادا کیا جو اس میں تھا۔ تضمین کی بناء پر اس کا معنی ادا کرنا ہے۔ مثلاً اس میں جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اس کو ادا کرنا۔ ''اصطنع الامه'' امت سے نیکی کرو یعنی ان کی تربیت کرو اور ان سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔ ''مالی الا'' مجھے خوف نہیں ہے مگر یعنی مجھے کوئی خوف نہیں ہے کہ میں تیرے لیے یہ ظاہر کروں کہ وہ میں ہی ہوں مگر اس خوف سے کہ تو اس کی روایت مجھ سے کرے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2]

---

[1] النورالمبین: ۳۸۱؛ جامع احادیث الشیعہ: ۳۱/۴۶۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۴۴۲؛ تفسیر کنزالدقائق: ۸/۴۴۵؛ بحارالانوار: ۱۴/۱۳۲؛ تفسیر الصافی: ۳/۳۴۸؛ بصائرالدرجات: ۲/۷۰۴

[2] مراۃالعقول: ۳/۱۹۱

2/741 الکافی،۱/۲/۲۸۰/۱ أحمد و محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْكِنَانِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ نَجِيحٍ اَلْكِنْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عُبَيْدِ اَللَّهِ اَلْعُمَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْزَلَ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كِتَاباً قَبْلَ وَفَاتِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَذِهِ وَصِيَّتُكَ إِلَى اَلنُّجَبَةِ مِنْ أَهْلِكَ قَالَ وَ مَا اَلنُّجَبَةُ يَا جَبْرَئِيلُ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ وُلْدُهُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ عَلَى اَلْكِتَابِ خَوَاتِيمُ مِنْ ذَهَبٍ فَدَفَعَهُ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَمَرَهُ أَنْ يَفُكَّ خَاتَماً مِنْهُ وَ يَعْمَلَ بِمَا فِيهِ فَفَكَّ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ خَاتَماً وَ عَمِلَ بِمَا فِيهِ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى اِبْنِهِ اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَفَكَّ خَاتَماً وَ عَمِلَ بِمَا فِيهِ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَفَكَّ خَاتَماً فَوَجَدَ فِيهِ أَنِ اُخْرُجْ بِقَوْمٍ إِلَى اَلشَّهَادَةِ فَلاَ شَهَادَةَ لَهُمْ إِلاَّ مَعَكَ وَ اِشْرِ نَفْسَكَ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَفَكَّ خَاتَماً فَوَجَدَ فِيهِ أَنْ أَطْرِقْ وَ اُصْمُتْ وَ اِلْزَمْ مَنْزِلَكَ (وَ اُعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ اَلْيَقِينُ) فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى اِبْنِهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَفَكَّ خَاتَماً فَوَجَدَ فِيهِ حَدِّثِ اَلنَّاسَ وَ أَفْتِهِمْ وَ لاَ تَخَافَنَّ إِلاَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فَإِنَّهُ لاَ سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى اِبْنِهِ جَعْفَرٍ فَفَكَّ خَاتَماً فَوَجَدَ فِيهِ حَدِّثِ اَلنَّاسَ وَ أَفْتِهِمْ وَ اُنْشُرْ عُلُومَ أَهْلِ بَيْتِكَ وَ صَدِّقْ آبَائَكَ اَلصَّالِحِينَ وَ لاَ تَخَافَنَّ إِلاَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَنْتَ فِي حِرْزٍ وَ أَمَانٍ فَفَعَلَ ثُمَّ دَفَعَهُ إِلَى اِبْنِهِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَذَلِكَ يَدْفَعُهُ مُوسَى إِلَى اَلَّذِي بَعْدَهُ ثُمَّ كَذَلِكَ إِلَى قِيَامِ اَلْمَهْدِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ.

(ترجمہ) احمد بن عبید اللہ العمری سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے پہلے ایک کتاب نازل کی اور فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ تمہارے خاندان کے نجباء کی طرف ہماری وصیت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ان کی اولاد اس کتاب پر سونے کی مہریں لگی ہوئی تھیں۔ وہ کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنینؑ کو دے دی اور حکم دیا کہ ان میں سے ایک مُہر توڑیں اور جو لکھا ہے اس پر عمل کریں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مہر کو توڑا اور حسبِ ہدایت عمل کیا۔ پھر اسے امام حسین علیہ السلام کو دے دیا انہوں نے ایک مہر توڑی اور عمل کیا۔ پھر انہوں نے اپنی شہادت کے وقت امام حسین علیہ السلام کو دے دی انہوں نے تیسری مہر توڑی اس میں لکھا تھا ایک گروہ کے ساتھ

شہادت کے لئے نکلوان کی شہادت تمہارے ہی ساتھ ہے اور راہِ خدا میں اپنا نفس بیچ ڈالو، پس انہوں نے ایسا ہی کیا پھر وہ کتاب علی بن الحسین علیہ السلام کو دے دی گئی انہوں نے چوتھی مُہر کوتوڑا اس میں لکھا تھا کہ سرِ تسلیم کو خم کرو خاموشی کے ساتھ اپنے گھر میں بیٹھ کر مرتے دم تک عبادتِ خدا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر اسے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو دیا۔ انہوں نے مہر کوتوڑا تو اس میں دیکھا لوگوں سے احادیث بیان کرو اور ان کو فتویٰ دو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو تم پر کسی کو قابو حاصل نہ ہوگا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر وہ ان کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام کو ملی انہوں نے مہر کوتوڑا تو اس میں تھا احادیث کو بیان کرو اور فتویٰ دو اور علوم اہل بیت علیہم السلام کو نشر کرو اور تصدیق کرو اپنے آباء صالحین کی اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو، تم اس کی پناہ میں ہو۔ انہوں نے ایسے ہی کیا پھر انہوں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو وہ کتاب دی۔ پھر اس طرح قیام امام مہدیؑ تک ہوتا رہے گا۔ [۱]

بیان:

﴿لعل الخواتيم كانت متفرقة فی مطاوی الكتاب بحيث كلما نشرت طائفة من مطاويه انتهى النشر إلى خاتم يمنع من نشر ما بعدها من المطاوی إلا أن يفض الخاتم و اشر نفسك أی بعها من الشراء بمعنى البيع﴾

شاید کتاب کی گرہوں میں مہریں متفرق تھیں اس حیثیت کے ساتھ جب بھی ایک گروہ اس گرہ کو کھولتا تو وہ اس مہر کی انتہا تک جاتا تا کہ اس پر کو کھول لے۔ ''واشر نفسك'' اپنے نفس کو بیچ دو، یعنی اس کو بیچ دو اور یہ باب شرآء سے ہے جس کا معنی بیچنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲]

3/742 الكافی،۱/۲۸۱/۳/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنِ اِبْنِ رِئَابٍ عَنْ ضُرَيْسٍ اَلْكُنَاسِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ لَهُ حُمْرَانُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَرَأَيْتَ مَا كَانَ مِنْ أَمْرِ عَلِيٍّ وَ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ خُرُوجِهِمْ وَ قِيَامِهِمْ بِدِينِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَا أُصِيبُوا مِنْ قَتْلِ اَلطَّوَاغِيتِ إِيَّاهُمْ وَ اَلظَّفَرِ بِهِمْ حَتَّى قُتِلُوا وَ غُلِبُوا فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا حُمْرَانُ

---

[۱] المناقب:۱/۲۹۸؛ تقریب المعارف:۴۲۲؛ کمال الدین:۲/۶۶۹؛ الجواہر السنیہ:۴۳۱؛ امالی صدوق:۴۰۱؛ امالی طوسی:۴۴۱؛ بحارالانوار:۳۶/۱۹۲؛ عوالم العلوم:۱۵/۵۴؛ مدینۃ المعاجز:۵/۹۱؛ الصراط المستقیم:۲/۱۴۸؛ الکوثر موسوی:۵/۱۹۸

[۲] مراۃ العقول:۳/۱۹۲

إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَدْ كَانَ قَدَّرَ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ وَ قَضَاهُ وَ أَمْضَاهُ وَ حَتَمَهُ ثُمَّ أَجْرَاهُ فَبِتَقَدُّمِ عِلْمِ ذَلِكَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ قَامَ عَلِيٌّ وَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ وَ بِعِلْمٍ صَمَتَ مَنْ صَمَتَ مِنَّا.

(ترجمہ) ضریس الکناسی سے روایت ہے کہ حمران نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا آپؑ نے غور کیا حضرت علیؑ اور امام حسن و حسین علیہم السلام کا قیام کرنا اور جنگ کرنا اور دین خدا کی حفاظت کے لیئے قیام کرنا پھر سرکشوں کے خلاف جہاد کرنا اور ان کا شہید ہو جانا اور مغلوب ہونا یہ سب کچھ کیا ہے اور کیوں ہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے حمران! یہ امور قضا و قدر الٰہی سے متعلق ہیں اسی کے حکم و مشیت سے ان کا اجزاء ہوا، ان امور کا علم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ اس پر علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام قائم رہے پس ہم میں سے جو خاموش رہتا ہے وہ بھی علم کے ساتھ خاموش رہتا ہے اور جنگ کرتا ہے وہ بھی علم کے تحت کرتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

4/743 الکافی،۱/۲۸۱/۴/۱۱ الاثنان عن أحمد عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ عِيسَى بْنِ اَلْمُسْتَفَادِ أَبِي مُوسَى اَلضَّرِيرِ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ أَلَيْسَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَاتِبَ اَلْوَصِيَّةِ وَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْمُمْلِي عَلَيْهِ وَ جَبْرَئِيلُ وَ اَلْمَلاَئِكَةُ اَلْمُقَرَّبُونَ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ شُهُودٌ قَالَ فَأَطْرَقَ طَوِيلاً ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا اَلْحَسَنِ قَدْ كَانَ مَا قُلْتَ وَ لَكِنْ حِينَ نَزَلَ بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْأَمْرُ نَزَلَتِ اَلْوَصِيَّةُ مِنْ عِنْدِ اَللَّهِ كِتَاباً مُسَجَّلاً نَزَلَ بِهِ جَبْرَئِيلُ مَعَ أُمَنَاءِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ يَا مُحَمَّدُ مُرْ بِإِخْرَاجِ مَنْ عِنْدَكَ إِلاَّ وَصِيَّكَ لِيَقْبِضَهَا مِنَّا وَ تُشْهِدَنَا بِدَفْعِكَ إِيَّاهَا إِلَيْهِ ضَامِناً لَهَا يَعْنِي عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَمَرَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِإِخْرَاجِ مَنْ كَانَ فِي اَلْبَيْتِ مَا خَلاَ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ فَاطِمَةُ فِيمَا بَيْنَ اَلسِّتْرِ وَ اَلْبَابِ فَقَالَ جَبْرَئِيلُ يَا مُحَمَّدُ رَبُّكَ يُقْرِئُكَ اَلسَّلاَمَ وَ يَقُولُ هَذَا كِتَابُ مَا كُنْتُ عَهِدْتُ إِلَيْكَ وَ شَرَطْتُ عَلَيْكَ وَ شَهِدْتُ بِهِ عَلَيْكَ وَ أَشْهَدْتُ بِهِ عَلَيْكَ مَلاَئِكَتِي وَ

[1] الفصول المہمہ:۱/۳۹۶؛ بصائرالدرجات:۱/۱۲۴؛ بحارالانوار:۲۶/۱۴۹ و ۴۴/۲۷۶؛ مجمع البحرین:۱/۳۴۶؛ عوالم العلوم:۱۷/۵۱۸

[2] مراۃ العقول:۳/۱۹۲

كَفَى بِي يَا مُحَمَّدُ شَهِيداً قَالَ فَارْتَعَدَتْ مَفَاصِلُ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا جَبْرَئِيلُ رَبِّي هُوَ اَلسَّلاَمُ وَ مِنْهُ اَلسَّلاَمُ وَ إِلَيْهِ يَعُودُ اَلسَّلاَمُ صَدَقَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ بَرَّ هَاتِ اَلْكِتَابَ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ وَ أَمَرَهُ بِدَفْعِهِ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ اِقْرَأْهُ فَقَرَأَهُ حَرْفاً حَرْفاً فَقَالَ يَا عَلِيُّ هَذَا عَهْدُ رَبِّي تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلَيَّ وَ شَرْطُهُ عَلَيَّ وَ أَمَانَتُهُ وَ قَدْ بَلَّغْتُ وَ نَصَحْتُ وَ أَدَّيْتُ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَنَا أَشْهَدُ لَكَ بِأَبِي وَ أُمِّي أَنْتَ بِالْبَلاَغِ وَ اَلنَّصِيحَةِ وَ اَلتَّصْدِيقِ عَلَى مَا قُلْتَ وَ يَشْهَدُ لَكَ بِهِ سَمْعِي وَ بَصَرِي وَ لَحْمِي وَ دَمِي فَقَالَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَنَا لَكُمَا عَلَى ذَلِكَ مِنَ اَلشَّاهِدِينَ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا عَلِيُّ أَخَذْتَ وَصِيَّتِي وَ عَرَفْتَهَا وَ ضَمِنْتَ لِلَّهِ وَ لِيَ اَلْوَفَاءَ بِمَا فِيهَا فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَعَمْ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي عَلَيَّ ضَمَانُهَا وَ عَلَى اَللَّهِ عَوْنِي وَ تَوْفِيقِي عَلَى أَدَائِهَا فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا عَلِيُّ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُشْهِدَ عَلَيْكَ بِمُوَافَاتِي بِهَا يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَعَمْ أَشْهِدْ فَقَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّ جَبْرَئِيلَ وَ مِيكَائِيلَ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكَ اَلْآنَ وَ هُمَا حَاضِرَانِ مَعَهُمَا اَلْمَلاَئِكَةُ اَلْمُقَرَّبُونَ لِأُشْهِدَهُمْ عَلَيْكَ فَقَالَ نَعَمْ لِيَشْهَدُوا وَ أَنَا بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي أُشْهِدُهُمْ فَأَشْهَدَهُمْ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كَانَ فِيمَا اِشْتَرَطَ عَلَيْهِ اَلنَّبِيُّ بِأَمْرِ جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِيمَا أَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ تَفِي بِمَا فِيهَا مِنْ مُوَالاَةِ مَنْ وَالَى اَللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ اَلْبَرَاءَةِ وَ اَلْعَدَاوَةِ لِمَنْ عَادَى اَللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ اَلْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ عَلَى اَلصَّبْرِ مِنْكَ وَ عَلَى كَظْمِ اَلْغَيْظِ وَ عَلَى ذَهَابِ حَقِّي وَ غَصْبِ خُمُسِكَ وَ اِنْتِهَاكِ حُرْمَتِكَ فَقَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اَللَّهِ فَقَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اَلَّذِي فَلَقَ اَلْحَبَّةَ وَ بَرَأَ اَلنَّسَمَةَ لَقَدْ سَمِعْتُ جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ لِلنَّبِيِّ يَا مُحَمَّدُ عَرِّفْهُ أَنَّهُ يُنْتَهَكُ اَلْحُرْمَةُ وَ هِيَ حُرْمَةُ اَللَّهِ وَ حُرْمَةُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلَى أَنْ تُخْضَبَ لِحْيَتُهُ مِنْ رَأْسِهِ بِدَمٍ عَبِيطٍ قَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَصَعِقْتُ حِينَ فَهِمْتُ اَلْكَلِمَةَ مِنَ اَلْأَمِينِ جَبْرَئِيلَ حَتَّى سَقَطْتُ عَلَى وَجْهِي وَ قُلْتُ نَعَمْ قَبِلْتُ وَ رَضِيتُ وَ إِنِ اِنْتَهَكَتِ اَلْحُرْمَةُ وَ عُطِّلَتِ اَلسُّنَنُ وَ مُزِّقَ اَلْكِتَابُ وَ هُدِّمَتِ اَلْكَعْبَةُ وَ خُضِبَتْ لِحْيَتِي مِنْ رَأْسِي بِدَمٍ عَبِيطٍ صَابِراً مُحْتَسِباً أَبَداً حَتَّى أَقْدَمَ عَلَيْكَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَاطِمَةَ وَ اَلْحَسَنَ وَ اَلْحُسَيْنَ وَ أَعْلَمَهُمْ

مِثْلَ مَا أَعْلَمَ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ فَقَالُوا مِثْلَ قَوْلِهِ فَخُتِمَتِ اَلْوَصِيَّةُ بِخَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ لَمْ تَمَسَّهُ اَلنَّارُ وَ دُفِعَتْ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي أَ لاَ تَذْكُرُ مَا كَانَ فِي اَلْوَصِيَّةِ فَقَالَ سُنَنُ اَللَّهِ وَ سُنَنُ رَسُولِهِ فَقُلْتُ أَ كَانَ فِي اَلْوَصِيَّةِ تَوَثُّبُهُمْ وَ خِلاَفُهُمْ عَلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ نَعَمْ وَ اَللَّهِ شَيْئاً شَيْئاً وَ حَرْفاً حَرْفاً أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنّٰا نَحْنُ نُحْيِ اَلْمَوْتىٰ وَ نَكْتُبُ مٰا قَدَّمُوا وَ آثٰارَهُمْ وَ كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنٰاهُ فِي إِمٰامٍ مُبِينٍ) وَ اَللَّهِ لَقَدْ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ أَ لَيْسَ قَدْ فَهِمْتُمَا مَا تَقَدَّمْتُ بِهِ إِلَيْكُمَا وَ قَبِلْتُمَاهُ فَقَالاَ بَلَى وَ صَبَرْنَا عَلَى مَا سَاءَنَا وَ غَاظَنَا وَ فِي نُسْخَةِ اَلصَّفْوَانِيِّ زِيَادَةٌ.

(ترجمہ) ابوموسیٰ ضریر سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنے والد ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کیا امیر المومنین علیہ السلام نے اس وصیت کو نہیں لکھا اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں نہیں لکھوایا اور جبرئیل علیہ السلام اور ملائکہ مقربین اس پر گواہ نہیں ہوئے۔ آپؑ یہ سن کر دیر تک سر جھکائے رہے پھر فرمایا: اے ابوالحسن (کنیت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) جو آپ نے کہا ایسا ہی ہونا تھا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ پر امر رسالت کا نزول ہوا تو خدا نے یہ وصیت بصورت کتاب و دستاویز نازل کی اور جبرئیل اللہ تعالیٰ کے امین ملائکہ کے ساتھ لے کر نازل ہوئے اور جبرئیل نے عرض کیا اے محمد ﷺ جو لوگ آپؐ کے پاس ہیں ان کو چلے جانے کا حکم دیجئے سوائے آپ کے وصی کے کوئی نہ رہے تاکہ ہم سے وہ وصیت نامہ لے لیں اور ہم آپؐ کو اس کے دینے پر گواہ بنائیں اور ضامن قرار دیں وصی سے ہماری مراد علیؑ ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سب کو باہر جانے کا حکم دیا سوائے علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام کے کوئی نہ رہا۔ دروازہ اور گھر کے درمیان پردہ حائل تھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے محمد ﷺ تمہارا رب سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: یہ میرا عہد نامہ ہے جس کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اس پر میں نے تم کو گواہ بنایا اور تم پر ملائکہ کو گواہ قرار دیا اور اے محمد ﷺ میرا گواہ ہونا کافی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے بدن کا ایک ایک جوڑ کانپنے لگا اور آنحضرت ﷺ فرمایا: اے جبرئیلؑ! میرے رب پر سلام ہے اس کی طرف سے سلامتی ہے اسی کی طرف سلامتی لوٹتی ہے میرے معبود نے سچ فرمایا جبرئیلؑ نے وہ وصیت نامہ رسول خدا ﷺ کے سپرد کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے امیر المومنینؑ کے سپرد کر دیا اور حضرت علیؑ سے فرمایا: اسے پڑھو! پس امیر المومنین نے اسے حرف بحرف پڑھا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ! یہ میرے رب کا عہد ہے اور یہ خدا کی امانت ہے میں نے تبلیغ کر دی

نصیحت کردی اور تم تک پہنچا دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے تبلیغ کر دی، نصیحت کر دی اور جو کچھ آپؐ نے کہا میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میرے کان، آنکھ اور میرا خون میرا گوشت گواہی دیتا ہے۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا میں بھی آپ دونوں کے ساتھ گواہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! تم نے میری وصیت سن لی اور اس کو جان لیا اور اللہ اور میری طرف سے ضامن ہو گئے کہ اس عہد کو وفا کریں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: بے شک! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں میں ضامن ہوں خدا میری مدد کرے اور مجھے توفیق عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی علیہ السلام میں چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق روز قیامت گواہی دوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں آپؐ کے اس ارادے کا گواہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرئیلؑ، میکائیلؑ، اور مقربین ملائکہ جو ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس واقعہ کے گواہ ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب گواہ ہیں اور میں ان پر گواہ ہوں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہی دی اور بحکم خدا جبرئیل علیہ السلام نے جو شرائط نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کی تھیں اس کی گواہی دی اور فرمایا: اے علی علیہ السلام اس میں جو کچھ ہے اسے پورا کرو، دوستی رکھو اس سے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھے اور برأت اور دشمنی رکھو اس سے جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہیں اور صبر کے ساتھ ان سے اپنی برأت کا اظہار کرو اور غصہ کو پی جاؤ۔ آپؑ کا حق غصب کیا جائے گا اور آپؐ کے حق خمس کو غصب کیا جائے گا اور آپؑ کی توہین کی جائے گی اس پر آپؑ صبر کریں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں۔ اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ہواؤں کو چلایا کہ میں نے جبرئیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے سنا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو آگاہ کر دو کہ ان کی ہتک، حرمت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک حرمت ہے اور یہ بھی بتا دو کہ ان کی داڑھی ان کے سر کے خون سے خضاب ہو گی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ان واقعات کو سن کر مجھے اضطراب لاحق ہوا یہاں تک کہ اپنا چہرہ زمین پر رکھا۔ پھر میں نے کہا میں نے ان سب باتوں کو قبول کیا اور ان مصیبتوں پر راضی ہوں اگرچہ ہتک، حرمت ہو اور امر سنت معطل ہو جائے اور کتاب خدا پارہ پارہ ہو خواہ کعبہ کو ڈھا دیا جائے اور بڑی داڑھی کو سر کے خون سے خضاب کر دیا جائے۔ میں ہمیشہ صبر سے کام لوں گا اور اس کا حساب خدا کے سپرد کر دوں گا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ علیہا السلام اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کو بلایا اور ان واقعات سے جس طرح امیر المومنین علیہ السلام کو آگاہ کیا تھا ان کو بھی آگاہ کیا۔ انہوں نے بھی حضرت علی علیہ السلام کی طرح جواب دیا اس کے بعد یہ

وصیت سونے سے سربمہر کردی گئی تا کہ آگ کا اثر نہ ہو اور وہ امیر المومنین علیہ السلام کو دے دی گئی۔ راوی کہتا ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے پوچھا اس میں وصیت تھی کیا؟ آپؑ نے فرمایا: اس میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو بیان کیا گیا تھا۔ میں نے عرض کیا کیا وصیت میں یہ بھی تھا کہ لوگ امیر المومنین علیہ السلام پر بہ جبر و قہر غلبہ حاصل کریں گے اور ان کی مخالفت پر کمر باندھیں گے۔ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم ایک ایک چیز ایک ایک حرف اس میں لکھا ہوا تھا۔ کیا تم نے خدا کا یہ قول نہیں سنا ''ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اس چیز کو جو وہ کر چکے ہیں اور ان کے نشانات کو اور ہم نے ہر شے کو امام مبین میں رکھ دیا ہے'' (یٰس: ۱۲)۔

خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا: جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا تم نے اسے سمجھ لیا اور قبول کر لیا۔ انہوں نے فرمایا: جی ہاں! ہم صبر کریں گے ہر اس چیز پر جس سے ہمیں رنج پہنچے یا وہ ہم کو غضب ناک کرنے والی ہو۔ [۱]

علامہ فرماتے ہیں صفوانی کے نسخہ میں اضافہ کیا ہے اور وہ اضافہ یہ حدیث ہے۔

بیان:

﴿قد كان ما قلت يعنى بعد ما نزل برسول الله ص الأمر و العبيط الطرى لم تمسه النار و ذلك لأنه كان من عالم الأمر و الملكوت منزها عن مواد العناصر و تراكيبها و التوثب الاستيلاء على الشىء ظلما﴾

''قد كان ما قلت'' بیشک وہ ایسے تھا جیسے آپ نے کہا یعنی رسول خداؐ کے ذریعہ نازل ہونے والے امر کے بعد ''العبيط'' نرم تازہ۔ ''لم تمسه النار'' اس کو آگ مس نہیں کرے گی، یعنی یہ اس لیے کہ وہ عالم الامر اور ملکوت تھا جو عناصر کے مواد اور ترکیب سے پاک تھا۔ ''التوثب'' کسی چیز پر ظلم کے طور پر قبضہ کر لینا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور لیکن معتبر ہے کیونکہ شیخ کلینی نے عیسیٰ بن المستفاد کی کتاب الوصیۃ سے اسے نقل کیا ہے جو اصول معتبرہ میں شامل ہے اور اس کا ذکر نجاشی نے اور شیخ نے فہرست میں کیا ہے [۲]

5/744 الكافى،١/٢٨٣/٥/١علی عن أبيه عن الأصم عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ اَلْبَزَّازِ عَنْ حَرِيزٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا أَقَلَّ بَقَاءَكُمْ أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ أَقْرَبَ آجَالَكُمْ بَعْضَهَا مِنْ بَعْضٍ مَعَ حَاجَةِ اَلنَّاسِ إِلَيْكُمْ فَقَالَ إِنَّ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا صَحِيفَةً فِيهَا مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ أَنْ

---

[۱] بحارالانوار: ۲۲/ ۴۷۹؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۱/ ۲۰۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۹/ ۲۹۶؛ عین الحیاۃ: ۱۶۰

[۲] مراۃ العقول: ۳/ ۱۹۸

يَعْمَلَ بِهِ فِي مُدَّتِهِ فَإِذَا انْقَضَى مَا فِيهَا مِمَّا أُمِرَ بِهِ عَرَفَ أَنَّ أَجَلَهُ قَدْ حَضَرَ فَأَتَاهُ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَنْعَى إِلَيْهِ نَفْسَهُ وَ أَخْبَرَهُ بِمَا لَهُ عِنْدَ اَللَّهِ وَ أَنَّ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَرَأَ صَحِيفَتَهُ اَلَّتِي أُعْطِيَهَا وَ فُسِّرَ لَهُ مَا يَأْتِي بِنَعْيٍ وَ بَقِيَ فِيهَا أَشْيَاءُ لَمْ تُقْضَ فَخَرَجَ لِلْقِتَالِ وَ كَانَتْ تِلْكَ اَلْأُمُورُ اَلَّتِي بَقِيَتْ أَنَّ اَلْمَلاَئِكَةَ سَأَلَتِ اَللَّهَ فِي نُصْرَتِهِ فَأَذِنَ لَهَا وَ مَكَثَتْ تَسْتَعِدُّ لِلْقِتَالِ وَ تَتَأَهَّبُ لِذَلِكَ حَتَّى قُتِلَ فَنَزَلَتْ وَ قَدِ اِنْقَطَعَتْ مُدَّتُهُ وَ قُتِلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَتِ اَلْمَلاَئِكَةُ يَا رَبِّ أَذِنْتَ لَنَا فِي اَلاِنْحِدَارِ وَ أَذِنْتَ لَنَا فِي نُصْرَتِهِ فَانْحَدَرْنَا وَ قَدْ قَبَضْتَهُ فَأَوْحَى اَللَّهُ إِلَيْهِمْ أَنِ اِلْزَمُوا قَبْرَهُ حَتَّى تَرَوْهُ وَ قَدْ خَرَجَ فَانْصُرُوهُ وَ اِبْكُوا عَلَيْهِ وَ عَلَى مَا فَاتَكُمْ مِنْ نُصْرَتِهِ فَإِنَّكُمْ قَدْ خُصِّصْتُمْ بِنُصْرَتِهِ وَ بِالْبُكَاءِ عَلَيْهِ فَبَكَتِ اَلْمَلاَئِكَةُ تَعَزِّياً وَ حُزْناً عَلَى مَا فَاتَهُمْ مِنْ نُصْرَتِهِ فَإِذَا خَرَجَ يَكُونُونَ أَنْصَارَهُ.

ترجمہ: حریز سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا آپ اہل بیت علیہم السلام کی زندگی کس قدر کم ہوتی ہے حالانکہ لوگوں کو آپؑ کی ضرورت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہم میں سے ہر ایک کے پاس ایک صحیفہ ہوتا ہے جس میں وہ سب لکھا ہوتا ہے جس پر عمل کرنا ان کے لئے ضروری ہوتا ہے اور اس میں مدت عمل بھی درج ہوتی ہے۔ پس جب ان امور پر عمل ہو جاتا ہے تو اس وقت ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس آتے ہیں اور اس کو خبر وفات دیتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ خدا کے نزدیک اس کا کیا مرتبہ ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے اس صحیفہ کو پڑھا اور جو واقعات پیش آنے والے تھے ان کو واضح کیا گیا اور جو واقعات عمل میں آنے سے رہ گئے تے وہ بھی بتائے۔ پس حضرتؑ جہاد کے لئے نکلے ملائکہ نے ان کی نصرت کی خواہش اللہ سے کی، خدا نے اجازت دے دی اور اس کے بعد جنگ کی آمادگی کے لئے کچھ دیر ٹھہرے یہاں تک کہ آپؑ شہید ہو گئے۔ تب وہ نازل ہوئے۔ ملائکہ نے کہا پروردگار اس میں کیا مصلحت تھی کہ تو نے ہمیں اترنے کا حکم دیا اور نصرت کی اجازت دی لیکن جب ہم اترے تو تو نے ان کی روح قبض کر لی۔ خدا نے وحی کی کہ اب تم ان کی قبر پر رہو یہاں تک کہ تم (زمانہ رجعت میں) ان کا خروج دیکھو تو اس وقت ان کی نصرت کرنا اس وقت تک تم ان کی قبر پر رہو اور ان پر گریہ کرو اور جب رجعت میں وہ خروج کریں گے تو اس وقت ان کی نصرت کرنا۔ [1]

[1] مختصر البصائر: ۱/۴۳۱؛ کامل الزیارات: ۸۷؛ بحار الانوار: ۴۵/۲۲۵ و ۵۳/۱۰۶؛ عوالم العلوم: ۱۷/۴۷۸؛ مدینۃ المعاجز: ۴/۲۲۳ و ۱۶۲؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۹۷

بیان:

''ینعی الیہ نفسہ''اس کو اپنے بارے میں خبر دیتے ہیں۔یعنی اس کو اپنی وفات کی خبر دیتے ہیں۔''حتی تروہ وقد خرج''یہاں تک کہ تم ان کا خروج دیکھو، یہ اشارہ ہے سرکار قائم آلِ محمدؑ کے زمانہ میں آپ کی رجعت کی طرف۔

حسن بن سلیمان حلی نے اپنی اسناد کے ذریعہ احمد بن عقبہ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے روایت کی اپنے والد سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ سے رجعت کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ حق ہے تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: ہاں جی!

عرض کیا گیا: سب سے پہلے کسی کی رجعت ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ سرکار قائم آلِ محمدؑ کے ساتھ ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: تو کیا ان کے ساتھ تمام لوگ ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں! بلکہ وہ ہوں گے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے:

یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا۔

''جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو تم فوج فوج ہو کر آؤ گے۔(سورۃ النباء:۱۸)

ایک قوم کے بعد ایک قوم آئے گی۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ سے امامؑ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام حسینؑ اپنے ان اصحاب کے ساتھ رجعت میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ جو اصحاب آپؑ کے ساتھ شہید کر دیتے تھے اور آپؑ کے ساتھ ستر (۷۰) انبیاء بھی اس طرح مبعوث ہوں گے جس طرح حضرت موسیٰؑ ابن عمرانؑ کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ تو اس وقت سرکار قائم آل محمدؑ انگوٹھی آپؑ کے حوالے کر دیں گے اور پھر امام حسینؑ ہی سرکار قائم آل محمدؑ کو غسل دیں گے۔ کفن پہنائیں گے اور حنوط کر کے قبر آپؑ کو قبر میں دفن کر دیں گے۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ سے معلیٰ بن خنیس سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے امام حسین علیہ السلام رجعت فرمائیں گے اور اتنے عرصہ تک حکومت کریں گے کہ بڑھاپے کی وجہ سے آپؑ کی بھویں لٹک کر آپؑ کی آنکھوں پر آجائیں گی۔

اس کے معنی میں بے شمار روایات ذکر کی گئی ہیں ہمارے اصحاب کی اکثر کتابوں میں رجعت کی احادیث اور اس کی تفصیل اتنی زیادہ بیان ہوئی ہے کہ جس کے انکار کی کوئی راہ نہیں ہے اور انشاء اللہ ان ابواب کے آخر میں چند کا ذکر

آئے گا اور اہل عقل کے نزدیک بالکل روشن ہیں اور حکمت کے قوانین بھی ان کی مخالفت نہیں کرتے جیسا کہ تگمان کیا گیا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ میں ان کی تصحیح اور تاویل میں ایک رسالہ لکھوں جس سے پردے ہٹ جائیں گے، اور کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے گا۔ پس ہمارے اصحاب اس پر کھلم کھلا ایسے ایمان رکھتے ہیں جیسے وہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ بیشک امام ابوجعفرؑ نے ابوصباح کنانی سے اس وقت فرمایا جب اس نے امامؑ سے اس کے بارے میں سوال کیا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ ایسی قدرت ہے جس کا انکار سوائے قدری فرقہ کے اور کسی نے نہیں کیا۔ پس تو بھی اس قدرت کا انکار نہ کرنا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱]

۳۰۔ باب ما نص اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہم

باب: آئمہ علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ اور رسول خداؐ نے جو نص فرمائی ہے

1/745 الکافی،۱/۱/۲۸۶/۱ علی عن العبیدی و علی بن محمد عن سهل عن العبیدی عن یونس عن ابن مسکان عن أبی بصیر الکافی،۱/۱/۲۸۸/۱ محمد عن ابن عیسی عن محمد بن خالد و الحسین عن النضر عن یحیی بن عمران الحلبی عن أیوب بن الحر و عمران بن علی الحلبی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَطِيعُوا اَللّٰهَ وَ أَطِيعُوا اَلرَّسُولَ وَ أُولِي اَلْأَمْرِ مِنْكُمْ) فَقَالَ نَزَلَتْ فِي عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ اَلنَّاسَ يَقُولُونَ فَمَا لَهُ لَمْ يُسَمِّ عَلِيّاً وَ أَهْلَ بَيْتِهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ فِي كِتَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ فَقَالَ قُولُوا لَهُمْ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نَزَلَتْ عَلَيْهِ اَلصَّلاَةُ وَ لَمْ يُسَمِّ اَللَّهُ لَهُمْ ثَلاَثاً وَ لاَ أَرْبَعاً حَتَّى كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هُوَ اَلَّذِي فَسَّرَ ذَلِكَ لَهُمْ وَ نَزَلَتْ عَلَيْهِ اَلزَّكَاةُ وَ لَمْ يُسَمِّ لَهُمْ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَماً دِرْهَمٌ حَتَّى كَانَ

[۱] مراۃ العقول:۳/۲۰۰

رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هُوَ اَلَّذِي فَسَّرَ ذَلِكَ لَهُمْ وَ نَزَلَ اَلْحَجُّ فَلَمْ يَقُلْ لَهُمْ طُوفُوا أُسْبُوعاً حَتَّى كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هُوَ اَلَّذِي فَسَّرَ ذَلِكَ لَهُمْ وَ نَزَلَتْ (أَطِيعُوا اَللّٰهَ وَ أَطِيعُوا اَلرَّسُولَ وَ أُولِي اَلْأَمْرِ مِنْكُمْ) وَ نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ وَ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي عَلِيٍّ مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ وَ قَالَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أُوصِيكُمْ بِكِتَابِ اَللَّهِ وَ أَهْلِ بَيْتِي فَإِنِّي سَأَلْتُ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ لاَ يُفَرِّقَ بَيْنَهُمَا حَتَّى يُورِدَهُمَا عَلَيَّ اَلْحَوْضَ فَأَعْطَانِي ذَلِكَ وَ قَالَ لاَ تُعَلِّمُوهُمْ فَهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ وَ قَالَ إِنَّهُمْ لَنْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ بَابِ هُدًى وَ لَنْ يُدْخِلُوكُمْ فِي بَابِ ضَلاَلَةٍ فَلَوْ سَكَتَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمْ يُبَيِّنْ مَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ لاَدَّعَاهَا آلُ فُلاَنٍ وَ آلُ فُلاَنٍ وَ لَكِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْزَلَهُ فِي كِتَابِهِ تَصْدِيقاً لِنَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ (إِنَّمٰا يُرِيدُ اَللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ اَلرِّجْسَ أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً) فَكَانَ عَلِيٌّ وَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ وَ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ فَأَدْخَلَهُمْ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ تَحْتَ اَلْكِسَاءِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ ثُمَّ قَالَ اَللَّهُمَّ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ أَهْلاً وَ ثَقَلاً وَ هَؤُلاَءِ أَهْلُ بَيْتِي وَ ثَقَلِي فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِكَ فَقَالَ إِنَّكِ إِلَى خَيْرٍ وَ لَكِنَّ هَؤُلاَءِ أَهْلِي وَ ثِقْلِي فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ عَلِيٌّ أَوْلَى اَلنَّاسِ بِالنَّاسِ لِكَثْرَةِ مَا بَلَّغَ فِيهِ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِقَامَتِهِ لِلنَّاسِ وَ أَخْذِهِ بِيَدِهِ فَلَمَّا مَضَى عَلِيٌّ لَمْ يَكُنْ يَسْتَطِيعُ عَلِيٌّ وَ لَمْ يَكُنْ لِيَفْعَلَ أَنْ يُدْخِلَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ لاَ اَلْعَبَّاسَ بْنَ عَلِيٍّ وَ لاَ وَاحِداً مِنْ وُلْدِهِ إِذاً لَقَالَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَنْزَلَ فِينَا كَمَا أَنْزَلَ فِيكَ فَأَمَرَ بِطَاعَتِنَا كَمَا أَمَرَ بِطَاعَتِكَ وَ بَلَّغَ فِينَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَمَا بَلَّغَ فِيكَ وَ أَذْهَبَ عَنَّا اَلرِّجْسَ كَمَا أَذْهَبَهُ عَنْكَ فَلَمَّا مَضَى عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَوْلَى بِهَا لِكِبَرِهِ فَلَمَّا تُوُفِّيَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُدْخِلَ وُلْدَهُ وَ لَمْ يَكُنْ لِيَفْعَلَ ذَلِكَ وَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ (وَ أُولُوا اَلْأَرْحٰامِ بَعْضُهُمْ أَوْلىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتٰابِ اَللّٰهِ) فَيَجْعَلَهَا فِي وُلْدِهِ إِذاً لَقَالَ اَلْحُسَيْنُ أَمَرَ اَللَّهُ بِطَاعَتِي كَمَا أَمَرَ بِطَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ أَبِيكَ وَ بَلَّغَ فِيَّ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَمَا بَلَّغَ فِيكَ وَ فِي أَبِيكَ وَ أَذْهَبَ اَللَّهُ عَنِّي اَلرِّجْسَ كَمَا أَذْهَبَ عَنْكَ وَ عَنْ أَبِيكَ فَلَمَّا صَارَتْ إِلَى اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَدَّعِيَ

عَلَيْهِ كَمَا كَانَ هُوَ يَدَّعِي عَلَى أَخِيهِ وَ عَلَى أَبِيهِ لَوْ أَرَادَا أَنْ يَصْرِفَا اَلْأَمْرَ عَنْهُ وَ لَمْ يَكُونَا لِيَفْعَلاَ ثُمَّ صَارَتْ حِينَ أَفْضَتْ إِلَى اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَجَرَى تَأْوِيلُ هَذِهِ اَلْآيَةِ: (وَ أُولُوا اَلْأَرْحٰامِ بَعْضُهُمْ أَوْلىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتٰابِ اَللّٰهِ) ثُمَّ صَارَتْ مِنْ بَعْدِ اَلْحُسَيْنِ لِعَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ ثُمَّ صَارَتْ مِنْ بَعْدِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَالَ اَلرِّجْسُ هُوَ اَلشَّكُّ وَ اَللَّهِ لاَ نَشُكُّ فِي رَبِّنَا أَبَداً.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت ''اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الخ'' کے متعلق سوال کیا تو آپؑ فرمایا: یہ حضرت علی علیہ السلام اور حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کتاب خدا میں علی علیہ السلام اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کا نام نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: تم ان سے کہو کہ نماز آنحضرتؐ پر نازل ہوئی لیکن یہ نہ بتایا گیا کہ تین رکعت یا چار رکعت تو اس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی۔

آیہ زکوٰۃ نازل ہوئی لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ ہر چالیس درہم پر ایک درہم زکوٰۃ ادا کرنی ہے۔اس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے بیان فرمائی۔آیہ حج نازل ہوئی لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ سات چکر طواف کرو، یہ تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی۔

ایسے ہی آیہ اطیعوا اللہ الخ نازل ہوئی اور اس کی تفسیر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: جس کا میں مولا اُس کا علی مولا ہے اور یہ بھی فرمایا: اے مسلمانوں! میں تمہیں اللہ کی کتاب اور اپنی اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ ان دونوں میں تفرقہ نہ ڈالے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں۔

اور یہ بھی فرمایا: تم ان کو تعلیم نہ دو وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں۔وہ تم کو باب ہدایت سے نکلنے نہ دیں گے اور باب ضلالت میں داخل نہ ہونے دیں گے۔اگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساکت ہوجاتے اور اپنے اہل بیت علیہم السلام کو نہ بتاتے تو فلاں فلاں خاندان والے اہل بیت علیہم السلام ہونے کا دعویٰ کر بیٹھتے۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی تصدیق کردی۔فرمایا: ''اللہ کا ارادہ ہے کہ اے اہل بیت ہر قسم کے رِجس کو تم سے دور رکھے اور پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے'' (الاحزاب: ۳۳)۔یہ اہل بیت علی علیہ السلام و فاطمہ علیہا السلام حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام ہیں۔ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا میں چادر کے اندر داخل کرکے فرمایا:

خداوندا ہر نبی کے کچھ اہل اور گرانقدر ذاتیں ہوتی ہیں میرے اہل بیت علیہم السلام اور گرانقدر عزیز یہ ہیں۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل سے نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں! لیکن تم خیر پر ہو۔ یہ میرے اہل اور ثقل ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو علی علیہ السلام تمام لوگوں سے بہتر تھے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکثرت ان کے بارے میں فرمایا تھا اور لوگوں پر ان کو سردار بنایا تھا اور روز غدیر ان کا ہاتھ پکڑ کر سب کو ان کی جانشینی کی خبر دے دی تھی۔ جب علی علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو آپؑ نے کوئی ایسا اقدام نہیں کیا تھا کہ جس کی وجہ سے محمد حنفیہ یا عباس علیہ السلام یا کوئی فرزند اس کا دعویٰ کرتا اور اگر بفرض محال حضرت علی علیہ السلام کسی اور کو اپنا جانشین بنا دیتے تو حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام کہتے اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کی فضلیت میں آیات نازل کیں اللہ نے آپکو ہماری اطاعت کا حکم دیا ہے نہ کہ ہمیں تمہاری اطاعت کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے کے لئے تبلیغ کی ہے نہ کہ تمارے لیئے۔

اور جب حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہوا تو امام حسن علیہ السلام چونکہ بڑے تھے لہذا وہ ان کے لیئے سزاوار تھا کہ ان کی اتباع کی جائے اور جب امام حسن علیہ السلام اس دنیا سے گئے تو انہوں نے اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا قائم مقام نہیں بنایا۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے: ''رشتہ داروں میں بعض بعض سے بہتر ہیں'' (انفال: ۷۵)۔ اگر وہ اپنے بیٹے کو اپنا قائم مقام قرار دیتے تو امام حسین علیہ السلام ان سے یہ کہہ سکتے تھے کہ اللہ نے میری اطاعت کا اسی طرح حکم دیا ہے جس طرح آپؑ کی اور آپؑ کے والدؑ کی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بارے میں بھی اسی طرح تبلیغ کی ہے جس طرح آپؑ کی اور آپؑ کے والدؑ کے بارے میں کی تھی۔ خدا نے مجھ کو بھی رِجس سے اسی طرح پاک رکھا جس طرح آپؑ کو اور آپؑ کے والد کو پاک رکھا تھا۔ لہذا آپؑ کے بعد اتباع و پیروی کے لیئے امام حسین علیہ السلام ہی سزاوار تھے۔ پس جب امامت امام حسین علیہ السلام کو ملی تو ان کے خاندان میں کوئی ایسا نہ تھا کہ اس طرح مدعی امامت ہوتا۔ جیسے امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی اور والد کے خلاف کسی نے نہیں کیا تھا۔ نیز یہ کہ وہ امرِ امامت کو امام حسین علیہ السلام سے نہیں ہٹا سکتے تھے اور نہ انہوں نے ایسا کیا جب امامت امام حسین علیہ السلام کو امامت ملی تو اس آیت کی تفسیر ہوگئی کہ کتاب خدا کی رُو سے ''بعض رشتہ دار بعض سے بہتر ہیں''۔ امام حسین علیہ السلام کے بعد امامت علیؑ بن الحسینؑ کی طرف منتقل ہوئی پھر محمدؑ بن علیؑ کی طرف۔ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: رِجس سے مراد شک ہے خدا کی قسم ہم نے اپنے رب کے متعلق کبھی شک نہیں کرتے۔ [1]

[1] تفسیر البرہان: ۴/ ۴۴۳و ۲/ ۱۰۵و ۴/ ۴۱۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/ ۴۴۱؛ بحار الانوار: ۳۵/ ۲۱۰؛ تفسیر الفرات: ۱۱۰؛ غایۃ المرام: ۳/ ۱۹۴

بیان:

﴿أن لا يفرق بينهما أي يودع علم الكتاب عندهم و لا يودع عند غيرهم يعني يجعل ألواح نفوسهم منتقشة بصور علم الكتاب و أرواحهم خزانة لأسراره كما أن ألواح القرآن و روحه كذلك و لا يعطي أحدا المعرفة بالكتاب كله من دون أن يعطيه درجتهم و المعرفة بفضلهم و علمهم فعلم الكتاب كله لا يوجد إلا عندهم و لا يحصل إلا بمعرفتهم و نيل درجتهم و المعرفة بهم كما هم عليه لا تحصل إلا من المعرفة بالكتاب كله فمن ادعى المعرفة التامة بأحدهما من دون أن يكون له المعرفة بالآخر فقد كذب لأن الله سبحانه أجاب دعوة الرسول ص في عدم الفرق بينهما كما قال فأعطاني ذلك فهم المصدقون للكتاب الهادون إليه و الكتاب هو المصدق لهم الهادي إليهم حتى يوردهما الله على نبيه الحوض و الحوض كناية عن علم النبي المحيط بهما و بعلمهما فعند ورودهما الحوض يصير علومهم كلها مع علم النبي ص علما واحدا بل يصير العلم هناك عينا و المعرفة مشاهدة فلا يبقى للفرق مجال لاقتضائه كثرة و تعددا و في بعض ألفاظ الخطبة النبوية في غدير خم معاشر الناس إن عليا و الطيبين من ولده هم الثقل الأصغر و القرآن هو الثقل الأكبر و كل واحد منبئ عن صاحبه لن يفترقا حتى يردا على الحوض أمناء الله على خلقه و حكامه في أرضه ثم قال بعد كلام طويل القرآن يعرفكم أن الأئمة من ولد علي و ولدي۔ و عرفتكم أنهم مني و منه لأنه مني و أنا منه حيث يقول الله عز و جل وَ جَعَلَها كَلِمَةً باقِيَةً فِي عَقِبِهِ و قلت لن تضلوا ما إن تمسكتم بهم أقول لعل السر في أصغريتهم بالنسبة إلى القرآن استفادة علمهم من القرآن و تغذيهم الروحاني به و إن صاروا مثله بعد الكمال كما قال أمير المؤمنين أنا كلام الله الناطق و الثقل بالتحريك الشيء النفيس المصون و كان الحسن أولى بها يعني من الحسين لكبره يعني في السن مع أنهما كانا سيان في غيره و الله تعالى يقول هذه جملة معترضة معناها أنه لو أدخل ولده لكان له وجه لأن الله يقول وَ أُولُوا الْأَرْحامِ بَعْضُهُمْ أَوْلى بِبَعْضٍ فِي كِتابِ و الولد أولى في الرحم من الأخ أن يدعى عليه يعني يقول له أمر الله بطاعتي إلى آخر ما قال لأبيه و أخيه لأنه ع هو آخر أهل البيت المنصوص عليهم بالخصوص و الحضور﴾

''ان لا يفرق بينهما'' کہ ان دونوں میں جدائی نہ ڈالنا یعنی کتاب کا علم انہی کی طرف ودیعت کیا گیا ہے اور ان کے غیر کی طرف ودیعت نہیں کیا گیا، یعنی ان کے نفوس کی تختیوں کو علم کتاب کی صورتوں میں ڈھالا اور ان کی ارواح کو اپنے اسرار کا خزانہ قرار دیا۔ جیسا کہ قرآن مجید کی الواح اور اس کی روح کو ایسا ہی قرار دیا۔ اس نے کسی ایک کو بھی پوری کتاب کی معرفت عطا نہیں فرمائی۔ اس کو ان کے درجات ان کی فضیلت اور ان کے علم کی معرفت عطا کیے بغیر۔ پس پوری کتاب کا علم نہیں پایا جا سکتا مگر ان کی معرفت کے ساتھ اور ان کے درجہ اور معرفت کے ساتھ

جیسا کہ ان کے بارے میں ہے کہ حاصل نہیں کیا جا سکتا مگر پوری کتاب کی معرفت کے ساتھ۔

پس جو دوسری معرفت کے بغیر ان دونوں میں سے الگ کی معرفت تامہ کا دعویٰ کرے تو اس نے جھوٹ بولا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان جدائی نہ ہونے کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کو قبول کیا۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ اس نے مجھے یہ عطا فرمایا۔

پس یہ کتاب کی تصدیق کرنے والے ہیں، اس کی طرف ہدایت کرنے والے ہیں اور کتاب وہی ہے جس کی یہ تصدیق کریں اور جس کی طرف ہدایت کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو حوض کوثر پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وارد کیا۔ اور حوض کنایہ ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے جس نے ان دونوں کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ ان دونوں کے حوض پر وارد ہوتے ہی ان کے تمام علوم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے ساتھ مل کر ایک علم کی شکل اختیار کر لیتے ہیں بلکہ علم یہاں پر ایک چشمہ ہو جاتا ہے اور معرفت مشاہدہ ہوتا ہے۔

غدیر خم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے الفاظ میں آیا ہے۔ اے لوگو! بیشک حضرت علی علیہ السلام اور ان کی پاک اولاد ثقلِ اصغر ہے اور قرآن مجید ثقلِ اکبر ہے۔ ہر ایک اپنے ساتھی کی خبر دینے والا ہے اور یہ دونوں کبھی بھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اس کی مخلوق پر اور اس کی طرف سے حاکم ہیں اس کی زمین میں۔

اس بعد پھر آپؐ نے ایک طویل قدم کے بعد ارشاد فرمایا: قرآن تمہیں بتاتا ہے کہ بیشک آئمہ علیہم السلام میری اولاد اور حضرت علی علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ اور میں نے بھی تم کو بتایا کہ بیشک وہ مجھ سے اور حضرت علی علیہ السلام سے ہوں کیونکہ وہ مجھ سے اور میں ان سے ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وجعلها كلمة باقية في عقبه۔

''اور اس نے اسے اپنی اولاد میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا'' (سورۃ الزخرف: ۲۸)۔

میں نے کہا: جب تم ان ذواتِ مقدسہ کے ساتھ متمسک رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔

اقول:

میں کہتا ہوں کہ ان کا قرآن کی نسبت چھوٹا ہونے میں شاید یہ راز ہے کہ ان کے علم کا استفادہ قرآن سے ہوتا ہے۔ اور یہ قرآن سے اپنی روحانی غذا حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ کمال کے بعد اس قرآن کی مثل ہو جاتے ہیں جیسا کہ امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا:

انا كلام الله الناطق

''میں اللہ تعالیٰ کا ناطق کلام ہوں''۔

''کان الحسن علیہ السلام والی بہا'' امام حسنؑ اس کی نسبت بہتر تھے یعنی امام حسینؑ سے۔ ''لکبرہ'' اپنے بڑا ہونے کی وجہ سے عمر میں بھی، اس کے ساتھ بھی وہ دونوں برابر تھے۔ ''اللہ تعالیٰ یقول'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ جملہ معترضہ ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ اگر وہ اپنے بیٹے کو داخل کرتے تو ان کے لیے وہ وجہ ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(وَأُولُوا ٱلْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ ٱللهِ)

''بعض رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بعض سے زیادہ حق رکھنے والے ہیں'' (سورۃ الاحزاب:۶؛ سورۃ انفال:۷۵)۔

رشتہ میں والد بھائی سے زیادہ حقدار ہے۔

''ان یدعی علیہ'' یعنی وہ ان کو کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اطاعت کا حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ آخر میں اپنے پدر بزرگوار اور برادر سے کہیں گے کہ بیشک وہ ہی اہلبیتؑ کا آخری فرد ہیں جن پر نصوص وارد ہوتی ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث دونوں سندوں سے صحیح ہے[1]

2/746 الكافی،۱/۲۹۰/۱/۶/۱ محمد عن أحمد و محمد بن الحسین جمیعا عن ابن بزیع الكافی،۱/۲۹۱/۱/۶/۱ الاثنان عن محمد بن جمهور عن ابن بزیع عن بزرج عَنْ أَبِي ٱلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ يَقُولُ: فَرَضَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى ٱلْعِبَادِ خَمْساً أَخَذُوا أَرْبَعاً وَ تَرَكُوا وَاحِداً قُلْتُ أَ تُسَمِّيهِنَّ لِي جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَالَ ٱلصَّلاَةُ وَ كَانَ ٱلنَّاسُ لاَ يَدْرُونَ كَيْفَ يُصَلُّونَ فَنَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْهُمْ بِمَوَاقِيتِ صَلاَتِهِمْ ثُمَّ نَزَلَتِ ٱلزَّكَاةُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْهُمْ مِنْ زَكَاتِهِمْ مَا أَخْبَرْتَهُمْ مِنْ صَلاَتِهِمْ ثُمَّ نَزَلَ ٱلصَّوْمُ فَكَانَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِذَا كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ بَعَثَ إِلَى مَا حَوْلَهُ مِنَ ٱلْقُرَى فَصَامُوا ذَلِكَ ٱلْيَوْمَ فَنَزَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ بَيْنَ شَعْبَانَ وَ شَوَّالٍ ثُمَّ نَزَلَ ٱلْحَجُّ فَنَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ أَخْبِرْهُمْ مِنْ حَجِّهِمْ مَا أَخْبَرْتَهُمْ مِنْ صَلاَتِهِمْ وَ

---

[1] مراۃ العقول:۳/۲۴۸

زَكَاتِهِمْ وَ صَوْمِهِمْ ثُمَّ نَزَلَتِ اَلْوَلاَيَةُ وَ إِنَّمَا أَتَاهُ ذَلِكَ فِي يَوْمِ اَلْجُمُعَةِ بِعَرَفَةَ أَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي) وَ كَانَ كَمَالُ اَلدِّينِ بِوَلاَيَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ عِنْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أُمَّتِي حَدِيثُو عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ وَ مَتَى أَخْبَرْتُهُمْ بِهَذَا فِي اِبْنِ عَمِّي يَقُولُ قَائِلٌ وَ يَقُولُ قَائِلٌ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْطِقَ بِهِ لِسَانِي فَأَتَتْنِي عَزِيمَةٌ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ بَتْلَةً أَوْعَدَنِي إِنْ لَمْ أُبَلِّغْ أَنْ يُعَذِّبَنِي فَنَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا اَلرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَ اَللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ اَلنَّاسِ إِنَّ اَللَّهَ لاَ يَهْدِي اَلْقَوْمَ اَلْكَافِرِينَ) فَأَخَذَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِيَدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ أَيُّهَا اَلنَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ مِمَّنْ كَانَ قَبْلِي إِلاَّ وَ قَدْ عَمَّرَهُ اَللَّهُ ثُمَّ دَعَاهُ فَأَجَابَهُ فَأَوْشَكَ أَنْ أُدْعَى فَأُجِيبَ وَ أَنَا مَسْئُولٌ وَ أَنْتُمْ مَسْئُولُونَ فَمَا ذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ فَقَالُوا نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَ نَصَحْتَ وَ أَدَّيْتَ مَا عَلَيْكَ فَجَزَاكَ اَللَّهُ أَفْضَلَ جَزَاءِ اَلْمُرْسَلِينَ فَقَالَ اَللَّهُمَّ اِشْهَدْ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ يَا مَعْشَرَ اَلْمُسْلِمِينَ هَذَا وَلِيُّكُمْ مِنْ بَعْدِي فَلْيُبَلِّغِ اَلشَّاهِدُ مِنْكُمُ اَلْغَائِبَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ وَ اَللَّهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَمِينَ اَللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ وَ غَيْبِهِ وَ دِينِهِ اَلَّذِي اِرْتَضَاهُ لِنَفْسِهِ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَضَرَهُ اَلَّذِي حَضَرَ فَدَعَا عَلِيّاً فَقَالَ يَا عَلِيُّ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَئْتَمِنَكَ عَلَى مَا اِئْتَمَنَنِيَ اَللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ غَيْبِهِ وَ عِلْمِهِ وَ مِنْ خَلْقِهِ وَ مِنْ دِينِهِ اَلَّذِي اِرْتَضَاهُ لِنَفْسِهِ فَلَمْ يُشْرِكْ وَ اَللَّهِ فِيهَا يَا زِيَادُ أَحَداً مِنَ اَلْخَلْقِ ثُمَّ إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَضَرَهُ اَلَّذِي حَضَرَهُ فَدَعَا وُلْدَهُ وَ كَانُوا اِثْنَيْ عَشَرَ ذَكَراً فَقَالَ لَهُمْ يَا بَنِيَّ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَدْ أَبَى إِلاَّ أَنْ يَجْعَلَ فِيَّ سُنَّةً مِنْ يَعْقُوبَ وَ إِنَّ يَعْقُوبَ دَعَا وُلْدَهُ وَ كَانُوا اِثْنَيْ عَشَرَ ذَكَراً فَأَخْبَرَهُمْ بِصَاحِبِهِمْ أَلاَ وَ إِنِّي أُخْبِرُكُمْ بِصَاحِبِكُمْ أَلاَ إِنَّ هَذَيْنِ اِبْنَا رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْحَسَنَ وَ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَاسْمَعُوا لَهُمَا وَ أَطِيعُوا وَ وَازِرُوهُمَا فَإِنِّي قَدِ اِئْتَمَنْتُهُمَا عَلَى مَا اِئْتَمَنَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِمَّا اِئْتَمَنَهُ اَللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ خَلْقِهِ وَ مِنْ غَيْبِهِ وَ مِنْ دِينِهِ اَلَّذِي اِرْتَضَاهُ لِنَفْسِهِ فَأَوْجَبَ اَللَّهُ لَهُمَا مِنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا أَوْجَبَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ مِنْهُمَا

فَضْلٌ عَلَى صَاحِبِهِ إِلاَّ بِكِبَرِهِ وَ إِنَّ ٱلْحُسَيْنَ كَانَ إِذَا حَضَرَ ٱلْحَسَنُ لَمْ يَنْطِقْ فِي ذَلِكَ ٱلْمَجْلِسِ حَتَّى يَقُومَ ثُمَّ إِنَّ ٱلْحَسَنَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ حَضَرَهُ ٱلَّذِي حَضَرَهُ فَسَلَّمَ ذَلِكَ إِلَى ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ ثُمَّ إِنَّ حُسَيْناً حَضَرَهُ ٱلَّذِي حَضَرَهُ فَدَعَا ٱبْنَتَهُ ٱلْكُبْرَى فَاطِمَةَ بِنْتَ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهَا ٱلسَّلاَمُ فَدَفَعَ إِلَيْهَا كِتَاباً مَلْفُوفاً وَ وَصِيَّةً ظَاهِرَةً وَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلاَمُ مَبْطُوناً لاَ يَرَوْنَ إِلاَّ أَنَّهُ لِمَا بِهِ فَدَفَعَتْ فَاطِمَةُ ٱلْكِتَابَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ ثُمَّ صَارَ وَ ٱللَّهِ ذَلِكَ ٱلْكِتَابُ إِلَيْنَا.

(ترجمہ) ابو جارود نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میں نے آپؑ کو فرماتے سنا: خدا نے بندوں پر پانچ چیزوں کو فرض کیا ہے لیکن لوگوں نے چار کو لے لیا اور ایک کو چھوڑ دیا۔ میں نے عرض کیا آپ ان کو ہمارے لیئے بیان کر سکتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اول نماز کو واجب کیا لوگ نہیں جانتے تھے کہ کیسے پڑھیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو نماز کے اوقات وغیرہ بتایئے۔ پھر زکوٰۃ کا حکم فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی طرح ان کو زکوٰۃ کے مسائل بھی بتایئے جیسے نماز کے بتائے ہیں۔ پھر روزہ کا حکم آیا جب روز عاشورہ ہوا تو آپؐ نے قرب وجوار کی بستیوں میں روزہ کا حکم بھیجا (پھر اس روزہ کا حکم منسوخ ہوا) اس کے بعد رمضان کے روزے فرض ہوئے اور رجب اور شعبان کے روزے مستحب قرار دیئے گئے۔ پھر حج کا حکم آیا، نماز، زکوٰۃ اور روزے کی طرح آپؐ نے حج کو بھی سمجھایا۔ پھر ولایت کا حکم آیا اور ولایت علیؑ کو ان پر واجب قرار دیا گیا اور یہ حکم روز عرفہ کو جمعہ کا دن نازل ہوا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ ''تو دین کی تکمیل ولایت علیؑ کے ساتھ ہوئی''۔ ولایت علی علیہ السلام کا حکم آنے کے بعد اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت عہد جاہلیت کی طرف پلٹ جائے گی۔ جب میں اپنے ابن عم علیؑ کی ولایت کے بارے میں خبر دوں گا تو وہ دین سے مرتد ہو جائیں گے۔ میں نے دل میں یہ سوچا اور زبان کے کچھ نہ کہا کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ پس خدا کی طرف سے سختی کے ساتھ حکم آیا کہ اگر میں اس کو انجام نہیں دوں گا تو مجھے عذاب دیا جائے گا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''یاأیها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك الخ'''' اے رسول جو حکم تیرے رب کی طرف سے تیرے پاس آچکا ہے اس کی تبلیغ کرو اور اگر آپ نے یہ کام نہیں کیا تو گویا تو نے اس کی رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا اور بے شک اللہ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا'' (المائدہ:۶۷)۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: لوگو! مجھ سے پہلے کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا مگر یہ کہ خدا نے اسے عمر عطا فرمائی پھر اسے اپنے پاس بلالیا۔ پس عنقریب میں بھی بلالیا جاؤں گا اور میں اس کی دعوت کو قبول کروں گا۔ خدا کے ہاں مجھ سے

بھی سوال کیا جائے گا اور تم سے بھی پس تم کیا کہو گے۔انہوں نے کہا ہم اس کی گواہی دیں گے کہ آپؐ نے حق تبلیغ ونصیحت ادا کیا اور جو آپؐ کی ذمہ داری تھی اسے پورا کیا۔ پس اللہ آپؐ کو تمام رسولوں سے بہتر جزا دے آنحضرت ﷺ نے تین بار فرمایا: اے اللہ تو گواہ رہنا۔ پھر فرمایا: اے مسلمانوں یہ علی علیہ السلام تمہارا اولی وحاکم وسرپرست ہے میرے بعد حاضرین کو چاہئے کہ یہ خبر غائبین تک پہنچا دیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: علی علیہ السلام خدا کے امین ہیں اس کی مخلوق پر اور اس کے غیب کے اور اس کے دین کے محافظ ہیں۔ وہ دین جسے اس نے اپنی ذات کے لئے انتخاب کیا پھر رسول اللہ ﷺ کو جو پیش آیا وہ پیش آیا۔ آپؐ نے علی علیہ السلام کو بلا کر فرمایا: میں تم کو اس چیز کو امین بنانا چاہتا ہوں جس کا اللہ نے مجھے امین بنایا ہے اپنے غیب اور اپنے علم کا اور اپنی مخلوق کا اور اپنے ادین کا جسے اس نے اپنی ذات کے لئے پسند کیا۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے زیاد! اس نے اس فصیلت میں اور کسی کو شریک نہیں کیا۔ اسکے بعد ایک مدت گزرنے پر حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلایا جن کی تعداد بارہ تھی اور فرمایا: اے میرے فرزند واللہ چاہتا ہے کہ وہ میرے اندر سنت یعقوب علیہ السلام کو جاری کرے۔ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بارہ بیٹوں کو بلا کر کہا میں تم کو آگاہ کرتا ہوں تمہارے صاحب کے بارے میں (یعنی میرے بعد میرے قائم مقام یوسف علیہ السلام ہیں) پس اسی طرح میں بھی تم سب کو جمع کر کے تمہارے صاحب امر اور اپنے جانشین کے بارے میں تمہیں خبر دے رہا ہوں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دونوں حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔ پس ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو اور ان کی مدد کرو۔ میں نے ان دونوں کو ان چیزوں کا امانت دار بنایا جس کا رسول اللہ ﷺ نے مجھے امانتدار بنایا تھا اپنی خلق پر اپنے غیب پر اور اپنے اس دین پر جس کو اسنے اپنی ذات کے لئے انتخاب کیا تھا۔ پس خدا نے ان دونوں کے لئے ان چیزوں کو واجب کیا ہے جن کو رسول اللہ ﷺ نے علی علیہ السلام پر واجب کیا تھا۔ پس ان دونوں میں ایک کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں مگر بزرگی سن کی وجہ سے پس جب امام حسن علیہ السلام محفل میں ہوتے تو امام حسین علیہ السلام اس وقت کوئی بات نہ کرتے تھے جب تک آپؑ محفل سے اٹھ کر چلے نہ جاتے تھے۔ جب امام حسن علیہ السلام کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے وہ سب کچھ امام حسین علیہ السلام کے سپرد کر دیا اور جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا وقت آیا تو آپؑ نے اپنی بیٹی فاطمہ کبریٰ کو بلایا اور ایک مہر شدہ کتاب ان کے سپرد کی اور وصیت بھی تھی۔ کیونکہ حضرت علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام اس وقت بیماری کی شدت کی وجہ سے بے ہوش تھے۔ اور جب آپؑ ہوش میں آئے تو فاطمہ علیہا السلام نے یہ تحریر علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام کے سپرد کر دی۔ پھر خدا کی قسم وہ تحریر ہم تک

پہنچی۔ ﴿۱﴾

بیان:

﴿إنما كان كمال الدين بولاية علىؑ لأنه لما نصب للناس وليا و أقيم لهم إماما صار معولهم على أقواله و أفعاله فى جميع ما يحتاجون إليه فى أمر دينهم ثم على خليفته من بعده و هكذا إلى يوم القيامة فلم يبق لهم من أمر دينهم ما لا يمكنهم الوصول إلى علمه لأن كلا منهم ص ملىء بإصدار ما ورد عليه من أمر الدين كائنا ما كان فكمل الدين بهم و تمت النعمة بوجودهم واحدا بعد واحد ص و لله الحمد على ما هدانا و له الشكر على ما أولانا و فى بعض ألفاظ هذه الخطبة النبوية فعلى وليكم الذى نصبه الله بعدى۔ أمين 1] خلقه إنه منى و أنا منه إنه يخبركم بما تسألون عنه و يبين لكم ما لا تعلمون۔ إن الحلال و الحرام أكثر من أن أحصيهما فآمر بالحلال و أنهى عن الحرام فى مقام واحد فأمرت أن آخذ عليكم البيعة بقبول ما جئت به عن الله عز و جل فى على أمير المؤمنين و الأئمة من بعده الذين هم منى و منه حديث عهد أى قريب عهد من الحدوث و فى بعض النسخ حديثو عهد بالجمع يقول قائل و يقول قائل يعنى يعترضون على باللم و الكيف حسدا و حمية عزيمة من الله أى آية حتم لا رخصة فيها بتلة بالموحدة ثم المثناة الفوقانية أى جازمة مقطوع بها غير مردودة كان و الله أمين الله يعنى رسول الله ص فلم يشرك و الله فيها يعنى لم يشرك رسول الله مع على أحدا فى هذه الأمانة أو لم يشرك بالله فى هذه الأمانة أحدا من الخلق لا هواه و لا غيره يا زياد معترض و زياد هو اسم أبى الجارود بن المنذر الراوى للحديث و هو الذى ينسب إليه الجارودية و وازره هما من الموازرة بمعنى المعاونة و تحمل الأثقال كتابا ملفوفا كان قد كتب فيه كل ما يحتاج إليه الناس كما يأتى فى باب النص على على بن الحسين ع و لعله كان فيه الأسرار التى لا ينبغى أن يطلع عليها المخالفون بل غير أهل البيت ع و وصية ظاهرة أى كتابا كتب فيه أنه وصيه و هو أولى بأموره من غيره و بالجملة ما لا ينبغى ستره بل يجب إظهاره للناس ليعرف شيعته بهذه العلامة إمامته كما مر بيانه فى باب ما يجب على الناس عند مضى الإمام و باب دلائل الحجية لا يرون إلا أنه لما به من الرأى أى لا يعتقدون إلا أنه متهيئ لما ينزل به يعنى الموت و بالجملة هذه الكلمة كناية عن الإشراف على الموت و يتكرر فى الحديث و أراد بالكتاب فى الموضعين الملفوف و لم يتعرض للوصية الظاهرة لأن الاحتياج إليها إنما كان فى ذلك الوقت خاصة﴾

﴿۱﴾ تفسیر البرہان: ۲/ ۳۳۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۵۸۷ و ۶۵۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۳۲ و ۱۶۷؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۵۲؛ اثبات الھداۃ: ۲/ ۱۳؛ غایۃ المرام: ۳/ ۳۲۳

بیشک دین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت سے مکمل ہوا تھا۔ کیونکہ لوگوں کے لیے ایک ولی نصب کر دیا گیا اور ان کے لیے ایک امامؑ قائم کر دیا گیا جو ان کے تمام افعال اور اقوال پر ان تمام چیزیں کے بارے میں ولی ہوا۔ جن کی طرف دین حاصل کرنے کے لیے لوگ محتاج ہوتے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنے سے بعد والے خلیفہ کو نامزد کیا یہاں تک کہ یہ سلسلہ اسی طرح قیامت تک چلتا رہے گا۔ ان کے لیے امر دین میں سے کوئی امر باقی نہیں رہا جس کے علم کی طرف پہنچنا ممکن نہ ہو کیونکہ ان ذواتِ مقدسہ میں ہر ایک کا سینہ امر دین کے متعلق ان تمام چیزوں سے بھرا ہوا ہوتا ہے جو قیامت تک آتی رہیں گی۔ پس دین مکمل ہوا ان کی وجہ سے نعمتیں تمام ہوئیں ان کے ایک کے بعد ایک کے وجود ذیجود کی برکت سے۔

''وللہ الحمد علی ما ھدانا ولہ الشکر علی ما اولنا'' اللہ تعالیٰ حمد ہے کہ اس نے ہماری ہدایت فرمائی اور اس کا شکر ہے کہ اس نے ہم پر احسان فرمایا بعض الفاظ میں یہ خطبہ نبویہؐ ہے:

پس حضرت علی علیہ السلام تمہارے مول ہیں جن کو میرے بعد اللہ تعالیٰ منتخب کیا اور اپنی مخلوق پر امین قرار دیا۔ بیشک وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ وہ تمہیں ان چیزوں کے بارے میں بتائیں گے جو تم ان سے پوچھو گے اور تمھارے لیے وہ کچھ بیان کریں گے جو تم نہیں جانتے۔

بے شک حلال اور حرام اس قدر زیادہ ہیں کہ جتنا میں نے ان کے احصاء کیا ہے۔ پس میں ہی مقام میں حلال کا حکم دیتا ہوں اور حرام سے روکتا ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم سے ان چیزوں کے بارے میں بیعت لوں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ اور ان کے بعد آنے والے آئمہ کرامؑ کے بارے میں نازل فرمائی ہیں۔

اور یہ سب مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

''حدیث عھد'' یعنی حدوث کے قریب زمانہ، بعض نسخوں میں ''حدیثو عھد'' آیا ہے جمع کے صیغہ کے ساتھ۔

''یقول قائل و یقول قائل'' ایک کہنے والا کہے گا اور ایک کہنے والا کہے گا۔ یعنی لوگوں نے مجھ پر بہت زیادہ اعتراضات کئے حسد اور حمیت کی بنیاد پر۔

''عزیمہ من اللہ'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزم یعنی حتمی آیت جس میں رخصت نہیں ہے۔

''بتلہ'' جس کی تردید نہ ہو۔ ''کان واللہ امین اللہ'' خدا کی قسم! وہ اللہ تعالیٰ کے امین تھے یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ''فلم یشرك واللہ فیھا'' خدا کی قسم! انہوں اس میں ذرہ برابر بھی شرک سے کام نہیں ہیں یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کسی ایک کو بھی اس امانت میں شریک نہیں کیا یا انہوں نے مخلوقات

میں سے کسی ایک کو اس امامت میں اللہ تعالیٰ کے شریک نہیں کہا نہ اپنی خواہشات کو اور نہ کسی اور کو ''یا زیاد'' اے زیاد، اعتراض کرنے والا، یہ زیاد نام ہے ابوالجارود بن المنذر کا جو اس حدیث کا راوی ہے جس کی طرف جارودیہ منسوب ہے۔''واز روھما'' اور تم ان دونوں کا وزن اٹھاؤ۔اس سے مراد معاونت ہے اور بھاری چیز کو اٹھانا۔ ''کتاباً ملفوفاً'' لپٹی ہوئی کتاب، یعنی اس میں ہر وہ چیز لکھی ہوتی تھی جس کی طرف لوگوں کی احتیاج ہوتی ہے جیسا کہ باب النص علی علیؑ ابن الحسینؑ میں آئے گا اور شاید اس میں وہ اسرار ورموز تھے جن پر مخالفین کا مطلع ہونا مناسب نہیں ہے بلکہ اہلبیتؑ کے علاوہ بھی۔

''وصیۃ ظاھرۃ'' ظاہری وصیت، یعنی ایسی کتاب جس میں لکھا ہے کہ یہ ان کا وصی ہے اور وہ دوسروں کی نسبت اس کے امور کو بہتر بتانے والا ہے اور جزوی طور پر اس کا چھپانا مناسب نہیں ہے بلکہ لوگوں کے پتے اس کا ظاہر کرنا واجب ہے تاکہ وہ ان کے شیعوں کو پہچان لیں اور یہ ان کی امامت کی علامت ہے جیسا کہ اس کا بیان باب مایحب علی الناس عند معنی الامام اور باب دلائل الحجّیۃ میں گزر چکا ہے۔''لا یرون الاّ الزلما بہ'' رائے قائم نہیں کرتے مگر اس کی جو وہ لے کر آیا یعنی رائے۔اس مراد یہ ہے کہ وہ اعتقاد نہیں رکھتے مگر اس کا جس کے ساتھ وہ نازل ہوا ہے یعنی موت اور بنیادی طور پر یہ کلمہ کنایہ ہے اشراف کی موت کا اور یہ حدیث میں تکرار ہوا ہے اور کتاب کے ساتھ دو جگہوں پر ملفوف وارد ہوا اور وصیت ظاہری پر اعتراض نہیں کیا گیا کیونکہ اس کی طرف احتیاج ہے پس اس میں ایک خاص وقت تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث دونوں سندوں سے ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک دونوں احادیث موثق ہیں۔دونوں سندوں میں محمد بن اسماعیل ثقہ ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے [2] پھر منصور بن یونس بھی ثقہ ہے اور وہ کامل الزیارات اور تفسیر القمی دونوں کا راوی ہے [3] اور پھر ابوالجارود یعنی زیاد بن منذر ہے اور وہ بھی ثقہ ہے اور تفسیر القمی کا راوی ہے نیز اس کی ایک اصل بھی ہے البتہ یہ زیدی ہے [4] اور دوسری سند میں محمد بن جمہور بھی ثقہ ہے یہ بھی تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے [5] اور دوسری سند میں معلیٰ بھی ثقہ جلیل ثابت ہے اور اس کی تضعیف اختلافی ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول:۳/۲۶۴

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۵۰۱

[3] ایضاً:۶۲۲

[4] ایضاً:۲۳۵

[5] ایضاً:۵۱۰

3/747 الکافی،۱/۲۸۹/۱/۴/۱ الثلاثة عن ابن أذينة عن زرارة و الفضيل و بكير بن أعين و محمد و العجلى وَ أَبِي اَلْجَارُودِ جَمِيعاً عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ رَسُولَهُ بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ وَ أَنْزَلَ عَلَيْهِ: (إِنَّمٰا وَلِيُّكُمُ اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ اَلَّذِينَ آمَنُوا اَلَّذِينَ يُقِيمُونَ اَلصَّلاٰةَ وَ يُؤْتُونَ اَلزَّكٰاةَ) وَ فَرَضَ وَلاَيَةَ أُولِي اَلْأَمْرِ فَلَمْ يَدْرُوا مَا هِيَ فَأَمَرَ اَللَّهُ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ يُفَسِّرَ لَهُمُ اَلْوَلاَيَةَ كَمَا فَسَّرَ لَهُمُ اَلصَّلاَةَ وَ اَلزَّكَاةَ وَ اَلصَّوْمَ وَ اَلْحَجَّ فَلَمَّا أَتَاهُ ذَلِكَ مِنَ اَللَّهِ ضَاقَ بِذَلِكَ صَدْرُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ تَخَوَّفَ أَنْ يَرْتَدُّوا عَنْ دِينِهِمْ وَ أَنْ يُكَذِّبُوهُ فَضَاقَ صَدْرُهُ وَ رَاجَعَ رَبَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَأَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْهِ: (يٰا أَيُّهَا اَلرَّسُولُ بَلِّغْ مٰا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمٰا بَلَّغْتَ رِسٰالَتَهُ وَ اَللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ اَلنّٰاسِ) فَصَدَعَ بِأَمْرِ اَللَّهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ فَقَامَ بِوَلاَيَةِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَوْمَ غَدِيرِ خُمٍّ فَنَادَى اَلصَّلاَةَ جَامِعَةً وَ أَمَرَ اَلنَّاسَ أَنْ يُبَلِّغَ اَلشَّاهِدُ اَلْغَائِبَ قَالَ عُمَرُ بْنُ أُذَيْنَةَ قَالُوا جَمِيعاً غَيْرَ أَبِي اَلْجَارُودِ وَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَتِ اَلْفَرِيضَةُ تَنْزِلُ بَعْدَ اَلْفَرِيضَةِ اَلْأُخْرَى وَ كَانَتِ اَلْوَلاَيَةُ آخِرَ اَلْفَرَائِضِ فَأَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي) قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لاَ أُنْزِلُ عَلَيْكُمْ بَعْدَ هَذِهِ فَرِيضَةً قَدْ أَكْمَلْتُ لَكُمُ اَلْفَرَائِضَ.

(ترجمہ) ابوالجارود سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ولایت علیؑ کا حکم دیا اور آیہ ''انما ولیکم الله و رسله الخ'' ''اللہ تمہارا ولی ہے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں حالانکہ وہ رکوع میں ہوں۔ (المائدہ:۵۵)۔'' اور تم لوگوں کو پتہ نہ چل سکا کہ ولایت سے کیا مراد ہے۔ خدا نے حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ ان کو اس کی تفسیر بتائیں جس طرح نماز زکوٰۃ اور صوم و حج کے متعلق بتایا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خدا کا حکم آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل گرفتہ ہوئے اور یہ خوف ہوا کہ کہیں لوگ مرتد نہ ہو جائیں اور حضرت کو جھٹلائیں نہیں اسی دل گرفتگی کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی طرف رجوع کیا۔ خدا نے وحی کی ''اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے رب کی طرف سے جو تم پر نازل ہوا ہے اسے پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا خدا کی رسالت ہی کو نہ پہنچایا اللہ تعالیٰ تم کو دشمنوں کے شر سے بچالے گا'' (المائدہ:۶۷) پس خدا کے اس حکم کے

مطابق روز غدیر خم آپ ﷺ نے ولایت علیؑ کا اعلان کر کے فرمایا: ''من کنت مولا فھذا ولی مولا'' جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ غائبین تک یہ خبر پہنچا دیں۔ چھ افراد جنہوں نے اس کو روایت کیا ہے سوائے ابو جارد کے باقی سب نے ذکر کیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک فریضہ دوسرے کے بعد نازل ہوتا رہا۔ ولایت علیؑ آخری فریضہ تھا جس کے بعد اللہ نے آیت: ''الیوم اکملت لکم دینکم الخ'' کو نازل کیا اور حضرتؑ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ اس فریضہ کے بعد اے رسول ﷺ میں اور کوئی آیت نازل نہ کروں گا کیونکہ میں نے اپنے فرائض کو مکمل کر دیا۔ [1]

بیان:

﴿الصلاۃ جامعۃ منصوب علی الإغراء أی الزموا الصلاۃ حال کونھا فی جماعۃ و الغرض من ھذا النداء أن یجتمع الناس إلی استماع ما أنزل اللہ تبارک و تعالی فی علی ع﴾

''الصلاۃ الجامعہ'' ایک جامع نماز یہ اغرآء پر منصوب ہے یعنی جماعت کی حالت میں نماز کو لازم پکڑو اور اس کا علان کی غرض وغایت یہ تھی کہ لوگوں کو وہ حکم سنایا جائے جو اللہ تعالی نے حضرت علیؑ کے بارے میں نازل فرمایا تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

4/748 الکافی،۱/۲۸۸/۳/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْهَاشِمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّمٰا وَلِيُّكُمُ اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ اَلَّذِينَ آمَنُوا) قَالَ إِنَّمَا يَعْنِي أَوْلَى بِكُمْ أَيْ أَحَقُّ بِكُمْ وَ بِأُمُورِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ وَ أَمْوَالِكُمْ (اَللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ اَلَّذِينَ آمَنُوا) يَعْنِي عَلِيّاً وَ أَوْلاَدَهُ اَلْأَئِمَّةَ عَلَيهِمُ السَّلاَمُ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ ثُمَّ وَصَفَهُمُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَقَالَ (اَلَّذِينَ يُقِيمُونَ اَلصَّلاٰةَ وَ يُؤْتُونَ اَلزَّكٰاةَ وَ هُمْ رٰاكِعُونَ) وَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي صَلاَةِ اَلظُّهْرِ وَ قَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَ هُوَ رَاكِعٌ وَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ قِيمَتُهَا أَلْفُ دِينَارٍ وَ كَانَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَسَاهُ إِيَّاهَا وَ كَانَ اَلنَّجَاشِيُّ أَهْدَاهَا لَهُ فَجَاءَ سَائِلٌ فَقَالَ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اَللَّهِ وَ (أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ) تَصَدَّقْ عَلَى

[1] تفسیر البرہان: ۲/۳۱۷ و ۲/۳۱۷؛ اثبات الھداۃ: ۳/۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/۱۶۸ و ۱۴۶؛ تفسیر الصافی: ۲/۱۵۲؛ اعلام الوریٰ: ۱/۲۶۱؛ دعائم الاسلام: ۱/۴۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۶۵۲ و ۶۴۶؛ غایۃ المرام: ۲/۲۴۴

[2] مراۃ العقول: ۳/۲۵۶

مِسْكِينٍ فَطَرَحَ اَلْحُلَّةَ إِلَيْهِ وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَيْهِ أَنِ اِحْمِلْهَا فَأَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِيهِ هَذِهِ اَلْآيَةَ وَ صَيَّرَ نِعْمَةَ أَوْلاَدِهِ بِنِعْمَتِهِ فَكُلُّ مَنْ بَلَغَ مِنْ أَوْلاَدِهِ مَبْلَغَ اَلْإِمَامَةِ يَكُونُ بِهَذِهِ اَلصِّفَةِ مِثْلَهُ فَيَتَصَدَّقُونَ (وَ هُمْ رٰاكِعُونَ) وَ اَلسَّائِلُ اَلَّذِي سَأَلَ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ وَ اَلَّذِينَ يَسْأَلُونَ اَلْأَئِمَّةَ مِنْ أَوْلاَدِهِ يَكُونُونَ مِنَ اَلْمَلاَئِكَةِ.

(ترجمہ) احمد بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آیت ''انما ولیکم الله''، کے متعلق فرمایا: اس میں ولی سے مراد ہم ہیں ہم تم پر اولیت رکھتے ہیں اور تمہارے جملہ امور اور تمہاری جانوں اور مالوں میں سب سے زیادہ احق اور اولیٰ بالتصرف اللہ اور اس کا رسول ہے اور وہ صاحب ایمان یعنی علی علیہ السلام اور ان کی اولاد میں آئمہ علیہم السلام قیامت تک لوگوں کے ولی ہیں۔ پھر خدا نے ان کا وصف یوں بیان کیا کہ ''وہ نماز پڑھتے ہیں اور رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں''امیر المومنین علیہ السلام نے نماز ظہر کی دوسری رکعت میں جب رکوع کیا درحالانکہ آپؑ ایک ہزار دینار کا لباس پہنے ہوئے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کو پہنایا تھا اور نجاشی بادشاہ حبش نے بطور تحفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا تھا۔ مسجد میں ایک سائل آیا اور کہنے لگا السلام علیک یا ولی اللہ اور مومنوں کے نفسوں سے بہتر، ایک مسکین کو صدقہ دو۔ آپؑ نے وہ لباس اتار کر اس سائل کو اٹھا لینے کا اشارہ کیا۔ خدا نے اس پر یہ آیت نازل کی پس اس نعمت کا سلسلہ آپؑ کی اس اولاد میں بھی باقی رہا جن کو منصب امامت حاصل ہوا۔ وہ اس صفت میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ شریک رہے انہوں نے بھی حالت رکوع میں صدقہ دیا امیر المومنین علیہ السلام سے جس نے سوال کیا وہ ملائکہ میں سے تھا اور باقی آئمہ سے سوال کرنے والے بھی ملائکہ تھے۔ [1]

بیان:

﴿و صير نعمة أولاده بنعمته يعنى أتى بصيغة الجمع بعد أن جعل نعمة أولاده شبيهة بنعمته نظيرة لها منضمة إليها روى الشيخ الصدوق طاب ثراه فى كتاب عرض المجالس بإسناده عن أبى الجارود عن أبى جعفر ع فى قول الله تعالى إِنَّمٰا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الآية قال إن رهطا من اليهود أسلموا منهم عبد الله بن سلام و أسد و ثعلبة و ابن أمين و ابن صوريا فأتوا النبى ص فقالوا يا نبى الله إن موسى ع أوصى إلى يوشع بن نون فمن وصيك يا رسول الله و من ولينا بعدك فنزلت هذه الآية إِنَّمٰا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاٰةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكٰاةَ وَ هُمْ رٰاكِعُونَ قال رسول الله ص قوموا

---

[1] تفسیر البرہان: ۲/۳۱۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/۱۴۵؛ وسائل الشیعہ: ۹/۴۷۷ و ۵/۱۸؛ تاویل الآیات: ۱/۱۵۸؛ تفسیر الصافی: ۲/۴۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۶۴۳؛ اثبات الہداۃ: ۲/۱۲ و ۳/۳

فقاموا فأتوا المسجد فإذا سائل خارج فقال يا سائل أما أعطاك أحد شيئا قال نعم هذا الخاتم قال من أعطاكه قال أعطانيه ذلك الرجل الذي يصلي قال قال على أي حال أعطاك قال كان راكعا فكبر النبي ص وكبر أهل المسجد فقال النبي ص علي بن أبي طالب وليكم بعدي قالوا رضينا بالله ربا و بالإسلام دينا و بمحمد نبيا و بعلي بن أبي طالب وليا فأنزل الله تعالى وَ مَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغالِبُونَ فروي عن عمر بن الخطاب أنه قال و الله لقد تصدقت بأربعين خاتما و أنا راكع لينزل في ما نزل في علي بن أبي طالب فما نزل﴾

''وصيّر نعمة اولاده بنعمته''

اوراس نے ان کی اولا جیسی نعمت کو اپنے نعمت میں بدل دیا۔ یعنی صیغہ جمع کا لایا گیا ہے بعد اس کے کہ ان کی اولاد کی نعمت کو اپنی نعمت کے ساتھ تشبیہ دی جس کوئی نظر نہیں ہے۔

شیخ صدوق نے اپنی کتاب المجالس میں اپنی اسناد کے ذریعہ ابوالجارود سے روایت نقل کی اور انہوں نے روایت کی امام محمد باقرؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں۔

(إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا)

''ماسوا اس کے نہیں ہے کہ تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہیں۔ (سورۃ المائدہ: ۵۵)''۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا: بے شک یہودیوں میں چند لوگ مسلمان ہوئے جن میں عبداللہ ابن سلام، اسد، ثقلبہ، ابن امین اور ابن صوریا تھے۔ یہ لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک حضرت موسیٰؑ نے اپنا وصی یوشع بن نون کو بنایا تھا۔ تو یا رسول اللہ! آپؐ کو وصی کون ہے اور آپؐ کے بعد ہمارا ولی کون ہے تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوتی۔

(إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَ هُمْ رَاكِعُونَ)

''ماسوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہیں۔ نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں درحالانکہ وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (سورۃ المائدہ: ۵۵)''

اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کھڑے ہو جاؤ۔ پس وہ لوگ کھڑے ہوئے اور مسجد میں پہنچے تو ایک سائل مسجد سے نکل رہا تھا تو آپؐ نے فرمایا: اے سائل! تجھے کسی نے کوئی چیز دی ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں! یہ انگوٹھی دی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ انگوٹھی تجھے کس نے دی ہے؟

اس نے کہا: مجھے یہ انگوٹھی اس مرد نے دی ہے جو نماز پڑھ رہا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس نے یہ انگوٹھی تجھے کس حالت میں دی ہے؟

اس نے کہا: حالت رکوع میں۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اہل مسجد نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام میرے بعد تمہارے ولی ہیں۔

انہوں نے کہا: ہم راضی ہوئے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر آپؐ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر اور حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کے ولی ہونے پر۔

پس اللہ تعالیٰ یہ ایک نازل فرمائی۔

''اور جس شخص نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور (انہیں) ایمانداروں کو اپنا سرپرست بنایا تو خدا کے لشکر میں آ گیا اور اس میں تو شک نہیں کہ خدا ہی کا لشکر ور رہتا ہے۔ (سورۃ المائدہ:۵۶)''

ثانی سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم: اس کے بعد میں نے چالیس انگوٹھیاں اس نیت سے دیں کہ شاید میرے لیے بھی کوئی اس طرح کی آیت نازل ہو جو حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوتی لیکن خدا کی قسم! میرے لیے ایک ایک بھی نازل نہ ہوئی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1]

5/749 الکافی،۱/۲/۲۸۸/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ اَلْمُغِيرَةِ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحِيمِ بْنِ اَلْقَصِيرِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (اَلنَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ أَزْوٰاجُهُ أُمَّهٰاتُهُمْ وَ أُولُوا اَلْأَرْحٰامِ بَعْضُهُمْ أَوْلىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتٰابِ اَللّٰهِ) فِيمَنْ نَزَلَتْ فَقَالَ نَزَلَتْ فِي اَلْإِمْرَةِ إِنَّ هَذِهِ اَلْآيَةَ جَرَتْ فِي وُلْدِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ بَعْدِهِ فَنَحْنُ أَوْلَى بِالْأَمْرِ وَ بِرَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ

[1] مراۃ العقول:۳/۲۵۰

اَلْمُهَاجِرِينَ وَ اَلْأَنْصَارِ قُلْتُ فَوُلْدُ جَعْفَرٍ لَهُمْ فِيهَا نَصِيبٌ قَالَ لاَ قُلْتُ فَلِوُلْدِ اَلْعَبَّاسِ فِيهَا نَصِيبٌ فَقَالَ لاَ فَعَدَدْتُ عَلَيْهِ بُطُونَ بَنِي عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ كُلَّ ذَلِكَ يَقُولُ لاَ قَالَ وَ نَسِيتُ وُلْدَ اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَدَخَلْتُ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ لِوُلْدِ اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِيهَا نَصِيبٌ فَقَالَ لاَ وَ اَللَّهِ يَا عَبْدَ اَلرَّحِيمِ مَا لِمُحَمَّدِيٍّ فِيهَا نَصِيبٌ غَيْرَنَا.

(ترجمہ) عبدالرحیم بن قصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت ''نبی مومنین کے نفسوں سے زیادہ ان پر اولیٰ بالتصرف ہیں اور ان کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں اور نبی کے رشتہ داروں میں بعض ان سے زیادہ اولیٰ ہیں'' کے متعلق سوال کیا کہ یہ کتاب اللہ میں کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت امرامامت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ امرامامت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں جاری ہے۔ پس ہم اس امر امامت کے اور رقرابتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہ نسبت مومنین، مہاجرین وانصار سے زیادہ مستحق ہیں۔ میں نے عرض کیا کیا اولاد جعفر کا بھی اس میں کوئی حصہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا کیا اولاد عباس کا اس میں کوئی حصہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ پھر میں نے بنی عبداللہ المطلب کی ہر شاخ کا ذکر کیا۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں اور فرمایا: اے عبدالرحیم! تو اولادِ حسنؑ کو فراموش کر گیا ہے اور ان کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ پس میں نے عرض کیا اولادِ حسنؑ میں کسی کا امامت میں حصہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں اور پھر فرمایا: اے عبدالرحیم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں میں ہمارے سوا (یعنی اولادِ حسینؑ) کسی اور کا امامت میں حصہ نہیں ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا صحیح ہے کیونکہ عبدالرحیم بن روح تفسیر القمی کا راوی اور ثقہ ہے [3] (واللہ اعلم)

6/750 الکافی،۱/۲۹۱/۷/۱ محمد بن الحسن عن سهل عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ صَبَّاحٍ اَلْأَزْرَقِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ رَجُلاً مِنَ اَلْمُخْتَارِيَّةِ

---

[1] تفسیر نورالثقلین: ۴/۲۳۹؛ بحارالانوار: ۲۵/۲۵۶؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۰/۳۲۳؛ تفسیر البرہان: ۴/۴۱۲؛ علل الشرائع: ۱/۲۰۶؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۴۸؛ تاویل الآیات: ۴۴۱؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۲و۱۱۷

[2] مراۃ العقول: ۳/۲۴۹

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۱۵

لَقِيَنِي فَزَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اَلْحَنَفِيَّةِ إِمَامٌ فَغَضِبَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ قَالَ أَفَلاَ قُلْتَ لَهُ قَالَ قُلْتُ لاَ وَ اَللَّهِ مَا دَرَيْتُ مَا أَقُولُ قَالَ أَفَلاَ قُلْتَ لَهُ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ وَ اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ فَلَمَّا مَضَى عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَوْصَى إِلَى اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ وَ لَوْ ذَهَبَ يَزْوِيهَا عَنْهُمَا لَقَالاَ لَهُ نَحْنُ وَصِيَّانِ مِثْلُكَ وَ لَمْ يَكُنْ لِيَفْعَلَ ذَلِكَ وَ أَوْصَى اَلْحَسَنُ إِلَى اَلْحُسَيْنِ وَ لَوْ ذَهَبَ يَزْوِيهَا عَنْهُ لَقَالَ أَنَا وَصِيٌّ مِثْلُكَ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مِنْ أَبِي وَ لَمْ يَكُنْ لِيَفْعَلَ ذَلِكَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ أُولُوا اَلْأَرْحامِ بَعْضُهُمْ أَوْلى بِبَعْضٍ) هِيَ فِينَا وَ فِي أَبْنَائِنَا .

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ پیروان مختار میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ محمد حنفیہ امام تھے۔ یہ سن کر آپؑ کو غصہ آیا اور فرمایا: پھر تم نے کیا کہا۔ میں نے عرض کیا میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ کیا کہوں۔ آپؑ نے فرمایا: تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام وحسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کے متعلق وصیت کی اور جب علی علیہ السلام کے انتقال کا وقت آیا تو حسن وحسین علیہما السلام کے متعلق وصیت کی اور اگر آپؑ وصیت کو بدلتے تو حسن وحسین علیہما السلام کہتے کہ ہم دونوں بھی آپؑ کی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں۔ پھر امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام کو وصیت کی اور اگر آپؑ بدلتے تو حسین علیہ السلام فرماتے میں بھی آپؑ کی طرح وصی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور آپ کے والدؑ کا وصی ہوں۔ اللہ نے فرمایا تھا: ''بعض رشتہ دار بعض سے بہتر ہیں'' اور یہ ہمارے اور ہماری اولاد کے بارے میں ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے اور محمد بن عیسیٰ ثقہ جلیل ہیں صباح الازرق تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور یہ ثقہ اسی بنا پر ہیں کہ صفوان اس سے روایت کرتے ہیں اور صفوان پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ کے علاوہ کسی سے روایت ہی نہیں کرتا (واللہ اعلم)

7/751 الکافی،۱/۲۹۲/۱/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ بزرج عَنْ زَيْدِ بْنِ

---

[1] تفسیر البرہان: ۴/ ۴۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۱۷۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۳۷۹؛ مسند ابوبصیر: ۱/ ۱۱۸؛ الحجہ کاشانی: ۴/ ۱۸۳؛ الصحیح من سیرت الامام الحسینؑ: ۵/ ۱۷۷؛ غایۃ المرام: ۳/ ۱۹۴

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۲۶۵

اَلْجَهْمِ اَلْهِلاَلِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَمَّا نَزَلَتْ وَلاَيَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ سَلِّمُوا عَلَى عَلِيٍّ بِإِمْرَةِ اَلْمُؤْمِنِينَ فَكَانَ مِمَّا أَكَّدَ اَللَّهُ عَلَيْهِمَا فِي ذَلِكَ اَلْيَوْمِ يَا زَيْدُ قَوْلُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَهُمَا قُومَا فَسَلِّمَا عَلَيْهِ بِإِمْرَةِ اَلْمُؤْمِنِينَ فَقَالاَ أَ مِنَ اَللَّهِ أَوْ مِنْ رَسُولِهِ يَا رَسُولَ اَللَّهِ فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنَ اَللَّهِ وَ مِنْ رَسُولِهِ فَأَنْزَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ لاٰ تَنْقُضُوا اَلْأَيْمٰانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهٰا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اَللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلاً إِنَّ اَللّٰهَ يَعْلَمُ مٰا تَفْعَلُونَ) يَعْنِي بِهِ قَوْلَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَهُمَا وَ قَوْلَهُمَا أَ مِنَ اَللَّهِ أَوْ مِنْ رَسُولِهِ: (وَ لاٰ تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهٰا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكٰاثاً تَتَّخِذُونَ أَيْمٰانَكُمْ دَخَلاً بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ) أَئِمَّةٌ هِيَ أَزْكَى مِنْ أَئِمَّتِكُمْ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَئِمَّةٌ قَالَ إِي وَ اَللَّهِ أَئِمَّةٌ قُلْتُ فَإِنَّا نَقْرَأُ (أَرْبىٰ) فَقَالَ مَا أَرْبَى وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ فَطَرَحَهَا: (إِنَّمٰا يَبْلُوكُمُ اَللّٰهُ بِهِ) يَعْنِي بِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ (وَ لَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ اَلْقِيٰامَةِ مٰا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ. وَ لَوْ شٰاءَ اَللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وٰاحِدَةً وَ لٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشٰاءُ وَ يَهْدِي مَنْ يَشٰاءُ وَ لَتُسْئَلُنَّ) يَوْمَ اَلْقِيَامَةِ (عَمّٰا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ. وَ لاٰ تَتَّخِذُوا أَيْمٰانَكُمْ دَخَلاً بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهٰا) يَعْنِي بَعْدَ مَقَالَةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: (وَ تَذُوقُوا اَلسُّوءَ بِمٰا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اَللّٰهِ) يَعْنِي بِهِ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ (وَ لَكُمْ عَذٰابٌ عَظِيمٌ).

(ترجمہ) زید بن جہم سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سُنا: جب یہ آیت ''انما ولیکم اللّٰہ'' نازل ہوئی تو رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا اٹھو اور علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو۔ تو انہوں نے کہا یا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حکم خدا کی طرف سے ہے یا آپ کی طرف سے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ حکم خدا اور اس کے رسول دونوں کی طرف سے ہے۔ پس خدا نے یہ آیت نازل کی۔ ''تاکید کے بعد اپنے عہدوں کو مت توڑو، تم نے اللّٰہ کی کفالت اپنے اوپر لے لی بے شک جو تم کرتے ہو اللّٰہ اسے جانتا ہے'' (سورہ نحل:۹۱) اور اس سے مراد یہ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان سے کہنا اور پھر ان کو یہ پوچھنا کہ یہ حکم اللّٰہ کی طرف سے یا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کی طرف سے ہے۔ پھر خدا نے فرمایا: تم اس عورت کی طرح نہ بنو جس نے سوت کاتا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ اپنے عہدوں کو اس بات کی مکاری کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ کے

امام زیادہ پاکیزہ ہوں تمہارے اماموں سے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں سورۂ نحل کی اس آیت میں تو لفظ اُمَّۃٍ ہے اور آپؑ نے آئمہ فرمایا۔ امامؑ نے فرمایا: نہیں آئمہ ہی ہے۔ میں نے عرض کیا ہم اس آیت کو یوں پڑھتے ہیں۔

''ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة أنکاثاً، تتخذون أیمانکم دخلاً بینکم أن تکون امة هی اربی من امة انما یبلو کم الله به۔''

''اس عورت کے جیسے نہ بنو جو اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے کر کے توڑ ڈالے کہ اپنے عہدوں کو اس بات کی مکاری کا ذریعہ بنائے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے خوامخواہ بڑھ جائے اس سے خدا بس تم کو آزماتا ہے''

اس میں امت کی جگہ حضور ﷺ نے آئمہ فرمایا ہے اور اربی (زیادہ) کی جگہ ازکی (پاکیزہ) فرمایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اربیٰ کیا ہے پس آپؑ نے تعجب کے ساتھ ہاتھ اٹھایا اور پھر گرادیا اور فرمایا: ''انما یبلوکم اللہ بہ'' (اللہ اس سے تمہاری آزمائش کرتا ہے) اس سے مراد یہ ہے کہ علی علیہ السلام کے ذریعہ تمہاری آزمائش کرتا ہے تاکہ روز قیامت ان باتوں کو ظاہر کردے جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔

اگر خدا چاہتا تو تم کو ایک ہی گروہ بنا دیتا۔ لیکن وہ جس کو چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ روز قیامت جو کچھ تم کرچکے ہو اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اپنی قسموں کو مکاری کا ذریعہ نہ بناؤ ورنہ تمہارے قدم جمنے کے بعد اکھڑ جائیں گے (یعنی علی کے بارے میں جو رسول ﷺ نے کہہ دیا ہے) اور تم راہِ خدا سے ہٹانے (علیؑ کی راہ سے) کی سزا میں جہنّم کا مزہ چکھو گے۔ [1]

بیان:

﴿علیهما أی الأولین کَالَّتِی نَقَضَتْ غَزْلَها المرأة التی غزلت ثم نقضت غزلها بعد إحکام و فتل أَنْکاثاً جمع نکث بالکسر و هو أن تنقض أخلاق الأکسیة لتغزل ثانیة قیل کانت امرأة حمقاء من قریش تغزل مع جواریها إلی انتصاف النهار ثم تأمرهن أن ینقضن ما غزلن و لا تزال کذلک دأبها و اسمها ریطة بنت عمرو و تسمی خرقاء مکة شبه الله حال ناقضی العهد و الیمین بها أو بمن کان کذلک تَتَّخِذُونَ حال دَخَلًا دغلا و خیانة و مکرا و خدیعة و ذلک لأنهم کانوا حین عهدهم یضمرون الخیانة و المکر و الناس یسکنون إلی عهدهم أن تکون أئمة و المشهور أمة یعنی لا تنقضوا العهد لأجل أن تکون قوم أزکی من قوم و

[1] تفسیر نور الثقلین: ۳/۸۱؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۶۸؛ بحار الانوار: ۳۶/۱۴۸؛ تفسیر البرہان: ۳/۴۵۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۲۶۶؛ تاویل الآیات: ۲۶۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۲۶۶؛ تاویل الآیات: ۲۶۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/۴۵۸

أمة أعلی من أمة و کأنه ع أراد بقوله ما أربی و تعجبه و طرح یده أن أربی هاهنا لیس معناه إلا أزکی و کذلك قراءته بالأئمة إشارة إلی أن الأمة فی الموضعین أرید بها الأئمة خاصة فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِها أی فتضلوا عن الرشد بعد أن تکونوا علی هدی یقال زل قدم فلان فی أمر کذا إذا عدل عن الصواب بِما صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِیلِ اللّٰهِ بما منعتم الناس عن اتباع دین الله قال سلمان الفارسی رضی الله عنه تهلك هذه الأمة بنقض مواثیقها﴾

''علیهما'' ان دونوں پر یعنی پہلے دو پر۔''کالتی نقصنت غزلها'' اس عورت کی مانند جس نے اپنے کاتے ہوئے سوت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یعنی ایک خاص عورت جس نے سوت کا تا اور پھر اس نے اس کے مضبوط اور کے بعد اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔''انکاثا' یہ جمع ہے''نکث'' کی جونون کی کسرہ کے ساتھ ہے۔اس کا معنی ہے کہ دوبارہ ادھیڑنا تا کہ دوسری بار کا تا جائے، کہا گیا ہے کہ قریش کی ایک احمق عورت تھی جو اپنی کنیزوں کے ساتھ آدھے دن تک کا تا کرتی تھی اور پھر ان کو حکم دیتی تھی کہ وہ اپنے کاتے ہوئے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں اور وہ ایسا کرتی تھی، اس کا نام ریطہ بنت عمرو تھا اور اس کو خرقاء بھی کہا جاتا تھا۔''نتخذون'' وہ تھامتے ہیں، یہ حال ہے۔ ''دخلاً'' خیانت اور مکر کیونکہ وہ اپنے وعدوں کے باوجود خیانت اور مکر کو چھپاتے تھے۔''ان تکون ائمة'' کہ آئمہ تھا، مشہور یہ ہے کہ امت تھا یعنی تم اپنے عہد نہ توڑو کیونکہ تم دوسری قوموں کی نسبت ایک پاکیزہ قوم ہو۔''بما صددتم عن سبیل الله'' تم اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے ہو یعنی تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل پیرا ہونے سے منع کرتے ہو۔

جناب سلمان فارسیؓ نے فرمایا: یہ امت اپنے عہدوں کو توڑنے کی وجہ سے ہلاک ہوگی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک یہ حدیث حسن ہے کیونکہ منصور بن یونس ثقہ ہے [2] اور زید بن الجہم الہلالی بھی ثقہ ہے اور مجہول نہیں ہے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کہ صفوان سے روایت کرتا ہے [3] (واللہ اعلم)

8/752 الکافی،۱/۲/۲۹۲/۱ محمد عن محمد بن الحسین و أحمد عن السراد عن محمد بن الفضیل عن الثمالی عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَمَّا أَنْ قَضَى مُحَمَّدٌ نُبُوَّتَهُ وَاِسْتَكْمَلَ

[1] مراۃ العقول:۳/۲۶۷

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۶۲۲

[3] الکافی:۵/۶۳ ح۳؛من لایحضرۃ الفقیہ:۳/۳۰۴ح۴۴۹۳

أَيَّامَهُ أَوْحَى اَللَّهُ تَعَالَى إِلَيْهِ أَنْ يَا مُحَمَّدُ قَدْ قَضَيْتَ نُبُوَّتَكَ وَ اِسْتَكْمَلْتَ أَيَّامَكَ فَاجْعَلِ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي عِنْدَكَ وَ اَلْإِيمَانَ وَ اَلاِسْمَ اَلْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ اَلْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ فِي أَهْلِ بَيْتِكَ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَإِنِّي لَنْ أَقْطَعَ اَلْعِلْمَ وَ اَلْإِيمَانَ وَ اَلاِسْمَ اَلْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ اَلْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ مِنَ اَلْعَقِبِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ كَمَا لَمْ أَقْطَعْهَا مِنْ ذُرِّيَّاتِ اَلْأَنْبِيَاءِ.

(ترجمہ) ابوحمزہ ثمالی نے روایت کی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا وقت ختم ہوا اوران کے دن پورے ہوگئے۔تو اللہ نے ان پر وحی کی اے محمد! تم نے اپنی نبوت کا دور پورا کردیا اوراپنا زمانہ ختم کردیا۔پس جو علم وایمان واسم اکبر میراثِ علم اورآثار نبوت تمہارے پاس ہیں وہ اپنے اہل بیت علیہم السلام میں سے علی علیہ السلام بن ابی طالب علیہ السلام کرسپرد کردو میں علم وایمان واسم اکبراور میراث نبوت کوتمہاری ذریت سے منقطع نہیں کروں گا۔اسی طرح جس طرح میں نے ان چیزوں کوذریت انبیاء علیہم السلام سے قطع نہیں کیا۔[1]

بیان:

﴿یشبه أن یکون المراد بالعلم الذی عندك المعرفة بالله و ملائکته و کتبه و رسله و الیوم الآخر علی سبیل المشاهدة و العیان و بالإیمان التصدیق بهذه الأمور مع الانقیاد المقرون بالإیقان و بالاسم الأکبر الکتاب الذی یعلم به علم کل شیء الذی یکون مع الأنبیاء ع کما فسر به فی خبر عبد الحمید الآتی و بمیراث العلم التخلق بأخلاق الله و بآثار علم النبوة علم الشرائع و الأحکام﴾

''العلم الزی عندك'' جوعلم تیرے پاس ہے۔اس مراد اللہ تعالیٰ اس کے ملائکہ، کتب، رسولؑ اورقیامت والے دن کی معرفت مراد ہے مشاہدہ کی بنیاد پراوران امور پر تصدیق کے ساتھ ایمان۔''بالاسم الا کبر''اسم اکبراس سے مراد کتاب ہے جس کے ذریعہ ہر چیز کے علم کوحاصل کیا جاتا ہے اور یہ اسم اکبرانبیاء کرامؑ کے پاس ہوتا ہے جیسا کہ آگے آنے والی خبر عبدالحمید میں اس کی وضاحت کی گئی۔''بمیراث العلم ''اللہ تعالیٰ کے اخلاق کو حاصل کرنا۔''باٰثار علم النبوۃ''علم نبوتؐ کے آثار''اس سے مراد شریعت اوراحکام کاعلم ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ ثابت ہے اور کامل

---

[1] مختصرالبصائر: ۵۳؛ الانصاف: ۹۷؛ الجواہر السنیہ: ۳۸؛ اثبات الھداۃ: ۳/۴؛ بصائر الدرجات: ۱/۴۶۸؛ تفسیر العیاشی: ۱/۳۰۹؛ تفسیر کنزالدقائق: ۳/۵۷؛ تفسیر البرہان: ۲/۲۷۸؛ تفسیر نورالثقلین: ۱/۳۲۹؛ بحارالانوار: ۲۶/۶۳و۴۰/۱۷و۲۱۱/۴۳؛ کمال الدین: /۲۱۳

[2] مراۃالعقول: ۳/۲۷۰

الزیارات کا راوی ہے اور اس پر غلو کا الزام سہو ہے اور سید خوئی نے بھی اس کے ثقہ ہونے کا ہی اشارہ دیا ہے [1]
(واللہ اعلم)

9/753 الکافی،۹۲/۱۱۳/۸ علی عن أبیه عن السراد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَهِدَ إِلَى آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ لاَ يَقْرَبَ هَذِهِ اَلشَّجَرَةَ فَلَمَّا بَلَغَ اَلْوَقْتُ اَلَّذِي كَانَ فِي عِلْمِ اَللَّهِ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا نَسِيَ فَأَكَلَ مِنْهَا وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ لَقَدْ عَهِدْنٰا إِلىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْماً) فَلَمَّا أَكَلَ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلشَّجَرَةِ أُهْبِطَ إِلَى اَلْأَرْضِ فَوُلِدَ لَهُ هَابِيلُ وَ أُخْتُهُ تَوْأَمٌ وَ وُلِدَ لَهُ قَابِيلُ وَ أُخْتُهُ تَوْأَمٌ ثُمَّ إِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَمَرَ هَابِيلَ وَ قَابِيلَ أَنْ يُقَرِّبَا قُرْبَاناً وَ كَانَ هَابِيلُ صَاحِبَ غَنَمٍ وَ كَانَ قَابِيلُ صَاحِبَ زَرْعٍ فَقَرَّبَ هَابِيلُ كَبْشاً مِنْ أَفَاضِلِ غَنَمِهِ وَ قَرَّبَ قَابِيلُ مِنْ زَرْعِهِ مَا لَمْ يُنَقَّ فَتُقُبِّلَ قُرْبَانُ هَابِيلَ وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ قُرْبَانُ قَابِيلَ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ اُتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ اِبْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبٰا قُرْبٰاناً فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمٰا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ اَلْآخَرِ) إِلَى آخِرِ اَلْآيَةِ وَ كَانَ اَلْقُرْبَانُ تَأْكُلُهُ اَلنَّارُ فَعَمَدَ قَابِيلُ إِلَى اَلنَّارِ فَبَنَى لَهَا بَيْتاً وَ هُوَ أَوَّلُ مَنْ بَنَى بُيُوتَ اَلنَّارِ فَقَالَ لَأَعْبُدَنَّ هَذِهِ اَلنَّارَ حَتَّى تَتَقَبَّلَ مِنِّي قُرْبَانِي ثُمَّ إِنَّ إِبْلِيسَ لَعَنَهُ اَللَّهُ أَتَاهُ وَ هُوَ يَجْرِي مِنِ اِبْنِ آدَمَ مَجْرَى اَلدَّمِ فِي اَلْعُرُوقِ فَقَالَ لَهُ يَا قَابِيلُ قَدْ تُقُبِّلَ قُرْبَانُ هَابِيلَ وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ قُرْبَانُكَ وَ إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَهُ يَكُونُ لَهُ عَقِبٌ يَفْتَخِرُونَ عَلَى عَقِبِكَ وَ يَقُولُونَ نَحْنُ أَبْنَاءُ اَلَّذِي تُقُبِّلَ قُرْبَانُهُ فَاقْتُلْهُ كَيْلاَ يَكُونَ لَهُ عَقِبٌ يَفْتَخِرُونَ عَلَى عَقِبِكَ فَقَتَلَهُ فَلَمَّا رَجَعَ قَابِيلُ إِلَى آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ لَهُ يَا قَابِيلُ أَيْنَ هَابِيلُ فَقَالَ أُطْلُبْهُ حَيْثُ قَرَّبْنَا اَلْقُرْبَانَ فَانْطَلَقَ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَوَجَدَ هَابِيلَ قَتِيلاً فَقَالَ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لُعِنْتِ مِنْ أَرْضٍ كَمَا قَبِلْتِ دَمَ هَابِيلَ وَ بَكَى آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى هَابِيلَ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ إِنَّ آدَمَ سَأَلَ رَبَّهُ وَلَداً فَوُلِدَ لَهُ غُلاَمٌ فَسَمَّاهُ هِبَةَ اَللَّهِ لِأَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَهَبَهُ لَهُ وَ أُخْتُهُ تَوْأَمٌ فَلَمَّا اِنْقَضَتْ نُبُوَّةُ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ اِسْتَكْمَلَ أَيَّامَهُ أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْهِ أَنْ يَا آدَمُ قَدِ اِنْقَضَتْ نُبُوَّتُكَ وَ اِسْتَكْمَلْتَ أَيَّامَكَ فَاجْعَلِ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي عِنْدَكَ وَ اَلْإِيمَانَ وَ اَلاِسْمَ

[1] المعجم من رجال الحدیث: رقم ۱۱۵۹۱

الْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ الْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ النُّبُوَّةِ فِي الْعَقِبِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ عِنْدَ هِبَةِ اللَّهِ فَإِنِّي لَنْ أَقْطَعَ الْعِلْمَ وَ الْإِيمَانَ وَ الِاسْمَ الْأَكْبَرَ وَ آثَارَ النُّبُوَّةِ مِنَ الْعَقِبِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ لَنْ أَدَعَ الْأَرْضَ إِلَّا وَ فِيهَا عَالِمٌ يُعْرَفُ بِهِ دِينِي وَ يُعْرَفُ بِهِ طَاعَتِي وَ يَكُونُ نَجَاةً لِمَنْ يُولَدُ فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ نُوحٍ وَ بَشَّرَ آدَمَ بِنُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بَاعِثٌ نَبِيّاً اسْمُهُ نُوحٌ وَ إِنَّهُ يَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ وَ يُكَذِّبُهُ قَوْمُهُ فَيُهْلِكُهُمُ اللَّهُ بِالطُّوفَانِ وَ كَانَ بَيْنَ آدَمَ وَ بَيْنَ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَشَرَةُ آبَاءٍ أَنْبِيَاءُ وَ أَوْصِيَاءُ كُلُّهُمْ وَ أَوْصَى آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى هِبَةِ اللَّهِ أَنَّ مَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيُؤْمِنْ بِهِ وَ لْيَتَّبِعْهُ وَ لْيُصَدِّقْ بِهِ فَإِنَّهُ يَنْجُو مِنَ الْغَرَقِ ثُمَّ إِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرِضَ الْمَرْضَةَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا فَأَرْسَلَ هِبَةَ اللَّهِ وَ قَالَ لَهُ إِنْ لَقِيتَ جَبْرَئِيلَ أَوْ مَنْ لَقِيتَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ وَ قُلْ لَهُ يَا جَبْرَئِيلُ إِنَّ أَبِي يَسْتَهْدِيكَ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ جَبْرَئِيلُ يَا هِبَةَ اللَّهِ إِنَّ أَبَاكَ قَدْ قُبِضَ وَ إِنَّا نَزَلْنَا لِلصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَارْجِعْ فَرَجَعَ فَوَجَدَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ قُبِضَ فَأَرَاهُ جَبْرَئِيلُ كَيْفَ يُغَسِّلُهُ فَغَسَّلَهُ حَتَّى إِذَا بَلَغَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ قَالَ هِبَةُ اللَّهِ يَا جَبْرَئِيلُ تَقَدَّمْ فَصَلِّ عَلَى آدَمَ فَقَالَ لَهُ جَبْرَئِيلُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَمَرَنَا أَنْ نَسْجُدَ لِأَبِيكَ آدَمَ وَ هُوَ فِي الْجَنَّةِ فَلَيْسَ لَنَا أَنْ نَؤُمَّ شَيْئاً مِنْ وُلْدِهِ فَتَقَدَّمَ هِبَةُ اللَّهِ فَصَلَّى عَلَى أَبِيهِ وَ جَبْرَئِيلُ خَلْفَهُ وَ جُنُودُ الْمَلَائِكَةِ وَ كَبَّرَ عَلَيْهِ ثَلَاثِينَ تَكْبِيرَةً فَأَمَرَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَفَعَ خَمْساً وَ عِشْرِينَ تَكْبِيرَةً وَ السُّنَّةُ الْيَوْمَ فِينَا خَمْسُ تَكْبِيرَاتٍ وَ قَدْ كَانَ يُكَبَّرُ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ تِسْعاً وَ سَبْعاً ثُمَّ إِنَّ هِبَةَ اللَّهِ لَمَّا دَفَنَ أَبَاهُ أَتَاهُ قَابِيلُ فَقَالَ يَا هِبَةَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَبِي آدَمَ قَدْ خَصَّكَ مِنَ الْعِلْمِ بِمَا لَمْ أُخَصَّ بِهِ أَنَا وَ هُوَ الْعِلْمُ الَّذِي دَعَا بِهِ أَخُوكَ هَابِيلُ فَتُقُبِّلَ قُرْبَانُهُ وَ إِنَّمَا قَتَلْتُهُ لِكَيْلَا يَكُونَ لَهُ عَقِبٌ فَيَفْتَخِرُونَ عَلَى عَقِبِي فَيَقُولُونَ نَحْنُ أَبْنَاءُ الَّذِي تُقُبِّلَ قُرْبَانُهُ وَ أَنْتُمْ أَبْنَاءُ الَّذِي تُرِكَ قُرْبَانُهُ فَإِنَّكَ إِنْ أَظْهَرْتَ مِنَ الْعِلْمِ الَّذِي اخْتَصَّكَ بِهِ أَبُوكَ شَيْئاً قَتَلْتُكَ كَمَا قَتَلْتُ أَخَاكَ هَابِيلَ فَلَبِثَ هِبَةُ اللَّهِ وَ الْعَقِبُ مِنْهُ مُسْتَخْفِينَ بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَ الْإِيمَانِ وَ الِاسْمِ الْأَكْبَرِ وَ مِيرَاثِ النُّبُوَّةِ وَ آثَارِ عِلْمِ النُّبُوَّةِ حَتَّى بَعَثَ اللَّهُ نُوحاً عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ ظَهَرَتْ وَصِيَّةُ هِبَةِ اللَّهِ حِينَ نَظَرُوا فِي وَصِيَّةِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَجَدُوا نُوحاً عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيّاً

قَدْ بَشَّرَ بِهِ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَآمَنُوا بِهِ وَ اِتَّبَعُوهُ وَ صَدَّقُوهُ وَ قَدْ كَانَ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَصَّى هِبَةَ اَللَّهِ أَنْ يَتَعَاهَدَ هَذِهِ اَلْوَصِيَّةَ عِنْدَ رَأْسِ كُلِّ سَنَةٍ فَيَكُونَ يَوْمَ عِيدِهِمْ فَيَتَعَاهَدُونَ نُوحاً وَ زَمَانَهُ اَلَّذِي يَخْرُجُ فِيهِ وَ كَذَلِكَ جَاءَ فِي وَصِيَّةِ كُلِّ نَبِيٍّ حَتَّى بَعَثَ اَللَّهُ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِنَّمَا عَرَفُوا نُوحاً بِالْعِلْمِ اَلَّذِي عِنْدَهُمْ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ لَقَدْ أَرْسَلْنا نُوحاً إِلى قَوْمِهِ) إِلَى آخِرِ اَلْآيَةِ وَ كَانَ مَنْ بَيْنَ آدَمَ وَ نُوحٍ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ مُسْتَخْفِينَ وَ لِذَلِكَ خَفِيَ ذِكْرُهُمْ فِي اَلْقُرْآنِ فَلَمْ يُسَمَّوْا كَمَا سُمِّيَ مَنِ اِسْتَعْلَنَ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ رُسُلاً قَدْ قَصَصْناهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلاً لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ) يَعْنِي لَمْ أُسَمِّ اَلْمُسْتَخْفِينَ كَمَا سَمَّيْتُ اَلْمُسْتَعْلِنِينَ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ فَمَكَثَ نُوحٌ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي قَوْمِهِ (أَلْفَ سَنَةٍ إِلاَّ خَمْسِينَ عاماً) لَمْ يُشَارِكْهُ فِي نُبُوَّتِهِ أَحَدٌ وَ لَكِنَّهُ قَدِمَ عَلَى قَوْمٍ مُكَذِّبِينَ لِلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ اَلَّذِينَ كَانُوا بَيْنَهُ وَ بَيْنَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ ذَلِكَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ اَلْمُرْسَلِينَ) يَعْنِي مَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى أَنِ اِنْتَهَى إِلَى قَوْلِهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ إِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ اَلْعَزِيزُ اَلرَّحِيمُ) ثُمَّ إِنَّ نُوحاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمَّا اِنْقَضَتْ نُبُوَّتُهُ وَ اُسْتُكْمِلَتْ أَيَّامُهُ أَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْهِ أَنْ يَا نُوحُ قَدْ قَضَيْتَ نُبُوَّتَكَ وَ اِسْتَكْمَلْتَ أَيَّامَكَ فَاجْعَلِ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي عِنْدَكَ وَ اَلْإِيمَانَ وَ اَلاِسْمَ اَلْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ اَلْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ فِي اَلْعَقِبِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ فَإِنِّي لَنْ أَقْطَعَهَا كَمَا لَمْ أَقْطَعْهَا مِنْ بُيُوتَاتِ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ اَلَّتِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ لَنْ أَدَعَ اَلْأَرْضَ إِلاَّ وَ فِيهَا عَالِمٌ يُعْرَفُ بِهِ دِينِي وَ تُعْرَفُ بِهِ طَاعَتِي وَ يَكُونُ نَجَاةً لِمَنْ يُولَدُ فِيمَا بَيْنَ قَبْضِ اَلنَّبِيِّ إِلَى خُرُوجِ اَلنَّبِيِّ اَلْآخَرِ وَ بَشَّرَ نُوحٌ سَاماً بِهُودٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ فِيمَا بَيْنَ نُوحٍ وَ هُودٍ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ قَالَ نُوحٌ إِنَّ اَللَّهَ بَاعِثٌ نَبِيّاً يُقَالُ لَهُ هُودٌ وَ إِنَّهُ يَدْعُو قَوْمَهُ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَيُكَذِّبُونَهُ وَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مُهْلِكُهُمْ بِالرِّيحِ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيُؤْمِنْ بِهِ وَ لْيَتَّبِعْهُ فَإِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُنْجِيهِ مِنْ عَذَابِ اَلرِّيحِ وَ أَمَرَ نُوحٌ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِبْنَهُ سَاماً أَنْ يَتَعَاهَدَ هَذِهِ اَلْوَصِيَّةَ عِنْدَ رَأْسِ كُلِّ سَنَةٍ فَيَكُونَ يَوْمُئِذٍ عِيداً لَهُمْ فَيَتَعَاهَدُونَ فِيهِ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ اَلْعِلْمِ وَ اَلْإِيمَانِ وَ اَلاِسْمِ اَلْأَكْبَرِ وَ

مَوَارِيثِ اَلْعِلْمِ وَ آثَارِ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ فَوَجَدُوا هُوداً نَبِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَدْ بَشَّرَ بِهِ أَبُوهُمْ نُوحٌ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَآمَنُوا بِهِ وَ اِتَّبَعُوهُ وَ صَدَّقُوهُ فَنَجَوْا مِنْ عَذَابِ اَلرِّيحِ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَإِلىٰ عٰادٍ أَخٰاهُمْ هُوداً) وَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ (كَذَّبَتْ عٰادٌ اَلْمُرْسَلِينَ إِذْ قٰالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلاٰ تَتَّقُونَ) وَ قَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى (وَ وَصّٰى بِهٰا إِبْرٰاهِيمُ بَنِيهِ وَ يَعْقُوبُ) وَ قَوْلُهُ (وَ وَهَبْنٰا لَهُ إِسْحٰاقَ وَ يَعْقُوبَ كُلاًّ هَدَيْنٰا) لِنَجْعَلَهَا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ (وَ نُوحاً هَدَيْنٰا مِنْ قَبْلُ) لِنَجْعَلَهَا فِي أَهْلِ بَيْتِهِ فَآمَنَ اَلْعَقِبُ مِنْ ذُرِّيَّةِ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ مَنْ كَانَ قَبْلَ إِبْرَاهِيمَ لِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَ هُودٍ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمْ وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ مٰا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ) وَ قَوْلُهُ عَزَّ ذِكْرُهُ: (فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ وَ قٰالَ إِنِّي مُهٰاجِرٌ إِلىٰ رَبِّي) وَ قَوْلُهُ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ إِبْرٰاهِيمَ إِذْ قٰالَ لِقَوْمِهِ اُعْبُدُوا اَللّٰهَ وَ اِتَّقُوهُ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ) فَجَرَى بَيْنَ كُلِّ نَبِيَّيْنِ عَشَرَةُ أَنْبِيَاءَ وَ تِسْعَةٌ وَ ثَمَانِيَةُ أَنْبِيَاءَ كُلُّهُمْ أَنْبِيَاءُ وَ جَرَى لِكُلِّ نَبِيٍّ مَا جَرَى لِنُوحٍ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ وَ كَمَا جَرَى لِآدَمَ وَ هُودٍ وَ صَالِحٍ وَ شُعَيْبٍ وَ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمْ حَتَّى اِنْتَهَتْ إِلَى يُوسُفَ بْنِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ صَارَتْ مِنْ بَعْدِ يُوسُفَ فِي أَسْبَاطِ إِخْوَتِهِ حَتَّى اِنْتَهَتْ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَكَانَ بَيْنَ يُوسُفَ وَ بَيْنَ مُوسَى مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ فَأَرْسَلَ اَللَّهُ مُوسَى وَ هَارُونَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ قَارُونَ ثُمَّ أَرْسَلَ اَلرُّسُلَ (تَتْرٰا كُلَّ مٰا جٰاءَ أُمَّةً رَسُولُهٰا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنٰا بَعْضَهُمْ بَعْضاً وَ جَعَلْنٰاهُمْ أَحٰادِيثَ) وَ كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَقْتُلُ نَبِيّاً وَ اِثْنَانِ قَائِمَانِ وَ يَقْتُلُونَ اِثْنَيْنِ وَ أَرْبَعَةٌ قِيَامٌ حَتَّى أَنَّهُ كَانَ رُبَّمَا قَتَلُوا فِي اَلْيَوْمِ اَلْوَاحِدِ سَبْعِينَ نَبِيّاً وَ يَقُومُ سُوقُ قَتْلِهِمْ آخِرَ اَلنَّهَارِ فَلَمَّا نَزَلَتِ اَلتَّوْرَاةُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَشَّرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كَانَ بَيْنَ يُوسُفَ وَ مُوسَى مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ كَانَ وَصِيُّ مُوسَى يُوشَعَ بْنَ نُونٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ فَتَاهُ اَلَّذِي ذَكَرَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كِتَابِهِ فَلَمْ تَزَلِ اَلْأَنْبِيَاءُ تُبَشِّرُ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَتَّى بَعَثَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اَلْمَسِيحَ عِيسَى اِبْنَ مَرْيَمَ فَبَشَّرَ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى (يَجِدُونَهُ) يَعْنِي اَلْيَهُودَ وَ اَلنَّصَارَى: (مَكْتُوباً) يَعْنِي صِفَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ (عِنْدَهُمْ) يَعْنِي (فِي

اَلتَّوْرَاةِ وَ اَلْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَاهُمْ عَنِ اَلْمُنْكَرِ) وَ هُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ يُخْبِرُ عَنْ عِيسَى (وَ مُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اِسْمُهُ أَحْمَدُ) وَ بَشَّرَ مُوسَى وَ عِيسَى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَمَا بَشَّرَ اَلْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ حَتَّى بَلَغَتْ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمَّا قَضَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ نُبُوَّتَهُ وَ اُسْتُكْمِلَتْ أَيَّامُهُ أَوْحَى اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِلَيْهِ يَا مُحَمَّدُ قَدْ قَضَيْتَ نُبُوَّتَكَ وَ اِسْتَكْمَلْتَ أَيَّامَكَ فَاجْعَلِ اَلْعِلْمَ اَلَّذِي عِنْدَكَ وَ اَلْإِيمَانَ وَ اَلاِسْمَ اَلْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ اَلْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ فِي أَهْلِ بَيْتِكَ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَإِنِّي لَمْ أَقْطَعِ اَلْعِلْمَ وَ اَلْإِيمَانَ وَ اَلاِسْمَ اَلْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ اَلْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ مِنَ اَلْعَقِبِ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ كَمَا لَمْ أَقْطَعْهَا مِنْ بُيُوتَاتِ اَلْأَنْبِيَاءِ اَلَّذِينَ كَانُوا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ أَبِيكَ آدَمَ وَ ذَلِكَ قَوْلُ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى (إِنَّ اَللّٰهَ اِصْطَفىٰ آدَمَ وَ نُوحاً وَ آلَ إِبْرٰاهِيمَ وَ آلَ عِمْرٰانَ عَلَى اَلْعٰالَمِينَ ‌ذُرِّيَّةً بَعْضُهٰا مِنْ بَعْضٍ وَ اَللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ) وَ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى لَمْ يَجْعَلِ اَلْعِلْمَ جَهْلاً وَ لَمْ يَكِلْ أَمْرَهُ إِلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ لاَ إِلَى مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَ لاَ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ وَ لَكِنَّهُ أَرْسَلَ رَسُولاً مِنْ مَلاَئِكَتِهِ فَقَالَ لَهُ قُلْ كَذَا وَ كَذَا فَأَمَرَهُمْ بِمَا يُحِبُّ وَ نَهَاهُمْ عَمَّا يَكْرَهُ فَقَصَّ إِلَيْهِمْ أَمْرَ خَلْقِهِ بِعِلْمٍ فَعَلِمَ ذَلِكَ اَلْعِلْمَ وَ عَلَّمَ أَنْبِيَائَهُ وَ أَصْفِيَائَهُ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ اَلْإِخْوَانِ وَ اَلذُّرِّيَّةِ اَلَّتِي (بَعْضُهٰا مِنْ بَعْضٍ) فَذَلِكَ قَوْلُهُ جَلَّ وَ عَزَّ (فَقَدْ آتَيْنٰا آلَ إِبْرٰاهِيمَ اَلْكِتٰابَ وَ اَلْحِكْمَةَ وَ آتَيْنٰاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً) فَأَمَّا اَلْكِتَابُ فَهُوَ اَلنُّبُوَّةُ وَ أَمَّا اَلْحِكْمَةُ فَهُمُ اَلْحُكَمَاءُ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ مِنَ اَلصَّفْوَةِ وَ أَمَّا اَلْمُلْكُ اَلْعَظِيمُ فَهُمُ اَلْأَئِمَّةُ اَلْهُدَاةُ مِنَ اَلصَّفْوَةِ وَ كُلُّ هَؤُلاَءِ مِنَ اَلذُّرِّيَّةِ اَلَّتِي (بَعْضُهٰا مِنْ بَعْضٍ) وَ اَلْعُلَمَاءُ اَلَّذِينَ جَعَلَ اَللَّهُ فِيهِمُ اَلْبَقِيَّةَ وَ فِيهِمُ اَلْعَاقِبَةَ وَ حِفْظَ اَلْمِيثَاقِ حَتَّى تَنْقَضِيَ اَلدُّنْيَا وَ اَلْعُلَمَاءَ وَ لِوُلاَةِ اَلْأَمْرِ اِسْتِنْبَاطُ اَلْعِلْمِ وَ لِلْهُدَاةِ فَهَذَا شَأْنُ اَلْفُضَّلِ مِنَ اَلصَّفْوَةِ وَ اَلرُّسُلِ وَ اَلْأَنْبِيَاءِ وَ اَلْحُكَمَاءِ وَ أَئِمَّةِ اَلْهُدَى وَ اَلْخُلَفَاءِ اَلَّذِينَ هُمْ وُلاَةُ أَمْرِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اِسْتِنْبَاطِ عِلْمِ اَللَّهِ وَ أَهْلُ آثَارِ عِلْمِ اَللَّهِ مِنَ اَلذُّرِّيَّةِ اَلَّتِي (بَعْضُهٰا مِنْ بَعْضٍ) مِنَ اَلصَّفْوَةِ بَعْدَ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلْآبَاءِ وَ اَلْإِخْوَانِ وَ اَلذُّرِّيَّةِ مِنَ اَلْأَنْبِيَاءِ فَمَنِ اِعْتَصَمَ بِالْفُضَّلِ اِنْتَهَى بِعِلْمِهِمْ وَ نَجَا بِنُصْرَتِهِمْ وَ مَنْ وَضَعَ وُلاَةَ أَمْرِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَهْلَ اِسْتِنْبَاطِ عِلْمِهِ فِي غَيْرِ اَلصَّفْوَةِ مِنْ

بُيُوتَاتِ ٱلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ فَقَدْ خَالَفَ أَمْرَ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ جَعَلَ ٱلْجُهَّالَ وُلاَةَ أَمْرِ ٱللَّهِ وَ ٱلْمُتَكَلِّفِينَ (بِغَيْرِ هُدىً مِنَ ٱللّٰهِ) عَزَّ وَ جَلَّ وَ زَعَمُوا أَنَّهُمْ أَهْلُ ٱسْتِنْبَاطِ عِلْمِ ٱللَّهِ فَقَدْ كَذَبُوا عَلَى ٱللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ رَغِبُوا عَنْ وَصِيِّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ طَاعَتِهِ وَ لَمْ يَضَعُوا فَضْلَ ٱللَّهِ حَيْثُ وَضَعَهُ ٱللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فَضَلُّوا وَ أَضَلُّوا أَتْبَاعَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ حُجَّةٌ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ إِنَّمَا ٱلْحُجَّةُ فِي آلِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ لِقَوْلِ ٱللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ لَقَدْ (آتَيْنٰا آلَ إِبْرٰاهِيمَ ٱلْكِتٰابَ) وَ ٱلْحُكْمَ وَ ٱلنُّبُوَّةَ (وَ آتَيْنٰاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً) فَالْحُجَّةُ ٱلْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ وَ أَهْلُ بُيُوتَاتِ ٱلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ حَتَّى تَقُومَ ٱلسَّاعَةُ لِأَنَّ كِتَابَ ٱللَّهِ يَنْطِقُ بِذَلِكَ وَصِيَّةُ ٱللَّهِ (بَعْضُهٰا مِنْ بَعْضٍ) ٱلَّتِي وَضَعَهَا عَلَى ٱلنَّاسِ فَقَالَ عَزَّ وَ جَلَّ (فِي بُيُوتٍ أَذِنَ ٱللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ) وَ هِيَ بُيُوتَاتُ ٱلْأَنْبِيَاءِ وَ ٱلرُّسُلِ وَ ٱلْحُكَمَاءِ وَ أَئِمَّةِ ٱلْهُدَى فَهَذَا بَيَانُ عُرْوَةِ ٱلْإِيمَانِ ٱلَّتِي نَجَا بِهَا مَنْ نَجَا قَبْلَكُمْ وَ بِهَا يَنْجُو مَنْ يَتَّبِعُ ٱلْأَئِمَّةَ وَ قَالَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كِتَابِهِ (وَ نُوحاً هَدَيْنٰا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ دٰاوُدَ وَ سُلَيْمٰانَ وَ أَيُّوبَ وَ يُوسُفَ وَ مُوسىٰ وَ هٰارُونَ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي ٱلْمُحْسِنِينَ ۝ وَ زَكَرِيّٰا وَ يَحْيىٰ وَ عِيسىٰ وَ إِلْيٰاسَ كُلٌّ مِنَ ٱلصّٰالِحِينَ ۝ وَ إِسْمٰاعِيلَ وَ ٱلْيَسَعَ وَ يُونُسَ وَ لُوطاً وَ كُلاًّ فَضَّلْنٰا عَلَى ٱلْعٰالَمِينَ ۝ وَ مِنْ آبٰائِهِمْ وَ ذُرِّيّٰاتِهِمْ وَ إِخْوٰانِهِمْ وَ اِجْتَبَيْنٰاهُمْ وَ هَدَيْنٰاهُمْ إِلىٰ صِرٰاطٍ مُسْتَقِيمٍ) (أُولٰئِكَ ٱلَّذِينَ آتَيْنٰاهُمُ ٱلْكِتٰابَ وَ ٱلْحُكْمَ وَ ٱلنُّبُوَّةَ فَإِنْ يَكْفُرْ بِهٰا هٰؤُلاٰءِ فَقَدْ وَكَّلْنٰا بِهٰا قَوْماً لَيْسُوا بِهٰا بِكٰافِرِينَ) فَإِنَّهُ وَكَّلَ بِٱلْفُضَّلِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ ٱلْإِخْوَانِ وَ ٱلذُّرِّيَّةِ وَ هُوَ قَوْلُ ٱللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى إِنْ تَكْفُرْ بِهِ أُمَّتُكَ فَقَدْ وَكَّلْتُ أَهْلَ بَيْتِكَ بِٱلْإِيمَانِ ٱلَّذِي أَرْسَلْتُكَ بِهِ فَلاَ يَكْفُرُونَ بِهِ أَبَداً وَ لاَ أُضِيعُ ٱلْإِيمَانَ ٱلَّذِي أَرْسَلْتُكَ بِهِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ مِنْ بَعْدِكَ عُلَمَاءُ أُمَّتِكَ وَ وُلاَةُ أَمْرِي بَعْدَكَ وَ أَهْلُ ٱسْتِنْبَاطِ ٱلْعِلْمِ ٱلَّذِي لَيْسَ فِيهِ كَذِبٌ وَ لاَ إِثْمٌ وَ لاَ زُورٌ وَ لاَ بَطَرٌ وَ لاَ رِيَاءٌ فَهَذَا بَيَانُ مَا يَنْتَهِي إِلَيْهِ أَمْرُ هَذِهِ ٱلْأُمَّةِ إِنَّ ٱللَّهَ جَلَّ وَ عَزَّ طَهَّرَ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّهِ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ وَ سَأَلَهُمْ أَجْرَ ٱلْمَوَدَّةِ وَ أَجْرَى لَهُمُ ٱلْوَلاَيَةَ وَ جَعَلَهُمْ أَوْصِيَاءَهُ وَ أَحِبَّاءَهُ ثَابِتَةً بَعْدَهُ فِي أُمَّتِهِ فَاعْتَبِرُوا يَا أَيُّهَا ٱلنَّاسُ فِيمَا قُلْتُ حَيْثُ وَضَعَ ٱللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَلاَيَتَهُ وَ طَاعَتَهُ وَ مَوَدَّتَهُ وَ ٱسْتِنْبَاطَ عِلْمِهِ وَ حُجَجَهُ فَإِيَّاهُ فَتَقَبَّلُوا وَ بِهِ فَاسْتَمْسِكُوا تَنْجُوا بِهِ وَ تَكُونُ لَكُمُ ٱلْحُجَّةُ يَوْمَ ٱلْقِيَامَةِ وَ طَرِيقُ

رَبِّكُمْ جَلَّ وَ عَزَّ وَ لاَ تَصِلُ وَلاَيَةٌ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِلاَّ بِهِمْ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ حَقّاً عَلَى اَللَّهِ أَنْ يُكْرِمَهُ وَ لاَ يُعَذِّبَهُ وَ مَنْ يَأْتِ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ بِغَيْرِ مَا أَمَرَهُ كَانَ حَقّاً عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُذِلَّهُ وَ أَنْ يُعَذِّبَهُ.

ترجمہ: ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ اس درخت ممنوعہ کے نزدیک نہ جائیں لیکن وہ چلے گئے اور جو خدا کے علم میں تھا اور اس درخت سے کھایا اور اس کے کھانے سے منع والی بات بھول گئے اور اس کے متعلق خدا فرماتا ہے:

''اور ہم نے پہلے سے ہی آدم علیہ السلام سے عہد لیا تھا اور پھر وہ اسے بھول گیا اور ہم نے اس میں ہمت اور مضبوط ارادہ نہ پایا۔(طٰہٰ:۱۱۵)''

اور جب آدم علیہ السلام نے اس درخت سے کھایا تو پھر زمین پر اتار دیئے گئے تو ہابیل اور اس کی بہن دونوں ایک ساتھ پیدا ہوئے۔ وہ ان کے لیے دنیا میں آ گئے اور قابیل اور اس کی بہن بھی دونوں ایک ساتھ پیدا ہوئے اور دنیا میں آ گئے۔ پھر آدم علیہ السلام نے ہابیل و قابیل کو حکم دیا کہ وہ دونوں خدا کی بارگاہ میں قربانی پیش کریں۔ ہابیل مویشیوں کے مالک تھے اور قابل زراعت کرتے تھے۔ ہابیل گئے اور ایک بہترین قسم کا گوسفند اپنی گلہ سے لے کر آئے اور قربانی کے لیے پیش کیا اور قابیل تھوڑی سی زراعت سے اپنی نامرغوب چیز کو قربان گاہ میں حاضر کیا۔ پس ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی اور اس کے متعلق خدا فرماتا ہے:

''اور سناؤ ان کو وہ واقعہ جو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا جس وقت دونوں نے قربانی پیش کی اور ان دونوں میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔(مائدہ:۲۷)''

اس زمانے میں قربانی کے قبول ہونے کی علامت یہ تھی کہ ایک آگ آتی تھی اور وہ اس کو جلا دیتی تھی۔ پس قابیل آگ کی طرف پلٹ گیا اور اس کے لیے ایک آتش کدہ بنایا اور وہ پہلا شخص تھا جس نے آگ کے لیے گھر بنایا۔ اور کہا کہ میں اس آگ کی پرستش کروں گا یہاں تک کہ میری قربانی قبول ہو جائے۔ پس شیطان اس کے پاس آیا اور شیطان کا انسان میں اثر اس طرح ہے کہ جیسے خون اس کی رگوں میں جاری ہے اور اس سے کہا اے قابیل ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور تیری قربانی قبول نہیں ہوئی اور اگر تو نے اس کو اس کے حال پر (زندہ) چھوڑ دیا تو اس کے جو فرزند پیدا ہوں گے وہ تیرے فرزندوں پر فخر کریں گے اور کہیں ہم اس کے فرزند ہیں جس کی قربانی قبول ہوئی تھی۔

پس تم اس کو قتل کر دو تا کہ اس کا کوئی فرزند ہی پیدا نہ ہو جو تمہارے فرزندوں پر فخر کرے۔ پس قابیل نے ہابیل کو

قتل کر دیا اور جب اپنے باپ آدم علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو آدم علیہ السلام نے اس سے پوچھا اور فرمایا: اے قابیل! ہابیل کہاں ہے اور کیا ہوا۔ تو اس نے جواب میں کہا کہ اسے اسی جگہ سے جا کر طلب کرو جہاں دونوں نے قربانی پیش کی تھی آدم علیہ السلام اس جگہ پر گئے تو ہابیل کو قتل شدہ دیکھا۔ پس فرمایا: اس زمین پر لعنت ہو کہ تم نے ہابیل کے خون کو پی لیا ہے۔ پھر چالیس رات دن تک آدم علیہ السلام ہابیل پر گریہ کرتے رہے۔ پھر خدا سے درخواست کی کہ وہ اسے ایک فرزند عطا کرے پس اللہ نے ان کو ایک فرزند عطا کیا اور اس کا نام ھبۃ اللہ (خدا کی عطا) رکھا کیونکہ خدا نے اسے اور اس کی بہن کو جو اس کے ساتھ پیدا ہوئی تھی ان کے بدلے میں آدم علیہ السلام کو عطا کیا تھا اور وہ انہیں چاہتے تھے۔ اور جب آدم علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا اور روزگار اور ان کی زندگی کے دن آخر کو آ پہنچے تو خدا نے ان کو وحی کی کہ اے آدم علیہ السلام تیری نبوت کا زمانہ ختم ہو گیا اور تیری عمر اختتام کو پہنچی۔ پس وہ علم جو تمہارے پاس ہے اور ایمان واسم اکبر و میراث علم و آثار کو اپنے بیٹے ھبۃ اللہ کے حوالے کر دو کیوں کہ میں تمہارے بعد علم وایمان واسم اکبر آثار نبوت کی تیری نسل میں قیامت کے دن تک قطع نہ کروں گا۔

اور اپنی زمین کو بغیر حجت کے نہ چھوڑوں گا سوائے اسکے کہ اس میں ایک عام ہوگا اس کے ذریعہ سے لوگ میرا دین قبول اور میری اطاعت وعبارت کریں گے اور وہ ہر شخص کے لئے نجات کا ذریعہ ہوگا جو تمہارے اور نوح علیہ السلام کے درمیانی زمانہ میں آئیں گے اور آدم علیہ السلام نے نوح علیہ السلام کے آنے کی بھی خوش خبری دی اور فرمایا بے شک خدا ایک شخص کو اپنا پیغمبر بنا کر بھیجے گا۔ جس کا نام نوح علیہ السلام ہوگا اور وہ لوگوں کو خدا کی طرف بلائے گا اور اس کی قوم اس کی تکذیب کرے گی (اور اس کو جھوٹا کہے گی) اور خدا ان کو طوفان کے ذریعہ سے غرق کرے گا۔ اور آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام کے درمیان دس پشتوں کا فاصلہ تھا اور وہ سب کے سب پیغمبر اور اوصیاء پیغمبر تھے اور آدم علیہ السلام نے ھبۃ اللہ سے عہد لیا کہ جو بھی تم سے نوح علیہ السلام کا زمانہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کرے اور ان کی تصدیق کرے تا کہ غرق ہونے سے نجات پا سکے۔ اس کے بعد جب آدم علیہ السلام اس بیماری موت میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے جان لیا کہ میں نے اس دنیا سے جانے والا ہوں تو انہوں ھبۃ اللہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ اگر جبرائیل یا دوسرے فرشتوں کو دیکھو تو ان کو میرا اسلام پہنچا دینا اور کہنا اے جبرائیل بے شک میرے باپ نے تم سے جنّت کے میوے کو طلب کیا ہے لیکن (جس وقت پیغام کو پہنچایا) تو جبرائیل نے ھبۃ اللہ سے کہا تمہارے باپ اس دنیا سے چلے گئے ہیں اور میں آسمان سے آیا ہوں تا کہ اس پر نماز پڑھو اور واپس جائیں۔ ھبۃ اللہ واپس آئے اور دیکھا کہ آدم علیہ السلام اس دنیا سے جا چکے ہیں۔ پس جبرائیل علیہ السلام واپس آئے اور ان کو غسل کی تعلیم دی اور انہوں نے اپنے باپ کو غسل دیا یہاں تک کہ نماز پڑھنے کا وقت آیا کہ آدم علیہ السلام پر نماز

جنازہ پڑھیں تو ھبتہ اللہ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا اے ھبتہ اللہ: خدا نے ہمیں حکم دیا تھا کہ تیرے باپ کے لیے اس وقت کہ جب وہ جنت میں تھے کہ ان کو سجدہ کرو اور ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے (ہم پر لازم نہیں ہے) کہ کسی ایک پر بھی جو اس کے فرزند سے ہو اس کی امامت اور پیش نمازی کریں ھبتہ اللہ آگے کھڑے ہوئے۔
اور اپنے باپ پر نماز پڑھی اور جبرائیل علیہ السلام ان کے پیچھے کھڑے ہوئے اور تیس تکبیریں (اللہ اکبر) کہیں اور جبرائیل نے ان سے پچیس تکبیریں (حکم خدا سے) کم کردیں اور جو کچھ آج ہمارے درمیان سنت ہے وہ یہی پانچ تکبیریں ہیں۔ البتہ شہدا بدر پر نو اور سات تکبیریں بھی کہیں گئی ہیں۔ اس کے بعد ھبتہ اللہ نے اپنے باپ کو زمین میں دفن کردیا تو قابیل ان کے پاس آیا اور کہا اے ھبتہ اللہ میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے باپ آدم علیہ السلام نے تمہیں مخصوص علم عطا کیا ہے اور مجھے اس علم کے لیے مخصوص نہیں کیا۔ یہ وہی علم تھا جس کی وجہ سے ہابیل تیرے بھائی نے یہ دعا کی تھی اور اسکی قربانی قبول ہوگئی تھی اور میں نے اس کو قتل کردیا تا کہ اس کی نسل آگے نہ بڑھ سکے اور میری اولاد پر فخر نہ کرے اور کہے کہ ہم اس کی اولاد ہیں کہ جس کی قربانی ہوئی ہے اور تم اس کی اولاد ہو جس کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ اور ابھی اگر تم نے اس علم سے کسی چیز کو ظاہر کیا جو تیرے باپ نے تم سے مخصوص کیا ہے تو تمہیں بھی قتل کردوں گا جیسا کہ تیرے بھائی ہابیل کو قتل کیا ہے۔ پس اس وجہ سے ھبتہ اللہ اور اس لیے اس کی اولاد نے علم وایمان واسم اکبر ومیراث نبوت وعلم نبوت کو پوشیدہ کرلیا۔ یہاں تک کہ خدا نے نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اس وصیت کا عہد ھبتہ اللہ کو معلوم ہوا۔ اس وقت اس وصیت نامہ کو جو آدم علیہ السلام کا تھا اس کو دیکھا کہ نوح علیہ السلام پیغمبر ہے جس کے آنے کی آدم علیہ السلام نے بشارت دی تھی پس ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی اور ان کی تصدیق کی اور آدم علیہ السلام نے ھبتہ اللہ کو وصیت کی تھی کہ اس وصیت نامہ کو ہر سال کی ابتدا میں ایک بار دیکھنا اور یہ دن ان کے لیے عید کا دن ہوگا۔ اور نوح علیہ السلام کے آنے کی اطلاع اور اس کے خروج کے زمانہ کو یاد کرتے رہیں اور اسی ترتیب سے وصیت میں ہر پیغمبر کے آنے کا ذکر تھا۔ یہاں تک کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا اور بے شک نوح علیہ السلام کو لوگوں نے علم کے ذریعہ سے پہچانا جو ان کے پاس موجود تھا اس بارے میں خدا فرماتا ہے۔

''اور بے شک ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ (اعراف: ۵۸، ہود: ۲۵، عنکبوت: ۱۴، مومنون: ۲۳)''

اور ہر پیغمبر جو آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان آئے ان تمام نے نے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھا اور اس وجہ سے قرآن میں بھی ان کے نام مخفی ہوئے اور تمام پیغمبروں کی طرح کہ جنہوں نے خود کو ظاہر کیا اور ان کے ناموں کا

ذکر قرآن میں موجود ہے اور وہ جن کے نام نہ لیے گئے اور یہ اس کلام خدا کے معنی ہیں کہ وہ فرماتا ہے:
''اور وہ پیغمبر کہ جن کی حکایت کوتم سے بیان کیا ہے اور وہ پیغمبر کہ جن کے قصہ توتم سے بیان نہیں کیا۔(النساء: ۱۶۴)۔''
یعنی ہو جو پوشیدہ رہے ان کا نام ذکر نہیں کیا اور جو ظاہر ہوئے ان کا نام لیا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے درمیان ساڑھے نوسو سال (۹۵۰) تبلیغ کی اور اس مدت میں کوئی بھی دوسرا ان کے ساتھ نبوت میں شریک نہ تھا۔ لیکن وہ لوگوں کے روبرو معبوث ہوئے تھے اور ان لوگوں نے ان پیغمبروں کی جو آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان گزرے تھے ان کی تکذیب کی اور ان کو جھٹلایا اور اس کے متعلق خدا فرماتا ہے:
''قوم نوح علیہ السلام نے پیغمبروں کی تکذیب کی (ان کو جھٹلایا)۔(شعرا: ۱۰۵)''
یعنی وہ پیغمبر جو ان کے اور آدم علیہ السلام کے درمیان گزرے تھے یہاں پر خدا فرماتا ہے:
''اور بے شک تمہارا پروردگار وہی تو بڑا زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔(شعرا: ۱۲۲)''
پھر جس وقت نوح علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا اور اس کی زندگی کے ایام ختم ہوئے تو خدا نے ان کو وحی کی کہ اے نوح علیہ السلام تیری نبوت کا زمانہ ختم ہو گیا اور تیری عمر اختتام پذیر ہو گئی ہے۔ پس وہ علم جو تیرے پاس ہے اور ایمان واسم اکبر و میراث علم و آثار نبوت کو اپنے فرزند کے حوالے کرو جو تمہارے بعد ہوگا کیونکہ میں تمہارے بعد اس کو منقطع نہ کروں گا جیسا کہ میں نے پیغمبر کی نسل کو جو تمہارے اور آدم علیہ السلام کے درمیان گزرے ہیں ان کو قطع نہیں کیا اور زمین کو خالی نہ چھوڑوں گا مگر یہ کہ اس میں ایک عالم باقی ہوگا۔

جس کے ذریعہ سے میرا دین قائم رہے گا اور میری اطاعت وعبادت کی جائے گی اور یہی ان لوگوں کے لیے نجات کا ذریعہ ہوگا ان لوگوں کے لیے ان کے درمیان پیغمبر ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کے بعد دوسرا پیغمبر دنیا میں آجائے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام کو ھود علیہ السلام کی بشارت دی اور نوح علیہ السلام اور ھود علیہ السلام کے درمیان بھی پیغمبر گزرے ہیں اور نوح علیہ السلام نے اس طرح فرمایا: بے شک خدا ایک پیغمبر کو مبعوث کرے گا اور اس کا نام ھود علیہ السلام ہوگا اور وہ اپنی قوم کو خدا کی طرف سے بلائے گا لیکن اس کی تکذیب کی جائے گی (جھٹلایا جائے گا) اور خدا ان کی قوم کو ہوا کے ذریعے سے نابود کرے گا۔ پس تم میں سے جو بھی ان کو پائے تو وہ اس پر ایمان لے آئے اور اس کی پیروی کرے تا کہ خدا اس کو ہوا کے عذاب سے نجات دے۔
اور نوح علیہ السلام نے (ضمناً) اپنے بیٹے سام کو حکم دیا کہ وہ اس وصیت کو ہر سال کے آغاز کے وقت دیکھے اور اس دن کو اپنے لیے عید قرار دے اور جو کچھ علم و ایمان واسم اکبر و میراث علم و آثار علم نبوت ہے ان تمام کو پڑھیں اور اس

پر قائم رہیں۔ اور انہوں نے دیکھا ھود علیہ السلام پیغمبر ہے اور نوح علیہ السلام نے بھی انکے آنے کی بشارت دی ہے۔ پس اس پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی اور ان کی تصدیق کی اور ان کے ذریعہ سے انہوں نے ہوا کے عذاب سے نجات پائی اور اسی کے متعلق خدا فرماتا ہے:

''اور قوم عاد کی طرف ہم نے بھیجا ان کے بھائی ھود کو۔ (اعراف: ۶۴)''

اور خدا فرماتا ہے:

''اور قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ (شعرا: ۱۲۳)''

''جس وقت ان کے بھائی ھود نے ان سے کہا تم ڈرتے نہیں ہو۔ (شعرا: ۱۲۴)''

اور فرماتا ہے:

''اور یہی وصیت کی ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق اور یعقوب علیہ السلام جیسے بیٹے دیئے اور ان سب کو ہدایت کی اور بعض کو پہلے ہدایت کی تھی (تا کہ اسے خاندان میں قرار دوں) اور نوح کو ان سے پہلے ہدایت کی تھی۔ (انعام: ۸۴)۔''

تا کہ ان کو ان کی اہل بیت علیہم السلام میں قرار دوں اسی طرح کو جو ابراہیم سے پہلے پیدا ہوئے تھے ان کو ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں حکم دیا گیا تھا اور خدا ان کے بارے میں فرماتا ہے:

''اور قوم لوط تم سے زیادہ دور نہیں ہے۔ (ھود: ۸۹)''

اور دوسری جگہ فرماتا ہے:

''ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے اور کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں۔ (عنکبوت: ۲۶)''

خدا فرماتا ہے:

''اور ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت اپنی قوم سے کہا تم خدا کی عبادت کیا کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ (عنکبوت: ۱۶)''

پس ہر دو پیغمبروں کے درمیان دس پیغمبر گزرے ہیں۔ یا نو پیغمبر یا آٹھ پیغمبر آئے ان کے درمیان فاصلہ تھا اور یہ سب کے سب نبوت کے مقام کو رکھتے تھے یعنی نبی تھے۔ اور ہر ایک کے لیے (اس وصیت کو یاد کرنا دیکھنا ہر سال کے آغاز میں ہوتا رہا) یہی طریقہ جاری رہا جو نوح علیہ السلام کے لیے تھا۔ اور اسی طرح آدم علیہ السلام وھود علیہ السلام وصالح علیہ السلام وشعیب وابراہیم علیہ السلام کے لیے تھے۔ یہاں تک کہ یوسف علیہ السلام بن یعقوب علیہ السلام کو پہنچا۔ اور یوسف علیہ السلام کے بعد اسباط جو ان کے برادروں سے تھے اسی طرح مقرر تھا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کو پہنچا اور یوسف علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام کے درمیان بھی پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ پس خدا نے موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کو فرعون اور وہامان

وقارون کی طرف بھیجا پھر اللہ نے پے در پے پیغمبروں کو بھیجا:

''اور جب کسی امت کے لیے ہمارا پیغمبر آیا اور انہوں نے اس کو جھٹلایا اور ہم نے بھی بعض کو ان ہی کے پیچھے بعض کو قرار دیا اور اسے قصہ و کہانی اور ان کی داستان بنا دیا۔ (مومنون: ۴۴)''

اور بنی اسرائیل (پیغمبر کشی میں) اس طرح ہو گئے کہ انہوں نے ایک دن میں دو پیغمبر قتل کیے (دوسرے ان کے قتل کے انتظار میں ہو گئے) اور کھڑے ہو گئے پھر دو قتل اور پھر چار کیے یہاں تک کہ بعض دفعہ انہوں نے ایک دن میں ستر نبیوں کو قتل کر دیا اور بازار قتل صبح سے شام تک کھلے رہتے تھے اور جب موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہوئی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوش خبری دی۔ اور یوسف علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کے درمیان بھی پیغمبر ہو گزرے ہیں جن کی تعداد دس تھی اور موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون تھے۔ اور یہ وہ جوان تھے جن کے ذکر اور داستان کو خدا نے قرآن میں بیان کیا۔ پس اس طرح پیغمبر آتے رہتے ہیں اور ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی خوش خبری دیتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے حضرت مسیح عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام کو بھیجا اور انہوں نے بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خوشخبری دی اور خدا فرماتا ہے:

''پاتے ہیں یعنی (یہود و نصاریٰ) مکتوبا لکھا ہو (یعنی صفت اور نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، ان کے پاس تورات و انجیل میں ہے جو ان کو نیکی کا حکم اور برائی منع کرتے ہیں۔ (اعراف: ۱۱۵)''

اور یہ ہے اس کا کلام خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے جو خبر دی ہے:

''اور اس رسول کی انہوں نے بشارت دی جو ان کے بعد آئیں گے اور ان کا نام احمد ہو گا۔ (صف: ٦)۔''

اور موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام دونوں نے ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کی بشارت دی جیسا کہ دوسرے پیغمبر ایک دوسرے کی بشارت دیتے آئے۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ کو دمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا اور جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا زمانہ ختم ہوا اور ان کی زندگی کے دن مکمل ہو گئے۔ تو خدا نے ان کی وحی کی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری نبوت کا زمانہ ختم ہو گیا اور تمہاری عمر اختتام کو پہنچی ہے۔ پس تم جو علم جو تیرے پاس موجود ہے اور ایمان و اسم اکبر و میراث علم و آثار نبوت کو اپنے خاندان میں علی علیہ السلام بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دو کیونکہ میں ان کے بعد اس علم و ایمان و اسم اکبر و میراث و علم و آثار نبوت کو پشت در پشت تیری نسل سے منقطع نہ کروں گا۔ جیسا کہ نسل پیغمبر میں کیا ہے جو تیرے اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کے درمیان ہو گزرے ہیں اور اسی کے متعلق خدا فرماتا ہے:

''اور بے شک اللہ نے برگزیدہ کیا ہے آدم علیہ السلام کو اور نوح علیہ السلام کو اور آل ابراہیم علیہ السلام کو اور آل عمران علیہ السلام کو عالمین پر (آل عمران: ۳۳)''

''ان کی نسل بعض کی بعض سے ہوئی ہے اور اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (آل عمران: ۳۴)۔''
اور بے شک اللہ نے علم و دانش کی بنیاد کو جہالت پر نہیں رکھا ہے (کہ لوگ امامت کے متعلق جہل و نادانی سے اسے انجام دیں) اور میں نے اپنے دین کے معاملے کو کسی مقرب فرشتہ اور کسی پیغمبر مرسل پر نہیں چھوڑا بلکہ ملائکہ میں سے ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان باتوں کا حکم دے کر جن کو وہ پسند کرتا ہے۔ اور اس سے فرمایا اس طرح اور اس طرح بیان کرو اور جو کچھ بھی چاہا اسی کا حکم دیا۔ اور ہر وہ چیز جو مجھے پسند نہ تھی اس کی نہی کی ان ہی کاموں کے ذریعے اپنی مخلوق کی علم کے ذریعہ سے حکایت بیان کی۔ انہوں نے بھی اس علم کی تعلیم حاصل کی اور اس علم کو انہیں اور برگزیدہ لوگوں کو جو پیغمبر اور برادران اور ان کی نسل سے تھے ان کو تعلیم دی اسی کے متعلق خدا فرماتا ہے:
''وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ'' اور حفاظت میثاق (شاید مراد میثاق سے عبارت عبادت کرنے والوں کی ہو) وہ ان میں ہے۔ یہاں تک کہ دنیا ختم ہو جائے اور دانش و صاحب علم سے استنباط کرنے والے والی امر اور ہدایت کرنے والے راہنما ہوں گے اور یہ ان کا مقام فضیلت اور برگزیدہ شدہ کا اور رسولوں اور پیغمبروں اور حکیموں اور اماموں کا جو راہ نما اور خلفاء کا ہے جو خدا کے احکام کی سرپرستی کرتے ہیں اور مامورِ علم خدا کے اور آثار علم خدا کے اہل ہیں اور ان کی نسل ایک دوسرے سے ہے پیغمبروں کے بعد یہ باپ دادا اور بھائیوں کی نسل سے ہیں۔ پس جو کوئی ان سے تمسک کرے گا اور علم کو ان سے حاصل کرے گا۔ تو ان کی مدد سے نجات پائے گا اور جو کوئی بھی والیان امر خلافت خدا اور اہل استنباط علم کو ان کے علاوہ جو غیر برگزیدہ پیغمبروں کے خاندان سے ہیں حقیقت میں تو اس نے خدا کے حکم کو مخالفت کی ہے اور جاہلوں کو اپنا سرپرست امر خدا جانا ہے اور ہدایت کے بغیر بیکار باتوں میں پڑتا ہے اور جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ علم خدا کے استنباط کرنے والے ہیں اور یہ وہ ہیں کہ جو بے شک خدا پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اس کی وصیت اور اس کی اطاعت سے روگرداں ہو گئے ہیں۔ اور وہ فضیلت جسے خدا نے جس جگہ قرار دیا تھا انہوں نے قرار نہ دیا۔ پس وہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں۔ اور اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اور قیامت کے دن بھی ان کے لیے کوئی حجت نہ ہوگی۔ (پیش گاہ خدا میں) اور حجت خدا فقط خاندان ابراہیم علیہ السلام میں ہے اس دلیل سے کہ خدا فرماتا ہے:
''بے شک ہم نے ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب اور حکم و نبوت عطا کی اور ان کو ملک عظیم عطا کیا۔ (النساء: ۵۴)''

اس حساب سے خدا کی حجت پیغمبر اور ان کا خاندان ہی ہے یہاں تک کہ قیامت کا دن آئے اور وہ قائم ہو جائے۔ کیونکہ خدا کی کتاب اس پر بولنے والی ہے اور خدا کی وصیت ہے کہ حجت انہی انبیاء کے بعد ان کی اولاد

میں جو ایک دوسرے کی اولاد ہیں کی ہے اور لوگوں کو ان کی اطاعت کرنے کا حکم دیا اور فرماتا ہے:

''وہ گھر ہیں کہ جن کے لیے اللہ نے اجازت دی ہے ان کو بلند کرنے کا (نساء:۳۶)''

اور یہ گھر پیغمبروں ورسولوں وحکما آئمہ راہنما کے ہیں اور یہ بیان دستاویز محکم ایمان کی ہے جس سے پہلے والے لوگوں نے نجات پائی اور اب بھی یہ نجات پائیں گے اور یہ وہ ہیں جو آئمہ کی پیروی کرتے ہیں اور خدا اپنے قرآن میں فرماتا:

''نوح علیہ السلام کی اس سے پہلے ہدایت کی اور اس کی نسل کی (یعنی ابراہیم علیہ السلام) ہے داؤد وسلیمان علیہم السلام وایوب ویوسف علیہم السلام، موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کی اور ہم اس طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں اور زکریا علیہ السلام ویحییٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام والیاس علیہ السلام کی وہ سب صالحین بندے تھے اور اسماعیل علیہ السلام اور یسع علیہ السلام اور یونس اور لوط علیہم السلام اور ان سب کو عالمین پر فضیلت دی اور ان کے باپ دادا داؤں ان کے بھائیوں اور ان کے بیٹوں کو (کہ ان سب کی ہم نے ہدایت کی) ان کو برگزیدہ کیا اور ان کی راہ راست (صراط مستقیم) کی ہدایت کی یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو ہم نے کتاب اور حکم اور پیغمبری عطا کی اور اگر یہ گروہ ان کا انکار کرے تو ان کی جگہ ایک اور گروہ لے آؤں گا جو ان کا انکار نہ کریں گے (انعام: ۸۴ تا ۹۰)''

پس خدا نے علم (ایمان وعلم کو) ان فاضلوں اور برتروں کو جو پیغمبر کے خاندان سے ہیں عطا کیا ہے اور یہ ہے خدا کا کلام کہ وہ فرماتا ہے کہ اگر تیری امت اس کا انکار کرے تو میں تیری اہل بیت علیہ السلام کو جان لو کہ ایمان کو تمہارے ساتھ معبوث کیا اور تمہیں نگران کیا ان کے ساتھ قرار دیا ہے۔ بس اس سے کبھی انکار نہ کریں گے اور وہ ایمان کبھی ضائع نہیں ہوگا جس کے ساتھ تجھے بھیجا ہے اور تیرے خاندان کے درمیان تیرے بعد تیری امت میں صاحبان علم اور میرے امر کے سرپرست تیرے بعد ہوں گے اور علم سے استنباط کرنے کے اہل ہوں گے جس میں قطعی کوئی جھوٹ کوئی گناہ کوئی فریب اور ریاکاری نہیں ہے اور یہ تھا اس امت کے عمل کا اختتام ہونا۔ بے شک خدا نے اپنے پیغمبر کے خاندان کو پاکیزہ کیا اور ان کے لیے جزا (رسالت کو) جو کہ ان ہی کی دوستی ومحبت (ان کی) تھی چاہا اور مقرر کیا کہ ان کو وہ دوست رکھیں) اور ولایت کو ان کے بارے میں مقرر فرمایا۔ اور ان کو اوصیاء ودوست ثبت کیا۔ ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں ان کو قرار دیا ہے۔ پس عبرت حاصل کرو اے لوگو! جو کچھ میں کہتا ہوں کہ خدا نے اپنی ولایت واطاعت ومودت واستنباط علم وحجت کو کس جگہ پر رکھا ہے۔ پس تم ان کو قبول کرو اور ان سے تمسک کرو ان کے وسیلہ سے تم نجات پاسکو اور قیامت کے دن تمہارے لیے ایک حجت قرار پائے اور اپنے پروردگار کے راستہ پر ہو خدا کی ولایت اس کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ اور جو بھی

اس طرح کرے گا تو خدا پر لازم ہے کہ اسے اپنا مورد اکرام قرار دے اور اس کو عذاب نہ کرے۔ اور جو کوئی خدا کی بارگاہ کی طرف جائے گا اس کی ترتیب کے بغیر کہ جس کا اسے حکم دیا گیا تو خدا پر لازم ہے کہ اس کو خوار کرے اور اس کو عذاب کرے۔ [۱]

بیان:

﴿أن لا يقرب هذه الشجرة روى فى تفسير العسكرى ع أن الإمام ع قال إن الله عز و جل لما لعن إبليس بآبائه و أكرم الملائكة بسجودها لآدم و طاعتهم لله عز و جل أمر آدم و حواء إلى الجنة و قال يا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلا مِنْها من الجنة رَغَداً واسعا حَيْثُ شِئْتُما بلا تعب وَ لا تَقْرَبا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ شجرة علم محمد و آل محمد الذى آثرهم الله به دون سائر خلقه فقال الله عز و جل لا تَقْرَبا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ شجرة العلم فإنها لمحمد و آله خاصة دون غيرهم۔ لا يتناول منها بأمر الله إلا هم و منها ما كان يتناوله النبى و على و فاطمة و الحسن و الحسين ص بعد إطعامهم المسكين و اليتيم و الأسير حتى لا يحسوا بعد بجوع و لا عطش و لا تعب و لا نصب و هى شجرة تميزت من بين أشجار الجنة إن سائر أشجار الجنة كان كل نوع منها يحمل نوعا من الثمار و المأكول و كانت هذه الشجرة و جنسها تحمل البر و العنب و التين و العناب و سائر أنواع الثمار و الفواكه و الأطعمة فلذلك اختلف الحاكون لذكر الشجرة فقال بعضهم هى برة و قال آخرون هى عنبة و قال آخرون هى تينة و قال آخرون هى عنابة قال الله تعالى وَ لا تَقْرَبا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ تلتمسان بذلك درجة محمد و آل محمد فى فضلهم فإن الله خصهم بهذه الدرجة دون غيرهم و هى الشجرة التى من تناول منها بإذن الله ألهم علم الأولين و الآخرين بغير تعليم و من تناول منها بغير إذن خاب من مراده و عصى ربه فتكونا من الظالمين بمعصيتكما و التماسكما درجة قد أوثر بها غيركما إذ رمتما بغير حكم الله وَ لَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْماً فى بعض الأخبار يعنى عزما على المعصية و فى عيون أخبار الرضا ع أنه قال فى قوله عز و جل وَ عَصىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوىٰ إن الله عز و جل خلق آدم حجة فى أرضه و خليفة فى بلاده لم يخلقه للجنة و كانت المعصية من آدم فى الجنة لا فى الأرض ليتم مقادير أمر الله عز و جل فلما أهبط إلى الأرض و جعل حجة و خليفة عصم بقوله عز و جل إِنَّ اللهَ اصْطَفىٰ آدَمَ وَ نُوحاً وَ آلَ إِبْراهِيمَ وَ آلَ عِمْرانَ عَلَى الْعالَمِينَ وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ الآية تمامها قالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قالَ إِنَّما يَتَقَبَّلُ اللهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ـ تَأْكُلُهُ النّارُ كان هذا فى ذلك الزمان علامة قبول القربان و فى الإكمال و كان القربان إذا قبل تأكله النار و هو

[۱] کمال الدین: ۱/ ۲۱۳؛ بحارالانوار: ۱۱/ ۴۳ و ۲۳/ ۱۶۳ الانصاف: ۴۷؛ تفسیر کنز الدقائق: ۴/ ۸۷؛ تفسیر العیاشی: ۱/ ۳۰۹؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۲۷۸؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۴۳۶

أوضح و اضح مجرى الدم في العروق يعني أنه مصاحب له يدور معه أينما دار كما قال الله تعالى حكاية عنه ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ أَيْمانِهِمْ وَ عَنْ شَمائِلِهِمْ وَ لا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شاكِرِينَ و إنما شبهه بالدم لانبعاث سلطانه من الشهوة و الغضب المنبعثين من الدم فوجدها بيل قتيلا كأنه كان هذا قبل دفنه إياه أو بعده و قد وجده في التراب لعنت من أرض دعاء منه ع على الأرض بالبعد عن رحمة الله على سبيل الخطاب ثم تفسير للمخاطب بحرف البيان كما قبلت لقبولك فاجعل العلم قد مضى تفسير الألفاظ الخمسة و يكون نجاة أي وسيلة نجاة أو على تقدير به كما فيما قبله و هو في الجنة يعني حيث كان لم يبلغ بعد رتبة الخلافة و الاصطفاء فحيث بلغها كان أولى بأن نتواضع له فلا نتقدم على من نسب إليه فرفع يعني رفعها من التكليف و خفف الأمر تسعا و سبعا على الفضل و الاستحباب حيث كان لهم مزايا من الشهادة و السعادة إلى آخر الآية كما في سورة الأعراف و غيرها إلى أن انتهى إلى قوله تعالى و الآيات في سورة الشعراء وَ وَصَّى بِها إِبْراهِيمُ بَنِيهِ يعني بهذه الوصية لنجعلها أي الوصية في أسباط أخوته على الإضافة و السبط بالكسر ولد الولد تترى متواترة يتبع بعضهم بعضا متقاربة الأوقات فأتبعنا بعضهم بعضا يعني في الإهلاك أي أهلكنا بعضهم أثر بعض أحاديث يتحدث بهم على طريق المثل في الشر و هو جمع أحدوثة و لا يقال هذا في الخير و المعنى إنما صيرناهم بحيث لم يبق بين الناس منهم إلا حديثهم لم يجعل العلم جهلا لم يخل الأرض من قائم بالعلم و لم يكل أمره أي أمر العلم أو ايتاؤه فيأخذه من يشاء أو يؤتيه من يشاء إلى من يشاء فأمرهم أي فأمر الأنبياء فعلم ذلك العلم بالتخفيف يعني الملك و علم أنبياءه من التعليم و البقية إشارة إلى صاحب الأمر الظاهر يعني المهدي الموعود المشار إليه بقوله سبحانه بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ و هو صاحب الملك العظيم فيهم و مظهر العاقبة لهم حيث قال سبحانه إِنَّ الْأَرْضَ لِلّهِ يُورِثُها مَنْ يَشاءُ مِنْ عِبادِهِ وَ الْعاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ و استنباط العلم إشارة إلى قوله سبحانه وَ لَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَ إِلى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ و من اعتصم بالفضل انتهى بعلمهم يعني من كان يدعي الفضل لنفسه فلا بد من أن يكون فضله منتهيا إلى علمهم و سألهم أجر المودة كذا وجد في النسخ التي رأيناها و الصواب و سأل لهم و روى الشيخ الصدوق رحمه الله هذه الرواية في كتاب إكمال الدين و إتمام النعمة و أورد بدل هذه الكلمة و جعل لهم و هو أوضح و زاد في آخرها و إن الأنبياء بعثوا خاصة و عامة فأما نوح فإنه أرسل إلى من في الأرض بنبوة عامة و رسالة عامة و أما هود فإنه أرسل إلى عاد بنبوة خاصة و ما صالح فإنه أرسل إلى ثمود قرية واحدة و هي لا تكمل أربعين بيتا على ساحل البحر صغيرة و أما شعيب فإنه أرسل إلى مدين و هي لا تكمل أربعين بيتا و أما إبراهيم فكانت نبوته بكوثى ربى و هي قرية من قرى السواد فيها مبدأ أول أمره ثم هاجر منها و ليست بهجرة قتال

و ذلك قوله عز و جل إِنِّي ذاهِبٌ إِلى رَبِّي سَيَهْدِينِ و كانت هجرة إبراهيم بغير قتال و أما إسحاق فكانت نبوته بعد إبراهيم و أما يعقوب فكانت نبوته بأرض كنعان ثم هبط إلى أرض مصر فتوفي فيها ثم حمل بعد ذلك جسده حتى دفن بأرض كنعان و الرؤيا التي رأى يوسف ع الأحد عشر كوكبا و الشمس و القمر له ساجدين فكانت نبوته في أرض مصر بدوها ثم إن الله تبارك و تعالى أرسل الأسباط اثني عشر بعد يوسف ثم موسى و هارون إلى فرعون و ملئه إلى مصر وحدها ثم إن الله تبارك و تعالى أرسل يوشع بن نون إلى بني إسرائيل من بعد موسى فنبوته بدوها في البرية التي تاه فيها بنو إسرائيل ثم كانت أنبياء كثيرة منهم من قصه الله عز و جل على محمد ص و منهم من لم يقصصه على محمد ثم إن الله عز و جل أرسل عيسى ع إلى بني إسرائيل خاصة و كانت نبوته ببيت المقدس و كان من بعد الحواريين اثنا عشر فلم يزل الإيمان يستسر في بقية أهله منذ رفع الله عز و جل عيسى ع و أرسل الله عز و جل محمدا ص إلى الجن و الإنس عامة و كان خاتم الأنبياء و كان من بعده الاثنا عشر الأوصياء منهم من أدركنا و منهم من سبقنا و منهم من بقي فهذا أمر النبوة و الرسالة فكل نبي أرسل إلى بني إسرائيل خاص أو عام له وصي جرت به السنة و كان الأوصياء الذين بعد النبي ص على سنة أوصياء عيسى ع و كان أمير المؤمنين ص على سنة المسيح ع فهذا تبيان السنة و أمثال الأوصياء بعد الأنبياء ع و في كتاب إكمال الدين أيضا أن الرسل الذين تقدموا قبل عصر نبينا ص كان أوصياؤهم أنبياء فكل وصي قام بوصية حجة تقدمه من وفاة آدم ع إلى عصر نبينا ص كان نبيا و أوصياء نبينا ص لم يكونوا أنبياء لأن الله عز و جل جعل محمدا ص خاتما لهذا الاسم كرامة و تفضيلا﴾

"ان لا يقرب هذه الشجرة" کہ وہ اس درخت کے پاس نہ جائے۔

تفسیر امام عسکریؑ میں مروی ہے کہ بیشک امامؑ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس کا انکار کے باعث ملعون قرار دیا اور فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو ان کے سجدہ کرنے اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری بجالانے کے سبب معزز اور کلام فرمایا۔ تو حضرت آدمؑ اور جناب حوّاؑ کو بہشت میں جانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

يَٰٓـَٔادَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ:

"اے آدمؑ! تم اور تمھاری بیوی جنت میں رہو اور تم دونوں اس میں سے بافراغت کھاؤ جہاں جہاں سے تمہارا جی چاہے اور تم دونوں اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ۔ (سورۃ البقرۃ: ۳۵)۔"

یعنی تم اس درخت کے قریب نہ جانا جو حضرت محمدؐ وآل محمدؐ کے علم کا درخت ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے اس درخت کے ساتھ مخصوص کیا اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ:
اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا۔
یعنی تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا جو علم کا درخت ہے۔ کیونکہ یہ حضرت محمدؐ وآل محمدؐ کے ساتھ خاص ہے۔ اور ان کے سوا کسی اور کو اس سے کچھ علاقہ نہ تھا اور حکم خدا سے وہی اس درخت کے پھلوں کو تناول کر سکتے ہیں۔ اور مسکین یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانے کے بعد جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، سیدہ عالیہ فاطمہ زہراء علیہا السلام۔ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام نے تناول کیا تھا وہ اسی درخت کا میوہ تھا کہ اس کے بعد ان کو بھوک اور پیاس اور کسی قسم کی اذیت اور تکلیف محسوس نہ ہوتی اور وہ درخت اس بات میں جنت کے تمام درختوں سے ممتاز تھا کہ اس کے سوا ہر قسم کے درختوں پر صرف ایک طرح کے پھل اور کھانے پائے جاتے تھے اور اس درخت پر اور اس قسم کے تمام درختوں پر گیہوں، انگور، انجیر، عناب اور تمام اقسام کے میوے اور کھانے موجود تھے۔ یہی سبب ہے کہ بیان کرنے والوں نے اس درخت میں اختلاف کیا ہے۔
بعض کہتے ہیں کہ وہ گیہوں کا درخت تھا، بعض نے کہا کہ یہ انگور کا درخت ہے، بعض نے انجیر کا اور کسی نے عناب کا درخت بتایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
وَلَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ:

اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا۔
یعنی تم حضرت محمدؐ وآل محمدؐ کے درجہ فضیلت کی آرزو میں اس درخت کے نزدیک مت جاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق میں سے صرف انہی کے لیے یہ درجہ خاص کیا ہے اور یہ ایسا درخت ہے کہ جو کوئی خدا کی اجازت سے اس کے میوے کو کھائے تو علم اولین وآخرین بغیر سیکھے اس کے دل میں ڈال دیا جاتا ہے اور جو کوئی بلا اجازت کھائے تو وہ اپنی مراد کو نہ پہنچے گا اور اپنے پروردگار کا نافرمان ٹھہرے گا۔
فَتَكُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ:
''پس تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ (سورۃ البقرۃ: ۳۵)۔''
یعنی اگر تم ایسا کرو گے تو ارتکاب معصیت اور اس درجہ کی آرزو کرنے کے سبب جس کو میں نے تمہارے سوا کسی اور کے لیے پسند کیا ہے تم دونوں ظالم ہو جاؤ گے جو کہ تم بلا حکم خدا اس کی خواہش کرو گے۔
وَلَمۡ نَجِدۡ لَهٗ عَزۡمًا:
''اور ہم اسے عزم بالجزم نہ پایا۔ (سورۃ طٰہٰ: ۱۱۵)۔''

بعض اخبار میں ہے اس سے مراد ہے ہم نے اسے گناہ پر عزم بالجزم نہ پایا۔
کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں ہے کہ امامؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ارشاد فرمایا:
وَعَصَىٰٓ ءَادَمُ رَبَّهُۥ فَغَوَىٰ:
اور آدمؑ نے اپنے پروردگار کا حکم ٹالا پس وہ (حصول مقصد میں) ناامید ہوگیا۔ (سورۃ طٰہٰ: ۱۲۱)۔"
فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کے لیے بطور اپنی حجت خلق فرمایا۔ اور ان کو اپنے شہروں میں اپنا خلیفہ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت کے لیے خلق نہیں کیا تھا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے جو لغزش ہوتی وہ جنت میں ہوئی۔ البتہ زمین پر ان سے مذکورہ لغزش صادر ہوتی تو ان کی عصمت پر اعتراض ہوسکتا تھا۔ ان کی عصمت زمین کے لیے ضروری تھی تاکہ وہ امر خدا کے مقررات کی تکمیل کر سکیں اور جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عصمت کا اعلان ان الفاظ میں کیا:
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ:
"بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہم السلام اور آل عمران علیہم السلام علی العالمین۔ (سورۃ آل عمران: ۳۳)۔"

وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔
"اور دوسرے (قابیل) کی قبول نہ کی گئی (قابیل نے ہابیلؑ کو) کہا میں تمھیں ضرور قتل کردوں گا، اس نے کہا ماسوا اس کے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔ (المائدہ: ۲۷)۔"
"تاکلہ النار" اس کو آگ کھا گئی۔
یہ اس زمانہ میں قربانی قبول ہونے کی ایک علامت تھی۔
کتاب الاکمال میں ہے کہ یہ قربانی تھی جب اس کو آگ نے کھالیا اور یہ واضح ترین ہے۔
"مجری الدم فی العروق" رگوں میں خون کا جاری ہونا۔ یعنی وہ اس کا ساتھی ہوا وہ جہاں بھی گیا وہ اس کے ساتھ رہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکایت کو بیان کیا ہے۔
ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۖ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ:
"پھر میں ان کے پاس ان کے آگے سے، اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ضرور آؤں گا اور تو ان میں سے بہتوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔ (سورۃ الاعراف: ۱۷)۔"
بیشک اس کی تشبیہ خون کے ساتھ دی گئی کیونکہ اس کا تسلط شہوت اور غضب میں خون کی طرح ہے۔

''فوجدھا بیل قتیلہ'' پس اس نے ہابیلؑ کو مقتول پایا، گویا کہ یہ اس کے دفن سے پہلے تھا یا اس کے بعد اس نے اس کو مٹی میں پایا۔''لعنت من الارض ''لعنت کی گئی زمین پر، آدم علیہ السلام کی بددعا تھی زمین کہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو، خطاب کر کے کہا۔ اور پھر حرف بیان کے ذریعہ مخاطب کی وضاحت کی ''کما قبلت'' جیسا کہ تو نے قبول کیا یعنی تیرے قبول کرنے وجہ سے۔

''فجعل العلم ''پس تو نشانی قرار دے۔ اس کی تفسیر پانچ الفاظ کے ساتھ گزر چکی ہے۔''ویکون نجاۃ'' اور وہ نجات کا ذریعہ ہوگا یعنی وسیلہ نجات یا اس کی تقدیر جیسا کہ اس کے بارے میں پہلے بیان ہوا۔''وللو فی الجنّہ'' اور وہ جنت میں یعنی اس حیثیت کے ساتھ کہ وہ خلافت کے رتبہ کے بعد نہیں پہنچا تھا۔''فرفع ''پس وہ بلند ہوا یعنی اس نے اس کو تکلیف سے رفع کہا اور امر کو خفیف جاتا۔''تسعا و سبعًا ''نو اور سات بھی فضیلت اور استحباب اس حیثیت کے ساتھ کہ ان کے لیے شہادت اور سعادت ہو۔''الی آخر الآیہ'' آیت کے آخری حصّہ تک جیسا کہ سورہ الاعراف وغیرہ میں آیا ہے۔''الی ان انتھیٰ الی قولہ تعالیٰ'' یہاں تک کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان تک منتھی ہوتی۔ وہ آیات جو سورہ الشعراء میں ہیں۔

وَ وَصّٰی بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ:

''اور ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اس کی وصیت کی۔(سورۃ البقرۃ:۲:۱۳۲)۔''

یعنی یہ وصیت،''لنجعلھا'' تا کہ ہم اس کو قرار دیں بھی وصیت ''فی اسباط اخوتہ'' اس کے بھائیوں کے اسباط میں، اضافت کی بنا پر اور سبط کسرہ کے ساتھ، اس کا معنی بیٹے کی اولاد ہے،''تتری ''یعنی متواتر، قریب اسوقت میں بعض بعض کی پیروی کریں گے۔''فاتبعنا بعجھم بعضا'' پس ہم نے بعض کو بعض کے پیچھے لگا دیا یعنی ہلاک کرنے میں، ہم بعض کو بعض کے اثر پر ہلاک کیا۔''احادیث ''قصّے کہانیاں، یعنی ان کو شر کی تمثیل میں ڈال دیا اور احدوثۃ کی جمع ہے۔ اس کو خیر نہیں کہا جائے گا بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے لوگوں کے درمیان ان کی کہانیاں باقی رکھیں۔

''لم یجعل العلم جھلاً'' علم کو جہل قرار نہیں دیا گیا یعنی زمین ایک ایسی بستی سے خالی نہیں ہوگی جو علم کو قائم کرنے والا ہو۔''ولم یکل امرہ'' اس نے اپنے کو نہیں چھوڑا۔ یعنی امر علم یا اس کا دینا پس وہ اس کو جس سے چاہے اخذ کرے یا جس کو چاہے دے۔''فامرھم ''ان کا امر یعنی انبیاء کرامؑ کا امر۔''فعلم ذلك العلم '' پس اس نے یہ علم جانا یعنی تخصیف کے ساتھ۔ اس سے مراد فرشتہ ہے۔ وعلم انبیاء'' اس نے اپنے انبیاءؑ کو تعلیم دی۔ یعنی تعلیم دینا،''البقیہ'' یہ ظاہری طور پر اشارہ ہے صاحب الامرؑ یعنی امام میری موعودؑ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ:

''اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ بقیہ تمھارے لیے بہتر ہے۔(سورۃ ھود:۸۶)۔''

وہ صاحب ملک عظیم اور ان میں عاقبت کو ظاہر کرنے والا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

''بیشک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جس کو چاہے اس کا وارث بنا دے اور انجام تو پرہیز گاروں ہی کے لیے ہے۔(سورۃ الاعراف:۱۲۸)۔''

استنباط العلم کا اشارہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف۔

وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰٓى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ:

''اور اگر وہ اسے رسولؐ تک اور ان میں سے جو (اللہ کے امر والے ہیں ان تک پہنچاتے تو جو بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں وہ اس (کی حقیقت) کو جان جاتے۔(سورۃ النساء:۸۳)۔''

''ومن اعتصم بالفضل انتھی بعلمھم ''اور جو فضیلت کو تھامے گا وہ ان کے علم تک منتہی ہوا'' یعنی جس نے اپنے لیے فضیلت کا دعویٰ کیا پس ضروری ہے کہ اس کی فضیلت ان کے علم تک پہنچ۔''وسالھم اجر المودّۃ'' اور اس نے اجر مودّت کا سوال کیا۔ایسی اس نسخ میں پایا جاتا ہے، جس کو ہم نے درست پایا ہے اور اس نے ان کے لیے سوال کیا۔

شیخ صدوق نے یہ روایت اپنی کتاب ''اکمال الدین واتمام النعمۃ'' میں نقل کی ہے اور انھوں نے اس کلمہ کے بدلے میں یہ ''وجعل لھم '' وارد کیا جیسا کہ واضح ہے اور انھوں نے اس کے آخر میں اضافہ کیا کہ بیشک انبیاء کرام کو خصوصی اور عمومی طور پر بھیجا گیا۔حضرت نوحؑ روئے زمین کے تمام باشندوں کی طرف بھیجے گئے ان کی نبوت ورسالت عام تھی اور حضرت ھودؑ قوم عاد کی طرف مخصوص رسالت کے ساتھ بھیجے گئے تھے اور حضرت صالح علیہ السلام ثمود کی طرف بھیجے گئے جو ایک چھوٹے گاؤں کے لوگ تھے اور دریا کے کنارے صرف چالیس (۴۰) گھروں کی آباد تھی۔حضرت شعیبؑ مدائن والوں پر مقرر ہو گئے جو چالیس (۴۰) گھر بھی پورے نہیں تھے۔اور حضرت ابراہیمؑ کی رسالت پہلے ''کوثی ربی'' والوں کے لیے تھی جو عراق کا ایک مقام ہے۔اس کے بعد پھر اس جگہ سے ہجرت کی، جنگ وجدل کے لیے ہجرت نہیں تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے کہا:

إِنِّيْ ذَاهِبٌ إِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ:

''یقیناً میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں وہ بہت جلد مجھے منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔(الصّٰفّٰت: ۹۹)۔''

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت بغیر جنگ وجدل کے تھی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تھی۔اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی نبوت زمین کنعان کے لیے تھی۔اس جگہ سے وہ مصر گئے اور وہیں عالم بقاء کی طرف رحلت فرمائی۔آپؑ کی میت کنعان میں لا کر دفن کی گئی اور جو خواب حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا تھا کہ گیارہ ستاروں، آفتاب و ماہتاب نے ان کو سجدہ کیا۔تو ابتداء میں آپؑ کی نبوت مصر والوں کے لیے تھی۔اور آپؑ کے بعد بارہ نفر اسباط ہونے، اس کے بعد پھر خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا اور پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشع علیہ السلام بن نون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔ان کی نبوت پہلے اس صحراء میں تھی جس میں بنی اسرائیل سرگشتہ پھرا کیے اس کے بعد بہت سے دوسرے پیغمبر علیہم السلام ہوئے۔جن میں سے بعض کا قصہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خدا نے بیان فرمایا ہے اور بعض کا نہیں، اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام کو خاص بنی اسرائیل کی طرف بھیجا۔اور آپؑ کی نبوت بیت المقدس کے لیے تھی۔آپؑ کے بعد بارہ حواری ہوئے اور آپؑ کے عزیزوں میں ہمیشہ ایمان پوشیدہ رہا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جن اور انس کی طرف بھیجا اور آپؐ آخری رسول تھے اور آپؐ کے بعد بارہ وصی مقرر ہوئے۔ہم نے بعض سے ملاقات کی اور بعض گزر گئے اور بعض آئندہ ہوں گے۔یہ ہے امر نبوت ورسالت اور ہر نبیؑ جو بنی اسرائیلؑ کی طرف مبعوث ہوا وہ خاص ہو یا عام پر ایک کے وصی ہوئے ہیں اور یہ سنتِ الٰہی جاری ہوئی ہے۔اور حضرت محمدؐ کے اوصیاءؑ حضرت عیسیٰؑ کے اوصیاءؑ کی سنت پر ہیں اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت مسیح علیہ السلام کی سنت پر ہیں پیغمبروںؑ کے بعد اوصیاءؑ کے بارے میں سنت الٰہی کا بیان ہے۔

کتاب ''اکمال الدین'' میں بھی یہی ہے کہ جو رسولؑ ہمارے نبیؐ کے زمانہ سے پہلے ہونے ان کے اوصیاءؑ انبیاءؑ ہوئے، پس ہر ایک وصی اپنے سے پہلے کی حجت اور وصیت کے مطابق قائم ہوا۔حضرت آدمؑ کی وفات سے لے کر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ تک اور وہ نبی علیہ السلام ہوا اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو اوصیاءؑ ہوتے ہیں۔وہ نبی علیہ السلام نہیں ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دیا پس یہ اس نام کی کرامت اور فضیلت ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حسن کالصحیح ہے کیونکہ محمد بن فضیل ثقہ اور کامل الزیارات کا راوی ہے۔تفصیل گزشتہ حدیث کے تحت گزر چکی (واللہ اعلم)

10/754 الفقیہ،۴/۱۷۴/۵۴۰۲ السراد عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَنَا سَيِّدُ اَلنَّبِيِّينَ وَ وَصِيِّي سَيِّدُ اَلْوَصِيِّينَ وَ أَوْصِيَاؤُهُ سَادَةُ اَلْأَوْصِيَاءِ إِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سَأَلَ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يَجْعَلَ لَهُ وَصِيّاً صَالِحاً فَأَوْحَى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَيْهِ إِنِّي أَكْرَمْتُ اَلْأَنْبِيَاءَ بِالنُّبُوَّةِ ثُمَّ اِخْتَرْتُ مِنْ خَلْقِي خَلْقاً وَ جَعَلْتُ خِيَارَهُمُ اَلْأَوْصِيَاءَ فَأَوْحَى اَللَّهُ تَعَالَى ذِكْرُهُ إِلَيْهِ يَا آدَمُ أَوْصِ إِلَى شِيثٍ فَأَوْصَى آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى شِيثٍ وَ هُوَ هِبَةُ اَللَّهِ بْنُ آدَمَ وَ أَوْصَى شِيثٌ إِلَى اِبْنِهِ شَبَّانَ وَ هُوَ اِبْنُ نَزْلَةَ اَلْحَوْرَاءِ اَلَّتِي أَنْزَلَهَا اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى آدَمَ مِنَ اَلْجَنَّةِ فَزَوَّجَهَا اِبْنَهُ شِيثاً وَ أَوْصَى شَبَّانُ إِلَى محلث وَ أَوْصَى محلث إِلَى محوق وَ أَوْصَى محوق إِلَى غثميشا وَ أَوْصَى غثميشا إِلَى أَخْنُوخَ وَ هُوَ إِدْرِيسُ اَلنَّبِيُّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَوْصَى إِدْرِيسُ إِلَى نَاحُورَ وَ دَفَعَهَا نَاحُورُ إِلَى نُوحٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَوْصَى نُوحٌ إِلَى سَامٍ وَ أَوْصَى سَامٌ إِلَى عَثَامِرَ وَ أَوْصَى عَثَامِرُ إِلَى برغيثاشا وَ أَوْصَى برغيثاشا إِلَى يَافِثَ وَ أَوْصَى يَافِثُ إِلَى برة وَ أَوْصَى برة إِلَى جفسية وَ أَوْصَى جفسية إِلَى عِمْرَانَ وَ دَفَعَهَا عِمْرَانُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ اَلْخَلِيلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَوْصَى إِبْرَاهِيمُ إِلَى اِبْنِهِ إِسْمَاعِيلَ وَ أَوْصَى إِسْمَاعِيلُ إِلَى إِسْحَاقَ وَ أَوْصَى إِسْحَاقُ إِلَى يَعْقُوبَ وَ أَوْصَى يَعْقُوبُ إِلَى يُوسُفَ وَ أَوْصَى يُوسُفُ إِلَى بَثْرِيَاءَ وَ أَوْصَى بَثْرِيَاءُ إِلَى شُعَيْبٍ وَ دَفَعَهَا شُعَيْبٌ إِلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَوْصَى مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ إِلَى يُوشَعَ بْنِ نُونٍ وَ أَوْصَى يُوشَعُ بْنُ نُونٍ إِلَى دَاوُدَ وَ أَوْصَى دَاوُدُ إِلَى سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَوْصَى سُلَيْمَانُ إِلَى آصَفَ بْنِ بَرْخِيَا وَ أَوْصَى آصَفُ بْنُ بَرْخِيَا إِلَى زَكَرِيَّا وَ دَفَعَهَا زَكَرِيَّا إِلَى عِيسَى اِبْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَوْصَى عِيسَى اِبْنُ مَرْيَمَ إِلَى شَمْعُونَ بْنِ حَمُّونَ اَلصَّفَا وَ أَوْصَى شَمْعُونُ إِلَى يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا وَ أَوْصَى يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا إِلَى مُنْذِرٍ وَ أَوْصَى مُنْذِرٌ إِلَى

[1] مراۃ العقول:۲۵/۲۸۵؛البضاعۃ المزجاۃ:۲/۲۵۴

سُلَيْمَةَ وَ أَوْصَى سُلَيْمَةُ إِلَى بُرْدَةَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ دَفَعَهَا إِلَيَّ بُرْدَةُ وَ أَنَا أَدْفَعُهَا إِلَيْكَ يَا عَلِيُّ وَ أَنْتَ تَدْفَعُهَا إِلَى وَصِيِّكَ وَ يَدْفَعُهَا وَصِيُّكَ إِلَى أَوْصِيَائِكَ مِنْ وُلْدِكَ وَاحِدٍ بَعْدَ وَاحِدٍ حَتَّى تُدْفَعَ إِلَى خَيْرِ أَهْلِ اَلْأَرْضِ بَعْدَكَ وَ لَتَكْفُرَنَّ بِكَ اَلْأُمَّةُ وَ لَتَخْتَلِفَنَّ عَلَيْكَ اِخْتِلاَفاً شَدِيداً اَلثَّابِتُ عَلَيْكَ كَالْمُقِيمِ مَعِي وَ اَلشَّاذُّ عَنْكَ فِي اَلنَّارِ وَ اَلنَّارُ مَثْوَى اَلْكَافِرِينَ.يكم۔

(ترجمہ) مقاتل بن سلیمان سے سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سردار انبیاء ہوں اور میرا وصی سردار اوصیاء ہے اور اس کے اوصیاء سرداران کے اوصیاء ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کہ وہ ان کے لئے ایک صالح وصی بنادے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے انبیاء کو نبوت سے سرفراز کیا پھر اپنی مخلوقات میں سے چند لوگوں کو منتخب کیا اوران میں سے جو سب سے بہتر تھے انہیں اوصیاء قرار دیا۔پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم تم شیث علیہ السلام کو اپنا وصی بناؤ تو حضرت آدم علیہ السلام نے شیث علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور وہی ھبتہ اللہ بن آدم علیہ السلام ہیں اور شیث علیہ السلام نے اپنے فرزند شبان علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور یہی اس نزلہ حوریہ کے بیٹے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے حضرت آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا اور حضرت آدم علیہ السلام نے اس کا نکاح اپنے فرزند شیث علیہ السلام سے کر دیا تھا۔اور شبان نے محلث کو اپنا وصی بنایا پھر محلث نے محوق کو اپنا وصی بنایا اور محوق نے غثمیشا کو وصی بنایا۔اور غثمیشا نے اخنوخ کو وصی بنایا اور یہی ادریس پیغمبر علیہ السلام ہیں۔اور حضرت ادریس علیہ السلام نے ناحور کو وصی بنایا۔اور ناحور نے اپنی وصیت حضرت نوح علیہ السلام کے حوالہ کی اور نوح علیہ السلام نے سام کو وصی بنایا سام نے عثامر کو اور عثامر نے برضیثا شا کو اور برضیثا شا نے یافث کو اور یافث نے بّرہ کو اور بّرہ نے جفسیہ کو اور جفسیہ نے عمران کو اور عمران نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو عہدہ وصایت سپرد کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا۔اور حضرت اسماعیل نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بثریا علیہ السلام کو بثریا علیہ السلام نے شعیب علیہ السلام کو اور حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام بن عمران کو وصایت سپرد کی اور موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے یوشع بن نون علیہ السلام کو اور یوشع بن نون علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اور حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے آصف بن برخیا علیہ السلام کو اور آصف بن برخیا علیہ السلام نے حضرت زکریا علیہ السلام کو اور حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام کو اور حضرت

عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام نے شمعون علیہ السلام بن حمون علیہ السلام صفا کو اور شمعون علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام بن زکریا علیہ السلام کو اور یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے منذر علیہ السلام کو اور منذر علیہ السلام نے سلیمہ علیہ السلام کو اور سلیمہ علیہ السلام نے بردہ علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور بردہ نے یہ وصیت میرے حوالہ کی اور اے علی علیہ السلام وہ وصیت میں تمہیں دے رہا ہوں اور تم یہ وصیت اپنے وصی کو دو گے اور تمہارا وصی اپنے اوصیاء کو دیگا جو تمہاری اولاد میں ایک کے بعد دوسرا ہوگا۔ یہاں تک کہ تمہارے بعد جو روئے زمین میں سب سے بہتر ہوگا اس کو یہ وصیت دی جائے گی اور سنو کہ امت تم سے انکار کرے گی اور تم پر اختلاف شدید رکھے گی مگر جو تم پر ثابت قدم ہوگا وہ ایسا ہوگا جیسا کہ وہ میرے ساتھ مقیم ہے اور تم کو چھوڑنے والا جہنم میں ہوگا اور جہنم کافروں کی بازگشت ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

سند میں مقاتل بن سلیمان مجہول ہے اور عامی بھی کہا گیا ہے البتہ اہل سنت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔لیکن شیخ صدوق کا اپنی الفقیہ میں نقل کردہ حدیثوں کی تصدیق کرنا اس کی توثیق سے کم نہیں ہے اور اس سب کے باوجود یہ واضح ہے کہ اس حدیث کا مضمون مشہور ہے (واللہ اعلم)

۱۳۔باب ما ورد من النصوص علی عددھم و أسمائھم

باب: جو نصوص آئمہ علیہم السلام کی تعداد اور ان کے اسمائے گرامی کے لیے وارد ہوئے ہیں

1/755 الکافی،۱/۵۲۷/۳/۱ مُحَمَّدٌ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ ظَرِيفٍ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَمَّادٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ أَبِي لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْأَنْصَارِيِّ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَمَتَى يَخِفُّ عَلَيْكَ أَنْ أَخْلُوَ بِكَ فَأَسْأَلَكَ عَنْهَا فَقَالَ لَهُ جَابِرٌ أَيَّ اَلْأَوْقَاتِ أَحْبَبْتَهُ فَخَلاَ بِهِ فِي بَعْضِ اَلْأَيَّامِ فَقَالَ لَهُ يَا جَابِرُ أَخْبِرْنِي عَنِ اَللَّوْحِ اَلَّذِي رَأَيْتَهُ فِي يَدِ أُمِّي فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ بِنْتِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مَا أَخْبَرَتْكَ بِهِ أُمِّي أَنَّهُ فِي ذَلِكَ اَللَّوْحِ مَكْتُوبٌ فَقَالَ

---

[1] اثبات الہداۃ:۲/۳۶؛ کمال الدین:۱/۲۱۱؛ امالی طوسی:۴۴۲؛ امالی صدوق:۴۰۲؛ بشارۃ المصطفیٰ:۸۲؛ منتخب الانوار المفیئہ:۲۵؛ الامامہ والتبصرۃ:۲۱؛ قصص الانبیاء: راوندی:۳۷۱؛ بحار الانوار:۱۷/۱۴۸ و ۵۲۳۷؛ المناقب:۱/۲۵۱؛ الصراط المستقیم:۲/۱۴؛ علم الیقین کاشانی:۵۲۱

جَابِرٌ أَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَنِّي دَخَلْتُ عَلَى أُمِّكَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَهَنَّيْتُهَا بِوِلاَدَةِ اَلْحُسَيْنِ وَ رَأَيْتُ فِي يَدَيْهَا لَوْحاً أَخْضَرَ ظَنَنْتُ أَنَّهُ مِنْ زُمُرُّدٍ وَ رَأَيْتُ فِيهِ كِتَاباً أَبْيَضَ شِبْهَ لَوْنِ اَلشَّمْسِ فَقُلْتُ لَهَا بِأَبِي وَ أُمِّي يَا بِنْتَ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا هَذَا اَللَّوْحُ فَقَالَتْ هَذَا لَوْحٌ أَهْدَاهُ اَللّٰهُ إِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِيهِ اِسْمُ أَبِي وَ اِسْمُ بَعْلِي وَ اِسْمُ اِبْنَيَّ وَ اِسْمُ اَلْأَوْصِيَاءِ مِنْ وُلْدِي وَ أَعْطَانِيهِ أَبِي لِيُبَشِّرَنِي بِذَلِكَ قَالَ جَابِرٌ فَأَعْطَتْنِيهِ أُمُّكَ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ فَقَرَأْتُهُ وَ اِسْتَنْسَخْتُهُ فَقَالَ لَهُ أَبِي فَهَلْ لَكَ يَا جَابِرُ أَنْ تَعْرِضَهُ عَلَيَّ قَالَ نَعَمْ فَمَشَى مَعَهُ أَبِي إِلَى مَنْزِلِ جَابِرٍ فَأَخْرَجَ صَحِيفَةً مِنْ رَقٍّ فَقَالَ يَا جَابِرُ اُنْظُرْ فِي كِتَابِكَ لِأَقْرَأَ أَنَا عَلَيْكَ فَنَظَرَ جَابِرٌ فِي نُسْخَتِهِ فَقَرَأَهُ أَبِي فَمَا خَالَفَ حَرْفٌ حَرْفاً فَقَالَ جَابِرٌ فَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ أَنِّي هَكَذَا رَأَيْتُهُ فِي اَللَّوْحِ مَكْتُوباً۔

بِسْمِ اَللّٰهِ اَلرَّحْمٰنِ اَلرَّحِيمِ

هَذَا كِتَابٌ مِنَ اَللّٰهِ اَلْعَزِيزِ اَلْحَكِيمِ لِمُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ وَ نُورِهِ وَ سَفِيرِهِ وَ حِجَابِهِ وَ دَلِيلِهِ نَزَلَ بِهِ اَلرُّوحُ اَلْأَمِينُ مِنْ عِنْدِ رَبِّ اَلْعَالَمِينَ عَظِّمْ يَا مُحَمَّدُ أَسْمَائِي وَ اُشْكُرْ نَعْمَائِي وَ لاَ تَجْحَدْ آلاَئِي إِنِّي أَنَا اَللّٰهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنَا قَاصِمُ اَلْجَبَّارِينَ وَ مُدِيلُ اَلْمَظْلُومِينَ وَ دَيَّانُ اَلدِّينِ إِنِّي أَنَا اَللّٰهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنَا فَمَنْ رَجَا غَيْرَ فَضْلِي أَوْ خَافَ غَيْرَ عَدْلِي عَذَّبْتُهُ عَذَاباً لاَ أُعَذِّبُهُ أَحَداً مِنَ اَلْعَالَمِينَ فَإِيَّايَ فَاعْبُدْ وَ عَلَيَّ فَتَوَكَّلْ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ نَبِيّاً فَأُكْمِلَتْ أَيَّامُهُ وَ اِنْقَضَتْ مُدَّتُهُ إِلاَّ جَعَلْتُ لَهُ وَصِيّاً وَ إِنِّي فَضَّلْتُكَ عَلَى اَلْأَنْبِيَاءِ وَ فَضَّلْتُ وَصِيَّكَ عَلَى اَلْأَوْصِيَاءِ وَ أَكْرَمْتُكَ بِشِبْلَيْكَ وَ سِبْطَيْكَ حَسَنٍ وَ حُسَيْنٍ فَجَعَلْتُ حَسَناً مَعْدِنَ عِلْمِي بَعْدَ اِنْقِضَاءِ مُدَّةِ أَبِيهِ وَ جَعَلْتُ حُسَيْناً خَازِنَ وَحْيِي وَ أَكْرَمْتُهُ بِالشَّهَادَةِ وَ خَتَمْتُ لَهُ بِالسَّعَادَةِ فَهُوَ أَفْضَلُ مَنِ اُسْتُشْهِدَ وَ أَرْفَعُ اَلشُّهَدَاءِ دَرَجَةً جَعَلْتُ كَلِمَتِيَ اَلتَّامَّةَ مَعَهُ وَ حُجَّتِيَ اَلْبَالِغَةَ عِنْدَهُ بِعِتْرَتِهِ أُثِيبُ وَ أُعَاقِبُ أَوَّلُهُمْ عَلِيٌّ سَيِّدُ اَلْعَابِدِينَ وَ زَيْنُ أَوْلِيَائِيَ اَلْمَاضِينَ وَ اِبْنُهُ شِبْهُ جَدِّهِ اَلْمَحْمُودِ مُحَمَّدٌ اَلْبَاقِرُ عِلْمِي وَ اَلْمَعْدِنُ لِحِكْمَتِي سَيَهْلِكُ اَلْمُرْتَابُونَ فِي جَعْفَرٍ اَلرَّادُّ عَلَيْهِ كَالرَّادِّ عَلَيَّ حَقَّ اَلْقَوْلُ مِنِّي لَأُكْرِمَنَّ مَثْوَى جَعْفَرٍ وَ لَأَسُرَّنَّهُ فِي أَشْيَاعِهِ وَ أَنْصَارِهِ وَ أَوْلِيَائِهِ أُتِيحَتْ بَعْدَهُ مُوسَى فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ حِنْدِسٌ لِأَنَّ خَيْطَ فَرْضِي لاَ يَنْقَطِعُ وَ حُجَّتِي لاَ تَخْفَى وَ أَنَّ أَوْلِيَائِي يُسْقَوْنَ بِالْكَأْسِ اَلْأَوْفَى مَنْ

جَحَدَ وَاحِداً مِنْهُمْ فَقَدْ جَحَدَ نِعْمَتِي وَ مَنْ غَيَّرَ آيَةً مِنْ كِتَابِي فَقَدِ افْتَرَى عَلَيَّ وَيْلٌ لِلْمُفْتَرِينَ اَلْجَاحِدِينَ عِنْدَ انْقِضَاءِ مُدَّةِ مُوسَى عَبْدِي وَ حَبِيبِي وَ خِيَرَتِي فِي عَلِيٍّ وَلِيِّي وَ نَاصِرِي وَ مَنْ أَضَعُ عَلَيْهِ أَعْبَاءَ اَلنُّبُوَّةِ وَ أَمْتَحِنُهُ بِالاِضْطِلاَعِ بِهَا يَقْتُلُهُ عِفْرِيتٌ مُسْتَكْبِرٌ يُدْفَنُ فِي اَلْمَدِينَةِ اَلَّتِي بَنَاهَا اَلْعَبْدُ اَلصَّالِحُ إِلَى جَنْبِ شَرِّ خَلْقِي حَقَّ اَلْقَوْلُ مِنِّي لَأَسُرَّنَّهُ بِمُحَمَّدٍ اِبْنِهِ وَ خَلِيفَتِهِ مِنْ بَعْدِهِ وَ وَارِثِ عِلْمِهِ فَهُوَ مَعْدِنُ عِلْمِي وَ مَوْضِعُ سِرِّي وَ حُجَّتِي عَلَى خَلْقِي لاَ يُؤْمِنُ عَبْدٌ بِهِ إِلاَّ جَعَلْتُ اَلْجَنَّةَ مَثْوَاهُ وَ شَفَّعْتُهُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبُوا اَلنَّارَ وَ أَخْتِمُ بِالسَّعَادَةِ لاِبْنِهِ عَلِيٍّ وَلِيِّي وَ نَاصِرِي وَ اَلشَّاهِدِ فِي خَلْقِي وَ أَمِينِي عَلَى وَحْيِي أُخْرِجُ مِنْهُ اَلدَّاعِيَ إِلَى سَبِيلِي وَ اَلْخَازِنَ لِعِلْمِيَ اَلْحَسَنَ وَ أُكْمِلُ ذَلِكَ بِابْنِهِ محمد رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ عَلَيْهِ كَمَالُ مُوسَى وَ بَهَاءُ عِيسَى وَ صَبْرُ أَيُّوبَ فَيُذَلُّ أَوْلِيَائِي فِي زَمَانِهِ وَ تُتَهَادَى رُءُوسُهُمْ كَمَا تُتَهَادَى رُءُوسُ اَلتُّرْكِ وَ اَلدَّيْلَمِ فَيُقْتَلُونَ وَ يُحْرَقُونَ وَ يَكُونُونَ خَائِفِينَ مَرْعُوبِينَ وَجِلِينَ تُصْبَغُ اَلْأَرْضُ بِدِمَائِهِمْ وَ يَفْشُو اَلْوَيْلُ وَ اَلرَّنَّةُ فِي نِسَائِهِمْ أُولَئِكَ أَوْلِيَائِي حَقّاً بِهِمْ أَدْفَعُ كُلَّ فِتْنَةٍ عَمْيَاءَ حِنْدِسٍ وَ بِهِمْ أَكْشِفُ اَلزَّلاَزِلَ وَ أَدْفَعُ اَلْآصَارَ وَ اَلْأَغْلاَلَ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ أُولَئِكَ هُمُ اَلْمُهْتَدُونَ: قَالَ عَبْدُ اَلرَّحْمَنِ بْنُ سَالِمٍ قَالَ أَبُو بَصِيرٍ لَوْ لَمْ تَسْمَعْ فِي دَهْرِكَ إِلاَّ هَذَا اَلْحَدِيثَ لَكَفَاكَ فَصُنْهُ إِلاَّ عَنْ أَهْلِهِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا میرے پدر بزرگوار نے جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا: میری ایک ضرورت ہے آپ کب مجھ سے تنہائی میں مل سکیں گے۔ انہوں نے عرض کیا جس وقت آپ چاہیں۔ پس ایک تنہائی میں آپؑ نے فرمایا: اے جابر! مجھے اس لوح کے متعلق بتاؤ جسے آپ نے میری جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دیکھا تھا۔ انہوں نے اس لوح میں کیا لکھا ہوا بتایا تھا۔ جابر نے عرض کیا: میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امام حسین علیہ السلام کی ولادت کی مبارک باد دینے آپؑ کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان کے ہاتھ میں ایک سبز لوح دیکھی میرے گمان میں وہ زمرد کی تھی اور اس پر سورج کی طرح روشن ایک تحریر تھی۔ میں نے عرض کیا اے بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوح کیا ہے؟ بی بی فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا: یہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجی ہے۔ اس میں میرے باپ کا نام ہے، علی کا نام ہے میرے دونوں بیٹے اور ان اوصیا کا نام ہے جو میرے فرزند کی نسل سے

ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے عطا فرمائی ہے تا کہ میں اسے دیکھ کر خوش ہوں۔ جابرؓ نے عرض کیا آپ کی ماں فاطمہ علیہا السلام نے وہ لوح مجھے دی میں نے اسے پڑھا اور لکھ لیا۔

میرے والد نے فرمایا: اے جابر کیا تم وہ تحریر دکھا سکتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ میرے والد جابر کے ساتھ اس کے گھر تک گئے۔ جابر نے وہ صحیفہ پوست پر لکھا ہوا نکالا۔ آپؑ نے فرمایا: میں تمہیں پڑھ آ کر سنا تا ہوں تم اپنی تحریر سے مقابلہ کرتے جاؤ۔ میرے والد نے پڑھا تو کوئی ایک حرف بھی بدلا ہوا نہ تھا جابر نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں خدا کے سامنے کہ میں نے اس لوح میں یہی لکھا ہوا دیکھا تھا۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

یہ تحریر عزیز وحکیم خدا کی طرف سے محمد ﷺ اس کے نبی اور اس کے نور اور اس کے سفیر اور حجاب ودلیل کے لئے ہے۔ روح الامین اسے لے کر نازل ہوئے رب العالمین کی طرف سے۔ اے محمد ﷺ میرے اسماء کی تعظیم کرو اور میری نعمتوں کا شکرادا کرو اور میرے نعمتوں کا انکار نہ کرو۔ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ظالموں کی کمر توڑنے والا اور مظلوموں کو دولت دینے والا ہوں اور روز قیامت بڑا جزا دینے والا ہوں۔ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جو کوئی میرے فضل کے سوا دوسرے سے امید رکھے گا اور میرے عدل کے سوا دوسرے سے خوف کرے گا تو میں اس کو ایسا سخت عذاب دوں گا کہ دنیا میں کسی کو ایسا عذاب نہ دیا گیا ہوگا۔ پس میری ہی عبادت کرو اور میرے ہی او پر توکل کرو۔ میں نے جس نبی کو بھیجا ہے اس کے ایام کو کامل اور اس کی مدت کو پورا کیا ہے اور اس کے اوصیا مقرر کئے ہیں۔ میں نے اے محمد ﷺ تم کو تمام انبیاء پر فضیلت اور تمہارے وصی کو تمام اوصیاء پر اور میں نے تم کو عزّت بخشی۔ تمہارے دو بچوں اور نواسوں حسن اور حسین علیہم السلام سے میں نے حسن علیہ السلام کو معدن علم بنایا اور حسین علیہ السلام کو خازنِ وحی اور میں نے عزّت دی اسے شہادت سے اور ختم کیا اس پر سعادت کو پس وہ افضل وارفع شہداء ہے از روائے درجات کے۔

میں نے اس کے ساتھ اپنا کلمہ تامہ قرار دیا ہے اور اس کو اپنی حجت بالغہ بنایا۔ اس کی اولاد کی اطاعت پر میں ثواب دوں گا اور نافرمانی پر عذاب کروں گا۔ ان کی اولاد میں اول علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام سید العابدین ہیں جو میرے اولیاء کی زینت ہیں۔ اور ان کے فرزند اپنے قابل ستائش جد سے مشابہ ہیں۔ محمدؑ میرے علم کے شگافتہ کرنے والے ہیں اور میرے حکمت کا معدن ہیں۔ ان کے فرزند جعفر علیہ السلام کے بارے میں شک کرنے والے ہلاک ہوں گے۔ ان کی ہدایت کو رد کرنے والا میرے حق قول کو رد کرنے والا ہے۔ میں مقام جعفر کو مکرم ومحرم قرار دوں گا اور ان کے شیعوں، ناصروں اور دوستوں کی کثرت سے ان کو خوش کروں گا۔ اور ان کے بعد ان

کے پسر موسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ ان کے وقت میں ضلالت کے فتنے بر پا ہوں گے اور لوگ کمزور اعتقاد کے ہوں گے ایسے ضلالت کے دور میں ہمارے اولیاء معرفت کے بھرپور ساغروں سے سیراب ہوں گے۔ جس نے ان میں سے ایک سے بھی انکار کیا اس نے میری نعمت سے انکار کیا اور جس نے میری اس کتاب کی آیت کو بدلا اس نے مجھ پر افتراء کیا ہلاک ہوا۔ افترا کرنے والوں اور انکار کرنے والوں کے لئے میرے حبیب، میرے نیک بندے موسیٰ کے مرنے پر ان کے فرزند علی علیہ السلام کے بارے میں جو میرا ولی میرا ناصر ہے۔ یہ وہ ہے کہ جس پر بار نبوت کی مثال بار رکھوں گا اور اس کا امتحان لوں گا دل قوی ہونے میں اور اس ایک مغرور بھوت گا؟ اور وہ دفن ہوگا۔ اس شہر میں جس کو بسایا ہے عبد صالح (ذوالقرنین) نے اور اس کی قبر پہلو میں ہوگئی۔ میری بدترین مخلوق (ہارون) کے، میرا قول حق ہے میں اپنے بندہ علی (امام رضا علیہ السلام) کو خوش کروں گا ان کے فرزند اور ان کے خلیفہ اور جانشین اور ان کے وارث محمد (امام محمد تقی علیہ السلام) سے جو میرے علم کے معدن ہیں اور میرے اسرار کی جگہ ہیں اور میری خلق پر میری حجت ہیں جو اُن پر ایمان لائے گا میں جنت میں اس کو جگہ دوں گا اور اس کی شفیع قرار دوں گا۔ اس کے خاندان کے ایسے ستّر آدمیوں کے لئے جو مستحق جہنّم ہوں گے اور میں نے اس امامت کو سعادت کو مخصوص کیا ان کے بعد (امام علی نقی علیہ السلام) کے لئے جو میرے ولی و ناصر ہیں اور میری مخلوق پر گواہ ہیں میری وحی کے امین ہیں۔ میں ان میں سے ایک داعی کو (امام حسن عسکری علیہ السلام) پیدا کروں گا وہ ہدایت کرنے والا ہے میرے راستہ کی طرف اور خازن ہے میرے علم کا اور کامل کروں گا میں اس دین کو اس کے فرزند م ح م د علیہ السلام سے جس کا وجود تمام عالموں کے لئے رحمت ہے۔ اس میں موسیٰ علیہ السلام کا کمال ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی شان ہے۔ ایوب علیہ السلام کا صبر ہے۔ میرے اوصیاء اپنے زمانے میں مصائب و آلام اٹھائیں گے اور ان کے دور کے بادشاہ ان پر ظلم ڈھائیں گے جیسے ترک و دیلمکے بادشاہ کرتے تھے۔ پس وہ ان کو قتل کریں گے ان کے اسباب جلائیں گے۔ وہ خوف، دشت اور غداری کے عالم میں زندگی بسر کریں گے۔ زمین ان کے خون سے سرخ ہوگی اور ان کی عورتوں میں نوحہ کناں رہنا اور سسکتے رہنا عام سی بات ہوگی۔ یہی میرے اولیا حق ہیں جن کے ز دوَ ذ ریعے میں جہل کا فتنہ دور کروں گا۔ ان کے ذریعے سے مشکلات کو آسان کروں گا۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے صلوٰۃ ورحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سالم سے روایت ہے کہ ابو بصیر کہتے تھے: اگر تم نے اثبات امامت آئمہ اثنا عشر میں کوئی حدیث بھی نہ سنی ہو تو صرف یہی حدیث تیرے لئے کافی ہے پس اس کی حفاظت کر اور نا اہلوں سے بیان کرنے سے

پرہیز کرو۔ [1]

بیان:

﴿لوحا أخضر كأنه كان من عالم الملكوت البرزخي و خضرته كناية عن توسطه بين بياض نور عالم الجبروت و سواد ظلمة عالم الشهادة و إنما كان مكتوبة أبيض لأنه كان من العالم الأعلى النوري المحض و الرق بالفتح و الكسر الجلد الرقيق الذي يكتب فيه و السفير الرسول و الحجاب الواسطة مديل المظلومين من الدولة يقال أدالنا الله من عدونا و الإدالة الغلبة و الشبل ولد الأسد و في بعض النسخ سليليك و السليل الولد و لأسرنه من السرة انتجب بالنون و المثناة الفوقية و الجيم بمعنى اختار فتنة أي في فتنة و في بعض النسخ أتيحت بالمثناة الفوقية ثم التحتية ثم الحاء المهملة من الإتاحة بمعنى تهيئة الأسباب و تأنيثه باعتبار الفتنة المحذوفة و التقدير فتنة موسى و نصب الفتنة المذكورة حينئذ على المصدر و وصف الفتنة بالعمياء تجوز فإن الموصوف بالعمى إنما هو أهلها و الحندس بالكسر المظلم و إنما كانت الفتنة به ع عمياء حندس لخفاء أمره أكثر من خفاء أمر آبائه لشدة الخوف الذي كان من جهة طاغي زمانه لأن خيط فرضي تعليل للانتجاب أو الإتاحة و الفرض الحجة أو الإتيان بها و الكلام استعارة و إن أوليائي تعليل للافتتان لشدة الابتلاء فإن الابتلاء كلما كان أشد كان الكأس الذي هو جزاؤه أوفى عبدي مبتدأ خبره وليي و بهما يتعلق الظرف المتقدم عليهما أو بالمفترين الجاحدين و يحتمل أن يكون عبدي مفعولا للجاحدين و على وليي جملة مستأنفة محذوف المبتدإ أو مبتدأ و خبرا و على التقادير عبدي كناية عن أبي الحسن الرضا ع و على التقدير الأخير يحتمل أن يكون كناية عن الكاظم ع أيضا و في بعض النسخ في علي أي في أمره و على هذا يكون عبدي صفة موسى و في علي في محل مفعول الجاحدين و المفترون الجاحدون كناية عن القائلين بالوقف و الأعباء جمع العبا بالكسر و هو الحمل و الاضطلاع القيام بالأمر و العفريت الخبيث المنكر و هو كناية عن مأمون الخليفة و العبد الصالح كناية عن ذي القرنين فإن بناء طوس ينسب إليه و شر الخلق كناية عن هارون الخليفة فإنه مدفون هناك و إنما كتب اسم الصاحب ع بالحروف المفردة لعدم جواز التنطق باسمه و كنيته كما يأتي في الأخبار و التهادي المراسلة بالهدايا و الرنة بالتشديد الصيحة و الإصر الذنب و الثقل﴾

[1] اثبات الهداۃ: ۲ / ۲۵؛ عوالم العلوم: ۱۱ / ۸۴۸ و ۱۵ / ۶۸؛ اعلام الوریٰ: ۲ / ۱۷۴؛ غیبت نعمانی: ۶۲؛ ارشاد القلوب: ۲ / ۲۹۰؛ الاحتجاج: ۱ / ۶۷؛ الاختصاص: ۲۱۰؛ الجواہر السنیہ: ۴۰۲؛ غیبت طوسی (ترجمہ مترجم کتاب ہذا): ۲۰۵؛ ح ۱۰۸ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱ / ۴۱؛ کمال الدین: ۳۰۸؛ بحار الانوار: ۳۶ / ۱۹۵؛ جامع الاخبار: ۱۸؛ الصراط المستقیم: ۲ / ۱۳۷؛ المناقب: ۱ / ۲۹۶؛ اثبات الوصیۃ: ۱۴۳؛ تقریب المعارف: ۱۷۸؛ الارشاد: ۲۶۲؛ احقاق الحق: ۵ / ۱۱۵؛ ہدایۃ الکبریٰ: ۱۷ / الاستنصار: ۱۸؛ فضائل ابن شاذان: ۱۱۳

''لوحًا اخضر'' سبز رنگ کی لوح گویا کہ یہ عالم ملکوت برزخی کی طرف سے تھی اور اس کا سبز رنگ کا ہونا کنایہ ہے عالم جبروت کے نور کی سفیدی اور عالم شہادت کے اندھیرے کی سیاہی کے درمیان اور بیشک اس کی سفید کتابت تھی کیونکہ عالم اعلیٰ نوری محض سے، الرق سے مراد رقیق جلد جس میں وہ لکھی تھی۔ ''السفیر'' رسول ﷺ۔ ''الحجاب'' اس سے مراد واسطہ ہے، ''مدیل المظلومین'' یعنی حکومت، کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں سے حکومت ہمیں دی اور ادالہتہ سے مراد غلبہ ہے۔ ''الشبل'' اس سے مراد شیر کا بیٹا ہے۔ بعض نسخوں میں ہے ''سلیلیك'' اس سے مراد سلیلل ہے یعنی اولاد۔ ''امنتجب'' اس کا معنی اختیار ہے۔ ''فتنۃ'' یعنی فتنہ میں،

بعض نسخوں میں ''اتیحت'' آیا ہے جس کا مصدر الاتاحہ ہے جس کا معنی اسباب مہیا کرنا ہے۔ ''الغرض'' حجت یا اس کا لانا اور یہ کلام استعارہ ہے۔

''انّ اولیاتی'' یہ تعلیل ہے افتتان کی شدید ابتلآ کی وجہ سے۔ ''عبدی'' مبتداء ہے اور اس کی خبر ویسی ہے اور ان کا متعلق ان سے پہلے ظرف سے یا مفترین اور جاحدین ہے اور یہ بھی احتمال کیا گیا ہے کہ ''عبدی'' جاحدین کا مفعول ہے۔ ''وعلیّ ولیی'' یہ جملہ مستانفہ ہے، متبدا محذوف ہے یا مبتدا اور خبر دونوں۔ ''عبدی'' یہ کنایہ ہے امام علی رضاؑ کے بارے میں اور دوسری تقدیر کے لحاظ سے احتمال یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ امام موسیٰ کاظمؑ کے بارے میں کنایہ ہے۔

بعض نسخوں میں ''فی علیّ'' ہے یعنی فی امرہ اور اس بنا پر عبدی صفت ہے موسیٰ کی اور فی علیّ جاحدین کے مفعول کے محل پر ہے۔ ''المفترون الجاحدون'' یہ کنایہ ہے ان کے بارے میں جو وقف کے قائل ہیں۔ ''ان عباء'' یہ جمع ہے عباء کی۔ ''الاضطلاع'' امر کے ساتھ قائم ہونا۔ ''العفریت'' اس سے مراد خبیث منکر ہے اور یہ کنایہ ہے مامون خلیفہ کے بارے میں۔ ''العبدالصالح'' یہ کنایہ ہے ذوالقرنین کے بارے میں کیونکہ طوس شہر کی بنیاد کا رکھنا ان کی طرف منسوب ہے۔ اور شر الخلق کنایہ ہے ہارون خلیفہ کے بارے میں کیونکہ یہاں وہی دفن ہے۔ اور امام زمانہؑ کا حروف کی شکل میں لکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا نام اور نست زبان پر لانا جائز نہیں ہے جیسا کہ اخبار میں آئے گا۔ ''التہادی'' یہ ہدایت کا مراسلہ ہے۔ ''الرنّہ'' اس سے مراد چیخ و پکار ہے۔ ''الاصر'' اس سے مراد گناہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک دونوں اسناد حسن ہیں کیونکہ بکر بن صالح تفسیر القمی کا راوی ہے جو توثیق

[1] مراۃ العقول:۶/۲۱۶

ہے۔اور نجاشی وابن الغضائری کا ضعیف کہنا سہو ہے۔اور عبدالرحمٰن بن سالم بھی تحقیقاً ثقہ ثابت ہے کیونکہ اس سے ابن ابی عمری اور البزنطی دونوں روایت کرتے ہیں۔اور ان دونوں پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ کے علاوہ کسی سے روایت ہی نہیں کرتے ہیں۔اور ابن الغضائری کی تضعیف ابی حماد بھی تفسیر القمی کا راوی ہے جو توثیق ہے (واللہ اعلم)

2/756 الکافی،۱/۵۲۵/۱/۱ العدۃ عن اَلْبَرْقِيِّ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ دَاوُدَ بْنِ اَلْقَاسِمِ اَلْجَعْفَرِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ اَلثَّانِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَقْبَلَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَعَهُ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى يَدِ سَلْمَانَ فَدَخَلَ اَلْمَسْجِدَ اَلْحَرَامَ فَجَلَسَ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَسَنُ اَلْهَيْئَةِ وَ اَللِّبَاسِ فَسَلَّمَ عَلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ فَرَدَّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمَ فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ أَسْأَلُكَ عَنْ ثَلاَثِ مَسَائِلَ إِنْ أَخْبَرْتَنِي بِهِنَّ عَلِمْتُ أَنَّ اَلْقَوْمَ رَكِبُوا مِنْ أَمْرِكَ مَا قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَ أَنْ لَيْسُوا بِمَأْمُونِينَ فِي دُنْيَاهُمْ وَ آخِرَتِهِمْ وَ إِنْ تَكُنِ اَلْأُخْرَى عَلِمْتُ أَنَّكَ وَ هُمْ شَرَعٌ سَوَاءٌ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سَلْنِي عَمَّا بَدَا لَكَ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنِ اَلرَّجُلِ إِذَا نَامَ أَيْنَ تَذْهَبُ رُوحُهُ وَ عَنِ اَلرَّجُلِ كَيْفَ يَذْكُرُ وَ يَنْسَى وَ عَنِ اَلرَّجُلِ كَيْفَ يُشْبِهُ وَلَدُهُ اَلْأَعْمَامَ وَ اَلْأَخْوَالَ فَالْتَفَتَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى اَلْحَسَنِ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَجِبْهُ قَالَ فَأَجَابَهُ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ اَلرَّجُلُ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَ لَمْ أَزَلْ أَشْهَدُ بِهَا وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اَللَّهِ وَ لَمْ أَزَلْ أَشْهَدُ بِذَلِكَ وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ وَصِيُّ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْقَائِمُ بِحُجَّتِهِ وَ أَشَارَ إِلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ لَمْ أَزَلْ أَشْهَدُ بِهَا وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ وَصِيُّهُ وَ اَلْقَائِمُ بِحُجَّتِهِ وَ أَشَارَ إِلَى اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ اَلْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَصِيُّ أَخِيهِ وَ اَلْقَائِمُ بِحُجَّتِهِ بَعْدَهُ وَ أَشْهَدُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ أَنَّهُ اَلْقَائِمُ بِأَمْرِ اَلْحُسَيْنِ بَعْدَهُ وَ أَشْهَدُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ اَلْقَائِمُ بِأَمْرِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ وَ أَشْهَدُ عَلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بِأَنَّهُ اَلْقَائِمُ بِأَمْرِ مُحَمَّدٍ وَ أَشْهَدُ عَلَى مُوسَى أَنَّهُ اَلْقَائِمُ بِأَمْرِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَشْهَدُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسَى أَنَّهُ اَلْقَائِمُ بِأَمْرِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَ أَشْهَدُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ اَلْقَائِمُ بِأَمْرِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى وَ أَشْهَدُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بِأَنَّهُ اَلْقَائِمُ بِأَمْرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ أَشْهَدُ عَلَى اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بِأَنَّهُ اَلْقَائِمُ بِأَمْرِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَشْهَدُ عَلَى رَجُلٍ مِنْ وُلْدِ اَلْحَسَنِ لاَ يُكَنَّى وَ لاَ يُسَمَّى حَتَّى يَظْهَرَ أَمْرُهُ فَيَمْلَأَهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ رَحْمَةُ اَللَّهِ وَ

بَرَكَاتُهُ ثُمَّ قَامَ فَمَضَى فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ اِتْبَعْهُ فَانْظُرْ أَيْنَ يَقْصِدُ فَخَرَجَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ مَا كَانَ إِلاَّ أَنْ وَضَعَ رِجْلَهُ خَارِجاً مِنَ الْمَسْجِدِ فَمَا دَرَيْتُ أَيْنَ أَخَذَ مِنْ أَرْضِ اللَّهِ فَرَجَعْتُ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَأَعْلَمْتُهُ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَ تَعْرِفُهُ قُلْتُ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ وَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَعْلَمُ قَالَ هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

(ترجمہ) ابو القاسم جعفری سے روایت ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن امیر المومنین علیہ السلام معہ امام حسن علیہ السلام سلمان کے ہاتھ پر تکیہ کئے ہوئے مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ ایک شخص خوبصورت اور اچھے لباس کا آیا اور امیر المومنین علیہ السلام کو سلام کیا۔ آپؑ نے جواب دیا۔ اس نے عرض کیا! اے امیر المومنین علیہ السلام میں آپؑ سے تین مسئلے دریافت کرنا چاہتا ہوں اگر آپؑ نے ان کا صحیح جواب دے دیا تو میں سمجھوں گا کہ آپؑ سے پہلے جن لوگوں نے دعویٰ خلافت کیا وہ اس کے حق دار نہ تھے اور ان کی دنیا وآخرت محفوظ نہیں اور اگر دوسری صورت ہوگی تو میں سمجھوں گا کہ آپؑ کا اور ان کا راستہ ایک ہی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جو چاہتے ہو سوال کرو۔

۱۔ اس نے عرض کیا جب آدمی سوتا ہے تو اس کی روح کہاں ہوتی ہے۔
۲۔ آدمی کیسے کسی چیز کو یاد کرتا اور بھولتا ہے۔
۳۔ آدمی کی اولاد اس کے چچاؤں اور ماموؤں سے کیسے مشابہ ہوتی ہے؟

آپ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: اس کے سوالات کا جواب دو۔ امام حسن علیہ السلام نے جواب دیا تو اس نے عرض کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ گواہی میں نے ہمیشہ دی ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ گواہی دیتا رہا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ وصی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان کی حجت وبرہان کے قائم کرنے والے ہیں (اشارہ کیا امیر المومنین علیہ السلام کی طرف) اور یہ گواہی میں ہمیشہ دیتا رہوں گا۔ اور امام حسن علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ امیر المومنینؑ کے وصی ہیں اور ان کی حجت اور برہان قائم کرنے والے ہیں یعنی نبوت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ثابت کرنے والے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حسینؑ بن علیؑ اپنے بھائی کے وصی ہیں اور ان کے بعد حجت قائم کرنے والے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام امر حسین علیہ السلام کے بعد حجت خدا ہیں۔ پھر محمد بن علی علیہ السلام ان کے بعد جعفر بن محمد علیہ السلام ان کے بعد موسیٰ بن جعفر علیہ السلام اور ان کے بعد علی بن موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد محمد بن علی علیہ السلام اور ان کے بعد حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام، اس کے بعد میں گواہی دیتا ہوں اس شخص کے حجت خدا ہونے کی جو پسر حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام ہے اس کا نام اور کنیت ظاہر نہ ہوگی جب تک کہ وہ زمین کو عدل وداد سے اسی طرح پُر نہ کر دے گا

جیسا کہ وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ سلام ہو آپؑ پر اے امیر المومنین علیہ السلام اس کے بعد وہ اٹھا اور چلا گیا۔ حضرت نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: اے ابومحمد علیہ السلام اس کے پیچھے جاؤ اور دیکھو یہ کہاں جاتا ہے۔ امام حسن علیہ السلام باہر نکلے اور فرمایا: اس نے ایک پیر مسجد سے باہر رکھا تھا پھر میں نے نہ جانا کہ وہ خدا کی اس زمین پر کہاں غائب ہو گیا۔ میں امیر المومنین علیہ السلام کے پاس واپس آیا اور حال بتایا۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابومحمد علیہ السلام تم ان کو جانتے ہو۔ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام بہتر جاننے والے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: وہ خضر علیہ السلام تھے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [2]

3/757 الکافی،۱/۵۲۶/۲/۱ محمد عن الصفار عن البرقی: مِثْلَهُ سَوَاءً قَالَ مُحَمَّدٌ فَقُلْتُ لِلصَّفَّارِ يَا أَبَا جَعْفَرٍ وَدِدْتُ أَنَّ هَذَا الْخَبَرَ جَاءَ مِنْ غَيْرِ جِهَةِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِي قَبْلَ الْحَيْرَةِ بِعَشْرِ سِنِينَ.

(ترجمہ) برقی نے اسی کے مثل کے روایت کی ہے البتہ اس میں یہ زیادہ ہے کہ محمد بیان کرتے ہیں: میں نے الصفار سے کہا! اے ابوجعفر! کیا احمد بن عبداللہ کے علاوہ کسی اور سے بھی یہ حدیث سنی گئی ہے۔ انھوں نے کہا: اس نے حیرت وشک میں پڑنے سے دس سال پہلے یہ حدیث بیان کی تھی۔

بیان:

﴿ما قضی علیهم أی ما هو حجة علیهم دال علی شقائهم شرع بالتسکین و تحرك سواء فسواء مفسر له و یستفاد من آخر هذا الخبر بأن البرقی قد تحیر فی أمر دینه طائفة من عمره و أن أخباره فی تلك المدة لیست بنقیة و هذا الخبر رواه الشیخ الطبرسی رحمه الله فی کتاب الاحتجاج عن أبی هاشم الجعفری عن أبی جعفر الثانی ع مثله و ذکر أجوبة أبی محمد الحسن ع قال أما ما سألت عنه من أمر الإنسان إذا نام أین

---

[1] تفسیر نور الثقلین: ۴/۸۹ ۴؛ الامامۃ التبصرۃ: ۱۰۶؛ کمال الدین: ۱/ ۳۱۳؛ تفسیر البرہان: ۳/ ۶۷۳؛ علل الشرائع: ۱/ ۹۶؛ الانصاف: ۱۴۱؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۶۵؛ بحار الانوار: ۳۶/ ۴۱۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۵۰۴؛ غیبت طوسی: ۲۲۱ ح ۱۱۴ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ غیبت نعمانی: ۵۸؛ المحاسن: ۳۳۲؛ الاحتجاج: ۲۶۶؛ تفسیر القمی: ۲/ ۴۴؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۵ ص ۳۱۰؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۴۵۲؛ اعلام الوریٰ: ۳۸۲؛ اثبات الوصیہ: ۱۳۶؛ حلیۃ الابرار: ۱/ ۵۱۰؛ دلائل الامامۃ: ۶۹؛ الاستنصار: ۳۱

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۲۰۶

تذهب روحه فإن روحه متعلقة بالريح و الريح متعلقة بالهواء إلى وقت ما يتحرك صاحبها لليقظة فإن أذن الله برد تلك الروح على صاحبها جذبت تلك الروح الريح و جذبت تلك الريح الهواء۔ فرجعت فسكنت في بدن صاحبها و إن لم يأذن الله عز و جل برد تلك الروح إلى صاحبها جذب الهواء الريح فجذبت الريح الروح فلم ترد على صاحبها إلى وقت ما يبعث۔ و أما ما ذكرت من أمر الذكر و النسيان فإن قلب الرجل في حق و على الحق طبق فإن صلى الرجل عند ذلك على محمد و آل محمد صلاة تامة انكشف ذلك الطبق عن ذلك الحق فأضاء القلب و ذكر الرجل ما كان نسي و إن هو لم يصل على محمد و آل محمد أو نقص من الصلاة عليهم انطبق ذلك الطبق على ذلك الحق فأظلم القلب و نسي الرجل ما كان ذكره و أما ما ذكرت من أمر المولود۔ الذي يشبه أعمامه و أخواله فإن الرجل إذا أتى أهله فجامعها بقلب ساكن۔ و عروق هادئة و بدن غير مضطرب فأسكنت تلك النطفة جوف الرحم خرج الولد يشبه أباه و أمه و إن هو أتاها بقلب غير ساكن و عروق غير هادئة و بدن مضطرب اضطربت النطفة فوقعت في حال اضطرابها على بعض العروق فإن وقعت على عرق من عروق الأعمام أشبه الولد أعمامه و إن وقعت على عرق من عروق الأخوال أشبه الولد أخواله فقال الرجل أشهد أن لا إله إلا الله الحديث﴾

''ماقضی علیھم '' جو ان پر گزرا بھی اس سے مراد ان پر حجت ہے جو ان کی شقاوت پر دلالت کرتی ہے۔

''شروع'' سکون کے ساتھ اور حرکت کے ساتھ۔ ''سوآء'' یعنی اس کے مفسر کے سوا اور اس خبر کے آخر سے استفادہ ہوتا ہے کہ بیشک برقی اپنی عمر کے ایک حصہ میں اپنے عقیدے کے بارے میں متحیر تھا اور بیشک اس کی اخبار اس مدت میں ہیں پائی جاتیں۔

یہ خبر جس کو شیخ طبرسی نے اپنی کتاب ''الاحتجاج'' میں ابو ہاشم جعفر سے روایت کیا ہے اور انہوں نے روایت کی امام ابوجعفر ثانی علیہ السلام سے اس کی مثل ہے، انہوں نے امام ابو محمد حسن علیہ السلام کے جوابات کا ذکر کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: جہاں تک تیرے اس سوال کا تعلق ہے کہ سوتے میں انسان کی روح کہاں جاتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی روح ریح سے متعلق ہو جاتی ہے اور ریح ہوا سے اس وقت تک متعلق رہتی ہے جب تک سونے والا جاگنے کے لیے حرکت نہ کرے اور جب اللہ تعالیٰ اجازت دیتا ہے تو اس کی روح اس کے بدن میں پلٹا دی جاتی ہے اس طرح روح کو ریح سے کھینچ لیا جاتا ہے اور ریح کو ہوا سے کھینچ لیا جاتا ہے اور روح صاحب روح کے بدن میں آ کر ساکن ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو کہ صاحب روح کو اس کی روح واپس کر دی جائے تو ہوا ریح کو کھینچ لیتی ہے اور ریح روح کو کھینچ لیتی ہے اور پھر صاحب روح کو اس کی روح دوبارہ محشور ہونے تک واپس نہیں کی جائے گی۔

بہر حال جو تو نے یہ ذکر کیا کہ انسان یاد کیسے رکھتا ہے اور بھولتا کیسے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا دل ایک

صندوق میں ہوتا ہے اس پر ایک طبق ڈھکا ہوا ہوتا ہے، اگر آدمی حضرات محمدؐ وآل محمدؐ پر درود کامل بھیجے تو اس صندوقچہ سے وہ طبق ہٹ جاتا ہے اور آدمی جو کچھ بھول گیا ہے اسے یاد آ جاتا ہے اور اگر وہ حضرات محمدؐ وآل محمدؐ پر درود نہ بھیج یا ناقص درود بھیجے تو وہ طبق اس صندوق پر ڈھلتا جاتا ہے پس اس کے قلب پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور انسان بھول جاتا ہے کہ جو کچھ اسے بتایا گیا۔

جہاں تک تمہارا تیسرا سوال کہ بچہ اپنے چچا یا ماموں سے کیسے مشابہ ہو جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب مرد اپنی زوجہ کے پاس سکون قلب کے لیے ٹھہری ہوئی رگوں اور غیر مضطرب بدن کے ساتھ جاتا ہے اور اس کا نطفہ اس کی زوجہ کے رحم میں سکون کے ساتھ قرار پاتا ہے تو بچہ اپنے ماں اور باپ کے مشابہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر مرد اپنی زوجہ کے پاس اس حال میں جاتا ہے کہ اس کا قلب پر سکون نہیں ہے اور اس کی رگیں ٹھہری ہوئی نہیں ہیں اور اس کا بدن مضطرب ہے تو اس کا نطفہ بھی رحم میں پہنچ کر مضطرب ہوگا اور اندرونی رگوں میں سے کسی رگ پر گرے گا، اگر وہ رگ ان رگوں میں سے ہے جو چچاؤں کے لیے ہے تو بچہ اپنے چچاؤں سے مشابہ ہوتا۔ اور اگر وہ رگ ان رگوں میں سے ہے جو ماموں کے لیے ہے تو یہ بچہ اپنے ماموں سے مشابہ ہوگا۔ پس اس شخص نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی سند صحیح ہے [1] (واللہ اعلم)

4/758 الکافی،١/٤/٥٢٩/١ علی عن أبیه عن حماد عن الیمانی عن أبان بن أبی عیاش و محمد عن أحمد عن ابن أبی عمیر و علی بن محمد عن أحمد بن هلال عن ابن أبی عمیر عن ابن أذینة عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اَللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ اَلطَّيَّارِ يَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ أَنَا وَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ وَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَ عُمَرُ اِبْنُ أُمِّ سَلَمَةَ وَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَرَى بَيْنِي وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ كَلاَمٌ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ثُمَّ أَخِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَإِذَا اُسْتُشْهِدَ عَلِيٌّ فَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ثُمَّ اِبْنِيَ اَلْحُسَيْنُ مِنْ بَعْدِهِ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَإِذَا اُسْتُشْهِدَ فَابْنُهُ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ سَتُدْرِكُهُ يَا عَلِيُّ ثُمَّ اِبْنُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ سَتُدْرِكُهُ يَا حُسَيْنُ ثُمَّ يُكَمِّلُهُ اِثْنَيْ عَشَرَ إِمَاماً تِسْعَةً مِنْ وُلْدِ اَلْحُسَيْنِ قَالَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَ

[1] ایضاً

اِسْتَشْهَدْتُ اَلْحَسَنَ وَ اَلْحُسَيْنَ وَ عَبْدَ اَللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَ عُمَرَ اِبْنَ أُمِّ سَلَمَةَ وَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَشَهِدُوا لِي عِنْدَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سُلَيْمٌ وَ قَدْ سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْ سَلْمَانَ وَ أَبِي ذَرٍّ وَ اَلْمِقْدَادِ وَ ذَكَرُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا ذَلِكَ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

(ترجمہ) سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن جعفر طیار سے سنا وہ بیان کرتا ہے کہ میں اور امام حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام و عبداللہ بن عباس و عمر بن سلمہ اور اسامہ بن زید معاویہ کے پاس تھے اور باتیں ہو رہی تھیں۔ میں نے معاویہ سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ میں مومنین کے نفسوں سے اولیٰ ہوں میرے بعد میرے بھائی علی بن ابی طالب علیہ السلام تمام مومنین کے نفسوں سے بہتر ہیں اور جب علیؑ شہید ہو جائیں تو حسن علیہ السلام تمام مومنین کے نفسوں سے اولیٰ ہوں گے۔ پھر میرا بیٹا حسین علیہ السلام اس کے بعد تمام مومنین کے نفسوں سے بہتر ہوگا اس کی شہادت کے بعد علی بن الحسین علیہ السلام اولیٰ ہیں مومنین کے نفسوں سے اور اے علی علیہ السلام تم ان کو دیکھو گے پھر ان کا بیٹا محمد علیہ السلام تمام مومنین کے نفسوں سے بہتر ہے اور اے حسین علیہ السلام تم ان کو دیکھو گے پھر اس امامت کی تکمیل بارہ پر ہوگی۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا میں اپنے اس بیان پر حسن و حسین علیہم السلام اور عبداللہ بن عباس بن ام سلمہ و اسامہ بن زید کو گواہ کرتا ہوں پس انہوں نے معاویہ کے سامنے گواہی دی۔ سلیم نے کہا میں نے اس حدیث کو سلمان و ابوذر و مقداد سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ [1]

بیان:

﴿ثم يكمله عطف على يقول يعني ثم يكمل رسول الله ص الكلام إلى اثني عشر إماما﴾

''ثم يكمله'' پھر انہوں نے مکمل کیا۔ اس جملہ کا عطف یقول پر ہے یعنی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ اماموں علیہم السلام تک کلام کو مکمل کیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیہ ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث کی دونوں اسناد حسن ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک ابان ثقہ ہے

---

[1] تقریب المعارف: ۴۲۰؛ المناقب: ۱/ ۲۹۶؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۱۰؛ الانصاف: ۲۴۷؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۱۲۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۳۲۳؛ الخصال: ۲/ ۴۷۷؛ غیبت طوسی (مترجم آصف علی رضا ایڈووکیٹ): ۱۹۹ ح ۱۰۱ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور): عیون الاخبار الرضاؑ: ۱/ ۴۷؛ غیبت نعمانی: ۹۵؛ عوالم العلوم: ۱۵/ ۳ ص ۱۰۰؛ کمال الدین: ۲۷۰؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۴۵۶؛ اعلام الوریٰ: ۳۴۷؛ المعتبر: ۱/ ۲۴؛ کشف الغمہ: ۲/ ۵۰۸؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۶۵؛ بحار الانوار: ۳۶/ ۲۳۱؛ تفسیر الصافی: ۴/ ۱۶۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۲۳۹؛ الھدایۃ الکبریٰ: ۱/ ۲۴۳

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۲۱۷

اور اس کے ضعیف ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور سلیم بن قیس جلیل القدر شخصیت ہیں اور ان کی کتاب بھی معتبر ہے (واللہ اعلم)

5/759 الکافی،۱/۱۰/۴۶۶/۴ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنِ اَلنَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي اَلْمِقْدَامِ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَوْمَ عَرَفَةَ بِالْمَوْقِفِ وَ هُوَ يُنَادِي بِأَعْلَى صَوْتِهِ أَيُّهَا اَلنَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ اَلْإِمَامَ ثُمَّ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ثُمَّ اَلْحَسَنُ ثُمَّ اَلْحُسَيْنُ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ ثُمَّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ هَهْ فَيُنَادِي ثَلاَثَ مَرَّاتٍ لِمَنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ يَسَارِهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ اِثْنَيْ عَشَرَ صَوْتاً وَ قَالَ عَمْرٌو فَلَمَّا أَتَيْتُ مِنًى سَأَلْتُ أَصْحَابَ اَلْعَرَبِيَّةِ عَنْ تَفْسِيرِ هَهْ فَقَالُوا هَهْ لُغَةُ بَنِي فُلاَنٍ أَنَا فَاسْأَلُونِي قَالَ ثُمَّ سَأَلْتُ غَيْرَهُمْ أَيْضاً مِنْ أَصْحَابِ اَلْعَرَبِيَّةِ فَقَالُوا مِثْلَ ذَلِكَ.

(ترجمہ) مقدام بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو روز عرفہ دیکھا کہ بلند آواز سے فرما رہے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام تھے ان کے بعد علی ابن ابی طالب علیہ السلام امام تھے ان کے بعد حسن علیہ السلام اور ان کے بعد حسین علیہ السلام ان کے بعد علی علیہ السلام بن حسین علیہ السلام ان کے بعد محمد علیہ السلام بن علی علیہ السلام آپؑ نے تین بار سامنے اور داہنے اور بائیں طرف والوں سے یہ فرمایا اور بارہ مرتبہ پیچھے والوں سے فرمایا۔عمرو نے کہا جب میں منیٰ میں آیا تو میں نے عرب کے لغت دانوں سے لفظ ھہ کے معنی پوچھے۔ایک نے کہا بنی فلاں کی زبان میں اس کے معنی 'میں' کے ہیں پھر میں نے دوسرے لوگوں سے پوچھا۔انھوں نے بھی یہی بتایا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] یا پھر حدیث معتبر ہے[3]

6/760 الکافی،۱/۵/۵۲۹/۱ العدۃ عن البرقی عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ حيان السراج [حَنَانِ بْنِ اَلسَّرَّاجِ] عَنْ دَاوُدَ بْنِ سُلَيْمَانَ اَلْكِسَائِيِّ عَنْ أَبِي اَلطُّفَيْلِ قَالَ: شَهِدْتُ جِنَازَةَ أَبِي بَكْرٍ يَوْمَ مَاتَ وَ شَهِدْتُ عُمَرَ حِينَ بُويِعَ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَالِسٌ نَاحِيَةً فَأَقْبَلَ غُلاَمٌ يَهُودِيٌّ جَمِيلُ اَلْوَجْهِ بَهِيٌّ عَلَيْهِ ثِيَابُ حِسَانٌ وَ هُوَ مِنْ وُلْدِ هَارُونَ حَتَّى قَامَ عَلَى رَأْسِ عُمَرَ

[1] عوالم العلوم:۲۰/۸۱و۱۰۸؛بحارالانوار:۴۷/۵۸؛اقبال الاعمال:۱/۳۳۰؛نہج السعادۃ:۸/۴۷

[2] مراۃ العقول:۱۸/۱۲۴

[3] موسوعہ الامام الحسینؑ ریشھری:۲/۶۳؛دانشنامہ امام حسینؑ ریشھری:۲/۲۸۴

فَقَالَ يَا أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ أَنْتَ أَعْلَمُ هَذِهِ ٱلْأُمَّةِ بِكِتَابِهِمْ وَ أَمْرِ نَبِيِّهِمْ قَالَ فَطَأْطَأَ عُمَرُ رَأْسَهُ فَقَالَ إِيَّاكَ أَعْنِي وَ أَعَادَ عَلَيْهِ ٱلْقَوْلَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لِمَ ذَاكَ قَالَ إِنِّي جِئْتُكَ مُرْتَاداً لِنَفْسِي شَاكّاً فِي دِينِي فَقَالَ دُونَكَ هَذَا ٱلشَّابَّ قَالَ وَ مَنْ هَذَا ٱلشَّابُّ قَالَ هَذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ اِبْنُ عَمِّ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هَذَا أَبُو ٱلْحَسَنِ وَ ٱلْحُسَيْنِ اِبْنَيْ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ هَذَا زَوْجُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَقْبَلَ ٱلْيَهُودِيُّ عَلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ أَ كَذَاكَ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ثَلاَثٍ وَ ثَلاَثٍ وَ وَاحِدَةٍ قَالَ فَتَبَسَّمَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ مِنْ غَيْرِ تَبَسُّمٍ وَ قَالَ يَا هَارُونِيُّ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُولَ سَبْعاً قَالَ أَسْأَلُكَ عَنْ ثَلاَثٍ فَإِنْ أَجَبْتَنِي سَأَلْتُ عَمَّا بَعْدَهُنَّ وَ إِنْ لَمْ تَعْلَمْهُنَّ عَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ فِيكُمْ عَالِمٌ قَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِالْإِلَهِ ٱلَّذِي تَعْبُدُهُ لَئِنْ أَنَا أَجَبْتُكَ فِي كُلِّ مَا تُرِيدُ لَتَدَعَنَّ دِينَكَ وَ لَتَدْخُلَنَّ فِي دِينِي قَالَ مَا جِئْتُ إِلاَّ لِذَاكَ قَالَ فَسَلْ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ قَطْرَةِ دَمٍ قَطَرَتْ عَلَى وَجْهِ ٱلْأَرْضِ أَيُّ قَطْرَةٍ هِيَ وَ أَوَّلِ عَيْنٍ فَاضَتْ عَلَى وَجْهِ ٱلْأَرْضِ أَيُّ عَيْنٍ هِيَ وَ أَوَّلِ شَيْءٍ اِهْتَزَّ عَلَى وَجْهِ ٱلْأَرْضِ أَيُّ شَيْءٍ هُوَ فَأَجَابَهُ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ أَخْبِرْنِي عَنِ ٱلثَّلاَثِ ٱلْأُخَرِ أَخْبِرْنِي عَنْ مُحَمَّدٍ كَمْ لَهُ مِنْ إِمَامِ عَدْلٍ وَ فِي أَيِّ جَنَّةٍ يَكُونُ وَ مَنْ سَاكَنَهُ مَعَهُ فِي جَنَّتِهِ فَقَالَ يَا هَارُونِيُّ إِنَّ لِمُحَمَّدٍ اِثْنَيْ عَشَرَ إِمَامَ عَدْلٍ لاَ يَضُرُّهُمْ خِذْلاَنُ مَنْ خَذَلَهُمْ وَ لاَ يَسْتَوْحِشُونَ بِخِلاَفِ مَنْ خَالَفَهُمْ وَ إِنَّهُمْ فِي ٱلدِّينِ أَرْسَبُ مِنَ ٱلْجِبَالِ ٱلرَّوَاسِي فِي ٱلْأَرْضِ وَ مَسْكَنُ مُحَمَّدٍ فِي جَنَّتِهِ مَعَهُ أُولَئِكَ ٱلاِثْنَيْ عَشَرَ ٱلْإِمَامَ ٱلْعَدْلَ فَقَالَ صَدَقْتَ وَ ٱللَّهِ ٱلَّذِي لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ إِنِّي لَأَجِدُهَا فِي كُتُبِ أَبِي هَارُونَ كَتَبَهُ بِيَدِهِ وَ أَمْلاَهُ مُوسَى عَمِّي عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ ٱلْوَاحِدَةِ أَخْبِرْنِي عَنْ وَصِيِّ مُحَمَّدٍ كَمْ يَعِيشُ مِنْ بَعْدِهِ وَ هَلْ يَمُوتُ أَوْ يُقْتَلُ قَالَ يَا هَارُونِيُّ يَعِيشُ بَعْدَهُ ثَلاَثِينَ سَنَةً لاَ يَزِيدُ يَوْماً وَ لاَ يَنْقُصُ يَوْماً ثُمَّ يُضْرَبُ ضَرْبَةً هَاهُنَا يَعْنِي عَلَى قَرْنِهِ فَتُخْضَبُ هَذِهِ مِنْ هَذَا قَالَ فَصَاحَ ٱلْهَارُونِيُّ وَ قَطَعَ كُسْتِيجَهُ وَ هُوَ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ ٱللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ وَ أَنَّكَ وَصِيُّهُ يَنْبَغِي أَنْ تَفُوقَ وَ لاَ تُفَاقَ وَ أَنْ تُعَظَّمَ وَ لاَ تُسْتَضْعَفَ قَالَ ثُمَّ مَضَى بِهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَعَلَّمَهُ

مَعَالِمَ ٱلدِّينِ.

(ترجمہ) ابوطفیل سے روایت ہے کہ میں ابوبکر کی وفات کے وقت موجود تھا اور اس وقت بھی جب عمر سے بیعت کی گئی۔ علی علیہ السلام ایک طرف بیٹھے تھے ایک نہایت خوبصورت ہارونی (یہودی) لڑکا عمدہ لباس پہنے ہوئے آیا جو اولاد ہارون علیہ السلام سے تھا۔ اس نے عمر سے کہا اے امیر المومنین! اس امت میں کتابِ خدا اور امر نبی کے سب سے زیادہ جاننے والے آپ ہیں؟ یہ سن کر عمر نے سر جھکا لیا۔ اس نے کہا میری مراد آپ ہی سے ہے اور اپنے قول کا پھر اعادہ کیا۔ عمر نے کہا یہ سوال کس غرض سے ہے۔ اس نے کہا میں اس لئے آپ کے پاس آیا ہوں کہ مجھے اپنے دین میں شک ہے۔ عمر نے کہا اس جوان (علی علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ عمر نے کہا علی ابن ابی طالبؑ ابن عم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں بیٹوں حسن وحسین علیہم السلام کے باپ اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوہر ہیں۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا کیا آپؑ ایسے ہی ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کیا میں آپؑ سے تین، تین اور ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام غیر معمولی طور پر مسکرائے اور فرمایا: اے ہارونی! یہ کیوں نہیں کہتے کہ سات سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس نے عرض کیا میں پہلے آپ سے تین سوال کروں گا اگر آپؑ نے جواب دے دیا تو بعد میں تین اور کروں گا ورنہ سمجھوں گا کہ تم میں کوئی عالم نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: میں تجھ سے یہ پوچھتا ہوں اس خدا کی قسم جس کی تو عبادت کرتا ہے اگر میں نے جوابات درست دے دیئے تو میرے مذہب اور دین کو قبول کرے گا۔

اس نے عرض کیا میں تو آیا ہی اس لئے ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ اس نے عرض کیا سب سے پہلا خون کا قطرہ جو روئے زمین پر گرا وہ کس کا تھا؟ اور سب سے پہلے کون سا چشمہ روئے زمین پر بہا؟ اور سب سے پہلے کون سی شے روئے زمین پر حرکت میں آئی؟ حضرت علی علیہ السلام نے ان سب کے جواب دیئے۔ اس نے عرض کیا اب بقیہ تین بتایئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کتنے امام عادل ہوں گے؟ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس جنت میں ہوں گے؟ اور ان کے ساتھ اس جنت میں کون کون ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اے ہارونی! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ عادل خلیفہ ہوں گے رسوا کرنے والوں کی رسوائیاں ان کو ضرر نہ پہنچائیں گی نہ وہ مخالفوں کی مخالفت سے متوحش ہوں گے وہ امور دین میں پہاڑوں سے زیادہ مستحکم ہوں گے۔ مسکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت ہے ان کے ساتھ بارہ عادل امام ہوں گے۔ اس نے عرض کیا آپؑ نے سچ کہا۔ قسم اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے یہی مضمون اپنے دادا ہارون کی کتابوں میں دیکھا ہے جس کو انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور میرے دادا موسیٰ نے لکھوایا ہے۔ اب مجھے بقیہ ایک کا جواب

بتائیے۔ محمد ﷺ کے وصی کتنے دن زندہ رہے گا کیا وہ قتل ہوگا یا بستر پر فوت ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: اے ہارونی وہ محمد ﷺ کے بعد ۳۰ سال زندہ رہے گے۔ پھر فرمایا: ایک دن کم نہ زیادہ ان کے سر پر ضربت لگے گی جس سے ان کے سر کے خون سے ان کی ریش رنگین ہوگی ۔ یہ سن کر وہ خوشی سے چیخ اٹھا اور اپنی کمر کا پٹکا کاٹ کر پھینک دیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے عبد اور رسول ہیں آپؑ ان کے وصی ہیں۔ آپؑ کو سب پر فوقیت ہے اور آپؑ پر کسی کو فوقیت نہیں اور آپؑ صاحبِ عظمت ہیں اور ضعف کا اظہار کرنے والے نہیں۔ پھر حضرت علی علیہ السلام اس کو اپنے گھر لے گئے اور احکام دین الٰہی کی اس کو تعلیم دی۔ [1]

بیان:

﴿لم ذاك أي لم تسألني عن هذا مرتادا لنفسي طالبا لها ما فيه صلاحها من أمر الدين دونك خذ من غير تبسم أي ضحكا غير ذي صوت أو غير كاشف عن أسنانه أرسب أثبت الرواسي الثوابت و الكسيتج بضم الكاف و السين المهملة و تقديم المثناة التحتانية على الفوقانية و الجيم خيط غليظ يشده الذمي فوق ثيابه دون الزنار﴾

''لم ذاك'' ایسا کیوں یعنی تو نے مجھ سے اس کے متعلق سوال کیوں نہیں کیا۔ ''مرتاد'' ''النفسی'' یعنی اس کا طالب جس میں اس کی اصلاح دین کے اصول کے بارے میں ہے۔ ''دونك'' پکڑ۔ ''من غیر تبسم'' یعنی چہرے کے تاثرات کو ظاہر کیے بغیر ہنسنا جس میں نہ آواز ہو اور نہ دانت ظاہر ہوں۔ ''ارسب'' ثابت کرنا۔ ''الرواسی'' ثبوت۔ ''الکسیج'' ایک مضبوط دھاگہ جس ذمی اپنے کپڑوں پر باندھنا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2]

7/761 الكافي،۱/۸/۵۳۱/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي يَحْيَى اَلْمَدَائِنِيِّ عَنْ أَبِي هَارُونَ اَلْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ حَاضِراً لَمَّا هَلَكَ أَبُو بَكْرٍ وَ اِسْتَخْلَفَ عُمَرَ أَقْبَلَ يَهُودِيٌّ مِنْ عُظَمَاءِ يَهُودِ يَثْرِبَ وَ تَزْعُمُ يَهُودُ اَلْمَدِينَةِ أَنَّهُ أَعْلَمُ أَهْلِ زَمَانِهِ حَتَّى رُفِعَ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ لَهُ يَا عُمَرُ إِنِّي جِئْتُكَ أُرِيدُ

---

[1] عوالم العلوم:۱۵/۲۴۶؛ کمال الدین:۱/۲۹۹؛ اعلام الوریٰ:۲/۱۶۸؛ الانصاف:۱۲۴؛ تقریب المعارف:۴۲۲؛ بحار الانوار:۳۶/۷۷و۳۰۳/۱۰۳

[2] مراۃ العقول:۶/۲۲۲

اَلْإِسْلاَمَ فَإِنْ أَخْبَرْتَنِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ فَأَنْتَ أَعْلَمُ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ بِالْكِتَابِ وَ اَلسُّنَّةِ وَ جَمِيعِ مَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكَ لَكِنِّي أُرْشِدُكَ إِلَى مَنْ هُوَ أَعْلَمُ أُمَّتِنَا بِالْكِتَابِ وَ اَلسُّنَّةِ وَ جَمِيعِ مَا قَدْ تَسْأَلُ عَنْهُ وَ هُوَ ذَاكَ فَأَوْمَأَ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ اَلْيَهُودِيُّ يَا عُمَرُ إِنْ كَانَ هَذَا كَمَا تَقُولُ فَمَا لَكَ وَ لِبَيْعَةِ اَلنَّاسِ وَ إِنَّمَا ذَاكَ أَعْلَمُكُمْ فَزَبَرَهُ عُمَرُ ثُمَّ إِنَّ اَلْيَهُودِيَّ قَامَ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ كَمَا ذَكَرَ عُمَرُ فَقَالَ وَ مَا قَالَ عُمَرُ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَإِنْ كُنْتَ كَمَا قَالَ سَأَلْتُكَ عَنْ أَشْيَاءَ أُرِيدُ أَنْ أَعْلَمَ هَلْ يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْكُمْ فَأَعْلَمَ أَنَّكُمْ فِي دَعْوَاكُمْ خَيْرُ اَلْأُمَمِ وَ أَعْلَمُهَا صَادِقِينَ وَ مَعَ ذَلِكَ أَدْخُلُ فِي دِينِكُمُ اَلْإِسْلاَمِ فَقَالَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَعَمْ أَنَا كَمَا ذَكَرَ لَكَ عُمَرُ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ أُخْبِرْكَ بِهِ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ ثَلاَثٍ وَ ثَلاَثٍ وَ وَاحِدَةٍ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا يَهُودِيُّ وَ لِمَ لَمْ تَقُلْ أَخْبِرْنِي عَنْ سَبْعٍ فَقَالَ لَهُ اَلْيَهُودِيُّ إِنَّكَ إِنْ أَخْبَرْتَنِي بِالثَّلاَثِ سَأَلْتُكَ عَنِ اَلْبَقِيَّةِ وَ إِلاَّ كَفَفْتُ فَإِنْ أَنْتَ أَجَبْتَنِي فِي هَذِهِ اَلسَّبْعِ فَأَنْتَ أَعْلَمُ أَهْلِ اَلْأَرْضِ وَ أَفْضَلُهُمْ وَ أَوْلَى اَلنَّاسِ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهُ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ يَا يَهُودِيُّ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ حَجَرٍ وُضِعَ عَلَى وَجْهِ اَلْأَرْضِ وَ أَوَّلِ شَجَرَةٍ غُرِسَتْ عَلَى وَجْهِ اَلْأَرْضِ وَ أَوَّلِ عَيْنٍ نَبَعَتْ عَلَى وَجْهِ اَلْأَرْضِ فَأَخْبَرَهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ (ثُمَّ قَالَ لَهُ اَلْيَهُودِيُّ أَخْبِرْنِي عَنْ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ كَمْ لَهَا مِنْ إِمَامِ هُدًى وَ أَخْبِرْنِي عَنْ نَبِيِّكُمْ مُحَمَّدٍ أَيْنَ مَنْزِلُهُ فِي اَلْجَنَّةِ وَ أَخْبِرْنِي مَنْ مَعَهُ فِي اَلْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ لِهَذِهِ اَلْأُمَّةِ اِثْنَيْ عَشَرَ إِمَاماً هُدًى مِنْ ذُرِّيَّةِ نَبِيِّهَا وَ هُمْ مِنِّي وَ أَمَّا مَنْزِلُ نَبِيِّنَا فِي اَلْجَنَّةِ فَفِي أَفْضَلِهَا وَ أَشْرَفِهَا جَنَّةِ عَدْنٍ وَ أَمَّا مَنْ مَعَهُ فِي مَنْزِلِهِ فِيهَا فَهَؤُلاَءِ اَلاِثْنَا عَشَرَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ وَ أُمُّهُمْ وَ جَدَّتُهُمْ وَ أُمُّ أُمِّهِمْ وَ ذَرَارِيُّهُمْ لاَ يَشْرَكُهُمْ فِيهَا أَحَدٌ.)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر کی موت اور عمر کے خلیفہ ہونے کے وقت میں موجود تھا مدینہ کے معزز یہودیوں سے ایک یہودی جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم سمجھا جاتا تھا وہ عمر کے پاس آیا اور کہنے لگا میرا ارادہ اسلام لانے کا ہے اگر آپ نے میرے سوالات کا جواب دے دیا تو میں سمجھوں گا کہ آپ کتاب وسنت کے عالم ہیں اور میرے سوالات کے جواب دینے کے اہل ہیں۔ انہوں نے کہا میں اس وقت جوابات کے لئے

تیار نہیں لیکن ہم میں ایک جواب دینے والا ہے اور وہ یہ ہے اشارہ کیا علی علیہ السلام کی طرف۔ یہودی نے کہا اے عمر اگر ایسا ہی ہے تو اس عالم کے ہوتے ہوئے لوگوں کی بیعت کا تم سے کیا تعلق۔ یہ سن کر عمر نے اسے جھڑکا۔ یہودی حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپؑ ہی وہ ہیں جن کا پتہ عمر نے دیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اس نے کیا کہا ہے۔ اس نے ساری بات بیان کر دی اور عرض کیا اگر آپؑ ایسے ہی ہیں جیسا بتایا ہے تو میں آپؑ سے چند سوالات کے جوابات چاہتا ہوں۔

اگر کوئی تم میں سے جانتا ہے تو میں سمجھوں گا کہ تم اپنے خیر الامم ہونے میں سچے ہو اور رتب میں تمہارے دینِ اسلام میں داخل ہوں گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جیسا عمر نے کہا ہے میں ویسا ہی ہوں اب جو چاہے پوچھو۔ اس نے عرض کیا آپؑ مجھے تین اور تین اور ایک سوال کا جواب دیں۔ آپؑ نے فرمایا: اے یہودی! سات کیوں نہیں کہتا۔ اس نے عرض کیا اگر آپؑ نے پہلے تین کا جواب دے دیا تو میں باقی تین کو دریافت کروں گا ورنہ چپ رہوں گا، اگر آپؑ نے ساتوں کا جواب دے دیا تو سمجھوں گا آپؑ روئے زمین پر سب سے بڑے عالم اور تمام لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: پوچھو جو پوچھنا ہے۔ اس نے عرض کیا مجھے بتایئے کون سا پتھر سب سے پہلے زمین پر رکھا گیا؟ اور کون سا درخت سب سے پہلے زمین پر اُگا؟ اور کون سا چشمہ ہے جو سب سے پہلے زمین پر بہا؟ امیر المومنین علیہ السلام نے اس کو جواب دیئے۔ پہلا پتھر حجر اسود ہے۔ پہلا درخت کھجور کا ہے۔ پہلا چشمہ آب حیات ہے۔

یہودی نے پوچھا آپؑ بتائیں اس امت کے امام کتنے ہوں گے؟ آپؑ کے رسول کس جنت میں ہوں گے؟ جنت میں ان کے ساتھ کون کون ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: اس امت کے بارہ امام ہوں گے جو ان کے نبی کی اولاد سے ہوں گے اور وہ میری نسل سے ہوں گے۔ ہمارے نبی جنت عدن میں مقیم ہوں گے۔ ان کے ساتھ ان کے بارہ جانشین ہوں گے جو ان کی ذریت سے ہوں گے ان سب کی جدہ ایک ہے جو کہ خدیجہؑ ہیں ان کی اس منزلت میں کوئی ان کا شریک نہیں ہے۔[1]

بیان:

﴿کأن المستتر فی قال الثانیة لأبی عبد الله ع و لما هلك مقول القولین فزبره زجره و منعه و جدتهم یعنی بها فاطمة بنت أسد أم أمیر المؤمنین ع و هذا الخبر رواه فی کتاب الاحتجاج عن صالح بن عقبة

[1] بحارالانوار: ۳۰/۱۰۶ و ۳۶/۳۸۰؛ عوالم العلوم: ۱۵/۲۴۸؛ الانصاف: ۱۳۷؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۱۸ ح ۱۱۳ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ اعلام الوریٰ: ۲/۳۶۷؛ اثبات الهداة: ۱/۴۵۸؛ کشف الغمہ: ۲/۵۰۶؛ المناقب: ۱/۲۹۸؛ منتخب الاثر: ۱۱۲

عن الصادق ع علی اختلاف فی ألفاظه و اختصار إلا أنه ذكر فيه أجوبة أمير المؤمنين ع عن المسائل السبع جميعا قال يا يهودی أنتم تقولون إن أول حجر وضع علی وجه الأرض الحجر الذی فی بيت المقدس و كذبتم هو الحجر الأسود الذی نزل مع آدم من الجنة قال صدقت و الله إنه لبخط هارون و إملاء موسی قال أمير المؤمنين ع و أما العين فأنتم تقولون إن أول عين نبعت علی وجه الأرض العين التی ببيت المقدس و كذبتم هی عين الحياة التی غسل فيها نون موسی و هی العين التی شرب منها الخضر و ليس يشرب منها أحد إلا حيی۔ قال صدقت و الله إنه لبخط هارون و إملاء موسی ع قال علی ع و أما الشجرة فأنتم تقولون إن أول شجرة نبتت علی وجه الأرض الزيتون و كذبتم هی العجوة نزل بها آدم من الجنة قال و الثلاث الأخری كم لهذه الأمة من إمام هدی لا يضرهم من خذلهم قال اثنا عشر إماما قال صدقت و الله إنه لبخط هارون و إملاء موسی قال و أين مسكن نبيكم من الجنة قال فی أعلاها درجة و أشرفها مكانا فی جنات عدن قال صدقت و الله إنه لبخط هارون و إملاء موسی قال فمن ينزل معه فی منزله قال اثنا عشر إماما قال صدقت و الله إنه لبخط هارون و إملاء موسی قال بقيت السابعة قال كم يعيش وصيه بعده قال ثلاثون سنة قال ثم هو يموت أو يقتل قال يضرب علی قرنه فتخضب لحيته قال صدقت و الله إنه لبخط هارون و إملاء موسی ثم أسلم وحسن إسلامه﴾

گویا کہ وہ دوسرے ''قال'' میں چھپا ہوا ہے جو امام جعفر صادقؑ کا قول ہے۔ ''لم هلك'' جب وہ ہلاک ہوا۔ یہ دوقوموں میں سے ایک قول ہے۔ ''فزبرہ'' پس اس نے اس کو جھڑکا اور منع کیا۔ ''وجدتهم'' ان کی جدّہ محترمہ یعنی اس سے مراد سیّدہ عالیہ فاطمہؑ بنت اسدؑ، مادر گرامی جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

یہ وہ خبر ہے جس کتاب الاحتجاج طبرسی میں بیان کیا گیا ہے، صالح بن عقبہ سے روایت ہے، انہوں نے روایت کیا امام جعفر صادقؑ سے، الفاظ میں اختلاف اور اختصار کے ساتھ کہ آپؑ نے ان میں امیر المومنین علیہ السلام کے ممکن جوابات کا ذکر کیا ہے جو ان سے سات سوالات پوچھے گئے، آپؑ نے فرمایا: اے یہودی! تم یہودی لوگ کہتے ہو کہ روئے زمین پر سب سے پہلے بیت المقدس میں پتھر رکھا گیا تھا حالانکہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کیونکہ یہ تو وہ پتھر ہے جو حضرت آدمؑ جنت سے لائے تھے۔

اس یہودی نے کہا: بخدا! آپ نے بالکل درست فرمایا کہ یہی حضرت ہارون علیہ السلام کی تحریر سے لکھا ہوا ہے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے املاء کروایا تھا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ کہتے ہو کہ روئے زمین پر پھوٹنے والا سب سے پہلا چشمہ بیت المقدس میں ہے حالانکہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کیونکہ یہ وہ چشمہ حیات ہے جس میں نونِ موسیٰ نے غسل کیا تھا اور یہی وہ

چشمہ ہے جس سے حضرت خضر علیہ السلام نے پانی پیا تھا اور یہی آب حیات ہے کہ جس کا پانی پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے
اس نے کہا: آپؑ نے بالکل درست فرمایا، بخدا! یہی حضرت ہارون علیہ السلام کی تحریر میں لکھا ہوا ہے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے املاء کروایا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: تم لوگ کہتے ہو کہ روئے زمین پر اگنے والا سب سے پہلا درخت زیتون ہے جبکہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کیونکہ یہ درخت عجوہ کا ہے جسے حضرت آدمؑ جنت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔

اس نے کہا: آپؑ نے بالکل درست فرمایا: بخدا! یہی بات حضرت ہارون علیہ السلام نے تحریر کی کہ جیسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔ اس نے کہا: دیگر تین سوالات یہ ہیں کہ اس امت کے امام ہادی کتنے ہیں کہ جن سے منہ پھیرنے والے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔

آپؑ نے فرمایا: بارہ امام ہیں۔

اس نے کہا: آپؑ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا یہی بات حضرت ہارون علیہ السلام نے تحریری کی کہ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے املأ کروایا تھا۔

اس نے کہا: آپؑ لوگوں کے نبیؐ جنت میں کس جگہ قیام کریں گے۔ آپؑ نے فرمایا: جنات عدن میں سب سے بلند ترین اور بہترین درجہ میں۔

اس نے کہا: آپؑ نے بالکل درست فرمایا بخدا! یہی بات حضرت ہارون علیہ السلام نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے املا کروایا تھا۔

اس نے کہا: ان کی جگہ پر کون آئے گا؟

آپؑ نے فرمایا: بارہ امامؑ

اس نے کہا: آپؑ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا یہی بات حضرت ہارون علیہ السلام نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے املأ کروایا تھا۔

اس نے کہا: ساتواں سوال باقی ہے۔

اس نے کہا: ان کا وصیؑ ان کے بعد کتنا عرصہ زندہ رہے گا؟

آپؑ نے فرمایا: تیس (30) سال۔

اس نے کہا: اس کے بعد کیا یعنی وہ طبعی موت سے انتقال کرے گا یا اس قتل کیا جائے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا کہ اس کے سر پر ضربت لگائی جائے گی اور اس کی داڑھی خون سے رنگین ہو

جائے گی۔

اس نے کہا: آپؑ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا! یہی بات حضرت ہارونؑ نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املا کروایا تھا۔

اس کے بعد وہ مسلم ہوا اور اس کا اسلام لانا بہت عمدہ تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند صحیح اور دوسری مجہول ہے [1]

8/762 الکافی،١/٦/٥٣٠/١ مُحَمَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْعُصْفُورِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ اَللَّهَ خَلَقَ مُحَمَّداً وَ عَلِيّاً وَ أَحَدَ عَشَرَ مِنْ وُلْدِهِ مِنْ نُورِ عَظَمَتِهِ فَأَقَامَهُمْ أَشْبَاحاً فِي ضِيَاءِ نُورِهِ يَعْبُدُونَهُ قَبْلَ خَلْقِ اَلْخَلْقِ يُسَبِّحُونَ اَللَّهَ وَ يُقَدِّسُونَهُ وَ هُمُ اَلْأَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

(ترجمہ) ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں نے علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام اور گیارہ اماموں کو ان کی اولاد سے اپنے نورِ عظمت سے خلق کیا ہے اور ان کو اپنے نور کی روشنی میں روح بے بدن بنایا۔ وہ تمام مخلوق سے پہلے اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اس کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے وہ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آئمہ ہیں۔ [2]

بیان:

﴿قد مضى في أول كتاب العقل ما يوضح هذا الحديث بعض الإيضاح﴾

اس کی وضاحت کتاب العقل کی ابتداء میں گزر چکی ہے لہٰذا یہاں اس حدیث کی وضاحت نہیں کی جائے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ ابی سعید العصفوری ثقہ ثابت ہے اور وہ امامی ہے

---

[1] مراۃ العقول:٦/٢٢٧

[2] الاصول الستۃ عشر: ١٣٩؛ اثبات الھداۃ:٢/٢٥٩؛ اعلام الوریٰ : ٢/١٧١؛ بحار الانوار: ٥۴/٢٠٢ و ٢٥/١٥؛ کمال الدین: ١/٣١٨؛ کشف الغمہ:٢/٥٠٧؛تقریب المعارف:۴٢۴

[3] مراۃ العقول:٦/٢٢٢

اور کامل الزیارات کا راوی ہے (واللہ اعلم)

9/763 الکافی،۱/۱۴/۵۳۳/۱ القمی عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اَللَّهِ عَنِ اَلْخَشَّابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَمَاعَةَ عَنِ ابْنِ رِبَاطٍ عَنِ اِبْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اَلاِثْنَا عَشَرَ اَلْإِمَامَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ مُحَدَّثٌ مِنْ وُلْدِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ وُلْدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَرَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هُمَا اَلْوَالِدَانِ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس امت میں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارہ امام ہوں گے جو سب محدث ہوں گے اور اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولاد علی علیہ السلام سے ہوں گے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام دونوں ان کے باپ ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ علی بن سماعہ یعنی حسن بن محمد بن سماعہ ثقہ ہے البتہ واقفی ہے [3] (واللہ اعلم)

10/764 الکافی،۱/۷/۵۳۱/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْخَشَّابِ عَنِ اِبْنِ سَمَاعَةَ عَنِ ابْنِ رِبَاطٍ عَنِ اِبْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اَلاِثْنَا عَشَرَ اَلْإِمَامَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ كُلُّهُمْ مُحَدَّثٌ مِنْ وُلْدِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مِنْ وُلْدِ عَلِيٍّ وَ رَسُولُ اَللَّهِ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هُمَا اَلْوَالِدَانِ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ رَاشِدٍ كَانَ أَخَا عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ لِأُمِّهِ وَ أَنْكَرَ ذَلِكَ فَصَرَّرَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَالَ أَمَا إِنَّ اِبْنَ أُمِّكَ كَانَ أَحَدَهُمْ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارہ امام ہوں گے جو سب کے سب محدث ہوں گے۔ جو اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولاد علی سے ہوں گے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام دونوں ان کے باپ ہیں۔ علی بن راشد نے جو علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام کی ماں کی طرف سے بھائی تھا اس سے انکار کیا امام

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ مترجم): ۲۱۸ ح ۱۱۲ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بصائر الدرجات: ا/ ۳۲۰؛ اثبات الھداۃ: ا/ ۴۵۸؛ بحارالانوار: ۳۶/ ۳۹۳؛ عوالم العلوم: ۱۵/ ۲۶۶؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۷۱؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۴۸؛ الارشاد: ۳۴۸؛ المناقب: ا/ ۲۹۸؛ الاستنصار: ۱۶؛ تقریب المعارف: ۱۸۲

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۲۳۰

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۱۵۴

محمد باقر علیہ السلام کو اس پر غصہ آیا اور فرمایا: تیری ماں کا بیٹا بھی تو انہی میں سے ایک ہے۔ [1]

بیان:

﴿فقال عبد الله بن راشد يعني قولا يشعر بالإنكار فحذف و أقيم و أنكر ذلك مقامه و في بعض النسخ علي بن راشد فصرر بتشديد الراء من الصرة بمعنى الصياح الشديد﴾

''فقال عبد الله بن راشد'' عبداللہ بن راشد نے کہا۔ یعنی ایسا قول جس کا مطلب انکار ہے پس اسے حذف کیا گیا اور اس نے اس سے ان کے مقام کا انکار کیا۔

بعض نسخوں میں ہے علی بن راشد۔ ''فصرّر'' ''راء'' کے مشدد ہونے کے ساتھ۔ پس ان کو غصّہ آیا۔ اس کا مصدر الصرّہ ہے جس کا معنی شدید چیخنا ہے۔

تحقیق اسناد:

وہی تحقیق ہے جو گزشتہ حدیث کی ہے (واللہ اعلم)

11/765 الكافي،١/٩/٥٣٢/١ محمد عن محمد بن الحسين عن الفقيه،٥٤٠٨/١٨٠/٤ السراد عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْأَنْصَارِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ وَ بَيْنَ يَدَيْهَا لَوْحٌ فِيهِ أَسْمَاءُ اَلْأَوْصِيَاءِ مِنْ وُلْدِهَا فَعَدَدْتُ اِثْنَيْ عَشَرَ آخِرُهُمُ اَلْقَائِمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثَلاَثَةٌ مِنْهُمْ مُحَمَّدٌ وَ أَرْبَعَةٌ مِنْهُمْ عَلِيٌّ.

(ترجمہ) جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ میں جناب فاطمہ علیہا السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے سامنے ایک لوح تھی جس میں ان کی اولاد کے اوصیاء کے نام موجود تھے۔ میں نے ان کو شمار کیا تو ان کی تعداد بارہ تھی۔ جن کے آخری قائمؑ تھے اور تین ان میں محمد علیہ السلام اور چار ان میں علی علیہ السلام تھے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے کیونکہ ابی الجارود ثقہ ہے [4] (واللہ اعلم)

---

[1] الانصاف:۲۱۸؛ اعلام الوریٰ:۲/۱۷۱؛ بحارالانوار:۲۶/۲۷؛ عوالم العلوم:۱۵/۲۶۶؛ بصائرالدرجات:۱/۳۲۰؛ مسند الامام الباقرؑ:۱/۳۶۵

[2] کمال الدین:۱/۲۶۹؛ وسائل الشیعہ:۱۶/۲۴۴؛ اعلام الوریٰ:۲/۳۸۶؛ اثبات الھداۃ:۲/۳۸؛ کشف الغمہ:۲/۵۰۵؛ عیون اخبار الرضاؑ:۱/۴۶؛ بحارالانوار:۳۶/۲۰۱؛ جامع الاخبار:۱۷؛ غیبت طوسی (ترجمہ مترجم):۲۰۱ح ۱۰۳؛ ۱۷ ۱۲ عوالم العلوم:۱۵/۶۵؛ روضۃ الواعظین:۲/۲۶۱

[3] مراۃ العقول:۶/۲۲۸

[4] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۳۵

12/766 الکافی،۱/۱۰/۵۳۲/۱ علی عن العبیدی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ أَرْسَلَ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى اَلْجِنِّ وَ اَلْإِنْسِ وَ جَعَلَ مِنْ بَعْدِهِ اِثْنَيْ عَشَرَ وَصِيّاً مِنْهُمْ مَنْ سَبَقَ وَ مِنْهُمْ مَنْ بَقِيَ وَ كُلُّ وَصِيٍّ جَرَتْ بِهِ سُنَّةٌ وَ اَلْأَوْصِيَاءُ اَلَّذِينَ مِنْ بَعْدِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى سُنَّةِ أَوْصِيَاءِ عِيسَى وَ كَانُوا اِثْنَيْ عَشَرَ وَ كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى سُنَّةِ اَلْمَسِيحِ.

ترجمہ: ابوحمزہ سے روایت ہے کہ ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن وانس کی طرف بھیجا اور ان کے بعد ان کے بارہ اوصیا قرار دیئے۔ان میں سے بعض گزر چکے ہیں اور بعض باقی ہیں اور ہر وصی کے لیے سنتِ الٰہیہ جاری ہوئی (حسن علیہ السلام نے صلح کی، حسین علیہ السلام نے جنگ کی، صادقین نے شرح علم کیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولیا عیسیٰ کے اولیا کی سنت پر بارہ افراد ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام سنت مسیح کے مطابق تھے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن فضیل تحقیق سے ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

13/767 الکافی،۱/۱۱/۵۳۶/۱ محمد عن ابن عیسی وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ سَهْلٍ جَمِيعاً عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ اَلْحَرِيشِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ اَلثَّانِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: أَنَّ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ لاِبْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ لَيْلَةَ اَلْقَدْرِ فِي كُلِّ سَنَةٍ وَ إِنَّهُ يَنْزِلُ فِي تِلْكَ اَللَّيْلَةِ أَمْرُ اَلسَّنَةِ وَ لِذَلِكَ اَلْأَمْرِ وُلاَةٌ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ مَنْ هُمْ قَالَ أَنَا وَ أَحَدَ عَشَرَ مِنْ صُلْبِي أَئِمَّةٌ مُحَدَّثُونَ.

ترجمہ: عباس بن حریش سے روایت ہے کہ امام محمد تقی نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ابن عباس سے فرمایا: شب قدر ہر سال ہوتی ہے اور اس رات کو تمام سال کے احکام نازل ہوتے ہیں پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اولیاء امر ہونے چاہئیں۔ابن عباس نے پوچھا وہ کون ہیں۔آپؑ نے فرمایا: میں اور گیارہ امام میری اولاد سے

[1] الارشاد:۲/۳۴۵؛ کشف الغمہ:۲/۵۰۶؛ اعلام الوریٰ:۲/۱۶۶؛ عیون الاخبار الرضاؑ:۱/۵۵؛ تقریب المعارف:۴۲۰؛ بحارالانوار:۳۶/۳۹۲؛ الخصال:۲/ روضۃ الواعظین:۲/۲۶۱؛ الانصاف:۶۹؛ عوالم العلوم:۱۵/۲۶۴؛ اثبات الھداۃ:۲/۳۰؛ غیبت طوسی (ترجمہ مترجم):۲۰۳ح۱۰۵؛ غایۃ المرام:۱۸۸؛ اثبات الوصیۃ:۲۲۸؛ الاستنصار:۱۷؛ کمال الدین:۱/۳۲۶

[2] مراۃ العقول:۶/۲۲۸

ہیں اور سب کے سب محدث ہیں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۲]

14/768 الکافی،۱/۱۲/۵۳۳/۱ بِهَذَا ٱلْإِسْنَادِ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِأَصْحَابِهِ: آمِنُوا بِلَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ إِنَّهَا تَكُونُ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَلِوُلْدِهِ ٱلْأَحَدَ عَشَرَ مِنْ بَعْدِي.

ترجمہ: اسی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: شب قدر پر ایمان لاؤ یہ رات میرے بعد علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور گیارہ اماموں سے مخصوص ہے جو ان کے بعد ان کی اولاد سے ہوں گے۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۴]

15/769 الکافی،۱/۱۳/۵۳۳/۱ بِهَذَا ٱلْإِسْنَادِ: أَنَّ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ يَوْماً (لاَ تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ ٱللهِ أَمْوَاتاً بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ) وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ رَسُولُ ٱللَّهِ مَاتَ شَهِيداً وَ ٱللَّهِ لَيَأْتِيَنَّكَ فَأَيْقِنْ إِذَا جَاءَكَ فَإِنَّ ٱلشَّيْطَانَ غَيْرُ مُتَخَيِّلٍ بِهِ فَأَخَذَ عَلِيٌّ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ فَأَرَاهُ ٱلنَّبِيَّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا بَكْرٍ آمِنْ بِعَلِيٍّ وَ بِأَحَدَ عَشَرَ مِنْ وُلْدِهِ إِنَّهُمْ مِثْلِي إِلاَّ ٱلنُّبُوَّةَ وَ تُبْ إِلَى ٱللَّهِ مِمَّا فِي يَدِكَ فَإِنَّهُ لاَ حَقَّ لَكَ فِيهِ قَالَ ثُمَّ ذَهَبَ فَلَمْ يُرَ.

ترجمہ: اور مذکورہ بالا اسناد سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک دن ابوبکر سے فرمایا: خدا نے قرآن میں فرمایا ہے ''جو لوگ راہ خدا میں قتل کئے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کی طرف سے رزق

---

[۱] الخصال: ۲/۴۷۹؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۷۲؛ غیبت طوسی: (ترجمہ مترجم): ۲۰۳ ح ۱۰۶؛ کمال الدین: ۱/۳۰۴؛ اثبات الھداۃ: ۱/۴۵۹؛ بحارالانوار: ۳۶/۳۷۳ و ۹۷/۱۵؛ کفایۃ الاثر: ۲۲۰؛ غیبت نعمانی: ۶۰؛ الارشاد: ۳۴۸؛ کشف الغمہ: ۲/۴۴۸؛ المحتاد: ۵۲۶؛ الاستنصار: ۱۳؛ تقریب المعارف: ۱۸۲؛ روضۃ الواعظین: ۲۶۱؛ مقتضب الاثر: ۲۹؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۲۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۶۱۹؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳۲ و ۲۵۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۳۵۹؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۹۲

[۲] مراۃ العقول: ۶/۲۲۹

[۳] کمال الدین: ۱/۲۸۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۳۵۹؛ عوالم العلوم: ۲۳/۵۷ و ۱۵/۲۹۲؛ بحارالانوار: ۹۴/۱۵ و ۳۶/۲۴۳؛ الخصال: ۲/۴۸۰؛ تقریب المعارف: ۴۲۵؛ اثبات الھداۃ: ۲/۸۴؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۷۲؛ روضۃ الواعظین: ۲/۲۶۱

[۴] مراۃ العقول: ۶/۲۲۹

پاتے ہیں'' اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہیں اگر تیرے پاس آئیں تو یقین رکھنا کیونکہ شیطان صورتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہیں آسکتا۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے ابوبکر کو حضرتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دکھایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! علیؑ پر اور ان کی اولاد سے گیارہ اماموں پر ایمان لاؤ یہ لوگ نبوت کے علاوہ اور تمام باتوں میں میری مثل ہیں۔ جو حکومت تم نے اپنے قبضہ میں کی ہے اللہ سے توبہ کرو کیونکہ وہ تمہارا حق نہیں، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور پھر کسی کو دکھائی نہ دیئے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2]

16/770 الکافی،۱/۱۵/۵۳۳/۱ الثلاثۃ عَنْ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: يَكُونُ تِسْعَةُ أَئِمَّةٍ بَعْدَ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ تَاسِعُهُمْ قَائِمُهُمْ.

(ترجمہ) ابوبصیر نے بیان کیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حسین بن علی علیہما السلام کے بعد نوامام ان کی اولاد سے ہوں گے ان کا نواں قائم ہوگا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے [4]

17/771 الکافی،۱/۱۶/۵۳۳/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَبَانٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: نَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ إِمَاماً مِنْهُمْ حَسَنٌ وَ حُسَيْنٌ ثُمَّ اَلْأَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

(ترجمہ) زرارہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سُنا آپؑ نے فرمایا: ہم بارہ امام ہیں ان میں حسنؑ و حسینؑ

---

[1] بصائر الدرجات:۱/۲۸۰؛ بحار الانوار:۲۵/۵۱ و ۳۱/۵۹۶ و ۲۹/۳۰؛ اثبات الھداۃ:۲/۱۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق:۳/۲۶۲؛ تفسیر لبرہان:۳/۶۳۵ و ۱/۱۲ ۷؛ عوالم العلوم:۱۵/۲۹۳ و ۲۳/۱۶۹؛ مدینۃ المعاجز:۳/۳۲؛ المختصر:۱۸؛ تفسیر نور الثقلین:۱/۴۰۸؛ الانصاف:۱۹۵

[2] مراۃ العقول:۶/۲۳۰

[3] الخصال: ۲/۴۸۰؛ غیبت نعمانی: ۹۴؛ اثبات الھداۃ: ۲/۱۱۳؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۰۲ ح ۱۰۴؛ دلائل الامامۃ: ۲۴۰؛ عوالم العلوم: ۱۵/۲۶۸؛ بحار الانوار: ۳۶/۳۹۲؛ کمال الدین: ۲/۳۵۰؛ تقریب المعارف: ۴۲۵؛ المناقب: ۱/۲۹۶؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۷؛ غایۃ المرام: ۲۰۱؛ الارشاد: ۳۴۷؛ کشف الغمہ: ۲/۴۴۸؛ الاستنصار: ۱۷؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۳۴

[4] مراۃ العقول:۶/۲۳۱

ہیں اور اولاد حسینؑ سے نو امام ہیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور اس کی تضعیف سہو ہے (واللہ اعلم)

18/772 الکافی،۱/۵۳۴/۱۷/۱ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْعُصْفُورِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنِّي وَ اِثْنَيْ عَشَرَ مِنْ وُلْدِي وَ أَنْتَ يَا عَلِيُّ زِرُّ اَلْأَرْضِ يَعْنِي أَوْتَادَهَا وَ جِبَالَهَا بِنَا أَوْتَدَ اَللَّهُ اَلْأَرْضَ أَنْ تَسِيخَ بِأَهْلِهَا فَإِذَا ذَهَبَ اَلاِثْنَا عَشَرَ مِنْ وُلْدِي سَاخَتِ اَلْأَرْضُ بِأَهْلِهَا وَلَمْ يُنْظَرُوا.

(ترجمہ) ابوجارود نے بیان کیا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور بارہ امام میری اولاد سے اور تم اے علی علیہ السلام یہ سب اس زمین کے لئے میخیں اور پہاڑ ہیں تاکہ زمین اپنے ساکنوں کے ساتھ ہلے ڈُلے نہیں۔ جب بارہواں میری اولاد سے ختم ہو جائے گا تو زمین معہ اپنے ساکنوں کے ساتھ بیٹھ جائے گی اور پھر ان کو مہلت نہ ملے گی۔ [3]

بیان:

﴿اثنی عشر من ولدی منهم فاطمة ع زر الأرض بتقديم الزای المكسورة على الراء المشددة قوامها كما فسره ع قال فی النهاية و فی حديث أبی ذر يصف عليا ع و إنه لعالم الأرض و زرها الذی تسكن إليه أی قوامها و أصله من زر القلب و هو عظم صغير يكون قوام القلب به و جبالها بدل من أوتادها أن تسيخ بأهلها أی تنخسف فيغوص فيها أهلها و لم ينظروا لم يمهلوا﴾

''اثنی عشر من ولدی'' بارہ امام میری اولاد سے ہوں گے۔ اس میں سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراء علیہا السلام بھی شامل ہیں۔

''زر الارض'' زمین کے لیے میخیں، زاء مکسورہ زاء مسرُدّہ پر مقدم ہے۔ اس کا مطلب میخیں ہے جیسا کہ امامؑ

---

[1] بحار الانوار: ۳۶/ ۳۹۳؛ اثبات الهداۃ: ۲/ ۳۱؛ الانصاف: ۲۱۹؛ عوالم العلوم: ۱۵/ ۲۶۵؛ الخصال: ۲/ ۴۷۸؛ الارشاد: ۲/ ۳۴۷؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۵۶؛ تقریب المعارف: ۴۲۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۴۸

[2] مراۃ العقول: ۶/ ۲۳۱

[3] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۰۱ ح ۱۰۲؛ بحارالانوار: ۳۶/ ۲۵۹؛ اثبات الهداۃ: ۱/ ۴۶۰؛ عوالم العلوم: ۱۵/ ۲۳۲؛ الاستنصار: ۸؛ تقریب المعارف: ۱۷۵؛ الانصاف: ۶۵؛ اصول الستۃ عشر: ۱۴۰

نے اس وضاحت کی۔

کتاب النہایہ میں درج ہے کہ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ میں انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی صفت بیان کی ہے کہ آپ زمین کے عالم میں اور اس کی میخیں میں جس کی وجہ سے وہ سکون میں ہے یعنی اس کو قائم کرنے والے اور اس کی اصل زر القلب سے ہے جو چھوٹا ہونے کے باوجود بھی بڑا ہے یعنی جس کے ذریعہ دل قائم ہے اور جبالھا کا مطلب کیل ہے۔

''ان تسبیح باصلها'' کہ وہ اپنے اہل کے ساتھ مضبوط ہوگی یعنی دھنس جانا، پس اس کے اہل اس میں ڈوب جائیں گے۔''ولم ینظروا'' ان کو مہلت نہ ملے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ ابی سعید العصفری کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے اور یہی کافی ہے اور عمرو بن ثابت بھی ثقہ ہے [۲] اور ابی الجارود بھی ثقہ ہے البتہ زیدی ہے [۳] (واللہ اعلم)

19/773 الکافی،۱/۵۳۴/۱۸/۱ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مِنْ وُلْدِي اِثْنَا عَشَرَ نَقِيباً نُجَبَاءُ مُحَدَّثُونَ مُفَهَّمُونَ آخِرُهُمُ اَلْقَائِمُ بِالْحَقِّ يَمْلَأُهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً.

(ترجمہ) ابوسعید سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اولاد سے بارہ نقیب، نجیب، محدث اور مفہم ہوں گے اور ان کا آخری حق قائم کرنے والا ہوگا جو زمین کو عدل سے پُر کر دے گا جتنی وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ [۴]

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے [۵]

---

[۱] مراۃ العقول:۶/ ۲۳۳

[۲] المفید من معجم رجال الحدیث:۴۳۱

[۳] ایضاً:۲۳۵

[۴] الاصول الستۃ عشر:۱۳۹؛ اثبات الھداۃ:۲/ ۲۲۲ و ۲۵۸؛ تقریب المعارف:۴۱۹؛ الانصاف:۱۰۱

[۵] مراۃ العقول:۶/ ۲۳۴

20/774 الکافی،۱/۱۹/۵۳۴/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ ٱلْحَسَنِ عَنْ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ شَمُّونٍ عَنِ ٱلْأَصَمِّ عَنْ كَرَّامٍ قَالَ: حَلَفْتُ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَ نَفْسِي أَلاَّ آكُلَ طَعَاماً بِنَهَارٍ أَبَداً حَتَّى يَقُومَ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ رَجُلٌ مِنْ شِيعَتِكُمْ جَعَلَ لِلَّهِ عَلَيْهِ أَلاَّ يَأْكُلَ طَعَاماً بِنَهَارٍ أَبَداً حَتَّى يَقُومَ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ قَالَ فَصُمْ إِذاً يَا كَرَّامُ وَ لاَ تَصُمِ ٱلْعِيدَيْنِ وَ لاَ ثَلاَثَةَ ٱلتَّشْرِيقِ وَ لاَ إِذَا كُنْتَ مُسَافِراً وَ لاَ مَرِيضاً فَإِنَّ ٱلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ لَمَّا قُتِلَ عَجَّتِ ٱلسَّمَاوَاتُ وَ ٱلْأَرْضُ وَ مَنْ عَلَيْهِمَا وَ ٱلْمَلاَئِكَةُ فَقَالُوا يَا رَبَّنَا ائْذَنْ لَنَا فِي هَلاَكِ ٱلْخَلْقِ حَتَّى نَجُدَّهُمْ عَنْ جَدِيدِ ٱلْأَرْضِ بِمَا اسْتَحَلُّوا حُرْمَتَكَ وَ قَتَلُوا صَفْوَتَكَ فَأَوْحَى ٱللَّهُ إِلَيْهِمْ يَا مَلاَئِكَتِي وَ يَا سَمَاوَاتِي وَ يَا أَرْضِي اسْكُنُوا ثُمَّ كَشَفَ حِجَاباً مِنَ ٱلْحُجُبِ فَإِذَا خَلْفَهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اثْنَا عَشَرَ وَصِيّاً لَهُ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ وَ أَخَذَ بِيَدِ فُلاَنٍ ٱلْقَائِمِ مِنْ بَيْنِهِمْ فَقَالَ يَا مَلاَئِكَتِي وَ يَا سَمَاوَاتِي وَ يَا أَرْضِي بِهَذَا أَنْتَصِرُ لِهَذَا قَالَهَا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ.

(ترجمہ) کرّام سے روایت ہے کہ میں نے قسم کھائی کہ دن میں کبھی کھانا نہیں کھاؤں گا (روزہ رکھوں گا) جب تک ظہور قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ پس میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی قسم کا حال بیان کیا۔ آپؑ نے فرمایا: اے کرام! روزہ رکھو مگر عیدین اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) کا نہیں اور جب تم مسافر یا مریض ہو؟ روزہ رکھو تو بہتر ہے مگر تمہارے زمانے میں ظہور نہ ہوگا۔ اب امام حسین علیہ السلام شہید کئے گئے تو آسمان و زمین اور جو بھی ان کے درمیان ہے کانپ گئے اور ملائکہ نے کہا اے ہمارے رب اس قوم کو ہلاک کرنے کی ہمیں اجازت دے تاکہ نئے لوگ اس زمین پر آباد ہوں ان لوگوں نے تیری حرمت کو ضائع کیا۔ تیرے برگزیدہ بندوں کو قتل کیا۔ خدا نے ان کو وحی کی اے میرے ملائکہ اور اے آسمانوں اور اے زمین ٹھہرو، پھر حجاب ہائے قدرت سے ایک پردہ اٹھا جس کے پیچھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بارہ وصی تھے اور ان کے درمیان قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر کر کے فرمایا: اے میرے ملائکہ اور میرے آسمانوں اور اے زمین یہ ہے وہ جس کے ذریعے خون حسین کا بدلہ لیا جائے گا۔[1]

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۴۶۲ ح ۷۴ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بحار الانوار: ۴۵/ ۲۲۸ و ۳۶/ ۴۰۲؛ عوالم العلوم ۱۷/ ۴۷۹ و ۱۵/ ۲۷۶؛ اثبات الھداۃ: ۲/ ۳۲؛ الانصاف: ۳۸۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۰/ ۵۱۵ و ۳۸۴؛ مستدرک الوسائل: ۷/ ۴۹۳؛ مکیال المکارم: ۱۱۱؛ قتیل العبرۃ: ۳۱۱؛ منتخب الاثر: ۷۵؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۴/ ۳۶۱

بیان:

﴿کنی کرام عن الصوم بما قال و العجیج الأنین نجلیهم بالجیم من الأجلاء و جدید الأرض بالجیم وجهها خلقة محمد و اثنی عشر کأنها بکسر المعجمة و القاف و الإضافة یعنی هیئتهم و صورتهم و یحتمل الفتح و الفاء و الضمیر﴾

کرام کوصومہ سے کنیت گئی ہے جیسا کہ کہا گیا۔ ''العجیج '' کراہنا۔ ''نجلیهم ''جیم کے ساتھ، اس کا مصدر اجلاء ہے۔ ''جدید الارض'' جیم کے ساتھ، اس کا چہرہ۔ ''خلقه محمد و اثنی عشر '' گویا کہ عجمہ کی کسر، ''قاف'' اور اضافت یعنی ان کی شکل وصورت۔ یہ بھی احتمال ہے کہ فتح ہے ''فاء'' اور ضمیر ہے اس کو اس کے بعد رفع دیا گیا ہے یعنی حجاب کے پیچھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

21/775 الکافی،۱/۵۳۴/۲۰/۱ محمد وَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ أَبِي طَالِبٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَ أَبُو بَصِيرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ مَوْلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي مَنْزِلِهِ بِمَكَّةَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ نَحْنُ اِثْنَا عَشَرَ مُحَدَّثاً فَقَالَ لَهُ أَبُو بَصِيرٍ سَمِعْتَ مِنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَحَلَّفَهُ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَنَّهُ سَمِعَهُ فَقَالَ أَبُو بَصِيرٍ لَكِنِّي سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

(ترجمہ) سماعہ بیان کرتا ہے کہ میں ابوبصیر اور محمد بن عمران غلام امام محمد باقر علیہ السلام مکہ میں تھے۔ محمد بن عمران نے کہا میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ ہم بارہ محدث ہیں۔ ابوبصیر نے کہا میں نے بھی حضرتؑ سے ایسا ہی سنا ہے پس اس نے قسم اٹھائی کہ ایک یا دو مرتبہ ان سے سنا ہے ابوبصیر نے کہا میں نے ایسا ہی امام محمد باقر علیہ السلام سے سُنا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ ابی طالب یعنی عبداللہ بن الصلت القمی

---

[1] مراۃ العقول:۶/۳۳۴

[2] عیون اخبار الرضاؑ:۱/۵۶؛ اعلام الوریٰ:۲/۱۹۶؛ الخصال:۲/۴۷۸؛ بصائر الدرجات:۱/۳۱۹؛ اثبات الهداۃ:۲/۳۲؛ الانصاف:۴۰۸؛ عوالم العلوم:۱۵/۲۶۶؛ بحارالانوار:۳۶/۳۹۸؛ کمال الدین:۲/۳۳۵؛ تفسیر البرہان:۳/۸۹۹؛ کشف الغمہ:۲/۵۱۱

[3] مراۃ العقول:۶/۲۳۵

ثقہ ہے [۱] اور عثمان بن عیسیٰ بھی ثقہ ہے اور تفسیر القمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے [۲] بلکہ ایک قول کی بنا پر اصحاب اجماع میں سے ہے البتہ واقفی مذہب سے توبہ کرنے یا نا کرنے میں اختلاف ہے اور سماعہ بھی ہمارے نزدیک ثقہ امامی ہیں اور وہ واقفی نہیں ہیں۔ (واللہ اعلم)

22/776 الفقيه،۵۴۰۶/۱۷۹/۴ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ اَلْكُوفِيُّ عَنْ مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ اَلنَّخَعِيِّ عَنْ عَمِّهِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي اَلْقَاسِمِ عَنِ اَلصَّادِقِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: اَلْأَئِمَّةُ بَعْدِي اِثْنَا عَشَرَ أَوَّلُهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ آخِرُهُمُ اَلْقَائِمُ فَهُمْ خُلَفَائِي وَ أَوْصِيَائِي وَ أَوْلِيَائِي وَ حُجَجُ اَللَّهِ عَلَى أُمَّتِي بَعْدِي اَلْمُقِرُّ بِهِمْ مُؤْمِنٌ وَ اَلْمُنْكِرُ لَهُمْ كَافِرٌ.

(ترجمہ) یحییٰ بن ابی القاسم سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے پدر بزرگوار علیہ السلام سے انہوں فرمایا کہ میرے جد نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد بارہ امام ہوں گے ان میں سب سے اول حضرت علی علیہ السلام ابن ابی طالب اور سب سے آخری قائم ہونگے۔ یہی لوگ میرے خلفاء میرے اوصیاء میرے اولیاء اور یہ میرے بعد میری امت پر اللہ کی حجت ہونگے ان کا اقرار کرنے والا مومن اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہوگا۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث اخبار متواتر میں سے ہے [۴] اور میرے نزدیک یہ حدیث موثق ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۳۷

[۲] ایضاً: ۳۷۰

[۳] غیبت نعمانی (مترجم): ۶۴ ح ۷۴ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بحار الانوار: ۴۵ / ۲۲۸ و ۳۶ / ۴۰۲؛ عوالم العلوم ۱۷ / ۹ ۷۴ و ۱۵ / ۲۷۶؛ اثبات الھداۃ: ۲ / ۳۲؛ الانصاف: ۳۸۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۰ / ۵۱۵ و ۳۸۴؛ مستدرک الوسائل: ۷ / ۴۹۳؛ مکیال المکارم: ۱۱۱؛ قتیل العبرۃ: ۳۱۱؛ منتخب الاثر: ۷۵؛ الدمعۃ الساکبہ: ۴ / ۳۶۱

[۴] روضۃ المتقین: ۱۱ / ۱۲

۳۲۔ باب الإشارة و النص على أمير المؤمنين

باب: امیر المومنین علیہ السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/777 الکافی،۱/۳/۲۹۳/۱ محمد بن الحسين و غيره عن سهل عن محمد بن عيسى و محمد وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحُسَيْنِ جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ وَ عَبْدِ اَلْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اَلْحَمِيدِ بْنِ أَبِي اَلدَّيْلَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَوْصَى مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى يُوشَعَ بْنِ نُونٍ وَ أَوْصَى يُوشَعُ بْنُ نُونٍ إِلَى وَلَدِ هَارُونَ وَ لَمْ يُوصِ إِلَى وَلَدِهِ وَ لاَ إِلَى وَلَدِ مُوسَى إِنَّ اَللَّهَ تَعَالَى لَهُ اَلْخِيَرَةُ يَخْتَارُ مَنْ يَشَاءُ مِمَّنْ يَشَاءُ وَ بَشَّرَ مُوسَى وَ يُوشَعُ بِالْمَسِيحِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَلَمَّا أَنْ بَعَثَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْمَسِيحَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ اَلْمَسِيحُ لَهُمْ إِنَّهُ سَوْفَ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي نَبِيٌّ اِسْمُهُ أَحْمَدُ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَجِيءُ بِتَصْدِيقِي وَ تَصْدِيقِكُمْ وَ عُذْرِي وَ عُذْرِكُمْ وَ جَرَتْ مِنْ بَعْدِهِ فِي اَلْحَوَارِيِّينَ فِي اَلْمُسْتَحْفَظِينَ وَ إِنَّمَا سَمَّاهُمُ اَللَّهُ تَعَالَى اَلْمُسْتَحْفَظِينَ لِأَنَّهُمُ اِسْتُحْفِظُوا اَلاِسْمَ اَلْأَكْبَرَ وَ هُوَ اَلْكِتَابُ اَلَّذِي يُعْلَمُ بِهِ عِلْمُ كُلِّ شَيْءٍ اَلَّذِي كَانَ مَعَ اَلْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِمْ يَقُولُ اَللَّهُ تَعَالَى (وَ لَقَدْ أَرْسَلْنا رُسُلاً مِنْ قَبْلِكَ) (وَ أَنْزَلْنا مَعَهُمُ اَلْكِتابَ وَ اَلْمِيزانَ) اَلْكِتَابُ اَلاِسْمُ اَلْأَكْبَرُ وَ إِنَّمَا عُرِفَ مِمَّا يُدْعَى اَلْكِتَابَ اَلتَّوْرَاةُ وَ اَلْإِنْجِيلُ وَ اَلْفُرْقَانُ فِيهَا كِتَابُ نُوحٍ وَ فِيهَا كِتَابُ صَالِحٍ وَ شُعَيْبٍ وَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَخْبَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (إِنَّ هذا لَفِي اَلصُّحُفِ اَلْأُولى صُحُفِ إِبْراهِيمَ وَ مُوسى) فَأَيْنَ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ إِنَّمَا صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ اَلاِسْمُ اَلْأَكْبَرُ وَ صُحُفُ مُوسَى اَلاِسْمُ اَلْأَكْبَرُ فَلَمْ تَزَلِ اَلْوَصِيَّةُ فِي عَالِمٍ بَعْدَ عَالِمٍ حَتَّى دَفَعُوهَا إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمَّا بَعَثَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَسْلَمَ لَهُ اَلْعَقِبُ مِنَ اَلْمُسْتَحْفِظِينَ وَ كَذَّبَهُ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَ دَعَا إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ ثُمَّ أَنْزَلَ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ عَلَيْهِ أَنْ أَعْلِنْ فَضْلَ وَصِيِّكَ فَقَالَ رَبِّ إِنَّ اَلْعَرَبَ قَوْمٌ جُفَاةٌ لَمْ يَكُنْ فِيهِمْ كِتَابٌ وَ لَمْ يُبْعَثْ إِلَيْهِمْ نَبِيٌّ وَ لاَ يَعْرِفُونَ فَضْلَ نُبُوَّاتِ اَلْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ وَ لاَ شَرَفَهُمْ وَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِي إِنْ أَنَا أَخْبَرْتُهُمْ بِفَضْلِ أَهْلِ بَيْتِي فَقَالَ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: (وَ لا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ) (وَ قُلْ سَلامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ) فَذَكَرَ

مِنْ فَضْلِ وَصِيِّهِ ذِكْراً فَوَقَعَ اَلنِّفَاقُ فِي قُلُوبِهِمْ فَعَلِمَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذَلِكَ وَ مَا يَقُولُونَ فَقَالَ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ يَا مُحَمَّدُ (وَ لَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمٰا يَقُولُونَ) (فَإِنَّهُمْ لاٰ يُكَذِّبُونَكَ وَ لٰكِنَّ اَلظّٰالِمِينَ بِآيٰاتِ اَللّٰهِ يَجْحَدُونَ) وَ لَكِنَّهُمْ يَجْحَدُونَ بِغَيْرِ حُجَّةٍ لَهُمْ وَ كَانَ رَسُولُ وَ لَكِنَّهُمْ يَجْحَدُونَ بِغَيْرِ حُجَّةٍ لَهُمْ وَ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَتَأَلَّفُهُمْ وَ يَسْتَعِينُ بِبَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ وَ لاَ يَزَالُ يُخْرِجُ لَهُمْ شَيْئاً فِي فَضْلِ وَصِيِّهِ حَتَّى نَزَلَتْ هَذِهِ اَلسُّورَةُ فَاحْتَجَّ عَلَيْهِمْ حِينَ أُعْلِمَ بِمَوْتِهِ وَ نُعِيَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ فَقَالَ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ: (فَإِذٰا فَرَغْتَ فَانْصَبْ `وَ إِلىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ) يَقُولُ إِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ عَلَمَكَ وَ أَعْلِنْ وَصِيَّكَ فَأَعْلِمْهُمْ فَضْلَهُ عَلاَنِيَةً فَقَالَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ اَللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاَهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ لَأَبْعَثَنَّ رَجُلاً يُحِبُّ اَللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ يُحِبُّهُ اَللَّهُ وَ رَسُولُهُ لَيْسَ بِفَرَّارٍ يُعَرِّضُ بِمَنْ رَجَعَ يُجَبِّنُ أَصْحَابَهُ وَ يُجَبِّنُونَهُ وَ قَالَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلِيٌّ سَيِّدُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ قَالَ عَلِيٌّ عَمُودُ اَلدِّينِ وَ قَالَ هَذَا هُوَ اَلَّذِي يَضْرِبُ اَلنَّاسَ بِالسَّيْفِ عَلَى اَلْحَقِّ بَعْدِي وَ قَالَ اَلْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ أَيْنَمَا مَالَ وَ قَالَ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَهْلَ بَيْتِي عِتْرَتِي أَيُّهَا اَلنَّاسُ اِسْمَعُوا وَ قَدْ بَلَّغْتُ إِنَّكُمْ سَتَرِدُونَ عَلَيَّ اَلْحَوْضَ فَأَسْأَلُكُمْ عَمَّا فَعَلْتُمْ فِي اَلثَّقَلَيْنِ وَ اَلثَّقَلاَنِ كِتَابُ اَللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَ أَهْلُ بَيْتِي فَلاَ تَسْبِقُوهُمْ فَتَهْلِكُوا وَ لاَ تُعَلِّمُوهُمْ فَإِنَّهُمْ أَعْلَمُ مِنْكُمْ فَوَقَعَتِ اَلْحُجَّةُ بِقَوْلِ اَلنَّبِيِّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ بِالْكِتَابِ اَلَّذِي يَقْرَأُهُ اَلنَّاسُ فَلَمْ يَزَلْ يُلْقِي فَضْلَ أَهْلِ بَيْتِهِ بِالْكَلاَمِ وَ يُبَيِّنُ لَهُمْ بِالْقُرْآنِ: (إِنَّمٰا يُرِيدُ اَللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ اَلرِّجْسَ أَهْلَ اَلْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً) وَ قَالَ عَزَّ ذِكْرُهُ: (وَ اِعْلَمُوا أَنَّمٰا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَ لِلرَّسُولِ وَ لِذِي اَلْقُرْبىٰ) ثُمَّ قَالَ (وَ آتِ ذَا اَلْقُرْبىٰ حَقَّهُ) فَكَانَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ حَقُّهُ اَلْوَصِيَّةَ اَلَّتِي جُعِلَتْ لَهُ وَ اَلاِسْمَ اَلْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ اَلْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ فَقَالَ (قُلْ لاٰ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ اَلْمَوَدَّةَ فِي اَلْقُرْبىٰ) ثُمَّ قَالَ (وَ إِذَا اَلْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ `بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ) يَقُولُ أَسْأَلُكُمْ عَنِ اَلْمَوَدَّةِ اَلَّتِي أَنْزَلْتُ عَلَيْكُمْ فَضْلَهَا مَوَدَّةِ اَلْقُرْبَى بِأَيِّ ذَنْبٍ قَتَلْتُمُوهُمْ وَ قَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ (فَسْئَلُوا أَهْلَ اَلذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لاٰ تَعْلَمُونَ) قَالَ اَلْكِتَابُ هُوَ

اَلذِّكْرُ وَ أَهْلُهُ آلُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ اَلسَّلاَمُ أَمَرَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِسُؤَالِهِمْ وَ لَمْ يُؤْمَرُوا بِسُؤَالِ اَلْجُهَّالِ وَ سَمَّى اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ اَلْقُرْآنَ ذِكْراً فَقَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (وَ أَنْزَلْنٰا إِلَيْكَ اَلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنّٰاسِ مٰا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ) وَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَ إِنَّهُ لَذِكْرٌ لَكَ وَ لِقَوْمِكَ وَ سَوْفَ تُسْئَلُونَ) وَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: (أَطِيعُوا اَللّٰهَ وَ أَطِيعُوا اَلرَّسُولَ وَ أُولِي اَلْأَمْرِ مِنْكُمْ) وَ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى) اَللَّهِ وَإِلَى (اَلرَّسُولِ وَإِلىٰ أُولِي اَلْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ اَلَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ) فَرَدَّ اَلْأَمْرَ أَمْرَ اَلنَّاسِ إِلَى أُولِي اَلْأَمْرِ مِنْهُمُ اَلَّذِينَ أَمَرَ بِطَاعَتِهِمْ وَ بِالرَّدِّ إِلَيْهِمْ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْ حَجَّةِ اَلْوَدَاعِ نَزَلَ عَلَيْهِ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ (يٰا أَيُّهَا اَلرَّسُولُ بَلِّغْ مٰا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمٰا بَلَّغْتَ رِسٰالَتَهُ وَ اَللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ اَلنّٰاسِ إِنَّ اَللّٰهَ لاٰ يَهْدِي اَلْقَوْمَ اَلْكٰافِرِينَ) فَنَادَى اَلنَّاسَ فَاجْتَمَعُوا وَ أَمَرَ بِسَمُرَاتٍ فَقُمَّ شَوْكُهُنَّ ثُمَّ قَالَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا أَيُّهَا اَلنَّاسُ مَنْ وَلِيُّكُمْ وَ أَوْلَى بِكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ فَقَالُوا اَللَّهُ وَ رَسُولُهُ فَقَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ اَللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالاَهُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاهُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَوَقَعَتْ حَسَكَةُ اَلنِّفَاقِ فِي قُلُوبِ اَلْقَوْمِ وَ قَالُوا مَا أَنْزَلَ اَللَّهُ جَلَّ ذِكْرُهُ هَذَا عَلَى مُحَمَّدٍ قَطُّ وَ مَا يُرِيدُ إِلاَّ أَنْ يَرْفَعَ بِضَبْعِ اِبْنِ عَمِّهِ فَلَمَّا قَدِمَ اَلْمَدِينَةَ أَتَتْهُ اَلْأَنْصَارُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اَللَّهِ إِنَّ اَللَّهَ جَلَّ ذِكْرُهُ قَدْ أَحْسَنَ إِلَيْنَا وَ شَرَّفَنَا بِكَ وَ بِنُزُولِكَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَقَدْ فَرَّحَ اَللَّهُ صَدِيقَنَا وَ كَبَتَ عَدُوَّنَا وَ قَدْ يَأْتِيكَ وُفُودٌ فَلاَ تَجِدُ مَا تُعْطِيهِمْ فَيَشْمَتُ بِكَ اَلْعَدُوُّ فَنُحِبُّ أَنْ تَأْخُذَ ثُلُثَ أَمْوَالِنَا حَتَّى إِذَا قَدِمَ عَلَيْكَ وَفْدُ مَكَّةَ وَجَدْتَ مَا تُعْطِيهِمْ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَيْهِمْ شَيْئاً وَ كَانَ يَنْتَظِرُ مَا يَأْتِيهِ مِنْ رَبِّهِ فَنَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَالَ: (قُلْ لاٰ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ اَلْمَوَدَّةَ فِي اَلْقُرْبىٰ) وَلَمْ يَقْبَلْ أَمْوَالَهُمْ فَقَالَ اَلْمُنَافِقُونَ مَا أَنْزَلَ اَللَّهُ هَذَا عَلَى مُحَمَّدٍ وَ مَا يُرِيدُ إِلاَّ أَنْ يَرْفَعَ بِضَبْعِ اِبْنِ عَمِّهِ وَ يَحْمِلَ عَلَيْنَا أَهْلَ بَيْتِهِ يَقُولُ أَمْسِ مَنْ كُنْتُ مَوْلاَهُ فَعَلِيٌّ مَوْلاَهُ وَ اَلْيَوْمَ (قُلْ لاٰ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراً إِلاَّ اَلْمَوَدَّةَ فِي اَلْقُرْبىٰ) ثُمَّ نَزَلَ عَلَيْهِ آيَةُ اَلْخُمُسِ فَقَالُوا يُرِيدُ أَنْ يُعْطِيَهُمْ أَمْوَالَنَا وَ فَيْئَنَا ثُمَّ أَتَاهُ جَبْرَئِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ قَدْ قَضَيْتَ نُبُوَّتَكَ وَ اِسْتَكْمَلْتَ أَيَّامَكَ فَاجْعَلِ اَلاِسْمَ اَلْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ اَلْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ عِنْدَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ

اَلسَّلاَمُ فَإِنِّي لَمْ أَتْرُكِ اَلْأَرْضَ إِلاَّ وَ لِي فِيهَا عَالِمٌ تُعْرَفُ بِهِ طَاعَتِي وَ تُعْرَفُ بِهِ وَلاَيَتِي وَ يَكُونُ حُجَّةً لِمَنْ يُولَدُ بَيْنَ قَبْضِ اَلنَّبِيِّ إِلَى خُرُوجِ اَلنَّبِيِّ اَلْآخَرِ قَالَ فَأَوْصَى إِلَيْهِ بِالاِسْمِ اَلْأَكْبَرِ وَ مِيرَاثِ اَلْعِلْمِ وَ آثَارِ عِلْمِ اَلنُّبُوَّةِ وَ أَوْصَى إِلَيْهِ بِأَلْفِ كَلِمَةٍ وَ أَلْفِ بَابٍ يَفْتَحُ كُلُّ كَلِمَةٍ وَ كُلُّ بَابٍ أَلْفَ كَلِمَةٍ وَ أَلْفَ بَابٍ.

(ترجمہ) ابوالدیم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: موسیٰ نے یوشع بن نون کو وصیت کی اور یوشع بن نون نے اپنے بیٹے ہارون کو وصیت کی اور ہارون نے اپنی اور موسیٰ کی اولاد کو وصیت نہ کی اور نہ کسی کو اپنا وصی بنایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جس گروہ میں سے چاہتا ہے انتخاب کر لیتا ہے اور موسیٰ و یوشع نے مسیح کے آنے کی بشارت دی۔ پس جب خدا نے مسیح کو مبعوث کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے بعد اولاد اسماعیل سے ایک نبی آنے والا ہے اس کا نام احمد ہوگا جو میری تصدیق بھی کرے گا اور تمہاری بھی اور (انجیل و توریت کے منسوخ ہونے میں) میرے لئے عذر ہوگا اور تمہارے لئے بھی اور میرے بارے جو تم عقیدہ الوہیت پیدا کرو گے اسے رد کرے گا۔ حضرت عیسیٰ کے دنیا سے جانے کے بعد یہ وصیت بہت مشہور ہوگئی۔ خدا نے ان کا نام مستفظین رکھ دیا اس وجہ سے یہ حواری اللہ کے اسم اکبر کی حفاظت کرنے والے تھے اور اسم اکبر سے مراد وہ کتاب ہے جس کے ذریعے وہ تمام اشیا کا علم جانتے تھے جو انبیاء علیہم السلام کے پاس تھی۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے ہم نے تم سے پہلے رسولوں کو بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب و میزان نازل کی کتاب اسمِ اکبر ہے جو مشہور ہے توریت و انجیل و فرقان سے لیکن اتنا ہی نہیں اس میں کتاب نوح و صالح و شعیب و ابراہیم بھی ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ یہ پہلے صحیفوں ابراہیم و موسیٰ میں بھی ہے صحف ابراہیم کہاں ہیں صحف ابراہیم اور صحف موسیٰ اسمِ اکبر ہیں وہ وصیت ایک عالم کے بعد دوسرے عالم کی طرف منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ اس کا سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔ جب حضرت مبعوث ہوئے تو ایمان لائے ان پر دین کی حفاظت کرنے والے اعقاب اور جھٹلایا ان کو بنی اسرائیل نے، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی طرف لوگوں کو بلایا اور راہِ خدا میں جہاد کیا پھر خدا نے وحی کی کہ اپنے وصی کے فضائل کا اعلان کرو۔ عرض کی پروردگار یہ قوم عرب جاہل ہے ان میں نہ کوئی کتاب آئی نہ کوئی نبی مبعوث ہوا وہ انبیاء کی نبوت کے فضل و شرف کو جانتے ہیں نہیں وہ مجھ پر ایمان نہ لائیں گے اگر میں ان کو اپنے اہل بیت کی فضیلت سے آگاہ کر دوں گا۔ خدا نے فرمایا: ان کے بارے میں تم غم نہ کرو تم ان کے سامنے اپنے وصی کی فضیلت کا ذکر کرو، ان کے قلوب میں نفاق پیدا ہو جائے گا۔ پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جان لیا کہ یہ ہونے والا ہے خدا نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں تمہارے سینے میں اس سے تنگی

ہوتی ہے بے شک وہ تمہیں نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم، آیات خدا سے انکار کرتے ہیں اور یہ ان کا انکار بغیر حجت ودلیل کے ہے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی تالیف قلب کرتے تھے اور بعض کے مقابل بعض سے مدد لیتے تھے اور برابر اپنے وصی کی کوئی نہ کوئی فضیلت بیان کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ سورہ الم نشرح نازل ہوا پس جب رسول ﷺ کو اپنی موت کا علم ہوا تو لوگوں کو اپنی موت کی خبر دی اور اس آیت سے لوگوں پر حجت قائم کی اور خدا نے فرمایا اے رسول اللہ ﷺ جب تم کار نبوت سے فارغ ہو جاؤ تو اپنا جانشین مقرر کر دو اور اپنے رب کی طرف چلے آؤ یعنی اپنے وصی کی جانشینی کا اعلان علانیہ کرو اور سب کے سامنے ان کی فضیلت بیان کرو تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔ اللہ اُسے دوست رکھے جو علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اُسے دشمن رکھے جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھتا ہے۔ ایسا آپ ﷺ نے تین بار فرمایا۔ البتہ میں ایسے کو وصی بنا رہا ہوں جو اللہ ورسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور رسول ﷺ اسے دوست رکھتے ہیں وہ ایسے لوگوں سے دور رہتا ہے جو اللہ اور جو اپنے ساتھیوں کو بزدل بتاتے تھے اور ساتھی ان کو، اور یہ بھی فرمایا علی سید المومنین ہیں علی عمود الدین ہیں یہی وہ ہیں جو میرے بعد حق پر لوگوں کی گردنیں ماریں گے۔ علی علیہ السلام جس طرف مائل ہوں گے حق ان کے ساتھ ہوگا اور فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم نے ان کو پکڑے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسرے میرے اہلبیت میری عترت، لوگو! میری بات سنو، میں نے امر حق کی تبلیغ کر دی، تم عنقریب حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے میں تم سے اِن دونوں گرانقدر چیزوں کے متعلق سوال کروں گا یعنی اللہ کی کتاب اور اپنی عترت کے متعلق تم ان پر سبقت نہ لے جاؤ۔ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور ان کو سکھاؤ، پڑھاؤ مت، وہ تم سے زیادہ جاننے والے ہیں پس آنحضرت ﷺ کے اس قول سے ان پر حجت تمام ہوگئی اور خدا کی اس کتاب سے جسے لوگ پڑھتے ہیں۔ پس اہل بیت کی فضیلت، رسول اللہ ﷺ کے کلام، قرآن کے بیان سے لوگوں پر ظاہر ہوتی رہی۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے خدا ارادہ رکھتا ہے کہ اے اہل بیت خدا تم سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھے اور پاک رکھے جو حق پاک رکھنے کا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ جو مال غنیمت تم کو ملے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول ﷺ اور ذوی القربیٰ کا ہے اور فرمایا ذوی القربیٰ کا حق ادا کرو اس سے مراد علی ہیں اور ان کا حق وہ وصیت تھی جو ان کے لئے کی گئی اور اِسم اکبر اور میراثِ علم آثار نبوت تھے اور فرمایا اے رسول اللہ ﷺ تم کہہ دو کہ میں تم سے ذوی القربیٰ کی محبت کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا اور فرمایا جب مودت کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ پر قتل کیا گیا

یعنی خدا فرماتا ہے کہ میں تم سے سوال کروں گا اس مودت کے متعلق کہ جن کی فضیلت تم پر نازل کی گئی تھی تم نے کس گناہ پر ان کو قتل کیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو اور ذکر سے مراد کتاب ہے اور اہل ذکر آل محمد علیہم السلام ہیں۔ خدا نے ان سے سوال کرنے کا حکم دیا ہے اور اللہ نے قرآن کا نام ذکر رکھا ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر کو تم پر نازل کیا تاکہ تم لوگوں سے بیان کردو۔ جو ان کے لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ وہ غور وفکر کریں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ذکر تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا اور فرمایا اللہ کی اطاعت کرو اور اطاعت کرو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور جو تم میں اولیٰ الامر ہیں ان کی اور یہ بھی فرمایا اگر تم اپنے معاملہ میں رجوع کرو گے اللہ کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیٰ الامر کی طرف اور ان میں جو استنباط کرنے والے ہیں وہ اس کو بتا دیں گے۔ پس جن اولی الامر کی طرف رجوع کا حکم دیا گیا ہے وہ وہی ہیں جن کی اطاعت کا حکم ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج آخر سے واپس ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام آیہ ایھا الرسول بلغ ما انزل الخ لے کر آئے۔ یعنی اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو تم پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دو اور اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو تم نے کار رسالت ہی انجام نہ دیا اور اللہ تم لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے اور اللہ کافروں کے گروہ کو ہدایت نہیں کرتا۔ پھر منادی نے ندا دی سب لوگ جمع ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ببول کے درختوں کے متعلق حکم دیا کہ ان کے کانٹوں کو جھاڑو سے سمیٹا جائے۔

پھر فرمایا لوگو! بتاؤ تمہارا ولی تمہارے نفسوں سے بہتر کون ہے انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی علیہ السلام مولا ہے۔ اللہ اُسے دوست رکھے جو علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اُسے دوشمن رکھے جو علی علیہ السلام کو دشمن رکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار یہ کلمات کہے پس قوم کے دل میں نفاق کا کانٹا کھٹکا اور کہنے لگے خدا نے ایسا حکم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہرگز نازل نہیں کیا بلکہ وہ اس سے اپنے ابن عم کا مرتبہ بلند کرنا چاہتے ہیں۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ آئے تو انصار نے حاضر خدمت ہو کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے ہم پر احسان کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اطراف و جوانب سے وفد آیا کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی چیز ان کو دینے کے لئے نہیں اس بناء پر ہمارے دشمن شماتت کرتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کا تہائی مال آپ لے لیں تاکہ مکّہ کا وفد جب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان کو دینے کے لئے مال ہو۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اور منتظر وحی رہے۔ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان سے کہہ دیں کہ میں سوائے اپنے ذوی القربیٰ کی محبت کے اور کچھ

نہیں چاہتا پھر آیہ خمس نازل ہوئی تو منافق کہنے لگے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں کہ ہمارے اموال اور مال غنیمت میں سے اپنے اہلِ بیت علیہم السلام کو دیں پس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے نبوت کو پورا کر دیا اور اپنے ایام کو ختم کر دیا لہٰذا اب اسم اکبر، میراث علم اور آثارِ علمِ نبوت، علی کے سپرد کر دو میں اس حال میں زمین کو نہیں چھوڑوں گا کہ اس میں کوئی ایسا عالم نہ ہو جس سے میری اطاعت اور میری ولایت کا تعارف ہو اور ان لوگوں کے لئے جو نبی کی وفات کے بعد وصی یعنی بارہویں امام کے خروج تک پیدا ہوں پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی علی علیہ السلام اکبر اور میراثِ علم اور آثار علم نبوت اور وصیت کی ہزار کلموں کی اور ہزار باب کی کہ ہر ایک کلمہ اور ہر باب سے اور ہزار باب منکشف ہوئے۔ [1]

بیان:

﴿عذری و عذركم حجتی و حجتكم من قولهم أعذر إذا احتج لنفسه أو براءتی مما رميت به من السوء و براءتكم من متابعة من كان متصفا بمثله و الحواريون هم خواص عيسى على نبينا و آله و عليه السلام و أنصاره من التحوير بمعنى التبييض قيل إنهم كانوا قصارين يبيضون الثياب و ينقونها من الأوساخ و قيل بل كانوا ينقون نفوس الخلائق من الكدورات و أوساخ الصفات الذميمة و قال الأزهری هم خلصان الأنبياء و تأويله الذين خلصوا و نقوا من كل عيب و تسمية الله إياهم بالمستحفظين كأنها إشارة إلى قوله عز و جل فی شأن توراة فِيهَا هُدىً وَ نُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هادُوا وَ الرَّبَّانِيُّونَ وَ الْأَحْبارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتابِ اللهِ وَ كانُوا عَلَيْهِ شُهَداءَ [1] و استحفاظهم الاسم الأكبر الذی هو الكتاب الجامع للعلوم الغير المنفك عن الأنبياء لعله كناية عن انتقاش قلوبهم الصافية المصيقلة بنور الله بما فی اللوح المحفوظ و صيرورتهم العقل بالفعل و بلوغهم رتبة الشهود التام و إلى قابلية الإنسان لهذه الرتبة أشار أمير المؤمنين ص بقوله﴾ دواؤك فيك و ما تشعر و داؤك منك و ما تبصر و تزعم أنك جرم صغير و فيك انطوى العالم الأكبر و أنت الكتاب المبين الذی بأحرفه يظهر المضمر و العالم الأكبر هو الاسم الأكبر إذ العالم ما يعلم به الشیء كالاسم ما يعلم به المسمى و من الأنبياء و الأوصياء من أوتی علم الكتاب كله و منهم من أوتی بعضه و إلى الأول أشير بقوله عز و جل قُلْ كَفى بِاللهِ شَهِيداً بَيْنِی وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتابِ يعنی به أمير المؤمنين ع و إلى الثانی بقوله تعالى قالَ الَّذِی عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ حيث أتى بمن التبعيضية يعنی به آصف بن برخيا و كان المراد بالميزان الشرع و بقوله و إنما عرف مما يدعى الكتاب أن المعروف مما يسمى بالكتاب ليس

[1] تفسیر البرہان:۵/ ۳۰۰؛ اثبات الھداۃ:۳/ ۵؛ تفسیر نور الثقلین:۴/ ۵۷۳؛ تفسیر کنز الدقائق:۱۱/ ۵۰۳؛ تفسیر الصافی:۴/ ۳۷۲؛ بحار الانوار:۱۷/ ۱۴۲

سوى هذه الثلاثة مع أن كثيرا من الأنبياء كان معهم كتب غير هذه منها كذا و منها كذا و قد أخبر الله عن بعضها و ليس ذلك بمعروف بين الناس فإذا انحصر الكتب فيما عرف فأين صحف إبراهيم الذى أخبر الله عنها و الغرض من هذا الكلام الرد على من زعم أن المراد بالمستحفظين لكتاب الله علماء اليهود الحافظون للتوراة و من يحذو حذوهم فى حفظ الألفاظ و القصص فبين ع أن المراد بكتاب الله الاسم الأكبر المشتمل على كل ما فى العالم من شىء الذى كتبه الرحمن بيده كما قال سبحانه أُولئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمانَ وَ أَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ و عن أمير المؤمنين ع إن صحف إبراهيم كانت عشرين صحيفة و صحف إدريس ثلاثين و صحف شيث خمسين يعنى ما كان يتلى من الاسم الأكبر على الناس و عن أبى ذر رضى الله عنه أنه قال لرسول الله ص ما كانت صحف إبراهيم قال اقرأ يا أبا ذر قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَياةَ الدُّنْيا وَ الْآخِرَةُ خَيْرٌ وَ أَبْقى إِنَّ هذا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولى صُحُفِ إِبْراهِيمَ وَ مُوسى يعنى فيها أمثال هذه الكلمات فإنهم لا يكذبونك قيل معناه أن تكذيبك أمر راجع إلى الله لأنك جئت من عنده بالمعجزات و الآيات فهم لا يكذبونك فى الحقيقة و إنما يكذبون الله بجحود آياته أو المراد أنهم لا يكذبونك بقلوبهم و لكنهم يجحدون بألسنتهم أو أنهم لا يكذبونك و لا يجحدونك و لكنهم يجحدون بآيات الله و ذلك أنه ص كان يسمى عندهم بالأمين يعرفون أنه لا يكذب فى شىء و كان أبو جهل يقول ما نكذبك و إنك عندنا لمصدق و إنما نكذب ما جئتنا به و روى أن الأخنس بن شريق قال لأبى جهل يا أبا الحكم أخبرنى عن محمد أ صادق هو أم كاذب فإنه ليس عندنا أحد غيرنا فقال له و الله إن محمدا لصادق و ما كذب قط و لكن إذا ذهب بنو قصى باللواء و السقاية و الحجابة و النبوة فما ذا يكون لسائر قريش و فى روضة الكافى عن أبى عبد الله ع إنه قرأ رجل على أمير المؤمنين ع هذه الآية فقال بلى و الله لقد كذبوه أشد التكذيب و لكنها مخففة فإنهم لا يكذبونك و لا يأتون بباطل يكذبون به حقك و هذا التفسير موافق لما فسرها ع به هاهنا بقوله لكنهم يجحدون بغير حجة لهم و كأنه أريد بقوله ع مخففة أنه من أكذبه بمعنى ألفاه كاذبا و يأتى هذا الخبر مع إسناده فى كتاب الروضة إن شاء الله و أريد بهذه السورة سورة ألم نشرح كما يظهر مما بعد و جملة فاحتج عليهم معترضة و كأنه أشير بها إلى ما فعل بغدير خم و فى بعض النسخ هذه الآية يعنى آية فَإِذا فَرَغْتَ فَانْصَبْ و المشهور فيها فتح الصاد من النصب بمعنى التعب و الاجتهاد يعنى إذا فرغت من عبادة عقبها بأخرى و واصل بعضها ببعض و لا تخل وقتا من أوقاتك تكون فارغا فيه لم تشغله بعبادة و المستفاد من هذا الحديث أنه بكسر الصاد من النصب بالتسكين بمعنى الرفع و الوضع يعنى فإذا فرغت من أمر تبليغ الرسالة و ما يجب عليك إنهاؤه من الأحكام و الشرائع فانصب علمك بفتح اللام أى ارفع علم هدايتك للناس و ضع من يقوم به خلافتك

موضعك حتى يكون قائما مقامك من بعدك بتبليغ الأحكام و هداية الأنام لئلا ينقطع خيط الهداية و الرسالة بين الله و بين عباده و يكون ذلك مستمرا بقيام إمام مقام إمام أبدا إلى يوم القيامة قال في الكشاف و من البدع ما روى عن بعض الرافضة أنه قرأ فانصب بكسر الصاد أى فانصب عليا للإمامة قال و لو صح هذا للرافضي لصح للناصبي أن يقرأه هكذا و يجعله أمرا بالنصب الذى هو بغض على و عداوته أقول نصب الإمام و الخليفة بعد الفراغ من تبليغ الرسالة أو الفراغ من العبادة أمر معقول بل واجب لئلا يكون الناس بعده فى حيرة و ضلال فصح أن يترتب عليه و أما بغض على و عداوته فما وجه ترتبه على تبليغ الرسالة أو العبادة و ما وجه معقوليته مع أن كتب العامة مشحونة بذكر محبة النبى ص و إظهاره فضله للناس مدة حياته و أن حبه إيمان و بغضه كفر انظروا إلى هذا الملقب بجار الله العلامة مع براعته فى العلوم العربية كيف أعمى الله بصيرته بغشاوة حمية التعصب فى مثل هذا المقام حتى أتى بمثل هذه الترهات بلى إنها لا تعمى الأبصار و لكن تعمى القلوب التى فى الصدور يعرض بمن رجع جملة حالية يعنى قال ليس بفرار تعريضا بمن فر يجبن أصحابه و يجبنونه يعنى به الأولين وَ إِذَا الْمَوْؤُدَةُ سُئِلَتْ بفتح الواو و تشديد الدال من غير همز و يستفاد من تأويله أنهم ع هكذا كانوا يقرءونه بسمرات سمرة بضم الميم شجرة معروفة فقم أزيل و منه القمامة حسكة النفاق أى عداوته و حقده بضبع ابن عمه بالفتح عضده بين ظهرانينا أى بيننا فإن ظهرانى و ظهرا و أظهرا من المزيدات فى مثله و منه قول المظاهر لامرأته أنت على كظهر أمى أى كأمه و كبت عدونا صرعه و أخزاه و رده بغيظه وفود ورود قادمون فيشمت بك يفرح ببليتك و يحمل علينا أهل بيته يسلطهم علينا و يسخرنا تحت أوامر و نواهيهم و فيئنا غنيمتنا و خراجنا بألف كلمة و ألف باب يعنى بقواعد كلية أصولية و قوانين مضبوطة جملية أمكنه أن يستنبط منها أحكاما جزئية و مسائل فرعية تفصيلية مثال ذلك ما رواه الصفار رحمه الله فى بصائر الدرجات بإسناده عن موسى بن بكر قال قالت لأبى عبد الله ع الرجل يغمى عليه اليوم و اليومين أو ثلاثة أو أكثر من ذلك كم يقضى من صلاته فقال ألا أخبرك بما ينتظم به هذا و أشباهه فقال كلما غلب الله عليه من أمر فالله أعذر لعبده و زاد فيه غيره قال قال أبو عبد الله ع و هذا من الأبواب التى يفتح كل باب منها ألف باب﴾

''عذري و عذر کم'' میرے لیے عذر اور تمہارے لیے بھی عذر، یعنی ان کے قول سے میری حجّت اور تمھاری حجّت میں معذرت کروں کا جب وہ اپنے نفس کی وجہ سے حجّت قائم کرے گا یا میں تیرے بُرے عمل سے برائت اختیار کرتا ہوں اور تمھاری برائت اس کی پیروی کرنے سے جو اس کی مثل موصوف ہو۔

''الحواریّون'' حضرت عیسیٰؑ کے مخصوص ساتھی اوران کے مددگار جوسفید کرتے تھے۔کہا گیاہے کہ وہ لوگ دھوبی تھےاور کپڑے دھویا کرتے تھےاور کپڑوں کومیل وغیرہ سے دھوکر صاف کیا کرتے تھے، یہ بھی کہا گیاہے کہ بلکہ وہ دوسرےلوگوں کےنفوس کو پاک کیا کرتے تھےاوران کوصفاتِ مذمومہ سےصاف کرتے تھے۔

ازہری بیان کرتے ہیں کہ وہ خلصان الانبیآء تھے اوراس کی تاویل یہ ہے کہ وہ ہرعیب سے پاک تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہی کے لیےلفظ''المستحفظین ''استعمال کیاہے۔گویا کہ یہ اشارہ ہےاللہ تعالیٰ کےفرمان کی طرف جوتورات کی شان میں ہے۔

ارشادہوا۔

فِيهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ-يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَ الْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ۔

اس میں ہدایت اورنور ہے، وہ نبی جومطیع (خدا) تھےاس سےان لوگوں کے فیصلے کرتے رہے جو یہودی ہو گئے اور (اس طرح) اللہ تعالیٰ والےلوگ اورعلماء(بھی) کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کےحفاظت کرنے والے بنائے گے تھےاوروہ اس پرگواہ تھے۔(سورۃ المائدہ:۴۴)

ان کا حفاظت کرنا ایک بہت بڑا نام ہےاوراس مراد وہ کتاب ہے جو عام علوم کی جامع تھی جو انبیاء سے جدا نہیں تھے۔شاید ہوسکتا ہے کہ یہ کنایہ ہوان کےدلوں کی پاکیزگی کا اور اللہ تعالیٰ کے اس نور سے بھرپور ہونے کا جو لوح محفوظ ہےاوران کےعقل رتبہ شہود تک پہنچی ہوتی تھی اور امیرالمومنین علیہ السلام نے انسان کے اس رتبہ کی طرف اشارہ فرمایاہے۔

دواؤك فيك وما تشعر ۔ وداؤك منك وما تبصر

وتزعم انك جرم صغير ۔ وفيك انطوى العالم الاكبر

وانت الكتاب المبين الذى ۔ بأحرفه يظهر المضمر

تیرا علاج خود تجھ ہی میں ہےجس کا تجھےشعور نہیں ہے۔

تیری بیماری تجھ ہی میں سے ہےجس کوتو دیکھتا نہیں۔

تم اپنے آپ کوایک چھوٹا سا جرثومہ سمجھتے ہو

حالانکہ تمھارے اندرتوایک بہت بڑی دنیا پوشیدہ ہے۔

تم تو ایک روشن کتاب ہو۔

جس کے ہر حرف سے پوشیدہ باتیں ظاہر و آشکار ہوتی ہیں۔
عالم اکبر سے مراد رسم اکبر ہے، عالم ہو ہوتا ہے جس کے ذریعہ سے کسی چیز کو جانا جائے جیسے اسم کے ذریعہ مسمی کا علم ہوتا ہے۔ انبیاء کرامؑ اور اوصیآء کرامؑ میں وہ کون ہے جس کو مکمل کتاب کا علم دیا گیا اور وہ کون ہیں جن کو بعض کتاب کا علم دیا گیا۔ پہلے کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے۔

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔

(اے رسولؐ!) تم کہہ دو کہ میرے اور تمھارے درمیان اللہ تعالیٰ کافی گواہ ہے اور وہ (بھی) جس کے پاس ہر کتاب کا علم ہے۔ (سورۃ الرعد: ۴۳)

اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔
دوسرے گروہ کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے:

قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ۔

''جس کے پاس کتاب کا کچھ تھوڑا علم تھا اس نے کہا کہ میں اسے تیرے پاس لے آتا ہوں۔'' (سورۃ النمل: ۴۰)

اس میں ''من'' تبعیضیہ ہے اور اس سے مراد آصف بن برخیا ہیں۔ بیشک وہ کتاب کو جانتا تھا اور اس لفظ کتاب مراد ان تین کے سوا نہیں ہے ساتھ اس کے کہ بہت سارے انبیاء کرام علیہم السلام ایسے جن کے پاس ان کے علاوہ کتابیں تھیں بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کے بعض کی خبر دی، پس کہاں ہیں حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی؟ اس کالم کی غرض وغایت ان لوگوں کی رڈ کرنا ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی حفاظت کرنے سے مراد علماء یہود ہیں جو تورات کی حفاظت کرتے تھے۔ پس امامؑ نے اس کی وضاحت فرمائی کہ بیشک کتاب اللہ سے مراد اسم اکبر ہے جو مشتمل ہے ہر اس چیز پر جو عالم میں موجود ہے جس کو رحمن نے اپنے ہاتھ سے لکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں (اللہ تعالیٰ نے) ایمان لکھ دیا اور ان کی مدد اپنی ایک (مخلوق) روح سے کی۔ (سورۃ المجادلہ: ۲۲)

جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ بیشک حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے بیس (۲۰) تھے۔ حضرت ادریسؑ کے صحیفے تیس (۳۰) تھے اور حضرت شیثؑ کے صحیفے پچاس (۵۰) تھے یعنی وہ کہ جو لوگوں پر بیان کیا گیا وہ اسم اکبر تھا۔
جناب ابوذرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول خداؐ سے عرض کیا:

حضرت ابراہیمؑ کا صحیفہ کیا تھا؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تم پڑھو!۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ○ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ○ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ○ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ○

''یقیناً اس نے فلاح پائی جو پاک رہا○ اور اس نے اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی○ (ایسا نہیں) بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو○ حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے○ یقیناً یہ (بات) پہلے صحیفوں میں ہے○ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔''

یعنی ان میں ان کلمات کی مثالیں ہیں۔

''فانھم لایکذبونك'' بیشک وہ آپؐ کو نہیں جھٹلاتا کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ بیشک آپ کو جھٹلانا ایسا امر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات اور آیات لے کر آئے۔ پس وہ حقیقت میں آپؐ کو نہیں جھٹلاتا بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کر کے اس کو جھٹلاتے ہیں یا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ آپؐ کو اپنے دلوں سے نہیں جھٹلاتے لیکن اپنی زبانوں سے انکار کرتے ہیں یا وہ نہ تو آپؐ کو جھٹلاتے ہیں اور نہ ہی آپؐ کا انکار کرتے ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور یہ اس لئے کہ ان کے نزدیک آپؐ کا نام امین ہے جس کو وہ جانتے ہیں کہ اس چیز کے بارے میں نہیں جھٹلایا جا سکتا اور ابوجہل کہا کرتا تھا کہ ہم آپؐ کو نہیں جھٹلاتے کیونکہ آپ ہمارے نزدیک تصدیق شدہ ہیں بلکہ ہم تو ان چیزوں کو جھٹلاتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں۔

روایت کی گئی ہے کہ اخنس بن سریق نے ابوجہل سے کہا: اے ابوالحکم! تو مجھے بتا کہ کیا حضرت محمدؐ صادق تھے یا (معاذ اللہ) کاذب؟ کیونکہ ہمارے پاس ہمارا غیر کوئی بھی نہیں ہے۔

اس نے اس کو کہا: خدا کی قسم! بیشک حضرت محمدؐ صادق تھے اور ان کو بالکل نہیں جھٹلانا چاہتے لیکن جب بنوقصی جھنڈا لے کر نکلیں۔

کتاب روضۃ الکافی میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ بیشک ایک شخص نے اس آیت کو امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے پڑھا تو آپ نے فرمایا: ہاں! خدا کی قسم! جھٹلانے میں تو ان لوگوں نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی مگر اصل میں یہ لفظ مخففہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسا باطل نہ پیش کر سکیں گے اور اس سے تمھارے حق کو جھوٹا ثابت نہ کر سکیں۔ یہ تفسیر موافقت رکھتی ہے اس تفسیر کے جو امامؑ نے یہاں اپنے فرمان سے کی۔ لیکن وہ بغیر حجت کے انکار کرتے ہیں۔ گویا کہ امامؑ کے قول ''مخففہ'' سے مراد یہ لیا گیا۔

یہ خبر آگے دیگر اسناد کے ساتھ کتاب الروضہ میں آئے گی۔ انشاء اللہ میری مراد اس سورہ سے سورہ ''الم نشرح'' ہے جیسا کہ بعد والے جملہ سے ظاہر ہوتا ہے۔''فاحتج علیھم'' پس انہوں نے ان پر حجت تمام کی۔ یہ جملہ معتبر منہ ہے اور گویا کہ اس کے ذریعہ اشارہ کیا گیا اس کی طرف جو غدیر خم میں عمل ہوا۔

بعض نسخوں میں یہ آیت یعنی آیت ''فاذا فرغت فانصب'' پس جب تو فارغ ہو جائے تو نصب کر دے۔

مشہور یہ ہے کہ اس میں ''صاد'' پر فتح ہے جس کا مصدر النصب ہے جس کا معنی التعب اور الاجتہاد ہے یعنی جب آپ اپنے رب کی ایک عبادت سے فارغ ہوں تو دوسری عبادت شروع کر دیں اور ایک عبادت کو دوسری سے متصل کر دیں اور اپنا کوئی وقت اپنے اوقات میں سے خالی نہ رکھیں جس میں آپؐ عبادت میں مشغول نہ ہوں۔

اس حدیث سے استفادہ ہوتا ہے کہ صاد کو کسرہ دینے سے رفع اور وضع کا معنی آتا ہے یعنی جب تو امر تبلیغ رسالت سے فارغ ہو جائے اور یہ تیرے اوپر واجب ہے احکام اور شرائع تو آپ اپنے علم کو نصب کر دیں یعنی اپنے ہدایت کے علم کو بلند کریں لوگوں کو لیے اور جو آپ خلافت اور جگہ پر بیٹھنے کا اہل ہو اس کو بٹھا دیں یہاں تک کہ وہ آپؐ کے بعد احکامات اور لوگوں کو ہدایت دینے میں آپؐ کا قائم مقام ثابت ہوتا کہ سلسلہ امامت قیامت تک جاری وساری رہے۔

تفسیر الکشاف میں ہے کہ ایک بدعت یہ ہے کہ بعض روافض ''فانصب'' کو صاد کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ پس آپ حضرت علیؑ کو امامت کے لیے منتخب کر دیں اور اگر رافضی کی یہ بات صحیح ہے تو پھر ناصبی کے لیے یہ بھی صحیح ہے کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھے کہ وہ امر کو نصب کے ساتھ پڑھے کیونکہ وہ حضرت علیؑ کا بغض اور آپؑ سے دشمنی رکھتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق یا مجہول ہے اور اس کی وجہ عبدالحمید بن ابی دیلم ہے کہ جس کی تضعیف وتوثیق کے درمیان معارضہ ہے (واللہ اعلم)

2/778 الکافی،۱/۴/۲۹۶/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ وَ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُعَمَّرٍ اَلْعَطَّارِ عَنْ بَشِيرٍ اَلدَّهَّانِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ الکافی،۸/۳۲۱/۶۴۱ يَحْيَى اَلْحَلَبِيُّ عَنْ بَشِيرٍ اَلْكُنَاسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي مَرَضِهِ اَلَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ اُدْعُوا لِي خَلِيلِي فَأَرْسَلَتَا إِلَى أَبَوَيْهِمَا فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِمَا رَسُولُ اَللَّهِ

---

[۱] مراۃ العقول:۳/۲۸۵

صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَعْرَضَ عَنْهُمَا ثُمَّ قَالَ اُدْعُوا لِي خَلِيلِي فَأُرْسِلَ إِلَى عَلِيٍّ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ أَكَبَّ عَلَيْهِ يُحَدِّثُهُ فَلَمَّا خَرَجَ لَقِيَاهُ فَقَالاَ لَهُ مَا حَدَّثَكَ خَلِيلُكَ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَلْفَ بَابٍ يَفْتَحُ كُلُّ بَابٍ أَلْفَ بَابٍ.

ترجمہ: بشیر الدھان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: میرے پاس میرے خلیل کو بلاؤ۔ پس ان دونوں بیبیوں نے اپنے اپنے باپ کو بلا لیا۔ جب ان کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو اپنا منہ پھیر لیا اور فرمایا: میرے خلیل کو بلاؤ۔ پس علی کو بلایا گیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر جھکے اور باتیں کیں جب علی نکلے تو دونوں نے پوچھا کہ آپؑ کے خلیل نے آپؑ سے کیا کہا۔ آپؑ نے فرمایا: مجھے ہزار باب علم کے تعلیم کئے اور خدا نے ہر باب سے مزید ہزار باب میرے اُوپر اور منکشف کیئے۔[1]

بیان:

﴿أکب أقبل﴾
''اکبّ'' وہ آیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں مجہول ہیں[2] لیکن میرے نزدیک پہلی سند حسن ہے کیونکہ یحییٰ بن معمر العطار کامل الزیارات کا راوی ہے اور یہی توثیق کافی ہے اور اسی طرح بشیر الدہان بھی کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے اور ہمارے نزدیک ایسی صورت میں ان کا مجہول ہونا نقصان دہ نہیں ہے (واللہ اعلم)

3/779 الکافی،۱/۲۹۷/۹/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْوَلِيدِ شَبَابٍ اَلصَّيْرَفِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ رِبَاطٍ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَ كَامِلٌ اَلتَّمَّارُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ كَامِلٌ جُعِلْتُ فِدَاكَ حَدِيثٌ رَوَاهُ فُلاَنٌ فَقَالَ اُذْكُرْهُ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَنَّ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَدَّثَ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِأَلْفِ بَابٍ يَوْمَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كُلُّ بَابٍ يَفْتَحُ أَلْفَ بَابٍ فَذَلِكَ أَلْفُ أَلْفِ بَابٍ فَقَالَ لَقَدْ كَانَ ذَلِكَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَظَهَرَ ذَلِكَ لِشِيعَتِكُمْ وَ

---

[1] بصائر الدرجات:۱/۳۰۴؛ اثبات الھداۃ:۳/۱۷؛ الخصال:۲/۶۴۷؛ بحار الانوار:۲۲/۴۶۴ و۴۰/۲۱۵؛ الفصول المہمہ:۱/۵۵۶ و۵۶۴

[2] مراۃ العقول:۳/۲۸۶ و۲۵/۳۵۶؛ البضاعۃ المزجاۃ:۲/۴۲۷

مَوَالِيكُمْ فَقَالَ يَا كَامِلُ بَابٌ أَوْ بَابَانِ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَا يُرْوَى مِنْ فَضْلِكُمْ مِنْ أَلْفِ أَلْفِ بَابٍ إِلاَّ بَابٌ أَوْ بَابَانِ قَالَ فَقَالَ وَمَا عَسَيْتُمْ أَنْ تَرْوُوا مِنْ فَضْلِنَا مَا تَرْوُونَ مِنْ فَضْلِنَا إِلاَّ أَلْفاً غَيْرَ مَعْطُوفَةٍ.

ترجمہ: یونس بن رباط سے روایت ہے کہ میں اور کامل تمّار امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے کامل نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں ایک حدیث فلاں بن فلاں بیان کرتا ہے۔آپؑ نے فرمایا: بیان کرو کیا ہے۔اس نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو بوقت وفات ایک ہزار باب علم کے تعلیم فرمائے اور ہر باب سے علم کا ایک ایک ہزار باب اور کھل گئے۔آپؑ نے فرمایا: ایسا ہی ہے۔میں نے عرض کیا کہ آپؑ کے ان ابواب میں سے آپؑ کے شیعوں کے لیئے بھی کوئی باب کھلا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ایک یا دو باب ان کے لیئے کھلا ہے۔ میں نے عرض کیا آپؑ کی فضیلت کے ایک یا دو باب ابھی تک نہی کھلے۔آپؑ نے فرمایا: تو توقع رکھتا ہے کہ ہمارے فضائل کے ابواب میں سے کس قدر روایت کر سکے گا۔تم ہمارے فضل کے ہزار باب میں سے ایک جز کی بھی روایت نہیں کر سکو گے۔[1]

بیان:

﴿من فضلکم أی من علیکم إلا ألفا غیر معطوفة یعنی إلا حرفا واحدا ناقصا أی أقل من حرف واحد و إنما اختار الألف لأنها أقل الحروف و أبسطها و أخفها مئونة و عدم عطفها کنایة عن نقصانها فإنها تکتب فی رسم الخط الکوفی هکذا أ فإذا کان طرفها غیر مائل کان ناقصا﴾

''من فضلکم''،''تمھارے فضل سے یعنی تمہارے عمل سے مگر''آلفا''غیر معطوف ہے یعنی''اِلاّ''ایک ناقص حرف ہے یعنی ایک حرف سے کم اور انہوں نے''الف''کو اختیار کیا کیونکہ وہ حروف سے کم ہے اور اس کا عطف نہ ہونا کنایہ ہے اس کے ناقص ہونے سے پس وہ کوفی رسم الخط میں اس طرح لکھا جاتا ہے''ے''اور جب اس کی طرف غیر مائل ہو تو ہو ناقص ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2]

---

[1] المحتضر: ۱۶۱؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۵۵۷؛ السیرۃ النبویہ کورانی: ۳/ ۳۳۸؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۱۱۶؛ غایۃ المرام: ۵/ ۲۲۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/ ۴۶۳؛ تفسیر الصراط المستقیم بروجردی: ۳/ ۵۹۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۷/ ۵۳؛ ینابیع المعاجز: ۲۷۰

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۲۹۰

4/780 الكافي،١/٢٩٧/٨/١ محمد عن أحمد عن الحسين عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: قَالَ لَمَّا حَضَرَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْمَوْتُ دَخَلَ عَلَيْهِ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ يَا عَلِيُّ إِذَا أَنَا مِتُّ فَغَسِّلْنِي وَ كَفِّنِّي ثُمَّ أَقْعِدْنِي وَ سَلْنِي وَ اُكْتُبْ.

(ترجمہ) ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کا وقت آیا تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنی ردا میں داخل کر کے فرمایا: تم مجھے غسل و کفن دینا، پھر مجھے بٹھا دینا اور جو چاہنا پوچھ لینا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ القاسم بن محمد کامل الزیارات کا راوی ہے اور یہ توثیق ہے البتہ یہ واقفی ہے اور رہا معاملہ علی بن ابوحمزہ کا تو اس بارے پہلے کئی مقامات پر یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ ہمارے مشائخ نے اس سے اس وقت روایات اخذ کیں جبکہ وہ واقفی نہ تھا اور نہ ہمارے کسی مشائخ کے بارے میں یہ سوچنا بھی درست نہ ہوگا کہ وہ کسی ایسے شخص سے روایات اخذ کرتے تھے جس پر آئمہؑ نے لعنت فرمائی ہو (واللہ اعلم)

5/781 الكافي،١/٢٩٦/٧/١ العدة عن أحمد عن البزنطي الكافي،١/١/١٥٠/٣ العدة عن التهذيب، ١/٤٣٥/٤٢/١ سهل عن البزنطي عَنْ فُضَيْلِ بْنِ سُكَّرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَلْ لِلْمَاءِ الَّذِي يُغَسَّلُ بِهِ الْمَيِّتُ حَدٌّ مَحْدُودٌ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِذَا مِتُّ فَاسْتَقِ سِتَّ قِرَبٍ مِنْ مَاءِ بِئْرِ غَرْسٍ فَغَسِّلْنِي وَ كَفِّنِّي وَ حَنِّطْنِي فَإِذَا فَرَغْتَ مِنْ غُسْلِي وَ كَفْنِي فَخُذْ بِجَوَامِعِ كَفَنِي وَ أَجْلِسْنِي ثُمَّ سَلْنِي عَمَّا شِئْتَ فَوَ اللَّهِ لاَ تَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ إِلاَّ أَجَبْتُكَ فِيهِ.

(ترجمہ) فضیل بن سکرہ سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں میت کے غسل کے پانی کی حد کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے کہا کہ اگر میں رحلت کر جاؤں تو چاہ

[1] الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۲۸؛ المناقب: ۲/ ۷ ۳؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۲۸۳؛ بحارالانوار: ۴۰/ ۱۵۲ و ۲۱۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/ ۶۳ ۴؛ عین الحیاۃ: ۲۰۱

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۲۸۹

غرس (مدینہ کا کنواں) سے چھ بڑے ڈول پانی لے لینا اور مجھے غسل وکفن دینا اور حنوط کرنا اور جب غسل وکفن سے فارغ ہونا تو مجھے کفن سمیت بٹھا دینا اور جو چاہنا دریافت کرنا پس خدا کی قسم جو تم پوچھو گے میں جواب دوں گا۔ [۱]

بیان:

﴿غرس بئر بالمدينة وفي الحديث غرس من عيون الجنة﴾

''غرس'' مدینہ میں ایک کنواں ہے۔ایک حدیث میں آیا ہے۔''غرس من عیون الجنّہ'' جنت کے کنوؤں میں سے ایک کنواں۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند مجہول اور دوسری سند ضعیف علی المشہور اور تیسری سند ضعیف ہے [۲] لیکن ہمارے نزدیک پہلی سند حسن کالصحیح ہے کیونکہ فضیل بن سکرۃ تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور اس کی وجہ البزنطی کا اس سے روایت کرنا ہے کیونکہ البزنطی پر اجماع ہے کہ وہ کسی ثقہ کے علاوہ روایت ہی نہیں کرتا اور دوسری سند موثق ہے کیونکہ مذکورہ وجہ کے ساتھ موثق ہے (واللہ اعلم)

6/782 الكافي،١/٥/٢٩٦/١ القميان عن محمد بن إسماعيل عن بزرج عن الحضرمي عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: عَلَّمَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلِيّاً صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ أَلْفَ حَرْفٍ كُلُّ حَرْفٍ يَفْتَحُ أَلْفَ حَرْفٍ.

(ترجمہ) الحضرمی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کو ہزار باب علم کی تعلیم دی اور خدا نے ہر باب سے ایک ایک ہزار باب اور ان پر منکشف کر دیئے۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن موثق ہے [۴] اور یہ مضمون مشہور و متواتر ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] وسائل الشیعہ: ۲/ ۷ ۵۳؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۷ ۲۴؛ مستدرک الوسائل: ۲/ ۱۸۹؛ بحار الانوار: ۲۲/ ۵۱۴ و ۴۰/ ۲۱۴؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۲۸۴؛ ھدایۃ الامہ: ۱/ ۲۶۴؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۰۳؛ الاستبصار: ۱/ ۱۹۶

[۲] مراۃ العقول: ۳/ ۲۸۸ و ۱۳/ ۳۲۲؛ ملاذ الاخیار: ۳/ ۷ ۲۳

[۳] الخصال: ۲/ ۶۴۸؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۳۰۸؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۵۵۶؛ الاختصاص: ۲۸۴؛ بحار الانوار: ۲۶/ ۳۰ و ۴۰/ ۱۴۰ و ۱۳۲؛ سفینۃ البحار: ۲/ ۱۵۴؛ غایۃ المرام: ۲۲۱؛ ینابیع المعاجز: ۲۶۹

[۴] مراۃ العقول: ۳/ ۲۸۷

7/783 الکافی،۱/۶/۲۹۶/۱ العدة عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ فِي ذُؤَابَةِ سَيْفِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ صَحِيفَةٌ صَغِيرَةٌ فَقُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَيُّ شَيْءٍ كَانَ فِي تِلْكَ اَلصَّحِيفَةِ قَالَ هِيَ اَلْأَحْرُفُ اَلَّتِي يَفْتَحُ كُلُّ حَرْفٍ أَلْفَ حَرْفٍ قَالَ أَبُو بَصِيرٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَمَا خَرَجَ مِنْهَا حَرْفَانِ حَتَّى اَلسَّاعَةِ.

(ترجمہ) ابوبصیر نے بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ شمشیر میں ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا۔ابوبصیر کہتے ہیں میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا تھا۔آپؑ نے فرمایا: وہ حروف تھے کہ ہر حرف سے ہزار حرف اور ظاہر ہوتے تھے اور یہ بھی فرمایا کہ ان میں سے دو حرف بھی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے۔[1]

بیان:

﴿ذؤابة كل شیء أعلاه و أصلها الهمز قلبت واوا﴾

''ذوابہ'' سے مراد ہر وہ چیز بلند ہو، اس کی اصل ''ہمزہ'' ہے جس کو ''واؤ'' سے بدلا جاتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے[2]

8/784 الکافی،۱/۵/۲۸۹/۱ عَلِيٌّ عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَهُ جَالِساً فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ حَدِّثْنِي عَنْ وَلاَيَةِ عَلِيٍّ أَ مِنَ اَللَّهِ أَوْ مِنْ رَسُولِهِ فَغَضِبَ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ كَانَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَخْوَفَ لِلَّهِ مِنْ أَنْ يَقُولَ مَا لَمْ يَأْمُرْهُ بِهِ اَللَّهُ بَلِ اِفْتَرَضَهُ كَمَا اِفْتَرَضَ اَللَّهُ اَلصَّلاَةَ وَ اَلزَّكَاةَ وَ اَلصَّوْمَ وَ اَلْحَجَّ.

(ترجمہ) ابوبصیر بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے عرض کیا آپؑ ولایت علی علیہ السلام کے متعلق بیان کریں آیا یہ حکم اللہ کی طرف سے تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تھا؟ یہ سن کر آپؑ غصے ہوئے اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ خوف کرنے والے تھے اس سے کہ خلافِ حکم خدا کوئی حکم دیں بلکہ

---

[1] بصائر الدرجات:۱/۳۰۸؛ الخصال:۲/۶۴۹؛ بحار الانوار:۴۰/۱۳۳ و ۱۵۱؛ الفصول المہمہ:۱/۵۵۷؛ الاختصاص:۲۸۴؛ المناقب:۲/۳۶؛ ینابیع المعاجز:۲۶۷؛ الثاقب:۳۳۰

[2] مراۃ العقول:۳/۲۸۷

خدا نے اس امرِ ولایت کو بھی اسی طرح فرض قرار دیا ہے جس طرح نماز زکوٰۃ وروزہ اور حج کو فرض قرار دیا ہے۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ صالح بن سندی کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے لہٰذا مجہول ہونا مضر نہیں ہے (واللہ اعلم)

9/785 الفقيه، ۴/۱۸۰/۵۴۰۷ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مِائَةَ أَلْفِ نَبِيٍّ وَ أَرْبَعَةً وَ عِشْرِينَ أَلْفَ نَبِيٍّ أَنَا سَيِّدُهُمْ وَ أَفْضَلُهُمْ وَ أَكْرَمُهُمْ عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِيٌّ أَوْصَى إِلَيْهِ بِأَمْرِ اَللَّهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ وَ إِنَّ وَصِيِّي عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَسَيِّدُهُمْ وَ أَفْضَلُهُمْ وَ أَكْرَمُهُمْ عَلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں اور میں ان سب کا سردار اور ان سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں ان سب سے زیادہ مکرم ہوں اور ہر نبی کا ایک وصی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اس کو وصی بناتا ہے اور میرے وصی علی بن ابی طالب علیہ السلام ان سب کا سردار اور سب سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ مکرم ہیں۔ [۳]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اس حدیث کی سند کو یہاں ذکر نہیں کیا ہے لیکن الخصال اور امالی میں الگ الگ اسناد ذکر کی ہیں جن کے راوی کمزور اور مجہول ہیں لیکن حدیث کا مضمون معتبر اور مشہور ہے (واللہ اعلم)

10/786 الفقيه، ۴/۱۷۹/۵۴۰۴ الفقيه، ۴/۴۲۰/۵۹۲۰ اَلْمُعَلَّى بْنُ مُحَمَّدٍ اَلْبَصْرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سليمان [سَلَمَةَ] عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنَّ عَلِيّاً وَصِيِّي وَ خَلِيفَتِي وَ زَوْجَتُهُ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَلْعَالَمِينَ اِبْنَتِي وَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ اَلْجَنَّةِ وَلَدَايَ مَنْ وَالاَهُمْ فَقَدْ وَالاَنِي وَ مَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَانِي وَ مَنْ نَاوَأَهُمْ فَقَدْ نَاوَأَنِي وَ مَنْ جَفَاهُمْ فَقَدْ جَفَانِي وَ مَنْ بَرَّهُمْ فَقَدْ بَرَّنِي وَصَلَ اَللَّهُ

---

[۱] اثبات الہداۃ: ۳/ ۴؛ مسند ابو بصیر: ۱/ ۱۱۸

[۲] قصص الانبیاء راوندی: ۲۷۳؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۲۶؛ الخصال: ۲/ ۶۴۱؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۱۱۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۱۴؛ بحارالانوار: ۱۱/ ۳۰ و ۳۸/ ۴

[۳] قصص الانبیاء راوندی: ۲۷۳؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۲۶؛ الخصال: ۲/ ۶۴۱؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۱۱۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/ ۵۱۴؛ بحارالانوار: ۱۱/ ۳۰ و ۳۸/ ۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۱۲۷؛ المناقب: ۳/ ۴۷؛ امالی صدوق: ۲۳۶

مَنْ وَصَلَهُمْ وَ قَطَعَ اَللَّهُ مَنْ قَطَعَهُمْ وَ نَصَرَ اَللَّهُ مَنْ أَعَانَهُمْ وَ خَذَلَ مَنْ خَذَلَهُمْ، اَللَّهُمَّ مَنْ كَانَ لَهُ مِنْ أَنْبِيَائِكَ وَ رُسُلِكَ ثَقَلٌ وَ أَهْلُ بَيْتٍ فَعَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ اَلْحَسَنُ وَ اَلْحُسَيْنُ أَهْلُ بَيْتِي وَ ثَقَلِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ اَلرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِيراً يَا رَبَّ اَلْعَالَمِينَ.

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی علیہ السلام میرے وصی اور میرے خلیفہ ہیں اوران کی زوجہ فاطمہ علیہا السلام تمام عالم کی عورتوں کی سردار میری دختر ہے اورحسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ یہ دونوں میرے فرزند ہیں۔جس نے ان سے دوستی رکھی اس نے مجھ سے دوستی رکھی۔ جس نے ان لوگوں سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔جس نے ان لوگوں پرظلم کیااس نے مجھ پر ظلم کیا،جس نے ان لوگوں سے نیکی کی اس نے میرے ساتھ نیکی کی۔اللہ اس سے میل ملاپ رکھے جوان سے میل ملاپ رکھے۔اللہ اس شخص سے قطع تعلق کرے جوان لوگوں سے قطع تعلق کرے۔اللہ اس کی مدد کرے جو ان کی مدد کرے۔اللہ اس کی مدد نہ کرے جوان کی مدد نہ کرے۔ پروردگارا اگر تیرے انبیاءاوررسولوں میں سے کسی کے ثقل اوراہلبیت ہوئے ہیں توعلی علیہ السلام وفاطمہ علیہا السلام وحسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام میرے اہلبیت اور میرے ثقل ہیں توان لوگوں سے ہرطرح کی پلیدگی کودوررکھ اورانہیں پاک رکھ جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے ابن عباس تک طریق ذکرنہیں کیا ہے البتہ انہوں نے ان تک کئی طرف دیگر کتب میں ذکر کیے ہیں جواکثر عامی راویوں پرمشتمل ہیں لیکن حدیث کا مضمون مشہورومتواتر ہے(واللہ اعلم)

11/787 الفقیہ،۵۰۴۵/۹۷۱/۴ رُوِيَ عَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ اَلنَّبِيَّ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَصِيِّي أَوْصَيْتُ إِلَيْكَ بِأَمْرِ رَبِّي وَ أَنْتَ خَلِيفَتِي اِسْتَخْلَفْتُكَ بِأَمْرِ رَبِّي يَا عَلِيُّ أَنْتَ اَلَّذِي تُبَيِّنُ لِأُمَّتِي مَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ بَعْدِي وَ تَقُومُ فِيهِمْ مَقَامِي قَوْلُكَ قَوْلِي وَ أَمْرُكَ أَمْرِي وَ طَاعَتُكَ طَاعَتِي وَ طَاعَتِي طَاعَةُ اَللَّهِ وَ مَعْصِيَتُكَ مَعْصِيَتِي وَ مَعْصِيَتِي مَعْصِيَةُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سُنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے متعلق فرماتے تھے: اے علی علیہ السلام تم میرے وصی ہومیں نے اپنے رب کے حکم سے تم کواپنا وصی بنایا ہے اورتم میرے خلیفہ ہومیں نے

---

[1] امالی صدوق:۵۷؛بشارۃ المصطفیٰ:۱۶؛اثبات الھداۃ:۲/۳۸؛بحارالانوار:۳۵/۲۱۰و۳۷/۳۵؛غایۃ المرام:۲/۲۰۶؛احقاق الحق:۱/۴۱۷

اپنے رب کے حکم سے تم کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ اے علی علیہ السلام تم ہی وہ ہو کہ میرے بعد میری امت والے جن باتوں میں اختلاف کریں گے اس کی تم وضاحت کرو گے ان میں تم میرے قائم مقام ہو۔ تمہارا حکم میرا حکم ہے تمہاری اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ تمہاری نافرمانی میری نافرمانی ہے اور میری نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے ابن عباس تک طریق ذکر نہیں کیا ہے البتہ انہوں نے ان تک کئی طرف اپنی دیگر کتب میں ذکر کیے ہیں جو اکثر عامی راویں پر مشتمل ہیں لیکن حدیث کا مضمون مشہور و متواتر ہے (واللہ اعلم)

۳۳۔ باب الإشارة و النص علی الحسن بن علی علیہما السلام

باب: امام حسن ابن علی علیہما السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/788 الکافی،۸/۲۳۳/۳۰۷ علی بن محمد عَنْ صَالِحِ بن أبی حماد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ عَبْدِ اَلْمَلِكِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَانَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَشْبَهَ اَلنَّاسِ بِمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ مَا بَيْنَ رَأْسِهِ إِلَى سُرَّتِهِ وَ إِنَّ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَشْبَهُ اَلنَّاسِ بِمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ مَا بَيْنَ سُرَّتِهِ إِلَى قَدَمِهِ.

(ترجمہ) عبدالملک بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ امام ہفتم ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام حسن علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام بن عمران سے بہت زیادہ سر سے لے کر ناف تک مشابہ تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام بن عمران سے بہت زیادہ ناف سے قدم تک مشابہ تھے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3]

2/789 الفقیہ ۴: ۲۳۷ رقم ۵۵۶۶ عَلِيُّ بْنُ اَلْحَكَمِ عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي اَلْحَلاَّلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ

---

[1] اثبات الھداۃ: ۳/۲۵؛ غایۃ المرام: ۷/۱۲۸؛ احقاق الحق: ۲۰/۲۳۰

[2] الوافی: ۳/۵۴۷ ح ۱۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۱/۵۰۰؛ احقاق الحق: ۱۹/۲۸۶ و ۲۶/۳۶۴

[3] مراۃ العقول: ۲۶/۱۷۱

اَلسَّلاَمُ عَنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ هَلْ أَوْصَى إِلَى اَلْحَسَنِ وَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ مَعَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَ هُمَا فِي ذَلِكَ اَلسِّنِّ قَالَ نَعَمْ وَ لاَ يَكُونُ لِسِوَاهُمَا فِي أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ سِنِينَ.

(ترجمہ) زیاد بن الحلال سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ کیا امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ حضرات حسنین علیہما السلام کے لیے بھی وصیت کی گئی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: وہ دونوں حضرات کس سن کے تھے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں مگر ان دونوں کے علاوہ کسی اور کو پانچ (۵) سال سے کم کا نہیں ہونا چاہیئے (کہ اسے وصیت کی جائے)۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۲]

3/790 الکافی،۱/۲۹۷/۱/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ اَلْيَمَانِيِّ وَ اِبْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ أَبَانٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: شَهِدْتُ وَصِيَّةَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حِينَ أَوْصَى إِلَى اِبْنِهِ اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَشْهَدَ عَلَى وَصِيَّتِهِ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مُحَمَّداً وَ جَمِيعَ وُلْدِهِ وَ رُؤَسَاءَ شِيعَتِهِ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ ثُمَّ دَفَعَ إِلَيْهِ اَلْكِتَابَ وَ اَلسِّلاَحَ وَ قَالَ لاِبْنِهِ اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا بُنَيَّ أَمَرَنِي رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ أُوصِيَ إِلَيْكَ وَ أَنْ أَدْفَعَ إِلَيْكَ كُتُبِي وَ سِلاَحِي كَمَا أَوْصَى إِلَيَّ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ دَفَعَ إِلَيَّ كُتُبَهُ وَ سِلاَحَهُ وَ أَمَرَنِي أَنْ آمُرَكَ إِذَا حَضَرَكَ اَلْمَوْتُ أَنْ تَدْفَعَهَا إِلَى أَخِيكَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى اِبْنِهِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ وَ أَمَرَكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ تَدْفَعَهَا إِلَى اِبْنِكَ هَذَا ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ وَ أَمَرَكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ تَدْفَعَهَا إِلَى اِبْنِكَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ أَقْرِئْهُ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مِنِّي اَلسَّلاَمَ.

(ترجمہ) سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ میں اس وقت موجود تھا جب امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام کے

---

[۱] الوافی: ۲/۱۶۹/۲۴ ح ۶ ۳۲۸۴؛ وسائل الشیعہ: ۱۹/ ۳۷۶؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۹/ ۱۸۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱۹/ ۴۰۵

[۲] روضۃ المتقین: ۱۱/ ۱۴۵؛ دلیل تحریر الوسیلہ (الاسرۃ): ۲۰۳ و ۱۵۲ و ۱۶۸

متعلق وصیت کی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس وقت امام حسین علیہ السلام محمد حنفیہ اور حضرت علی علیہ السلام کی تمام اولاد اور آپؑ کے شیعہ رؤساء اہل بیت موجود تھے۔ حضرت نے کتاب اور اسلحہ امام حسن علیہ السلام کو دے کر فرمایا: بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لئے وصیت کروں اور اپنی کتابیں اور ہتھیار تمہیں دوں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کتابیں اور ہتھیار مجھے دیئے اور مجھے حکم دیا کہ تمہیں حکم دوں کہ جب تمہاری وفات کا وقت قریب آئے تو یہ چیز اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے سپرد کرنا پھر حسین سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ یہ چیزیں اپنے اس بیٹے کے سپرد کرنا اور علی بن الحسین کا ہاتھ پکڑ کر کہا تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ یہ چیزیں اپنے بیٹے محمدؑ بن علیؑ کے سپرد کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور میری طرف سے ان کو سلام کہنا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن علی الظاہر ہے [2] اور اصفہانی کے نزدیک بھی صحیح ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

4/791 الکافی،۱/۲۹۸/۵/۱ العدة عن أحمد عن الحسين عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَوْصَى أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى اَلْحَسَنِ وَ أَشْهَدَ عَلَى وَصِيَّتِهِ الحديث بأدنى تفاوت و زاد في آخره ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى اِبْنِهِ اَلْحَسَنِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ أَنْتَ وَلِيُّ اَلْأَمْرِ وَ وَلِيُّ اَلدَّمِ فَإِنْ عَفَوْتَ فَلَكَ وَ إِنْ قَتَلْتَ فَضَرْبَةٌ مَكَانَ ضَرْبَةٍ وَ لاَ تَأْثَمْ .

(ترجمہ) بفرق الفاظ حدیث وہی ہے البتہ اس کہ آخر میں یہ اضافہ ہے: پھر امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: تم ولی امر ہو اور قصاص لینے کے مجاز ہو اگر میں قتل ہو جاؤں تو ایک ضرب کے بدلے ایک ہی ضرب لگانا اور گناہ گار نہ ہونا۔ [4]

---

[1] تہذیب الاحکام:۹/۱۷۶؛ کشف الغمہ:۱/۵۳۲؛ دعائم الاسلام:۲/۲۴۸؛ اثبات الہداۃ:۲/۱۵؛ اعلام الوریٰ:۲۰۷؛ کتاب سلیم بن قیس:۲/۹۲۶؛ بحار الانوار:۴۲/۲۱۲ و ۲۵۰ و ۴۳/۳۲۲؛ بہجۃ النظر:۵۶؛ تفسیر جابر الجعفی:۱۶۶؛ مسند الامام المجتبیٰؑ:۴۰؛ الدمعۃ الساکبہ:۳/۱۲۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:۱۸/۸۸۰

[2] مراۃ العقول:۳/۲۹۱

[3] الحج البالغۃ:۳۰۹

[4] تہذیب الاحکام:۹/۱۷۶؛ کشف الغمہ:۱/۵۳۲؛ دعائم الاسلام:۲/۲۴۸؛ اثبات الہداۃ:۲/۱۵؛ اعلام الوریٰ:۲۰۷؛ کتاب سلیم بن قیس:۲/۹۲۶؛ بحار الانوار:۴۲/۲۱۲ و ۲۵۰ و ۴۳/۳۲۲؛ بہجۃ النظر:۵۶؛ تفسیر جابر الجعفی:۱۶۶؛ مسند الامام المجتبیٰؑ:۴۰؛ الدمعۃ الساکبہ:۳/۱۲۳؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:۱۸/۸۸۰

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عمرو بن شمر ثقہ ہے اور وہ تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور یہ دوہری توثیق ہے جو ہمارے نزدیک راجح ہے اور تضعیف ثابت نہیں ہے اور جابر الجعفی ثقہ جلیل نہیں۔ [2]

5/792 التہذیب،۹/۱۷۶/۱۴/۱ الحسین عن حماد عن عن عمرو بن شمر عن جابر عن أبی جعفر و الیمانی عن أبان عن [رَفَعَهُ إِلَى] الفقیه،۴/۱۸۹/۵۴۳۳ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ اَلْهِلاَلِيِّ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ قَالَ سُلَيْمٌ: شَهِدْتُ وَصِيَّةَ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حِينَ أَوْصَى إِلَى اِبْنِهِ اَلْحَسَنِ وَ أَشْهَدَ عَلَى وَصِيَّتِهِ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مُحَمَّداً وَ جَمِيعَ وُلْدِهِ وَ رُؤَسَاءَ شِيعَتِهِ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ ثُمَّ دَفَعَ اَلْكِتَابَ إِلَيْهِ وَ اَلسِّلاَحَ ثُمَّ قَالَ لاِبْنِهِ اَلْحَسَنِ يَا بُنَيَّ أَمَرَنِي رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ أُوصِيَ إِلَيْكَ وَ أَنْ أَدْفَعَ إِلَيْكَ كُتُبِي وَ سِلاَحِي كَمَا أَوْصَى إِلَيَّ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ دَفَعَ إِلَيَّ كُتُبَهُ وَ سِلاَحَهُ وَ أَمَرَنِي أَنْ آمُرَكَ إِذَا حَضَرَكَ اَلْمَوْتُ أَنْ تَدْفَعَ ذَلِكَ إِلَى أَخِيكَ اَلْحُسَيْنِ قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى اِبْنِهِ اَلْحُسَيْنِ فَقَالَ وَ أَمَرَكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ تَدْفَعَهُ إِلَى اِبْنِكَ هَذَا ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ اِبْنِ اِبْنِهِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ وَ هُوَ صَبِيٌّ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ يَا بُنَيَّ وَ أَمَرَكَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ تَدْفَعَهُ إِلَى اِبْنِكَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ فَاقْرَأْهُ مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ مِنِّي اَلسَّلاَمَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى اِبْنِهِ اَلْحَسَنِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ أَنْتَ وَلِيُّ اَلْأَمْرِ وَ وَلِيُّ اَلدَّمِ فَإِنْ عَفَوْتَ فَلَكَ وَ إِنْ قَتَلْتَ فَضَرْبَةً مَكَانَ ضَرْبَةٍ وَ لاَ تَأْثَمْ ثُمَّ قَالَ اُكْتُبْ بِسْمِ اللهِ اَلرَّحْمٰنِ اَلرَّحِيمِ هَذَا مَا أَوْصَى بِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَوْصَى أَنَّهُ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِالْهُدىٰ وَ دِينِ اَلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى اَلدِّينِ كُلِّهِ وَ لَوْ كَرِهَ اَلْمُشْرِكُونَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ ثُمَّ إِنَّ صَلاٰتِي وَ نُسُكِي وَ مَحْيٰايَ وَ مَمٰاتِي لِلّٰهِ رَبِّ اَلْعٰالَمِينَ لاٰ شَرِيكَ لَهُ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا مِنَ اَلْمُسْلِمِينَ ثُمَّ إِنِّي أُوصِيكَ يَا حَسَنُ وَ جَمِيعَ وُلْدِي وَ أَهْلَ بَيْتِي وَ مَنْ بَلَغَهُ كِتَابِي مِنَ

---

[1] مراۃ العقول:۳/ ۲۹۳

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۱۰۰

اَلْمُؤْمِنِينَ بِتَقْوَى اَللَّهِ رَبِّكُمْ (وَ لاٰ تَمُوتُنَّ إِلاّٰ وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ) (وَ اِعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اَللّٰهِ جَمِيعاً وَ لاٰ تَفَرَّقُوا) فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ صَلاَحُ ذَاتِ اَلْبَيْنِ أَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ اَلصَّلاَةِ وَ اَلصَّوْمِ وَ إِنَّ اَلْبِغْضَةَ حَالِقَةُ اَلدِّينِ وَ فَسَادُ ذَاتِ اَلْبَيْنِ وَ لاٰ قُوَّةَ إِلاّٰ بِاللّٰهِ أُنْظُرُوا ذَوِي أَرْحَامِكُمْ فَصِلُوهُمْ يُهَوِّنِ اَللَّهُ عَلَيْكُمُ اَلْحِسَابَ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي اَلْأَيْتَامِ فَلاَ تُغِبُّوا أَفْوَاهَهُمْ وَ لاَ يَضِيعُوا بِحَضْرَتِكُمْ فَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ مَنْ عَالَ يَتِيماً حَتَّى يَسْتَغْنِيَ أَوْجَبَ اَللَّهُ لَهُ اَلْجَنَّةَ كَمَا أَوْجَبَ لِآكِلِ مَالِ اَلْيَتِيمِ اَلنَّارَ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي اَلْقُرْآنِ فَلاَ يَسْبِقَنَّكُمْ إِلَى اَلْعَمَلِ بِهِ غَيْرُكُمْ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي بَيْتِ اَللَّهِ فَلاَ يَخْلُوَنَّ مِنْكُمْ مَا بَقِيتُمْ فَإِنَّهُ إِنْ يُتْرَكْ لَمْ تُنَاظَرُوا وَ إِنَّ أَدْنَى مَا يَرْجِعُ بِهِ مَنْ أَمَّهُ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ مَا قَدْ سَلَفَ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي اَلصَّلاَةِ فَإِنَّهَا خَيْرُ اَلْعَمَلِ وَ إِنَّهَا عَمُودُ دِينِكُمْ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي اَلزَّكَاةِ فَإِنَّهَا تُطْفِئُ غَضَبَ رَبِّكُمْ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّ صِيَامَهُ جُنَّةٌ مِنَ اَلنَّارِ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي اَلْفُقَرَاءِ وَ اَلْمَسَاكِينِ فَشَارِكُوهُمْ فِي مَعِيشَتِكُمْ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي اَلْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اَللَّهِ رَجُلاَنِ إِمَامُ هُدًى وَ مُطِيعٌ لَهُ مُقْتَدٍ بِهُدَاهُ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي ذُرِّيَّةِ نَبِيِّكُمْ فَلاَ يُظْلَمُنَّ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ وَ أَنْتُمْ تَقْدِرُونَ عَلَى اَلدَّفْعِ عَنْهُمْ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي أَصْحَابِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلَّذِينَ لَمْ يُحْدِثُوا حَدَثاً وَ لَمْ يُؤْوُوا مُحْدِثاً فَإِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَوْصَى بِهِمْ وَ لَعَنَ اَلْمُحْدِثَ مِنْهُمْ وَ مِنْ غَيْرِهِمْ وَ اَلْمُؤْوِيَ لِلْمُحْدِثِ وَ اَللَّهَ اَللَّهَ فِي اَلنِّسَاءِ وَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ لاَ تَخَافُنَّ فِي اَللَّهِ لَوْمَةَ لاَئِمٍ فَيَكْفِيَكُمُ اَللَّهُ مَنْ أَرَادَكُمْ وَ بَغَى عَلَيْكُمْ ف؟ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْناً كَمَا أَمَرَكُمُ اَللَّهُ وَ لاَ تَتْرُكُنَّ اَلْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ اَلنَّهْيَ عَنِ اَلْمُنْكَرِ فَيُوَلِّيَ اَللَّهُ اَلْأَمْرَ أَشْرَارَكُمْ وَ تَدْعُونَ فَلاَ يُسْتَجَابُ لَكُمْ عَلَيْكُمْ يَا بَنِيَّ بِالتَّوَاصُلِ وَ اَلتَّبَاذُلِ وَ اَلتَّبَارِّ وَ إِيَّاكُمْ وَ اَلنِّفَاقَ وَ اَلتَّدَابُرَ وَ اَلتَّقَاطُعَ وَ اَلتَّفَرُّقَ وَ تَعَاوَنُوا عَلَى اَلْبِرِّ وَ اَلتَّقْوىٰ وَ لاٰ تَعٰاوَنُوا عَلَى اَلْإِثْمِ وَ اَلْعُدْوٰانِ وَ اِتَّقُوا اَللّٰهَ إِنَّ اَللّٰهَ شَدِيدُ اَلْعِقٰابِ حَفِظَكُمُ اَللَّهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ وَ حَفِظَ فِيكُمْ نَبِيَّكُمْ أَسْتَوْدِعُكُمُ اَللَّهَ وَ أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ اَلسَّلاَمَ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ حَتَّى قُبِضَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي أَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنَ اَلْعَشْرِ اَلْأَوَاخِرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَ عِشْرِينَ لَيْلَةَ جُمُعَةٍ سَنَةَ أَرْبَعِينَ مِنَ اَلْهِجْرَةِ

وَ زَادَ فِيهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ أَبَانٌ قَرَأْتُهَا عَلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ صَدَقَ سُلَيْمٌ.

ترجمہ: سلیم بن قیس ہلالی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی وصیت کے موقع پر میں شاہد بنا جس وقت وہ اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام سے وصیت فرما رہے تھے اور آپ علیہ السلام نے اپنی وصیت پر امام حسین علیہ السلام و محمد حنیفہ اور اپنی تمام اولاد اپنے اہل بیت علیہم السلام کے اکابر و شیعوں کو بھی شاہد بنایا پھر آپؑ نے اپنی کتابیں اور اسلحے ان کے حوالے کر دیئے پھر فرمایا: اے فرزند مجھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ میں تم کو اپنی وصی بناؤں اور اپنی کتابیں اور اسلحے تمہارے حوالے کروں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنا وصی بنایا اور اپنی کتابیں اور اسلحے میرے حوالے کئے اور ہمیں حکم دیا تھا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ جب تمہارا وقت وفات قریب ہو تو یہ ساری چیزیں اپنے بھائی حسین علیہ السلام کے حوالے کر دو اس کے بعد آپ علیہ السلام اپنے فرزند حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم کو حکم دیا ہے کہ تم اسے اپنے فرزند علیؑ ابن الحسینؑ کے حوالے کرو۔ پھر آپؑ کو حکم دیا کہ تم اپنی وصیت اپنے فرزند محمد علیہ السلام بن علی علیہ السلام کے حوالے کر دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور میری طرف سے ان کو سلام پہنچا دینا۔

پھر آپ علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور فرمایا: اے فرزند تم ولی امر اور خون کے وارث ہو اگر تم عفو کر دو تو تمہیں اس کا حق ہے اور اگر تم قتل کر دو تو ایک ضرب کی جگہ صرف ایک ضرب اس سے تجاوز نہ کرنا۔ پھر فرمایا کہ لکھو:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ وصیت ہے جو علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کی ہے۔ وہ وصیت کرتے ہیں کہ وہ گواہی دیتے ہیں نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں جن کو اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ تمام ادیان پر غالب آئے خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔ پھر میری نماز، میری عبادت، میری حیات، میری موت اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالمین کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ایک ہوں۔ پھر میں تم کو وصیت کرتا ہوں اے حسن علیہ السلام نیز اپنی تمام اولاد اور اپنے اہل بیت اور مومنین میں سے ان تمام لوگوں کو جن کے پاس میری یہ تحریر پہنچے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کریں وہ تم لوگوں کا رب ہے اور تم لوگوں کو موت آئے تو مسلمان ہونے کی حالت میں اور تم سب لوگ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور یاد کرو اس بخشش کو جو اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں پر کی ہے جب تم لوگ آپس میں ایک

دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ آپس میں صلح وصفائی سے رہنا افضل ہے عام طور پر نماز اور روزہ سے اور آپس میں بغض وعداوت، دین کی بیخ کنی اور آپس میں فتنہ وفساد کا سبب ہے اور نہیں ہے کوئی قوت لیکن اللہ کی دی ہوئی۔
تم لوگ اپنے رشتہ داروں کو دیکھتے رہو اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو اللہ تم لوگوں کے حساب کو آسان کر دے گا۔ اور اللہ کا واسطہ تم لوگوں کو یتیموں کے بارے میں ان کے منہ سے رونے کی آواز بلند نہ ہونے دینا اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ وبرباد نہ ہوں۔ اس لئے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی ایک یتیم کو پالے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے جس طرح یتیم کا مال کھانے والے پر جہنم واجب کر دیتا ہے۔
اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ قرآن کے بارے میں کہ اس پر عمل کرنے میں تمہارا غیر تم پر سبقت حاصل نہ کر جائے۔
اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے پڑوسیوں کے بارے میں اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ دونوں نے ان کے متعلق وصیت فرمائی ہے۔
اور تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ تمہارے اپنے رب کے گھر کے بارے میں کہ جب تک تم لوگ باقی ہو اس کو خالی نہ چھوڑنا اگر اس کو چھوڑا تو پنپنے نہ پاؤ گے اور جو شخص اس کے حج کا قصد کرے گا تو اس کا ادنیٰ ثواب یہ ہوگا کہ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور خدا کے لئے نماز کا خیال رکھنا اس لئے کہ یہ بہترین عمل ہے او رتمہارے دین کا ستون ہے۔ اور خدا کے لئے زکوٰۃ کا خیال رکھنا اس لئے کہ تمہارے رب کی آتش غضب کو بجھا دیتی ہے۔ اور خدا کے لئے ماہ رمضان کے روزوں کا خیال رکھنا اس لئے کہ اس ماہ کا روزہ جہنم کے لئے سپر (ڈھال) ہے۔ اور خدا کے لئے فقراء ومساکین کا خیال رکھنا اور انہیں اپنی معیشت میں شریک رکھنا۔ اور خدا کے لئے اپنی جان و مال سے راہ خدا میں جہاد کرنا اسلئے کہ راہ خدا میں جہاد صرف دو شخص کرتے ہیں ایک امام اور دوسرے وہ جو امام کی اطاعت اور اس کی پیروی کرتے ہیں۔ اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی ﷺ کی ذریت کا خیال رکھنا اپنے سامنے ان پر ظلم نہ ہونے دینا بشرط کہ تم لوگ ان کے دفیعہ پر قادر ہو۔ اور خدا کے لئے تم لوگ اپنے نبی ﷺ کے ان اصحاب کا خیال رکھنا جنہوں نے کوئی بدعت نہیں کی اور نہ کسی بدعت کرنے والے کو پناہ دی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے وصیت فرمائی ہے اور ان میں سے جو بدعت کرنے والے ہیں ان پر اور بدعت کرنے والے کو پناہ دینے والے پر لعنت کی ہے۔ اور خدا کے لئے عورتوں کا خیال رکھنا اور جو تمہاری ملکیت میں ہیں ان کے اور اللہ کے معاملہ کسی ملامت کرنے والے سے ہرگز نہ

ڈرنا اور جو لوگ تمہارے بدخواہ ہوں اور تم لوگوں سے بغاوت کریں تو ان کے مقابلہ میں تم لوگوں کے لئے اللہ کافی ہے۔ لوگوں سے اچھی بات کرنا جیسا کہ اللہ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہ چھوڑنا ورنہ تم لوگوں پر والی وحاکم ایسے لوگوں کو بناؤں گا جو تم سے شر پر وبد ہیں۔ پھر اگر تم لوگ ان سے نجات کی دعا بھی کرو گے تو قبول نہ ہوگی۔

اے فرزند تم لوگوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے سے ملتے جلتے تحفہ و ہدیہ دیتے دلاتے اور حسن سلوک کرتے کراتے رہو۔ اور ایک دوسرے سے قطع کرنے مُنہ پھیرنے متفرق ہونے سے پرہیز کرو۔ اللہ تعالیٰ تم اہل بیت علیہم السلام کی حفاظت کرے اور تم میں تمہارا نبی تمہارا محافظ ہے اور میں تم سب کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم سب کو آخری سلام کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام مسلسل لا الہ الا اللہ کہتے رہے۔ یہاں تک کہ ماہ رمضان ۴۰ھ کے عشرہ آخر یعنی اکیس تاریخ کی رات شب جمعہ آپ علیہ السلام نے وفات پائی۔ [1]

بیان:

﴿الحبل العهد و الذمة و الله الله أي أحذركم الله فلا تغبروا غبار الفم كناية عن الجوع فإن من طال إمساكه عن الطعام و الشراب أغبر فوه و إن كانت بالمثناة التحتانية كما توجد في بعض النسخ فهي من التغيير و المعنى سواء لم تناظروا لم تمهلوا من أمه قصده لم يحدثوا حدثا لم يخالفوا الله و رسوله و لم يبتدعوا بدعة كنى به عن الثلاثة و من تبعهم و لم يأووا محدثا كنى به عن الثالث و أضرابه و حفظ فيكم نبيكم أي جعلكم بحيث تكون سنته و حرمته محفوظة﴾

''الحبل'' عہد اور امان۔ ''الله الله'' یعنی اللہ تعالیٰ تمھیں ڈراتا ہے۔ ''فلا تغبروا'' پس تم غبار آلود نہ کرو، منہ کا غبار، یہ کنایہ ہے بھوک سے، جو طویل وقت کے لیے اپنے آپ کو کھانے پینے سے روکے رکھے تو اس نے اپنا منہ غبار آلود کیا۔ بعض نسخوں میں ہے کہ یہ تغییر سے ہے اور اس کا معنی برابر ہے۔ ''لم تناظروا'' تم مہلت نہ دو۔ ''من امه'' اس نے اس کا قصد کیا۔ ''لم يحدثوا احدثا'' انہوں کوئی نیا کام سرانجام نہیں دیا، یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت نہیں کی اور انہوں نے کوئی بدعت قائم نہیں کی اور جس نے ان کی پیروی کی اس نے بھی کس بدعتی پر ترس نہیں کھایا۔ ''حفظ فيكم نبيكم'' تمھارے نبیؐ نے تمھارے حفاظت کی یعنی اس نے تمھیں ایسا بنایا کہ اس کی سنت اور حرمت محفوظ ہے جبکہ تمھارے غیروں نے ان دونوں چیزوں کو ضائع کیا۔

---

[1] کتاب سلیم بن قیس: ۲/ ۹۲۴؛ تہذیب الاحکام: ۹/ ۱۷۶؛ بہجۃ النظر: ۵۶؛ بحار الانوار: ۴۲/ ۲۵۰ و ۴۳/ ۳۲۲؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۵؛ اعلام الوریٰ: ۱/ ۴۰۵؛ کشف الغمہ: ۱/ ۵۳۲؛ عائم الاسلام: ۲/ ۳۴۸؛ الکافی: ۷/ ۴۹؛ بحار الانوار: ۴۲/ ۲۴۸

آگے جا کر انشاء اللہ کتاب الزکاۃ میں اس وصیت کے قریب المعنی آئیں گے۔

تحقیق اسناد:

شیخ طوسی والی دونوں سندیں ضعیف ہیں [1] لیکن میرے نزدیک شیخ طوسی والی پہلی سند حسن اور دوسری مرفوع کالحسن ہے اور اس کی وجہ گزشتہ حدیث میں ہی گزر چکی ہے اور اس حدیث کی ایک سند کلینی نے ذکر کی ہے جو صحیح ہے [2] (واللہ اعلم)

6/793 الكافي،١/٢/٢٩٨/١ الثلاثة عَنْ عَبْدِ ٱلصَّمَدِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي ٱلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ لَمَّا حَضَرَهُ ٱلَّذِي حَضَرَهُ قَالَ لاِبْنِهِ ٱلْحَسَنِ اُدْنُ مِنِّي حَتَّى أُسِرَّ إِلَيْكَ مَا أَسَرَّ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَيَّ وَ أَئْتَمِنَكَ عَلَى مَا اِئْتَمَنَنِي عَلَيْهِ فَفَعَلَ.

(ترجمہ) ابوالجارود نے بیان کیا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب امیرالمومنین علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: میرے پاس آؤ تا کہ وہ اسرار تمہیں تعلیم کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تعلیم کئے اور امین بناؤں ان چیزوں کا جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے امین بنایا اس کے بعد اسرار امامت آپ نے تعلیم کئے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ ابوالجارود ثقہ ہے البتہ واقفی ہے [5] (واللہ اعلم)

7/794 الكافي،١/٣/٢٩٢/١ العدة عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنِ ٱلْحَضْرَمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ٱلْأَجْلَحُ وَ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ وَ دَاوُدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ وَ زَيْدٌ ٱلْيَمَامِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ: أَنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ حِينَ سَارَ إِلَى ٱلْكُوفَةِ اِسْتَوْدَعَ أُمَّ سَلَمَةَ كُتُبَهُ وَ ٱلْوَصِيَّةَ فَلَمَّا رَجَعَ ٱلْحَسَنُ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ دَفَعَتْهَا إِلَيْهِ.

---

[1] ملاذ اخیار:۱۵/۴۸

[2] مراۃ العقول:۲۳/۸۸؛ ملاذ الاخیار:۱۵/۴۸

[3] اثبات الهداۃ:۴/۵؛ بہجۃ النظر:۵۵؛ اعلام الوریٰ:۱/۴۰۶؛ بحار الانوار:۴۳/۳۲۲؛ کشف الغمہ:۱/۵۳۲؛ بصائر الدرجات:۱/۴۷۷؛ عوالم العلوم:۱۹/۶۸؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:۱۹/۴۰۳؛ تلخیص الشافی:۲/۲۳۸

[4] مراۃ العقول:۳/۲۹۱

[5] المفید من معجم رجال الحدیث:۲۳۵

وَفِي نُسْخَةِ اَلصَّفْوَانِيِّ زِيَادَةٌ.

(ترجمہ) الحضرمی سے روایت ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو اپنی کتابیں ام سلمہؓ کے سپرد کیں اور وصیت بھی کہ جب امام حسن علیہ السلام مدینہ آئیں تو وہ چیزیں ان کے سپرد کردیں۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ سیف بن عمیرۃ ثقہ ہے اور واقفی نہیں ہے[3] اور ابوبکر الحضرمی بھی ثقہ ہے کیونکہ تفسیر القمی اور کامل الزیارات کا راوی ہے[4] اور الاجلح ثقہ جلیل ہے اور وہ بھی کامل الزیارات کا روای ہے شیخ مفید نے اس کی توثیق کی ہے اور ایک حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے جس میں اجلح ہے[5] اور شہرین حوشب بھی ثقہ اور تفسیر القمی کا راوی ہے[6] (واللہ اعلم)

8/795 الكافي،١/٢٩٨/٤/١ أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ سَيْفٍ عَنِ اَلْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: أَنَّ عَلِيّاً صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ الحديث.

(اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اُوپر گزرا ہے)[7]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[8]

9/796 الكافي،١/٢٩٩/٦/١ اَلْحُسَيْنُ بْنُ اَلْحَسَنِ اَلْحَسَنِيُّ رَفَعَهُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ اَلْأَحْمَرِيِّ رَفَعَهُ قَالَ: لَمَّا ضُرِبَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَفَّ بِهِ اَلْعُوَّادُ وَ قِيلَ لَهُ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ أَوْصِ فَقَالَ اِثْنُوا لِي وِسَادَةً ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ حَقَّ قَدْرِهِ مُتَّبِعِينَ أَمْرَهُ وَ أَحْمَدُهُ كَمَا أَحَبَّ وَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ اَلْوَاحِدُ اَلْأَحَدُ (اَلصَّمَدُ) كَمَا اِنْتَسَبَ أَيُّهَا اَلنَّاسُ كُلُّ اِمْرِءٍ

---

[1] اثبات الھداۃ: ۴/ ۵؛ بحارالانوار: ۴۳/ ۳۲۲؛ کشف الغمہ: ۱/ ۵۳۲؛ بہجۃ النظر: ۵۶؛ اعلام الوریٰ: ۱/ ۴۰۶؛ مسند الامام المجتبیٰؑ: ۴۱؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۷/ ۸۰۷؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۶/ ۱۵

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۲۹۲

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۷۵

[4] ایضاً: ۶۸۷

[5] ایضاً: ۱۹

[6] ایضاً: ۲۸۰

[7] اثبات الھداۃ: ۴/ ۵و۵۸؛ اعلام الوریٰ: ۱/ ۴۸۳؛ المناقب: ۴/ ۱۷۲؛ بحارالانوار: ۴۶/ ۱۹؛ بہجۃ النظر: ۶۶؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۲۶؛ المروی من کتاب علیؑ: ۹۳

[8] مراۃ العقول: ۳/ ۲۹۲

لاَقٍ فِي فِرَارِهِ مَا مِنْهُ يَفِرُّ وَ اَلْأَجَلُ مَسَاقُ اَلنَّفْسِ إِلَيْهِ وَ اَلْهَرَبُ مِنْهُ مُوَافَاتُهُ كَمْ أَطْرَدْتُ اَلْأَيَّامَ أَبْحَثُهَا عَنْ مَكْنُونِ هَذَا اَلْأَمْرِ فَأَبَى اَللَّهُ عَزَّ ذِكْرُهُ إِلاَّ إِخْفَاءَهُ هَيْهَاتَ عِلْمٌ مَكْنُونٌ أَمَّا وَصِيَّتِي فَأَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ جَلَّ ثَنَاؤُهُ شَيْئاً وَ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلاَ تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ أَقِيمُوا هَذَيْنِ اَلْعَمُودَيْنِ وَ أَوْقِدُوا هَذَيْنِ اَلْمِصْبَاحَيْنِ وَ خَلاَكُمْ ذَمٌّ مَا لَمْ تَشْرُدُوا حُمِّلَ كُلُّ اِمْرِءٍ مَجْهُودَهُ وَ خُفِّفَ عَنِ اَلْجَهَلَةِ رَبٌّ رَحِيمٌ وَ إِمَامٌ عَلِيمٌ وَ دِينٌ قَوِيمٌ أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ وَ أَنَا اَلْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ وَ غَداً مُفَارِقُكُمْ إِنْ تَثْبُتِ اَلْوَطْأَةُ فِي هَذِهِ اَلْمَزَلَّةِ فَذَاكَ اَلْمُرَادُ وَ إِنْ تَدْحَضِ اَلْقَدَمُ فَإِنَّا كُنَّا فِي أَفْيَاءِ أَغْصَانٍ وَ ذَرَى رِيَاحٍ وَ تَحْتَ ظِلِّ غَمَامَةٍ اِضْمَحَلَّ فِي اَلْجَوِّ مُتَلَفِّقُهَا وَ عَفَا فِي اَلْأَرْضِ مَحَطُّهَا وَ إِنَّمَا كُنْتُ جَاراً جَاوَرَكُمْ بَدَنِي أَيَّاماً وَ سَتُعْقَبُونَ مِنِّي جُثَّةً خَلاَءً سَاكِنَةً بَعْدَ حَرَكَةٍ وَ كَاظِمَةً بَعْدَ نُطْقٍ لِيَعِظَكُمْ هُدُوِّي وَ خُفُوتُ إِطْرَاقِي وَ سُكُونُ أَطْرَافِي فَإِنَّهُ أَوْعَظُ لَكُمْ مِنَ اَلنَّاطِقِ اَلْبَلِيغِ وَدَّعْتُكُمْ وَدَاعَ مُرْصِدٍ لِلتَّلاَقِي غَداً تَرَوْنَ أَيَّامِي وَ يَكْشِفُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَنْ سَرَائِرِي وَ تَعْرِفُونِّي بَعْدَ خُلُوِّ مَكَانِي وَ قِيَامِ غَيْرِي مَقَامِي إِنْ أَبْقَ فَأَنَا وَلِيُّ دَمِي وَ إِنْ أَفْنَ فَالْفَنَاءُ مِيعَادِي وَ إِنْ أَعْفُ فَالْعَفْوُ لِي قُرْبَةٌ وَ لَكُمْ حَسَنَةٌ (فَاعْفُوا وَ اِصْفَحُوا)... (أَ لاٰ تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اَللّٰهُ لَكُمْ) فَيَا لَهَا حَسْرَةً عَلَى كُلِّ ذِي غَفْلَةٍ أَنْ يَكُونَ عُمُرُهُ عَلَيْهِ حُجَّةً أَوْ تُؤَدِّيَهُ أَيَّامُهُ إِلَى شِقْوَةٍ جَعَلَنَا اَللَّهُ وَ إِيَّاكُمْ مِمَّنْ لاَ يَقْصُرُ بِهِ عَنْ طَاعَةِ اَللَّهِ رَغْبَةٌ أَوْ تَحُلُّ بِهِ بَعْدَ اَلْمَوْتِ نَقِمَةٌ فَإِنَّمَا نَحْنُ لَهُ وَ بِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ ضَرْبَةً مَكَانَ ضَرْبَةٍ وَ لاَ تَأْثَمْ.

(ترجمہ) ابراہیم بن اسحاق نے بیان کیا کہ جب امیر المومنین علیہ السلام کو مسجد میں ضرب لگی تو عیادت کرنے والے لوگ جمع ہوئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین وصیت کیجئے آپؑ نے فرمایا: میری پیٹھ کے پیچھے تکیہ لگاؤ پھر فرمایا: حمد ہے اس ذات کے لئے جس کے امر کے تابع بقدر اپنی طاقت کے حمد کرتے ہیں اور میں حمد کرتا ہوں اس کی جو اسے پسند ہے کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ واحد واحد وصمد ہے اے لوگو! ہر شخص ملاقات کرے گا اس سے جس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں موت ہر نفس کو اپنی طرف کھینچے والی ہے اور جس سے بھاگنا بے سود ہے بہت دن ایسے آئے کہ میں نے اس امر کا آشکارا کرنا چاہا لیکن خدا کو اس کا پوشیدہ رکھنا ہی منظور ہوا اس امر مکنوں پر اطلاع پانا بہت دور ہے میری وصیت ہے کہ اللہ کی ذات میں کسی کو شریک نہ کرو اور سنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضائع نہ کرو اور دین کے

ان دونوں ستونوں کو قائم رکھواوران دونوں چراغوں کو روشن رکھو،تمہاری فردگزاشت قابل مذمت ہوگی ہر شخص کو تکلیف دی گئی بقدراس کی طاقت کے اور جاہلوں کے بار کو ہلکا کیا گیا ہے یعنی جونہیں جانتے اس میں فتویٰ نہ دو تمہارا رب رحیم ہے تکلیف بلا یطاق نہیں دیتا اور تمہارا امام ہر مشکل کا جاننے والا ہے اور تمہارا دین استوار ہے میں کل تمہارا حاکم اور آج تمہارے لئے عبرت ہوں اور کل تم سے جدا ہونے والا ہوں۔

اگر اس منزل پر قدم جمے رہے (میں زندہ رہا) تو مراد بر آئی اور اگر قدم میں لغزش ہوئی (موت آ گئی) تو ہم ہیں ہی شاخوں کے سایہ میں ہوا کی گزرگاہ میں، بادل کے سایہ میں جوافق آسمان پر پھیل کر ہلاک پڑ چکا ہے اور زمین وآسمان میں اس کے اجزاء متفرق ہو چکے ہیں میرا بدن کچھ دن تمہارا ہمسایہ رہا پھر میرا یہ جسم تمہارے سامنے ہوگا جو ایک قالب بے روح ہوگا ساکن ہوگا حرکت کے بعد خاموش ہوگا گویائی کے بعد، البتہ تمہارے لئے میری خاموشی پندآموز ہوگی اور میرے پُراز ضیائع کلام کا ختم ہو جانا اور میرے اجزاء کا بےحِس ہو جانا تمہارے لئے نصیحت کرنے والا ہوگا۔

بایں طور کہ ایک ناطق بلیغ خاموش ہے اور وداع کرنا ایسی ذات کو جو تمہاری ملاقات کا مشتاق رہتا ہے کہ روز قیامت تم میری حکومت کو دیکھو گے اس روز خداوند عالم ان اسرار کو جو میرے دل میں مخفی ہیں آشکارا کرے گا تب تم پہچانو گے مجھے، میرے یہ مکان خالی کرنے کے بعد اور میری جگہ میرے غیر کے آنے کے بعد (یعنی اعراف وصراط کوثر وغیرہ پر مجھے پہچانو گے) اگر میں باقی رہا یعنی اس ضرب کے بعد زندہ رہ گیا تو اپنے خون کا ولی میں خود ہوں گا اور اگر مر جاؤں تو فنا میری وعدہ گاہ ہے اور اگر میں معاف کردوں تو میرے لئے یہ عفو درجہ قرابت ایزدی ہوگا اور تمہارے لئے نیکی، پس عفو کرو اور درگزرو۔ کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ خدا تمہارے گناہ بخش دے پس لوگو! حیرت کا مقام ہے ہر غفلت پر کہ اس کی اس پر حجت قرار پائی اور اسکی زندگی کا زمانہ بدبختی میں گزرا ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے قرار دے جنہوں نے طاعت خدا میں کوتاہی نہیں کی اور برغبت عبادت کرتے ہیں اور مرنے کے بعد ان کے لئے عذاب نہ ہو، ہمارا نیکی کرنا اور بدی سے بچنا سب اللہ کی مدد سے ہے پھر امام حسن علیہ السلام سے فرمایا ایک ضربت کے بدلے ایک ضرب سے تجاوز نہ کرنا۔ [1]

بیان:

﴿حف به العواد أطافوا به للعيادة أثنوا الى الوسادة لترتفع فيكون لى حسن مرأى للناس حين أجلس عليها قدره على حسب قدره و كما هو أهله فنصبه بنزع الخافض متبعين أمره أى نحمده حال كوننا متبعين

---

[1] بحارالانوار: ۴۲/ ۲۰۶؛ بہجۃ النظر: ۵۶؛ مسند الامام المجتبیٰ: ۳۸؛ منہاج البراعۃ راوندی: ۲/ ۷۳؛ نہج البلاغۃ: ۲۰۷ حکم ۶۷ (مختصراً)

أمره كما انتسب يعنى فى سورة التوحيد المسماة بنسبة الرب إلى آخرها لاق فى قراره إشارة إلى قوله عز و جل إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلاقِيكُمْ و الأجل مبتدأ و جملة مساق النفس إليه خبره أطردت الأيام أتيتها و جزتها هذا الأمر كأنه أشار به إلى أمر الخلافة و بمكنونه إلى سر عدم استقامتها كما ينبغى هذين العمودين يعنى بها التوحيد و النبوة أو الحسنين ع و إقامتهما كناية عن إحقاق حقوقهما و قريب منه قوله و أوقدوا هذين المصباحين و فى بعض النسخ و ارفدوا هذين المصباحين بالراء و الفاء أى انصروهما و خلاكم ذم أى مضى لكم ذمة و أمان ما لم تشردوا تنفروا عن الدين هذا إذا كسرت الذال و أما إذا فتحت فمعناه ما ذكره ابن الأثير فى شرحه قال يقال افعل كذا و خلاك ذم أى أعذرت و سقط عنك الذم و هو أصوب حمل على بناء المجهول فيقدر الخبر لرب رحيم أى لكم رب رحيم أو المعلوم و الفاعل رب و الأول أولى إن تثب الوطأة يعنى إن برئت و سلمت من الموت و الوطأة موضع القدم و الكلام استعارة و إن تدحض تزلق فى أفياء فى ظلال و ذرى رياح محال ذروها متلفقها مضموم بعضها إلى بعض و عفا انمحى محطها موقع وقوع ظلها جاوركم بدنى إنما أسند مجاورتهم إلى بدنه لأن روحه ص كانت معلقة بالملإ الأعلى و هو بعد فى هذه الدنيا كما قال ع فى وصف إخوانه الذين تأوه شوقا إلى لقائهم كانوا فى الدنيا بأبدان أرواحها معلقة بالملإ الأعلى كاظمة ساكنة هدوى سكونى و خفوت أطراقى سكون قواى و موتها جمع طرق بالكسر بمعنى القوة أطرافى أعضائى مرصد مترقب منتظر غدا أى بعد موتى أو فى القيامة و الأول أوفق بقوله تعرفونى بعد خلو مكانى و السر فيه أن الكمل إنما يعرف قدرهم بعد فقدهم إذ مع شهودهم لا يخلو من يعرفهم عن حسد منه لهم فكمال قدرهم مخبوء عن عين بصيرته لغشاوة حسده التى عليها و يكشف الله عن سرائرى لأن بالموت ينكشف بعض ما يتستره الإنسان عن الناس من حسناته المتعدية إليهم و إذا جعلنا الغد بمعنى القيامة فالمعنى ظاهر و هو به أوفق و أربط العفو لى قربة و فى بعض النسخ إن أعف فالعفو لى قربة و لكم حسنة أى عفوكم أو عفوى لصبركم على عفوى بعد قدرتى على الانتقام من قاتلى فاعفوا و اصفحوا يعنى عمن حمل قاتلى على قتلى كما يدل عليه ما يأتى من كلامه فى نهج البلاغة و لئلا يناقض قوله ع ضربة مكان ضربة أو يكون معنى قوله ضربه إن لم تعفوا فضربة و يحتمل أن يكون أمرا بالعفو و الصفح عمن يجنى عليهم بمثل ما جنى عليه و لا سيما على المعنى الأخير من معنيى و لكم حسنة فليحسن التأمل فيه و لا تأثم لا تعمل ما لا يحل لك و فى نهج البلاغة فى كلام له ع يوصى به الحسنين ع يا بنى عبد المطلب لا ألفينكم تخوضون دماء المسلمين خوضا تقولون قتل أمير المؤمنين قتل أمير المؤمنين ألا لا تقتلن بى إلا قاتلى انظروا إذا أنا مت من ضربته هذه فاضربوه ضربة بضربة و لا يمثل الرجل- فإنى سمعت رسول الله ص يقول إياكم و المثلة و لو بالكلب العقور»

''حف به العواد'' انہوں نے اس عیادت کے لیے گھیر لیا۔ ''اثنوا الی الوساد'' میرے لیے مسند بچھاؤ یعنی تا کہ وہ بلند ہو اور میرے لیے لوگوں کو اچھی رائے دینا ممکن ہو جب میں اس پر بیٹھوں۔ ''قدره'' اس کی قدر یعنی اس کی قدر کے حساب سے، جیسا وہ اس کا اہل ہو، پس اس کو نصب دی جائے خبر کو گرا کے۔ ''متبعین امره'' اس کے امر کی پیروی کرنے والے یعنی ہم اس کی حمد کرتے ہیں کہ ہماری حالت اس کے امر کی پیروی کرنے والی جیسی ہوتی۔ ''کما انتسب'' جیسا کہ وہ منسوب ہے، یعنی صورت توحید میں یہ نام رب ہونے کی نسبت ہے۔
''لاق فی فراره'' اس کے فرار ہونے میں وہ ملاقات کرے گا۔ یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف۔

قُلۡ إِنَّ ٱلۡمَوۡتَ ٱلَّذِي تَفِرُّونَ مِنۡهُ فَإِنَّهُۥ مُلَٰقِيكُمۡ ۔

''یقیناً وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو پس یقیناً وہ تمھیں ملنے ہی والی ہے۔ (سورۃ الجمعہ: ۸)۔''

''الاجل'' مبتدا ہے اور جملہ ''مساق النفس الیہ'' اس کی خبر ہے۔ ''اطردت الایام'' بہت دن ایسے آئے، جن میں یہ امر آیا۔ گویا کہ آپؑ نے اس کا اشارہ امرِ خلافت کی طرف کہا اور اس کا پوشیدہ ہونا اس کے عدم استحقام میں پوشیدہ ہے۔

''هذین العمودین'' یہ دو عمود یعنی توحید اور نبوت یا امام حسنؑ اور امام حسینؑ اور ان دونوں کا قائم ہونا یہ کنایہ ہے ان دونوں کے حقوق کے احقاق کا اور اس کے قریب آپ کا قول ہے۔ اور یہ دو چراغ روشن ہوئے۔

بعض نسخوں میں ہے کہ ان دونوں چراغوں کی مدد کرنا، ''راء'' اور ''فاء'' کے ساتھ، اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کی نصرت کرو۔ ''خلا کم ذم'' تم سے امان دور ہے، یعنی تم سے امان گزر چکی ہے۔ ''مالم تشردوا'' جب تک تم فرار اختیار نہ کرو۔ یہ اس وقت معنی ہوگا جب ذال کو کسرہ دیا جانے، بہر حال جب اس کو فتحہ دیا جائے تو وہ معنی ہوگا جو ابن اثیر نے اپنی شرح میں ذکر کیا، اس نے کہا کہ کہا گیا ہے کہ تم اس طرح کرو اور تم سے امان دور ہے یعنی تم سے امان ساقط ہو چکی ہے اور یہ معنی سب سے زیادہ مناسب ہے جب اس کو مجہول ہونے پر حمل کیا جائے گا۔ پس رب کی خبر رحیم مقدر ہوگی یعنی لکم رب رحیم یا معلوم ہو تو رب فاعل ہوگا اور پہلا معنی اولیٰ ہے۔

''ان تثب الوطاة'' اگر اس جگہ پر کودا جائے یعنی اگر وہ علیحدہ ہونے اور موت سے سالم رہے اور وطاۃ سے قدم رکھنے کی جگہ ہے، یہ کلام استعارہ ہے۔ ''ان تدحض'' کہ تم پھسلے۔ ''فی افیاء'' آرام اور آسودگی میں۔ ''ذری ریاح'' محفوظ ہونے کا مقام۔ ''متلفقها'' اس کا متفرق ہونا، بعض کا بعض میں ضم ہونا۔ ''عفا'' پرانا اور گل جانا۔ ''محطها'' اس کا سایہ واقع ہونے کا مقام۔ ''جاورکم بدنی'' میرا بدن تمھارا ہمسایہ رہا۔ پس آپؑ نے ان کی ہمسائیت کی نسبت اپنے بدن کی طرف دی کیونکہ آپؑ کی پاک روح ملاءِ اعلیٰ کے ساتھ معلق تھی اور یہ

اس دنیا کے بعد تھا جیسا کہ آپؑ نے اپنے ان بھائیوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو ان سے ملاقات کا شوق رکھتے تھے حالانکہ وہ اپنے بدنوں کے ساتھ اس دنیا میں تھے اور ان کی ارواح ملا اعلی کے ساتھ معلق تھیں۔
''کاظمۃ'' ساکن۔ ''ھدوّی'' پند آموزگی۔ ''خفوت اطرافی'' میری قوت رُک گئی، یہ ''طرف'' کی جمع ہے، اگر کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی قوت ہے۔ ''اطرافی'' میرے اعضاء۔ ''مرصہ'' انتظار کرنے والا۔ ''منتظر غداً'' کل کو انتظار کرنے والا، یعنی میری موتی کے بعد یا قیامت میں، اوّل جو ہے وہ زیادہ موافق ہے کیونکہ آپؑ کا فرمان ہے کہ تب تم مجھے پہچانو گے میرے مکان کو خالی ہو جانے کے بعد۔ اس میں راز یہ ہے کہ بیشک جو کامل ترین لوگ ہوتے ہیں ان کی قدرومنزلت کا اندازہ ان کے جانے کے بعد لگای اجاتا ہے۔
''ویکشف اللہ عن سر آتری'' اور اللہ تعالیٰ میرے اسرار سے پردہ ہٹائے گا، کیونکہ ان تمام چیزوں کو آشکار کر دیتی ہے جن کو انسان دوسرے لوگوں سے چھپاتا ہے یعنی اس کی نیکیاں جو جاری رہتی ہیں اور جب ہم نے ''غدا'' کا معنی قیامت کیا ہے تو یہ بالکل ظاہر ہے اور یہی سب سے زیادہ موافق ہے۔ ''العفو لی قربۃ'' بعض نسخوں میں یہ عبادت سے ''ان اعف فالعفو لی قربۃ'' اگر میں معاف کر دوں تو میرے لیے یہ عفو درجہ قرابت ایزدی ہوگا۔ ''ولکم حسنۃ'' اور تمھارے لیے نیکی یعنی تمہارا درگزر کرنا اپنے صبر کی وجہ سے میرے درگزر پر میری لیے انتقام کی قدرت ہونے کے بعد۔ ''فاعفوا واصفحوا'' پس تم درگزر اور عفو کرو یعنی اس سے جو مجھے قتل کرنے آیا۔ جیسا کہ نہج البلاغہ سے آپؑ کے کلام سے ایک حصہ آئے گا تاکہ آپؑ کے قول ایک ضرب کے بدلے ایک ضرب یا یہ معنی ہوگا کہ اگر تم معاف نہ کرو تو ایک ضرب مارو، میں تناقض نہ رہے۔
''ولا تاثم'' تم ایسا عمل نہ کرو جو تمھارے لیے حلال نہ ہو۔ کتاب نہج البلاغہ میں آپؑ کے کلام میں آیا ہے جس کی وصیت آپؑ نے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کو فرمائی جس میں آپؑ نے فرمایا: اے اولادِ عبدالمطلب! خبردار میں یہ نہ دیکھوں کہ تم مسلمانوں کو خون بہانا شروع کر دو صرف اس نعرہ پر کہ ''امیرالمومنین علیہ السلام مارے گئے ہیں'' میرے بدلہ میں میرے قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جا سکتا ہے۔
دیکھو اگر میں اس ضربت سے جانبر نہ ہو سکا تو ایک ضربت کا جواب ایک ہی ضربت ہے اور دیکھو میرے قاتل کے جسم کے ٹکڑے نہ کرنا کہ میں نے خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے کہ خبردار کاٹنے والے کُتّے کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹنا۔

تحقیقِ اسناد:

حدیث مرسل ہے [1]

[1] مراۃ العقول: ۳/ ۳۰۳

10/797 الکافی،۱/۳۰۰/۷/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ اَلْعَقِيلِيِّ يَرْفَعُهُ قَالَ قَالَ: لَمَّا ضَرَبَ اِبْنُ مُلْجَمٍ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ لِلْحَسَنِ يَا بُنَيَّ إِذَا أَنَا مِتُّ فَاقْتُلِ اِبْنَ مُلْجَمٍ وَ اِحْفِرْ لَهُ فِي اَلْكُنَاسَةِ وَ وَصَفَ اَلْعَقِيلِيُّ اَلْمَوْضِعَ عَلَى بَابِ طَاقِ اَلْمَحَامِلِ مَوْضِعُ اَلشَّوَّاءِ وَ اَلرَّوَّاسِ ثُمَّ اِرْمِ بِهِ فِيهِ فَإِنَّهُ وَادٍ مِنْ أَوْدِيَةِ جَهَنَّمَ.

(ترجمہ) علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ جب ابن ملجم نے حضرت علی علیہ السلام کو ضرب لگائی تو آپؑ نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا: اگر میں مرجاؤں تو ابن ملجم کو قتل کر کے الکناستہ میں (وہ جگہ جہاں شہر والے شہر کا گند ڈالتے ہیں) یا جہنم کی وادیوں میں سے کوئی وادی ہو سکتی ہے میں دبا دینا اور عقیلی کی تصریح کے مطابق الکناسہ اس دروازے پر ہے جسے المحامل کہتے ہیں جہاں لوگ کھانے کے لیے جانوروں کی ٹانگیں اور سر پکاتے ہیں۔[1]

بیان:

﴿لعله إنما صار من أودية جهنم لما كان يدفن فيه ذاك الخبيث﴾

امید ہے کہ وہ جہنم کے گڑھوں میں چلا گیا جب اس خبیث کو اس میں دفن کیا گیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے[2]

[1] بہجۃ النظر: ۵۷؛ اثبات الھداۃ: ۶/۴

[2] مراۃ العقول: ۳۰۴/۳

۳۴۔باب الإشارة و النص علی الحسین بن علی علیہما السلام

باب امام حسین ابن علی علیہما السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/798 الکافی،۱/۲/۳۰۰/۱ محمد بن الحسن و علی بن محمد عن سهل عن الدیلمی عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتِ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ الْوَفَاةُ قَالَ يَا قَنْبَرُ انْظُرْ هَلْ تَرَى مِنْ وَرَاءِ بَابِكَ مُؤْمِناً مِنْ غَيْرِ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَ رَسُولُهُ وَ ابْنُ رَسُولِهِ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي قَالَ ادْعُ لِي مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ فَأَتَيْتُهُ فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ قَالَ هَلْ حَدَثَ إِلاَّ خَيْرٌ قُلْتُ أَجِبْ أَبَا مُحَمَّدٍ فَعَجَّلَ عَلَى شِسْعِ نَعْلِهِ فَلَمْ يُسَوِّهِ وَ خَرَجَ مَعِي يَعْدُو فَلَمَّا قَامَ بَيْنَ يَدَيْهِ سَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ اجْلِسْ فَإِنَّهُ لَيْسَ مِثْلُكَ يَغِيبُ عَنْ سَمَاعِ كَلاَمٍ يَحْيَا بِهِ الْأَمْوَاتُ وَ يَمُوتُ بِهِ الْأَحْيَاءُ كُونُوا أَوْعِيَةَ الْعِلْمِ وَ مَصَابِيحَ الْهُدَى فَإِنَّ ضَوْءَ النَّهَارِ بَعْضُهُ أَضْوَأُ مِنْ بَعْضٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ جَعَلَ وُلْدَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَئِمَّةً وَ فَضَّلَ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَ آتَى دَاوُدَ زَبُوراً وَ قَدْ عَلِمْتَ بِمَا اسْتَأْثَرَ بِهِ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ الْحَسَدَ وَ إِنَّمَا وَصَفَ اللَّهُ بِهِ الْكَافِرِينَ فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (كُفَّاراً حَسَداً مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ) وَ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِلشَّيْطَانِ عَلَيْكَ سُلْطَاناً يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَ لاَ أُخْبِرُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِيكَ فِيكَ قَالَ بَلَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَاكَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ يَوْمَ الْبَصْرَةِ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَبَرَّنِي فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ فَلْيَبَرَّ مُحَمَّداً وَلَدِي يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُخْبِرَكَ وَ أَنْتَ نُطْفَةٌ فِي ظَهْرِ أَبِيكَ لَأَخْبَرْتُكَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بَعْدَ وَفَاةِ نَفْسِي وَ مُفَارَقَةِ رُوحِي جِسْمِي إِمَامٌ مِنْ بَعْدِي وَ عِنْدَ اللَّهِ جَلَّ اسْمُهُ فِي الْكِتَابِ وِرَاثَةً مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَضَافَهَا اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ فِي وِرَاثَةِ أَبِيهِ وَ أُمِّهِ فَعَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ خِيَرَةُ خَلْقِهِ فَاصْطَفَى مِنْكُمْ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اخْتَارَ مُحَمَّدٌ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ اخْتَارَنِي عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِالْإِمَامَةِ وَ اخْتَرْتُ أَنَا الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَنْتَ إِمَامٌ وَ أَنْتَ وَسِيلَتِي إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اللَّهِ لَوَدِدْتُ

أَنَّ نَفْسِي ذَهَبَتْ قَبْلَ أَنْ أَسْمَعَ مِنْكَ هَذَا اَلْكَلاَمَ أَلاَ وَ إِنَّ فِي رَأْسِي كَلاَماً لاَ تَنْزِفُهُ اَلدِّلاَءُ وَ لاَ تُغَيِّرُهُ نَغْمَةُ اَلرِّيَاحِ كَالْكِتَابِ اَلْمُعْجَمِ فِي اَلرَّقِّ اَلْمُنَمْنَمِ أَهُمُّ بِإِبْدَائِهِ فَأَجِدُنِي سُبِقْتُ إِلَيْهِ سَبْقَ اَلْكِتَابِ اَلْمُنْزَلِ أَوْ مَا جَاءَتْ بِهِ اَلرُّسُلُ وَ إِنَّهُ لَكَلاَمٌ يَكِلُّ بِهِ لِسَانُ اَلنَّاطِقِ وَ يَدُ اَلْكَاتِبِ حَتَّى لاَ يَجِدَ قَلَماً وَ يُؤْتَوْا بِالْقِرْطَاسِ حُمَماً فَلاَ يَبْلُغُ إِلَى فَضْلِكَ وَ كَذَلِكَ يَجْزِي اَللَّهُ اَلْمُحْسِنِينَ وَ لاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللَّهِ اَلْحُسَيْنُ أَعْلَمُنَا عِلْماً وَ أَثْقَلُنَا حِلْماً وَ أَقْرَبُنَا مِنْ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ رَحِماً كَانَ فَقِيهاً قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَ وَ قَرَأَ اَلْوَحْيَ قَبْلَ أَنْ يَنْطِقَ وَ لَوْ عَلِمَ اَللَّهُ فِي أَحَدٍ خَيْراً مَا اِصْطَفَى مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَلَمَّا اِخْتَارَ اَللَّهُ مُحَمَّداً وَ اِخْتَارَ مُحَمَّدٌ عَلِيّاً وَ اِخْتَارَكَ عَلِيٌّ إِمَاماً وَ اِخْتَرْتَ اَلْحُسَيْنَ سَلَّمْنَا وَ رَضِينَا مَنْ هُوَ بِغَيْرِهِ يَرْضَى وَ مَنْ غَيْرُهُ كُنَّا نَسْلَمُ بِهِ مِنْ مُشْكِلاَتِ أَمْرِنَا.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسن علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو قنبر سے فرمایا: دروازہ پر آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی اور تو موجود نہیں۔ قنبر نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرزند بہتر جانتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: تم جا کر محمد حنفیہ کو بلاؤ۔ میں ان کے پاس گیا انہوں نے کہا خیر تو ہے۔ میں نے کہا آپ کو امام حسن علیہ السلام نے بلایا ہے۔ انہوں نے جلدی سے جوتے کے بند باندھے جو جلدی میں ٹھیک نہ بندھ سکے اور دوڑتے ہوئے آئے جب آپؑ کے پاس پہنچے تو سلام کیا۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا بیٹھو تم جیسا اور کون ہے جو اس کلام کو سنے، جس سے مردے زندہ ہو جاتے ہیں اور زندہ مر جاتے ہیں تم ظرفِ علم بنے رہو اور چراغ ہدایت دن کی روشنی میں بعض حصہ کی بعض سے زیادہ تیز ہوتی ہے تم نہیں جانتے کہ اللہ نے اولاد ابراہیم کو امام بنایا اور بعض کو بعض پر فضیلت دی اور داؤد کو زبور عطا کی اور تم کو معلوم ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی یہی طریقہ جاری رہا۔

اے محمد علیہ السلام بن علی علیہ السلام میں تم کو حسد سے ڈراتا ہوں خدا نے اس حسد کا وصف کافروں کے لئے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے وہ کافر ہیں حسد کرتے ہیں اپنوں ہی سے بعد اسکے کہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے اور اے محمد علیہ السلام بن علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ تم پر شیطان کو قابو نہ دے۔ کیا میں تم کو آگاہ کروں جو میں نے تمہارے بارے میں تمہارے باپ سے سُنا ہے۔ انہوں نے کہا ضرور۔ آپؑ نے فرمایا: میں نے یوم بصرہ (جنگ جمل) تمہارے پدر بزرگوار کو کہتے سُنا کہ جو چاہتا ہے کہ دُنیا و آخرت میں مجھ سے نیکی کرے اس کو چاہئے کہ میرے بیٹے محمد علیہ السلام سے نیکی

کرے اے محمد بن علی علیہ السلام اگر تم چاہو تو میں تم کو آگاہ کر دوں اس وقت سے جب کہ تم بصورت نطفہ اپنے باپ کی پشت میں تھے۔ اے محمد بن علی علیہ السلام کیا تم نہیں جانتے کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا تھا یہ میری وفات کے بعد (یہ) امام ہے میر اور خدا کے نزدیک یہ کتاب میں ہے اور یہ وراثت ہے نبی کی جس کو عطا کیا امام حسین علیہ السلام کو اللہ نے ان کے ماں باپ کی طرف سے۔

خدا کے علم میں تھا کہ اے بنی ہاشم! تم اس کی مخلوق میں سب سے بہتر ہو پس بنی ہاشم میں سے اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو منتخب کیا اور امام حسن علیہ السلام نے فرمایا علی علیہ السلام نے مجھے منتخب کیا اور فرمایا میں حسین علیہ السلام کو منتخب کرتا ہوں۔

یہ سن کر محمد علیہ السلام بن علی علیہ السلام نے کہا آپؑ امام ہیں اور وسیلہ ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچنے کا واللہ میں یہ پسند کرتا کہ آپ سے یہ کلام سننے سے پہلے مرجاتا میرے سر میں وہ کلام ہے جو اس کثیر پانی والے کنویں کی مانند ہے جس کا پانی کثیر ڈول کھینچنے سے کم نہیں ہوتا اور ہوائیں لُو نہیں پیدا کرتیں (یعنی کاش میں حسد کو اپنی طرف دیئے جانے سے پہلے مرجاتا اور یہ کہ آپ کے فضائل مجھے اتنے معلوم ہیں کہ وہ معلوم ہونے والے نہیں)۔

گویا وہ ایک مزّین کاغذ پر لکھی ہوئی کتاب ہے۔ میں نے چاہا کہ ان فضائل کو بیان کروں لیکن میں نے دیکھا کہ وہ کتاب خدا میں پہلے سے موجود ہیں اور سابقہ کتب میں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کو پڑھ چکے ہیں بے شک یہ کلام ایسا ہے کہ بولنے والوں کی زبانیں خاموش ہیں اور کاتبوں کے قلم شکستہ، بلکہ وہ قلم کو ان کے فضائل کے لئے پاتے ہی نہیں اور لکھنے والوں نے اتنا لکھا ہے کہ کاغذ کا کوئی حصہ سیاہ ہوئے بغیر نہیں رہا۔ آپ کی فضیلت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا خدا محسنوں کو ایسا ہی بدلہ دیتا ہے اور نہیں ہے قوت مگر جو اللہ دیتا ہے۔

حسین علیہ السلام نے ہم کو علم دیا اور حِلم والا بنایا اور از روئے رحم ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب کیا۔ امام حسین علیہ السلام پیدا ہونے سے پہلے ہی سے فقیہ ہیں انہوں نے وحی کو بولنے سے پہلے پڑھا ہے اگر خدا خیر میں کسی اور کو پایا تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتخاب نہ کرتا۔ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب کیا اور انہوں نے علی علیہ السلام کا اور علی علیہ السلام نے آپؑ کو امامت کے لئے منتخب کیا اور آپ نے حسین علیہ السلام کو انتخاب کیا ہم نے تسلیم کر لیا اور راضی ہو گئے اور ان کے سوا اور کون ہے جس سے ہم راضی ہوتے ہیں ہم نے مشکلات میں اپنے امر کا مالک انہی کو تسلیم کر لیا ہے۔ [۱]

---

[۱] اعلام الوریٰ: ۱ / ۴۲۲؛ عوالم العلوم: ۱۷ / ۷۸؛ بہجۃ النظر: ۵۹؛ بحارالانوار: ۴۴ / ۱۷۴؛ اثبات الھداۃ: ۴ / ۳۲؛ سفینۃ البحار: ۲ / ۳۸۹؛ مسند سہل بن زیاد: ۲ / ۱۶۰؛ احقاق الحق: ۳۳ / ۵۳۶؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۹ / ۴۴

بیان:

﴿محمد بن علی یعنی به أخاه ابن الحنفیة یحیی به الأموات أی أموات الجهل و یموت به الأحیاء أی بالموت الإرادی عن لذات هذه النشأة الذی هو حیاة أخرویة فی دار الدنیا أضوأ من بعض یعنی لا تستنکفوا من التعلم و إن کنتم علماء فإن فوق کل ذی علم علیم فی الکتاب یعنی فی أم الکتاب و اللوح المحفوظ أضافها الله الضمیر البارز یرجع إلی وراثة النبی لا تنزفه لا تنزحه و لا تفنیه کنایة عن کثرته و لا تغیره کنایة عن ثباته و عذوبته کالکتاب المعجم إما من الإعجام بمعنی التفعیل أو بمعنی عدم الإفصاح أشار به إلی أنه من الأسرار و الرموز أو من التعجیم بمعنی إزالة العجمة بالنقط أشار به إلی إبانته عن المکنونات فی الرق المنهم أی الممتلئ فإن النهمة بلوغ الهمة فی الشیء و فی بعض النسخ المنمنم أی الملتف المجتمع سبقت إلیه أی أنت سبقتنی إلیه و أخوك سبق القرآن فإن فیه کل شیء خلت مضت و فی بعض النسخ جاءت و الحمم کصرد الفحم و فی بعض النسخ مکان من هو الرضا من هو بغیره یرضی﴾

''محمد بن علی علیہ السلام'' اس سے مراد آپؑ کے بھائی جناب ابن حنفیہؒ ہیں۔ ''یحیی به الاموات'' اس کے ذریعہ مردوں کو زندہ کیا گیا، یعنی جہالت کے مردوں کو۔ ''یموت به الاحیاء'' اس کے ذریعہ زندوں کو موت دی گئی، یعنی اس زندگی کی لذات سے موت ارادی، دنیا میں وہ آخرت کی زندگی۔

''اضوء من بعض'' دوسروں سے زیادہ روشنی یعنی تم تعلیم حاصل کرنے سے باز نہ رہو اگرچہ تم علماء ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ ہر صاحب علم پر ایک علیم ہوتا ہے۔

''فی الکتاب'' کتاب میں یعنی ام الکتاب اور لوح محفوظ میں۔ ''اضافها الله'' اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ کیا، ضمیر بارز رسول خداؐ کے ورثہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ ''لاتنزفه'' وہ نہ ختم ہوگا اور نہ وہ فناء ہوگا یہ کنایہ ہے اس کی کثرت سے۔ ''ولا تغیّره'' اور اس میں کوئی تغیّر و تبدّل ہوگا یہ کنایہ ہے اس کے ثبوت پر۔

''کالکتاب المعجم'' معجم کتاب کی مانند، یا تو یہ مصدر اعجام سے جو باب تفصیل والا معنی دے گا یا عدمِ فصاحت کا معنی دے گا۔ آپ نے اس کا اشارہ اس لیے دیا کہ یہ اسرار و رموز ہیں۔ یا پھر یہ مصدر تعجیم سے جس کا معنی عجمہ کو زائل کرنا ہے۔ ''فی الرّق المنهم'' مزیّن کاغذ، بعض نسخوں میں ہے ''المنهنم'' اکٹھی لپیٹی ہوتی۔

''سبقت الیه'' اس کی طرف سبقت کی گئی، یعنی تو مجھ سے پہلے اس کی طرف سبقت لے گیا اور تیرے بھائی نے قرآن مجید میں سبقت کی کیونکہ اس میں ہر چیز ہے۔ ''خلت'' گزر گئی، بعض نسخوں میں آیا ہے ''جائت'' وہ آتی۔ ''والحمم'' جیسے خالص کوئلہ، بعض نسخوں میں ''من هو الرضا'' کی جگہ ''من هو بغیره یرضی'' آیا

ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

2/799 الکافی ۱/۱/۳۰۰/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ وَ العِدَّةُ عَنِ سهل عَنِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ هَارُونَ بْنِ الْجَهْمِ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: لَمَّا حَضَرَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ الْوَفَاةُ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَا أَخِي إِنِّي أُوصِيكَ بِوَصِيَّةٍ فَاحْفَظْهَا إِذَا أَنَا مِتُّ فَهَيِّئْنِي ثُمَّ وَجِّهْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِأُحْدِثَ بِهِ عَهْداً ثُمَّ اصْرِفْنِي إِلَى أُمِّي عَلَيْهَا السَّلاَمُ ثُمَّ رُدَّنِي فَادْفِنِّي بِالْبَقِيعِ وَ اعْلَمْ أَنَّهُ سَيُصِيبُنِي مِنْ عَائِشَةَ مَا يَعْلَمُ اللَّهُ وَ النَّاسُ صَنِيعُهَا وَ عَدَاوَتُهَا لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ وَ عَدَاوَتُهَا لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ فَلَمَّا قُبِضَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ وُضِعَ عَلَى السَّرِيرِ ثُمَّ انْطَلَقُوا بِهِ إِلَى مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ عَلَى الْجَنَائِزِ فَصَلَّى عَلَيْهِ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ حُمِلَ وَ أُدْخِلَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَمَّا أُوقِفَ عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ذَهَبَ ذُو الْعُوَيْنَيْنِ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا إِنَّهُمْ قَدْ أَقْبَلُوا بِالْحَسَنِ لِيَدْفِنُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَخَرَجَتْ مُبَادِرَةً عَلَى بَغْلٍ بِسَرْجٍ فَكَانَتْ أَوَّلَ امْرَأَةٍ رَكِبَتْ فِي الْإِسْلاَمِ سَرْجاً فَقَالَتْ نَحُّوا ابْنَكُمْ عَنْ بَيْتِي فَإِنَّهُ لاَ يُدْفَنُ فِي بَيْتِي وَ يُهْتَكُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ حِجَابُهُ فَقَالَ لَهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَدِيماً هَتَكْتِ أَنْتِ وَ أَبُوكِ حِجَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ أَدْخَلْتِ عَلَيْهِ بَيْتَهُ مَنْ لاَ يُحِبُّ قُرْبَهُ وَ إِنَّ اللَّهَ سَائِلُكِ عَنْ ذَلِكِ يَا عَائِشَةُ.

(ترجمہ) محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ جب امام حسن علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو امام حسین علیہ السلام سے کہا اے برادر میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں اس پر نظر رکھنا جب میں مر جاؤں تو میرا جنازہ تیار کرنا، اور مجھے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جانا تاکہ ان سے اپنے عہد کو تازہ کروں پھر والدہ گرامی کے پاس لے جانا اور ان کے ساتھ دفن کر دینا اور جان لو کہ مجھے عائشہ کی طرف سے وہ تکلیف پہنچے گی جسے اللہ بھی جانتا ہے اور وہ لوگ بھی اس کارگزاری کو سمجھتے ہیں کہ ان کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہم اہل

[1] مراۃ العقول: ۳/ ۳۱۳

بیت علیہم السلام سے جو عداوت ہے۔ پس جب امام حسن علیہ السلام کا انتقال ہو گیا اور جنازہ تیار ہوا اور ان کو مسجد رسول لے گئے میں اس مقام پر جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُردوں پر نماز پڑھا کرتے تھے تو امام حسین علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھی اور اس کے بعد قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلے تو ایک ابلیس صفت نے جا کر عائشہ کو خبر کر دی کہ بنو ہاشم حسنؑ کے جنازے کو قبر رسول کے پاس لے کر آئے ہیں تا کہ وہ نبی کے پہلو میں اسے دفن کریں۔ وہ ایک خچر پر زین رکھ کر اس پر سوار ہو کر جلدی سے آئی (اسلام میں یہ پہلی خاتون تھی جو زین پر سوار ہو کر آئی تھی)۔ اور اس نے کہا اے بنو ہاشم اپنے فرزند کو میرے گھر سے باہر لے جاؤ۔ یہ میرے گھر میں دفن نہیں ہو سکتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردے کو پارہ پارہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ امام حسین علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: حجاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اور تیرے باپ نے پہلے ہی پارہ پارہ کر دیا ہے اور تو نے ان کے گھر میں اس کو داخل کر دیا جس کے قرب کو وہ اصلاً پسند نہیں کرتے تھے۔ اے بی بی! قیامت کے دن تم سے اللہ اس کے بارے میں پوچھے گا۔ [1]

بیان:

﴿العوين تصغير العين و كنى بذى العوينين عن الجاسوس﴾

''العوین'' چھوٹا جاسوس، یہ ''العین'' کی تصغیر ہے، ذی العوینین ایک جاسوس کا لقب ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک پہلی سند حسن اور دوسری موثق ہے کیونکہ بکر بن صالح تفسیر القمی کا راوی ہے جو توثیق ہے اور محمد بن سلیمان کو ضعیف قرار دیا گیا ہے مگر وہ کامل الزیارات کا راوی اور ہمارے نزدیک یہ توثیق راجح ہے اور تضعیف ثابت نہیں ہے اور ہارون بن الجہم بھی ثقہ ہے اور کامل الزیارات کا راوی ہے [3] باقی رہا دوسری سند میں ابن زیاد تو وہ سہل بن زیاد ہے اور وہ ثقہ ہے مگر عامی المذہب ہے (واللہ اعلم)

3/800 الكافى،١/٣/٣٠٢/١ محمد بن الحسن و على بن محمد عن سهل، مثله بأدنى تفاوت و زاد فى آخره: أَنَّ أَخِي أَعْلَمُ اَلنَّاسِ بِاللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ أَعْلَمُ بِتَأْوِيلِ كِتَابِهِ مِنْ أَنْ يَهْتِكَ عَلَى رَسُولِ

---

[1] اثبات الھداۃ: ۴/ ۱۸؛ وسائل الشیعہ: ۳/ ۱۶۳ (مختصر)؛ اعلام الوریٰ: ۱/ ۴۲۱؛ عوالم العلوم: ۱۷/ ۷۷؛ بحارالانوار: ۴۴/ ۱۷۴؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۹/ ۶۶؛ مسند الامام المجتبیٰؑ: ۴۰۳

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۰۶

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۴۸

اَللّٰهِ سِتْرَهُ لِأَنَّ اَللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَدْخُلُوا بُيُوتَ اَلنَّبِيِّ إِلاَّ أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ وَ قَدْ أَدْخَلْتِ أَنْتِ بَيْتَ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلرِّجَالَ بِغَيْرِ إِذْنِهِ وَ قَدْ قَالَ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا اَلَّذِينَ آمَنُوا لاَ تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ اَلنَّبِيِّ﴾ وَ لَعَمْرِي لَقَدْ ضَرَبْتِ أَنْتِ لِأَبِيكِ وَ فَارُوقِهِ عِنْدَ أُذُنِ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ اَلْمَعَاوِلَ وَ قَالَ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ: ﴿إِنَّ اَلَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اَللّٰهِ أُولٰئِكَ اَلَّذِينَ اِمْتَحَنَ اَللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوىٰ﴾ وَ لَعَمْرِي لَقَدْ أَدْخَلَ أَبُوكِ وَ فَارُوقُهُ عَلَى رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِقُرْبِهِمَا مِنْهُ اَلْأَذَى وَ مَا رَعَيَا مِنْ حَقِّهِ مَا أَمَرَهُمَا اَللّٰهُ بِهِ عَلَى لِسَانِ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِنَّ اَللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ اَلْمُؤْمِنِينَ أَمْوَاتاً مَا حَرَّمَ مِنْهُمْ أَحْيَاءً وَ تَاللّٰهِ يَا عَائِشَةُ لَوْ كَانَ هَذَا اَلَّذِي كَرِهْتِيهِ مِنْ دَفْنِ اَلْحَسَنِ عِنْدَ أَبِيهِ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ جَائِزاً فِيمَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَ اَللّٰهِ لَعَلِمْتِ أَنَّهُ سَيُدْفَنُ وَ إِنْ رَغِمَ مَعْطِسُكِ قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَنَفِيَّةِ وَ قَالَ يَا عَائِشَةُ يَوْماً عَلَى بَغْلٍ وَ يَوْماً عَلَى جَمَلٍ فَمَا تَمْلِكِينَ نَفْسَكِ وَ لاَ تَمْلِكِينَ اَلْأَرْضَ عَدَاوَةً لِبَنِي هَاشِمٍ قَالَ فَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِ فَقَالَتْ يَا اِبْنَ اَلْحَنَفِيَّةِ هَؤُلاَءِ اَلْفَوَاطِمُ يَتَكَلَّمُونَ فَمَا كَلاَمُكَ فَقَالَ لَهَا اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَنَّى تُبْعِدِينَ مُحَمَّداً مِنَ اَلْفَوَاطِمِ فَوَ اَللّٰهِ لَقَدْ وَلَدَتْهُ ثَلاَثُ فَوَاطِمَ: فَاطِمَةُ بِنْتُ عِمْرَانَ بْنِ عَائِذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَخْزُومٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ زَائِدَةَ بْنِ اَلْأَصَمِّ اِبْنِ رَوَاحَةَ بْنِ حُجْرِ بْنِ عَبْدِ مَعِيصِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَحُّوا اِبْنَكُمْ وَ اِذْهَبُوا بِهِ فَإِنَّكُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ قَالَ فَمَضَى اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى قَبْرِ أُمِّهِ ثُمَّ أَخْرَجَهُ فَدَفَنَهُ بِالْبَقِيعِ.

سہل نے معمولی فرق کے ساتھ اسی کے مثل روایت کی ہے البتہ اس کے آخر میں یہ اضافہ ہے: ''میرے بھائی اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے تھے اور قرآن کی تاویل کے سب سے زیادہ جاننے والے ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان حجاب کیسا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر ان کے اذن اور اجازت سے۔ مجھے قسم ہے اے بی بی! تو نے اپنے باپ اور اس کے ساتھی کے لیئے رسول اللہ سے ﷺ اجازت لیئے بغیر ان کو داخل کر دیا اور خدا فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اونچی آواز نہ کرو اور تم نے اپنے باپ کو اور اس کے ساتھی کو رسول اللہ ﷺ

کے پاس دفن کر دیا۔ اور خدا فرماتا ہے جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے نیچا رکھتے ہیں وہ ہیں جن کے دلوں کا االلہ نے تقویٰ سے امتحان لیا ہے۔ تم نے ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس دفن کر دیا حالانکہ انہوں نے اس امر کی رعایت نہ کی جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے مردہ مومنین پر اس چیز کو جو حرام کی ہے زندہ پر۔ خدا کی قسم اے عائشہ دفن حسن علیہ السلام جو تمہیں برا معلوم ہو رہا ہے اگر خدا نے اس کا دفن یہاں لکھا ہوتا تو خدا کی قسم وہ تیری ناک زمین پر رگڑا کر دفنا دیتا۔

پھر محمد حنفیہ نے کہا اے بی بی توکل ایک دن اونٹ پر اور آج خچر پر سوار ہو کر آئی ہے تو بنی ہاشم کی دشمنی میں نہ تو اپنے نفس پر قابو رکھ سکی ہے اور نہ تجھے چین وسکون ہے۔ یہ سن کر اس بی بی نے کہا اے ابن حنیفہ یہ (امام حسین علیہ السلام) تو کئی فواطم سے نسبت رکھتے ہیں مگر تم کلام کرنے والے کون ہو؟ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تو محمد کو فواطم سے کیسے دور کر سکتی ہے واللہ دنیا میں تین ہی فاطمہ آئی ہیں۔ فاطمۃ مخزومی زوجہ عبدالمطلب، فاطمہ بنت اسد مادر علی علیہ السلام اور فاطمہ عامری۔

عائشہ نے کہا تم اپنے بھائی کو یہاں سے ہٹاؤ اور ان کو لے جاؤ، کیونکہ تم ہمارے دشمن ہو۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا پس امام حسین علیہ السلام جنازہ کو بقیع لے گئے اور وہاں اپنی والدہ کے پہلو میں دفن کر دیا۔ [1]

بیان:

﴿المعطس الأنف﴾

''المعطس'' ناک۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک یہ حدیث سہل کی وجہ سے موثق ہے اور باقی راویوں کی تحقیق گزشتہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے (واللہ اعلم)

---

[1] بحار الانوار: ۴۴/ ۱۴۲؛ بہجۃ النظر: ۶۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۲۹۵؛ بحار الانوار: ۹۷/ ۱۲۵ و ۱۷/ ۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۳۲۰ و ۱۲/ ۳۲۲؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۳۶۳

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۲۰

۳۵۔ باب الإشارة و النص علی علی بن الحسین علیہما السلام

باب: امام علی بن حسین علیہما السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/801 الکافی،۱/۱/۳۰۳/۱ محمد عن محمد بن الحسین و أحمد عن محمد بن إسماعیل عن بزرج عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمَّا حَضَرَهُ اَلَّذِي حَضَرَهُ دَعَا اِبْنَتَهُ اَلْكُبْرَى فَاطِمَةَ بِنْتَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ فَدَفَعَ إِلَيْهَا كِتَاباً مَلْفُوفاً وَ وَصِيَّةً ظَاهِرَةً وَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ مَبْطُوناً مَعَهُمْ لاَ يَرَوْنَ إِلاَّ أَنَّهُ لِمَا بِهِ فَدَفَعَتْ فَاطِمَةُ اَلْكِتَابَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ ثُمَّ صَارَ وَ اَللَّهِ ذَلِكَ اَلْكِتَابُ إِلَيْنَا يَا زِيَادُ قَالَ قُلْتُ مَا فِي ذَلِكَ اَلْكِتَابِ جَعَلَنِيَ اَللَّهُ فِدَاكَ قَالَ فِيهِ وَ اَللَّهِ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ وُلْدُ آدَمَ مُنْذُ خَلَقَ اَللَّهُ آدَمَ إِلَى أَنْ تَفْنَى اَلدُّنْيَا وَ اَللَّهِ إِنَّ فِيهِ اَلْحُدُودَ حَتَّى إِنَّ فِيهِ أَرْشَ اَلْخَدْشِ.

(ترجمہ) ابوالجارود سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے اپنی بیٹی فاطمہ کبریٰ کو بلایا اور ان کو ایک ملفوف تحریر اور وصیت نامہ دیا اور حضرت علیؑ بن الحسین علیہ السلام اس زمانہ میں مرض اسہال میں مبتلا تھے۔ پس فاطمہ نے وہ کتاب علی بن الحسین علیہ السلام کو دی۔ پھر یہ کتاب واللہ ہمارے پاس رہی۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں اس میں کیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: بنی آدم کی وہ تمام ضرورتیں جب سے آدم پیدا ہوئے ختم دُنیا تک، اس میں جرائم کی سزائیں بھی تھیں یہاں تک کہ ایک خراش کی سزا بھی اس میں ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ منصور بن یونس ثقہ ہے [3] البتہ واقفی المذہب

---

[1] اثبات الھداۃ:۱/۹۹؛علل الشرائع:۱/۱۲۰؛ھدایۃ الامہ:۱/۱۱؛بحار الانوار:۱۱/۲۹و۱۰/۱۹۴و۱۴۴؛التوحید:۲۴۳؛الاحتجاج:۲/۳۳۶؛الفصول المہمہ:۱/۳۸۰؛الکافی:۱/۴۰۹؛بصائر الدرجات:۱/۱۶۳؛اعلام الوریٰ:۱/۴۸۲؛تاریخ امام حسینؑ موسوی:۴/۴۶۴

[2] مراۃ العقول:۳/۳۲۰

[3] المفید من معجم رجال الحدیث:۶۲۲

ہونے کا شائبہ ہے اور الجارود بھی ثقہ ہے البتہ زیدی المذہب ہے [۱] (واللہ اعلم)

2/802 الکافی،۱/۳۰۴/۲/۱ العدۃ عن ابن عیسی عن الحسین عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ اَلْحُسَيْنَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا حَضَرَهُ دَفَعَ وَصِيَّتَهُ إِلَى اِبْنَتِهِ فَاطِمَةَ ظَاهِرَةً فِي كِتَابٍ مُدْرَجٍ فَلَمَّا أَنْ كَانَ مِنْ أَمْرِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا كَانَ دَفَعَتْ ذَلِكَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قُلْتُ لَهُ فَمَا فِيهِ يَرْحَمُكَ اَللَّهُ فَقَالَ مَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ وُلْدُ آدَمَ مُنْذُ كَانَتِ اَلدُّنْيَا إِلَى أَنْ تَفْنَى.

(ترجمہ) ابوالجارود سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؑ نے اپنی وصیت ملفوف اپنی بیٹی فاطمہ علیہا السلام کے سپرد کی بعد شہادت امام حسین علیہ السلام فاطمہ علیہا السلام نے وہ وصیت علی بن الحسین علیہ السلام کے سپرد کی۔ میں نے عرض کیا خدا کی آپؑ پر رحمت ہو اس میں کیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: اول دنیا سے دنیا کے فنی ہونے تک اولاد آدم کی جو ضروریات ہیں وہ سب اس میں درج ہیں۔ [۲]

بیان:

﴿فی کتاب مدرج أی مع کتاب ملفوف کما مضی و هذا کما قیل فی قوله سبحانه فَادْخُلِي فِي عِبادِي إن فی بمعنی مع﴾

''فی کتاب مدرج'' ایک لپٹی ہوئی کتاب میں یعنی ایک لپٹی ہوئی کتاب کے ساتھ جیسا کہ گزر چکا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے قول میں کہا گیا ہے:

ادخلی فی عبادی:

''پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا۔(سورہ الفجر:۲۹)

بیشک ''فی'' کا معنی ''مع'' ساتھ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۳] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ ابی الجارود ثقہ ہے البتہ زیدی ہے اور محمد بن

---

[۱] ایضاً:۲۳۵

[۲] اثبات الھداۃ: ۴/۵۸؛ بصائر الدرجات:۱/۱۴۸ و ۱۶۸؛ بہجۃ النظر:۶۶؛ بحارالانوار:۲۶/۵۴؛ عوالم العلوم:۱۸/۲۵؛ الامامۃ والتبصرۃ:۶۳؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۱۰۲؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی:۴/۴۶۳

[۳] مراۃ العقول:۳/۳۲۰

سنان بھی ثقہ ہے اور تضعیف اختلافی ہے (واللہ اعلم)

3/803 الکافی،۱/۳۰۴/۳/۱ العدۃ عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنِ اَلْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَلْحُسَيْنَ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ لَمَّا صَارَ إِلَى اَلْعِرَاقِ اِسْتَوْدَعَ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهَا اَلْكُتُبَ وَ اَلْوَصِيَّةَ فَلَمَّا رَجَعَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ دَفَعَتْهَا إِلَيْهِ.

(ترجمہ) الحضرمی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف جانے لگے تو آپؑ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو تحریریں اور وصیتیں سپرد کیں۔ جب امام زین العابدین علیہ السلام قید یزید سے رہا ہو کر آئے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ ان کے سپرد کیں۔ [1]

بیان:

﴿كان هذه الكتب و الوصية غير الكتاب الملفوف و الوصية الظاهرة التي دفعها إلى فاطمة بنته﴾

یہ ایک کتاب اور وصیت تھی جو کتاب لپٹی ہوتی نہیں تھی اور یہ ایک ظاہری وصیت تھی جو آپؑ نے اپنی بیٹی سیّدہ عالیہ فاطمہ زہراء علیہا السلام کو عطا فرمائی تھی۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2]

۳۶۔ باب الإشارة و النص على أبي جعفر علیہ السلام

باب: امام ابوجعفر (محمد باقر) علیہ السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/804 الکافی،۱/۳۰۴/۴/۱ فی نسخۃ الصفوانی علی عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ فُلَيْحِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ اَلشَّيْبَانِيِّ قَالَ: وَ اَللَّهِ إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ وَ عِنْدَهُ وُلْدُهُ إِذْ جَاءَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْأَنْصَارِيُّ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَخَلاَ بِهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ

---

[1] اعلام الوریٰ: ۱/ ۴۸۳؛ عوالم العلوم: ۱۸/ ۲۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۵۸؛ بھجۃ النظر ۶۶؛ بحارالانوار: ۴۶/ ۱۹؛ المناقب: ۴/ ۱۷۲؛ کشف الغمہ: ۱/ ۵۳۲؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/ ۱۶؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۷/ ۸۰۶؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/ ۱۵؛ السیرۃ النبوۃ: بنظر اھل البیتؑ: ۳/ ۴۹۶

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۲۱

صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَخْبَرَنِي أَنِّي سَأُدْرِكُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يُكَنَّى أَبَا جَعْفَرٍ فَإِذَا أَدْرَكْتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي اَلسَّلاَمَ قَالَ وَ مَضَى جَابِرٌ وَ رَجَعَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَجَلَسَ مَعَ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ وَ إِخْوَتِهِ فَلَمَّا صَلَّى اَلْمَغْرِبَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَيَّ شَيْءٍ قَالَ لَكَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ إِنَّكَ سَتُدْرِكُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِيَ اِسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ يُكَنَّى أَبَا جَعْفَرٍ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي اَلسَّلاَمَ فَقَالَ لَهُ أَبُوهُ هَنِيئاً لَكَ يَا بُنَيَّ مَا خَصَّكَ اَللَّهُ بِهِ مِنْ رَسُولِهِ مِنْ بَيْنِ أَهْلِ بَيْتِكَ لاَ تُطْلِعْ إِخْوَتَكَ عَلَى هَذَا (فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْداً) كَمَا كَادُوا إِخْوَةُ يُوسُفَ لِيُوسُفَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

(ترجمہ) ابوبکر الشیبانی سے روایت ہے کہ میں علی بن الحسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور آپؑ کے پاس آپؑ کے صاحبزادے بھی تھے کہ جابر بن عبداللہ انصاری آئے سلام کیا اور امام محمد باقر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر خلوت میں لے گئے اور فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ تم ایک شخص کو میرے اہل بیت سے پاؤ گے جس کا نام محمد بن علی ہوگا اور کنیت ابوجعفر، ان سے میرا اسلام کہہ دینا یہ کروہ چلے گئے۔ امام محمد باقر علیہ السلام پلٹ کر اپنے باپ اور بھائی کے پاس آئے تو حضرت علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام سے پوچھا جابر رضی اللہ عنہ نے تم سے کیا کہا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم میرے اہلِ بیت علیہم السلام میں ایک شخص کو پاؤ گے جس کا نام محمد بن علی ہوگا تم اس کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: مبارک ہو تم کو اے فرزند کہ اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خصوصیت کو تمام خاندان میں تم سے مخصوص کیا اس کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا وہ تمہارے ساتھ وہی چال چلیں گے جو برادران یوسف علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے چلی تھی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

2/805 الکافی ،۱/۱/۳۰۵/۱ القميان عن أبي القاسم الكوفي عن محمد بن سهل عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي اَلْبِلاَدِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَ عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ اَلْوَفَاةُ قَبْلَ ذَلِكَ أَخْرَجَ سَفَطاً أَوْ صُنْدُوقاً

[1] مسند علی بن ابراہیم القمی: ۱/ ۲۰۸؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۱۱۲

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۲۲

عِنْدَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِحْمِلْ هٰذَا اَلصُّنْدُوقَ قَالَ فَحَمَلَ بَيْنَ أَرْبَعَةٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَ جَاءَ إِخْوَتُهُ يَدَّعُونَ مَا فِي اَلصُّنْدُوقِ فَقَالُوا أَعْطِنَا نَصِيبَنَا فِي اَلصُّنْدُوقِ فَقَالَ وَ اَللّٰهِ مَا لَكُمْ فِيهِ شَيْءٌ وَ لَوْ كَانَ لَكُمْ فِيهِ شَيْءٌ مَا دَفَعَهُ إِلَيَّ وَ كَانَ فِي اَلصُّنْدُوقِ سِلاَحُ رَسُولِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كُتُبُهُ .

(ترجمہ) عبداللہ بن علی نے بیان کیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کی موت کا وقت آیا تو آپؑ نے ایک صندوق نکالا اور فرمایا: اے محمد علیہ السلام اسے اُٹھاؤ۔ پس اسے چار آدمیوں نے اٹھایا۔ حضرت علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے بھائیوں نے دعویٰ کیا کہ صندوق میں جو کچھ ہے وہ ہمیں بھی دو۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس میں تمہارا کچھ حصہ ہوتا تو میرے پدر بزرگوار صرف مجھ کو نہ دیتے۔ اس صندوق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیار اور کتابیں تھیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

3/806 الکافی،۱/۲/۳۰۵/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللّٰهِ عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ اَللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: اِلْتَفَتَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ إِلَى وُلْدِهِ وَ هُوَ فِي اَلْمَوْتِ وَ هُمْ مُجْتَمِعُونَ عِنْدَهُ ثُمَّ اِلْتَفَتَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هٰذَا اَلصُّنْدُوقُ اِذْهَبْ بِهِ إِلَى بَيْتِكَ قَالَ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِيهِ دِينَارٌ وَ لاَ دِرْهَمٌ وَ لَكِنْ كَانَ مَمْلُوءاً عِلْماً .

(ترجمہ) عیسیٰ بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کا آخری وقت تھا اپنے بیٹے محمدؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے محمدؑ یہ صندوق اٹھاؤ اور اپنے گھر لے جاؤ۔ اس وقت سارے گھر والے آپؑ کے پاس جمع تھے۔ پھر فرمایا: آگاہ ہو جاؤ اس میں درہم و دینار نہیں ہیں بلکہ یہ علم سے بھرا ہوا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4]

---

[1] بصائر الدرجات: ۱/۱۸۱؛ اثبات الھداۃ: ۴/۹۰؛ اعلام الوریٰ: ۱/۵۰۰؛ بحار الانوار: ۲۶/۲۱۲ و ۴۶/۲۱۹؛ بہجۃ النظر: ۷۳؛ عوالم العلوم: ۱۹/۴۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۲۶

[2] مراۃ العقول: ۳/۳۲۳

[3] بصائر الدرجات: ۱/۱۶۵؛ بحار الانوار: ۴۶/۲۲۹؛ اثبات الھداۃ: ۴/۹۰؛ اعلام الوریٰ: ۱/۵۰۰؛ مسند الامام السجادؑ: ۱/۲۴۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۱۵؛ الدمعۃ الساکبۃ: ۶/۱۳۴؛ منتہی الآمال: ۲/۵۹؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/۲۳۰

[4] مراۃ العقول: ۳/۳۲۳

4/807 الکافی، ۱/۳/۳۰۵/۱ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ فَضَالَةَ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي اَلْعَلاَءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اَلْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى اِبْنِ حَزْمٍ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهِ بِصَدَقَةِ عَلِيٍّ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ إِنَّ اِبْنَ حَزْمٍ بَعَثَ إِلَى زَيْدِ بْنِ اَلْحَسَنِ وَ كَانَ أَكْبَرَهُمْ فَسَأَلَهُ اَلصَّدَقَةَ فَقَالَ زَيْدٌ إِنَّ اَلْوَالِيَ كَانَ بَعْدَ عَلِيٍّ اَلْحَسَنَ وَ بَعْدَ اَلْحَسَنِ اَلْحُسَيْنَ وَ بَعْدَ اَلْحُسَيْنِ عَلِيَّ بْنَ اَلْحُسَيْنِ وَ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ فَابْعَثْ إِلَيْهِ فَبَعَثَ اِبْنُ حَزْمٍ إِلَى أَبِي فَأَرْسَلَنِي أَبِي بِالْكِتَابِ إِلَيْهِ حَتَّى دَفَعْتُهُ إِلَى اِبْنِ حَزْمٍ فَقَالَ لَهُ بَعْضُنَا يَعْرِفُ هَذَا وُلْدُ اَلْحَسَنِ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْرِفُونَ أَنَّ هَذَا لَيْلٌ وَ لَكِنَّهُمْ يَحْمِلُهُمُ اَلْحَسَدُ وَ لَوْ طَلَبُوا اَلْحَقَّ بِالْحَقِّ لَكَانَ خَيْراً لَهُمْ وَ لَكِنَّهُمْ يَطْلُبُونَ اَلدُّنْيَا .

(ترجمہ) ابو العلاء سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بنی امیہ کے بادشاہ عمر بن عبد العزیز نے ابن حزم حاکم مدینہ کو لکھا کہ صدقات علی و عمر و عثمان کی فہرست بنا کر بھیج دے۔ اس نے زید بن الحسن سے جو خاندان میں سب سے بڑے تھے فہرست طلب کی انہوں نے لکھا چونکہ علی علیہ السلام کے بعد متولی حسن علیہ السلام ہوئے ان کے بعد حسین علیہ السلام ان کے بعد علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام اور ان کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام ہیں لہٰذا ان سے مانگ۔ ابن حزم نے اپنا آدمی میرے پدر بزرگوار کے پاس بھیجا حضرت نے کاغذات میرے ہاتھ ابن حزم کے پاس بھیجے۔ میں نے اسے جا کر دیئے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا اولاد امام حسن علیہ السلام اوقاف کے ان ولیوں کو جانتی تھی۔ آپؑ نے فرمایا: ضرور جانتے تھے لیکن حسد ان پر غالب آیا اگر وہ حق کو حق کے ساتھ طلب کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا لیکن انہوں نے دنیا کو طلب کیا۔ [1]

بیان:

﴿بصدقة علی و عمر و عثمان أی بما وقفوا من أموالهم و حبسوه أن الوالی یعنی علی الصدقات بالکتاب أی کتاب الصدقات فقال له أی لأبی عبد الله ع أو لأبی جعفر ع یعرف هذا استفهام بحذف الهمزة کأنه استبعد معرفة زید بن الحسن بهذا الأمر مع ادعائه الإمامة﴾

''بصدقة علی و عمر و عثمان'' حضرت علیؑ، عمر اور عثمان کے اوقاف کی فہرست یعنی جو وہ اپنے اموال سے وقف کرتے تھے اور روکتے تھے۔ ''ان الوالی'' قولی، یعنی صدقات پر۔ ''بالکتاب'' کتاب کے ساتھ یعنی

[1] اعلام الوریٰ: ۱/۵۰۱؛ اثبات الھداۃ: ۴/۹۰؛ بحار الانوار: ۴۶/۲۳۰؛ بھجۃ النظر: ۷۳؛ عوالم العلوم: ۱۹/۴۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/۴۶۶؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۹/۴۱۶

کتاب الصدقات۔ ''فقال له'' پس اس نے ان کو کہا، یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام یا امام محمدؑ باقر علیہ السلام کو۔ ''یعرف هذا'' کیا وہ اس کو پہچانتی ہے، یہ جملہ استفہامیہ ہے ہمزہ کے حذف ہونے کے ساتھ گویا کہ وہ اس امر کے امامت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ زید علیہ السلام ابن حسن علیہ السلام کی معرفت سے دور ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے البتہ عامی المذہب ہے اور محمد بن عیسیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

5/808 الکافی،۱/۴/۳۰۶/۱ الاثنان عن الوشاء [و] العدة عن أحمد عن الوشاء عَنْ عَبْدِ اَلْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ اَلْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى اِبْنِ حَزْمٍ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ اِبْنُ حَزْمٍ إِلَى زَيْدِ بْنِ اَلْحَسَنِ وَ كَانَ أَكْبَرَ مِنْ أَبِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

(ترجمہ) ابو یعفور بیان کرتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عمر بن عبد العزیز نے ابن حزم کو لکھا اس کے بعد وہی بیان فرمایا جو گزر چکا ہے۔ پھر فرمایا: ابن حزم نے اپنا آدمی زید بن الحسن علیہ السلام کے پاس بھیجا اور وہ میرے باپ سے بڑے تھے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث کی ایک سند موثق کالحسن ہے اور اس میں معلیٰ ثقہ ثابت ہے اور دوسری سند موثوق کالصحیح ہے اور عبد الکریم بن عمرو ثقہ عین ہے [4] (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۳۲۵

[2] بہجۃ النظر: ۴۷

[3] مراۃ العقول: ایضاً

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۲۲

۳۷۔ باب الإشارة و النص علی أبی عبدالله علیہ السلام

باب: امام ابوعبداللہ (جعفر صادق) علیہ السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/809 الکافی، ۱/۱/۳۰۶/۱ الاثنان عن الوشاء عن أبان عن الكنانی قَالَ: نَظَرَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَمْشِي فَقَالَ تَرَى هَذَا هَذَا مِنَ اَلَّذِينَ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ: (وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى اَلَّذِينَ اُسْتُضْعِفُوا فِي اَلْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ اَلْوارِثِينَ).

(ترجمہ) ابوالصباح الکنانی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا اور فرمایا تم اس کو دیکھ رہے ہو یہ وہی ہے جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے: ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو روئے زمین پر ضعیف بنا دیئے گئے ہیں ان کو امام بنائیں گے اور ہم ان کو وارث بنائیں گے" القصص: ۵"۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

2/810 الکافی، ۱/۲/۳۰۶/۱ محمد عن أحمد عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْوَفَاةُ قَالَ يَا جَعْفَرُ أُوصِيكَ بِأَصْحَابِي خَيْراً قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ اَللَّهِ لَأَدَعَنَّهُمْ وَ اَلرَّجُلُ مِنْهُمْ يَكُونُ فِي اَلْمِصْرِ فَلاَ يَسْأَلُ أَحَداً

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب میرے پدر بزرگوار کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھ سے فرمایا: اے جعفر! میں تجھ سے اپنے اصحاب کے بارے میں وصیت کرتا ہوں میں نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں ان سب کو بلاؤں گا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی اس حال میں نہ رکھوں گا کہ شہر میں کسی سے بھی و مال کا سوال کروں۔ [3]

---

[1] اعلام الوریٰ: ۱/ ۵۱۷؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۱۱۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۳۲؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۱۲۸؛ بحارالانوار: ۴۷/ ۱۳؛ الارشاد: ۲/ ۱۸۰؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۲۴۹ و ۲۵۱؛ بہجۃ النظر: ۷۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۱۶۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۵۴

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۲۵

[3] الارشاد: ۲/ ۱۸۰؛ کشف الغمہ: ۲/ ۱۶۶؛ اعلام الوریٰ: ۱/ ۵۱۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۵۷؛ بحارالانوار: ۴۷/ ۱۲؛ بہجۃ النظر: ۷۵؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۱۲۸؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۰۷؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۹۳؛ مکاتیب الآئمہؑ: ۳/ ۲۸۵؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/ ۳۵۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/ ۲۰؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۶/ ۲۸۳

بیان:

﴿الواو في و الرجل للحال أي لأترکنهم علماء أغنياء لا يحتاجون إلى أحد في السؤال﴾

''الواو'' والرجل میں ''واؤ'' حال کے لیے ہے یعنی تحقیق میں نے ان کو ایسے علماء کو چھوڑا جو غنی تھے اور وہ سوال کرنے میں کسی کے محتاج نہیں تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

2/811 الکافی ،۱/۳/۳۰۶/۱ الثلاثة عَنْ هِشَامِ بْنِ اَلْمُثَنَّى عَنْ سَدِيرٍ اَلصَّيْرَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ مِنْ سَعَادَةِ اَلرَّجُلِ أَنْ يَكُونَ لَهُ اَلْوَلَدُ يَعْرِفُ فِيهِ شِبْهَ خَلْقِهِ وَ خُلُقِهِ وَ شَمَائِلِهِ وَ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِنِ اِبْنِي هَذَا شِبْهَ خَلْقِي وَ خُلُقِي وَ شَمَائِلِي يَعْنِي أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

(ترجمہ) الصیرفی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: آدمی کی سعادت اس میں ہے کہ اس کا بیٹا اس سے صورت وسیرت اور اخلاق وعادات میں اس سے مشابہ ہو۔ میں یہ بات اپنے اس فرزند میں پاتا ہوں کہ وہ مجھ سے صورت واخلاق وعادات میں مشابہ ہے اور فرزند سے مراد امام جعفر صادق علیہ السلام تھے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن علی الظاہر ہے [3] اور میرے نزدیک بھی حسن ہے (واللہ اعلم)

4/812 الکافی ۱/۵/۳۰۷/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ طَاهِرٍ ۔الکافی ،۱/۶/۳۰۷/۱ أحمد عن محمد بن خالد عن بعض أصحابنا عن يونس بن يعقوب عن طاهر الکافی ،۱/۴/۳۰۶/۱ العدة عن أحمد عن علی بن الحکم عن طاهر قَالَ: كُنْتُ قَاعِداً عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَقْبَلَ جَعْفَرٌ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَذَا خَيْرُ اَلْبَرِيَّةِ.

---

[1] مراۃ العقول:۳/۳۲۶

[2] اثبات الھداۃ: ۴/۱۲۸؛ بہجۃ النظر: ۷۵؛ وسائل الشیعہ: ۲۱/۳۵۶؛ مستدرک الوسائل: ۱۵/۱۱۲؛ بحار الانوار: ۱۰۱/۹۵؛ مکارم الاخلاق: ۲۲۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/۷۸

[3] مراۃ العقول:۳/۳۲۶

(ترجمہ) طاھر سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے فرمایا: یہ خلق خدا میں سب سے بہتر ہے۔ [۱]

بیان:

﴿وزاد فی الإسناد الأخیر فی آخر الحدیث أو أخیر یعنی أو قال أخیر البریة﴾

آخری حدیث کی آخری اسناد میں اضافہ ''خیّر البریہ'' ہے یعنی اس نے کہا خیّر البریۃ۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند ضعیف علی المشہور اور دوسری سند مجہول اور تیسری سند بھی مجہول ہے [۲]

5/813 الکافی،۱/۳۰۷/۱ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ اَلْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سُئِلَ عَنِ اَلْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ هَذَا وَ اَللَّهِ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ عَنْبَسَةُ فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ صَدَقَ جَابِرٌ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكُمْ تَرَوْنَ أَنْ لَيْسَ كُلُّ إِمَامٍ هُوَ اَلْقَائِمَ بَعْدَ اَلْإِمَامِ اَلَّذِي كَانَ قَبْلَهُ.

(ترجمہ) جابر بن یزید جعفی سے روایت ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ کسی نے حضرت سے قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سوال کیا۔ حضرت نے امام جعفر صادق علیہ السلام پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: واللہ یہ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے عنبسہ بیان کرتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام کے انتقال کے بعد میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا: جابر نے سچ بیان کیا کہ تمہارا گمان یہ ہے کہ ہر امام اپنے سے پہلے امام کے بعد قائم نہیں ہوتا۔ [۳]

---

[۱] الامامۃ والتبصرۃ:۶۵؛اعلام الوریٰ:۱/۵۱۸؛تفسیر نور الثقلین:۵/۶۴۵؛اثبات الھداۃ:۴/۱۲۹؛تفسیر کنز الدقائق:۱۴/۳۷۹؛الارشاد:۲/۱۸۱؛بحار الانوار:۴۷/۱۳؛کشف الغمہ:۲/۱۶۷؛عوالم العلوم:۲۰/۵۵؛بہجۃ النظر:۷۶؛فی رحاب العقیدہ:۳/۲۳۲؛المستجاد:۱۸۸؛الدمعۃ الساکبہ:۶/۲۸۴

[۲] مراۃ العقول:۳/۳۲۷وایضاًوایضاً

[۳] اثبات الھداۃ:۴/۱۲۸؛اعلام الوریٰ:۱/۵۱۷؛بحارالانوار:۴۷/۱۴؛الہدایۃ الکبریٰ:۲۴۳؛عوالم العلوم:۲۰/۵۶؛بہجۃ النظر:۷۶؛الدمعۃ الساکبہ:۶/۲۸۳؛مسند الامام الباقرؑ:۲/۷۸

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۱]

6/814 الکافی ۱/۸/۳۰۷/۱، علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ ٱلْأَعْلَى عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ أَبِي عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ اِسْتَوْدَعَنِي مَا هُنَاكَ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ ٱلْوَفَاةُ قَالَ اُدْعُ لِي شُهُوداً فَدَعَوْتُ لَهُ أَرْبَعَةً مِنْ قُرَيْشٍ فِيهِمْ نَافِعٌ مَوْلَى عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ اُكْتُبْ هَذَا مَا أَوْصَى بِهِ يَعْقُوبُ بَنِيهِ (يَا بَنِيَّ إِنَّ ٱللّٰهَ اِصْطَفىٰ لَكُمُ ٱلدِّينَ فَلاٰ تَمُوتُنَّ إِلاّٰ وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ) وَ أَوْصَى مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَمَرَهُ أَنْ يُكَفِّنَهُ فِي بُرْدِهِ ٱلَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ ٱلْجُمُعَةَ وَ أَنْ يُعَمِّمَهُ بِعِمَامَتِهِ وَ أَنْ يُرَبِّعَ قَبْرَهُ وَ يَرْفَعَهُ أَرْبَعَ أَصَابِعَ وَ أَنْ يَحُلَّ عَنْهُ أَطْمَارَهُ عِنْدَ دَفْنِهِ ثُمَّ قَالَ لِلشُّهُودِ اِنْصَرِفُوا رَحِمَكُمُ ٱللَّهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَتِ بَعْدَ مَا اِنْصَرَفُوا مَا كَانَ فِي هَذَا بِأَنْ تُشْهِدَ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ كَرِهْتُ أَنْ تُغْلَبَ وَ أَنْ يُقَالَ إِنَّهُ لَمْ يُوصَ إِلَيْهِ فَأَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لَكَ ٱلْحُجَّةُ

(ترجمہ) عبدالاعلی سے روایت ہے کہ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد نے امرِ امامت کے لئے جوامور تھے میرے سپرد کئے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھ سے فرمایا گواہوں کو بلاؤ۔ میں نے قریش کے چار شخص بلائے جن میں عبداللہ بن عمر کا غلام نافع بھی تھا۔ پھر فرمایا لکھو یہ وہ وصیت ہے جو یعقوب نے اپنے بیٹوں کو کی تھی۔ فرمایا: اے بیٹوں خدا نے تمہارے لئے دین کا اصطفا کیا ہے پس تم مسلمان ہو کر مرنا وصیت کرتا ہے محمد علیہ السلام بن علی علیہ السلام بن جعفر علیہ السلام بن محمد علیہ السلام اور اس کو یہ حکم دیتا ہے کہ مجھے کفن دیں اس چادر کا جس میں نماز جمعہ پڑھا کرتا تھا اور میرا عمامہ باندھیں اور چوکور قبر بنائیں اور چار انگل سے زیادہ بلند کریں اور وقت بند اپنے لباس کے بند کھول دیں۔ پھر گواہوں سے فرمایا اب تم جاؤ خدا تم پر رحم کرے ان کے جانے کے بعد میں نے کہا یہ گواہی آپ نے کیوں کرائی فرمایا: مجھے یہ بُرا معلوم ہوا کہ لوگ کہیں کہ کسی کے لئے وصیت نہیں کی اور تم مغلوب ہو میں نے چاہا کہ یہ تمہارے لئے حجت ہو۔ [۲]

---

[۱] مراۃ العقول: ۳/۳۲۸

[۲] الارشاد: ۲/۱۸۱؛ اعلام الوریٰ: ۱/۵۱۸؛ عوالم العلوم: ۱۹/۵ ۴۳۵ و ۲۰/۷ ۵؛ اثبات الھداۃ: ۴/۱۲۹؛ بہجۃ النظر: ۷۶؛ کشف الغمہ: ۲/۱۶۷؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۰۷؛ المناقب: ۴/۲۷۸؛ وسائل الشیعہ: ۳/۱۹۴؛ تفسیر نورالثقلین: ۱/۱۳۰؛ بحارالانوار: ۴۷/۱۳ و ۷۹/۴۷؛ تفسیر کنزالدقائق: ۲/۱۶۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۸۶۷؛ احقاق الحق: ۱۲/۲۰۳

بیان:

﴿أطمارہ أثوابه و قد مضی تفسیر هذا الحدیث﴾

''اطمارہ''اس کے کپڑے، بیشک اس حدیث کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ عبدالاعلی ثقہ ہے [2] اور محمد بن عیسیٰ ثقہ جلیل ہے [3] (واللہ اعلم)

۳۸۔باب الإشارة والنص علی أبی إبراهیم موسی علیه السلام

باب: امام ابوابراہیم موسیٰ (کاظم) علیہ السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/815 الکافی،۱/۲/۳۰۸/۱ العدة عن أحمد عن علی بن الحکم عن الخراز عَنْ ثُبَیْتٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَسْأَلُ اللَّهَ الَّذِي رَزَقَ أَبَاكَ مِنْكَ هَذِهِ الْمَنْزِلَةَ أَنْ يَرْزُقَكَ مِنْ عَقِبِكَ قَبْلَ الْمَمَاتِ مِثْلَهَا فَقَالَ قَدْ فَعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُوَ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَشَارَ إِلَى الْعَبْدِ الصَّالِحِ وَهُوَ رَاقِدٌ فَقَالَ هَذَا الرَّاقِدُ وَهُوَ غُلاَمٌ.

(ترجمہ) معاذ بن کثیر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا میں سوال کرتا ہوں اس خدا سے جس نے آپؑ کے آباء طاہرین کو آپؑ جیسی صفات عطا فرمائیں کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی آپؑ ہی جیسے کو معین کرے۔آپؑ نے فرمایا: خدا نے ایسا کیا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کون ہے۔آپؑ نے اشارہ کیا عبد صالح (امام موسیٰ کاظمؑ) کی طرف وہ اس وقت سو رہے تھے اور وہ اس وقت کم سن تھے۔ [4]

---

[1] مراۃ العقول:۳/۳۲۹

[2] المفید من معجم رجال الحدیث:۳۰۳

[3] ایضاً:۵۶۴

[4] الارشاد:۲/۲۱۷؛روضۃ الواعظین:۱/۲۱۳؛کشف الغمہ:۲/۲۱۹؛اثبات الھداۃ:۴/۲۱۶بہجۃ النظر:۸۱؛اعلام الوریٰ:۲/۹؛عوالم العلوم:۲۱/۳۵؛ بحارالانوار:۴۸/۱۷؛مسند الامام الکاظمؑ:۱/۷؛مسند الامام الصادقؑ:۳/۱۷۹

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [۱]

2/816 الکافی ،۱/۱/۳۰۷/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْقَلاَّءِ عَنِ اَلْفَيْضِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ خُذْ بِيَدِي مِنَ اَلنَّارِ مَنْ لَنَا بَعْدَكَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ يَوْمَئِذٍ غُلاَمٌ فَقَالَ هَذَا صَاحِبُكُمْ فَتَمَسَّكْ بِهِ.

(ترجمہ) مختار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا دوزخ سے بچانے میں میری مدد کیجئے یہ فرمایئے کہ آپؑ کے بعد امام کون ہے۔ اسی وقت موسیٰ کاظم علیہ السلام آ گئے اور وہ اس وقت کم سن تھے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ تمہارا امام ہے اس سے تمسک رکھنا۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۳]

3/817 الکافی،۱/۱/۳۰۷/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُوسَى اَلصَّيْقَلِ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَدَخَلَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ غُلاَمٌ فَقَالَ اِسْتَوْصِ بِهِ وَ ضَعْ أَمْرَهُ عِنْدَ مَنْ تَثِقُ بِهِ مِنْ أَصْحَابِكَ.

(ترجمہ) مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب کہ وہ صغیر سن تھے تشریف لائے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں ان کے لئے وصیت کرتا ہوں پس تم اپنے معتمد اصحاب کے سامنے ان کی امامت کا ذکر کرو۔ [۴]

بیان:

﴿استوص به اطلب العهد بتعظيمه و رعاية حاله و تعاهد أمره من نفسك و من غيرك و ضع أمره أي أخبر

---

[۱] مراۃ العقول:۳/۳۳۰

[۲] بحارالانوار:۴۸/۱۸؛عوالم العلوم:۲۱/۳۶؛الارشاد:۲/۲۱۷؛اثبات الھداۃ:۴/۲۱۶؛اعلام الوریٰ:۲/۱۰؛بہجۃ النظر:۸۱؛کشف الغمہ:۲/۲۲۰؛ روضۃ الواعظین:۱/۲۱۳؛مسند الامام الکاظمؑ:۱/۷

[۳] مراۃ العقول:۳/۳۲۹

[۴] عوالم العلوم:۲۱/۳۴؛بہجۃ النظر:۸۲؛اعلام الوریٰ:۲/۹؛الارشاد:۲/۲۱۶؛بحارالانوار:۴۸/۱۷؛اثبات الھداۃ:۴/۲۱۷؛کشف الغمہ:۲/۲۱۹؛ مسند الامام الکاظمؑ:۱/۲۷؛المستجاد:۱۹۶؛فی رحاب العقیدۃ:۳/۳۴۳

بأمر إمامته من تثق به من يكتم عليك و لا يذيعه﴾
''استوص به'' میں اس کی وصیت کرتا ہوں، یعنی میں ان کی تعظیم کرنے، ان کی حال کی رعایت کے عہد کا مطالبہ کرتا ہوں۔''ضع امره'' ان کے امر کو سپرد کرو یعنی ان کی امامت کے امر کی خبر دو۔''من تثق به'' جس کو تم قابلِ اعتماد سمجھتے ہو یعنی جو تمہارا راز دار ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱]

4/818 الکافی،۱/۵/۳۰۸/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ جَعْفَرٍ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي يَوْماً فَسَأَلَهُ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِلَى مَنْ نَفْزَعُ وَ يَفْزَعُ اَلنَّاسُ بَعْدَكَ فَقَالَ إِلَى صَاحِبِ اَلثَّوْبَيْنِ اَلْأَصْفَرَيْنِ وَ اَلْغَدِيرَتَيْنِ يَعْنِي اَلذُّؤَابَتَيْنِ وَ هُوَ اَلطَّالِعُ عَلَيْكَ مِنْ هَذَا اَلْبَابِ يَفْتَحُ اَلْبَابَيْنِ بِيَدِهِ جَمِيعاً فَمَا لَبِثْنَا أَنْ طَلَعَتْ عَلَيْنَا كَفَّانِ آخِذَةً بِالْبَابَيْنِ فَفَتَحَهُمَا ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ.

(ترجمہ) اسحاق بن جعفر علیہ السلام نے بیان کیا کہ میں اپنے والد کے پاس ایک دن تھا پس ان سے علی بن عمر نے پوچھا آپؑ کے بعد ہم اور دوسرے لوگ کس طرف رجوع کریں۔ آپؑ نے فرمایا: دو زرد لباس والے اور دو گیسوؤں والے کی طرف اور ابھی اس دروازے سے آنے والا ہے دروازہ کے دونوں کواڑ وہ اپنے ہاتھ سے کھولے گا۔ تھوڑی دیر بعد دو ہاتھ نمودار ہوئے اور دروازہ کھلا اور اس سے موسیٰ کاظم علیہ السلام برآمد ہوئے۔ [۲]

بیان:

﴿الغديرة بالغين المعجمة و الدال و الراء المهملتين و في بعض النسخ يفتح الباب بيديه جميعا﴾
''الغديرة'' غین معجمہ اور دال اور رآء مہمل، بعض نسخوں میں آیا ہے''يفتح الباب بيديه جميعًا'' دروازہ کھلا ان کے سامنے۔

---

[۱] مراۃ العقول:۳/۳۳۲

[۲] اعلام الوریٰ: ۲/۱۴؛ الانوار: ۴۸/۲۰؛ عوالم العلوم: ۲۱/۳۳؛ الارشاد: ۲/۲۱۹؛ کشف الغمہ: ۲/۲۲۱؛ مدینۃ المعاجز: ۶/۱۴۸؛ اثبات الھداۃ: ۴/۲۱۷؛ بہجۃ النظر: ۸۲؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/۱۸

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

5/819 الکافی،۱/۱۲/۳۱۰/۱ القمیان عَنْ صَفْوَانَ عَنِ اِبْنِ مُسْكَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: دَعَا أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَوْماً وَ نَحْنُ عِنْدَهُ فَقَالَ لَنَا عَلَيْكُمْ بِهَذَا فَهُوَ وَ اَللَّهِ صَاحِبُكُمْ بَعْدِي.

(ترجمہ) سلیمان بن خالد سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو ایک دن بلایا۔ ہم حضرت کے پاس تھے ہم سے فرمایا: اپنے اس ساتھی کو جان لو یہ میرے بعد تمہارا امام ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3]

6/820 الکافی،۱/۶/۳۰۹/۱ علی عن أبیہ عن التمیمی عَنْ صَفْوَانَ اَلْجَمَّالِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ لَهُ مَنْصُورُ بْنُ حَازِمٍ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي إِنَّ اَلْأَنْفُسَ يُغْدَى عَلَيْهَا وَ يُرَاحُ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَمَنْ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذَا كَانَ ذَلِكَ فَهُوَ صَاحِبُكُمْ وَ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْأَيْمَنِ فِي مَا أَعْلَمُ وَ هُوَ يَوْمَئِذٍ خُمَاسِيٌّ وَ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ جَالِسٌ مَعَنَا.

(ترجمہ) منصور ابن حازم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپؑ پر فدا ہوں دن اور رات گزرتے جارہے ہیں پس جب آپؑ دنیا میں نہ ہوں تو ہمارا امام کون ہے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ تمہارا امام ہے اور اپنا ہاتھ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے داہنے کندھے پر رکھا اور وہ اس وقت پانچ سال کے تھے اور عبداللہ بن جعفر علیہ السلام ہمارے پاس تھے۔ [4]

---

[1] مراۃ العقول:۳/۳۳۲

[2] الارشاد: ۲/۲۱۹؛ اعلام الوریٰ:۲/۱۲؛ بحارالانوار: ۴۸/۱۹؛ کشف الغمہ: ۲/۲۲۱؛ بہجۃ النظر:۸۴؛ اثبات الھداۃ: ۴الارشاد: ۲/۲۱۹؛ اعلام الوریٰ:۲/۱۲؛ بحارالانوار:۴۸/۱۹؛ کشف الغمہ:۲/۲۲۱؛ بہجۃ النظر:۸۴؛ اثبات ۲۱۸۱؛ عوالم العلوم:۲۱/۵۷؛ مسند الامام الکاظم ؑ:۱/۱۰؛ فی رحاب العقیدۃ:۳/۲۴۴

[3] مراۃ العقول:۳/۳۳۷

[4] اثبات الھداۃ: ۴/۲۱۷؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۰؛ عوالم العلوم: ۲۱/۳۶؛ بہجۃ النظر: ۸۲؛ الارشاد: ۲/۲۱۸؛ کشف الغمہ: ۲/۲۲۰؛ فی رحاب العقیدۃ:۳/۲۴۳

بیان:

﴿یغدی علیها و یراح یرد علیها الحادث و یذهب عنها الوارد فإنها بعرض الحدثان و منزل النقلان و الموت لیس ببعید عن الإنسان خماسی أی طوله خمسة أشبار و لا یقال سداسی و لا سباعی لأنه إذا بلغ ستة أشبار فهو رجل﴾

''یغدا علیها'' ان پر دن گزرے، یعنی ان پر حوادث آتے رہتے ہیں اور وارد ہونے والے ان سے جاتے رہتے ہیں کیونکہ یہ دونوں حوادث کا مقام ہیں اور دو منتقل ہونے والی چیزوں کی منزل ہے اور موت انسان سے ہرگز دور نہیں ہے۔ ''خماسی'' یعنی اس کا لمبائی پانچ بالشت ہے یہ نہیں کیا گیا کہ سداسی اور سباعی کیونکہ جب وہ چھ بالشت تک پہنچتا ہے تو وہ مرد ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] لیکن یہ بھی بعید نہیں ہے کہ حدیث ہو؟ (واللہ اعلم)

7/821 الکافی،۱/۳۰۹/۷/۱ محمد عن محمد بن الحسین عن التمیمی عَنْ عِیسَى بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنْ كَانَ كَوْنٌ وَ لاَ أَرَانِي اَللَّهُ ذَلِكَ فَبِمَنْ أَئْتَمُّ قَالَ فَأَوْمَأَ إِلَى اِبْنِهِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قُلْتُ فَإِنْ حَدَثَ بِمُوسَى حَدَثٌ فَبِمَنْ أَئْتَمُّ قَالَ بِوَلَدِهِ قُلْتُ فَإِنْ حَدَثَ بِوَلَدِهِ حَدَثٌ وَ تَرَكَ أَخاً كَبِيراً وَ اِبْناً صَغِيراً فَبِمَنْ أَئْتَمُّ قَالَ بِوَلَدِهِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا أَبَداً قُلْتُ فَإِنْ لَمْ أَعْرِفْهُ وَ لاَ أَعْرِفُ مَوْضِعَهُ قَالَ تَقُولُ اَللَّهُمَّ إِنِّي أَتَوَلَّى مَنْ بَقِيَ مِنْ حُجَجِكَ مِنْ وُلْدِ اَلْإِمَامِ اَلْمَاضِي فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيكَ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ.

(ترجمہ) محمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا اگر آپؑ کی موت واقع ہو خدا مجھے یہ نہ دکھائے تو ہم کس کو امام مانیں۔ حضرتؑ نے اپنے بیٹے موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے عرض کیا اگر وہ بھی مرجائیں تب۔ آپؑ نے فرمایا: ان کا بیٹا امام ہوگا۔ میں نے عرض کیا جب وہ بھی مرجائیں اور ان کے بڑے بھائی ہوں تب ان میں کون امام ہوگا۔ فرمایا: بیٹا اور یہ طریقہ جاری رہے گا میں نے کہا اگر میں نہ ان کو پہچانتا ہوں نہ ان کے مقام کو تب کیا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: تم کہنا: خداوندا! میں اپنا ولی جانتا ہوں اس کو تیری

[1] مراۃ العقول:۳/۳۳۳

حجتوں میں سے نسل امام ماضیؑ سے باقی ہے اور یہ کہنا انشاء اللہ تمہارے لئے بہت ہوگا۔ [۱]

بیان:

﴿کنی بالکون عن الفقد و الموت محافظة للأدب﴾
فقد اور موت کی تعبیر ''کون'' کی گئی ادب کی محافظت کی وجہ سے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ عیسٰی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ثقہ ہے اور اس کی توثیق کی وجہ کامل الزیارات کا راوی ہونا ہے (واللہ اعلم)

8/822 الكافى،١/٣٠٩/١/٩ محمد و القميان عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنِ اَلْمِيثَمِيِّ عَنْ فَيْضِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ: فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ فِي أَمْرِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حَتَّى قَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هُوَ صَاحِبُكَ اَلَّذِي سَأَلْتَ عَنْهُ فَقُمْ إِلَيْهِ فَأَقِرَّ لَهُ بِحَقِّهِ فَقُمْتُ حَتَّى قَبَّلْتُ رَأْسَهُ وَ يَدَهُ وَ دَعَوْتُ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يُؤْذَنْ لَنَا فِي أَوَّلَ مِنْكَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأُخْبِرُ بِهِ أَحَداً فَقَالَ نَعَمْ أَهْلَكَ وَ وُلْدَكَ وَ كَانَ مَعِي أَهْلِي وَ وُلْدِي وَ رُفَقَائِي وَ كَانَ يُونُسُ بْنُ ظَبْيَانَ مِنْ رُفَقَائِي فَلَمَّا أَخْبَرْتُهُمْ حَمِدُوا اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَالَ يُونُسُ لاَ وَ اَللَّهِ حَتَّى أَسْمَعَ ذَلِكَ مِنْهُ وَ كَانَتْ بِهِ عَجَلَةٌ فَخَرَجَ فَاتَّبَعْتُهُ فَلَمَّا اِنْتَهَيْتُ إِلَى اَلْبَابِ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ لَهُ وَ قَدْ سَبَقَنِي إِلَيْهِ يَا يُونُسُ اَلْأَمْرُ كَمَا قَالَ لَكَ فَيْضٌ قَالَ فَقَالَ سَمِعْتُ وَ أَطَعْتُ فَقَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ خُذْهُ إِلَيْكَ يَا فَيْضُ.

(ترجمہ) فیض بن مختار سے ایک طویل حدیث میں امر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق روایت ہے کہ اس سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس کے متعلق تو نے سوال کیا وہ تیرا امام یہ ہے۔ پس ان کے پاس جاؤ (امام موسیٰ کاظم اس وقت گھوارے میں تھے) اور ان کے حق کا اقرار کرو پس میں کھڑا ہوا اور ان کے سر اور ہاتھ کو بوسہ دیا اور ان کے لئے خدا سے دعا کی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تم سے پہلے کسی اور کو ملنے کی اجازت

[۱] الامامة والتبصرة: ۱۲۴؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۰؛ اثبات الھداۃ: ۲/۹۲ و ۴/۳۸۲؛ بھجة النظر: ۸۳؛ بحارالانوار: ۵۲/۱۴۸ و ۲۷/۲۹۲؛ کمال الدین: ۲/۳۴۹؛ عوالم العلوم: ۲۱/۵۵؛ کشف الغمہ: ۲/۲۲۰؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/۲۴۱؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۸

[۲] مراۃ العقول: ۳/۳۳۴

نہیں دی۔ میں نے کہا کیا میں اس کی خبر لوگوں کو آپؑ نے دوں فرمایا: صرف اپنے خاندان والوں کو اور اپنی اولاد کو اور میرے ساتھ میرے اہل، میری اولاد اور میرے رفقاء تھے اور یونس بن فلبیان میرے رفقاء میں سے تھے۔ جب ان لوگوں کو میں نے خبر دی تو انہوں نے خدا کی تعریف کی اور یونس نے کہا خدا کی قسم میں اکتفانہ کروں گا جب تک خود حضرت سے نہ سن لوں اور اس کے مزاج میں جلدی تھی، پس وہ چلا میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ پس ہم دروازے پر پہنچے تو میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سُنا درحالانکہ وہ مجھ سے پہلے پہنچ چکا تھا۔ اے یونس جو کچھ فیض نے بیان کیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اس نے کہا سمعاً وطاعہ میں نے سنا اور اطاعت کی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے فیض! اپنے ساتھ یونس کو لے جا۔ [۱]

بیان:

﴿لم يؤذن لنا فی أول منك يعنی لم يؤذن لنا فی شأن أحد قبلك أن نخبره بذلك فأنت أول من أخبرناه بإمامته و كانت به عجلة أی كان يونس ممن يعجل فی أموره﴾

''لم يؤذن لنا فی اوّل منك'' ہمیں تم سے پہلے کسی سے ملنے کی اجازت نہیں دی گئی کہ ہم اس کو اس کی خبر دیں پس تم پہلے ہو جس کو ہم نے اس کی امامت کی خبر دی۔'' و كانت به عجله'' اس کے مزاج میں جلدی تھی یعنی یونس ان لوگوں میں سے تھا جو اس کے امور میں جلدی کرتے تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [۲]

9/823 الكافی،١/١٦/٣١١/١ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ عُبَيْسِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عُمَرَ اَلرُّمَّانِيِّ عَنْ فَيْضِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ قَالَ: إِنِّي لَعِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذْ أَقْبَلَ أَبُو اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ غُلاَمٌ فَالْتَزَمْتُهُ وَ قَبَّلْتُهُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْتُمُ اَلسَّفِينَةُ وَ هَذَا مَلاَّحُهَا قَالَ فَحَجَجْتُ مِنْ قَابِلٍ وَ مَعِي أَلْفَا دِينَارٍ فَبَعَثْتُ بِأَلْفٍ إِلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَلْفٍ إِلَيْهِ فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ يَا فَيْضُ عَدَلْتَهُ بِي قُلْتُ

---

[۱] بصائر الدرجات: ۱/۳۳۶؛ رجال الکشی: ۳۲۴؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۶۵۸ ح ۶۶۲ ۴ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور): حلیۃ الابرار: ۲/۲۹۰؛ بہجۃ النظر: ۸۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۱؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۵۴ و ۲۰/ ۳۶۲؛ بحار الانوار: ۴۸/ ۱۴ و ۴۷/ ۸۳ و ۲۵۹ و ۴۸/ ۲۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۲۵ و ۲۱۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۴/ ۵۰۰؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۱۶؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۹/ ۳۱۲

[۲] مراۃ العقول: ۳/ ۳۳۵

إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِقَوْلِكَ فَقَالَ أَمَا وَ اَللّٰهِ مَا أَنَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ بَلِ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فَعَلَهُ بِهِ .

(ترجمہ) فیض بن مختار سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جب کہ وہ کم سن تھے آ گئے۔ میں نے ان کو پکڑ لیا اور بوسہ دیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم کشتی ہو اور یہ تمہارا ملاح ہے۔فیض کہتے ہیں کہ اگلے سال میں حج کو گیا میرے پاس دو ہزار دینا تھے۔میں نے ایک ہزار امام جعفر صادق علیہ السلام کو بھیجے اور ایک ہزار موسیٰ کاظم علیہ السلام کو۔اس کے بعد جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: اے فیض تم نے مجھے موسیٰ کے برابر کر دیا میں نے عرض کیا آپؑ ہی نے تو فرمایا تھا کہ یہ تمہارے ملاح ہیں۔آپؑ نے فرمایا: واللہ میں نے نہیں کہا بلکہ اللہ کے حکم سے۔ [1]

بیان:

﴿عدلته بی أی سویت بینی و بینه فی الهدیة﴾

''عدلته بی'' تم نے مجھے اس کے برابر کر دیا یعنی تو نے میرے اور اس کے درمیان ہدایت کو برابر کر دیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [2]

10/824 الکافی،۱/۱۱/۳۱۰/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ يَعْقُوبَ اَلسَّرَّاجِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ وَاقِفٌ عَلَى رَأْسِ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى وَ هُوَ فِي اَلْمَهْدِ فَجَعَلَ يُسَارُّهُ طَوِيلاً فَجَلَسْتُ حَتَّى فَرَغَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ لِي اُدْنُ مِنْ مَوْلاَكَ فَسَلِّمْ فَدَنَوْتُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ اَلسَّلاَمَ بِلِسَانٍ فَصِيحٍ ثُمَّ قَالَ لِيَ اِذْهَبْ فَغَيِّرِ اِسْمَ اِبْنَتِكَ اَلَّتِي سَمَّيْتَهَا أَمْسِ فَإِنَّهُ اِسْمٌ يُبْغِضُهُ اَللّٰهُ وَ كَانَ وُلِدَتْ لِيَ اِبْنَةٌ سَمَّيْتُهَا بِالْحُمَيْرَاءِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِنْتَهِ إِلَى أَمْرِهِ تَرْشُدْ فَغَيَّرْتُ اِسْمَهَا .

(ترجمہ) یعقوب السراج سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے گہوارے کے پاس کھڑے ان سے سرگوشی کر رہے تھے۔میں بیٹھ گیا جب حضرت سرگوشی سے فارغ ہوئے تو میں حضرت علیہ السلام کے پاس گیا آپؑ نے فرمایا: اپنے مولا کے پاس جاؤ اور سلام کرو۔ میں نے سلام کیا امام موسیٰ علیہ السلام نے نہایت فصیح زبان میں جواب دیا۔پھر فرمایا تم جاؤ اپنی لڑکی کا نام بدل دو جو تم نے کل رکھا ہے وہ ایسا

---

[1] اثبات الھداۃ:۴/۲۱۹؛عوالم العلوم:۲۱/۴۲؛بہجۃ النظر:۸۵؛مسند الامام الکاظمؑ:۱/۱۱؛فی رحاب العقیدۃ:۳/۲۴۴؛مسند الامام الصادقؑ:۲/۴۷۰

[2] مراۃ العقول:۳/۳۴۰

نام ہے جس سے خدا بغض رکھتا ہے اور میری ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام میں نے حمیرا رکھا تھا۔ حضرت ابو عبداللہ نے فرمایا: ان کے حکم کو بجالاؤ باعث فلاح ہوگا میں نے اس کا نام بدل دیا۔ [1]

بیان:

﴿یسارہ یناجیہ و إنما کان اسم الحمیراء مما یبغضہ اللہ لأن مسماتہا کانت عدوۃ لأہل بیت نبیہ ص﴾

''یسارہ'' وہ اس سے سرگوشی کرتے رہے اور پس حمیرا نام وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کیونکہ ایسا نام رکھنا اہل بیتؑ سے دشمنی کی دلیل ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور وہ تفسیر القمی اور کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے اور محمد بن سنان بھی ثقہ ثابت ہے اور اس کی تضعیف اختلافی ہے اور یعقوب بن سراج یعنی یعقوب بن جعفر الجعفری ثقہ ہے اور تفسیر القمی کا راوی ہے [3] اور ابن الغفائری کی تضعیف مضر نہیں ہے کیونکہ ان کی کتاب ہی ان کی طرف ثابت نہیں ہے (واللہ اعلم)

11/825 الکافی، ۱/۱۵/۳۱۱/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ صَفْوَانَ اَلْجَمَّالِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ صَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ فَقَالَ إِنَّ صَاحِبَ هَذَا اَلْأَمْرِ لاَ يَلْهُو وَ لاَ يَلْعَبُ وَ أَقْبَلَ أَبُو اَلْحَسَنِ مُوسَى وَ هُوَ صَغِيرٌ وَ مَعَهُ عَنَاقٌ مَكِّيَّةٌ وَ هُوَ يَقُولُ لَهَا اُسْجُدِي لِرَبِّكِ فَأَخَذَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ ضَمَّهُ إِلَيْهِ وَ قَالَ بِأَبِي وَ أُمِّي مَنْ لاَ يَلْهُو وَ لاَ يَلْعَبُ.

ترجمہ: صفوان الجمال سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام کے متعلق سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا: وہ لہو ولعب نہیں کرتا۔ اسی اثناء میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ایک بکری کا بچہ لئے ہوئے آ گئے اور اس سے کہنے لگے اپنے رب کو سجدہ کر یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: بے شک امام لہو ولعب نہیں کرتا۔ [4]

---

[1] اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۴؛ بحارالانوار: ۴۸/ ۱۹؛ ۴۸/ ۱۹ و ۳۷؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۶/ ۱۷۰؛ المناقب: ۴/ ۲۸۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۵/ ۱۲۸؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۲۱؛ الارشاد: ۲/ ۲۱۹؛ وسائل الشیعہ: ۲۱/ ۳۸۹؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۳۲؛ مجمع البحرین: ۳/ ۲۷۷؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۳۱؛ بہجۃ النظر ۸۴؛ مدینۃ المعاجز: ۶/ ۲۲۴؛ الثاقب فی المناقب: ۴۳۳؛ دلائل الامامۃ: ۳۲۶؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۱۶۳؛ بحر المعارف: ۳/ ۲۶۹؛ القطرۃ من بحار: ۱/ ۳۶۹؛ مستدرک سفینۃ البحار ا: ۶/ ۲۸۳؛ منتہی الآمال: ۲/ ۲۹۰

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۳۷

[3] معجم رجال الحدیث: ۲۱/ ۱۶۴ رقم ۱۳۷۸۳

[4] الارشاد: ۲/ ۲۱۹؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۱۸؛ المناقب: ۴/ ۳۱۷؛ بحارالانوار: ۴۸/ ۱۹ و ۱۰۷؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۲؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۲۱؛ عوالم العلوم: ۲۱/ ۱۸۴ و ۳۷؛ بہجۃ النظر: ۸۵؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۲۹۶؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۱۱

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث علی بن حسن کی وجہ سے مجہول ہے اور معلیٰ ثقہ ہے (واللہ اعلم)

12/826 الکافی،۱/۳۰۹/۸/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْقَلاَّءِ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ يَوْمَئِذٍ غُلاَمٌ فَقَالَ هَذَا اَلْمَوْلُودُ اَلَّذِي لَمْ يُولَدْ فِينَا مَوْلُودٌ أَعْظَمُ بَرَكَةً عَلَى شِيعَتِنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ لِي لاَ تَجْفُوا إِسْمَاعِيلَ.

ترجمہ: مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا ذکر کیا جب کہ وہ کم سن تھے اور فرمایا: کوئی مولود ہم میں نہیں ہوا ایسا جس کا مرتبہ ہمارے شیعوں کے لئے اس سے زیادہ ہو۔ پھر مجھے سے فرمایا: تم میرے فرزند اسماعیل کو امام مان کر اس پر ظلم نہ کرنا۔ [2]

بیان:

﴿لا تجفوا إسماعيل من الجفاء أي لا تقصروا في حقه و هو الذي بدا لله في إمامته على ما رواه الشيخ الصدوق رحمه الله و إليه ينسب الإسماعيلية﴾

"لا تجفوا اسماعیل" "تم اسماعیل سے جفا نہ کرو یعنی تم اس کے حق میں تقصیر سے کام نہ لو اس لیے کہ وہ وہ ہے جن کی امامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو بدا ہوا۔ یہ اس روایت کی بنیاد پر ہے جس کو شیخ صدوق نے نقل کیا اور ان کی طرف اسماعیلیہ فرقہ منسوب ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3]

13/827 الکافی،۱/۳۱۰/۱۰/۱ مُحَمَّدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ فُضَيْلٍ عَنْ طَاهِرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ: كَانَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَلُومُ عَبْدَ اَللَّهِ وَ يُعَاتِبُهُ وَ يَعِظُهُ وَ يَقُولُ مَا

---

[1] مراۃ العقول:۳/۳۳۹

[2] اثبات الھداۃ:۴/۲۱۷؛ عوالم العلوم:۲۱/۴۶و۲۳/۶۳و۱۵۳؛ بہجۃ النظر:۸۳؛ فی رحاب العقیدۃ:۳/۲۴۳؛ مسند الامام الکاظمؑ:۱/۹؛ مسند الامام الصادقؑ:۲/۴۶۹

[3] مراۃ العقول:۳/۳۳۶

مَنَعَكَ أَنْ تَكُونَ مِثْلَ أَخِيكَ فَوَ اَللَّهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ اَلنُّورَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ عَبْدُ اَللَّهِ لِمَ أَلَيْسَ أَبِي وَ أَبُوهُ وَاحِداً وَ أُمِّي وَ أُمُّهُ وَاحِدَةً فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ إِنَّهُ مِنْ نَفْسِي وَ أَنْتَ اِبْنِي.

(ترجمہ) طاہر سے روایت ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے فرزند عبداللہ کو ملامت کی اور عتاب کیا اور نصیحت کی اور فرمایا: کس امر نے تم کو روکا کہ تم اپنے بھائی جیسے بنو پس خدا کی قسم میں ان کے چہرہ پر نُور کو دیکھتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا کیا آپؑ کے باپ اور میرے باپ ان کی ماں اور میری ماں ایک نہیں ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا: وہ میرا نفس ہے اور تم میرے بیٹے ہو۔ [1]

بیان:

﴿طاهر هذا كأنه مولى أبي عبد الله ع﴾

یہ طاہر وہ ہے جو امام جعفر صادقؑ کا خادم تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول یا حسن ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث طاہر کی وجہ سے مجہول ہے کیونکہ مجھے ان کی حالات کا علم نہیں ہوسکا ہے (واللہ اعلم)

14/828 الکافی،۱/۱۳/۳۱۰/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ أَوْ غَيْرِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْوَلِيدِ عَنْ يُونُسَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ زُرْبِيٍّ [رزین] عَنْ أَبِي أَيُّوبَ اَلنَّحْوِيِّ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ اَلْمَنْصُورُ فِي جَوْفِ اَللَّيْلِ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ هُوَ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ شَمْعَةٌ وَ فِي يَدِهِ كِتَابٌ قَالَ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ رَمَى بِالْكِتَابِ إِلَيَّ وَ هُوَ يَبْكِي فَقَالَ لِي هَذَا كِتَابُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ يُخْبِرُنَا أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَدْ مَاتَ فَ (إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رٰاجِعُونَ) ثَلاَثاً وَ أَيْنَ مِثْلُ جَعْفَرٍ ثُمَّ قَالَ لِيَ اُكْتُبْ قَالَ فَكَتَبْتُ صَدْرَ اَلْكِتَابِ ثُمَّ قَالَ اُكْتُبْ إِنْ كَانَ أَوْصَى إِلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ بِعَيْنِهِ فَقَدِّمْهُ وَ اِضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ فَرَجَعَ إِلَيْهِ اَلْجَوَابُ أَنَّهُ قَدْ أَوْصَى إِلَى خَمْسَةٍ وَاحِدُهُمْ أَبُو جَعْفَرٍ اَلْمَنْصُورُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَ عَبْدُ اَللَّهِ وَ مُوسَى وَ حَمِيدَةُ.

---

[1] الامامۃ والتبصرۃ: ۷۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۲؛ عوالم العلوم: ۲۰/۹۲۴ و ۲۱/۵۰؛ بہجۃ النظر: ۸۴؛ بحارالانوار: ۴۸/۱۸؛ کشف الغمہ: ۲/۲۲۰؛ الارشاد: ۲/۲۱۸؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۳؛ الخرائج والجرائح: ۲/۸۹۶؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/۴۶۹

[2] مراۃ العقول: ۳/۳۳۶

(ترجمہ) ابو ایوب نحوی سے روایت ہے کہ منصور بادشاہ عباسی نے نصف شب کے وقت مجھے بلایا میں گیا تو دیکھا کہ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اوراس کے سامنے شمع رکھی ہوئی ہے اور ہاتھ میں ایک خط ہے۔میں نے سلام کیااس نے وہ خط مجھے دے دیااور وہ رورہا تھا۔مجھ سے کہا یہ خط محمد بن سلیمان حاکم مدینہ کا ہے اس نے خبر دی ہے کہ جعفر علیہ السلام بن محمد علیہ السلام کا انتقال ہو گیا ہے۔میں نے تین مرتبہ انا اللہ وانا الیہ راجعون کہا اور یہ بھی کہا اب جعفر علیہ السلام کی مثل کون ہے۔اس کے بعد اس نے مجھے کہا لکھو۔میں نے خط کے ابتدائی کلمات کو لکھا اور پھر اس نے کہا کہ لکھو اگر جعفر بن محمد نے پانچ افراد کو وصیت کی ہے اوران میں سے ایک ابوجعفر بن منصور محمد بن سلیمان وموسیٰ وحمیدہ خاتون۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث ابی ایوب النحوی کی وجہ سے مجہول ہے اور سہل ثقہ ہے (واللہ اعلم)

15/829 الکافی،۱/۱۴/۳۱۰/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ اَلنَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ: بِنَحْوٍ مِنْ هَذَا إِلاَّ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ أَوْصَى إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ اَلْمَنْصُورِ وَ عَبْدِ اَللَّهِ وَ مُوسَى وَ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَ مَوْلًى لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ لَيْسَ إِلَى قَتْلِ هَؤُلاَءِ سَبِيلٌ.

(ترجمہ) نضر بن سعید نے بھی یہ روایت نقل کرکے اتنا لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے وصیت کی منصور وعبداللہ و موسیٰ ومحمد بن جعفر اور اپنے ایک غلام کے لئے۔منصور نے کہا اب ان لوگوں کے قتل کی کوئی صورت نہ رہی کیوں کہ منصور کا نام بھی شامل وصیت تھا۔[3]

بیان:

﴿قد مضى ما به ينكشف السر عن مثل هذه الوصية﴾

وہ بیان گزر چکا ہے جس کے ذریعہ اس طرح کی وصیت سے راز کو آشکار کیا گیا ہے۔

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم) ۲۷۰ ح ۱۶۲ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ مستدرک الوسائل: ۱۴/ ۱۲۷؛ مہج الدعوات: ۲۱۲؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۳؛ بحار الانوار: ۴۷/ ۳؛ بہجۃ النظر: ۸۴؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۱۱۷۰؛ المناقب: ۴/ ۳۲۰؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۲۹۱؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۱۵۸؛ جامع احادیث الشیعہ: ۲۴/ ۴۴۸؛ احقاق الحق: ۲۸/ ۴۹۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/ ۳۹۱؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۶/ ۲۸۲

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۳۷

[3] اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۱۹؛ اعلام الوریٰ: ۲۱۲؛ و ۲/ ۱۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۱/ ۳۹۲؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۱۰؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۶/ ۲۸۲

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل یا مجہول ہے [1]

16/830 الکافی، ۱/۳/۳۰۸/۱ العدۃ عن أحمد عن أبی علی الأرجانی الفارس قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اَلرَّحْمَنِ یعنی البجلی فِی اَلسَّنَةِ اَلَّتِی أُخِذَ فِیهَا أَبُو اَلْحَسَنِ اَلْمَاضِی عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ هَذَا اَلرَّجُلَ قَدْ صَارَ فِی یَدِ هَذَا وَ مَا نَدْرِی إِلَی مَا یَصِیرُ فَهَلْ بَلَغَكَ عَنْهُ فِی أَحَدٍ مِنْ وُلْدِهِ شَیْءٌ فَقَالَ لِی مَا ظَنَنْتُ أَنَّ أَحَداً یَسْأَلُنِی عَنْ هَذِهِ اَلْمَسْأَلَةِ دَخَلْتُ عَلَی جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ فِی مَنْزِلِهِ فَإِذَا هُوَ فِی بَیْتِ كَذَا فِی دَارِهِ فِی مَسْجِدٍ لَهُ وَ هُوَ یَدْعُو وَ عَلَی یَمِینِهِ مُوسَی بْنُ جَعْفَرٍ عَلَیْهِمَا اَلسَّلاَمُ یُؤَمِّنُ عَلَی دُعَائِهِ فَقُلْتُ لَهُ جَعَلَنِیَ اَللَّهُ فِدَاكَ قَدْ عَرَفْتَ اِنْقِطَاعِی إِلَیْكَ وَ خِدْمَتِی لَكَ فَمَنْ وَلِیُّ اَلنَّاسِ بَعْدَكَ فَقَالَ إِنَّ مُوسَی قَدْ لَبِسَ اَلدِّرْعَ وَ سَاوَی عَلَیْهِ فَقُلْتُ لَهُ لاَ أَحْتَاجُ بَعْدَ هَذَا إِلَی شَیْءٍ.

(ترجمہ) ابوالارجانی سے روایت ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے پوچھا جس سال امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قید کئے گئے کہ یہ بزرگ اس شخص (مراد ہارون یا سندی بن شاہک) کے ہاتھوں میں ہیں میں نہیں جانتا کہ اس قید کا انجام کیا ہوگا۔ پس آیا ان کی اولاد کے متعلق تمہیں کچھ خبر ہے کہ کون امام جعفر کے بعد امام ہوگا۔ اس نے کہا ایسا سوال مجھ سے سوائے تمہارے کسی نے نہیں کیا سنو میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا وہ گھر کے اس حصے میں تھے جہاں عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرتؑ دعا فرما رہے تھے اور آپؑ کے داہنی طرف موسیٰ علیہ السلام بن جعفر علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے۔ میں نے کہا میں آپؑ پر فدا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ آپؑ کے پاس میرا آنا بند ہو جائے گا لہٰذا یہ بتائیے کہ آپ کے بعد امام کون ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: موسیٰ نے زرہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنی تو ان کے بدن پر ٹھیک آئی میں نے کہا بس میں سمجھ گیا اب زیادہ بیان کی ضرورت نہیں۔ [2]

بیان:

﴿أخذ فیها یعنی کان فی حبس هارون ما ظننت یعنی لما لم أظن احتیاجی إلی هذه المسألة لم أتفحص عنها إلا أن عندی ما یغنی عن هذا السؤال لما ثبت و تحقق عنهم ع أن من علامات صاحب هذا الأمر أن

[1] مراۃ العقول: ۳/۳۳۸

[2] اثبات الھداۃ: ۴/۲۱۶؛ کشف الغمہ: ۲/۲۲۰؛ بہجۃ النظر: ۸۱؛ عوالم العلوم: ۲۱/۵۶ و ۷۰؛ الارشاد: ۲/۲۱۷؛ بحار الانوار: ۴۸/۱۷؛ احقاق الحق: ۱۲/۲۹۹؛ المستجاد: ۱۹۷

یساوی علی قامته درع النبی ص﴾

''اخذ فیھا''اس نے اس میں پکڑا یعنی وہ ہارون کی قید میں تھے۔''ماظننت''میں نے سمجھا نہیں یعنی جب میں نے اپنے کو اس مسئلہ کی طرف ضرورت مند نہیں سمجھا تو میں نے اس کے بارے میں تفحص سے کام نہیں لیا مگر بیشک میرے پاس ایسے قرآئن تھے جو مجھے اس سوال سے مستغنی کرتے ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا اور آئمہ کرامؑ کے بارے میں متحقق ہو گیا کہ بیشک اس امر کے صاحب کی علامات میں سے ہے کہ وہ زرہ پہننے میں رسول خداؐ کے برابر ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

۳۹۔باب الإشارة والنص علی أبی الحسن الرضا علیہ السلام

باب: امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/831 الکافی، ۱/۵/۳۱۲/۱ القمیان عن اَللُّؤْلُؤِيّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَمْرٍو عَنْ دَاوُدَ اَلرَّقِّيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي قَدْ كَبِرَتْ سِنِّي وَ دَقَّ عَظْمِي وَ إِنِّي سَأَلْتُ أَبَاكَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَخْبَرَنِي بِكَ فَأَخْبِرْنِي مَنْ بَعْدَكَ فَقَالَ هَذَا أَبُو اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا .

(ترجمہ) داؤد الرقی سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا میرا اب بڑھاپا ہے اور میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں میں نے آپؑ کے پدر بزرگوار سے بھی سوال کیا تھا پس اب آپؑ بتائیے کہ آپ کے بعد کون ہو گا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ ابوالحسن رضا علیہ السلام ہیں۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]

2/832 الکافی، ۱/۳/۳۱۲/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبَّادٍ

[1] مراۃ العقول: ۳/۳۳۱

[2] عوالم العلوم: ۲۱/ ۶۰ و ۲۲/ ۵۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۹۱؛ بہجۃ النظر: ۱۰۱؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۹؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۱۳۴

[3] مراۃ العقول: ۳/ ۳۴۳

اَلْقَصْرِيِّ جَمِيعاً عَنْ دَاوُدَ اَلرَّقِّيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي قَدْ كَبِرَ سِنِّي فَخُذْ بِيَدِي مِنَ اَلنَّارِ قَالَ فَأَشَارَ إِلَى اِبْنِهِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ هَذَا صَاحِبُكُمْ مِنْ بَعْدِي.

(ترجمہ) داود الرقی سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے نار جہنم سے بچائیے۔حضرت نے امام رضا علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہ میرے بعد تمہارا امام ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا معتبر ہے کیونکہ محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کامل الزیارات کا راوی ہے اور یہ توثیق کافی ہے اور ہمارے نزدیک یہی راجح ہے اور تضعیف اختلافی ہے اور محمد بن سنان بھی ثقہ ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے اور داؤد رقی بھی ثقہ ہے اور نجاشی کی تضعیف بلاوجہ ہے (واللہ اعلم)

3/833 الکافی،۱/۱۱/۳۱۳/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ اَلْخَزَّازِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَحْدُثَ حَدَثٌ وَ لاَ أَلْقَاكَ فَأَخْبِرْنِي مَنِ اَلْإِمَامُ بَعْدَكَ فَقَالَ اِبْنِي فُلاَنٌ يَعْنِي أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

(ترجمہ) داؤد بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر کوئی حادثہ پیش آ جائے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکوں لہذا یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ آپؑ کے بعد امام کون ہوگا۔آپؑ نے فرمایا: میرا فلاں بیٹا یعنی ابوالحسن (امام رضا علیہ السلام)۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث ابی علی الخزائز کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[1] الارشاد: ۲/۲۴۸؛ اثبات الھداۃ: ۴/۲۸۷؛ اعلام الوریٰ: ۲/۴۴؛ عوالم العلوم: ۲۲/۵۱ و ۵۶؛ بحارالانوار: ۴۹/۲۳؛ بہجۃ النظر: ۱۰۰/روضۃ الواعظین: ۱/۲۲۲؛ غیبت طوسی: (ترجمہ از مترجم) ۶۸ ح ۹ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ حلیۃ الابرار: ۲/۲۷۳؛ الصراط المستقیمؑ: ۲/۱۶۵؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۱۹؛ المستجاد: ۲۱۲

[2] مراۃ العقول: ۳/۳۴۲

[3] الارشاد: ۲/۲۵۱؛ کشف الغمہ: ۲/۲۷۱؛ اثبات الھداۃ: ۴/۲۸۸؛ بحارالانوار: ۴۹/۲۴؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۷ ح ۱۶ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ حلیۃ الابرار: ۲/۳۷۵؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۵؛ اعلام الوریٰ: ۲/۴۶؛ عوالم العلوم: ۲۲/۵۳؛ نہجۃ النظر: ۱۰۳؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/۲۵۵؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۲۰

[4] مراۃ العقول: ۳/۳۴۶

4/834 الکافی، ۱/۳۱۳/۱۲/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي اَلْجَهْمِ عَنِ اَلنَّضْرِ بْنِ قَابُوسَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي سَأَلْتُ أَبَاكَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَنِ اَلَّذِي يَكُونُ مِنْ بَعْدِكَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ أَنْتَ هُوَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ذَهَبَ اَلنَّاسُ يَمِيناً وَ شِمَالاً وَ قُلْتُ فِيكَ أَنَا وَ أَصْحَابِي فَأَخْبِرْنِي مَنِ اَلَّذِي يَكُونُ مِنْ بَعْدِكَ مِنْ وُلْدِكَ فَقَالَ اِبْنِي فُلاَنٌ.

(ترجمہ) النصر بن قابوس سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا میں نے آپؑ کے والد سے سوال کیا تھا کہ آپؑ کے بعد کون امام ہوگا تو انہوں نے آپ کو بتایا چنانچہ جب امام جعفر علیہ السلام کا انتقال ہوا تو لوگ ہر طرف سے جمع ہوئے میں نے آپؑ کے متعلق بیان کیا اور میرے اصحاب نے بھی گواہی دی پس اب آپؑ بتائیے کہ آپؑ کے بعد آپؑ کی اولاد میں سے کون امام ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: میرا فلاں بیٹا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشھور ہے [2] لیکن اس حدیث کی دوسری سند جو رجال الکشی میں ہے وہ حسن ہے اور شیخ محسنی نے بھی اسے معتبر احادیث میں شمار کیا ہے [3] (واللہ اعلم)

5/835 الکافی، ۱/۳۱۳/۱۳/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اَلضَّحَّاكِ بْنِ اَلْأَشْعَثِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ زُرْبِيٍّ قَالَ: جِئْتُ إِلَى أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِمَالٍ فَأَخَذَ بَعْضَهُ وَ تَرَكَ بَعْضَهُ فَقُلْتُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ لِأَيِّ شَيْءٍ تَرَكْتَهُ عِنْدِي قَالَ إِنَّ صَاحِبَ هَذَا اَلْأَمْرِ يَطْلُبُهُ مِنْكَ فَلَمَّا جَاءَنَا نَعْيُهُ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِبْنُهُ فَسَأَلَنِي ذَلِكَ اَلْمَالَ فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ.

(ترجمہ) داود بن ذربی سے روایت ہے کہ میں کچھ مال لے کر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس آیا حضرتؑ نے اس میں سے کچھ لے لیا اور کچھ چھوڑ دیا۔ میں نے کہا آپؑ نے میرے پاس کیوں چھوڑا۔ آپؑ نے فرمایا: میرے بعد والا امام تجھ سے مانگ لے گا جب ہمارے پاس حضرتؑ کی شہادت کی خبر پہنچی تو امام رضا علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو میرے

---

[1] الارشاد: ۲/۲۵۱؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۷ ح ۱۷ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۳۱؛ رجال الکشی: ۴۵۱ رقم ۸۴۹؛ بحار الانوار: ۴۹/۲۵؛ اثبات الھداۃ: ۳/۲۳۰؛ حلیۃ الابرار: ۲/۳۷۵؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۵؛ اعلام الوریٰ: ۲/۶؛ عوالم العلوم: ۲۲/۷۴ و ۵۳ بہجۃ النظر: ۱۰۳؛ بحار الانوار: ۴۸/۲۳؛ کشف الغمہ: ۲/۲۱۷؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/۲۴۰؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۳۵؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۱۴۸

[2] مراۃ العقول: ۳/۳۴۶

[3] معجم الاحادیث المعتبرۃ: ۱/۱۹۶ و ۲/۲۵۴

پاس بھیجا اور انہوں نے وہ مال مجھ سے مانگا میں نے دے دیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث الضحاک بن الاشعث کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

6/836 الکافی،۱/۶/۳۱۲/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ زِيَادِ بْنِ مَرْوَانَ اَلْقَنْدِيِّ وَ كَانَ مِنَ اَلْوَاقِفَةِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَ عِنْدَهُ اِبْنُهُ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لِي يَا زِيَادُ هَذَا اِبْنِي فُلاَنٌ كِتَابُهُ كِتَابِي وَ كَلاَمُهُ كَلاَمِي وَ رَسُولُهُ رَسُولِي وَ مَا قَالَ فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ.

ترجمہ: مروان القندی سے روایت ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں آیا ان کے پاس ان کے فرزند امام رضا علیہ السلام موجود تھے مجھ سے فرمایا: اے زیاد یہ میرا فلاں بیٹا ہے اس کی تحریر میری تحریر ہے اور اس کا کلام میرا کلام ہے اس کا قاصد میرا قاصد ہے جو یہ کہے سچ ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن شیخ صدوق نے جو سند ذکر کی ہے وہ حسن یا موثق ہے اور اس میں محمد بن عیسیٰ ثقہ جلیل ہے اور زیاد بن مروان القندی ثقہ اور کامل الزیارات کا راوی ہے لیکن واقفی ہے [5] اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارے شیوخ نے اس سے اس وقت روایات اخذ کی ہیں جبکہ وہ واقفی مذہب میں داخل نہیں تھا اور اس حدیث کو شیخ محسنی نے بھی معتبر احادیث کے مجموعے میں درج کیا ہے [6] (واللہ اعلم)

7/837 الکافی،۱/۷/۳۱۲/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ قَالَ حَدَّثَنِي اَلْمَخْزُومِيُّ وَ كَانَتْ

---

[1] کشف الغمہ: ۲/۲۷۱؛ الارشاد: ۲/۲۵۱؛ المناقب: ۴/۳۶۸؛ اثبات الھداۃ: ۴/۲۸۹؛ غیبت طوسی ترجمہ از مترجم: ۳۷ ح ۱۸؛ حلیۃ الابرار: ۲/۳۷۵؛ بحارالانوار: ۴۹/۲۵؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۶؛ اعلام الوریٰ: ۲/۴۷؛ عوالم العلوم: ۲۲/۵۴؛ بہجۃ النظر: ۱۰۴؛ مدینۃ المعاجز: ۶/۲۵۰ و ۷/۸۳؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/۱۳۵

[2] مراۃ العقول: ۳/۳۴۶

[3] اثبات الھداۃ: ۴/۲۸۷؛ غیبت طوسی (ترجم از مترجم) ۱۷ ح ۱۴؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۳۱؛ حلیۃ ابرار: ۲/۳۷۳؛ الارشاد: ۲/۲۵۰؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۴؛ کشف الغمہ: ۲/۲۷۱؛ اعلام الوریٰ: ۲/۴۵؛ عوالم العلوم: ۲۲/۴۷؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۲۲؛ بہجۃ النظر: ۱۰۱؛ بحارالانوار: ۴۹/۱۹؛ احقاق الحق: ۱۲/۳۴۹؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۳۵

[4] مراۃ العقول: ۳/۳۴۳

[5] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۳۵

[6] معجم الاحادیث المعتبرۃ: ۱/۱۴۴

أُمُّهُ مِنْ وُلْدِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: بَعَثَ إِلَيْنَا أَبُو اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَجَمَعَنَا ثُمَّ قَالَ لَنَا أَ تَدْرُونَ لِمَ دَعَوْتُكُمْ فَقُلْنَا لاَ فَقَالَ اِشْهَدُوا أَنَّ اِبْنِي هَذَا وَصِيِّي وَ اَلْقَيِّمُ بِأَمْرِي وَ خَلِيفَتِي مِنْ بَعْدِي مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدِي دَيْنٌ فَلْيَأْخُذْهُ مِنِ اِبْنِي هَذَا وَ مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدِي عِدَةٌ فَلْيُنْجِزْهَا مِنْهُ وَ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنْ لِقَائِي فَلاَ يَلْقَنِي إِلاَّ بِكِتَابِهِ.

(ترجمہ) مخزومی نے جس کی ماں نسل جعفر علیہ السلام بن ابی طالب علیہ السلام سے تھی بیان کیا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہمیں بلا کر فرمایا: تم جانتے ہو میں نے کیوں بلایا ہے ہم نے کہا نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اس لئے کہ گواہ بنو اس بات کے کہ میرا بیٹا میرا وصی ہے اور میرے امر امامت کا قائم کرنے والا ہے اور میرا خلیفہ ہے میرے بعد، پس جس کا میرے اوپر قرضہ ہو وہ میرے اس بیٹے سے لے لے اور جس سے میں نے وعدہ کیا ہو وہ اس سے پورا کرائے اور جس کو (قید خانہ میں) مجھ سے ملنا ضروری ہو وہ اس کی تحریر کے ساتھ مجھ سے ملے۔ [1]

بیان:

﴿كان تلك الوصية كانت عند خروجه ع إلى بغداد بأمر هارون﴾
گویا کہ یہ وصیت تھی جب امامؑ خلیفہ ہارون کے کہنے پر بغداد کی طرف جا رہے تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن جو سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ حسن ہے اور اس میں محمد بن فضیل ثقہ ہے اور عبداللہ بن حارث مخزومی بھی ثقہ اور جلیل القدر شیعہ ہے [3] (واللہ اعلم)

8/838 الكافي ،١/٨/٣١٢/١ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ جَمِيعاً عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ قَالَ: خَرَجَتْ إِلَيْنَا أَلْوَاحٌ مِنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ فِي اَلْحَبْسِ عَهْدِي إِلَى أَكْبَرِ وُلْدِي أَنْ يَفْعَلَ كَذَا وَ أَنْ يَفْعَلَ كَذَا وَ فُلاَنٌ لاَ تُنِلْهُ شَيْئاً حَتَّى أَلْقَاكَ أَوْ

---

[1] عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۲۷؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۱۷ ح ۱۵؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۱۶؛ اثبات الھداۃ ۳/ ۲۲۹؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۳۷۳؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۱۶۵؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۱۷؛ الارشاد: ۲/ ۲۵۰؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۴۵؛ بہجۃ النظر: ۱۰۱؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۴۳؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۲۰؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/ ۲۵۵؛ ارشاد البشر: ۲۲۰

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۴۴

[3] المفید من معجم رجال الحدیث: ۳۲۹

يَقۡضِيَ اَللّٰهُ عَلَيَّ اَلۡمَوۡتَ .

(ترجمہ) حسین مختار سے روایت ہے کہ ہمیں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کچھ تحریریں ملیں اس میں تحریر تھا کہ میرا عہد ہے میری اولاد میں سب سے بڑے سے کہ وہ ایسا ایسا کریں اور فلاں کو کچھ نہ دیں یہاں تک کہ تم مجھ سے ملاقات کرو یا مجھے موت آجائے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشھور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران تحقیق سے ثقہ ثابت ہے اور آقا کلینی نے اس پر بہت اعتماد کیا ہے اور محمد علی یعنی ابو سمینہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں ہے لیکن میرے نزدیک وہ ثقہ ہے اور کامل الزیارات میں اس کی توثیق وارد ہوئی ہے اور ہم اسے ترجیح دیتے ہیں اور محمد بن سنان بھی ثقہ ہے اور اس کی تضعیف اختلافی ہے اور الحسین بن مختار بھی ثقہ اور امامی ہے اور یہ واقفی بھی نہیں ہے (واللہ اعلم)

9/839 الكافى،١/٣١٣/١/٨ العدة عن أحمد عَنۡ عَلِيِّ بۡنِ اَلۡحَكَمِ عَنِ ابۡنِ اَلۡمُغِيرَةِ عَنِ اَلۡحُسَيۡنِ بۡنِ اَلۡمُخۡتَارِ قَالَ: خَرَجَ إِلَيۡنَا مِنۡ أَبِي اَلۡحَسَنِ عَلَيۡهِ اَلسَّلاَمُ بِالۡبَصۡرَةِ أَلۡوَاحٌ مَكۡتُوبٌ فِيهَا بِالۡعَرۡضِ عَهۡدِي إِلَى أَكۡبَرِ وُلۡدِي يُعۡطِي فُلاَنٌ كَذَا وَ فُلاَنٌ كَذَا وَ فُلاَنٌ كَذَا وَ فُلاَنٌ لاَ يُعۡطَى حَتَّى أَجِيءَ أَوۡ يَقۡضِيَ اَللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيَّ اَلۡمَوۡتَ إِنَّ اَللّٰهَ يَفۡعَلُ مَا يَشَاءُ .

(ترجمہ) حسین بن مختار سے روایت ہے کہ بصرہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی کچھ تحریر کردہ الواح ملیں جن میں تحریر تھا کہ یہ میرا معاہدہ ہے ولد اکبر سے کہ وہ فلاں کو یہ دے اور فلاں کو یہ، اور فلاں کو کچھ نہ دے یہاں تک کہ میں قید سے چھوٹ کر آجاؤں یا مجھے موت آجائے اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [4] یا پھر حدیث صحیح ہے [5] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم)؛ ٠٧ ح ١٣؛ الصراط المستقیم: ٢/١٦٥؛ کشف الغمہ: ٢/٢٧١؛ حلیۃ الابرار: ٢/٣٤٧؛ الارشاد: ٢/٢٥٠؛ بحارالانوار: ٤٩/٢٤؛ اثبات الھداۃ: ٤/٢٨٧؛ عوالم العلوم: ٢٢/٥٣؛ بہجۃ النظر: ١٠٢؛ اعلام الوریٰ: ٢/٤٦؛ مسند الامام الرضاؑ: ١/٢٠؛ الدمعۃ اکساکبہ: ٧/١٦٩

[2] مراۃ العقول: ٣/٣٤٥

[3] اثبات الھداۃ: ٤/٢٩١؛ بہجۃ النظر: ١٠٢؛ الدمعۃ اکساکبہ: ٧/١٦٩

[4] مراۃ العقول: ٣/٣٤٥

[5] النجوم الزھرۃ فی اثبات خلافۃ الائمۃ الطاھرۃؑ: ١٨٠

10/840 الکافی،۱/۲/۳۱۱/۱ العدۃ عن أحمد عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ عَنْ نُعَيْمٍ اَلْقَابُوسِيِّ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اِبْنِي عَلِيّاً أَكْبَرُ وُلْدِي وَ أَبَرُّهُمْ عِنْدِي وَ أَحَبُّهُمْ إِلَيَّ وَ هُوَ يَنْظُرُ مَعِي فِي اَلْجَفْرِ وَلَمْ يَنْظُرْ فِيهِ إِلاَّ نَبِيٌّ أَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ.

(ترجمہ) القابوسی سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: میرا فرزند علی علیہ السلام، اکبر اولاد ہے اور ان میں سب سے زیادہ نیک ہے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب وہ میرے ساتھ جفر میں نظر کرتا ہے اور نہیں نظر کرتا اس میں مگر نبی وصی نبی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [2] لیکن جو سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ صحیح ہے [3] (واللہ اعلم)

11/841 الکافی،۱/۴/۳۱۲/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ عَنِ اَلْحَسَنِ عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ اَلْأَوَّلِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَلاَ تَدُلُّنِي إِلَى مَنْ آخُذُ عَنْهُ دِينِي فَقَالَ هَذَا اِبْنِي عَلِيٌّ إِنَّ أَبِي أَخَذَ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي إِلَى قَبْرِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ قَالَ: (إِنِّي جاعِلٌ فِي اَلْأَرْضِ خَلِيفَةً) وَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ إِذَا قَالَ قَوْلاً وَفَى بِهِ.

(ترجمہ) عمار سے روایت ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا آپؑ مجھے بتائیے کہ آپؑ کے بعد معاملات دینی کا تعلق ہم کس سے رکھیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ میرا بیٹا علی علیہ السلام ہے میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے جا کر فرمایا: بیٹا خدا نے فرمایا ہے کہ میں روئے زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں پس خدا اپنے وعدے کو وفا کرنے والا ہے۔ [4]

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۷۰ ح ۱۲؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۳۱؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۱۵۸؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۵۸؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۱۶۴؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۹۰؛ المناقب: ۴/ ۳۶۷؛ بھجۃ النظر: ۱۰۰؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۷۱؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۵۲؛ الارشاد: ۲/ ۲۴۹؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۹۷؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۴۴؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۲۴؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۹؛ المستجاد: ۲۱۴؛ کشف الاستار: ۴/ ۹۴

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۴۲

[3] معجم رجال الحدیث: ۲۰/ ۱۹۳ درضمن رقم ۱۳۱۲۰؛ المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۴۲

[4] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۶۹ ح ۱۱؛ عیون الرضاؑ: ۱/ ۲۱؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۲۷۳؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۱۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۴۳؛ بھجۃ النظر: ۹۹ و ۱۱۴؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۴۰؛ الارشاد: ۲/ ۲۴۹؛ کفایۃ الاثر: ۲۷۱؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۷۰؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۲۲؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۲۹۴؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۱۸؛ فی رحاب العقیدہ: ۳/ ۲۵۳

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث احمد بن محمد عبداللہ کی وجہ سے مجہول ہے اور معلیٰ بن محمد ثقہ ہے (واللہ اعلم)

12/842 الکافی،۱/۱/۳۱۱/۱ محمد عن أحمد عن السراد عن الصحاف قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَ هِشَامُ بْنُ اَلْحَكَمِ وَ عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ بِبَغْدَادَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ كُنْتُ عِنْدَ اَلْعَبْدِ اَلصَّالِحِ جَالِساً فَدَخَلَ عَلَيْهِ اِبْنُهُ عَلِيٌّ فَقَالَ لِي يَا عَلِيَّ بْنَ يَقْطِينٍ هَذَا عَلِيٌّ سَيِّدُ وُلْدِي أَمَا إِنِّي قَدْ نَحَلْتُهُ كُنْيَتِي فَضَرَبَ هِشَامُ بْنُ اَلْحَكَمِ بِرَاحَتِهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ كَيْفَ قُلْتَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ سَمِعْتُ وَ اَللَّهِ مِنْهُ كَمَا قُلْتُ فَقَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَكَ أَنَّ اَلْأَمْرَ فِيهِ مِنْ بَعْدِهِ.

(ترجمہ) صحاف سے روایت ہے کہ ہشام بن الحکم اور علی بن یقطین بغداد میں تھے۔علی بن یقطین نے بیان کیا کہ میں ایک روز امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ آپؑ کے فرزند علی علیہ السلام آ گئے آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے علی بن یقطین یہ علی میری اولاد کا سردار ہے میں نے اپنی کنیت اسے دی۔ ہشام نے یہ سن کر اس کی پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا تم یہ کیسے کہتے ہو علی بن یقطین نے کہا واللہ میں نے ایسے ہی سنا ہے ہشام نے کہا میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بعد وہی امام ہوں گے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [3]

13/842 الکافی،۱/۱/۳۱۱/۱ أحمد بن مهران عن محمد بن علی عن الصحاف قال: كنت عند العبد الصالح علیه السّلام و فی نسخة الصفوانی قال كنت أنا ثم ذكر مثله.

(ترجمہ) (بسند دیگر حدیث گزشتہ حدیث کے مثل ہے)

تحقیق اسناد:

حدیث کی یہ سند ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک یہ سند حسن ہے کیونکہ محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کی توثیق کامل

---

[1] مراۃ العقول:۳/۳۴۳

[2] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم):۶۹ ح ۱۱؛ عیون الرضاؑ:۱/۲۱؛ حلیۃ الابرار:۲/۲۷۳؛ بحار الانوار:۴۹/۱۳؛ اعلام الوریٰ:۲/۴۳؛ بہجۃ النظر:۹۹و ۱۱۴؛ عوالم العلوم:۲۲/۴۰؛ الارشاد:۲/۲۴۹؛ کفایۃ الاثر:۲۷۱؛ کشف الغمہ:۲/۲۷۰؛ روضۃ الواعظین:۱/۲۲۲؛ اثبات: الھداۃ:۴/۲۹۴؛ مسند الامام الرضاؑ:۱/۱۸؛ فی رحاب العقیدہ:۳/۲۵۳

[3] مراۃ العقول:۳/۳۴۱؛ النجوم الزاھرۃ:۱۸۰

[4] مراۃ العقول:۳/۳۴۱

الزیارات میں وارد ہے (واللہ اعلم)

14/843 الکافی ۱/۳۱۳/۱۰/۱ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اِبْنِ مُحْرِزٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ مِنَ اَلْحَبْسِ أَنَّ فُلاَناً اِبْنِي سَيِّدُ وُلْدِي وَ قَدْ نَحَلْتُهُ كُنْيَتِي.

(ترجمہ) علی بن یقطین سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے قید خانہ سے لکھا کہ فلاں میرا بیٹا میری اولاد کا سردار ہے میں نے اپنی کنیت اسے دی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک یہ حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران پر آقا کلینی نے بہت اعتماد کیا ہے لہٰذا اسے ضعیف کہنا بصد از قیاس ہے اور محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں وارد ہے اور ہم اسے ترجیح دیتے ہیں اور ابن محرز یعنی ایمن بن محرز بھی ثقہ ہے اور شیخ صدوق نے جو سند ذکر کی ہے وہ حسن ہے اور آقا محسنی نے بھی اسے احادیث معتبر میں شمار کیا ہے [3] اور جو سند صفار نے ذکر کی ہے وہ حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

15/844 الکافی ۱/۳۱۳/۱۴/۱، عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي اَلْحَكَمِ اَلْأَرْمَنِيِّ عَنْ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَلِيطٍ اَلزَّيْدِيِّ قَالَ أَبُو اَلْحَكَمِ وَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ اَلْجَرْمِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَلِيطٍ قَالَ: لَقِيتُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ نَحْنُ نُرِيدُ اَلْعُمْرَةَ فِي بَعْضِ اَلطَّرِيقِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَلْ تُثْبِتُ هَذَا اَلْمَوْضِعَ اَلَّذِي نَحْنُ فِيهِ قَالَ نَعَمْ فَهَلْ تُثْبِتُهُ أَنْتَ قُلْتُ نَعَمْ إِنِّي أَنَا وَ أَبِي لَقِينَاكَ هَاهُنَا وَ أَنْتَ مَعَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ مَعَهُ إِخْوَتُكَ فَقَالَ لَهُ أَبِي بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي أَنْتُمْ كُلُّكُمْ أَئِمَّةٌ مُطَهَّرُونَ وَ اَلْمَوْتُ لاَ يَعْرَى مِنْهُ أَحَدٌ فَأَحْدِثْ إِلَيَّ شَيْئاً أُحَدِّثُ بِهِ مَنْ يَخْلُفُنِي مِنْ بَعْدِي فَلاَ يَضِلَّ قَالَ نَعَمْ يَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ هَؤُلاَءِ وُلْدِي وَ هَذَا سَيِّدُهُمْ وَ أَشَارَ إِلَيْكَ وَ قَدْ عُلِّمَ اَلْحُكْمَ وَ اَلْفَهْمَ وَ اَلسَّخَاءَ وَ اَلْمَعْرِفَةَ بِمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ اَلنَّاسُ وَ مَا اِخْتَلَفُوا فِيهِ مِنْ أَمْرِ دِينِهِمْ وَ دُنْيَاهُمْ وَ فِيهِ حُسْنُ اَلْخُلُقِ وَ حُسْنُ اَلْجَوَابِ وَ هُوَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ فِيهِ أُخْرَى

---

[1] اثبات الہداۃ:۴/۲۸۷ و ۳۰۲؛ بحارالانوار: ۴۹/۲۳؛ بہجۃ النظر: ۱۰۳؛ عوالم العلوم: ۲۲/۳۴ و ۴۰؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/۲۲؛ بصائر الدرجات:۱/۱۶۴؛ فی رحاب العقیدۃ:۳/۲۵۴؛ مسند الامام الکاظمؑ:۱/۱۴۳؛ کشف الغمہ :۳/۴۰۳؛ مسند الامام الرضاؑ:۱/۲۹

[2] مراۃ العقول:۳/۳۴۶

[3] معجم الاحادیث المعتبرۃ:۲/۲۶۸

خَيْرٌ مِنْ هَذَا كُلِّهِ فَقَالَ لَهُ أَبِي وَ مَا هِيَ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي قَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُخْرِجُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْهُ غَوْثَ هَذِهِ اَلْأُمَّةِ وَ غِيَاثَهَا وَ عَلَمَهَا وَ نُورَهَا وَ فَضْلَهَا وَ حِكْمَتَهَا خَيْرُ مَوْلُودٍ وَ خَيْرُ نَاشِئٍ يَحْقُنُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ اَلدِّمَاءَ وَ يُصْلِحُ بِهِ ذَاتَ اَلْبَيْنِ وَ يَلُمُّ بِهِ اَلشَّعْثَ وَ يَشْعَبُ بِهِ اَلصَّدْعَ وَ يَكْسُو بِهِ اَلْعَارِيَ وَ يُشْبِعُ بِهِ اَلْجَائِعَ وَ يُؤْمِنُ بِهِ اَلْخَائِفَ وَ يُنْزِلُ اَللَّهُ بِهِ اَلْقَطْرَ وَ يَرْحَمُ بِهِ اَلْعِبَادَ خَيْرُ كَهْلٍ وَ خَيْرُ نَاشِئٍ قَوْلُهُ حُكْمٌ وَ صَمْتُهُ عِلْمٌ يُبَيِّنُ لِلنَّاسِ مَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَ يَسُودُ عَشِيرَتَهُ مِنْ قَبْلِ أَوَانِ حُلُمِهِ فَقَالَ لَهُ أَبِي بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي وَ هَلْ وُلِدَ قَالَ نَعَمْ وَ مَرَّتْ بِهِ سِنُونَ قَالَ يَزِيدُ فَجَاءَنَا مَنْ لَمْ نَسْتَطِعْ مَعَهُ كَلاَماً قَالَ يَزِيدُ فَقُلْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَخْبِرْنِي أَنْتَ بِمِثْلِ مَا أَخْبَرَنِي بِهِ أَبُوكَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لِي نَعَمْ إِنَّ أَبِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ فِي زَمَانٍ لَيْسَ هَذَا زَمَانَهُ فَقُلْتُ لَهُ فَمَنْ يَرْضَى مِنْكَ بِهَذَا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اَللَّهِ قَالَ فَضَحِكَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ ضَحِكاً شَدِيداً ثُمَّ قَالَ أُخْبِرُكَ يَا أَبَا عُمَارَةَ إِنِّي خَرَجْتُ مِنْ مَنْزِلِي فَأَوْصَيْتُ إِلَى اِبْنِي فُلاَنٍ وَ أَشْرَكْتُ مَعَهُ بَنِيَّ فِي اَلظَّاهِرِ وَ أَوْصَيْتُهُ فِي اَلْبَاطِنِ فَأَفْرَدْتُهُ وَحْدَهُ وَ لَوْ كَانَ اَلْأَمْرُ إِلَيَّ لَجَعَلْتُهُ فِي اَلْقَاسِمِ اِبْنِي لِحُبِّي إِيَّاهُ وَ رَأْفَتِي عَلَيْهِ وَ لَكِنْ ذَلِكَ إِلَى اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَجْعَلُهُ حَيْثُ يَشَاءُ وَ لَقَدْ جَاءَنِي بِخَبَرِهِ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ أَرَانِيهِ وَ أَرَانِي مَنْ يَكُونُ مَعَهُ وَ كَذَلِكَ لاَ يُوصَى إِلَى أَحَدٍ مِنَّا حَتَّى يَأْتِيَ بِخَبَرِهِ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ جَدِّي عَلِيٌّ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ وَ رَأَيْتُ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ خَاتَماً وَ سَيْفاً وَ عَصًا وَ كِتَاباً وَ عِمَامَةً فَقُلْتُ مَا هَذَا يَا رَسُولَ اَللَّهِ فَقَالَ لِي أَمَّا اَلْعِمَامَةُ فَسُلْطَانُ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ أَمَّا اَلسَّيْفُ فَعِزُّ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ أَمَّا اَلْكِتَابُ فَنُورُ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ أَمَّا اَلْعَصَا فَقُوَّةُ اَللَّهِ وَ أَمَّا اَلْخَاتَمُ فَجَامِعُ هَذِهِ اَلْأُمُورِ ثُمَّ قَالَ لِي وَ اَلْأَمْرُ قَدْ خَرَجَ مِنْكَ إِلَى غَيْرِكَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اَللَّهِ أَرِنِيهِ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا رَأَيْتُ مِنَ اَلْأَئِمَّةِ أَحَداً أَجْزَعَ عَلَى فِرَاقِ هَذَا اَلْأَمْرِ مِنْكَ وَ لَوْ كَانَتِ اَلْإِمَامَةُ بِالْمَحَبَّةِ لَكَانَ إِسْمَاعِيلُ أَحَبَّ إِلَى أَبِيكَ مِنْكَ وَ لَكِنْ ذَلِكَ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ثُمَّ قَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ وَ رَأَيْتُ وُلْدِي جَمِيعاً اَلْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَ اَلْأَمْوَاتَ فَقَالَ لِي أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هَذَا سَيِّدُهُمْ وَ أَشَارَ إِلَى اِبْنِي عَلِيٍّ فَهُوَ مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ وَ اَللَّهُ مَعَ اَلْمُحْسِنِينَ قَالَ يَزِيدُ ثُمَّ قَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا يَزِيدُ

إِنَّهَا وَدِيعَةٌ عِنْدَكَ فَلاَ تُخْبِرْ بِهَا إِلاَّ عَاقِلاً أَوْ عَبْداً تَعْرِفُهُ صَادِقاً: وَإِنْ سُئِلْتَ عَنِ اَلشَّهَادَةِ فَاشْهَدْ بِهَا وَهُوَ قَوْلُ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (إِنَّ اَللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا اَلْأَمانَاتِ إِلى أَهْلِها) وَقَالَ لَنَا أَيْضاً (وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهادَةً عِنْدَهُ مِنَ اَللهِ) قَالَ فَقَالَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَقْبَلْتُ عَلَى رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقُلْتُ قَدْ جَمَعْتَهُمْ لِي بِأَبِي وَأُمِّي فَأَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ هُوَ اَلَّذِي يَنْظُرُ بِنُورِ اَللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَيَسْمَعُ بِفَهْمِهِ وَيَنْطِقُ بِحِكْمَتِهِ يُصِيبُ فَلاَ يُخْطِئُ وَيَعْلَمُ فَلاَ يَجْهَلُ مُعَلَّماً حُكْماً وَعِلْماً هُوَ هَذَا وَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ اِبْنِي ثُمَّ قَالَ مَا أَقَلَّ مُقَامَكَ مَعَهُ فَإِذَا رَجَعْتَ مِنْ سَفَرِكَ فَأَوْصِ وَأَصْلِحْ أَمْرَكَ وَاُفْرُغْ مِمَّا أَرَدْتَ فَإِنَّكَ مُنْتَقِلٌ عَنْهُمْ وَمُجَاوِرٌ غَيْرَهُمْ فَإِذَا أَرَدْتَ فَادْعُ عَلِيّاً فَلْيُغَسِّلْكَ وَلْيُكَفِّنْكَ فَإِنَّهُ طُهْرٌ لَكَ وَلاَ يَسْتَقِيمُ إِلاَّ ذَلِكَ وَذَلِكَ سُنَّةٌ قَدْ مَضَتْ فَاضْطَجِعْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَصُفَّ إِخْوَتَهُ خَلْفَهُ وَعُمُومَتَهُ وَمُرْهُ فَلْيُكَبِّرْ عَلَيْكَ تِسْعاً فَإِنَّهُ قَدِ اِسْتَقَامَتْ وَصِيَّتُهُ وَوَلِيَكَ وَأَنْتَ حَيٌّ ثُمَّ اِجْمَعْ لَهُ وُلْدَكَ مِنْ بَعْدِهِمْ فَأَشْهِدْ عَلَيْهِمْ وَأَشْهِدِ اَللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ (وَكَفى بِاللهِ شَهِيداً) قَالَ يَزِيدُ ثُمَّ قَالَ لِي أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي أُوخَذُ فِي هَذِهِ اَلسَّنَةِ وَاَلْأَمْرُ هُوَ إِلَى اِبْنِي عَلِيٍّ سَمِيِّ عَلِيٍّ وَعَلِيٍّ فَأَمَّا عَلِيٌّ اَلْأَوَّلُ فَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَأَمَّا اَلْآخِرُ فَعَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أُعْطِيَ فَهْمَ اَلْأَوَّلِ وَحِلْمَهُ وَنَصْرَهُ وَوُدَّهُ وَدِينَهُ وَمِحْنَتَهُ وَمِحْنَةَ اَلْآخِرِ وَصَبْرَهُ عَلَى مَا يَكْرَهُ وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَتَكَلَّمَ إِلاَّ بَعْدَ مَوْتِ هَارُونَ بِأَرْبَعِ سِنِينَ ثُمَّ قَالَ لِي يَا يَزِيدُ وَإِذَا مَرَرْتَ بِهَذَا اَلْمَوْضِعِ وَلَقِيتَهُ وَسَتَلْقَاهُ فَبَشِّرْهُ أَنَّهُ سَيُولَدُ لَهُ غُلاَمٌ أَمِينٌ مَأْمُونٌ مُبَارَكٌ وَسَيُعْلِمُكَ أَنَّكَ قَدْ لَقِيتَنِي فَأَخْبِرْهُ عِنْدَ ذَلِكَ أَنَّ اَلْجَارِيَةَ اَلَّتِي يَكُونُ مِنْهَا هَذَا اَلْغُلاَمُ جَارِيَةٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ مَارِيَةَ جَارِيَةِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ فَإِنْ قَدَرْتَ أَنْ تُبَلِّغَهَا مِنِّي اَلسَّلاَمَ فَافْعَلْ قَالَ يَزِيدُ فَلَقِيتُ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَبَدَأَنِي فَقَالَ لِي يَا يَزِيدُ مَا تَقُولُ فِي اَلْعُمْرَةِ فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ذَلِكَ إِلَيْكَ وَمَا عِنْدِي نَفَقَةٌ فَقَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ مَا كُنَّا نُكَلِّفُكَ وَلاَ نَكْفِيكَ فَخَرَجْنَا حَتَّى اِنْتَهَيْنَا إِلَى ذَلِكَ اَلْمَوْضِعِ فَابْتَدَأَنِي فَقَالَ يَا يَزِيدُ إِنَّ هَذَا اَلْمَوْضِعَ كَثِيراً مَا لَقِيتَ فِيهِ جِيرَتَكَ وَعُمُومَتَكَ قُلْتُ نَعَمْ ثُمَّ قَصَصْتُ عَلَيْهِ اَلْخَبَرَ فَقَالَ لِي أَمَّا اَلْجَارِيَةُ فَلَمْ تَجِئْ بَعْدُ فَإِذَا جَاءَتْ بَلَّغْتُهَا مِنْهُ اَلسَّلاَمَ فَانْطَلَقْنَا إِلَى مَكَّةَ فَاشْتَرَاهَا

فِي تِلْكَ اَلسَّنَةِ فَلَمْ تَلْبَثْ إِلاَّ قَلِيلاً حَتَّى حَمَلَتْ فَوَلَدَتْ ذَلِكَ اَلْغُلاَمَ قَالَ يَزِيدُ وَ كَانَ إِخْوَةُ عَلِيٍّ يَرْجُونَ أَنْ يَرِثُوهُ فَعَادُونِي إِخْوَتُهُ مِنْ غَيْرِ ذَنْبٍ فَقَالَ لَهُمْ إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ اَللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُ وَ إِنَّهُ لَيَقْعُدُ مِنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ بِالْمَجْلِسِ اَلَّذِي لاَ أَجْلِسُ فِيهِ أَنَا .

ترجمہ: یزید بن سلیط سے روایت ہے کہ میں عمرہ کے لئے جارہا تھا کہ راستے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں یہ مقام آپ کو دیا ہے کہ یہاں ایک وقت ہم ٹھہر چکے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں، تم کو بھی یاد ہے میں نے کہا ہاں میں اور میرے والد یہاں آپؑ سے ملے تھے اور آپ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھ آپؑ کے بھائی بھی تھے۔ میرے باپ نے ان سے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں سب آئمہ طاہرین ہیں اور موت سے کوئی بچنے والا نہیں آپ امرِ امامت کے متعلق مجھ سے بیان کیجئے تا کہ میں اپنے بعد والوں سے بیان کروں اور ان کو گمراہی سے بچاؤں۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابو عبداللہ (کنیت راوی) یہ میری اولاد ہے اور میرا بیٹا ان کا سردار ہے اور آپؑ کی طرف اشارہ کیا۔

اور فرمایا وہ صاحب علم وحکمت وسخا ومعرفت ہے اور اس کے پاس وہ تمام چیزیں ہیں جن کے لوگ محتاج ہوتے ہیں یا وہ دین و دنیا کے معاملات میں اختلاف کرتے ہیں ان میں حسنِ خلق ہے، حسن جواب ہے وہ خدائی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں اور ان میں اور بھی بہت سی خوبیاں ہیں۔ میرے والد نے پوچھا میرے ماں باپ آپؑ پر فدا ہوں وہ کیا ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اس سے پیدا ہوگا اس امت کا فریادرس، وہ دادرس خلق ہوا وہ بلحاظ علم ونور وفضل وحکمت بہترین مولود اور بہترین پرورش یافتہ ہوگا۔ اللہ مومنوں کے خون کی اس کی وجہ سے حفاظت کرے گا اور ان کے جھگڑوں کی اصلاح کرکے گا ان کی پراگندگی کو دور کرے گا ان کے برہنوں کو لباس پہنچائے گا وہ بھوکے کو سیر کرے گا اور ان کے جھگڑوں کی اصلاح کرے گا۔ خوفزدہ اس سے امن میں ہو جائے گا اسکی برکت سے اللہ مینہ برسائے گا اور اپنے بندوں پر رحم کریگا وہ سن رسیدوں سے بہتر ہوگا بہترین پرورش یافتہ ہوگا اس کا قول حکم ہوگا اس کا خاموش رہنا علم ہوگا وہ لوگوں کے جھگڑوں کا فیصلہ کرے گا اور اپنے قبیلہ کا سردار ہوگا اپنی جوانی کو پہنچنے سے پہلے ہی میرے ماں باپ نے پوچھا کیا وہ پیدا ہو گئے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں چند سال گزر گئے راوی کہتا ہے پس ہمارے پاس ایک شخص مخالفوں میں سے آ گیا جس کے سامنے ہم نے کلام کرنے کی جرأت نہ کی۔

یزید نامی راوی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا۔ آپؑ بھی اسی طرح ہمیں آگاہ کیجئے جس طرح آپؑ کے پدر بزرگوار نے آگاہ کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: میرے والد کا زمانہ اور تھا اب وہ زمانہ نہیں۔

میں نے کہا جو آپ کی پریشان حالی پر راضی ہو اس پر اللہ کی لعنت۔ حضرت یہ سن کر بہت مسکرائے۔ پھر فرمایا: اے ابو عمارہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں اپنے گھر سے نکلا اور میں نے لوگوں کے سامنے وصیت کی اپنے فلاں بیٹے کے متعلق اور بظاہر اپنے اور بیٹوں کو بھی شریک کیا۔لیکن درحقیقت وصیت اس کے لئے تھی۔ میں نے تنہا اسی کو وصی بنایا اگر یہ امر امامت میرے اختیار میں ہوتا تو میں اپنے بیٹے قاسم کو بناتا کیونکہ مجھے اس سے بے پناہ محبت ہے اور میری مہربانی بھی اس پر زیادہ ہے لیکن یہ امر تو خدا کے اختیار میں ہے۔

اور وہ امر امامت کو جہاں چاہتا ہے قرار دیتا ہے اور خواب میں رسول اللہ نے مجھے خبر دی اور میرے وصی کو دکھایا اران بادشاہانِ ضلالت کو بھی جوان کے زمانہ میں ہوں گے اسی طرح ہم میں سے کوئی کسی کو وصی نہیں بناتا جب تک اس کو خبر نہ ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور میرے جد علی مرتضیٰ علیہ السلام سے، خدا کا درود ہو ان پر اور میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انگوٹھی دیکھی اور تلوار، عصا اور کتاب اور عمامہ۔ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ عمامہ خدائے عزوجل کی سلطنت ہے۔ اور تلوار عزّتِ خدا ہے اور کتاب نور خدا ہے اور عصا قوت خدا ہے اور انگوٹھی ان سب کی جامع ہے پھر مجھ سے فرمایا: اب یہ امر امام تم سے نکل کر دوسرے کی طرف جانے والا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دکھایئے کہ ان میں وہ کون ہے۔ حضرت نے فرمایا: میں نے اس امر امامت کی مفارقت میں آئمہ میں سے کسی کو تم سے زیادہ مضطرب نہیں پایا اگر امامت کا معاملہ محبت سے متعلق ہوتا تو اسماعیل تمہارے باپ کے لئے تم سے زیادہ محبوب تھے لیکن یہ امر خدا کے اختیار میں ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اپنی زندہ اور مردہ اولاد کو دیکھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے مجھ سے خواب میں فرمایا: یہ ان کا سردار ہے اور اشارہ کیا میرے بیٹے علی علیہ السلام کی طرف اور کہا یہ مجھ سے ہے اور میں ان سے ہوں اور اللہ محسنوں کے ساتھ ہے۔ راوی کہتا ہے پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا (اے یزید) (نام راوی) یہ تیرے پاس امانت ہے اس سے آگاہ نہ کرنا مگر عقلمند کو یا جسے تم سچا سمجھتے ہو اور اگر گواہی طلب کی جائے تو گواہی دو اور قولِ خدا ہے کہ امانتوں کو ان سے کے اہل کے سپرد کر دو اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا سے گواہی چھپائے کہ راوی کہتا ہے پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی میرے ماں باپ آپ علیہ السلام پر قربان ہوں میں نے اپنی اولاد کو جمع کیا ہے پس ان میں سے کون میرے بعد امام ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو نور خدا سے دیکھتا ہے اور اس کی فہم سے سنتا ہے اور اس کی حکمت سے بولتا ہے وہ راستی پر رہتا ہے خطا نہیں کرتا علم رکھتا ہے۔ جاہل نہیں ہوتا وہ حکمت و علم کا معلم ہوتا

ہے اور وہ یہ ہے اور اس کے بعد میرے فرزندوں کا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا تم اس کے ساتھ بہت کم دن رہو گے جب تم اپنے سفر سے لوٹو تو وصیت کر دینا ار اپنے معاملہ کو درست کر لینا اور جو ارادہ ہے اسے پورا کر لینا۔ کیونکہ تم ان سے دور ہونے والے ہو اور غیروں کے ہمسائے بننے والے ہو۔

جب تم جانے کا ارادہ کرو یعنی جب ہارون مدینہ آئے اور تمہیں قید کرنا چاہے تو اپنے فرزند علی کو بلاؤ اور اس سے کہو کہ وہ تم کو غسل دے اور کفن پہنائے اور یہ طہارت کافی ہے تمہارے لئے کیونکہ اس کے بعد پھر تمہیں غسل دینے اور کفن پہنانے کا موقع تمہارے بعد والے امام کو نہ مل سکے گا اور یہ سنّت رہ جائے گی کہ امام سابق کی امام لاحق غسل وکفن دے پس تم امام رضا علیہ السلام کے سامنے لیٹ جانا اور ان کے بھائیوں چچوں کے سامنے امام کے حُسن خلق کو بیان کرنا اور حکم دینا کہ وہ تکبیریں تم پر کہے یعنی نماز جنازہ میں۔

اور وصیت ظاہر ہو جائے اور تمہاری زندگی میں تمہارا ولی معین ہو جائے۔ اس کے بعد اپنی اولاد کو جمع کرو اور لوگوں کے سامنے ان کو گواہ بناؤ اور اللہ بھی ان پر گواہ ہو گا اور خدا کا گواہ ہونا کافی ہے۔

یزید (راوی) کہتا ہے کہ پھر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا میں اس سال گرفتار ہو جاؤں گا اور میرے بعد امرِ امامت میرے بیٹے علی علیہ السلام سے متعلق ہو گا جو ہمنام علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے علی علیہ السلام اول علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں ان کے بعد دوسرے علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام ہیں۔ جن کو عطا کی گئی ہے علی اوّل کی فہم، ان کا غلبہ مومنین کی ان سے محبت اور اوّل کا دین اور ان کی تکلیفات داز قسم غصب حقوق اور دوسرے علی علیہ السلام کے مصائب ومحن اور تکلیف وہ باتوں پر ان کا سا صبر اور اس کو چاہیے کہ خاموش رہے اور ہارون کے مرنے کے چار برس بعد کچھ کہے۔

پھر مجھ سے فرمایا: اے یزید جب تم اس جگہ پہنچو اور میرے پسر سے ملاقات کرو اور تم عن قریب اس سے ملو گے تو بشارت دینا کہ ایک لڑکا پیدا ہو گا جو امین خدا ہو گا اور مامون ومبارک ہو گا وہ تمہیں بتائے گا کہ تم مجھ سے ملے ہو۔ تو عندالملاقات کہنا کہ یہ لڑکا جس کنیز سے پیدا ہو گا وہ خاندان سے ہو گی ماریہ کے جو کنیز رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی اور ابراہیم پسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ماں تھی اگر ممکن ہو تو میرا اسلام اسے پہنچا دینا۔

یزید کہتا ہے کہ امام موسیٰ کاظم کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند امام رضا علیہ السلام سے ملا۔ حضرت نے فرمایا عمرہ کا ارادہ ہے یا نہیں، میں نے کہا آپ کا اختیار میں ہے میرے پاس زادراہ نہیں۔

حضرتؑ نے تعجب سے فرمایا سبحان اللہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم عمرہ کی تکلیف تو دیں اور زادِراہ نہ دیں، پس ہم چلے جب اس جگہ پہنچے جہاں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی تو حضرتؑ نے کلام کی ابتداء کی اور فرمایا: اے یزید! یہی وہی جگہ ہے یہاں تم اکثر اپنے چچازاد بھائیوں (مراد امام جعفر صادق علیہ السلام اور ان کی اولاد) سے ملے

ہو۔ میں نے کہا بے شک۔ پھر میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ملاقات کا حال بیان کیا۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا وہ کنیز ابھی نہیں آئی جب آئے گی تو میں اپنے والد کا سلام اسے پہنچا دوں گا۔

ہم مکّہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس کنیز کو خریدا۔ اسی سال کچھ دن بعد وہ حاملہ ہوئی اور وہ لڑکا پیدا ہوا۔ یزید نے کہا کہ امام رضا علیہ السلام کے بھائی ان کے لاولد ہونے کی وجہ سے یہ امید دل میں لئے ہوئے تھے کہ وہ ان کے وارث ہوں گے وہ مجھ سے بھی عداوت رکھنے لگے (کہ اگر میں یہ خبر امام رضا علیہ السلام سے بیان نہ کرتا تو وہ صاحبِ اولاد نہ ہوتے) اسحاق بن جعفر علیہ السلام نے لوگوں سے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ یہ شخص مجلس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں بیٹھتا تھا جہاں نہ بیٹھا تھا۔ [1]

بیان:

هل تثبت هذا الموضع تعرفه حق المعرفة يخرج الله منه أي من صلبه غوث هذه الأمة يعني به أبا الحسن الرضا ع و غياثها اسم من الإغاثة خير مولود و خير ناشئ أي هو خير في الحالين جميعا و يلم به الشعث يجمع به انتشار الأمر و يشعب به الصدع يجمع به التفرق القطر المطر قوله حكم بضم الحاء أي حكمة و يسود بضم السين من السيادة أي يصير سيدهم حلمه عقله في زمان يعني زمانا لا تقية فيه ليس هذا زمانه أي زمانا مثله لأنه كان زمان التقية الشديدة و لقد جاءني بخبره رسول الله ص هذا المجيء و الإراءة يجوز أن يكونا في المنام و أن يكونا في اليقظة لأن للأرواح الكاملة أن يتمثلوا في صور أبدانهم عيانا لمن شاءوا في هذه النشأة الدنياوية كما تمثل رسول الله ص لأبي بكر حين أنكر حق علي ع و القصة مشهورة أجزع على فراق هذا الأمر و ذلك لأنه ع كان يحب أن يجعله في القاسم كما صرح به فإذا رجعت من سفرك يعني به سفره الذي كان متوجها فيه إلى مكة فإذا أردت يعني إذا أردت مفارقتهم في السفر الأخير متوجها من المدينة إلى بغداد فإنه طهر لك أي تغسيله إياك في حياتك طهر لك من غير حاجة إلى تغسيل آخر بعد موتك و لا يستقيم إلا ذلك أي لا يستقيم تطهيرك إلا بهذا النحو و ذلك لأن المعصوم لا يجوز أن يغسله إلا معصوم مثله و لم يكن غير علي و هو غير شاهد إذ حضره الموت و صف إخوته خلفه جملة اسمية حالية فإنه قد استقامت وصيته تعليل لجواز فعل ذلك كله له إذ لا ينبغي ذلك إلا لوصي و وليك ولي كرضي أي ولي أمرك من تعدهم من تعتني بشأنهم من التعداد أوخذ يعني يأخذني الظالم الطاغي و لا نكفيك من الكفاية فعادوني إخوته و ذلك لإخباره علياء ع بقصة أبيه في البشارة بالولد الذي صار سببا

[1] بحار الانوار: ۵۰ / ۲۵؛ اعلام الوریٰ: ۲ / ۴۷؛ اثبات الھداۃ: ۴ / ۲۲۰؛ عوالم العلوم: ۲۳ / ۶۰؛ بہجۃ النظر: ۹۴؛ مدینۃ المعاجز: ۶ / ۲۵۱؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱ / ۱۳۶؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱ / ۲۴؛ النجم الثاقب: ۲: ۱۷؛ دار السلام نوری: ۱ / ۱۲۲؛ عیون الاخبار الرضاؑ: ۱ / ۲۳

لمحروميتهم من الميراث لقد رأيته يعني علياء أو يزيد بن سليط
''هل تثبت هذا الموضع'' کیا یہ مقام آپ کو یاد ہے؟
یعنی کیا آپؑ اس کو پہچانتے ہو جو کہ پہچاننے کا حق ہے۔
''یخرج الله منه'' اللہ تعالیٰ اس سے نکالے گا، یعنی اس کے صلب سے۔ ''غوث هذه الامّة'' اس امت کا فریادرس، اس سے مراد امام ابوالحسن علی رضاؑ میں۔ ''غیاثها'' اس کا دادرس یہ نام ہے اغاثہ سے۔ ''خیر مولود و خیر ناشئ'' بہترین مولود اور بہترین پرورش یافتہ، یعنی وہ دونوں میں تمام سے بہترین۔ ''ویلم به اشعث'' اور وہ اس کے ذریعہ ان پراگندگی کی دور کرے گا یعنی وہ اس کے ذریعہ منتشر ہونے والے امر کو جمع کرے گا۔ ''ویشعب به الصدع'' اس کے ذریعہ وہ متفرق لوگوں کو جمع کرے گا۔ ''القطر'' بارش۔ ''قوله حکم'' ''حاء'' کی ضمہ کے ساتھ یعنی حکمت۔ ''ویسود'' سین کے ضمہ کے ساتھ اور یہ سیارۃ سے ہے یعنی وہ ان کا سردار ہوگا۔
''حلمه'' اس کی عقل۔ ''فی زمان'' یعنی ایسا زمانہ جس میں تقیہ نہیں ہوگا۔ ''لیس هذا زمانه'' یہ اس کا زمانہ نہیں ہے یعنی ایسا جو اس کی طرح کا ہو کیونکہ وہ شدید تقیہ کا زمانہ ہے۔
''ولقد جآءنی بخبره رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم'' بیشک رسول خداؐ اس کی خبر لائے تھے۔ یہ آنا اور ارادہ خواب میں ہوئے اور بیداری میں ہوتے کیونکہ ارواح کاملہ کے لیے یہ ہے کہ وہ اپنے بدنوں کی صورتیں اختیار کرتی ہیں ان کے لیے جو اس دنیاوی زندگی میں چاہتے ہیں جیسا کہ رسول خداؐ نے ابوبکر کے لیے صورت اختیار کی تھی جس وقت اس نے امیر المومنین علیؑ کے حق کا انکار کیا اور قصّہ بہت مشہور ہے۔
''اجزع علی فراق هذا الامر'' انہوں نے اس امر کی جدائی میں گریہ کیا۔ کیونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ امر قاسم میں قرار پاتے جیسا کہ اس کی صراحت موجود ہے۔ ''فاذا رجعت من سفرك'' پس جب تو اپنے سفر سے واپس آنے یعنی اس کا وہ سفر جس میں وہ مکہ کی طرف متوجہ تھا۔ ''فاذا ارادت'' پس جب تو ارادہ کرے یعنی جب تو ان کو چھوڑ اپنے آخری سفر سفر میں مدینہ سے بغداد کی طرف متوجہ ہونے کا ارادہ کرے۔ ''فانه طهر لك'' پس وہ آپ کو طہارت کرائے گا یعنی آپ اپنی حیات میں اپنے کو غسل کریں گے بغیر کسی حاجت کے آپ کی موت کے بعد آپ کے آخری غسل کی طرف ''ولا یستقیم الاذلك'' وہ قائم نہیں ہوگا مگر اس طرح یعنی آپ کا غسل اس طرح ہوگا۔ یہ اس لیے کہ معصومؑ کو کوئی غسل نہیں دیتا مگر معصومؑ جو اس جیسا ہو اور وہ علیؑ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا حالانکہ وہ موجود نہیں ہوں گے جس وقت آپ کا انتقال ہوگا۔ ''وصف اخوته خلفه'' حالانکہ انہوں نے اپنے

پیچھے اپنے بھائیوں کا وصف بیان کیا یہ جملہ اسمیہ حالیہ ہے۔''فانه قد استقامت وصیته'' بیشک ان کی وصیت ٹھیک، درست اور سیدھی ہے۔ یہ اس کے فعل کی تعلیل ہے لہٰذا یہ مناسب نہیں ہے مگر وصی کے لیے'' وولیك'' ولی بروزن رضی ہے یعنی تیرے امر کا ولی۔

''من تعدهم'' جنہوں نے ان کو دھمکی دی۔''اوخذ'' یعنی ایک ظالم طاغی نے میرا مواخذہ کیا۔''ولا نکفیك''اس کا مصدر کفایہ ہے۔

''فعادونی اخوته''۔

اور یہ حضرت علی علیہ السلام کے لیے اخبار ہیں جو اس قصہ پر مشتمل ہیں جن میں میں آپ کے والدگرامی کو بیٹے کی بشارت دی گئی جو میراث میں ان کی محرومیوں کا سبب بنے گی جسے اس نے دیکھا یعنی حضرت علی علیہ السلام یا یزید بن سلیط۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

16/845 الکافی ۱/۳۱۶/۱۵/۱، بهذا الإسناد عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَلِيطٍ قَالَ: لَمَّا أَوْصَى أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَشْهَدَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مُحَمَّدٍ اَلْجَعْفَرِيَّ وَ إِسْحَاقَ بْنَ مُحَمَّدٍ اَلْجَعْفَرِيَّ وَ إِسْحَاقَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ جَعْفَرَ بْنَ صَالِحٍ وَ مُعَاوِيَةَ اَلْجَعْفَرِيَّ وَ يَحْيَى بْنَ اَلْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ سَعْدَ بْنَ عِمْرَانَ اَلْأَنْصَارِيَّ وَ مُحَمَّدَ بْنَ اَلْحَارِثِ اَلْأَنْصَارِيَّ وَ يَزِيدَ بْنَ سَلِيطٍ اَلْأَنْصَارِيَّ وَ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرِ بْنِ سَعْدٍ اَلْأَسْلَمِيَّ وَ هُوَ كَاتِبُ اَلْوَصِيَّةِ اَلْأُولَى أَشْهَدَهُمْ أَنَّهُ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اَللَّهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ (وَ أَنَّ اَلسّاعَةَ آتِيَةٌ لا رَيْبَ فِيها وَ أَنَّ اَللّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي اَلْقُبُورِ) وَ أَنَّ اَلْبَعْثَ بَعْدَ اَلْمَوْتِ حَقٌّ وَ أَنَّ اَلْوَعْدَ حَقٌّ وَ أَنَّ اَلْحِسَابَ حَقٌّ وَ اَلْقَضَاءَ حَقٌّ وَ أَنَّ اَلْوُقُوفَ بَيْنَ يَدَيِ اَللَّهِ حَقٌّ وَ أَنَّ مَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَقٌّ وَ أَنَّ مَا نَزَلَ بِهِ اَلرُّوحُ اَلْأَمِينُ حَقٌّ عَلَى ذَلِكَ أَحْيَا وَ عَلَيْهِ أَمُوتُ وَ عَلَيْهِ أُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ وَ أَشْهَدَهُمْ أَنَّ هَذِهِ وَصِيَّتِي بِخَطِّي وَ قَدْ نَسَخْتُ وَصِيَّةَ جَدِّي أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ وَصِيَّةَ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَبْلَ ذَلِكَ نَسَخْتُهَا حَرْفاً بِحَرْفٍ وَ وَصِيَّةَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ وَ إِنِّي قَدْ أَوْصَيْتُ إِلَى عَلِيٍّ وَ بَنِيَّ بَعْدُ مَعَهُ إِنْ شَاءَ وَ آنَسَ مِنْهُمْ رُشْداً وَ أَحَبَّ

---

[1] مراۃ العقول:۳/۳۴۷

أَنْ يُقِرَّهُمْ فَذَاكَ لَهُ وَإِنْ كَرِهَهُمْ وَ أَحَبَّ أَنْ يُخْرِجَهُمْ فَذَاكَ لَهُ وَلاَ أَمْرَ لَهُمْ مَعَهُ وَأَوْصَيْتُ إِلَيْهِ بِصَدَقَاتِي وَ أَمْوَالِي وَ مَوَالِيَّ وَ صِبْيَانِيَ اَلَّذِينَ خَلَّفْتُ وَ وُلْدِي إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَ اَلْعَبَّاسِ وَ قَاسِمٍ وَ إِسْمَاعِيلَ وَ أَحْمَدَ وَ أُمِّ أَحْمَدَ وَ إِلَى عَلِيٍّ أَمْرُ نِسَائِي دُونَهُمْ وَ ثُلُثُ صَدَقَةِ أَبِي وَ ثُلُثِي يَضَعُهُ حَيْثُ يَرَى وَ يَجْعَلُ فِيهِ مَا يَجْعَلُ ذُو اَلْمَالِ فِي مَالِهِ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَبِيعَ أَوْ يَهَبَ أَوْ يَنْحَلَ أَوْ يَتَصَدَّقَ بِهَا عَلَى مَنْ سَمَّيْتُ لَهُ وَ عَلَى غَيْرِ مَنْ سَمَّيْتُ فَذَاكَ لَهُ وَ هُوَ أَنَا فِي وَصِيَّتِي فِي مَالِي وَ فِي أَهْلِي وَ وُلْدِي وَ إِنْ يَرَى أَنْ يُقِرَّ إِخْوَتَهُ اَلَّذِينَ سَمَّيْتُهُمْ فِي كِتَابِي هَذَا أَقَرَّهُمْ وَ إِنْ كَرِهَ فَلَهُ أَنْ يُخْرِجَهُمْ غَيْرَ مُثَرَّبٍ عَلَيْهِ وَ لاَ مَرْدُودٍ فَإِنْ آنَسَ مِنْهُمْ غَيْرَ اَلَّذِي فَارَقْتُهُمْ عَلَيْهِ فَأَحَبَّ أَنْ يَرُدَّهُمْ فِي وَلاَيَةٍ فَذَاكَ لَهُ وَ إِنْ أَرَادَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يُزَوِّجَ أُخْتَهُ فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا إِلاَّ بِإِذْنِهِ وَ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ أَعْرَفُ بِمَنَاكِحِ قَوْمِهِ وَ أَيُّ سُلْطَانٍ أَوْ أَحَدٌ مِنَ اَلنَّاسِ كَفَّهُ عَنْ شَيْءٍ أَوْ حَالَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْتُ فِي كِتَابِي هَذَا أَوْ أَحَدٍ مِمَّنْ ذَكَرْتُ فَهُوَ مِنَ اَللَّهِ وَ مِنْ رَسُولِهِ بَرِيءٌ وَ اَللَّهُ وَ رَسُولُهُ مِنْهُ بُرَآءُ وَ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اَللَّهِ وَ غَضَبُهُ وَ لَعْنَةُ اَللاَّعِنِينَ وَ اَلْمَلاَئِكَةِ اَلْمُقَرَّبِينَ وَ اَلنَّبِيِّينَ وَ اَلْمُرْسَلِينَ وَ جَمَاعَةِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ لَيْسَ لِأَحَدٍ مِنَ اَلسَّلاَطِينِ أَنْ يَكُفَّهُ عَنْ شَيْءٍ وَ لَيْسَ لِي عِنْدَهُ تَبِعَةٌ وَ لاَ تِبَاعَةٌ وَ لاَ لِأَحَدٍ مِنْ وُلْدِي لَهُ قِبَلِي مَالٌ فَهُوَ مُصَدَّقٌ فِيمَا ذَكَرَ فَإِنْ أَقَلَّ فَهُوَ أَعْلَمُ وَ إِنْ أَكْثَرَ فَهُوَ اَلصَّادِقُ كَذَلِكَ وَ إِنَّمَا أَرَدْتُ بِإِدْخَالِ اَلَّذِينَ أَدْخَلْتُهُمْ مَعَهُ مِنْ وُلْدِي اَلتَّنْوِيهَ بِأَسْمَائِهِمْ وَ اَلتَّشْرِيفَ لَهُمْ وَ أُمَّهَاتُ أَوْلاَدِي مَنْ أَقَامَتْ مِنْهُنَّ فِي مَنْزِلِهَا وَ حِجَابِهَا فَلَهَا مَا كَانَ يَجْرِي عَلَيْهَا فِي حَيَاتِي إِنْ رَأَى ذَلِكَ وَ مَنْ خَرَجَتْ مِنْهُنَّ إِلَى زَوْجٍ فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى مَحْوَايَ إِلاَّ أَنْ يَرَى عَلِيٌّ غَيْرَ ذَلِكَ وَ بَنَاتِي بِمِثْلِ ذَلِكَ وَ لاَ يُزَوِّجُ بَنَاتِي أَحَدٌ مِنْ إِخْوَتِهِنَّ مِنْ أُمَّهَاتِهِنَّ وَ لاَ سُلْطَانٌ وَ لاَ عَمٌّ إِلاَّ بِرَأْيِهِ وَ مَشُورَتِهِ فَإِنْ فَعَلُوا غَيْرَ ذَلِكَ فَقَدْ خَالَفُوا اَللَّهَ وَ رَسُولَهُ وَ جَاهَدُوهُ فِي مُلْكِهِ وَ هُوَ أَعْرَفُ بِمَنَاكِحِ قَوْمِهِ فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَ زَوَّجَ وَ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتْرُكَ تَرَكَ وَ قَدْ أَوْصَيْتُهُنَّ بِمِثْلِ مَا ذَكَرْتُ فِي كِتَابِي هَذَا وَ جَعَلْتُ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْهِنَّ شَهِيداً وَ هُوَ وَ أُمُّ أَحْمَدَ شَاهِدَانِ وَ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْشِفَ وَصِيَّتِي وَ لاَ يَنْشُرَهَا وَ هُوَ مِنْهَا عَلَى غَيْرِ مَا ذَكَرْتُ وَ سَمَّيْتُ فَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهِ وَ مَنْ أَحْسَنَ فَلِنَفْسِهِ (وَ مٰا رَبُّكَ بِظَلاّٰمٍ لِلْعَبِيدِ) وَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِهِ وَ لَيْسَ لِأَحَدٍ مِنْ سُلْطَانٍ وَ لاَ غَيْرِهِ أَنْ

يَفُضَّ كِتَابِي هَذَا اَلَّذِي خَتَمْتُ عَلَيْهِ اَلْأَسْفَلَ فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اَللَّهِ وَ غَضَبُهُ وَ لَعْنَةُ اَللاَّعِنِينَ وَ اَلْمَلاَئِكَةِ اَلْمُقَرَّبِينَ وَ جَمَاعَةِ اَلْمُرْسَلِينَ وَ اَلْمُؤْمِنِينَ مِنَ اَلْمُسْلِمِينَ وَ عَلَيَّ مَنْ فَضَّ كِتَابِي هَذَا وَ كَتَبَ وَ خَتَمَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ وَ اَلشُّهُودُ وَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى آلِهِ قَالَ أَبُو اَلْحَكَمِ فَحَدَّثَنِي عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ آدَمَ اَلْجَعْفَرِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَلِيطٍ قَالَ كَانَ أَبُو عِمْرَانَ اَلطَّلْحِيُّ قَاضِيَ اَلْمَدِينَةِ فَلَمَّا مَضَى مُوسَى قَدَّمَهُ إِخْوَتُهُ إِلَى اَلطَّلْحِيِّ اَلْقَاضِي فَقَالَ اَلْعَبَّاسُ بْنُ مُوسَى أَصْلَحَكَ اَللَّهُ وَ أَمْتَعَ بِكَ إِنَّ فِي أَسْفَلِ هَذَا اَلْكِتَابِ كَنْزاً وَ جَوْهَراً وَ يُرِيدُ أَنْ يَحْتَجِبَهُ وَ يَأْخُذَهُ دُونَنَا وَ لَمْ يَدَعْ أَبُونَا رَحِمَهُ اَللَّهُ شَيْئاً إِلاَّ أَلْجَأَهُ إِلَيْهِ وَ تَرَكَنَا عَالَةً وَ لَوْ لاَ أَنِّي أَكُفُّ نَفْسِي لَأَخْبَرْتُكَ بِشَيْءٍ عَلَى رُءُوسِ اَلْمَلَإِ فَوَثَبَ إِلَيْهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِذاً وَ اَللَّهِ تُخْبِرُ بِمَا لاَ نَقْبَلُهُ مِنْكَ وَ لاَ نُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ ثُمَّ تَكُونُ عِنْدَنَا مَلُوماً مَدْحُوراً نَعْرِفُكَ بِالْكَذِبِ صَغِيراً وَ كَبِيراً وَ كَانَ أَبُوكَ أَعْرَفَ بِكَ لَوْ كَانَ فِيكَ خَيْراً وَ إِنْ كَانَ أَبُوكَ لَعَارِفاً بِكَ فِي اَلظَّاهِرِ وَ اَلْبَاطِنِ وَ مَا كَانَ لِيَأْمَنَكَ عَلَى تَمْرَتَيْنِ ثُمَّ وَثَبَ إِلَيْهِ إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ عَمُّهُ فَأَخَذَ بِتَلْبِيبِهِ فَقَالَ لَهُ إِنَّكَ لَسَفِيهٌ ضَعِيفٌ أَحْمَقُ اِجْمَعْ هَذَا مَعَ مَا كَانَ بِالْأَمْسِ مِنْكَ وَ أَعَانَهُ اَلْقَوْمُ أَجْمَعُونَ فَقَالَ أَبُو عِمْرَانَ اَلْقَاضِي لِعَلِيٍّ قُمْ يَا أَبَا اَلْحَسَنِ حَسْبِي مَا لَعَنَنِي أَبُوكَ اَلْيَوْمَ وَ قَدْ وَسَّعَ لَكَ أَبُوكَ وَ لاَ وَ اَللَّهِ مَا أَحَدٌ أَعْرَفَ بِالْوَلَدِ مِنْ وَالِدِهِ وَ لاَ وَ اَللَّهِ مَا كَانَ أَبُوكَ عِنْدَنَا بِمُسْتَخَفٍّ فِي عَقْلِهِ وَ لاَ ضَعِيفٍ فِي رَأْيِهِ فَقَالَ اَلْعَبَّاسُ لِلْقَاضِي أَصْلَحَكَ اَللَّهُ فُضَّ اَلْخَاتَمَ وَ اِقْرَأْ مَا تَحْتَهُ فَقَالَ أَبُو عِمْرَانَ لاَ أَفُضُّهُ حَسْبِي مَا لَعَنَنِي أَبُوكَ اَلْيَوْمَ فَقَالَ اَلْعَبَّاسُ فَأَنَا أَفُضُّهُ فَقَالَ ذَاكَ إِلَيْكَ فَفَضَّ اَلْعَبَّاسُ اَلْخَاتَمَ فَإِذَا فِيهِ إِخْرَاجُهُمْ وَ إِقْرَارُ عَلِيٍّ لَهَا وَحْدَهُ وَ إِدْخَالُهُ إِيَّاهُمْ فِي وَلاَيَةِ عَلِيٍّ إِنْ أَحَبُّوا أَوْ كَرِهُوا وَ إِخْرَاجُهُمْ مِنْ حَدِّ اَلصَّدَقَةِ وَ غَيْرِهَا وَ كَانَ فَتْحُهُ عَلَيْهِمْ بَلاَءً وَ فَضِيحَةً وَ ذِلَّةً وَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ خِيَرَةً وَ كَانَ فِي اَلْوَصِيَّةِ اَلَّتِي فَضَّ اَلْعَبَّاسُ تَحْتَ اَلْخَاتَمِ هَؤُلاَءِ اَلشُّهُودُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ جَعْفَرُ بْنُ صَالِحٍ وَ سَعِيدُ بْنُ عِمْرَانَ وَ أَبْرَزُوا وَجْهَ أُمِّ أَحْمَدَ فِي مَجْلِسِ اَلْقَاضِي وَ اِدَّعَوْا أَنَّهَا لَيْسَتْ إِيَّاهَا حَتَّى كَشَفُوا عَنْهَا وَ عَرَفُوهَا فَقَالَتْ عِنْدَ ذَلِكَ قَدْ وَ اَللَّهِ قَالَ سَيِّدِي هَذَا إِنَّكِ سَتُؤْخَذِينَ جَبْراً وَ تُخْرَجِينَ إِلَى اَلْمَجَالِسِ فَزَجَرَهَا إِسْحَاقُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ قَالَ اُسْكُتِي فَإِنَّ اَلنِّسَاءَ إِلَى اَلضَّعْفِ مَا

أَظُنُّهُ قَالَ مِنْ هَذَا شَيْئاً ثُمَّ إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اِلْتَفَتَ إِلَى اَلْعَبَّاسِ فَقَالَ يَا أَخِي إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّهُ إِنَّمَا حَمَلَكُمْ عَلَى هَذِهِ اَلْغَرَائِمُ وَ اَلدُّيُونُ اَلَّتِي عَلَيْكُمْ فَانْطَلِقْ يَا سَعِيدُ فَتَعَيَّنْ لِي مَا عَلَيْهِمْ ثُمَّ اِقْضِ عَنْهُمْ وَ لاَ وَ اَللَّهِ لاَ أَدَعُ مُوَاسَاتَكُمْ وَ بِرَّكُمْ مَا مَشَيْتُ عَلَى اَلْأَرْضِ فَقُولُوا مَا شِئْتُمْ فَقَالَ اَلْعَبَّاسُ مَا تُعْطِينَا إِلاَّ مِنْ فُضُولِ أَمْوَالِنَا وَ مَا لَنَا عِنْدَكَ أَكْثَرُ فَقَالَ قُولُوا مَا شِئْتُمْ فَالْعِرْضُ عِرْضُكُمْ فَإِنْ تُحْسِنُوا فَذَاكَ لَكُمْ عِنْدَ اَللَّهِ وَ إِنْ تُسِيئُوا (فَإِنَّ اَللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ) وَ اَللَّهِ إِنَّكُمْ لَتَعْرِفُونَ أَنَّهُ مَا لِي يَوْمِي هَذَا وَلَدٌ وَ لاَ وَارِثٌ غَيْرُكُمْ وَ لَئِنْ حَبَسْتُ شَيْئاً مِمَّا تَظُنُّونَ أَوِ اِدَّخَرْتُهُ فَإِنَّمَا هُوَ لَكُمْ وَ مَرْجِعُهُ إِلَيْكُمْ وَ اَللَّهِ مَا مَلَكْتُ مُنْذُ مَضَى أَبُوكُمْ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ شَيْئاً إِلاَّ وَ قَدْ سَيَّبْتُهُ حَيْثُ رَأَيْتُمْ فَوَثَبَ اَلْعَبَّاسُ فَقَالَ وَ اَللَّهِ مَا هُوَ كَذَلِكَ وَ مَا جَعَلَ اَللَّهُ لَكَ مِنْ رَأْيٍ عَلَيْنَا وَ لَكِنْ حَسَدُ أَبِينَا لَنَا وَ إِرَادَتُهُ مَا أَرَادَ مِمَّا لاَ يُسَوِّغُهُ اَللَّهُ إِيَّاهُ وَ لاَ إِيَّاكَ وَ إِنَّكَ لَتَعْرِفُ أَنِّي أَعْرِفُ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى بَيَّاعَ اَلسَّابِرِيِّ بِالْكُوفَةِ وَ لَئِنْ سَلِمْتُ لَأُغْصِصَنَّهُ بِرِيقِهِ وَ أَنْتَ مَعَهُ فَقَالَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللَّهِ اَلْعَلِيِّ اَلْعَظِيمِ أَمَّا إِنِّي يَا إِخْوَتِي فَحَرِيصٌ عَلَى مَسَرَّتِكُمْ اَللَّهُ يَعْلَمُ اَللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي أُحِبُّ صَلاَحَهُمْ وَ أَنِّي بَارٌّ بِهِمْ وَاصِلٌ لَهُمْ رَفِيقٌ عَلَيْهِمْ أُعْنَى بِأُمُورِهِمْ لَيْلاً وَ نَهَاراً فَاجْزِنِي بِهِ خَيْراً وَ إِنْ كُنْتُ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَ(أَنْتَ عَلاَّمُ اَلْغُيُوبِ) فَاجْزِنِي بِهِ مَا أَنَا أَهْلُهُ إِنْ كَانَ شَرّاً فَشَرّاً وَ إِنْ كَانَ خَيْراً فَخَيْراً اَللَّهُمَّ أَصْلِحْهُمْ وَ أَصْلِحْ لَهُمْ وَ اِخْسَأْ عَنَّا وَ عَنْهُمُ اَلشَّيْطَانَ وَ أَعِنْهُمْ عَلَى طَاعَتِكَ وَ وَفِّقْهُمْ لِرُشْدِكَ أَمَّا أَنَا يَا أَخِي فَحَرِيصٌ عَلَى مَسَرَّتِكُمْ جَاهِدٌ عَلَى صَلاَحِكُمْ (وَ اَللّٰهُ عَلىٰ مٰا نَقُولُ وَكِيلٌ) فَقَالَ اَلْعَبَّاسُ مَا أَعْرَفَنِي بِلِسَانِكَ وَ لَيْسَ لِمِسْحَاتِكَ عِنْدِي طِينٌ فَافْتَرَقَ اَلْقَوْمُ عَلَى هَذَا وَ صَلَّى اَللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ.

(ترجمہ) ابراہیم بن عبداللہ جعفری نے روایت کی ہے کہ ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے اپنا وصیت نامہ تحریر کیا جس میں اسحاق بن جعفر بن محمد، جعفر بن صالح، معاویہ بن جعفر (اولاد جعفر طیار)، یحیی بن الحسین بن زید بن علی، سعد بن عمران انصاری، محمد بن الحارث انصاری، یزید بن سلیط انصاری اور محمد بن جعفر اسلمی کو گواہ قرار دیا اور اس میں یہ تحریر کیا کہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے عبد ورسول ہیں اور قیامت ضرور قائم ہوگی اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور جو لوگ قبروں میں ہیں خدا ان

کو اُٹھائے گا اور اس کا وعدہ حق ہے اور حساب حق ہے اور قضا حق ہے اور خدا کے روبرو کھڑا ہونا حق ہے اور جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا حق ہے اور جو روح الامین لے کر آئے وہ حق ہے اسی عقیدہ پر میں زندہ ہوں اور اسی عقیدہ پر اٹھایا جاؤں گا انشاء اللہ۔ میں نے اس وصیت کو اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اور اس کے ذریعے اپنے بیٹے علیؑ اور اس کے بعد اپنی دوسری اولاد کو وصیت کرتا ہوں بشرطیکہ اگر علی رضاؑ ان میں صلاحیت محسوس کریں اور اس وصیت میں انہیں شریک کرنا چاہیں تو درست اور اگر وہ ان سے نفرت کریں اور اس سے علیحدہ کرنا چاہیں تو بھی انہیں پورا اختیار حاصل ہے اور اس صورت میں ان کا اس وصیت نامہ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ میں علیؑ کو اپنے صدقات اور اپنے اموال اور ان چھوٹے بچوں کا وصی مقرر کرتا ہوں جنہیں میں اپنے بعد چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ علاوہ ازیں میں انہیں ابراہیم، عباس، اسماعیل، احمد اور احمد کی والدہ کے متعلق بھی وصیت کرتا ہوں اور میرے بعد میری ازدواج کے معاملات کی باگ دوڑ بھی علی رضاؑ کے پاس ہوگی۔ اب اس کے علاوہ کسی اور کو اس میں مداخلت کی اجازت نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ میرے والد اور میرے اہلبیت کے صدقات کی تہائی کی وصیت بھی اسے کرتا ہوں وہ جہاں مناسب سمجھیں اسے خرچ کرے، وہ ان صدقات کو اپنا ذاتی مال متصور کر کرے اگر پسند کریں تو میرے افراد خانہ کو دیں اور اگر پسند نہ کریں تو بھی انہیں اس کا اختیار حاصل ہے، اور اگر وہ انہیں بیع، ہبہ یا بخشش کرنا چاہیں یا میری وصیت سے ہٹ کر صدقہ کرنا چاہیں تو بھی انہیں اس کا پورا اختیار حاصل ہے، اس سے مراد میری وہ وصیت ہے جو میں اپنے مال اور اہل وعیال کے متعلق کر چکا ہوں۔

اگر وہ مذکورۃ الصدر افراد جن کے نام میں پہلے تحریر کر چکا ہوں انہیں شامل کریں تو بھی انہیں اجازت ہے اور اگر مذکورہ افراد کو وصیت سے نکال دیں تو بھی انہیں اس کی مکمل اجازت ہے۔

میرے بیٹوں میں سے کوئی اپنی بہن کی شادی کرنا چاہے تو بغیر امام کی اجازت کے اور امر کے شادی نہ کرے اور اگر کوئی صاحب اقتدار علی رضاؑ کو میری وصیت پر عمل کرنے سے مانع ہو تو وہ مقتدر شخص خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بری ہوگا اور خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بری ہوں گے اور اس پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والوں اور تمام ملائکہ اور تمام انبیاء و مرسلین اور تمام اہل ایمان کی لعنت ہوگی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام مسلمانوں کی لعنت ہوگی۔

کسی حکمران اور میری اولاد میں سے کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ علی رضاؑ کو میرے ترکہ و جاگیر میں تصرف سے روکے اور میری جائیداد کے کم و بیش ہونے کے متعلق جو کچھ علی رضاؑ کہیں اسے درست تصور کیا جائے، جن افراد کو وصیت نامہ کے آغاز میں میں نے شامل کیا، ان کے شامل کرنے سے ان کی عزت مطلوب تھی اور اس سے

اپنی چھوٹی اولاد اور اولاد کی ماؤں کی تالیف قلب منظور تھی۔

میری چھوٹی اولاد اور ان کی ماؤں میں سے جو کوئی علی رضاؑ کی سرپرستی میں رہنا چاہے تو اسے وہی حقوق حاصل ہوں گے جو میری زندگی میں اسے حاصل تھے لیکن اس کے لیئے بھی علی رضاؑ کی رضامندی شرط ہوگی اور جو میری بیوی میرے بعد کسی اور سے نکاح کرلے تو اسے میرے وظائف میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا، ہاں اگر علی رضاؑ چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں اور میری بیٹیوں کے لیئے بھی یہی حکم ہے، میری بیٹیوں کا نکاح ان کے بھائی یا کوئی حکمران کرنے کے مجاز نہیں ہوں گے اس کے لیئے علی رضاؑ کی رائے اور مشورہ ضروری ہوگا۔

اگر میری اولاد یا کوئی حکمران اپنی ذاتی صوابدید پر ان کا نکاح کریں تو خدا اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف متصور ہوں گے اور خدا اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والے سمجھے جائیں گے۔ میری اولاد میں سے یہ حق صرف علی رضاؑ کو حاصل ہوگا وہ جس کا نکاح جس سے مناسب سمجھیں کردیں کیونکہ وہ اپنی قوم کے رشتوں کے بخوبی واقف ہیں انہیں نکاح کرنے یا نہ کرنے کا مکمل حق حاصل ہے اور اس وصیت نامہ کے مطابق میں اپنی بیٹیوں کو بھی وصیت کر چکا اور ان پر خدا کو گواہ قرار دے چکا ہوں اور کسی کو میری وصیت کے ظاہر کرنے اور پھیلانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے، جو کوئی برائی کرے تو اس کا وبال اس پر ہوگا اور جو کوئی بھلائی کرے تو اس کا فائدہ اسے حاصل ہوگا اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے اور میرے وصیت نامہ کے اس آخری حصہ کو جسے میں نے مہر لگا کر بند کر دیا ہے، اس کو کھولنے کی اجازت کسی حکمران کو نہیں ہے اور جو کوئی ایسا کرے اس پر خدا کا غضب اور لعنت نازل ہوگی اور اس لعنت میں فرشتے اور تمام مومنین و مسلمین مددگار ہوں گے۔

آخر میں امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنی مہر ثبت کی اور گواہوں نے دستخط کئے۔

عبداللہ بن محمد جعفری بیان کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظمؑ کا بیٹا عباس اس وقت کے قاضی کے پاس گیا اور اس سے کہا: وصیت نامہ کا آخری حصہ ہمارے لیئے ایک خزانہ اور جوہر کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن ہمارا بھائی علی رضاؑ اس پر قابض ہے اور وہ اسے کھولنے پر راضی نہیں ہے جب کہ وصیت نامہ کے بالائی حصہ میں تو ہمارے والد نے ہمیں کچھ بھی نہیں دیا اور ہمیں علی رضاؑ کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔

جیسے ہی عباس نے شکایت کی تو ابراہیم بن محمد جعفری نے اسے برا بھلا کہا اور اس کے چچا اسحاق بن جعفر نے اس پر حملہ کر دیا اور دونوں کچھ دیر کے لیے گتھم گتھا ہو گئے۔

عباس نے قاضی سے کہا: آپ اس مہر کو توڑیں اور وصیت نامہ کا زیریں حصہ پڑھیں۔

قاضی نے کہا: وہ تمہاری اپنی صوابدید پر منحصر ہے۔

چناچہ عباس نے قاضی کے سامنے مہر توڑا تو وصیت نامہ کے زیریں حصہ سے باقی تمام اولاد کو خارج کر دیا گیا تھا اور تمام جائیداد امام علی رضاؑ کے نام پر لکھی گئی تھی اور باقی اولاد کے متعلق مرقوم تھا کہ خواہ وہ پسند کریں یا ناپسند کریں انہیں علی رضاؑ کی سرپرستی قبول کرنا ہوگی، چناچہ اس وصیت نامہ کے کھلنے کے بعد ان کی حیثیت وہی رہ گئی جو کسی یتیم کی اس کے کفیل کے ہاں ہوتی ہے، امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنی تمام اولاد کو حد و دصدقہ سے خارج کر دیا تھا۔

بھائی کا یہ شائستہ رویہ دیکھ کر امام علی رضاؑ نے فرمایا: بھائی! میں جانتا ہوں کہ آپ کی اس جسارت کا سبب لوگوں کا وہ قرض ہے جو آپ کے ذمہ واجب الادا ہے۔

پھر آپؑ نے سعد سے فرمایا: سعد! میرے ساتھ چلو اور مجھے بھائیوں کے قرض کی تفصیل فراہم کرو تا کہ میں ان کا قرض ادا کروں اور ان کی ضروریات بیان کرو تا کہ میں ان کی ضروریات کی کفالت کروں، کیونکہ میں جب تک زندہ ہوں تم سے ہمیشہ نیکی اور بھلائی کا سلوک کرتا رہوں گا، اس کے باوجود تم جو چاہو میرے متعلق کہتے پھرو۔

عباس نے کہا: آپ ہم پر احسان نہیں کر رہے، آپ ہمیں ہماری جائیداد کا قلیل ترین حصہ دے رہے ہیں جب کہ ہماری دیگر جائیداد بدستور آپ کے پاس موجود ہے۔

امام علی رضاؑ نے فرمایا: تم جو چاہو کہتے پھرو، یہ باتیں کر کے تم اپنی ہی عزت کو بٹہ لگا رہے ہو۔

پھر آپؑ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: خدایا! ان کی اصلاح کر اور ان کے ذریعے سے باقی لوگوں کی اصلاح کر اور ہم سے ان سے شیطان کو دور رکھ اور انہیں اپنی اطاعت کی قوت و طاقت عطا فرما، میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کا خدا کارساز ہے۔

عباس نے کہا: مجھے آپ کی دعاؤں کے ذریعہ سے عارف بننے کی کوئی ضرورت نہیں اور ہمارا آپ سے کوئی تعلق و واسطہ نہیں ہے۔اس کے بعد لوگ منتشر ہو کر چلے گئے۔ [1]

بیان:

الأولى أي الوصية الأولى و ثانيتها قوله ع و إني قد أوصيت إلى آخر ما وصى إن هذه وصيتي بخطي يعني إن هذه الشهادات التي في الوصية الأولى هي وصيتي التي كتبتها بخطي قبل ذلك وهي محفوظة عندي

أقول و هذه من جملة الوصية المشار إليها

بقولهم ع الوصية حق على كل مسلم

[1] عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۳۳؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۴۷۳؛ بحار الانوار: ۴۸/ ۲۷۶ و ۴۹/ ۲۲۶ و ۲۲۴؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/ ۴۲۷

و أنه لا ينبغي أن يبيت الإنسان إلا و وصيته تحت رأسه كما يأتي في كتاب الجنائز و أراد ع بقوله و قد نسخت وصية جدي إلى قوله مثل ذلك أن هذه الشهادات هي بعينها وصية آبائي و قد نسختها قبل ذلك و أراد بمحمد بن علي أبا جعفر ع على مثل ذلك يعني كانت على مثل هذه الوصية من الشهادات و بني بعد أي بعد علي في المنزلة معه أي مشاركين معه فيها و لا أمر لهم معه يعني ليس لهم أن يخالفوه و ولدي أي أوصيت إليه مع ولدي أو و إلى ولدي فيكون إلى إبراهيم بدلا من ولدي بتقدير إلى و الأظهر تقديم إلى على ولدي و أنه اشتبه على النساخ و يجعل فيه أي يصنع فإن جعل جاء بمعنى صنع و في بعض النسخ بعد قوله في ماله زيادة و هي هذه إن أحب أن يغير بعض ما ذكرت في كتابي فذاك إليه و إن كره ذلك فهو إليه يفعل فيه ما يفعل ذو المال في ماله ينحل يعطي و هو أنا أي هو مثلي بحكم الوصية في التصرف في مالي و أهلي و ولدي غير مثرب عليه من التثريب بمعنى اللوم و التعيير تبعة و لا تباعة التبعة و التباعة ما يتبع المال من نوائب الحقوق و هما من تبعت الرجل بحقي و هو مصدق فيما ذكر أي ما ذكره في قدره كذلك أي هو كذلك أو كذلك هو التنويه الرفع و التشريف و المحوى كالمعلى جماعة البيوت المتدانية من الحواية و هو و أم أحمد يعني شهيدان أيضا على غير ما ذكرت على رأي آخر غيره أن يفض يكسر ختمه و يفتحه الذي ختمت عليه الأسفل أي ختمت على مطوية الأسفل و قد مضى بيان كيفية هذا الختم و الطي في باب أن أفعالهم معهودة من الله تعالى و على من فض كتابي يعني لا يفضه غيره عالة محتاجين من العيلة بمعنى الفقر مدحورا مطرودا أخذ بتلبيبه التلبيب جمع الثياب عند النحر في الخصومة ثم الجر و التلبيب أيضا مجمع ما في موضع اللبب من ثياب الرجل و تقول أخذت بتلبيب فلان إذا جمعت عليه ثيابه الذي هو لابسه و قبضت عليه تجره أجمع تأكيد ما كان بالأمس منك كأنه كان صدر منه بالأمس أمر شنيع آخر قم يا أبا الحسن حسبي ما لعنني أبوك لما رأى القاضي مكتوبا في أعلى الكتاب لعن من فضه خاف على نفسه أن يلجئوه إلى الفض فقال قم يا أبا الحسن فإني أخاف أن أفض الكتاب فينالني لعن أبيك و كفاني ذلك شقاء و بعدا فزجرها إسحاق بن جعفر إنما زجرها لأن في هذا الإخبار إشعارا بأنه كان عنده شيء من علم الغيب و في بعض النسخ بعد قوله ثم اقض عنهم و اقبض زكاة حقوقهم و خذ لهم البراءة و قد سبته بالسين المهملة و الباء الموحدة من السيب بمعنى العطاء و في بعض النسخ و قد شتته أي فرقته من التشتيت أعنى بأمورهم أهتم بها ما أعرفني بلسانك تعجب يعني حسن المعرفة به فلا انخدع به ثم ضرب مثلا لعدم انخداعه و المسحاة البيل

''الاولی'' یعنی پہلے وصیت اور دوسرا آپؑ کا قول ''وانی قد اوصت'' بیشک میں نے وصیت کی۔یعنی آخر تک

جوآپؑ نے وصیت کی۔''ان ھذا وصیتی بخل'' بیشک یہ میری وصیت ہے میرے خط کے ساتھ بھی یہ گواہیاں وہ ہیں جو پہلے میں اس وصیت میں جو میری وصیت ہے جس کو میں نے اپنے خط کے ساتھ لکھا اس سے پہلے اور یہ میرے پاس محفوظ ہے۔

اقول:

میں کہتا ہوں: یہ وہ ساری وصیت ہے جس کی طرف ان کے قول کے ساتھ اشارہ کیا گیا،''اولصیة حق علی کل مسلم'' یہ وصیت حق ہے تمام مسلمانوں پر، بیشک مناسب نہیں ہے کہ کوانسان سوجاتے مگر یہ کہ اس کی وصیت اس کے سرہانے کا نیچے ہو۔ جیسا کہ کتاب الجنائز میں آئے گا اور آپ کا ارادہ آپ کے قول کے ساتھ ہے۔''وقد نسخت وصیة جدّی'' بیشک یہ میرے جد بزرگوار کی وصیت لکھی گئی یہاں تک کہ آپ نے جو فرمایا''مثل ذلك'' اس طرح کی بیشک یہ گواہیاں بعینہ میرے آباؤ اجداد کی وصیت کے مطابق ہیں جو اس سے قبل تحریر کی گئیں اور اس سے مراد امام محمد علیہ السلام بن امام علی علیہ السلام ابوجعفر علیہ السلام میں ہیں۔''علی مثل ذلك'' اس طرح کی بنیاد پر یعنی اس وصیت کی طرح وہ گواہیاں ہیں،۔''ولا امر لھم معه'' اور ان کا کوئی امر اس کے ساتھ نہیں ہے یعنی ان کے لیے اس کی مخالفت کرنا جائز نہیں۔''وولدی'' اور میرا بیٹا یعنی میں نے اس کی طرف وصیت کی اپنے بیٹے کے ساتھ یا اپنے بیٹے کی طرف پس یہ ہوگئی ابراہیم کی طرف میرے بیٹے کے بدلے۔''الیٰ'' کی تقدیر کے ساتھ اور اظہر یہ ہے کہ مقدم ہوگی میرے بیٹے کی طرف کیونکہ یہ نسخہ لکھنے والوں کا اشتباہ ہے۔''ویجعل فیه'' انہوں نے اس میں قرار دیا، یعنی انہوں نے بنایا، بیشک''جعل''،''منع'' کے معنی میں آیا ہے۔ بعض نسخوں میں''قوله فی ماله زیادة'' کے بعد ہے اور وہ یہ ہے۔

''ان احبّ ان یغیّر بعض ماذکرت فی کتای فذاك الیه وان کره ذلك مخصوالیه یفعل فیه ما یفعل ذوالمال فی مالة'' اگر وہ چاہے کہ جو میں نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے اس کو تبدیل کرے پس اس کو اختیار ہے اور اگر وہ اس کو ناپسند کرے تو بھی اس کا اختیار ہے وہ جو اس میں کرے جو ایک صاحب مال اپنے مال میں کرتا ہے۔''ینحل'' وہ عطا کرتا ہے۔''وھوانا'' اور میں ہوں یعنی وہ میری طرح ہے وصیت کے حکم کے ساتھ میرے مال، میرے اہل وعیال اور میری اولاد میں تصرف کرنے کا۔''غیر مثرب علیه'' اس پر ملامت و مذمت نہ کرنا اس کا مصدر تثریب ہے جس کا معنی ملامت اور مذمت کرنا ہے۔ ''تبعة ولا تباعة'' جو مال متابعت کرے تو اتب حقوق سے اور یہ دونوں ایک آدمی اتباع کرتی ہیں میرے حق کی وجہ سے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث ابی الحکم کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

17/846 الکافی،۱/۳۱۹/۱۶/۱ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ عُبَيْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْمَرْزُبَانِ عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقْدَمَ اَلْعِرَاقَ بِسَنَةٍ وَ عَلِيٌّ اِبْنُهُ جَالِسٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هَذِهِ اَلسَّنَةِ حَرَكَةٌ فَلاَ تَجْزَعْ لِذَلِكَ قَالَ قُلْتُ وَ مَا يَكُونُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَقَدْ أَقْلَقَنِي مَا ذَكَرْتَ فَقَالَ أَصِيرُ إِلَى اَلطَّاغِيَةِ أَمَا إِنَّهُ لاَ يَبْدَأُنِي مِنْهُ سُوءٌ وَ مِنَ اَلَّذِي يَكُونُ بَعْدَهُ قَالَ قُلْتُ وَ مَا يَكُونُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ (يُضِلُّ اَللّٰهُ اَلظّٰالِمِينَ وَ يَفْعَلُ اَللّٰهُ مٰا يَشٰاءُ) قَالَ قُلْتُ وَ مَا ذَاكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ اِبْنِي هَذَا حَقَّهُ وَ جَحَدَ إِمَامَتَهُ مِنْ بَعْدِي كَانَ كَمَنْ ظَلَمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ حَقَّهُ وَ جَحَدَهُ إِمَامَتَهُ بَعْدَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ قُلْتُ وَ اَللَّهِ لَئِنْ مَدَّ اَللَّهُ لِي فِي اَلْعُمُرِ لَأُسَلِّمَنَّ لَهُ حَقَّهُ وَ لَأُقِرَّنَّ لَهُ بِإِمَامَتِهِ قَالَ صَدَقْتَ يَا مُحَمَّدُ يَمُدُّ اَللَّهُ فِي عُمُرِكَ وَ تُسَلِّمُ لَهُ حَقَّهُ وَ تُقِرُّ لَهُ بِإِمَامَتِهِ وَ إِمَامَةِ مَنْ يَكُونُ مِنْ بَعْدِهِ قَالَ قُلْتُ وَ مَنْ ذَاكَ قَالَ مُحَمَّدٌ اِبْنُهُ قَالَ قُلْتُ لَهُ اَلرِّضَا وَ اَلتَّسْلِيمُ.

(ترجمہ) ابن سنان سے مروی ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے عراق کے جانے سے ایک سال قبل آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت امام رضا علیہ السلام بھی آپؑ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! اس سال ایک واقعہ ہونے والا ہے تم اس سے مضطرب نہ ہونا۔ میں نے عرض کیا اللہ مجھے آپؑ پر قربان کرے یہ کیا واقعہ ہو گا؟ اس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: مجھے اس ظالم کی طرف لے جایا جائے گا لیکن اس سے مجھے اور میرے بعد والے کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں وہ ہو گا کیا؟ آپؑ نے فرمایا: خدا ظالموں کو گمراہی میں چھوڑے گا اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ کیا فرما رہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: جس نے میرے اس بیٹے کے حق کو غصب کیا اور اس کی امامت سے انکار کیا تو ایسا ہے جیسے علیؑ کا حق اور بعد رسول اللہ ان کی امامت سے انکار کر دیا۔ میں نے عرض کیا واللہ اگر میں زندہ رہا تو ان کا حق ضرور ان کے سپرد کر دوں گا اور ہم ان کی امامت کا اقرار کریں گے۔ آپؑ کے بعد امام کون

[1] مراۃ العقول:۳/۳۷۰

ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: میرا بیٹا محمد تقی علیہ السلام۔ میں نے عرض کیا ہم ان پر راضی ہیں اور ان کی امامت کو تسلیم کرتے ہیں۔ [1]

بیان:

الطاغية الجبار و الأحمق المتكبر كأنه أراد به من كان خليفة قبل هارون و قبل الذي قبله إذ ناله السوء من قبل هارون و قد وقع التصريح بأنه المهدي في حديث أبي خالد الزبالي الآتي في باب ما جاء في أبي الحسن موسى ع لا يبدؤني من البدء بالهمز بمعنى ابتداء الفعل و أشار بقوله من ظلم ابني هذا حقه إلى الواقفية و من أبدأ أولا مذهبهم السخيف لعنهم الله

''الطاغیہ'' جبر کرنے والا، احمق اور متکبر، گویا کہ سے آپ کی مراد وہ خلیفہ تھا جو ہارون سے پہلے تھا اور وہ تھا جو اس کے پہلے سے بھی پہلے تھا اور اس تصریح واقع یہ ہوتی ہے کہ وہ مہدی خلیفہ تھا جیسا کہ ابوخالد زبالی سے مروی شدہ حدیث میں مذکور ہے۔ جو حدیث امام ابوالحسن موسیٰ کاظمؑ کے باب میں آنے والی ہے۔ ''لا یبدانی'' یہ بدأ سے ''ہمزہ'' کے ساتھ جس کا معنی کسی کام کی ابتداء کرنا ہے اور امامؑ نے اپنے فرمان میں اس اشارہ فرمایا: 'من ظلم ابنی هذا حقه' جو میرے اس بیٹے کے حق پر ظلم کرے گا۔ واقفیہ تک اور جس نے سب سے پہلے اس مذہب کی ابتداء کی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے اور محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں اور محمد بن سنان بھی تحقیق سے ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

---

[1] الارشاد: ۲/ ۲۵۲؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۶۶ ح ۸؛ رجال الکشی: ۵۰۸ ح ۹۸۲؛ عیون اخبار الرضاؑ: ۱/ ۳۲؛ بحار الانوار: ۴۹/ ۲۱ و ۵۰/ ۱۹؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۱۷۳؛ کشف الغمہ: ۲/ ۲۷۲؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۳۷۹؛ بہجۃ النظر: ۱۰۵؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۶۲؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۵۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/ ۶۱؛ مدینۃ المعاجز: ۶/ ۳۲۹؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۵۴۲؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۴۲۱؛ مسند الامام الکاظمؑ: ۱/ ۱۴۹

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۷۱

۴۰۔باب الإشارة و النص علی أبی جعفر الثانی علیہ السلام

باب: امام ابوجعفر الثانی (محمد تقی) علیہ السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/847 الکافی، ۱/۱/۳۲۰/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْوَلِيدِ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَبِيبٍ اَلزَّيَّاتِ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ كَانَ عِنْدَ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَالِساً فَلَمَّا نَهَضُوا قَالَ لَهُمُ اِلْقَوْا أَبَا جَعْفَرٍ فَسَلِّمُوا عَلَيْهِ وَ أَحْدِثُوا بِهِ عَهْداً فَلَمَّا نَهَضَ اَلْقَوْمُ اِلْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ يَرْحَمُ اَللَّهُ اَلْمُفَضَّلَ إِنَّهُ كَانَ لَيَقْنَعُ بِدُونِ هَذَا .

(ترجمہ) یحییٰ بن حبیب سے روایت ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جو امام رضاؑ کے پاس بیٹھا تھا۔ جب لوگ آپؑ کے پاس سے اُٹھ گئے تو آپؑ نے فرمایا: ابوجعفر (امام محمد تقی علیہ السلام) سے ملو اور عہد ملاقات کو تازہ کرو۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو مجھ سے فرمایا: خدا مفضل پر رحم کرے کہ اس نے امامت تقی علیہ السلام کا اقرار کیا اور اس سے کم پر بھی قناعت کر جاتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل بن زیاد امامی نہیں ہے لیکن ثقہ ہے اور یحییٰ بن حبیب الزیات کو ابن شہر آشوب نے ثقات میں شمار کیا ہے، اگر چہ کہ یہ توثیق اس عالم کی ہے جو متاخرین میں سے ہے مگر اس پر اعتماد نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے (واللہ اعلم)

2/848 الکافی، ۱/۶/۳۲۱/۱ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلاَّدٍ قَالَ: ذَكَرْنَا عِنْدَ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ شَيْئاً بَعْدَ مَا وُلِدَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ مَا حَاجَتُكُمْ إِلَى ذَلِكَ هَذَا أَبُو جَعْفَرٍ قَدْ أَجْلَسْتُهُ مَجْلِسِي وَ صَيَّرْتُهُ فِي مَكَانِي.

(ترجمہ) معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے امام محمد تقی علیہ السلام کے پیدا ہونے کے بعد کچھ سوال کئے۔ آپ نے فرمایا: اس سے تمہارا مقصد کیا ہے یہ ہیں ابوجعفر (امام محمد تقی علیہ السلام) میں نے ان کو اپنی جگہ بٹھایا

---

[1] رجال الکشی: ۳۲۸؛ بحارالانوار: ۴۷/ ۳۴۵ و ۵۰/ ۲۴؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۵۳؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۳۷؛ الارشاد: ۲/ ۲۷۹؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۴۰او ۲۳/ ۷۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۹۵؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۸۳؛ بہجۃ النظر: ۱۱۵؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۱؛ مسند الامام الجوادؑ: ۲۳

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۲۷۳

ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران بھی ثقہ ہے اور محمد بن علی یعنی ابو سمینہ بھی ثقہ ثابت ہے (واللہ اعلم)

3/849 الکافی،١/٣٢٠/٢/١ مُحَمَّدٌ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلاَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ ذَكَرَ شَيْئاً فَقَالَ مَا حَاجَتُكُمْ إِلَى ذَلِكَ هَذَا أَبُو جَعْفَرٍ قَدْ أَجْلَسْتُهُ مَجْلِسِي وَ صَيَّرْتُهُ مَكَانِي وَ قَالَ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ يَتَوَارَثُ أَصَاغِرُنَا عَنْ أَكَابِرِنَا اَلْقُذَّةَ بِالْقُذَّةِ.

ترجمہ: معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ کسی نے آپؑ سے ایک مسئلہ پوچھا۔ آپؑ نے فرمایا: اس سے تمہارا کیا مقصد ہے یہ ابوجعفر امام تقی علیہ السلام ہیں میں نے ان کو اپنی جگہ بٹھایا ہے اور اس کو اپنا مقام دیا ہے۔ ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں ہمارے چھوٹے بڑوں کے وارث ہوتے ہیں۔ [3]

بیان:

﴿القذة بالضم و التشديد ريش السهم يعني أشباه و أمثال كما يشبه رياش﴾

''القذۃ'' ضمہ اور تشدید کے ساتھ، تیر کے پر، یعنی اس جیسے تیر کے پر ہوتے ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [4]

4/850 الکافی،١/٣٢٠/٣/١ محمد عن ابن عيسى عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ اَلثَّانِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَنَاظَرَنِي فِي أَشْيَاءَ ثُمَّ قَالَ لِي يَا أَبَا عَلِيٍّ اِرْتَفَعَ اَلشَّكُّ مَا لِأَبِي غَيْرِي.

ترجمہ: محمد بن عیسیٰ اپنے والد سے روایت کرتا ہے کہ میں محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا آپؑ نے چند چیزوں

---

[1] اثبات الھداۃ: ۴/۳۸۴؛ عوالم العلوم: ۲۳/۷۴؛ المستجاد: ۲۲۵؛ مسند الامام الجوادؑ: ۱۹؛ الارشاد: ۲/۶۸۶؛ احقاق الحق: ۱۲/۴۱۸؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۱۹؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/۲۶۵

[2] مراۃ العقول: ۳/۳۷۵

[3] الارشاد: ۲/۲۷۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/۳۸۹؛ کشف الغمہ: ۲/۳۵۱؛ الخرائج والجرائح: ۲/۸۹۹؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۶؛ بحارالانوار: ۴۶/۱۷۹ و ۵۰/۲۱؛ بہجۃ النظر: ۱۱۵؛ بصائر الدرجات: ۱/۲۹۶؛ اعلام الوریٰ: ۲/۹۳

[4] مراۃ العقول: ۳/۳۷۳

میں مجھ سے باتیں کیں پھر آپؑ نے فرمایا: اے ابوعلی! شک کو دور کرو میرے والد کا میرے سوا کوئی فرزند نہیں۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۲]

5/851 الکافی ،۱/۳۲۱/۷/۱ أَحْمَدُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اِبْنِ قِيَامَا اَلْوَاسِطِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ أَ يَكُونُ إِمَامَانِ قَالَ لاَ إِلاَّ وَ أَحَدُهُمَا صَامِتٌ فَقُلْتُ لَهُ هُوَ ذَا أَنْتَ لَيْسَ لَكَ صَامِتٌ وَ لَمْ يَكُنْ وُلِدَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَعْدُ فَقَالَ لِي وَ اَللَّهِ لَيَجْعَلَنَّ اَللَّهُ مِنِّي مَا يُثْبِتُ بِهِ اَلْحَقَّ وَ أَهْلَهُ وَ يَمْحَقُ بِهِ اَلْبَاطِلَ وَ أَهْلَهُ فَوُلِدَ لَهُ بَعْدَ سَنَةٍ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ اِبْنُ قِيَامَا وَاقِفِيّاً .

(ترجمہ) ابن قیاما الواسطی نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا کیا ایک وقت میں دو امام ہو سکتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ ایک ان میں صامت ہو۔ میں نے عرض کیا اب تو آپؑ اکیلے ہی ہیں صامت تو کوئی نہیں اور امام محمد تقی علیہ السلام اس وقت تک پیدا نہ ہوئے تھے۔ آپؑ نے فرمایا: خدا مجھے ایک بیٹا عطا کرے گا جو حق اور اہلِ حق کو ثابت قدم بنائے گا اور باطل اور اہل باطل کو مٹائے گا۔ ایک سال بعد امام محمد تقی علیہ السلام پیدا ہوئے اور ابن قیاما واقفی مذہب کا فرد تھا۔ [۳]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۴] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ ابن قیاما واقفی ہے مگر یہ ثقہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صفوان بن یحییٰ اس سے روایت کرتا ہے [۵] جس پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ کے علاوہ کسی سے روایت نہیں کرتا ہے اور احمد بن مہران پر آقا کلینی کا بہت اعتماد ہے اور محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کامل الزیارات کا راوی ہے جو اس کی توثیق ہے اور ہم اسے ترجیح دیتے ہیں اور تضعیف اختلافی سمجھتے ہیں (واللہ اعلم)

---

[۱] اثبات الہداۃ: ۴/ ۳۸۳؛ بہجۃ النظر: ۱۱۵؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۵۴۳؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۳؛ مسند الامام الجوادؑ: ۱۸

[۲] مراۃ العقول: ۳/ ۳۷۴

[۳] اثبات الہداۃ: ۴/ ۳۰۷؛ مدینۃ المعاجز: ۷ط ۲۷۵؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۴۷ و ۲۳/ ۶۵؛ بحارالانوار: ۴۹/ ۶۸ و ۵۰/ ۲۲؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۱۶۷؛ بہجۃ النظر: ۱۱۶؛ الارشاد: ۲/ ۲۷۷؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۵۲؛ الدمعۃ الساکبہ: ۷/ ۲۰۰؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/ ۲۶۶؛ مسند الامام الجوادؑ: ۲۷

[۴] مراۃ العقول: ۳/ ۳۷۵

[۵] عیون اخبار الرضاؑ: ۲/ ۲۰۹ باب ۴۷؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۵۷؛ بحارالانوار: ۴۹/ ۳۴؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۶۶

6/852 الكافى، ۱/۴/۳۲۰/۱ العدة عن أحمد عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مَالِكِ بْنِ أَشْيَمَ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ بَشَّارٍ قَالَ: كَتَبَ اِبْنُ قِيَامَا إِلَى أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كِتَاباً يَقُولُ فِيهِ كَيْفَ تَكُونُ إِمَاماً وَ لَيْسَ لَكَ وَلَدٌ فَأَجَابَهُ أَبُو اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ شِبْهَ اَلْمُغْضَبِ وَ مَا عَلَّمَكَ أَنَّهُ لاَ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَ اَللَّهِ لاَ تَمْضِي اَلْأَيَّامُ وَ اَللَّيَالِي حَتَّى يَرْزُقَنِيَ اَللَّهُ وَلَداً ذَكَراً يَفْرُقُ بِهِ بَيْنَ اَلْحَقِّ وَ اَلْبَاطِلِ .

(ترجمہ) حسین بن بشار سے روایت ہے کہ ابن قیاما نے امام رضاعلیہ السلام کو ایک خط میں لکھا ہے آپؑ کیسے امام ہو سکتے ہیں درحالانکہ آپؑ کا کوئی لڑکا نہیں ۔آپؑ نے غضبناک ہوکر جواب دیا۔تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میرے بیٹا نہیں ہوگا۔خدا کی قسم چندروز گزرنے والے ہیں کہ خدا مجھے لڑکا دے گا جو حق وباطل کے درمیاں فرق کرنے والا ہوگا۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲]

7/853 الكافى، ۱/۵/۳۲۰/۱ بعض أصحابنا عن محمد بن على عن معاوية بن حكيم عن البزنطى قَالَ: قَالَ لِيَ اِبْنُ اَلنَّجَاشِيِّ مَنِ اَلْإِمَامُ بَعْدَ صَاحِبِكَ فَأَشْتَهِي أَنْ تَسْأَلَهُ حَتَّى أَعْلَمَ فَدَخَلْتُ عَلَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَقَالَ لِي اَلْإِمَامُ اِبْنِي ثُمَّ قَالَ هَلْ يَتَجَرَّأُ أَحَدٌ أَنْ يَقُولَ اِبْنِي وَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ.

(ترجمہ) البزنطی سے روایت ہے کہ ابن نجاشی نے مجھ سے پوچھا تمہارے امام کے بعد کون امام ہوگا۔میں چاہتا ہوں تم ان سے دریافت کروتا کہ مجھے بھی علم ہوجائے۔میں نے امام رضاعلیہ السلام سے عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: میرا بیٹا امام ہے۔پھرفرمایا کسی کو جرأت ہے کہ کہہ دے میرا بیٹا حالانکہ اس کا بیٹا نہ ہو۔ [۳]

---

[۱] اعلام الوریٰ : ۲/ ۹۴؛ الارشاد: ۲/ ۲۷۷؛ اثبات: الھداۃ: ۴/ ۳۸۳؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۷۴؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۱۲۰ و ۲۳/ ۶۴؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۲۲؛ کشف الغمہ : ۲/ ۳۵۲؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/ ۲۶۵؛ کفایۃ الموحدین: ۱۷۹؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۷/ ۱۹۰؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/ ۱۶۳؛ مناقب الطاہرینؑ طبرسی: ۲/ ۸۰۲

[۲] مراۃ العقول: ۳/ ۳۷۴

[۳] اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۰۷ و ۳۸۶؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۱۳۰ ح ۸۷؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۵؛ المناقب: ۴/ ۳۳۶؛ حلیۃ الاولیاء: ۲/ ۴۲۹؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۵۲؛ الارشاد: ۲/ ۲۷۷؛ عوالم العلوم: ۲۲/ ۱۱۹ و ۲۳/ ۶۶؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۹۳؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۲۵ و ۲۷۴؛ بہجۃ النظر: ۱۱۶؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۲۱۰؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/ ۲۶۶؛ مسند الامام الجوادؑ: ۲۷

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالصحیح ہے کیونکہ البزنطی پر اجماع ہے کہ وہ ثقہ کے علاوہ کسی سے روایت ہی نہیں کرتا ہے لہٰذا ابن نجاشی کا ضعیف یا مجہول ہونا مضر نہیں ہوگا اور اس کا البزنطی کی بنا پر ثقہ ہونا اصول کے مطابق ہے (واللہ اعلم)

8/854 الکافی، ۱/۹/۳۲۱/۱ أحمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي يَحْيَى اَلصَّنْعَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَجِيءَ بِابْنِهِ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ صَغِيرٌ فَقَالَ هَذَا اَلْمَوْلُودُ اَلَّذِي لَمْ يُولَدْ مَوْلُودٌ أَعْظَمُ بَرَكَةً عَلَى شِيعَتِنَا مِنْهُ.

(ترجمہ) ابو یحییٰ صنعانی سے روایت ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا آپؑ کے فرزند ابوجعفر (امام محمد تقی علیہ السلام) جب کہ وہ کم سن تھے آئے۔آپؑ نے فرمایا: یہ وہ بچہ ہے جس سے زیادہ برکت والا ہمارے شیعوں کے لئے اور کوئی نہیں ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد بن مہران ثقہ ہے اور محمد بن علی یعنی ابوسمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں ہے اور ابویحییٰ الصنعانی کو ابن شہرآشوب نے ثقہ شمار کیا ہے اور میرے نزدیک اس توثیق پر عدم اعتماد کی کوئی وجہ نہیں ہے (واللہ اعلم)

9/855 الکافی، ۱/۱/۳۲۱/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْجَهْمِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَالِساً فَدَعَا بِابْنِهِ وَ هُوَ صَغِيرٌ فَأَجْلَسَهُ فِي حَجْرِي فَقَالَ لِي جَرِّدْهُ وَ اِنْزِعْ قَمِيصَهُ فَنَزَعْتُهُ فَقَالَ لِيَ اُنْظُرْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِي أَحَدِ كَتِفَيْهِ شَبِيهٌ بِالْخَاتَمِ دَاخِلٌ فِي اَللَّحْمِ ثُمَّ قَالَ أَ تَرَى هَذَا كَانَ مِثْلُهُ فِي هَذَا اَلْمَوْضِعِ مِنْ أَبِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

(ترجمہ) حسن بن الجہم سے روایت ہے کہ میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔آپؑ نے اپنے فرزند کو بلایا وہ بہت کم سن تھے حضرتؑ نے ان کو اپنے پہلو میں بٹھا کر مجھ سے فرمایا: ان کی قمیض اُتار دو اور ان کے

[1] مراۃ العقول: ۳/ ۳۷۴

[2] الارشاد: ۲/ ۲۷۹؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۱۵۳ و ۶۹؛ بہجۃ النظر: ۱۱۷؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۸۴؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۹۵؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۲۳؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۵۲؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۳۷؛ مسند الامام الجوادؑ: ۱۹

[3] مراۃ العقول: ۳/ ۳۷۶

دونوں کندھوں کے درمیان دیکھو۔ میں نے دیکھا تو آپؑ کے ایک شانے پر ایک مہر لگی تھی جس کا اثر گوشت کے اندر تک تھا۔ آپؑ نے فرمایا: تم نے اسی طرح کا نشان اسی جگہ میرے پدر بزرگوار کے بھی دیکھا تھا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ احمد اور محمد دونوں ثقہ ہے (واللہ اعلم)

10/856 الکافی،۱/۱/۳۲۱/۱۰/۱ محمد عن ابن عیسی عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَدْ كُنَّا نَسْأَلُكَ قَبْلَ أَنْ يَهَبَ اَللَّهُ لَكَ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَكُنْتَ تَقُولُ يَهَبُ اَللَّهُ لِي غُلاَماً فَقَدْ وَهَبَهُ اَللَّهُ لَكَ فَأَقَرَّ عُيُونَنَا فَلاَ أَرَانَا اَللَّهُ يَوْمَكَ فَإِنْ كَانَ كَوْنٌ فَإِلَى مَنْ فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا اِبْنُ ثَلاَثِ سِنِينَ فَقَالَ وَ مَا يَضُرُّهُ مِنْ ذَلِكَ فَقَدْ قَامَ عِيسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِالْحُجَّةِ وَ هُوَ اِبْنُ ثَلاَثِ سِنِينَ .

(ترجمہ) صفوان بن یحییٰ سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا قبل اسکے کہ ابوجعفر پیدا ہوں تو ہم نے آپؑ سے آپؑ کے بعد والے امام کے متعلق سوال کیا تھا تو آپؑ نے فرمایا تھا کہ خدا مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ چنانچہ اس نے عطا کیا جس سے ہمارے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں پس خدا ہمیں آپؑ کی موت کا دن نہ دکھائے اگر ایسا ہو تو آپؑ کے بعد کون امام ہوگا۔ آپؑ نے ابوجعفر کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا یہ تو تین ہی برس کے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: کیا مضائقہ ہے عیسیٰ تین ہی سال کے حجت خدا تھے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[4]

---

[1] اعلام الوریٰ: ۲ / ۹۵؛ الارشاد: ۲ / ۲۷۸؛ عوالم العلوم: ۲۳ / ۲۷؛ بہجۃ النظر: ۱۱۷؛ اثبات الھداۃ: ۴ / ۳۸۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷ / ۲۹۴؛ بحارالانوار: ۲۵ / ۱۲۰ و ۵۰ / ۲۳؛ کشف الغمہ: ۲ / ۳۵۲؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۸ / ۲۰؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱ / ۱۷۶؛ مسند الامام الجوادؑ: ۳۲؛ المستجاد: ۲۲۶

[2] مراۃ العقول: ۳ / ۳۷۵

[3] الکافی: ۱ / ۳۸۳؛ اعلام الوریٰ: ۲ / ۹۳؛ عوالم العلوم: ۲۲ / ۱۲۰ و ۲۳ / ۷۰ و ۱۵۴؛ بحارالانوار: ۱۴ / ۲۵۶ و ۲۵ / ۱۰۲ و ۵۰ / ۲۱؛ الارشاد: ۲ / ۲۷۶؛ کشف الغمہ: ۲ / ۳۵۱؛ ۳ / ۱۷۰؛ اثبات الھداۃ: ۴ / ۳۸۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳ / ۳۴۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۸ / ۲۱۹؛ الصراط المستقیم: ۲ / ۱۶۶؛ ارشاد البشر: ۲۲۰؛ مسند الامام الجوادؑ: ۴۵

[4] مراۃ العقول: ۳ / ۳۷۷؛ النجوم الزاھرۃ: ۱۷۹

11/857 الکافی،۱/۳/۳۸۳/۱ محمد عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَيْفٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ اَلثَّانِي عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ فِي حَدَاثَةِ سِنِّكَ فَقَالَ إِنَّ اَللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَى دَاوُدَ أَنْ يَسْتَخْلِفَ سُلَيْمَانَ وَ هُوَ صَبِيٌّ يَرْعَى اَلْغَنَمَ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ عُبَّادُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ عُلَمَاؤُهُمْ فَأَوْحَى اَللَّهُ إِلَى دَاوُدَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنْ خُذْ عَصَا اَلْمُتَكَلِّمِينَ وَ عَصَا سُلَيْمَانَ وَ اِجْعَلْهَا فِي بَيْتٍ وَ اِخْتِمْ عَلَيْهَا بِخَوَاتِيمِ اَلْقَوْمِ فَإِذَا كَانَ مِنَ اَلْغَدِ فَمَنْ كَانَتْ عَصَاهُ قَدْ أَوْرَقَتْ وَ أَثْمَرَتْ فَهُوَ اَلْخَلِيفَةُ فَأَخْبَرَهُمْ دَاوُدُ فَقَالُوا قَدْ رَضِينَا وَ سَلَّمْنَا.

(ترجمہ) علی بن سیف سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کیا کہ لوگ آپؑ کی کم سنی کی وجہ سے چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: خدا نے وحی کی داوٗد علیہ السلام کو کہ وہ سلیمان کو اپنا خلیفہ بنائیں حالانکہ وہ بچے تھے اور بکریاں چراتے تھے بنی اسرائیل کے عابدوں اور عالموں نے اس سے انکار کیا۔ خدا نے داوٗد علیہ السلام کو وحی کی کہ ان معترضوں سے ایک لاٹھی لو اور ایک سلیمان سے لو اور دونوں کو ایک گھر میں رکھ اور قوم کی مہریں لگا دو۔ دوسرے روز دیکھو جس کی لاٹھی میں پتے لگے ہوں اور پھل بھی ہو وہی خلیفہ ہے۔ داوٗد علیہ السلام نے اس کی خبر قوم کی دی وہ راضی ہو گئے اور اس خدائی فیصلہ کو مان لیا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [2]

12/858 الکافی،۱/۴/۳۸۳/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ غَيْرُهُ عَنْ سَهْلٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ مَسْعَدَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : قَالَ أَبُو بَصِيرٍ دَخَلْتُ إِلَيْهِ وَ مَعِي غُلاَمٌ يَقُودُنِي خُمَاسِيٌّ لَمْ يَبْلُغْ فَقَالَ لِي كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا اِحْتَجَّ عَلَيْكُمْ بِمِثْلِ سِنِّهِ أَوْ قَالَ سَيَلِي عَلَيْكُمْ بِمِثْلِ سِنِّهِ.

(ترجمہ) ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو ایک پانچ سالہ لڑکا میری انگلی پکڑے ہوئے تھا جو بالغ نہ تھا۔ امامؑ نے فرمایا: کیا جواب ہوگا تمہارا جب لوگ تم پر اسی عمر کے متعلق حجت

[1] بحارالانوار: ۱۴/ ۸۱؛تفسیر الصافی: ۴/ ۶۰؛تفسیر البرہان: ۴/ ۲۰۴؛عوالم العلوم: ۲۳/ ۱۵۵؛تفسیر نورالثقلین: ۴/ ۷۵؛مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۷۸؛تفسیر کنزالدقائق: ۹/ ۵۳۹؛الجواہرالسنیہ: ۲۷۶؛مسندالامام الجوادؑ: ۱۱۰

[2] مراۃالعقول: ۴/ ۲۴۷

لائیں گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل اور مسعدہ دونوں امامی نہیں ہیں مگر دونوں ثقہ ہیں اور مصعب کامل الزیارات کا راوی ہے جو توثیق ہے (واللہ اعلم)

13/859 الکافی، ۱/۳۸۴/۵/۱ سهل عن علی بن مهزیار عن ابن بزیع قَالَ: سَأَلْتُهُ يَعْنِي أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ اَلْإِمَامِ فَقُلْتُ يَكُونُ اَلْإِمَامُ اِبْنَ أَقَلَّ مِنْ سَبْعِ سِنِينَ فَقَالَ نَعَمْ وَ أَقَلَّ مِنْ خَمْسِ سِنِينَ فَقَالَ سَهْلٌ فَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مَهْزِيَارَ بِهَذَا فِي سَنَةِ إِحْدَى وَ عِشْرِينَ وَ مِائَتَيْنِ.

(ترجمہ) ابن بزیع سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے امام کی عمر کے متعلق دریافت کیا امام سات برس سے بھی کم عمر کا ہوتا ہے آپؑ نے فرمایا: ہاں پانچ سال سے بھی کم امام ہوسکتا ہے۔ یہ روایت علی بن مہزیار نے ۲۲۱ھ میں کی۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے مگر امامی نہیں ہے (واللہ اعلم)

14/860 الکافی، ۱/۳۸۴/۶/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْخَيْرَانِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ وَاقِفاً بَيْنَ يَدَيْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِخُرَاسَانَ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ يَا سَيِّدِي إِنْ كَانَ كَوْنٌ فَإِلَى مَنْ قَالَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ اِبْنِي فَكَأَنَّ اَلْقَائِلَ اِسْتَصْغَرَ سِنَّ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بَعَثَ عِيسَى اِبْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ رَسُولاً نَبِيّاً صَاحِبَ شَرِيعَةٍ مُبْتَدَأَةٍ فِي أَصْغَرَ مِنَ اَلسِّنِّ اَلَّذِي فِيهِ أَبُو جَعْفَرٍ.

(ترجمہ) الخیرانی سے روایت ہے کہ میرے والد نے خراسان میں امام علیہ السلام سے عرض کیا اے میرے سردار اگر آپؑ کا

---

[1] اثبات الھداۃ: ۴/۱۳۶؛ بحار الانوار: ۲۵/۱۰۲؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۴۲۴؛ کشف الاستار: ۴/۱۶

[2] مراۃ العقول: ۴/۲۴۸

[3] بحار الانوار: ۲۵/۱۰۳؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۲۷۹؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۴۲۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/۵۰۳؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/۵۲۶

[4] مراۃ العقول: ۴/۲۴۸

انتقال ہوجائے تو ہمارا امام کون ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا: میرے بیٹے ابوجعفر علیہ السلام کی طرف رجوع کرنا۔ میرے والد آپؑ کی کم سنی پر اعتراض کرنے والے تھے کہ حضرتؑ نے فرمایا: جب خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کو رسول و نبی بنایا تو وہ میرے اس بیٹے ابوجعفر علیہ السلام کے سن سے بھی کم تھے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

15/861 الکافی،۱/۴۹۴/۱ الاثنان عن ابن أَسْبَاطٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ قَدْ خَرَجَ عَلَيَّ فَأَخَذْتُ اَلنَّظَرَ إِلَيْهِ وَ جَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَأْسِهِ وَ رِجْلَيْهِ لِأَصِفَ قَامَتَهُ لِأَصْحَابِنَا بِمِصْرَ فَبَيْنَا أَنَا كَذَلِكَ حَتَّى قَعَدَ فَقَالَ يَا عَلِيُّ إِنَّ اَللَّهَ اِحْتَجَّ فِي اَلْإِمَامَةِ بِمِثْلِ مَا اِحْتَجَّ بِهِ فِي اَلنُّبُوَّةِ فَقَالَ (وَ آتَيْنٰاهُ اَلْحُكْمَ صَبِيًّا) وَ لَمّٰا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَ بَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يُؤْتَى اَلْحِكْمَةَ وَ هُوَ صَبِيٌّ وَ يَجُوزُ أَنْ يُؤْتَاهَا وَ هُوَ اِبْنُ أَرْبَعِينَ سَنَةً.

(ترجمہ) علی بن اسباط سے روایت ہے کہ جب امام محمد تقی علیہ السلام میرے پاس آئے تو میں نے غور سے ان کے سراپا پر نظر ڈالی تاکہ میں مصر میں اپنے اصحاب سے آپؑ کے قدوقامت کو بیان کروں۔ حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا: اے علی خدا نے امامت میں بھی وہی حجت رکھی ہے جو نبوت میں ہے۔ خدا نے فرمایا ہم نے اس کو حکومت بچپن میں دے دی اور جب پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا۔ پس بچپن میں نبوت دینا جائز ہے جس طرح چالیس برس کے بعد۔ حضرتؑ کا مطلب یہ ہے کہ نبوت یا امامت کا انحصار کسی سن پر نہیں یحییٰ بچپن میں نبی ہوئے اور یوسف علیہ السلام چالیس سال بعد۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ ثابت ہے اور علی بن

---

[1] اعلام الوریٰ: ۲/ ۹۴؛ الارشاد: ۲/ ۲۷۹؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۳۷؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۵۳؛ بہجۃ النظر: ۱۱۸؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۸۴؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۱۷؛ بحارالانوار: ۱۴/ ۲۵۶؛ تفسیر کنزالدقائق: ۸/ ۲۱۹؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/ ۳۳۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۲۷۷؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۲۳؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/ ۱۶۷؛ الدمعۃ اکساکبہ: ۸/ ۲۰؛ مناقب الطاہرینؑ طبرسی: ۲/ ۸۰۲

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۷۸

[3] بصائرالدرجات: ۱/ ۲۳۸؛ الثاقب فی المناقب: ۵۱۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۹۹؛ الکافی: ۱/ ۴۹۴؛ الوافی: ۳/ ۸۲۷ ح ۱۴۳۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۹۰؛ تفسیر کنزالدقائق: ۱۲/ ۱۸۲؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۷۹ و ۱۵۵ و ۳۰۰؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۰۱؛ تفسیر نورالثقلین: ۵/ ۱۳؛ بحارالانوار: ۲۵/ ۱۰۰ و ۵۰/ ۲۰؛ تفسیر کنزالدقائق: ۸/ ۲۰۱؛ تفسیر نورالثقلین: ۳/ ۳۲۵؛ عقودالمرجان: ۴/ ۴۹۳

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۲۵۱

اسباط بھی ثقہ ہے مگر وہ فطحی المذہب ہے البتہ اس کا اس سے رجوع کرنا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس حدیث کی دوسری سند وہ ہے جو الصفار نے ذکر کی ہے اور وہ بھی موثق ہے (واللہ اعلم)

16/862 الکافی،۱/۱/۳۸۴/۸/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ حَسَّانَ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا سَيِّدِي إِنَّ اَلنَّاسَ يُنْكِرُونَ عَلَيْكَ حَدَاثَةَ سِنِّكَ فَقَالَ وَ مَا يُنْكِرُونَ مِنْ ذَلِكَ قَوْلَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ لَقَدْ قَالَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: (قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اَللّٰهِ عَلىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَ مَنِ اِتَّبَعَنِي) فَوَ اَللَّهِ مَا تَبِعَهُ إِلاَّ عَلِيٌّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ لَهُ تِسْعُ سِنِينَ وَ أَنَا اِبْنُ تِسْعِ سِنِينَ.

ترجمہ: علی بن حسان سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام سے عرض کیا کہ لوگ آپؑ کی کم سنی کی وجہ سے آپؑ کی اِمامت سے انکار کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: کیا وہ اس قول خدا سے انکار کرتے ہیں اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: تم لوگوں سے کہہ دو کہ میں اور میرا پیرو خدا کی بصیرت کے ساتھ بلاتے ہیں یہی میرا راستہ ہے۔ پس خدا کی قسم علی علیہ السلام نے نوسال کی عمر میں پیروی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی اور اب میں بھی نوسال کا ہوں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے اور جو سند تفسیر القمی میں ذکر ہوئی ہے وہ موثق ہے (واللہ اعلم)

17/863 الکافی،۱/۱/۳۲۱/۱۱/۱ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلاَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنَّ اِبْنِي فِي لِسَانِهِ ثِقْلٌ فَأَنَا أَبْعَثُ بِهِ إِلَيْكَ غَداً تَمْسَحُ عَلَى رَأْسِهِ وَ تَدْعُو لَهُ فَإِنَّهُ مَوْلاَكَ فَقَالَ هُوَ مَوْلَى أَبِي جَعْفَرٍ فَابْعَثْ بِهِ غَداً إِلَيْهِ.

ترجمہ: معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ میں نے سنا کہ ابراہیم بن اسماعیل نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بیٹے کی زبان میں لکنت ہے کل میں اُسے آپؑ کے پاس بھیجوں گا آپؑ اس کے سر پر ہاتھ پھیر دیں اور دعا کریں وہ آپؑ کا غلام ہے۔ آپؑ نے فرمایا: وہ ابوجعفر علیہ السلام کا غلام ہے کل انہی کے پاس بھیجنا۔ [3]

---

[1] تفسیر القمی: ۱/۳۵۸؛ عوالم العلوم: ۲۳/۱۵۵و ۱۷۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۴۷۶؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۲۷۸؛ بحارالانوار: ۳۶/۵۱؛ تفسیر البرہان: ۳/۲۱۴؛ تفسیر الصافی: ۳/۵۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/۳۹۷؛ الدر الثمین: ۲۷۲؛ اللوامع النورانیہ: ۲۹۸؛ مسند امام الجوادؑ: ۱۵۳؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۰۰

[2] مراۃ العقول: ۴/۲۵۲

[3] بحار الانوار: ۵۰/۳۶؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۲۹۵؛ عوالم العلوم: ۲۳/۷۶؛ اثبات الھداۃ: ۴/۳۸۴؛ بہجۃ النظر: ۱۱۷؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۱۸؛ موسوعۃ الامام الجوادؑ: ۱/۱۲۹؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/۲۱۱؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/۲۶۷؛ موسوعہ اھل البیتؑ: ۶/۴۳

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد البصری ثقہ اور کامل الزیارات کا راوی ہے [2] اور محمد بن جمہور بھی ثقہ ہے اور تفسیر القمی و کامل الزیارات دونوں کا راوی ہے [3] (واللہ اعلم)

18/864 الکافی،۱/۳۲۲/۱۴/۱ علی عن أبیه و القاسانی جمیعا عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ يَحْيَى بْنِ اَلنُّعْمَانِ اَلصَّيْرَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ جَعْفَرٍ يُحَدِّثُ اَلْحَسَنَ بْنَ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ فَقَالَ: وَ اَللَّهِ لَقَدْ نَصَرَ اَللَّهُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ اَلْحَسَنُ إِي وَ اَللَّهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ لَقَدْ بَغَى عَلَيْهِ إِخْوَتُهُ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ إِي وَ اَللَّهِ وَ نَحْنُ عُمُومَتُهُ بَغَيْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ اَلْحَسَنُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ صَنَعْتُمْ فَإِنِّي لَمْ أَحْضُرْكُمْ قَالَ قَالَ لَهُ إِخْوَتُهُ وَ نَحْنُ أَيْضاً مَا كَانَ فِينَا إِمَامٌ قَطُّ حَائِلَ اَللَّوْنِ فَقَالَ لَهُمُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ هُوَ اِبْنِي قَالُوا فَإِنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَدْ قَضَى بِالْقَافَةِ فَبَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ اَلْقَافَةُ قَالَ اِبْعَثُوا أَنْتُمْ إِلَيْهِمْ فَأَمَّا أَنَا فَلاَ وَ لاَ تُعْلِمُوهُمْ لِمَا دَعَوْتُمُوهُمْ وَ لْتَكُونُوا فِي بُيُوتِكُمْ فَلَمَّا جَاءُوا أَقْعَدُونَا فِي اَلْبُسْتَانِ وَ اِصْطَفَّ عُمُومَتُهُ وَ إِخْوَتُهُ وَ أَخَوَاتُهُ وَ أَخَذُوا اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَلْبَسُوهُ جُبَّةَ صُوفٍ وَ قَلَنْسُوَةً مِنْهَا وَ وَضَعُوا عَلَى عُنُقِهِ مِسْحَاةً وَ قَالُوا لَهُ اُدْخُلِ اَلْبُسْتَانَ كَأَنَّكَ تَعْمَلُ فِيهِ ثُمَّ جَاءُوا بِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالُوا أَلْحِقُوا هَذَا اَلْغُلاَمَ بِأَبِيهِ فَقَالُوا لَيْسَ لَهُ هَاهُنَا أَبٌ وَ لَكِنَّ هَذَا عَمُّ أَبِيهِ وَ هَذَا عَمُّ أَبِيهِ وَ هَذَا عَمُّهُ وَ هَذِهِ عَمَّتُهُ وَ إِنْ يَكُنْ لَهُ هَاهُنَا أَبٌ فَهُوَ صَاحِبُ اَلْبُسْتَانِ فَإِنَّ قَدَمَيْهِ وَ قَدَمَيْهِ وَاحِدَةٌ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالُوا هَذَا أَبُوهُ قَالَ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ فَقُمْتُ فَمَصَصْتُ رِيقَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ قُلْتُ لَهُ أَشْهَدُ أَنَّكَ إِمَامِي عِنْدَ اَللَّهِ فَبَكَى اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ثُمَّ قَالَ يَا عَمِّ أَ لَمْ تَسْمَعْ أَبِي وَ هُوَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِأَبِي اِبْنُ خِيَرَةِ اَلْإِمَاءِ اِبْنُ اَلنُّوبِيَّةِ اَلطَّيِّبَةِ اَلْفَمِ اَلْمُنْتَجَبَةِ اَلرَّحِمِ وَيْلَهُمْ لَعَنَ اَللَّهُ اَلْأُعَيْبِسَ وَ ذُرِّيَّتَهُ صَاحِبَ اَلْفِتْنَةِ وَ يَقْتُلُهُمْ سِنِينَ وَ شُهُوراً وَ أَيَّاماً

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۳۷۷

[2] المفید من معجم رجال الحدیث: ۶۱۳

[3] ایضاً: ۵۱۰

يَسُومُهُمْ خَسْفاً وَيَسْقِيهِمْ كَأْساً مُصَبَّرَةً وَهُوَ اَلطَّرِيدُ اَلشَّرِيدُ اَلْمَوْتُورُ بِأَبِيهِ وَجَدِّهِ صَاحِبُ اَلْغَيْبَةِ يُقَالُ مَاتَ أَوْ هَلَكَ أَيَّ وَادٍ سَلَكَ أَفَيَكُونُ هَذَا يَا عَمِّ إِلاَّ مِنِّي فَقُلْتُ صَدَقْتَ جُعِلْتُ فِدَاكَ.

(ترجمہ) نعمان الصیر فی سے روایت ہے کہ میں نے علی بن جعفر سے سنا جو حسن بن الحسین بن علی علیہ السلام بن الحسین علیہ السلام سے بیان کر رہے تھے ۔آپؑ نے فرمایا: خدا نے امام رضا علیہ السلام کی مدد کی ۔انھوں کہا خدا کی قسم ہم ان کے چچا ہیں ۔ہم نے بھی ان پر زیادتی کی ۔حسن نے کہا میں آپؑ پر فدا ہوں یہ کیسے آپ لوگوں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کیونکہ میں تو وہاں موجود نہ تھا۔انھوں نے کہا امام رضا علیہ السلام کے بھائیوں نے اور ہم نے بھی کہا کہ ہم میں سے کوئی امام گہرے گندمی رنگ والا نہیں ہوا(ان کی مراد تھی کہ امام محمد تقی علیہ السلام آپؑ سے مشابہت نہیں رکھتے)۔امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ (امام محمد تقی علیہ السلام) میرا بیٹا ہے۔انھوں نے کہا زید بن حارثہ کے بارے میں رسول اللہ نے قیافہ شناسوں کے ذریعہ فیصلہ کیا تھا پس ہمارے اور تمہارے درمیان بھی قیافہ سے فیصلہ ہو جائے ۔حضرتؑ نے فرمایا: تم ان کو بلا لو مجھے تو ان کے بلانے کی ضرورت نہیں اور وہ تمہارے درمیان بھی قیافہ سے فیصلہ ہو جائے ۔حضرتؑ نے فرمایا: تم ان کو بلا لو مجھے تو ان کے بلانے کی ضرورت نہیں اور وہ تمہارے ہی گھروں میں آئیں جب وہ آئے تو انھوں نے ہم کو باغ میں بٹھایا اور امام رضا علیہ السلام کے چچا بھائی اور بہنیں سب وہاں جمع ہوئے اور انھوں نے امام رضا علیہ السلام کو اونی جبہ پہنچایا اور ان کی ٹوپی سر پر رکھی اور گردن پر بیلچہ رکھا (کاشتکاروں اور دہقانوں کے سے لباس میں آپؑ کو نمایاں کیا۔)

اور کہا آپؑ باغ میں اس طرح داخل ہوں گویا آپؑ اس کے مالی ہیں اور قیافہ شناسوں سے کہا بتاؤ اس لڑکے کا باپ کون ہے۔انھوں نے کہا ان میں سے اس کا کوئی باپ نہیں ہے بلکہ یہ اس کے باپ کا چچا ہے اور یہ اس کا چچا ہے اور یہ اس کا چچا ہے اور یہ اس کا ماموں ہے البتہ وہ باغ میں جو مالی نظر آ رہا ہے وہ اس کا باپ ہے۔ان دونوں کے قدم ایک جیسے ہیں۔پس امام رضا علیہ السلام چلنے لگے تو انھوں نے کہا کہ یہ اس کے باپ ہیں۔علی بن جعفر نے کہا میں اُٹھا اور میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کے منہ اور ہاتھوں کو چوما اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ خدا کی طرف سے میرے امام ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے گریہ فرمایا اور کہا اے چچا کیا امت نے میرے باپ کو کہتے نہیں سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بہترین کنیز کا فرزند آئیگا وہ اس کنیز نوبیہ کا فرزند ہوگا جس کے منہ سے خوشبو آتی ہوگی اور اس کی ماں کے رحم کا انتخاب کیا اور اس پر خدا کی لعنت ہو ان عباسیوں پر اور ان کی ذریعت پر جو فتنہ کو ہوا دیتے ہیں۔وہ (امام

عصر) کو قتل کریں گے ان کے چند برس چند ماہ اور چند دن رہ گئے ہیں پھر ان کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ در بدر ہوں گے اور ان کے باپ دادا قتل ہونگے۔ اے چچا ایسا بچہ میرے علاوہ کسی اور کا ہوسکتا ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں یہ آپ نے سچ فرمایا ہے۔ [1]

بیان:

﴿الحائل المتغير اللون يعني ما كان فينا إمام ليس على لون آبائه كأن لون أبي جعفر ع كان مائلا إلى السواد إذ كانت أمه حبشية فأنكروا أن يكون ابنا لأبيه و القافة جمع القائف و هو الذي يعرف الآثار و الأشباه و يحكم بالنسب يأتي ابن خيرة الإماء يعني به المهدي صاحب زماننا ص كأنه انتسبه إلى جدته أم أبي جعفر الثاني ع لأن أمه بلا واسطة كانت بنت قيصر و لم تكن بنوبية و النوبية طائفة من الحبشة يقال امرأة منجبة و منجاب تلد النجباء ويلهم يعني ويل بني عباس كما يدل عليه ما بعده و الأعيبس مصغر الأعبس و هو كناية عن العباس لاشتراكهما في معنى كثرة العبوس أو هو من باب القلب و المستتر في تقتلهم بالتاء الفوقانية للذرية و البارز للنجباء الذين منهم ابن خيرة الإماء أعني من يلده من الآباء أو المستتر لابن خيرة الإماء و البارز للذرية فيكون بالياء التحتانية و يكون إشارة إلى ما سيقع بعد ظهوره ع على ما ورد به الأخبار و سيأتي بعضها إن شاء الله تعالى سنين و شهورا و أياما أي في مدد متقاربة يسومهم خسفا يكلفهم نقيصة أو ذهابا في الأرض و بالجملة كناية عن الإبادة و الإهلاك مصبرة مهلكة و هو الطريد يعني ابن خيرة الإماء هو المطرود و الشريد عطف بيان للطريد الموتور بأبيه و جده المجعول وترا يتيما بلا أب و جد صاحب الغيبة أي الغيبة الطويلة المعهودة التي يقال له فيها أين هو أ مات أو هلك﴾

''الحائل'' رنگوں کا مختلف ہونا، یعنی ہم میں وہ امام ہے جو اپنے آباؤ اجداد کے رنگوں پر نہیں ہے گویا کہ امام ابو جعفرؑ کا رنگ کہ وہ گندمی رنگ کی طرف مائل تھے اس وجہ سے کہ ان کی والدہ محترمہ حبشہ سے تھیں۔ پس لوگوں نے انکار کیا کہ وہ اپنے والد کا بیٹا نہیں۔ ''الفانہ'' یہ جمع ہے ''قائف'' کی اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو آثار کو جانتا ہے اور نسب پر حکم لگاتا ہے۔ ''یأتی ابن خیرۃ الاماء'' تمام کنیزوں میں سے افضل ترین کنیز کا فرزند آیا، اس سے مراد جناب امام مہدیؑ ہیں جو ہمارے زمانے کے امام ہیں۔ گویا کہ وہ منسوب میں اپنی جدّہ جناب امام ابوجعفر

[1] مسائل علی بن جعفرؑ ومستدرکاتہا: ۳۲۱؛ عوالم العلوم: ۲۳ / ۱۳ و ۷۵؛ بہجۃ النظر: ۱۱۸ / مدینۃ المعاجز: ۷ / ۲۶۱؛ اعلام الوریٰ: ۲ / ۹۲؛ کشف الغمہ: ۲ / ۳۵۱؛ الارشاد: ۲ / ۲۷۵؛ بحارالانوار: ۵۰ / ۲۱؛ مسند الامام الجوادؑ: ۲۱؛ مطع انوار حسینی طہرانی: ۹ / ۳۸۵؛ الاربعون: حدیثاً: ۱۶ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵ / ۴۴۹؛ المستجاد: ۲۲۵

الثانیؑ کی والدہ محترمہ ہیں تک کیونکہ ان کی والدہ بلاواسطہ قیصر کی بیٹی تھیں۔ وہ نوبیہ نہیں تھیں اس لیے کہ نوبیہ حبشہ کا ایک خاندان ہے، ان کو کہا گیا ہے منجبہ خاتون اور منجاب نے بخیوں کو جنا۔''ویلمہ ''یعنی ویل ہو بنوعباس پر جیسا کہ اس پر دلالت کرتا ہے وہ جو اس کے بعد ہے۔''الا عیبس ''یہ تصغیر ہے''الاعبس '' کی اور یہ کنایہ ہے عباس سے تاکہ وہ دونوں عبوس کے بہت سارے معانی میں مشترک ہو جائیں یا یہ باب القلب سے اور وہ چھپا ہوا ہے تقتلھم میں ذریت کے لیے اور وہ بارز ہے ان بخیبوں کے لیے جن میں سے ابن خیرۃ الاحاء میں میری مراد وہ ہیں جو اپنے آباؤ اجداد سے متولد ہونے یا پھر ابن خیرۃ الاحاء کے لیے چھپی ہوتی ہے اور ذریت کے لیے بارز ہے اور یہ اشارہ ہوگا اس کی طرف جو عنقریب امامؑ کے ظہور کے بعد واقع ہوگا جیسا کہ اس کے بارے میں اخبار وارد ہوتی ہیں اور انشاءاللہ ان میں سے بعض کا تذکرہ آگے ہوگا۔

''سنین وشھورًا وایّامًا'' برسوں، مہینوں اور دنوں، یعنی قریبی مدت میں۔''یسومھم خسفا'' ان کو ذلت کی طرف کھینچیں گے یعنی ان کو عیب گیری کی تکلیف دیں گے یا وہ زمین میں جائیں گے اور اس جملہ کے ساتھ ہلاکت سے کنایہ ہے۔''مصبرہ'' ہلاک کرنے والی۔''ھو الطرید'' یعنی ابن خیرۃ الاماء اور وہ مطرود ہے۔ ''والشرید'' یہ الطرید کے لیے عطف بیان ہے۔''الموتور بابیہ وجدّہ'' وہ دور رہیں گے اپنے والد اور دادا سے یعنی ان کو باپ اور دادا کے بغیر یتیم قرار دیا جائے گا۔''صاحب الغیبۃ'' یعنی طویل غیبت جس میں کہا جائے گا کہ وہ کہاں ہیں یا وہ شہید ہو گئے یا قتل کر دیئے گئے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] یا پھر بعید نہیں ہے کہ حدیث حسن ہو [2] اور میرے نزدیک حدیث زکریا کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

19/865 الکافی،۱/۳۲۲/۱۲/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ اَلنَّهْدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَلاَّدٍ اَلصَّيْقَلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَالِساً بِالْمَدِينَةِ وَ كُنْتُ أَقَمْتُ عِنْدَهُ سَنَتَيْنِ أَكْتُبُ عَنْهُ مَا يَسْمَعُ مِنْ أَخِيهِ يَعْنِي أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلْمَسْجِدَ مَسْجِدَ اَلرَّسُولِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَوَثَبَ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ بِلاَ حِذَاءٍ وَ لاَ رِدَاءٍ فَقَبَّلَ يَدَهُ وَ عَظَّمَهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ

[1] مراۃ العقول:۳/۳۸۲

[2] الآراء الفقہیہ:۳/۵۳

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَا عَمِّ اِجْلِسْ رَحِمَكَ اَللَّهُ فَقَالَ يَا سَيِّدِي كَيْفَ أَجْلِسُ وَ أَنْتَ قَائِمٌ فَلَمَّا رَجَعَ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ إِلَى مَجْلِسِهِ جَعَلَ أَصْحَابُهُ يُوَبِّخُونَهُ وَ يَقُولُونَ أَنْتَ عَمُّ أَبِيهِ وَ أَنْتَ تَفْعَلُ بِهِ هَذَا اَلْفِعْلَ فَقَالَ اُسْكُتُوا إِذَا كَانَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ لَمْ يُؤَهِّلْ هَذِهِ اَلشَّيْبَةَ وَ أَهَّلَ هَذَا اَلْفَتَى وَ وَضَعَهُ حَيْثُ وَضَعَهُ أُنْكِرُ فَضْلَهُ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِمَّا تَقُولُونَ بَلْ أَنَا لَهُ عَبْدٌ .

(ترجمہ) حسن بن عمار سے روایت ہے کہ میں علی بن جعفر بن محمد علیہ السلام کے پاس مدینہ میں بیٹھا تھا اور میں ان کے پاس دو سال سے قیام کئے ہوئے تھا جو کچھ وہ اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا ہوا بیان کرتے تھے میں اس کو لکھتا جاتا تھا۔ ناگاہ امام محمد تقی علیہ السلام مسجد رسول میں تشریف لائے، پس علی بن جعفر آئے تو ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور تعظیم کی۔ امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا: اے چچا بیٹھئے اللہ آپ پر رحم کرے۔ انہوں نے عرض کیا اے میرے سردار میں کیسے بیٹھوں، جبکہ آپؑ کھڑے ہیں۔ جب علی بن جعفر اپنے مقام پر آئے تو ان کے دوستوں نے یہ کہہ کر جھڑکا کہ وہ آپ کے باپ کے چچا ہیں آپ اُن کے ساتھ ایسا بزرگوں کا سا برتاؤ کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا چپ ہو جاؤ۔ اتنا کہہ کر اپنی داڑھی کو پکڑا میری یہ سفید ڈاڑھی قابلِ عظمت ہو اور یہ جوان نہ ہو۔ میں اس کو قابل عظمت جانتا ہوں خدا نے انھیں جس مقام پر رکھا ہے۔ میں ان کی فضیلت کا کیسے انکار کروں جو کچھ تم کہتے ہو میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں میں تو ان کا غلام ہوں۔ [۱]

بیان:

﴿و قبض علی لحیته معترضة﴾
انہوں نے اپنی داڑھی کو پکڑا معترض ہونے کی حالت میں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور اسے ضعیف بھی کہا گیا ہے [۲] اور میرے نزدیک بھی حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] بحار الانوار: ۴۷/۲۶۶ و ۵۰/۳۶؛ الاستبصار: ۴/۳۴۰؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۲۸۱؛ عوالم العلوم: ۲۳/۵۵۰؛ بہجۃ النظر: ۱۱۸؛ منتہی الآمال: ۲/۲۵۸؛ موسوعہ الامام الجوادؑ: ۱/۴۲۰

[۲] مراۃ العقول: ۳/۳۷۸

۱۴۱۔باب الإشارة و النص علی أبی الحسن الثالث علیہ السلام

باب: امام ابوالحسن الثالث (علی نقی) علیہ السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/866 الكافی ،۱/۱/۳۲۳/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنَ اَلْمَدِينَةِ إِلَى بَغْدَادَ فِي اَلدَّفْعَةِ اَلْأُولَى مِنْ خَرْجَتَيْهِ قُلْتُ لَهُ عِنْدَ خُرُوجِهِ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكَ فِي هَذَا اَلْوَجْهِ فَإِلَى مَنِ اَلْأَمْرُ بَعْدَكَ فَكَرَّ بِوَجْهِهِ إِلَيَّ ضَاحِكاً وَ قَالَ لَيْسَ اَلْغَيْبَةُ حَيْثُ ظَنَنْتَ فِي هَذِهِ اَلسَّنَةِ فَلَمَّا أُخْرِجَ بِهِ اَلثَّانِيَةَ إِلَى اَلْمُعْتَصِمِ صِرْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَنْتَ خَارِجٌ فَإِلَى مَنْ هَذَا اَلْأَمْرُ مِنْ بَعْدِكَ فَبَكَى حَتَّى اِخْضَلَّتْ لِحْيَتُهُ ثُمَّ اِلْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ عِنْدَ هَذِهِ يُخَافُ عَلَيَّ اَلْأَمْرُ مِنْ بَعْدِي إِلَى اِبْنِي عَلِيٍّ.

(ترجمہ) اسماعیل بن مہران سے روایت ہے کہ جب پہلی بار حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بغداد جانے لگے تو میں نے چلتے وقت عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں میں اس پیش آنے والی صورت حال سے ڈر رہا ہوں لہٰذا یہ بتایئے کہ آپؑ کے بعد کون امام ہوگا۔ پس آپ علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اس سال میرا جانا وہاں نہیں ہے جو تم نے گمان کیا ہے (یعنی اس سفر میں میری وفات نہ ہوگی کیونکہ اس مرتبہ مامون نے میری دامادی کے لئے بلایا تھا) جب آپؑ دوسری بار معتصم کے بلانے پر جانے لگے تو میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ میں آپؑ فدا ہوں آپؑ جا رہے ہیں یہ تو فرمایئے آپؑ کے بعد کون امام ہوگا۔ یہ سُن کر آپؑ اتنا روئے کہ ریش مبارک تر ہوگئی پھر مجھ سے فرمایا: اس مرتبہ خوف کی صورت ہے پس میرے بعد میرے بیٹے علی علیہ السلام امام ہیں۔ [1]

بیان:

﴿هذا الوجه أی هذه الجهة فكر بوجهه عطف حيث ظننت يعنی إلی محل الموت و الهلاك اخضلت بلت﴾

''هذا الوجه'' یہ وجہ یعنی یہ جہت۔ ''فكرّ بوجهة'' یہ عطف ہے۔ ''حيث ظننت'' جہاں تو نے گمان کیا یعنی موت اور ہلاکت کی طرف۔ ''اخضلّت'' تر ہوگئی۔

---

[1] اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۱۱؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۹۴ و ۵۹۷؛ بہجۃ النظر: ۱۲۴؛ بحارالانوار: ۵۰/ ۱۱۸؛ الارشاد: ۲/ ۲۹۸؛ روضۃ الواعظین: ۱/ ۲۴۴؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۱۱؛ اثبات الھداۃ: ۴/ ۳۹۰؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۷۶؛ المناقب: ۴/ ۴۰۸؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۱۶۸ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۱۰۸؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/ ۲۷۸

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [۱] یا پھر حدیث صحیح ہے [۲] اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

2/867 الکافی،١/٣٢٣/٢/١ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْخَيْرَانِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ يَلْزَمُ بَابَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لِلْخِدْمَةِ اَلَّتِي كَانَ وُكِّلَ بِهَا وَ كَانَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى يَجِيءُ فِي اَلسَّحَرِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لِيَعْرِفَ خَبَرَ عِلَّةِ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ اَلرَّسُولُ اَلَّذِي يَخْتَلِفُ بَيْنَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ بَيْنَ أَبِي إِذَا حَضَرَ قَامَ أَحْمَدُ وَ خَلاَ بِهِ أَبِي فَخَرَجْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَ قَامَ أَحْمَدُ عَنِ اَلْمَجْلِسِ وَ خَلاَ أَبِي بِالرَّسُولِ وَ اِسْتَدَارَ أَحْمَدُ فَوَقَفَ حَيْثُ يَسْمَعُ اَلْكَلاَمَ فَقَالَ اَلرَّسُولُ لِأَبِي إِنَّ مَوْلاَكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ اَلسَّلاَمَ وَ يَقُولُ لَكَ إِنِّي مَاضٍ وَ اَلْأَمْرُ صَائِرٌ إِلَى اِبْنِي عَلِيٍّ وَ لَهُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي مَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ بَعْدَ أَبِي ثُمَّ مَضَى اَلرَّسُولُ وَ رَجَعَ أَحْمَدُ إِلَى مَوْضِعِهِ وَ قَالَ لِأَبِي مَا اَلَّذِي قَدْ قَالَ لَكَ قَالَ خَيْراً قَالَ قَدْ سَمِعْتُ مَا قَالَ فَلِمَ تَكْتُمُهُ وَ أَعَادَ مَا سَمِعَ فَقَالَ لَهُ أَبِي قَدْ حَرَّمَ اَللَّهُ عَلَيْكَ مَا فَعَلْتَ لِأَنَّ اَللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ (وَ لاٰ تَجَسَّسُوا) فَاحْفَظِ اَلشَّهَادَةَ لَعَلَّنَا نَحْتَاجُ إِلَيْهَا يَوْماً مَا وَ إِيَّاكَ أَنْ تُظْهِرَهَا إِلَى وَقْتِهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبِي كَتَبَ نُسْخَةَ اَلرِّسَالَةِ فِي عَشْرِ رِقَاعٍ وَ خَتَمَهَا وَ دَفَعَهَا إِلَى عَشَرَةٍ مِنْ وُجُوهِ اَلْعِصَابَةِ وَ قَالَ إِنْ حَدَثَ بِي حَدَثُ اَلْمَوْتِ قَبْلَ أَنْ أُطَالِبَكُمْ بِهَا فَافْتَحُوهَا وَ أَعْلِمُوا بِمَا فِيهَا فَلَمَّا مَضَى أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ ذَكَرَ أَبِي أَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ مِنْ مَنْزِلِهِ حَتَّى قَطَعَ عَلَى يَدَيْهِ نَحْوٌ مِنْ أَرْبَعِمِائَةِ إِنْسَانٍ وَ اِجْتَمَعَ رُؤَسَاءُ اَلْعِصَابَةِ عِنْدَ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفَرَجِ يَتَفَاوَضُونَ هَذَا اَلْأَمْرَ فَكَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْفَرَجِ إِلَى أَبِي يُعْلِمُهُ بِاجْتِمَاعِهِمْ عِنْدَهُ وَ أَنَّهُ لَوْ لاَ مَخَافَةُ اَلشُّهْرَةِ لَصَارَ مَعَهُمْ إِلَيْهِ وَ يَسْأَلُهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَرَكِبَ أَبِي وَ صَارَ إِلَيْهِ فَوَجَدَ اَلْقَوْمَ مُجْتَمِعِينَ عِنْدَهُ فَقَالُوا لِأَبِي مَا تَقُولُ فِي هَذَا اَلْأَمْرِ فَقَالَ أَبِي لِمَنْ عِنْدَهُ اَلرِّقَاعُ أَحْضِرُوا اَلرِّقَاعَ فَأَحْضَرُوهَا فَقَالَ لَهُمْ هَذَا مَا أُمِرْتُ بِهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ كُنَّا نُحِبُّ أَنْ يَكُونَ مَعَكَ فِي هَذَا اَلْأَمْرِ شَاهِدٌ آخَرُ فَقَالَ لَهُمْ قَدْ أَتَاكُمُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِ هَذَا أَبُو جَعْفَرٍ اَلْأَشْعَرِيُّ يَشْهَدُ لِي بِسَمَاعِ هَذِهِ اَلرِّسَالَةِ وَ سَأَلَهُ أَنْ يَشْهَدَ بِمَا عِنْدَهُ

[۱] مراۃ العقول:۳/ ۳۸۳

[۲] منہاج الصالحین وحید:١/ ٤٤٥؛ النجوم الزاهرة:٩:١٧٩؛ الصراط المستقیم:٢/ ١٦٨

فَأَنْكَرَ أَحْمَدُ أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْ هَذَا شَيْئاً فَدَعَاهُ أَبِي إِلَى الْمُبَاهَلَةِ فَقَالَ لَمَّا حَقَّقَ عَلَيْهِ قَالَ قَدْ سَمِعْتُ ذَلِكَ وَ هَذَا مَكْرُمَةٌ كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ تَكُونَ لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ لَا لِرَجُلٍ مِنَ الْعَجَمِ فَلَمْ يَبْرَحِ الْقَوْمُ حَتَّى قَالُوا بِالْحَقِّ جَمِيعاً.

وَ فِي نُسْخَةِ الصَّفْوَانِيِّ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْكُوفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ الْوَاسِطِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَحْمَدَ بْنَ أَبِي خَالِدٍ مَوْلَى أَبِي جَعْفَرٍ يَحْكِي أَنَّهُ أَشْهَدَهُ عَلَى هَذِهِ الْوَصِيَّةِ الْمَنْسُوخَةِ: شَهِدَ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ مَوْلَى أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَشْهَدَهُ أَنَّهُ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ ابْنِهِ بِنَفْسِهِ وَ أَخَوَاتِهِ وَ جَعَلَ أَمْرَ مُوسَى إِذَا بَلَغَ إِلَيْهِ وَ جَعَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُسَاوِرِ قَائِماً عَلَى تَرِكَتِهِ مِنَ الضِّيَاعِ وَ الْأَمْوَالِ وَ النَّفَقَاتِ وَ الرَّقِيقِ وَ غَيْرِ ذَلِكَ إِلَى أَنْ يَبْلُغَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ صَيَّرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُسَاوِرِ ذَلِكَ الْيَوْمَ إِلَيْهِ يَقُومُ بِأَمْرِ نَفْسِهِ وَ أَخَوَاتِهِ وَ يُصَيِّرُ أَمْرَ مُوسَى إِلَيْهِ يَقُومُ لِنَفْسِهِ بَعْدَهُمَا عَلَى شَرْطِ أَبِيهِمَا فِي صَدَقَاتِهِ الَّتِي تَصَدَّقَ بِهَا وَ ذَلِكَ يَوْمَ الْأَحَدِ لِثَلَاثِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ عِشْرِينَ وَ مِائَتَيْنِ وَ كَتَبَ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ شَهَادَتَهُ بِخَطِّهِ وَ شَهِدَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ الْجَوَّانِيُّ عَلَى مِثْلِ شَهَادَةِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ فِي صَدْرِ هَذَا الْكِتَابِ وَ كَتَبَ شَهَادَتَهُ بِيَدِهِ.

(ترجمہ) خیرانی نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ وہ امام علی نقی علیہ السلام کا خادم تھا اور احمد بن محمد ہر رات کو آتا تھا تا کہ امام علی نقی علیہ السلام کی بیماری کا حال معلوم کرے۔ جب وہ شخص جو امام کے اور میرے باپ کے درمیان پیغام رساں تھا آیا تو احمد اُٹھ گیا اور میرے باپ نے اس سے تنہائی میں گفتگو کی ایک رات میں گھر سے نکلا تو احمد مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا اور میرے باپ نے قاصد امام سے خلوت کی احمد نے چکر لگایا اور ایسی جگہ چھپ کر کھڑا ہوا تا کہ بات چیت کو سُنے قاصد نے میرے باپ سے کہا آپ کے مولا نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا میں دُنیا سے جانے والا ہوں اور امرِ امامت میرے فرزند علی علیہ السلام کی طرف منتقل ہونے والا ہے اس کی اطاعت تم پر اس طرح فرض ہے جس طرح میرے باپ کے بعد میری اطاعت تم پر فرض تھی۔ قاصد یہ کہہ کر چلا گیا اور احمد اپنی جگہ پر آیا اور میرے باپ سے کہنے لگا تم سے اور اس سے کیا بات چیت ہوئی۔ انھوں نے کہا اچھی بات چیت ہوئی۔ اس نے

کہا میں نے سن لیا ہے پس تم مجھ سے کیوں چھپاتے ہو اور جو سنا تھا بیان کر دیا۔ میرے باپ نے کہا تم نے فعل حرام کیا۔ خدا فرماتا ہے احوال المسلمین کا تجسس نہ کرو۔ پس اس گواہی کو محفوظ رکھو، شاید کہ ہم کسی دن اس کی طرف محتاج ہوں اور تم پر لازم ہے کہ جب وقت آئے تو اس کو ظاہر کر دینا۔ جب صبح ہوئی تو میرے باپ نے دس پرچوں پر ایک پیغام لکھا اور وہ پرچے قوم کے سربرآوردہ لوگوں کے حوالے کر کے کہا کہ اس سے پہلے کہ میں تم کو بلاؤں۔ اگر میری موت واقع ہو جائے تو اسکو کھولنا اور جو اس میں ہے اس پر عمل کرنا۔ جب امام محمد تقی علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو میرے باپ نے بیان کیا کہ جنازہ ابھی گھر سے نہ نکلنے پایا تھا کہ تقریباً چار سو آدمیوں نے آپؑ کی امامت کا اقرار کیا۔ قوم کے روسا محمد بن اَلفَرَ ج کے یہاں جمع ہوئے اور امرِ امامت کے متعلق گفتگو کرنے لگے، محمد بن الفرح نے میرے باپ کو اس اجتماع کی خبر دی اور لکھا ہے کہ اگر شہرت کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو لے کر آتا۔ لہٰذا آپ آیئے میرے باپ سوار ہر کر ان کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں قوم جمع تھی انھوں نے میرے باپ سے کہا اس معاملے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ میرے باپ نے کہا میرے رقعوں کو لاؤ۔ وہ لے آئے۔ ان سے کہا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے بعض لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ اس امر کا کوئی گواہ بھی ہو۔ انھوں نے کہا یہ ابوجعفر اشعری اس پیغام کا گواہ ہے جو مجھے امام محمد تقی علیہ السلام سے پہنچا تھا۔ اور انھوں نے اس سے گواہی دینے کو کہا۔ احمد نے انکار کر دیا میرے باپ نے اُس کو مباہلہ کی دعوت دی۔ انھوں نے جب معاملہ کی صورت پائی تو کہا میں نے اس پیغام کو سُنا ہے میں چاہتا ہوں امام عرب ہو عجم نہ ہو پس ان سب لوگوں نے اقرار حق کر لیا۔

احمد بن ابی خالد غلام امام محمد تقی علیہ السلام نے بیان کیا کہ اس نے وصیت مکتوبہ کی گواہی دی۔

ابوجعفر بن علی بن موسیٰ بن جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام نے اس بات کی گواہی دی کہ وصیت کی امام محمد تقی علیہ السلام نے اپنے فرزند علی اور ان کی بہنوں کے متعلق اور امر موسیٰ کو ان کے بلوغ تک تابع بنایا اور عبداللہ بن مساور کو متولی بنایا زمینوں اور اموال اور نفقات و غلام و کنیزوں کا جب تک امام علی نقی علیہ السلام بالغ ہوں (ان کی عمر اس وقت چھ یا آٹھ سال کی تھی) عبداللہ بن مساور اس دن سے وکیل امام ہوئے امام علی نقی اور ان کی بہنوں کے معاملات کے اور امرِ موسیٰ متعلق ہوا امام علی نقی علیہ السلام سے بعد بلوغ جبکہ حاجت وکیل نہ رہے صدقات وغیرہ میں وہ بالغ ہوں امام علی نقی علیہ السلام کے۔ یہ واقعہ روز یک شنبہ ۳ ذی الحجہ ۲۲۰ھ کا ہے۔ احمد بن خالد نہ اپنے قلم سے گواہی لکھی اور اس کے گواہ ہیں حسن بن محمد عبداللہ بن الحسن بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام جو جوان ہی مشہور ہیں ان کی گواہی احمد بن ابی خالد کی گواہی کی طرف اس تحریر کے صدر میں تھی

انھوں نے اپنی گواہی اپنے ہاتھ سے لکھی اور نصر خادم نے اپنی گواہی اپنے ہاتھ سے لکھی۔ [1]

بیان:

﴿حتى قطع على يديه يعني حتى جزم بمعرفة الإمام بعد أبي جعفر ع بسببه و بإخباره عنه يتفاوضون هذا الأمر يتكلمون فيه يقال فوض إليه الأمر إذا رده إليه و جعله الحاكم فيه و المفاوضة المساواة و المشاركة مفاعلة من التفويض كان كل واحد منهما رد ما عنده إلى صاحبه ليحكم فيه و مفاوضة العلماء أن يلقى أحدهم صاحبه فأخذ ما عنده و أعطاه ما عند نفسه و هذه مكرمة يعني تعريف الإمام و هداية الناس إليه و دلالتهم عليه مكرمة شريفة المنسوخة المكتوبة أمر موسى يعني ابنه الملقب بالمبرقع المدفون بقم إليه يعني إلى موسى صير يعني فإذا بلغ علي بن محمد صير و لعله سقط من قلم النساخ أو كان فصير فسقط الفاء و يصير أمر موسى إليه يعني إلى موسى و يشبه أن يكون قد سقط هنا شيء﴾

''حتى قطع على يديه'' یہاں تک کہ انہوں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو قطع کیا یعنی یہاں تک کہ انہوں نے امام ابوجعفرؑ کے بعد امامؑ کی معرفت کو پختہ کیا ان کے سبب سے اور ان سے مروی اخبار کے ذریعہ ''یتفاوضون هذا الامر'' وہ اس امر کے متعلق بات کرنے لگے۔ یعنی وہ اس کے بارے میں گفتگو کرنے لگے کہا گیا کہ انہوں نے اس امر کو تفویض کیا جب انہوں نے اس کو ان کی طرف پلٹایا اور ان کو اس میں حاکم قرار دیا۔ ''وهذه مكرمة'' یعنی امام کی تعریف اور اس کی طرف لوگوں کی ہدایت اور ان کا اس پر عزت اور شرافت کے ساتھ دلالت کرنا۔ ''المنسوخة'' یعنی مکتوبۃ۔ ''امر موسىٰ'' یعنی ان کا فرزند جن کا لقب مبرقع ہے اور جو قم میں مدفون ہیں یعنی موسیٰ کی طرف۔ ''صير'' یعنی پس جب امام علیؑ ابن امام محمدؑ پہنچے تو وہ ہو گئے اور شاید کاتب کے قلم سے یہ ساقط ہو گیا یا پھر فصیّہ سے فاء کو گرا دیا گیا۔ ''ويصير امر موسىٰ اليه'' اور یہ امر موسیٰ کی طرف ہو گیا یعنی موسیٰ کی طرف اور اشتباہ کیا گیا ہے کہ یہاں پر کوئی شئی ساقط کی گئی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

[1] بحارالانوار: ۵۰/ ۱۱۹ و ۱۲۱؛ مدینۃ المعاجز: ۷/ ۳۱۲ ۳۱۴؛ بہجۃ النظر: ۱۲۴ و ۱۲۶؛ عوالم العلوم: ۲۳/ ۵۹۸ و ۵۵۴ و ۶۰۰؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۱۱؛ کشف الغمہ: ۲/ ۳۷۷؛ الارشاد: ۲/ ۲۹۸

[2] مراۃ العقول: ۳/ ۳۸۵ و ۳۸۶

۴۲۔ باب الإشارة و النص علی أبی محمد علیہ السلام

باب: امام ابومحمد (حسن عسکری) علیہ السلام کی امامت پر اشارہ اور نص

1/868 الکافی ،۱/۱/۳۲۵/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ اَلنَّهْدِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَسَارٍ اَلْقَنْبَرِيِّ قَالَ: أَوْصَى أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى اِبْنِهِ اَلْحَسَنِ قَبْلَ مُضِيِّهِ بِأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَ أَشْهَدَنِي عَلَى ذَلِكَ وَ جَمَاعَةً مِنَ اَلْمَوَالِي.

ترجمہ: یحییٰ بن یسار روایت کرتا ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسن عسکری علیہ السلام کو اپنی وفات سے چار ماہ قبل وصی بنایا اور مجھے اور اپنے غلاموں کو گواہ بنایا۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور اسے ضعیف بھی کہا گیا ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن یا معتبر ہے کیونکہ یحییٰ القنبری کی توصیف اسی حدیث سے ثابت ہے کیونکہ امامؑ نے اس کو گواہ بنایا ہے (واللہ اعلم)

2/869 الکافی ،۱/۲/۳۲۵/۱ عنه عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْكُوفِيِّ عَنْ بَشَّارِ بْنِ أَحْمَدَ اَلْبَصْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ اَلنَّوْفَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي صَحْنِ دَارِهِ فَمَرَّ بِنَا مُحَمَّدٌ اِبْنُهُ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا صَاحِبُنَا بَعْدَكَ فَقَالَ لاَ صَاحِبُكُمْ بَعْدِيَ اَلْحَسَنُ.

ترجمہ: عمر النوفلی سے روایت ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کے گھر کے صحن میں آپؑ کے پاس تھا کہ آپؑ کے فرزند محمد آئے میں نے عرض کیا کیا آپؑ کے بعد یہی امام ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ میرا بیٹا حسن علیہ السلام امام ہوگا۔ [۳]

بیان:

﴿محمد ابنه هو أبو جعفر ولده الأكبر الذی كان مترقبا للإمامة صالحا لها مرجوا عند أصحابه﴾

---

[۱] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۰۷ ح ۱۶۶ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور): اثبات الھداۃ: ۳/۳۹۱؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۰۴؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۵۰۵؛ المستجاد: ۵۱۶؛ الارشاد: ۲/ ۳۱۴؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۳۶؛ البجۃ النظر: ۱۲۸؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۲۴۶؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۱۶۹؛ موسوعہ الامام الھادیؑ: ۳/ ۴۰۲؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/ ۲۴۵؛ مسند الامام العسکریؑ: ۱۶

[۲] مراۃ العقول: ۳/ ۳۸۷

[۳] الارشاد: ۲/ ۳۱۴؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۰۴؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۳۳؛ بہجۃ النظر: ۱۲۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۳؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۲۴۳؛ مسند الامام العسکریؑ: ۱۶/ المستجاد: ۲۴۴؛ فی رحاب العقیدۃ: ۳/ ۲۸۲

''محمد ابنه'' محمد ان کا فرزند، یعنی ابوجعفر جوان کا بڑا فرزند ہے جو امامت کے زیادہ قریب ہے اور صالح ہے اور ان کے اصحاب کے نزدیک بھی اہلیت رکھتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

3/870 الکافی ،۱/۳/۳۲۶/۱ عَنْهُ عَنْ بَشَّارِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْأَصْفَهَانِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : صَاحِبُكُمْ بَعْدِيَ اَلَّذِي يُصَلِّي عَلَيَّ قَالَ وَلَمْ نَعْرِفْ أَبَا مُحَمَّدٍ قَبْلَ ذَلِكَ قَالَ فَخَرَجَ أَبُو مُحَمَّدٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ.

(ترجمہ) محمد اصفہانی سے روایت ہے امام نقی علیہ السلام نے فرمایا: میرے بعد تمہارا امام وہ ہوگا جو میری نماز جنازہ پڑھائے گا اور ہم اس سے پہلے ابومحمدؑ کو جانتے بھی نہ تھے۔ پس امام علی نقی علیہ السلام کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام نکلے اور نماز جنازہ پڑھائی۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]

4/871 الکافی،۱/۴/۳۲۶/۱ عَنْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كُنْتُ حَاضِراً أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْنُهُ مُحَمَّدٌ فَقَالَ لِلْحَسَنِ يَا بُنَيَّ أَحْدِثْ لِلَّهِ شُكْراً فَقَدْ أَحْدَثَ فِيكَ أَمْراً.

(ترجمہ) علی بن جعفر سے روایت ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کے پاس موجود تھا جس دن ان کے فرزند محمد نے وفات پائی آپؑ نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے فرمایا: خدا کا شکر کرو کہ اس نے تیرے امر امامت کو ثابت کر دیا۔ [4]

---

[1] مراۃ العقول:۳/۳۸۸

[2] اعلام الوریٰ: ۲/۱۳۳؛ الارشاد: ۲/۳۱۵؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۴۳؛ کشف الغمہ: ۲/۴۰۵؛ بہجۃ النظر: ۱۲۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/۳؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۴۷؛ المناقب: ۴/۴۲۲؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۹؛ موسوعہ الامام الہادیؑ: ۲/۱۵۲؛ مسند الامام العسکریؑ: ۱۶؛ فی رحاب العقیدہ:۳/۲۸۳

[3] مراۃ العقول:۳/۳۸۸

[4] اثبات الھداۃ: ۵/۷؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۷۰؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۴۵؛ کشف الغمہ: ۲/۴۰۵؛ الارشاد: ۲/۳۱۷؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۳۴؛ بہجۃ النظر: ۱۲۹؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۲۴۵

بیان:

﴿یعنی جعلك الله إماما للناس بموت أخيك قبلك بدا الله فيك بعده﴾
یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے بھائی کی موت کی وجہ سے آپ کو لوگوں کا امام قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کے بعد آپؑ کے بارے میں بدا ہوا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ جعفر بن محمد الکوفی تفسیر القمی کا راوی ہے جو توثیق ہے اور موسیٰ بن جعفر بن وحب کامل الزیارات کا راوی ہے جو اس کی توثیق ہے (واللہ اعلم)

5/872 الكافى، ۱/۵/۳۲۶/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مَرْوَانَ اَلْأَنْبَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ حَاضِراً عِنْدَ مُضِيِّ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَجَاءَ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَوُضِعَ لَهُ كُرْسِيٌّ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَ حَوْلَهُ أَهْلُ بَيْتِهِ وَ أَبُو مُحَمَّدٍ قَائِمٌ فِي نَاحِيَةٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ أَمْرِ أَبِي جَعْفَرٍ اِلْتَفَتَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ أَحْدِثْ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى شُكْراً فَقَدْ أَحْدَثَ فِيكَ أَمْراً .

(ترجمہ) مروان الانباری سے روایت ہے کہ جب ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام کا انتقال ہوا تو امام علی نقی علیہ السلام تشریف لائے آپؑ کے لئے کرسی لائے گئی آپؑ اس پر بیٹھے اور آپ کے گرد آپؑ کے خاندان والے جمع تھے اور امام حسن عسکری علیہ السلام ایک طرف کھڑے تھے۔ جب ابوجعفر کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو امام حسن عسکری علیہ السلام سے فرمایا: بیٹا خدا کا شکر کرو کہ اس نے آپ کی امامت کو مستحکم اور مضبوط کر دیا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے اور احمد بن محمد الانباری تفسیر القمی کا راوی ہے جو اس کے ثقہ ہونے کی گواہی ہے [4] (واللہ اعلم)

---

[1] مراۃ العقول: ۳/۳۸۸

[2] بصائر الدرجات: ۱/ ۴۷۲؛ الارشاد: ۲/ ۳۱۶؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۱۳۴؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۰۵؛ بحار الانوار: ۵۰/ ۲۴۰؛ بہجۃ النظر: ۱۲۹؛ مسند الامام العسکریؑ: ۱۷؛ مناقب الطاہرینؑ طبرسی: ۲/ ۸۴۹

[3] مراۃ العقول: ۳/۳۸۹

[4] المفید من معجم رجال الحدیث: ۴۳

6/873 الکافی،۱/۸/۳۲۶/۱ محمد وَ غَيْرُهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ مِنْهُمُ ٱلْحَسَنُ بْنُ ٱلْحَسَنِ ٱلْأَفْطَسُ: أَنَّهُمْ حَضَرُوا يَوْمَ تُوُفِّيَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بَابَ أَبِي ٱلْحَسَنِ يُعَزُّونَهُ وَ قَدْ بُسِطَ لَهُ فِي صَحْنِ دَارِهِ وَ ٱلنَّاسُ جُلُوسٌ حَوْلَهُ فَقَالُوا قَدَّرْنَا أَنْ يَكُونَ حَوْلَهُ مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ وَ بَنِي هَاشِمٍ وَ قُرَيْشٍ مِائَةٌ وَ خَمْسُونَ رَجُلاً سِوَى مَوَالِيهِ وَ سَائِرِ ٱلنَّاسِ إِذْ نَظَرَ إِلَى ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَدْ جَاءَ مَشْقُوقَ ٱلْجَيْبِ حَتَّى قَامَ عَنْ يَمِينِهِ وَ نَحْنُ لاَ نَعْرِفُهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ أَبُو ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ بَعْدَ سَاعَةٍ فَقَالَ يَا بُنَيَّ أَحْدِثْ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ شُكْراً فَقَدْ أَحْدَثَ فِيكَ أَمْراً فَبَكَى ٱلْفَتَى وَ حَمِدَ ٱللَّهَ وَ ٱسْتَرْجَعَ وَ قَالَ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ وَ أَنَا أَسْأَلُ ٱللَّهَ تَمَامَ نِعَمِهِ لَنَا فِيكَ وَ إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيلَ هَذَا ٱلْحَسَنُ ٱبْنُهُ وَ قَدَّرْنَا لَهُ فِي ذَلِكَ ٱلْوَقْتِ عِشْرِينَ سَنَةً أَوْ أَرْجَحَ فَيَوْمَئِذٍ عَرَفْنَاهُ وَ عَلِمْنَا أَنَّهُ قَدْ أَشَارَ إِلَيْهِ بِٱلْإِمَامَةِ وَ أَقَامَهُ مَقَامَهُ.

(ترجمہ) سعد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک جماعت بنی ہاشم نے ان میں حسن بن حسن الافطس بھی تھے یہ سب روز وفات محمد علیہ السلام (پسر علی بن محمد) امام حسن عسکری علیہ السلام کے دروازہ پر حاظر ہوئے بغرض تعزیت آپ کے گھر کے صحن میں تھے اور آپ کے گرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو آلِ ابوطالب، نبی ہاشم اور قریش سے تھے جن کی تعداد ایک سو پچاس تھی سوائے غلاموں اور دوسرے لوگوں کے آپؑ نے حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام (نقی) کو دیکھا ان کا گریبان پھٹا ہوا ہے وہ داہنی طرف آ کر کھڑے ہو گئے۔ ہم ان کو نہ پہچانتے تھے ایک گھڑی بعد امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا اللہ کا شکر کرو کہ اس نے تمہارے لئے امرِ امامت کو قرار دیا۔ وہ جوان (امام حسن عسکری علیہ السلام) رونے لگا اور کہا رب العالمین خدا کے لئے حمد ہے اور میں سوال کرتا ہوں خدا سے کہ آپؑ کی برکت سے اپنی نعمتیں ہم پر تمام کرے اور پھر انّا اللہ وانا الیہ راجعون کہا۔ ہم نے اس جوان کے متعلق سوال کیا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت کے فرزند حسن علیہ السلام ہیں۔ اس وقت ان کی عمر ۲۰ سال یا کچھ زائد تھی۔ اس دن ہم نے پہچانا اور یہ سمجھا کہ حضرتؑ کا یہ ارشاد امامت اور اپنا قائم مقام بتانے کی طرف تھا۔[1]

[1] الارشاد: ۲/۳۱۷؛ کشف الغمہ: ۲/۴۰۵؛ اثبات الهداة: ۵/۵؛ بہجۃ النظر: ۱۲۹؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۳۵؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۴۵؛ المناقب: ۴/۴۲۳؛ المستجاد: ۲۴۵؛ الامعۃ الساکبہ: ۸/۲۴۶؛ منتہی الآمال: ۲/۶۳۸

بیان:

﴿فی إرشاد الشیخ المفید رہ بعد التحمید و إیاہ أسأل تمام النعمة علینا و إنا لله و إنا إلیه راجعون﴾
کتاب ارشاد شیخ مفید میں ہے کہ تحمید کے بعد انہی کے بارے میں ہم پر نعمتوں کا اتمام ہوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالصحیح ہے [1] اور شیخ محسنی نے بھی اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے [2]

7/874 الکافی ،۱/۳۲۷/۱۰/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَعْدَ مَا مَضَى اِبْنُهُ أَبُو جَعْفَرٍ وَ إِنِّي لَأُفَكِّرُ فِي نَفْسِي أُرِيدُ أَنْ أَقُولَ كَأَنَّهُمَا أَعْنِي أَبَا جَعْفَرٍ وَ أَبَا مُحَمَّدٍ فِي هَذَا اَلْوَقْتِ كَأَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى وَ إِسْمَاعِيلَ اِبْنَيْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ إِنَّ قِصَّتَهُمَا كَقِصَّتِهِمَا إِذْ كَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ اَلْمُرْجَى بَعْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو اَلْحَسَنِ قَبْلَ أَنْ أَنْطِقَ فَقَالَ نَعَمْ يَا أَبَا هَاشِمٍ بَدَا لِلَّهِ فِي أَبِي مُحَمَّدٍ بَعْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا لَمْ يَكُنْ يُعْرَفُ لَهُ كَمَا بَدَا لَهُ فِي مُوسَى بَعْدَ مُضِيِّ إِسْمَاعِيلَ مَا كَشَفَ بِهِ عَنْ حَالِهِ وَ هُوَ كَمَا حَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ وَ إِنْ كَرِهَ اَلْمُبْطِلُونَ وَ أَبُو مُحَمَّدٍ اِبْنِي اَلْخَلَفُ مِنْ بَعْدِي عِنْدَهُ عِلْمُ مَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ وَ مَعَهُ آلَةُ اَلْإِمَامَةِ.

(ترجمہ) ابو ہاشم الجعفری سے روایت ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند ابوجعفر کی وفات کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے دل میں یہ خیال آیا کے ابوجعفر اور امام حسن عسکری علیہ السلام کا واقعہ اس وقت بالکل ویسا ہی جیسا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور اسماعیل اور فرزندان امام جعفر صادق علیہ السلام کا تھا اور جو قصہ خوردی بزرگی کا وہاں تھا وہی یہاں ہے کیونکہ ابوجعفر کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام امام ہوئے۔ پھر امام علی نقی علیہ السلام، قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں مجھ سے فرمانے لگے اے ابو ہاشم، خدا نے ابوجعفر کے بعد اپنا حکم ظاہر کیا ابو محمد (حسن عسکری علیہ السلام) کے بارے میں جس کی معرفت لوگوں کو نہ تھی یہ ایسا ہی جیسا کہ اسماعیل کے مرنے کے بعد موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لیے ظاہر ہوا تھا۔ یہ ایسا ہی جیسا کہ میں نے تم سے بیان کیا۔ اگرچہ باطل پرست اس کو پسند نہ کریں۔ ابو محمد میرا بیٹا میرے بعد میرا جانشین ہے اس کے بعد وہ تمام علم جس کی طرف احتیاج ہوتی اور اس کے پاس

[1] مراۃ العقول:۳/۳۹۰

[2] معجم الاحادیث المعتبرہ:۲/۵۲۹/۸و۵۶۶

سامان امامت ہے۔ [۱]

بیان:

﴿و إن قصتهما كقصتهما أي في استقرار الإمامة في أحد الأخوين بعد مضي الآخر المرجا يعني المرجو للإمامة بدا الله أي نشأ له فيه أمر و قد مضى﴾

"وان قصتهما كقصتهما" بیشک ان دونوں کا قصّہ ان دونوں جیسا ہے۔یعنی ان دونوں بھائیوں میں دوسرے بھائی کے بعد ایک بھائی میں امامت کا قرار پانا۔

"المرجا" یعنی امامت کی صلاحیت کا ہونا۔"بدا اللہ" اللہ تعالیٰ کو بدا ہوا، یعنی اللہ تعالیٰ نے اس میں اس کا انشاء کیا اور بیشک اللہ تعالیٰ کے حق میں بدا کے معنی کی تحقیق ابواب معرفۃ مخلوقات و افعالہ تبارک وتعالیٰ کے باب البداء میں گزر چکی ہے جو پہلے جزا میں ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث اسحاق بن محمد النخعی کی وجہ سے ضعیف ہے (واللہ اعلم)

8/875 الكافي، ١/٩/٣٢٧/١ عنه عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ دَرْيَابَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي جَعْفَرٍ فَعَزَّيْتُهُ عَنْهُ وَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَالِسٌ فَبَكَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَدْ جَعَلَ فِيكَ خَلَفاً مِنْهُ فَاحْمَدِ اَللَّهَ .

(ترجمہ) یحییٰ بن دریاب سے روایت ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں ابوجعفر کی وفات کے بعد حاضر ہوا تاکہ تعزیت کروں۔امام حسن عسکری علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے وہ رونے لگے، آپؑ نے فرمایا: خدا نے ان کے بعد تم کو امام قرار دیا۔پس شکر خدا کرو کہ اشتباہ کی صورت باقی نہ رہی۔ [۳]

---

[۱] الارشاد: ۲/۳۱۸؛ اثبات الهداة: ۴/۴۱۹؛ کشف الغمہ: ۲/۴۰۶؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۹؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۲۱؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۴۱؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۴۳ ح ۸۴؛ حلیۃ الابرار: ۲/۵۰۷؛ بہجۃ النظر: ۱۳۰؛ فی رحاب العقیدہ: ۳/۲۸۲

[۲] مراۃ العقول: ۳/۳۹۱

[۳] الارشاد: ۲/۳۱۸؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۴۶؛ روضۃ الواعظین: ۱/۲۴۷؛ کشف الغمہ: ۲/۴۰۶؛ اثبات الهداة: ۵/۴؛ بہجۃ النظر: ۱۳۰؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۲۴۷؛ مسند الامام العسکریؑ: ۱۸

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1] اور میرے نزدیک حدیث ضعیف بھی ہے (واللہ اعلم)

9/876 الکافی،۱/۱۱/۳۲۷/۱ عنه عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ دَرْيَابَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْفَهْفَكِيِّ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنِي أَنْصَحُ آلِ مُحَمَّدٍ غَرِيزَةً وَ أَوْثَقُهُمْ حُجَّةً وَ هُوَ الْأَكْبَرُ مِنْ وَلَدِيَ وَ هُوَ الْخَلَفُ وَ إِلَيْهِ يَنْتَهِي عُرَى الْإِمَامَةِ وَ أَحْكَامُهَا فَمَا كُنْتَ سَائِلِي فَسَلْهُ عَنْهُ فَعِنْدَهُ مَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ.

(ترجمہ) یحییٰ بن دریاب سے روایت ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے مجھے لکھا کہ ابومحمد میرا بیٹا ہے خالص تر ہے آل محمدؑ میں از روئے طبیعت مستحکم تر ہے۔ ان میں از روئے برہان وہ میری اولاد اکبر ہے میرا قائم مقام ہے۔ اس کی طرف منتہا ہوتی ہیں رسنہائے امامت یعنی جفرابیض وجفراحمر وغیرہ جانتا ہے اور جمیع مسائل کا علم اس کے پاس ہے پس جو تمہیں پوچھنا ہے اس سے پوچھو اس کو ہراس چیز کو علم ہے جس کی طرف احتیاج ہوتی ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث ضعیف بھی ہے (واللہ اعلم)

10/877 الکافی،۱/۱۲/۳۲۸/۱ عنه عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ شَاهَوَيْهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجَلاَّبِ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ فِي كِتَابٍ أَرَدْتَ أَنْ تَسْأَلَ عَنِ الْخَلَفِ بَعْدَ أَبِي جَعْفَرٍ وَ قَلِقْتَ لِذَلِكَ فَلاَ تَغْتَمَّ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ لاَ يُضِلُّ (قَوْماً بَعْدَ إِذْ هَدٰاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مٰا يَتَّقُونَ) وَ صَاحِبُكَ بَعْدِي أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنِي وَ عِنْدَهُ مَا تَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ يُقَدِّمُ مَا يَشَاءُ اللَّهُ وَ يُؤَخِّرُ مَا يَشَاءُ اللَّهُ (مٰا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهٰا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهٰا أَوْ مِثْلِهٰا) قَدْ كَتَبْتُ بِمَا فِيهِ بَيَانٌ وَ قِنَاعٌ لِذِي عَقْلٍ يَقْظَانَ.

(ترجمہ) عبداللہ الجلاب سے روایت ہے کہ مجھے امام علی نقی علیہ السلام نے ایک خط میں لکھا کہ تم پوچھنا چاہتے ہو کہ میرے بعد میرا جانشین کون ہے اور تم کو اس معاملہ میں اضطراب ہے پس تم غم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہدایت کے بعد

---

[1] مراۃ العقول:۳/۳۹۰

[2] الارشاد:۲/۳۱۹؛ الصراط المستقیم:۲/۱۷۰؛ اعلام الوریٰ:۲/۱۳۵؛ بحارالانوار:۵۰/۲۴۵؛ کشف الغمہ:۲/۴۰۶؛ اثبات الھداۃ:۵/۴؛ بہجۃ النظر:۱۳۱؛ المحجۃ البیضاء:۴/۳۲۱؛ فی رحاب العقیدہ:۳/۲۸۴؛ الدمعۃ الساکبہ:۸/۲۴۷

[3] مراۃ العقول:۳/۳۹۲

گمراہی میں نہیں چھوڑتا۔ یہاں تک کہ وہ ظاہر کر دیتا ہے اس چیز کو جس سے وہ صاحب تقویٰ ہوں تمہارا امام میرے بعد ابومحمد علیہ السلام میرا فرزند ہے اس کے پاس تمام باتوں کا علم ہے جن کی تمہیں احتیاج ہو وہ مقدم رکھتا ہے اس چیز کو جس چیز کو خدا چاہتا ہے اور موخر کرتا ہے اس چیز کو جسے اللہ موخر چاہے۔ خدا فرماتا ہے ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے اور نہ بھلاتے ہیں مگر یہ کہ اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس کی مثل لے آتے ہیں۔ میں نے جو کچھ لکھا ہے اس میں صاحبِ عقل بیدار کے لئے توضیح اور قناعت ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث ضعیف بھی ہے (واللہ اعلم)

11/878 الکافی، ۱/۳۲۶/۷/۱ عنه عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ ٱلْإِسْبَارِقِينِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَمْرٍو ٱلْعَطَّارِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ وَ أَبُو جَعْفَرٍ اِبْنُهُ فِي ٱلْأَحْيَاءِ وَ أَنَا أَظُنُّ أَنَّهُ هُوَ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَنْ أَخُصُّ مِنْ وُلْدِكَ فَقَالَ لاَ تَخُصُّوا أَحَداً حَتَّى يَخْرُجَ إِلَيْكُمْ أَمْرِي قَالَ فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ بَعْدُ فِيمَنْ يَكُونُ هَذَا ٱلْأَمْرُ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيَّ فِي ٱلْكَبِيرِ مِنْ وَلَدَيَّ قَالَ وَ كَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَكْبَرَ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ.

(ترجمہ) عمرو العطار سے روایت ہے کہ میں امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ اس وقت آپؑ کے فرزند ابوجعفر زندہ تھے۔ میرا گمان تھا کہ وہی امام ہوں گے۔ میں نے کہا میں آپؑ پر فدا ہوں امامت کے لئے آپ کی اولاد میں کون مخصوص ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جب تک میرا حکم نہ ہو کسی کو مخصوص نہ کرو۔ راوی کہتا ہے کچھ مدت بعد میں نے پھر آپؑ کو خط لکھا۔ آپ نے تحریر فرمایا: میری اولاد میں سب سے بڑا اور امام حسن عسکری علیہ السلام ابو جعفر علیہ السلام سے بڑے تھے۔ [3]

بیان:

﴿فی الأحیاء أی کان حیا أنه هو یعنی أنه الإمام بعده من أخص یعنی باعتقاد الإمامة فیه أکبر من جعفر﴾

---

[1] الارشاد: ۲/۳۱۹؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۶۹؛ کشف الغمہ: ۲/۴۰۶؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۲۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۳۵؛ اثبات الھداۃ: ۷/۴؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۴۲؛ بہجۃ النظر: ۱۳۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/۵۶۰؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۲۷۶؛ الثاقب فی المناقب: ۵۴۸؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۴۷۲ ح ۱۶۸؛ حلیۃ الابرار: ۲/۵۰۸؛ الدمعۃ الساکبہ: ۸/۱۱۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۱۱۵

[2] مراۃ العقول: ۳/۳۹۲

[3] الارشاد: ۲/۳۱۶؛ کشف الغمہ: ۲/۴۰۵؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۳۴؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۴۴؛ اثبات الھداۃ: ۵/۴؛ بہجۃ النظر: ۱۲۹

جعفر هذا هو المشهور بالكذاب﴾

''في الاحياء'' زندوں میں یعنی وہ زندہ ہے، بیشک وہ یعنی ان کے بعد امام ہیں۔ ''من اخصّ'' کون مخصوص ہے؟ یعنی امامت کے اعتقاد کے ساتھ۔ ''اکبر من جعفر'' جعفر سے بڑا، یہ وہ جعفر ہیں جو کذاب کے لقب سے مشہور ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۱] اور میرے نزدیک حدیث ضعیف بھی ہے (واللہ اعلم)

12/879 الكافی، ۱/۶/۳۲۶/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ اَلْقَلاَنِسِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنْ كَانَ كَوْنٌ وَ أَعُوذُ بِاللَّهِ فَإِلَى مَنْ قَالَ عَهْدِي إِلَى اَلْأَكْبَرِ مِنْ وَلَدِيَّ.

ترجمہ: علی بن مهزیار سے روایت ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے عرض کیا اگر آپؑ کا انتقال ہو جائے اور میں اس کہنے کی خدا سے پناہ مانگتا ہوں تو آپؑ کے بعد کون امام ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: میرے لڑکوں میں سے سب سے بڑا۔ [۲]

بیان:

﴿يأتي حديث آخر من هذا الباب في باب النهي عن الاسم إن شاء الله تعالى﴾

یہ حدیث ان ابواب میں سے باب ''النہی عن الاسم'' میں انشاءاللہ آئے گی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور اسے ضعیف بھی کہا گیا ہے [۳] اور میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] مراۃ العقول: ۳۸۹/۳

[۲] الارشاد: ۲/۳۱۶؛ اثبات الهداة: ۵/۳؛ بهجة النظر: ۱۲۹؛ کشف الغمہ: ۲/۴۰۵؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۴۴؛ روضة الواعظین: ۱/۲۴۷؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۳۴؛ المستجاد: ۲۴۵؛ فی رحاب العقیدہ: ۳/۲۸۳

[۳] مراۃ العقول: ۳۸۹/۳

۴۳۔باب الإشارة والنص علی صاحب الزمان علیہ السلام

باب: امام صاحب زمان علیہ السلام کی امامت پر اشارہ اورنص

1/880 الکافی،۱/۳۲۸/۲/۱ محمد عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَلاَلَتُكَ تَمْنَعُنِي مِنْ مَسْأَلَتِكَ فَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَسْأَلَكَ فَقَالَ سَلْ قُلْتُ يَا سَيِّدِي هَلْ لَكَ وَلَدٌ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ فَإِنْ حَدَثَ بِكَ حَدَثٌ فَأَيْنَ أَسْأَلُ عَنْهُ قَالَ بِالْمَدِينَةِ.

ترجمہ: ابوجعفر ہاشمی سے روایت ہے کہ آپؑ نے میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کی جلالت سوال کرنے سے مانع ہے اجازت دیجئے کہ میں آپؑ سے سوال کروں۔

آپؑ نے فرمایا: پوچھو۔ میں نے عرض کیا: کیا آپؑ کا کوئی فرزند ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا اگر آپؑ کا انتقال ہوجائے تو ہم کہاں سوال کریں؟

آپؑ نے فرمایا: مدینہ میں (ممکن ہے کہ مدینہ سے مراد شہر سامرا ہو یا آپؑ کے ظہور کی شہرت کی وجہ سے مدینہ فرمایا ہو)۔[۱]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[۲]

2/881 الکافی،۱/۳۲۹/۵/۱ الاثنان عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ قَالَ: خَرَجَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ حِينَ قُتِلَ اَلزُّبَيْرِيُّ لَعَنَهُ اَللَّهُ هَذَا جَزَاءُ مَنِ اِجْتَرَأَ عَلَى اَللَّهِ فِي أَوْلِيَائِهِ يَزْعُمُ أَنَّهُ يَقْتُلُنِي وَ لَيْسَ لِي عَقِبٌ فَكَيْفَ رَأَى قُدْرَةَ اَللَّهِ فِيهِ وَ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ سَمَّاهُ محمد فِي سَنَةِ سِتٍّ وَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ.

ترجمہ: محمد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے خبر دی جب زبیری (مقتدر عباسی) قتل کر دیا گیا کہ یہ سزا ہے اس کی جو اللہ سے گستاخی کرتا ہے اس کے اولیاء کے بارے میں۔ اس کا خیال تھا وہ مجھے قتل کرے گا اور یہ سمجھتا تھا کہ میرا کوئی فرزند نہیں۔ پس اس نے قدرت خدا کو کیسا دیکھا۔ حضرتؑ کے ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا

---

[۱] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۱۸ح ۱۹۹؛ بحارالانوار: ۵۱/۱۶۱؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۵۱؛ حلیۃ الابرار: ۲/۵۴۹؛ اثبات الھداۃ: ۳/۴۴۱؛ کشف الغمہ: ۲/۴۴۹؛ الارشاد: ۲/۳۴۸؛ المستجاد: ۵۲۷؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۷۱؛ تقریب المعارف: ۱۸۴؛ روضۃ الواعظین: ۲/۲۶۲؛ بہجۃ النظر: ۱۳۸

[۲] مراۃ العقول: ۴/۲؛ بررسی تطبیقی مہدویت اکبر نژاد: ۲۱۷

نام آپؑ نے محمدؑ رکھا۔ یہ ولادت ۲۵۶ ہجری میں ہوئی۔ [1]

بیان:

﴿خرج إلی یعنی توقیع و البارز فی فیه یرجع إلی الزبیری و ولد له من کلام الراوی﴾
''خرج إلیّ'' میری طرف خارج ہوتی۔ یعنی توقیع، اس میں ضمیر بارز ہے جو زبیری کی طرف لوٹ رہی ہے۔
''ولد له'' ان کا بیٹا، یہ راوی کا کلام ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث احمد بن محمد بن عبداللہ کی وجہ سے مجہول ہے اور معلیٰ ثقہ جلیل ہے اور اس حدیث کی جو سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ حسن یا صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/882 الکافی، ۱/۱/۳۲۸/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بِلاَلٍ قَالَ: خَرَجَ إِلَيَّ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ قَبْلَ مُضِيِّهِ بِسَنَتَيْنِ يُخْبِرُنِي بِالْخَلَفِ مِنْ بَعْدِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ مِنْ قَبْلِ مُضِيِّهِ بِثَلاَثَةِ أَيَّامٍ يُخْبِرُنِي بِالْخَلَفِ مِنْ بَعْدِهِ.

ترجمہ: علی بن بلال سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے دو سال قبل میرے پاس ان کے جانشین کے متعلق خبر آئی۔ پھر وفات سے تین دن پہلے خبر آئی اور بتایا گیا کہ ان کے بعد کون امام ہوگا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مختلف فیل ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن علی بن بلال سے ہمارے اصحاب نے اس وقت روایات لیں جب کہ وہ معتبر نہ ہوا تھا اور اس پر لعنت وارد نہ ہوئی تھی (واللہ اعلم)

4/883 الکافی، ۱/۳/۳۲۸/۱ عنه عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْكُوفِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْمَكْفُوفِ عَنْ عَمْرٍو اَلْأَهْوَازِيِّ قَالَ: أَرَانِي أَبُو مُحَمَّدٍ اِبْنَهُ وَقَالَ هَذَا صَاحِبُكُمْ مِنْ بَعْدِي.

---

[1] اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۳؛ کشف الغمہ: ۲ اثبات الھداۃ: ۵/ ۳۴۹ ۵۳؛ تقریب المعارف: ۴۲۶؛ بہجۃ النظر: ۱۳۸؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۴؛ کمال الدین: ۲/ ۴۳۰؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۵۱؛ الارشاد: ۲/ ۳۴۹؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۱۸ ح ۱۹۸؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۵۴۹؛ مکیال المکارم: ۱۸۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۲۸؛ العبقری الحسان: ۴/ ۷۴۹

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۳

[3] الارشاد: ۲/ ۳۴۸؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۵۰؛ تقریب المعارف: ۴۲۶؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۴۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۲؛ منتخب الانوار المضیہ: ۴۰؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۳۳۴؛ کمال الدین: ۲/ ۴۹۹

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۱

(ترجمہ) جعفر بن محمد الکوفی سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزند کو مجھے دکھلا کر کہا یہ میرے بعد تمہارا امام ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

5/884 الکافی، ۱/۳۲۹/۶/۱ عنه عَنِ اَلْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدٍ اِبْنَيْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ اَلْعَبْدِيِّ مِنْ عَبْدِ قَيْسٍ عَنْ ضَوْءِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْعِجْلِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ فَارِسَ سَمَّاهُ قَالَ: أَتَيْتُ سَامَرَّاءَ وَ لَزِمْتُ بَابَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَدَعَانِي فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْتُ فَقَالَ مَا اَلَّذِي أَقْدَمَكَ قَالَ قُلْتُ رَغْبَةٌ فِي خِدْمَتِكَ قَالَ فَقَالَ لِي فَالْزَمِ اَلْبَابَ قَالَ فَكُنْتُ فِي اَلدَّارِ مَعَ اَلْخَدَمِ ثُمَّ صِرْتُ أَشْتَرِي لَهُمُ اَلْحَوَائِجَ مِنَ اَلسُّوقِ وَ كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهِمْ مِنْ غَيْرِ إِذْنٍ إِذَا كَانَ فِي اَلدَّارِ رِجَالٌ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ يَوْماً وَ هُوَ فِي دَارِ اَلرِّجَالِ فَسَمِعْتُ حَرَكَةً فِي اَلْبَيْتِ فَنَادَانِي مَكَانَكَ لاَ تَبْرَحْ فَلَمْ أَجْسُرْ أَنْ أَدْخُلَ وَ لاَ أَخْرُجَ فَخَرَجَتْ عَلَيَّ جَارِيَةٌ مَعَهَا شَيْءٌ مُغَطًّى ثُمَّ نَادَانِي اُدْخُلْ فَدَخَلْتُ وَ نَادَى اَلْجَارِيَةَ فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهَا اِكْشِفِي عَمَّا مَعَكِ فَكَشَفَتْ عَنْ غُلاَمٍ أَبْيَضَ حَسَنِ اَلْوَجْهِ وَ كَشَفَ عَنْ بَطْنِهِ فَإِذَا شَعْرٌ نَابِتٌ مِنْ لَبَّتِهِ إِلَى سُرَّتِهِ أَخْضَرُ لَيْسَ بِأَسْوَدَ فَقَالَ هَذَا صَاحِبُكُمْ ثُمَّ أَمَرَهَا فَحَمَلَتْهُ فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى مَضَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

(ترجمہ) ضوء بن علی العجلی کی نے اہل فارس کے ایک مسمی شخص سے روایت کی ہے، اس کا بیان ہے کہ میں سامرہ آیا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے دروازہ پر حاضر ہوا۔ آپؑ نے مجھے بلایا۔ میں اندر داخل ہوا اور سلام کیا۔ آپؑ نے فرمایا: کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا: آپؑ کی خدمت کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: اچھا رہنے لگو۔ میں حضرتؑ کے خادموں کے ساتھ رہنے لگا اور بازار سے سودا سلف لانے لگا۔ میں بغیر اذن گھر کے اندر آتا جاتا تھا جبکہ مرد نہ ہوتا تھا۔ ایک روز میں اندر آیا اس وقت گھر میں مرد تھے تو میں نے گھر کے اندر ایک آواز

---

[1] الارشاد: ۲/۳۴۸؛ روضۃ الواعظین: ۲/۲۶۲؛ بہجۃ النظر: ۱۳۸؛ کشف الغمہ: ۲/۴۴۹؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۷۱؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۲۳ح ۲۰۳؛ کفایۃ الاثر: ۲۷۲؛ اثبات الھداۃ: ۵/۵۳و۱۰۰؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۵۲؛ تقریب المعارف: ۴۲۷؛ من ھوالمھدیؑ؟: ۳۷۶؛ منتخب الاثر: ۲/۴۳۳؛ فی رحاب العقیدہ: ۳/۲۸۹

[2] مراۃ العقول: ۴/۲

سنی، امامؑ نے مجھے پکار کر کہا۔ اپنی جگہ پر ٹھہرو، پس میں نے اندر داخل ہونے کی جسارت نہ کی اور باہر نہ نکلا۔ ناگاہ ایک کنیز نکلی۔ اس کے ساتھ کوئی شے لپٹی ہوئی پھر مجھے آواز دی کہ آ جاؤ میں اندر آیا۔ پھر کنیز کو پکارا۔ وہ آئی تو فرمایا جو تیرے پاس ہے اس پر سے پردہ ہٹا دے۔ اس نے ہٹایا تو میں نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا جس کے بال سینہ سے ناف تک سنہری تھے کالے نہ تھے حضرتؑ نے فرمایا یہ تمہارا امام ہے اس کے بعد کنیز کو بچے کو اٹھا لے جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد جب تک امام حسن عسکری علیہ السلام زندہ رہے میں نے پھر نہ دیکھا۔ [1]

بیان:

﴿اللبة موضع القلادة من الصدر أورد هذا الحديث في الكافي مرة أخرى في مولد الصاحب ع على اختلاف في بعض ألفاظه و ذكر الحسن مكان الحسين في ابني علي بن إبراهيم و زاد بعد لفظة إبراهيم في سنة تسع و سبعين و مائتين و زاد بعد قوله فدخلت عليه و سلمت قال يا أبا فلان كيف حالك ثم قال لي اقعد يا فلان ثم سألني عن جماعة من رجال و نساء من أهلي ثم قال لي ما الذي أقدمك ثم ساق الحديث و زاد في آخره فقال ضوء بن علي قلت للفارسي كم كنت تقدر له من السنين قال سنتين قال العبدي فقلت لضوء كم تقدر له أنت قال أربع عشرة قال أبو علي و أبو عبد الله و نحن نقدر له إحدى و عشرين سنة﴾

''اللبّہ'' سینے سے قلادہ پہننے کی جگہ، یہ حدیث کتاب الکافی میں دوسری مرتبہ امام زمانہؑ کی ولادت باسعادت کے بارے میں وارد ہوئی الفاظ کے مختلف ہونے کے ساتھ اور حسین فی ابنی علی بن ابراہیم کی جگہ پر حسن ذکر ہوا اور لفظ ابراہیم کے بعد سنہ تسع وسبعین ومائتین کا اضافہ ہوا۔ اوراس قول کے بعد اضافہ ہوا۔

پس میں اندر داخل ہوا اور میں نے سلام کیا تو امام نے فرمایا: اے ابا فلاں! تمہارا کیا حال ہے؟ پھر مجھے فرمایا: اے فلاں! بیٹھ جاؤ۔ پھر میں مردوں اور عورتوں کے ساتھ گھر میں رہنے لگا۔ پھر فرمایا: کیسے آئے ہو؟

اس کے آخر میں اضافہ ہوا۔:

فقال ضوء بن عليّ قلت للفارسي كم كنت تقدّر له من السنين قال سنتين قال العبدي فقلت لضوء كم تقدر له انت قال اربع عشرة قال ابو علي علیہ السلام وابو عبدالله ونحن نقدّر له احدى وعشرين سنة۔

ضوء بن علی کا بیان ہے کہ میں نے فارسی سے کہا: اس وقت اس (بچے) کا سن کیا تھا۔

[1] کمال الدین: ۲/ ۴۳۵؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۹۵۷؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۰۲ ح ۲۰۲؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۲۶؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۴۴۱؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۵۵۰؛ مدینۃ المعاجز: ۸/ ۷۰؛ تبصرۃ الولی: ۲۰/ تقریب المعارف: ۱۸۴؛ بھجۃ النظر: ۱۳۸؛ من ھو المھدیؑ؟: ۵۷۳؛ معجم احادیث الامام المھدیؑ: ۶/ ۳۶؛ الکافی: ۱/ ۵۱۴

اس نے کہا: دوسال۔

عبدی کہتے ہیں: میں نے ضوء بن علی سے پوچھا:

اس وقت ان کی عمر کیا ہوگی؟ اس نے کہا: چودہ سال ابوعلی اور ابوعبداللہ نے کہا کہ ہماری عمر اکیس سال کی ہوگی۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

6/885 الکافی، ۱/۴/۳۳۱/۱ عنه عَنْ حَمْدَانَ الْقَلاَنِسِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِلْعَمْرِيِّ قَدْ مَضَى أَبُو مُحَمَّدٍ فَقَالَ لِي قَدْ مَضَى وَلَكِنْ قَدْ خَلَّفَ فِيكُمْ مَنْ رَقَبَتُهُ مِثْلُ هَذِهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ.

(ترجمہ) حمدان القلانسی سے روایت ہے کہ میں نے وکیل امام حسن عسکری سے کہا کہ امام ابومحمد (حسن عسکری علیہ السلام) انتقال کر گئے۔ اس نے کہا ہاں۔ لیکن تم میں اپنا جانشین ان کو بنا گئے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ [2]

بیان:

﴿للعمری بفتح العين هو الشيخ أبو عمر و عثمان بن سعيد وكيل صاحب الزمان ص و قبل كان بوابا لأبيه و جده ثقة لهما رقبته أي قده و قامته﴾

''للعمری'' عین کی فتح کے ساتھ اور وہ شیخ ابوعمر وعثمان بن سعید ہیں جو امام زمانہؑ کے وکیل تھے۔ ''رقبتہ'' یعنی ان کا قد اور قامت۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور، مختلف فیل ہے کیونکہ حمدان القلانسی میں النجاشی اور الکشی نے اختلاف کیا ہے [3] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ حمدان کامل الزیارات کا راوی ہے اور یہ توثیق راجح ہے (واللہ اعلم)

7/886 الکافی، ۱/۲۵/۳۴۱/۱ العدة عن سعد عن النخعي قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ

---

[1] مراۃ العقول: ۴/۵

[2] الارشاد: ۲/۳۵۱؛ کشف الغمہ: ۲/۴۴۹؛ بحارالانوار: ۵۲/۶۰؛ اثبات الهداۃ: ۵/۵۳؛ بہجۃ النظر: ۱۳۸؛ من ھو المہدیؑ؟: ۵۰۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/۱۱۶

[3] مراۃ العقول: ۴/۲

إِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونَ صَاحِبَ هَذَا اَلْأَمْرِ وَ أَنْ يَسُوقَهُ اَللَّهُ إِلَيْكَ بِغَيْرِ سَيْفٍ فَقَدْ بُويِعَ لَكَ وَ ضُرِبَتِ اَلدَّرَاهِمُ بِاسْمِكَ فَقَالَ مَا مِنَّا أَحَدٌ اِخْتَلَفَتْ إِلَيْهِ اَلْكُتُبُ وَ أُشِيرَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ وَ سُئِلَ عَنِ اَلْمَسَائِلِ وَ حُمِلَتْ إِلَيْهِ اَلْأَمْوَالُ إِلاَّ اُغْتِيلَ أَوْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ حَتَّى يَبْعَثَ اَللَّهُ لِهَذَا اَلْأَمْرِ غُلاَماً مِنَّا خَفِيَّ اَلْوِلاَدَةِ وَ اَلْمَنْشَإِ غَيْرَ خَفِيٍّ فِي نَسَبِهِ.

ترجمہ: النخعی سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کیا میں اُمید کرتا ہوں کہ تم صاحب الامر ہو اور یہ امر امامت تمہارے پاس بغیر شمشیر زنی آیا ہے۔ آپؑ کی بیعت ولی عہدی بھی ہوگئی اور آپؑ کے نام کا سکّہ بھی بن گیا۔ آپؑ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی امام ایسا نہیں ہوا کہ جس سے مومنین نے خط و کتابت کی ہو، مسائل اس سے دریافت کئے گئے ہوں اور اموال اس کی طرف نہ گئے ہوں مگر یہ کہ اس کو زہر دیا گیا ہے یا اس کا اپنے فرش پر انتقال ہوا ہے یہاں تک کہ خدا اس امرِ امامت کے لئے ہم میں سے ایک مرد کو مبعوث کرے گا جس کی ولادت اور پرورش خفیہ طور سے ہوگی اور اس کا نسب غیر خفی ہوگا۔ [1]

بیان:

﴿الاغتيال الإهلاك و الأخذ من حيث لا يشعر﴾

''الاغتیال'' ہلاک کرنا، اس جگہ سے پکڑنا جس کا شعور نہ ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل کالصحیح ہے [2] اور شیخ محسنی نے اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے [3] اور میرے نزدیک اس سند میں بھی کوئی ارسال نہیں ہے اور اس حدیث کی دوسری سند جو شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ بھی صحیح ہے (واللہ اعلم)

8/887 الكافی،۱/۲۶/۳۴۲/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ غَيْرُهُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ مُوسَى بْنِ هِلاَلٍ اَلْكِنْدِيِّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ إِنَّ شِيعَتَكَ بِالْعِرَاقِ كَثِيرَةٌ وَ اَللَّهِ مَا فِي أَهْلِ بَيْتِكَ مِثْلُكَ فَكَيْفَ لاَ تَخْرُجُ قَالَ فَقَالَ يَا

[1] کمال الدین: ۲/ ۳۷۰؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۳۲۱ ح ۱۷۱ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ کشف الغمہ: ۳/ ۳۱۴؛ اثبات الھداۃ: ۳/ ۴۴۶ و ۴۷۷؛ بحارالانوار: ۵۱/ ۳۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۴/ ۱۵۵؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۴۰؛ تقریب المعارف: ۴۳۱؛ مسند الامام الرضاؑ: ۱/ ۲۲۲؛ العبقری الحسان: ۹/ ۲۷؛ منتخب الاثر: ۲/ ۲۹۲

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۵۷

[3] معجم الاحادیث المعتبرہ: ۲/ ۳۲۱

عَبۡدَ اَللّٰهِ بۡنَ عَطَاءٍ قَدۡ أَخَذۡتَ تَفۡرُشُ أُذُنَيۡكَ لِلنَّوۡكَى إِي وَ اَللّٰهِ مَا أَنَا بِصَاحِبِكُمۡ قَالَ قُلۡتُ لَهُ فَمَنۡ صَاحِبُنَا قَالَ اُنۡظُرُوا مَنۡ عَمِيَ عَلَى اَلنَّاسِ وِلاَدَتُهُ فَذَاكَ صَاحِبُكُمۡ إِنَّهُ لَيۡسَ مِنَّا أَحَدٌ يُشَارُ إِلَيۡهِ بِالۡإِصۡبَعِ وَ يُمۡضَغُ بِالۡأَلۡسُنِ إِلاَّ مَاتَ غَيۡظاً أَوۡ رَغِمَ أَنۡفُهُ.

(ترجمہ) عبداللہ بن عطاء سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا آپؑ کے شیعہ عراق میں بکثرت ہیں آپؑ کے خاندان میں آپ جیسا کوئی نہیں پھر آپؑ بنی اُمیہ پر خروج کیوں نہیں کرتے؟ آپؑ نے فرمایا: اے عبداللہ! بیوقوفوں کی بات پر کان لگاتے ہو خدا کی قسم میں تم لوگوں کا امام قائمؑ نہیں ہوں۔ میں نے عرض کیا پھر ہمارا امام قائمؑ کون ہے۔ آپؑ نے فرمایا: دیکھو جس کی ولادت لوگوں سے پوشیدہ رہے وہ تمہارا امام قائمؑ ہے۔ ہم میں سے کوئی امام ایسا نہ ہوگا جس کی طرف انگلی سے اشارہ کیا گیا ہو یا لوگوں کی زبان پر اس کا ذکر ہو مگر یہ کہ یا تو وہ شہید ہو جاتا ہے یا اس کی وفات ہو جاتی ہے۔ [1]

بیان:

﴿قد أخذت يعني شرعت النوكى الحمقى يعني تقبل أقوال الحمقى و لا تتدبر فيها و مما يناسب ذكره في هذا الباب ما رواه الشيخ الصدوق رحمه الله في كتاب إكمال الدين و إتمام النعمة بإسناده عن محمد بن معاوية بن حكيم و محمد بن أيوب بن نوح و محمد بن عثمان العمري رضي الله عنهم قالوا عرض علينا أبو محمد الحسن بن علي ص ابنه ع و نحن في منزله و كنا أربعين رجلا فقال هذا إمامكم من بعدي و خليفتي عليكم أطيعوه و لا تتفرقوا بعدي فتهلكوا في أديانكم أما إنكم لا ترونه بعد يومكم هذا قالوا فخرجنا من عنده فما مضت إلا أيام قلائل حتى مضى أبو محمد ص و بإسناده عن يعقوب بن منقوش قال دخلت على أبي محمد الحسن بن علي ص و هو جالس على دكان في الدار و عن يمينه بيت و عليه ستر مسبل۔ فقلت له يا سيدي من صاحب هذا الأمر فقال ارفع الستر فرفعته فخرج إلينا غلام خماسي له عشر أو ثمان أو نحو ذلك واضح الجبين أبيض الوجه دري المقلتين شثن الكفين معطوف الركبتين في خده الأيمن خال و في رأسه ذؤابة۔ فجلس على فخذ أبي محمد ص ثم قال لي هذا هو صاحبكم ثم وثب فقال له يا بني أدخل إلى الوقت المعلوم فدخل البيت و أنا أنظر إليه ثم قال لي يا يعقوب انظر من في البيت فدخلت فما رأيت أحدا و بإسناده عن أحمد بن إسحاق بن سعد الأشعري قال دخلت على أبي

[1] غیبت نعمانی (مترجم) ۳۱۹ ح ۱۶۹؛ کمال الدین: ۲/۳۲۵؛ رسائل المفید: ۴۰۰؛ تقریب المعارف: ۱۹۱؛ بحارالانوار: ۵۱/۱۳۸ و ۳۶؛ اثبات الھداۃ: ۵/۸۲؛ کشف الغمہ: ۲/۵۲۲؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۳۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۲۲۶؛ منتخب الاثر: ۲/۲۹۲؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/۴۸۹

محمد الحسن بن علی ص و أنا أريد أن أسأله عن الخلف من بعده فقال لی مبتدئا يا أحمد بن إسحاق إن الله تبارك و تعالى لم يخل الأرض منذ خلق آدم ع و لا يخليها إلى أن تقوم الساعة من حجة الله على خلقه به يدفع البلاء عن أهل الأرض و به ينزل الغيث و به يخرج بركات الأرض قال فقلت له يا ابن رسول الله فمن الإمام و الخليفة بعدك فنهض ص مسرعا فدخل البيت ثم خرج و على عاتقه غلام كان وجهه القمر ليلة البدر من أبناء ثلاث سنين فقال يا أحمد بن إسحاق لو لا كرامتك على الله عز و جل و على حججه ما عرضت عليك ابني هذا إنه سمي رسول الله ص و كنيّه الذي يملأ الأرض قسطا و عدلا كما ملئت ظلما و جورا۔ يا أحمد بن إسحاق مثله في هذه الأمة مثل الخضر ع و مثله مثل ذي القرنين و الله ليغيبن غيبة لا ينجو من الهلكة فيها إلا من ثبته الله عز و جل على القول بإمامته و وفقه للدعاء بتعجيل فرجه قال أحمد بن إسحاق فقلت له يا مولاي فهل من علامة يطمئن إليها قلبي فنطق الغلام ص۔ بلسان عربي فصيح فقال أنا بقية الله في أرضه و المنتقم من أعدائه۔ و لا تطلب أثرا بعد عين يا أحمد بن إسحاق قال أحمد بن إسحاق فخرجت مسرورا فرحا فلما كان من الغد عدت إليه فقلت يا ابن رسول الله لقد عظم سروري بما مننت على فما السنة الجارية فيه من الخضر و ذي القرنين قال طول الغيبة يا أحمد قلت يا بن رسول الله فإن غيبته لتطول قال إي و ربي حتى يرجع عن هذا الأمر أكثر القائلين به فلا يبقى إلا من أخذ الله عز و جل عهده لولايتنا و كتب في قلبه الإيمان و أيده بروح منه يا أحمد بن إسحاق هذا أمر من أمر الله و سر من سر الله و غيب من غيب الله فخذ ما آتيتك و اكتمه و كن من الشاكرين تكن معنا غدا في عليين و بإسناده عن أبي علي بن همام قال سمعت محمد بن عثمان العمري رضي الله عنه قال سمعت أبي يقول سئل أبو محمد الحسن بن علي ص و أنا عنده عن الخبر الذي روي عن آبائه ص أن الأرض لا تخلو من حجة لله على خلقه إلى يوم القيامة و أن من مات و لم يعرف إمام زمانه مات ميتة جاهلية فقال ص إن هذا حق كما أن النهار حق فقيل له يا ابن رسول الله فمن الحجة و الإمام بعدك فقال ابني م ح م د و هو الإمام و الحجة بعدي من مات و لم يعرفه مات ميتة جاهلية أما إن له غيبة يحار فيها الجاهلون۔ و يهلك فيها المبطلون و يكذب فيها الوقاتون ثم يخرج فكأني أنظر إلى الإعلام البيض تخفق فوق رأسه بنجف الكوفة﴾

''قد اخذت'' یعنی میں نے شروع کیا۔ ''النو کی ''الحمقیٰ یعنی الحمقیٰ کے اقوال کو قبول کیا گیا اور اس کے بارے میں غور وفکر نہ کرو اور یہاں مناسب ہے ان روایات کا ذکر کیا جائے جو شیخ صدوق نے اپنی کتاب ''اکمال الدین و اتمام النعمة ''میں روایت کی ہیں۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ محمد بن معاویہ بن حکیم اور محمد بن ایوب بن نوح اور محمد بن عثمان العمری سے روایت کی ہے اور یہ سب بیان کرتے ہیں کہ ہم چالیس افراد ایک ساتھ امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؑ نے اپنا فرزند ہمیں دکھایا اور ارشاد فرمایا: یہ میرے بعد تمھارا امامؑ اور تم پر میرا خلیفہ ہے لہٰذا تم اس کی اطاعت کرنا اور میرے بعد دین میں تفرقہ نہ ڈالنا ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے اور آج کے بعد تم اس کو نہ دیکھو گے۔

ان لوگوں کا بیان ہے کہ اس ملاقات کے چند دنوں کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام کا انتقال ہو گیا۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ یعقوب بن منقوش سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتا ہیں کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، آپؑ کے دائیں طرف ایک کمرہ تھا جس (کے دروازے) پر پردہ پڑا ہوا تھا، میں نے عرض کیا: اے میرے سیّد و سردارؑ! صاحب الامر کون ہیں؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: پردہ اٹھاؤ۔

میں نے پردہ اٹھایا تو اندر سے ایک آٹھ یا دس سال کے قریب کا ایک خوبصورت ترین لڑکا نکلا جو روشن پیشانی سفید رو، چھوٹے بھرے بھرے ہاتھ اور مضبوط گھٹنوں والا تھا، اس کے دائیں رخسار پر تل اور سر پر لمبے بال تھے، پس وہ امام حسن عسکریؑ کے زانو پر بیٹھ گیا، پس آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہ تمھارے صاحب الامر ہیں۔

اس کے بعد آپؑ نے صاحب الامر سے فرمایا: بیٹا! وقتِ معلوم تک کے لیے لوٹ جاؤ۔

پس وہ صاحب الامر کمرے میں تشریف لے گئے۔

اس کے بعد آپؑ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے یعقوب! کمرے کے اندر جا کر دیکھو کہ کون ہے؟

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے جب اندر جا کر دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ احمد بن اسحاق بن سعد الاشعری سے روایت نکل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام حسن عسکریؑ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور میرا ارادہ یہ تھا کہ میں آپؑ سے آپؑ کے بعد آنے والے امامؑ کے بارے میں سوال کروں تو آپؑ نے بات کی ابتداء کرتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے احمد بن اسحاق! بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق فرمایا ہے۔ اس نے کبھی بھی زمین کو اس حجّتِ خدا سے خالی نہیں رکھا اور نہ قیامت تک رکھے گا جس کے ذریعہ وہ زمین والوں سے بلاؤں کو دور کرتا ہے، بارش برساتا ہے اور زمین سے برکتوں کو نکالتا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپؑ سے عرض کیا:

یا ابن رسول اللہؐ: آپؑ کے بعد امام اور خلیفہ کون ہوگا؟

پس امامؑ جلدی سے کھڑے ہوئے اور گھر کے اندر داخل ہوئے اور پھر آپؑ باہر تشریف لائے تو آپؑ کے کندھوں پر ایک بچہ تھا جس کا چہرہ ایسے چمک رہا تھا جیسے چاند چودھویں رات کو چمکتا ہے اور آپؑ نے ارشاد فرمایا: اے احمد بن اسحاق! اگر تمھاری اور اس کی حجتوں کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی عزت وکرامت نہ ہوتی تو میں اپنے اس بیٹے کو تمھارے سامنے نہ لے کر آتا، بیشک اس کا نام وہی ہے جو رسول خداؐ کا نام ہے اور اس کی کنیت وہی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیت ہے اور یہ وہ ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم وجود سے بھر چکی ہوگی۔

اے احمد بن اسحاق! ان کی مثال اس امت میں جناب خضر علیہ السلام جیسی ہے۔ ان کی مثال ذوالقرنین علیہ السلام جیسی ہے اور خدا ایک ایسی غیبت قرار دے گا کہ جس میں کوئی بھی ہلاکت سے نجات حاصل نہ کر سکے گا مگر وہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے امامت کے عقیدے پر ثابت قدم رکھا ہوگیا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے امامؑ کے ظہور کی تعجیل کی دعا کی توفیق دی ہوگی۔

احمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے امامؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: اے میرے مولاؑ! کیا ان کی کوئی علامت ہے جو میرے دل کو مطمئن کرے؟

پس اس بچے جو امام زمانہؑ تھے نے فصیح عربی زبان میں گفتگو فرماتی اور ارشاد فرمایا: اے احمد بن اسحاق!

انا بقیۃ اللہ فی ارضہ والمنتقم من اعدآئہ

میں اللہ تعالیٰ کا بقیہ ہو اس کی زمین میں اور اس کے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہوں۔

احمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں وہاں سے خوشی خوشی باہر نکلا، اگلے دن میں پھر امامؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یابن رسول اللہؐ! آپؑ نے جو مجھ احسان عظیم فرمایا اس کی وجہ سے میں بہت ہی زیادہ خوش ہوں پس آپؑ یہ بتائیں کہ امام زمانہؑ میں جناب خضر علیہ السلام اور جناب ذوالقرنین علیہ السلام کی سنت جاری کیسے ہوگی؟

امامؑ نے فرمایا: اے احمد! وہ سنت طویل غیبت ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یابن رسول اللہؐ! اتنی طویل غیبت ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! مجھے قسم سے اپنے ربّ کی کہ امامت کے قائلین کی اکثریت بھی اس امر کا انکار تعالیٰ نے ہماری ولایت کا عہد لے رکھا ہے اور ان کے دل ولوں میں ایمان کو درج کیا ہے اور اپنی خاص روح سے ان کی تائید کی ہے۔

اے احمد بن اسحاق! یہ امر اللہ تعالیٰ کے امر سے ہے یہ اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور اس کے غیبوں میں سے ایک غیب ہے پس جو میں نے تمھیں بتایا ہے اس کو اپنے پاس محفوظ کر لو اور اس کو چھپاؤ اور شکر کرنے

والوں میں ہو جاؤ تا کہ قیامت والے دن تمھارا شمار ہمارے ساتھ علیین میں ہو۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ ابوعلی بن ہمام سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے محمد بن عثمان العمری ؒ سے سنا اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد محترم سے سنا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام حسن عسکری ؑ کے پاس موجود تھا کہ آپ ؑ سے ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا جو آپ ؑ کے آباؤ اجداد بزرگواروں سے مروی ہے کہ بیشک زمین قیامت تک حجّت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی اور جو مرتے دم تک امام زمانہ ؑ کی معرفت حاصل نہ کر سکا وہ جاہلیت کی موت مرا تو آپ ؑ نے ارشاد فرمایا: بیشک یہ ایسے حق ہے جس طرح دن کی روشنی حق ہوتی ہے۔

پس آپ ؑ سے عرض کیا: یابن رسول اللہ ؐ! آپ ؑ کے بعد حجّت اور امام کون ہیں؟

آپ ؑ نے ارشاد فرمایا: میرا بیٹا ''م ح م د'' میرے بعد امام اور حجّت ہوگا اور جس نے مرتے دم تک ان کی معرفت حاصل نہ کی وہ جاہلیت کی موت مرے گا بہر حال! اس کے لیے غیبت ہوگی جس میں جاہل اور باطل پرست ہلاک ہوں گے اور وقت مقرر کرنے والے جھوٹے ثابت ہوں گے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف یا مجہول ہے [1]

۴۴۔ باب لتسمیۃ من رآہ علیہ السلام

باب: جن لوگوں نے امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھا ان کے نام

1/888 الکافی،۱/۱/۳۲۹/۱ محمد و محمد بن عبد اللہ عَنْ عَبْدِ اَللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَلْحِمْيَرِيِّ قَالَ: اِجْتَمَعْتُ أَنَا وَ اَلشَّيْخُ أَبُو عَمْرٍو رَحِمَهُ اَللّٰهُ عِنْدَ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ فَغَمَزَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ اَلْخَلَفِ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَ مَا أَنَا بِشَاكٍّ فِيمَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْهُ فَإِنَّ اِعْتِقَادِي وَ دِينِي أَنَّ اَلْأَرْضَ لاَ تَخْلُو مِنْ حُجَّةٍ إِلاَّ إِذَا كَانَ قَبْلَ يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ بِأَرْبَعِينَ يَوْماً فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ رُفِعَتِ اَلْحُجَّةُ وَ أُغْلِقَ بَابُ اَلتَّوْبَةِ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُ (نَفْساً إِيمٰانُهٰا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمٰانِهٰا خَيْراً) فَأُولَئِكَ أَشْرَارُ مِنْ خَلْقِ اَللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ هُمُ اَلَّذِينَ

---

[1] مراۃ العقول:۴/۵۸

تَقُومُ عَلَيْهِمُ الْقِيَامَةُ وَ لَكِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أَزْدَادَ يَقِيناً وَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ سَأَلَ رَبَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ يُرِيَهُ كَيْفَ يُحْيِي الْمَوْتَى (قَالَ أَ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلىٰ وَ لٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي) وَ قَدْ أَخْبَرَنِي أَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ سَأَلْتُهُ وَ قُلْتُ مَنْ أُعَامِلُ أَوْ عَمَّنْ آخُذُ وَ قَوْلَ مَنْ أَقْبَلُ فَقَالَ لَهُ: اَلْعَمْرِيُّ ثِقَتِي فَمَا أَدَّى إِلَيْكَ عَنِّي فَعَنِّي يُؤَدِّي وَ مَا قَالَ لَكَ عَنِّي فَعَنِّي يَقُولُ فَاسْمَعْ لَهُ وَ أَطِعْ فَإِنَّهُ الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ وَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَلِيٍّ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ عَنْ مِثْلِ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ: اَلْعَمْرِيُّ وَ اِبْنُهُ ثِقَتَانِ فَمَا أَدَّيَا إِلَيْكَ عَنِّي فَعَنِّي يُؤَدِّيَانِ وَ مَا قَالاَ لَكَ فَعَنِّي يَقُولاَنِ فَاسْمَعْ لَهُمَا وَ أَطِعْهُمَا فَإِنَّهُمَا الثِّقَتَانِ الْمَأْمُونَانِ فَهٰذَا قَوْلُ إِمَامَيْنِ قَدْ مَضَيَا فِيكَ قَالَ فَخَرَّ أَبُو عَمْرٍو سَاجِداً وَ بَكَى ثُمَّ قَالَ سَلْ حَاجَتَكَ فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ رَأَيْتَ الْخَلَفَ مِنْ بَعْدِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ إِي وَ اللّٰهِ وَ رَقَبَتُهُ مِثْلُ ذَا وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ فَقُلْتُ لَهُ فَبَقِيَتْ وَاحِدَةٌ فَقَالَ لِي هَاتِ قُلْتُ فَالاِسْمُ قَالَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ أَنْ تَسْأَلُوا عَنْ ذٰلِكَ وَ لاَ أَقُولُ هٰذَا مِنْ عِنْدِي فَلَيْسَ لِي أَنْ أُحَلِّلَ وَ لاَ أُحَرِّمَ وَ لٰكِنْ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَإِنَّ الْأَمْرَ عِنْدَ السُّلْطَانِ أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ مَضَى وَ لَمْ يُخَلِّفْ وَلَداً وَ قَسَّمَ مِيرَاثَهُ وَ أَخَذَهُ مَنْ لاَ حَقَّ لَهُ فِيهِ وَ هُوَ ذَا عِيَالُهُ يَجُولُونَ لَيْسَ أَحَدٌ يَجْسُرُ أَنْ يَتَعَرَّفَ إِلَيْهِمْ أَوْ يُنِيلَهُمْ شَيْئاً وَ إِذَا وَقَعَ الاِسْمُ وَقَعَ الطَّلَبُ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ أَمْسِكُوا عَنْ ذٰلِكَ.

قال الكليني و حدثني شيخ من أصحابنا ذهب عني اسمه أن أبا عمرو سئل عند أحمد بن إسحاق عن مثل هذا فأجاب بمثل هذا.

عبداللہ بن جعفر الحمیری سے روایت ہے کہ میں اور شیخ ابوعمرو رحمۃ اللہ احمد بن اسحاق کے پاس جمع ہوئے انھوں نے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا کہ میں شیخ ابوعمرو سے امام حسن عسکری علیہ السلام کے جانشین کے متعلق سوال کروں۔ میں نے کہا اے ابوعمرو میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اس میں مجھے شک نہیں ہے میرا اعتقاد ہے اور یہ میرا دین ہے زمین کسی وقت حجت خدا سے خالی نہیں رہے گی مگر قبل قیامت چالیس روز (دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے آخر مرنے والا امام ہوگا چونکہ مذکورہ بالا قول راوی کا ہے نہ کہ امام کا۔ لہٰذا اس کو قوت نہیں دی جاسکتی) جب قیامت آجائے گی تو حجتِ خدا رفع ہوجائے گی اور توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا پھر کسی شخص کو اس کو ایمان فائدہ نہ دے گا جب تک پہلے سے ایمان نہ لایا ہو اور امر صالحہ بہ تقاضائے ایمان اس نے نہ

کئے ہوں ایسے لوگ اشرار خلق اللہ ہوں گے اوران پر قیامت قائم ہوگی۔
لیکن میں یقین میں زیادتی چاہتا ہوں جس طرح ابراہیم نے اپنے رب سے سوال کیا تھا کہ مجھے دکھا دے کہ مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے خدا نے کہا کیا تم ایمان نہیں لائے۔ کہا کیوں نہیں لیکن اطمینان قلب چاہتا ہوں مجھے خبر دی ہے ابوعلی احمد بن اسحاق نے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا کہ میں مسائل میں کس شخص کے حکم پر عمل کروں اور احکام شریعت کو کس سے لوں اور کس کے قول کو قبول کروں۔ آپؑ نے فرمایا: عمری میرا معتمد ہے جو بات وہ میری طرف سے پہنچائے وہ میری ہی بات ہوگی اور جو میری طرف سے تم کہے وہ میرا ہی قول ہوگا تم اسے سنو اور اطاعت کرو وہ میرا معتمد ہے اور خطا سے مامون ومصون ہے۔
ابواسحاق نے یہ بھی بتایا کہ ایسا ہی سوال انھوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے بھی کیا تھا انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ عمری اوران کا بیٹا دونوں ثقہ ہیں ہیں پس وہ میری طرف سے تم کو پہنچائیں وہ صحیح ہوگا اور جو تم سے کہیں وہ میرا ہی قول ہوگا پس ان کی بات سنو اوران کی اطاعت کرو وہ دونوں ثقہ اور مامون ہیں۔
یہ قول دو اماموں کا تمہارے بارے میں ہے یہ سن کر ابوعمرو سجدہ میں گر پڑے اور روئے اور فرمایا پوچھو۔ میں نے کہا کیا امام حسن عسکری علیہ السلام کے جانشین کو دیکھا ہے۔ ابوعمرو نے فرمایا: خدا کی قسم ان کی گردن اس طرح کی ہے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے۔ میں نے ان سے عرض کیا۔
اب ایک سوال باقی رہا۔ انھوں نے کہا وہ بھی بیان کرو۔ میں نے کہا۔ ان کا نام بتا دیجئے۔ ابوعمرو نے فرمایا: اس کے متعلق سوال کرنا تم پر حرام ہے میں کسی امر کے متعلق نہیں کہتا کہ یہ میری طرف سے ہے میں خود نہ کسی چیز کو حلال کرتا ہوں اور نہ حرام، بلکہ جو کچھ کہتا ہوں امام علیہ السلام کی طرف سے۔ اس امر میں بادشاہ جابر کا خوف ہے لوگوں نے بیان کر دیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام انتقال فرما گئے درحالانکہ ان کو کوئی بیٹا نہیں پس ان کی میراث تقسیم ہوگئی اور وہ اس شخص (جعفر کذاب) کو مل گئی جس کا اس میں کوئی حق نہیں اور حال یہ ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے عیال (ان کے غلام وغیرہ) لوگوں کے درمیان گشت کرتے پھرتے ہیں اور کسی کی یہ جرأت نہیں کہ ان کا تعارف کرا دے یا ان کو کچھ دے دے۔ اگر بادشاہ جابر کو ان کا پتہ چل جائے تو فوراً بلالے (اور ان کو قتل کر ڈالے) پس اس سوال سے باز رہو۔
جناب کلینی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک فرد کہ جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا اس نے بھی ابوعمرو احمد بن اسحاق کے بارے میں ایسی ہی روایت کو نقل کیا ہے اوراس نے بھی یہی جواب نقل کیا ہے۔ [1]

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم)؛ ۳۳۸ ح ۲۰۹ و ۵۱۹ ح ۳۲۲ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ حلیۃ الابرار: ۲/۶۸۷؛ تبصرۃ الولی: ح ۲۱؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۱۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/۲۴۰ و ۲۷/۱۳۸ (مختصراً)؛ الخرائج والجرائح: ۳/۱۱۱۱؛ الفصول المہمہ: ۱/۵۸۴؛ منتخب الاثر: ۲/۵۱۱

بیان:

﴿فغمزني أشارني أو نخسني فإن الغمز بالعين و الجفن و الحاجب بمعنى الإشارة و باليد بمعنى النخس واحدة أي مسألة واحدة و من لا حق له فيه كناية عن عمه الكذاب و عياله عبارة عن جواريه و خدمه و إنما كانوا يجولون لأن صاحبهم كان بعد أبي محمد الصاحب ع و كان متقيا مختفيا﴾

''مغمزني'' پس اس نے میری طرف اشارہ کیا یا اس نے مجھے اکسایا بیشک۔''الغمز'' کا معنی آنکھ، پلک اور ابرو سے اشارہ کرنا اور ہاتھ سے اکسانا۔''واحدۃ'' ایک یعنی ایک مسلہ۔''ومن لا حق لہ فیۃ'' اور جو اس کے پتے اس میں ملحق ہوا۔ یہ کنایہ ہے ان کے چچا کذاب سے۔''عیالہ'' اس سے مراد ان کی کنیزیں اور خدمت گار ہیں۔اس لیے کہ ان کا صاحب امام حسن عسکریؑ کے بعد تھا اور وہ متقی اور مخفی تھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

2/889 الکافی،۱/۳/۳۳۰/۱ محمد عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ رِزْقِ اَللَّهِ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي حَكِيمَةُ اِبْنَةُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ هِيَ عَمَّةُ أَبِيهِ: أَنَّهَا رَأَتْهُ لَيْلَةَ مَوْلِدِهِ وَ بَعْدَ ذَلِكَ.

(ترجمہ) موسیٰ بن جعفر سے روایت ہے کہ حکیمہ خاتون بنتِ امام محمد تقی علیہ السلام نے جو امام حسن عسکری علیہ السلام کی پھوپھی ہیں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت حجتؑ کو ولادت کی رات اور اس کے بعد دیکھا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]

3/890 الکافی،۱/۱۴/۳۳۲/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اَلْحَسَنِ اِبْنَيْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ فِي سَنَةِ تِسْعٍ وَ سَبْعِينَ وَ مِائَتَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ اَلْعَبْدِيِّ عَنْ ضَوْءِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْعِجْلِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ فَارِسَ سَمَّاهُ: أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ أَرَاهُ إِيَّاهُ.

(ترجمہ) علی العجلی سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کو دکھایا۔ [4]

---

[1] مراۃ العقول:۴/۷؛معجم الاحادیث المعتبرۃ:۲/۳۱۴و۳۵۰

[2] الارشاد:۲/۳۵۱؛کشف الغمہ:۲/۴۴۹؛منتخب الاثر:۲/۴۳۵؛من ھوالمہدیؑ؟:۴۶۶

[3] مراۃ العقول:۴/۸

[4] من ھوالمہدیؑ:۴۶۷

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۱]

4/891 الکافی،۱/۵/۳۳۱/۱ عنه عَنْ فَتْحٍ مَوْلَى ٱلزُّرَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَلِيِّ بْنَ مُطَهَّرٍ يَذْكُرُ أَنَّهُ قَدْ رَآهُ وَوَصَفَ لَهُ قَدَّهُ.

(ترجمہ) الزراری سے روایت ہے کہ میں نے ابوعلی بن مطہر سے سنا انھوں نے ذکر کیا کہ انھوں نے حضرت حجت علیہ السلام کو دیکھا ہے اوران کے قد وقامت کے بارے میں بھی بیان کرتے تھے کہ اس قدر ہے۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۳]

5/892 الکافی،۱/۶/۳۳۱/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَانَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ خَادِمٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدَةَ ٱلنَّيْسَابُورِيِّ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ وَاقِفَةً مَعَ إِبْرَاهِيمَ عَلَى ٱلصَّفَا فَجَاءَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ حَتَّى وَقَفَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَقَبَضَ عَلَى كِتَابِ مَنَاسِكِهِ وَحَدَّثَهُ بِأَشْيَاءَ.

(ترجمہ) ابراہیم بن عبدہ نیشاپوری کے غلام سے روایت ہے کہ میں ابراہیم کے ساتھ کوہ صفا پر کھڑا تھا کہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام آئے اور ابراہیم کے پاس کھڑے ہوئے اوران سے حج کے مناسک کی کتاب لے لی اور پھر بعض چیزوں پران سے گفتگو کی۔ [۴]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۵]

6/893 الکافی،۱/۷/۳۳۱/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ صَالِحٍ: أَنَّهُ رَآهُ عِنْدَ ٱلْحَجَرِ ٱلْأَسْوَدِ وَٱلنَّاسُ يَتَجَاذَبُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ مَا بِهَذَا أُمِرُوا.

---

[۱] مراۃ العقول:۴/۱۵

[۲] الارشاد: ۲/۳۵۲؛ بحارالانوار: ۵/۳۶۷؛ بحارالانوار: ۵۲/۶۰؛ اثبات الهداۃ: ۵/۳۶۷؛ کشف الغمہ: ۲/۴۵۰؛ منتخب الاثر: ۲/۴۳۵؛ من هوالمهدیؑ:۴۱۷؛ مسند الامام العسکریؑ:۲۹۹

[۳] مراۃ العقول:۴/۱۰

[۴] غیبت طوسی (ترجمہ ازمترجم):۳۸۱ح۲۳۱؛ الارشاد:۲/۳۵۲؛ اعلام الوریٰ:۲/۲۱۹؛ کشف الغمہ:۲/۴۵۰؛ الصراط المستقیم:۲/۲۴۰؛ بحارالانوار: ۵۲/۱۳؛ المستجاد:۵۳۰؛ تبصرۃ الولی:۲۴/منتخب الاثر:۲/۴۷۶؛ کشف الاستار:۲۱۷

[۵] مراۃ العقول:۴/۱۰

(ترجمہ) ابوعبداللہ بن صالح سے روایت ہے کہ میں نے صاحب الامر علیہ السلام کو حجر اسود کے پاس دیکھا لوگ ہجوم میں ایک دوسرے کو کھینچ رہے تھے اور آپؑ فرمارہے تھے۔تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔[1]

بیان:

﴿علیه أی علی الحجر﴾
''علیه''اس پر یعنی پتھر پر

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح علی الظاہر ہے[2] لیکن میرے نزدیک یہ حدیث صحیح تب ہوسکتی ہے جب ابی عبداللہ بن صالح کی بجائے محمد بن صالح بن محمد ہو کیونکہ غیبت کی کثیر احادیث میں اسی طرح ہے اور یہ امام قائم علیہ السلام کے وکلاء میں سے ہیں لیکن اگر ابوعبداللہ صالح ہی ہو تو پھر حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

7/894 الکافی،۱/۲/۳۳۰/۱ عنه عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَ كَانَ أَسَنَّ شَيْخٍ مِنْ وُلْدِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالْعِرَاقِ فَقَالَ: رَأَيْتُهُ بَيْنَ اَلْمَسْجِدَيْنِ وَ هُوَ غُلاَمٌ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

(ترجمہ) موسیٰ بن جعفر نے جو خاندان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے کبیر السن تھے سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صاحب الامرؑ کو دو مسجدوں (مسجد مکہ و مدینہ) کے درمیان دیکھا ہے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[4]

8/895 الکافی،۱/۸/۳۳۱/۱ عنه عَنْ أَبِي عَلِيٍّ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُهُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ حِينَ أَيْفَعَ وَ قَبَّلْتُ يَدَيْهِ وَ رَأْسَهُ.

(ترجمہ) ابراہیم بن ادریس سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت صاحب

---

[1] وسائل الشیعہ: ۱۳/ ۷/ ۳۲؛ الارشاد: ۲/ ۳۵۲؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۰؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۶۰؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۴۰؛ المستجاد: ۲۶۲؛ منتخب الاثر: ۲/ ۴۵۸؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/ ۲۵۳

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۱

[3] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۸۱ح ۲۳۰؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۱۳؛ الارشاد: ۲/ ۳۵۱؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۱۸؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۴۹؛ المستجاد: ۵۲۹؛ تبصرۃ الولی: ح ۲۲؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۴۰؛ منتخب الاثر: ۲/ ۴۳۵

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۸

الامر علیہ السلام میں زمانہ شباب یا بیس سالہ عمر کو دیکھا میں نے ان کے ہاتھوں اور سر کو بوسہ دیا۔ [1]

بیان:

﴿أیفع ارتفع و راهق العشرین فهو یافع لا موفع﴾

''ایفع''بلند ہونا، جوانی کے قریب ہونا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

9/896 الکافی، ۱/۹/۳۳۱/۱ عنه عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ صَالِحٍ وَ أَحْمَدَ بْنِ ٱلنَّضْرِ عَنِ ٱلْقَنْبَرِيِّ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ قَنْبَرٍ ٱلْكَبِيرِ مَوْلَى أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ قَالَ: جَرَى حَدِيثُ جَعْفَرِ بْنِ عَلِيٍّ فَذَمَّهُ فَقُلْتُ لَهُ فَلَيْسَ غَيْرُهُ فَهَلْ رَأَيْتَهُ فَقَالَ لَمْ أَرَهُ وَ لَكِنْ رَآهُ غَيْرِي قُلْتُ وَ مَنْ رَآهُ قَالَ قَدْ رَآهُ جَعْفَرٌ مَرَّتَيْنِ وَ لَهُ حَدِيثٌ.

(ترجمہ) احمد بن النضر سے روایت ہے کہ قنبر الکبیر غلام امام رضا علیہ السلام کے سامنے جعفر کذاب کا ذکر آیا تو اس کی لوگوں نے مذمت کی، میں نے کہا اس کے سوا اور کوئی وارث ہی نہ تھا کیا تم نے وارث کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں نے تو نہیں دیکھا لیکن میرے غیر نے دیکھا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کون ہے۔ انہوں نے کہا خود جعفر کذاب نے دو مرتبہ دیکھا ہے اور ان سے بات بھی کی۔ [3]

بیان:

﴿جعفر هو الکذاب عم الصاحب ع فلیس غیره أی فحیث کان جعفر مذموما فلیس غیر ابن أخیه یعنی به الصاحب ع﴾

''جعفر''وہ کذاب جو امام زمانہؑ کے چچا تھے۔''فلیس غیرہ''پس اس کا غیر نہیں تھا۔ یعنی وہ جعفر جو مذموم تھا۔ پس وہ اپنے بھائی کے بیٹے کا غیر نہیں تھا یعنی اس سے مراد امام زمانہؑ ہیں۔

---

[1] الارشاد: ۲/ ۳۵۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۲۰؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۳۸۲ ح ۲۳۲؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۱۴؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۰؛ وسائل الشیعہ: ۱۲/ ۲۳۵؛ منتخب الاثر: ۲/ ۴۵۲؛ کشف الامتاز: ۲۱۷؛ المستجاد: ۲۶۲

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۱

[3] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم) ۳۴۸ ح ۲۱۷: بحارالانوار: ۵۲/ ۵۱؛ اثبات الهداۃ: ۳/ ۵۰۸؛ کشف الغمہ: ۳/ ۴۵۰؛ المستجاد: ۵۳۱؛ الارشاد: ۲/ ۳۵۳؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۲۰؛ مسند الامام العسکریؑ: ۵۴؛ من ھو المہدیؑ؟ ۴۷۱

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

10/897 الکافی ،۱/۱۱/۳۳۱/۱ عنه عَنْ عَلِيِّ بْنِ قَيْسٍ عَنْ بَعْضِ جَلاَوِذَةِ اَلسَّوَادِ قَالَ: شَاهَدْتُ سِيمَاءَ آنِفاً بِسُرَّ مَنْ رَأَى وَ قَدْ كَسَرَ بَابَ اَلدَّارِ فَخَرَجَ عَلَيْهِ وَ بِيَدِهِ طَبَرْزِينٌ فَقَالَ لَهُ مَا تَصْنَعُ فِي دَارِي فَقَالَ سِيمَاءُ إِنَّ جَعْفَراً زَعَمَ أَنَّ أَبَاكَ مَضَى وَ لاَ وَلَدَ لَهُ فَإِنْ كَانَتْ دَارَكَ فَقَدِ اِنْصَرَفْتُ عَنْكَ فَخَرَجَ عَنِ اَلدَّارِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ قَيْسٍ فَخَرَجَ عَلَيْنَا خَادِمٌ مِنْ خَدَمِ اَلدَّارِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا اَلْخَبَرِ فَقَالَ لِي مَنْ حَدَّثَكَ بِهَذَا فَقُلْتُ لَهُ حَدَّثَنِي بَعْضُ جَلاَوِزَةِ اَلسَّوَادِ فَقَالَ لِي لاَ يَكَادُ يَخْفَى عَلَى اَلنَّاسِ شَيْءٌ.

(ترجمہ) علی بن قیس نے ایک دیہاتی قاضی سے بیان کیا کہ میں نے بادشاہ کے ایک افسر کو دیکھا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر کا دروازہ توڑ رہا ہے پس حضرتِ صاحب الامر علیہ السلام نکلے اور آپؑ کے ہاتھ میں ایک ہتھیار تھا۔ آپؑ نے اس سے فرمایا: تم یہ کیا کر رہے ہو۔ اس نے کہا جعفر کذاب کا گمان یہ ہے کہ آپؑ کے والد لا ولد وفات پا گئے ہیں پس اگر یہ آپؑ کا گھر ہے تو میں واپس جاتا ہوں یہ کہہ کر وہ گھر سے واپس آ گیا۔ علی بن قیس کا بیان ہے کہ اس گھر کے نوکروں میں سے ایک نوکر نکلا۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا کہ یہ تم سے کس نے بیان کیا۔ میں نے کہا دیہات کے ایک قاضی نے۔ اس نے کہا یہ خبر لوگوں سے پوشیدہ نہ رہے گی۔ [2]

بیان:

﴿الجلواز الشرطی سیما اسم رجل کأنه من أتباع السلطان باب الدار أی دار أبی محمد ع فخرج علیه یعنی الصاحب ع إن جعفرا یعنی عمه الکذاب و له ولد فی بعض النسخ و لا ولد له و هو أوفق بسیاق الحدیث و کسر الباب﴾

''الجلواز'' سپاہی۔ ''سیما'' یہ نام ہے کسی بندے کا گویا کہ جو بادشاہ کا پیروکار ہو۔ ''باب الدار'' گھر کا دروازہ یعنی امام حسن عسکریؑ کے گھر کا۔ ''فخرج علیه'' پس وہ اس سے باہر آئے۔ یعنی امام زمانہؑ۔ ''ان جعفراً'' یعنی ان کے چچا کذاب ''وله ولد'' اور ان کا بیٹا، بعض نسخوں میں ہے ''لاولدله'' ان کا بیٹا نہیں۔

---

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۱۲

[2] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم) ۳۸۰ ح ۲۲۹؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۱۳؛ تبصرۃ الولی: ح ۳۱؛ منتہی الآمال: ۲/ ۷/ ۳۷

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۱]

11/898 الکافی، ۱/۱۰/۳۳۱/۱ عنه عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ اَلْوَجْنَانِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَنِي عَمَّنْ رَآهُ: أَنَّهُ خَرَجَ مِنَ اَلدَّارِ قَبْلَ اَلْحَادِثِ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ وَ هُوَ يَقُولُ اَللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهَا مِنْ أَحَبِّ اَلْبِقَاعِ لَوْ لاَ اَلطَّرْدُ: أَوْ كَلاَمٌ هَذَا نَحْوُهُ.

(ترجمہ) محمد ابو جنانی نے ان لوگوں کے متعلق بیان کیا جنھوں نے صاحب الامرؑ کو دیکھا۔اس نے بیان کیا کہ امام حسن عسکریؑ کی رحلت سے دس روز پہلے آپؑ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا: خداوندتو جانتا ہے کہ یہ گھر محبوب ترین گھروں میں سے ہوتا اگر دنیا والے یہاں سے نکال نہ دیں یا اس کی مثل کوئی بات کی۔ [۲]

بیان:

﴿كأن الحادث هو التجسس له من السلطان و التفحص عنه و وقوع غيبته الصغرى أنها من أحب البقاع يعني سر من رأى﴾

گویا کہ ''الحادث'' بادشاہ کی طرف سے اس کا تجسس اور تفحص اور غیبت صغریٰ کا واقع ہونا۔''انها من احب البقاع'' بیشک وہ پسندیدہ جگہوں میں ہے یعنی سر من رائے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۳]

12/899 الکافی، ۱/۱۵/۳۳۲/۱ عنه عَنْ أَبِي أَحْمَدَ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ بَعْضِ أَهْلِ اَلْمَدَائِنِ قَالَ: كُنْتُ حَاجّاً مَعَ رَفِيقٍ لِي فَوَافَيْنَا إِلَى اَلْمَوْقِفِ فَإِذَا شَابٌّ قَاعِدٌ عَلَيْهِ إِزَارٌ وَ رِدَاءٌ وَ فِي رِجْلَيْهِ نَعْلٌ صَفْرَاءُ قَوَّمْتُ اَلْإِزَارَ وَ اَلرِّدَاءَ بِمِائَةٍ وَ خَمْسِينَ دِينَاراً وَ لَيْسَ عَلَيْهِ أَثَرُ اَلسَّفَرِ فَدَنَا مِنَّا سَائِلٌ فَرَدَدْنَاهُ فَدَنَا مِنَ اَلشَّابِّ فَسَأَلَهُ فَحَمَلَ شَيْئاً مِنَ اَلْأَرْضِ وَ نَاوَلَهُ فَدَعَا لَهُ اَلسَّائِلُ وَ اِجْتَهَدَ فِي اَلدُّعَاءِ وَ أَطَالَ فَقَامَ اَلشَّابُّ وَ غَابَ عَنَّا فَدَنَوْنَا مِنَ اَلسَّائِلِ فَقُلْنَا لَهُ وَيْحَكَ مَا أَعْطَاكَ فَأَرَانَا حَصَاةَ ذَهَبٍ مُضَرَّسَةً قَدَّرْنَاهَا عِشْرِينَ مِثْقَالاً فَقُلْتُ لِصَاحِبِي مَوْلاَنَا عِنْدَنَا وَ نَحْنُ لاَ

---

[۱] مراۃ العقول: ۴/ ۱۴

[۲] بحارالانوار: ۵۲/ ۶۶؛ من ھوالمہدیؑ: ۴۶۹؛ العبقری الحسان: ۵/ ۱۵۶

[۳] مراۃ العقول: ۴/ ۱۳

نَدْرِی ثُمَّ ذَهَبْنَا فِي طَلَبِهِ فَدُرْنَا ٱلْمَوْقِفَ كُلَّهُ فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهِ فَسَأَلْنَا كُلَّ مَنْ كَانَ حَوْلَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَ ٱلْمَدِينَةِ فَقَالُوا شَابٌّ عَلَوِيٌّ يَحُجُّ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَاشِياً .

ترجمہ: ابو احمد بن راشد سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک ہمراہی کے ساتھ حج کر رہا تھا۔ جب عرفات میں ہم پہنچے تو میں نے ایک نوجوان کو بیٹھا پایا جو ایک لنگ اور ردا پہنے ہوئے تھا اور زرد رنگ کا جوتا پیروں میں تھا۔ میں نے لنگ اور ردا کی قیمت کا اندازہ لگایا۔ ایک سو پچاس دینار اور یہ کہ سفری تھکان کا کوئی اثر ان پر نہ تھا۔ ایک سائل ہمارے پاس آیا۔ ہم نے اس کو رَد کر دیا۔ وہ اس جوان کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا۔ اس نے زمین کے کچھ اٹھایا اور اسے دے دیا۔ سائل نے اسے دعا دی اور لمبی دعا کی وہ جوان وہاں سے اُٹھا اور غالب ہو گیا۔ ہم دونوں سائل کے قریب آئے اور ہم نے اس سے کہا تجھے اس جوان نے کیا دیا۔ اس نے ہمیں دکھایا وہ سونے کی ایک دانہ دار ڈلی تھی جو بیس مثقال وزنی تھی۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا ہمارا مولا ہمارے پاس تھا اور ہم نے نہ جانا۔ پھر ہم ان کی تلاش میں چلے اور تمام عرفات میں ڈھونڈا۔ لیکن پتہ نہ چلا۔ پھر ہم نے مکہ اور مدینہ کے تمام لوگوں سے پوچھا۔ انھوں نے کہا کہ ایک علوی جوان ہر سال پا پیادہ حج کرتا ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

13/900 الکافی، ۱/۱۳/۳۳۲/۱ محمد عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ٱلنَّيْسَابُورِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ ظَرِيفٍ ٱلْخَادِمِ : أَنَّهُ رَآهُ .

ترجمہ: ابو نصر ظریف الخادم سے روایت ہے کہ میں نے ان (یعنی حضرت صاحب الامر علیہ السلام) کو دیکھا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4]

14/901 الفقیہ، ۳۱۱۵/۵۲۰/۲ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ: وَ رَأَيْتُهُ صَلَوَاتُ ٱللَّهِ عَلَيْهِ

---

[1] مستدرک الوسائل: ۸/ ۴۹ و ۳/ ۲۴۱؛ اثبات الهداۃ: ۵/ ۲۸۴؛ منتہی الآمال: ۲/ ۳۳۷؛ من ھوالمہدیؑ؟: ۶۷۴؛ کشف الاستار: ۲۱۷؛ موسوعہ اہل البیتؑ: ۸۱/۲۰

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۵

[3] اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۱۸؛ الارشاد: ۲/ ۳۵۴؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۰؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۴۱

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۱۴

مُتَعَلِّقاً بِأَسْتَارِ اَلْكَعْبَةِ فِي اَلْمُسْتَجَارِ وَ هُوَ يَقُولُ: اَللَّهُمَّ اِنْتَقِمْ لِي مِنْ أَعْدَائِكَ.

ترجمہ: محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے آنجناب علیہ السلام کو مستجار میں خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑے ہوئے یہ دعا کرتے دیکھا۔"اے اللہ اپنے دشمنوں سے میرے لئے انتقام لے"۔[1]

تحقیق اسناد:

15/902 الفقیہ، ۳۱۱۵/۵۲۰/۲ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَلْحِمْيَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ اَلْعَمْرِيَّ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ رَأَيْتَ صَاحِبَ هَذَا اَلْأَمْرِ فَقَالَ نَعَمْ وَ آخِرُ عَهْدِي بِهِ عِنْدَ بَيْتِ اَللَّهِ اَلْحَرَامِ وَ هُوَ يَقُولُ اَللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي.

ترجمہ: عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کی گئی ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ عمری سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے حضرت صاحب العصر علیہ السلام کو دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں آخری مرتبہ میں نے آنجناب علیہ السلام کو بیت اللہ الحرام کے پاس دیکھا۔ وہ یہ دعا فرما رہے تھے کہ"اللھم انجز لی ماوعدتنی (اے اللہ جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اسے پورا کر)"۔

بیان:

﴿قد رآه ع غير واحد من الناس و شاهدوا منه المعجزات و الكرامات و لهم قصص و حكايات في ذلك و قد ذكر محمد بن أبي عبد الله الكوفي عدد من انتهى إليه و وقف على معجزاته و قد أورد الصدوق رحمه الله أسماءهم في كتاب إكمال الدين و إتمام النعمة مع نبذ من توقيعاته و حكاياته و ذكر الشيخ أحمد بن أبي طالب الطبرسي أيضا بعض توقيعاته في كتاب الاحتجاج و كذا الشيخ أبو جعفر الطوسي رحمه الله في كتاب الغيبة و من الناس من وصل في بعض أسفاره إلى بلدته ع و رآه فيها و سمع منه الحديث و شاهد منه الأعاجيب و يقال إن له ببلدته أولادا و أصحابا و حشما و إن الله عز و جل أخفى تلك البلدة عن أعين الناظرين﴾

بیشک ان کو لوگوں نے دیکھا اور انہوں نے ان سے معجزات اور کرامات کا مشاہدہ کیا اور اس بارے میں ان لوگوں کی حکایات اور قصص میں بیشک محمد بن ابوعبداللہ کوفی متعدد چیزوں کا ذکر کیا اور ان کے معجزات سے واقف ہوا۔

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم):۵۲۶ ح ۳۳۰ و ۳۵۳ ح ۲۲۲؛ کمال الدین:۲/۴۴۰؛ وسائل الشیعہ :۱۳/۲۵۹؛ بحارالانوار:۵۱/۳۵۱ و ۵۲/۳۰؛ اثبات الھداۃ: ۳/۴۵۲؛ تبصرۃ الولی: ح ۳۷؛ حلیۃ الابرار: ۲/۶۰۷؛ منتہی الآمال : ۲/۸۴۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۶/۱۲۵؛ مکیال المکارم:۵۲۶

بیشک شیخ صدوق نے اپنی کتاب ''اکمال الدین واتمام النعمہ'' میں ان لوگوں کے نام ذکر کیے ہیں جنہوں نے ان کی توقیعات اور حکایات بیان کی ہیں۔

شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی بھی اپنی کتاب الاحتجاج میں بعض توقیعات کا تذکرہ کیا۔

اسی طرح شیخ ابوجعفر طوسی نے اپنی کتاب الغیبۃ میں تذکرہ کیا بعض لوگ سفر کر کے ان کے شہر تک پہنچے جہاں انہوں نے ان کو دیکھا اور ان سے احادیث کو سنا اور ان سے عجائبات کا مشاہدہ کیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے شہر میں ان کی اولاد اور اصحاب موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو دیکھنے والوں کی آنکھوں سے مخفی کیا ہوا ہے۔

تحقیق اسناد:

شیخ صدوق نے اس کی سند الفقیہ میں ذکر نہیں کی ہے لیکن کمال الدین میں کی ہے اور وہ صحیح ہے اور شیخ طوسی کی سند صحیح ہے اور اس کو شیخ محسنی نے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے [1] اور شیخ تبریزی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے [2] اور شیخ محمد الفروی نے بھی اسے صحیح کہا ہے [3] (واللہ اعلم)

۴۵۔باب عن النهي عن الاسم

باب: حضرت حجت علیہ السلام کا نام لینے کی ممانعت

1/903 الکافی ۱/۱/۳۳۲/۱، عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنِ الْعَلَوِيِّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيَّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ: اَلْخَلَفُ مِنْ بَعْدِي الْحَسَنُ فَكَيْفَ لَكُمْ بِالْخَلَفِ مِنْ بَعْدِ الْخَلَفِ فَقُلْتُ وَ لِمَ جَعَلَنِيَ اللَّهُ فِدَاكَ قَالَ إِنَّكُمْ لاَ تَرَوْنَ شَخْصَهُ وَ لاَ يَحِلُّ لَكُمْ ذِكْرُهُ بِاسْمِهِ فَقُلْتُ فَكَيْفَ نَذْكُرُهُ فَقَالَ قُولُوا الْحُجَّةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَ سَلاَمُهُ.

(ترجمہ) داود بن قاسم الجعفری سے روایت ہے میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے سُنا آپؑ نے فرمایا کہ میرے بعد میرے جانشین حسن عسکری علیہ السلام ہیں پھر فرمایا: تم کیا طریقہ اختیار کرو گے ان کے فرزند کے ساتھ۔ میں نے عرض کیا آپؑ

[1] معجم الاحادیث المعتبرۃ:۲/۳۵۲

[2] الانوار الالہیہ:۲۲

[3] المختار من کلمات الامام المہدیؑ:۳/۶۶

نے یہ کیوں فرمایا۔ آپؑ نے فرمایا: تم اس کے وجود کو نہ دیکھو گے اور تمہارے لئے ان کا نام لے کر ذکر کرنا جائز نہیں ہوگا۔ میں نے کہا پھر ہم کیسے ذکر کریں گے۔ آپؑ نے فرمایا: یہ کہنا حجت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوات اللہ وسلامہ۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے اور جس سند کو شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ حسن یا صحیح ہے کیونکہ محمد بن احمد العلوی کی وثابت پر کئی گواہیاں موجود ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تفسیر القمی کا راوی ہے اور شیخ محمد العزوی نے بھی اسے صحیح کہا ہے [3] (واللہ اعلم)

2/904 الکافی، ۱/۱/۳۳۳/۱ عنه عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ ٱلصَّالِحِيِّ قَالَ: سَأَلَنِي أَصْحَابُنَا بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ أَنْ أَسْأَلَ عَنِ ٱلاِسْمِ وَ ٱلْمَكَانِ فَخَرَجَ ٱلْجَوَابُ إِنْ دَلَلْتُهُمْ عَلَى ٱلاِسْمِ أَذَاعُوهُ وَ إِنْ عَرَفُوا ٱلْمَكَانَ دَلُّوا عَلَيْهِ.

(ترجمہ) عبداللہ صالحی سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے انتقال کے بعد ہمارے اصحاب نے کہا کہ میں حضرت صاحب الامر سے ان کا نام اور جگہ معلوم کروں۔ جواب آیا اگر کیا تم نام معلوم کرو گے تو لوگ اسے شہرت زدیں گے اور یہ ہمارے خاندان کے لئے مضرت رساں ہوگا اور اگر مکان کا پتہ چل گیا تو چڑھ دوڑیں گے۔ [4]

بیان:

﴿قد مضی تمام هذا التعليل و ما يصلح لأن يكون شرحا لهذا الخبر فی الباب السابق و يستفاد من ظاهر التعليل أن تحريم التسمية كان مختصا بذلك الزمان إلا أن الشيخ الصدوق رحمه الله روی فی كتاب غيبته ما يدل علی أنه مستمر إلی يوم ظهوره روی بإسناده عن جابر بن يزيد الجعفی قال سمعت

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۷۶ ح ۱۶۹ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ کمال الدین: ۲/۳۸۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/۲۳۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/۲۸۴و۲۸۱؛ روضۃ الواعظین: ۲/۲۶۲؛ اعلام الوریٰ: ۲/۱۳۶؛ اثبات الھداۃ: ۵/۱۰۷؛ الارشاد: ۲/۳۴۹؛ علل الشرائع: ۱/۲۴۵؛ کشف الغمہ: ۲/۴۰۶؛ بہجۃ النظر: ۱۳۳؛ بحارالانوار: ۵۰/۲۴۰و۵۱/۱۵۸؛ کفایۃ الاثر: ۲۸۸؛ الصراط المستقیم: ۲/۱۷۰؛ تقریب المعارف: ۴۳۲و۴۲۴؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۱۸؛ مدینۃ المعاجز: ۷/۵۰۹؛ الھدایۃ الکبریٰ: ۳۶۰؛ اثبات الوصیۃ: ۲۰۸؛ المستجاد: ۵۲۸؛ حلیۃ الابرار: ۲/۵۰۸؛ عیون المعجزات: ۱۴۱؛ مسند الامام الہادیؑ: ۱۴۷؛ منتخب الاثر: ۲/۱۹۶؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/۵۱۰

[2] مراۃ العقول: ۴/۱۶

[3] المختار من کلمات الامام المہدیؑ: ۳/۶۶

[4] بحارالانوار: ۵۱/۳۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/۲۴۰؛ مکیال المکارم: ۲/۱۳۹؛ ارشاد البسر: ۲۶۷؛ حدیث الروح: ۲/۱۳۴

أبا جعفر ع يقول سأل عمر أمير المؤمنين ع عن المهدي فقال يا بن أبي طالب أخبرني عن المهدي ما اسمه قال أما اسمه فلا إن حبيبي و خليلي عهد إلي أن لا أحدث باسمه حتى يبعثه الله عز و جل و هو مما استودع الله و رسوله في علمه﴾

بیشک اس کی تمام تعلیلات گزر چکی ہیں اور اس حدیث کی شرح پہلے والے باب میں ہوتی ہے اور اس ظاہری تعلیل سے استفادہ ہوتا ہے کہ ان نام کا لینا حرام تھا اس مخصوص زمانے میں مگر شیخ صدوق نے اپنی کتاب الغیبۃ میں روایت کی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ حکم امامؑ کے ظہور تک جاری رہے گا۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ جابر بن یزید جعفی سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: عمر نے امیر المومنین علیہ السلام سے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا اور کہا: اے ابو طالب علیہ السلام کے بیٹے! مجھے آپؑ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بتائیں کہ ان کا نام کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: بہر حال! میں ان کا نام نہیں بتا سکتا کیونکہ میرے حبیب اور خلیل نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں ان کا نام نہ بتاؤں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھیجے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

3/905 الکافی ،۱/۳/۳۳۳/۱ الْعِدَّةُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ اَلرَّيَّانِ بْنِ اَلصَّلْتِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: وَ سُئِلَ عَنِ اَلْقَائِمِ فَقَالَ لاَ يُرَى جِسْمُهُ وَ لاَ يُسَمَّى اِسْمُهُ.

(ترجمہ) ریان بن صلت سے روایت ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سُنا کہ آپؑ سے جب قائم آل محمد علیہ السلام کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: ان کا جسم نہیں دیکھا جائے گا اور ان کا نام نہیں لیا جائے گا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے علی الظاہر ہے جبکہ جعفر بن محمد سے مراد ابن عون اسدی ہو[2] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح یا موثق کالصحیح ہے کیونکہ جعفر بن محمد الفزازی ثقہ جلیل ہے اور ابن فضال امامی ہے کیونکہ اس نے آخری وقت میں فطحی

---

[1] کمال الدین: ۲/ ۳۰۷ و ۶۴۸؛ وسائل الشیعہ: ۱۶/ ۲۳۹؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۹۳ و ۱۰۷؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/ ۲۸۴؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۱۷؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۳۳؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۳۶۴؛ النجم الثاقب: ۱/ ۲۲۷؛ منتخب الاثر: ۲/ ۲۵۵؛ موسوعہ کتب الامام الشہید: ۲/ ۱۹؛ الانوار النعمانیہ: ۲/ ۳۸

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۷

مذہب سے رجوع کرلیا تھا اور اگر ایسا ثابت ہے تو حدیث حسن ہے اور شیخ محمد الفروی نے بھی اسے صحیح کہا ہے [۱]
(واللہ اعلم)

4/906 الكافى،١/٣٣٣/٤/١ محمد عن محمد بن الحسين عن السراد عَنِ اِبْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: صَاحِبُ هَذَا اَلْأَمْرِ لاَ يُسَمِّيهِ بِاسْمِهِ إِلاَّ كَافِرٌ.

(ترجمہ) ابن رئاب سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: صاحب الامر علیہ السلام کو ان کے نام سے نہ پکارے گا مگر کافر۔ [۲]

بیان:

﴿قيل يعنى من كان شبيها بالكافر فى مخالفة أوامر الله و نواهيه اجتراء و معاندة و هذا كما تقول لا يجترئ على هذا الأمر إلا أسد و روى الصدوق فى كتاب الغيبة بإسناده عن محمد بن إبراهيم بن إسحاق رضى الله عنه قال سمعت أبا على بن همام يقول سمعت محمد بن عثمان العمرى قدس الله روحه يقول خرج توقيع بخطه نعرفه من سمانى باسمى فى مجمع من الناس فعليه لعنة الله و بإسناده عن على بن عاصم الكوفى قال خرج فى توقيعات صاحب الزمان ع ملعون ملعون من سمانى فى محفل من الناس﴾

کہا گیا ہے کہ وہ کافروں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی کی مخالفت کرنے کی وجہ سے شیخ صدوق نے اپنی کتاب ''الغیبۃ'' میں اپنی اسناد کے ذریعہ محمد بن ابراہیم بن اسحاق سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعلی بن ہمام سے سنا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن عثمان العمری سے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک توقیع شریف آتی جوان کے خط سے مرقوم تھی اور ہم اس کو پہچانتے ہیں۔

''من سمانی باسمی فی مجمع من الناس فعلیه لعنة الله''

جس نے میرا لوگوں کے مجمع میں نام لیا اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ علی بن عاصم کوفی سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام زمانہؑ کی توقیع آئی۔

''ملعون ملعون من سمانی فی محفل من الناس'' ملعون ہے ملعون ہے وہ جس نے لوگوں کی محفل میں میرا نام لیا۔

---

[۱] المختار من کلمات الامام المہدیؑ: ۳/۶۶

[۲] کمال الدین: ۲/۶۴۸؛ وسائل الشیعہ :۱۶/۲۳۸؛ بحارالانوار: ۵۱/۳۳؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/۲۸۴؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۱۷؛ موسوعہ اھل البیتؑ :۱۹/۱۲؛ مکیال المکارم: ۲/۱۳۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۴۷۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۸/۹۹

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

۴۶۔ باب الغیبة

باب: غیبت

1/907 الکافی، ۱/۱/۳۳۵/۱ مُحَمَّدٌ وَ اَلْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْكُوفِيِّ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلصَّيْرَفِيِّ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ يَمَانٍ اَلتَّمَّارِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُلُوساً فَقَالَ لَنَا إِنَّ لِصَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ غَيْبَةً اَلْمُتَمَسِّكُ فِيهَا بِدِينِهِ كَالْخَارِطِ لِلْقَتَادِ ثُمَّ قَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ فَأَيُّكُمْ يُمْسِكُ شَوْكَ اَلْقَتَادِ بِيَدِهِ ثُمَّ أَطْرَقَ مَلِيّاً ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِصَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ غَيْبَةً فَلْيَتَّقِ اَللَّهَ عَبْدٌ وَ لْيَتَمَسَّكْ بِدِينِهِ.

(ترجمہ) یمان التمار سے روایت ہے کہ ہم امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے آپؑ نے فرمایا: صاحب الامر علیہ السلام کے لئے غیبت ضروری ہے اس حال میں دین سے تمسک رکھنے والا (دشمنان دین کی مخالفت کے باعث) ایسا ہو گا جیسے خاردار درخت پر ہاتھ کھینچنے والا۔ پھر آپؑ نے سر جھکایا اور فرمایا: صاحب امر علیہ السلام کی امامت کے لئے غیبت ضروری ہے بندہ کو چاہئے کہ خدا سے ڈرے اور اپنے دین سے تمسک رکھے۔ [2]

بیان:

﴿الخرط انتزاع الورق و الشوك باليد اجتذابا و القتاد شجر شوكة صلب كالإبر و خرط القتاد و خارطه مثل لكل أمر صعب و مرتكب له﴾

''الخرط'' ہاتھوں سے پتوں اور کانٹوں کو ہٹانا۔ ''والقتاد'' ایسا درخت جس کے کانٹے سوئی کی مانند ہوتے

---

[1] مراۃ العقول: ۴/۱۷؛ مکیال المکارم: ۲/۱۳۲؛ مراۃ الکمال: ۳/۳۰۷؛ معجم الاحادیث المعتبرۃ: ۲/۳۱۶؛ حدود الشریعہ: ۱/۳۷۵؛ ھدی العقول: ۸/۱۳۹؛ المختار من کلمات الامام المہدیؑ: ۳/۶۶

[2] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم) ۶۵۱ ح ۴۶۵ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بحار الانوار: ۵۱/۱۴۵ و ۵۲/۱۱۱ و ۱۳۵؛ اثبات الھداۃ: ۳/۴۴۲ و ۴۷۲؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۲۲۳ ح ۱۷۳ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بشارۃ الاسلام: ۱۲۱؛ تقریب المعارف: ۱۹۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/۳۵۹؛ اثبات الوصیہ: ۲۲۶؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۲۶؛ من ھو المہدیؑ؟: ۱۹۶؛ القطرہ من بحار:

ہیں۔ ''خرط القتاد'' درخت کو کھینچ کر پتے جھاڑنا، یہ ہر مشکل کام کی ایک مثال ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول یا ضعیف علی المشہور ہے [1] اور میرے نزدیک حدیث یمان کی وجہ سے مجہول ہے اور جعفر ثقہ جلیل ہے (واللہ اعلم)

2/908 الکافی، ۱/۲/۳۳۶/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عِيسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا فُقِدَ اَلْخَامِسُ مِنْ وُلْدِ اَلسَّابِعِ فَاللَّهَ اَللَّهَ فِي أَدْيَانِكُمْ لاَ يُزِيلُكُمْ عَنْهَا أَحَدٌ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لاَ بُدَّ لِصَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ مِنْ غَيْبَةٍ حَتَّى يَرْجِعَ عَنْ هَذَا اَلْأَمْرِ مَنْ كَانَ يَقُولُ بِهِ إِنَّمَا هِيَ مِحْنَةٌ مِنَ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ اِمْتَحَنَ بِهَا خَلْقَهُ لَوْ عَلِمَ آبَاؤُكُمْ وَ أَجْدَادُكُمْ دِيناً أَصَحَّ مِنْ هَذَا لاَتَّبَعُوهُ قَالَ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي مَنِ اَلْخَامِسُ مِنْ وُلْدِ اَلسَّابِعِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ عُقُولُكُمْ تَصْغُرُ عَنْ هَذَا وَ أَحْلاَمُكُمْ تَضِيقُ عَنْ حَمْلِهِ وَ لَكِنْ إِنْ تَعِيشُوا فَسَوْفَ تُدْرِكُونَهُ.

(ترجمہ) جناب علی بن امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے برادر معظم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابن جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

جب تمھارے ساتویں امامؑ کا پانچواں فرزند پردۂ غیب میں چلا جائے تو خدا کے لیے اپنے دین کا بہت خیال رکھنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی تمہارے دین سے تم کو ہٹا دے۔ اس صاحب الامرؑ کی غیبت یقینی ہے اور یہ غیبت ایسی ہوگی کہ جو شخص اس کا قائل ہوگا وہ بھی اس سے پھر جائے گا۔ درحقیقت یہ غیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہوگی اور اس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لے گا۔

سنو! اگر تمھارے آباؤ اجداد اس دین سے زیادہ درست اور صحیح کوئی دوسرا دین پاتے تو اسی کی پیروی کرتے۔

میں نے عرض کیا: مولا و آقا! وہ ساتویں امامؑ کا پانچواں فرزند کون ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اے میرے بھائی! تمھاری عقلیں کوتاہ ہیں، تم اس کا تصور بھی نہ کرسکو گے، تمھاری عقل و سمجھ اتنی کم ہے کہ اس کی متحمل نہ ہوسکے گی لیکن اگر تم اُس عہد تک زندہ رہو تو اس کو خود ہی دیکھ لوگے۔ [2]

---

[1] مراۃ العقول: ۴ / ۳۴

[2] غیبت نعمانی (مترجم): ۲۸۷ ح ۱۴۵؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم)؛ ۲۳۵ ح ۱۲۸؛ علل الشرائع: ۱ / ۲۴۴؛ اعلام الوریٰ: ۲ / ۲۳۹؛ کمال الدین: ۲ / ۳۵۹؛ بحار الانوار: ۵۱ / ۱۵۰ و ۵۲ / ۱۱۳؛ الہدایۃ الکبریٰ: ۳۶۱؛ الانصاف: ۴۷۱؛ اثبات الھداۃ: ۵ / ۹۱؛ بشارۃ الاسلام: ۱۵۱؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۴؛ الصراط المستقیم: ۲ / ۲۲۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵ / ۴۱۷؛ النجم الثاقب: ۱ / ۵۲۳

بیان:

﴿الخامس كناية عن المهدی ع و السابع كناية عن نفسه ع و إنما كانت عقولهم تصغر عنه و أحلامهم تضيق عن حمله لعظم سر الغيبة فی أعين عقولهم و ضيق صدورهم عن حمل حكمتها الخفية و التصديق بوقوعها مع شمول قدرة الله الواسعة فكانوا لا يصبرون علی كتمانه و كانت إذاعته تضر بالإمام و الريبة فی الحكمة تضر بالأنام﴾

''الخامس '' یہ کنایہ ہے امام مہدیؑ سے اور''السابع '' کو امامؑ نے اپنے سے کنایہ استعمال کیا۔ اصل میں لوگوں کی عقول اس کو سمجھنے سے بہت چھوٹی ہیں اور اس غیبت کا راز ان کی عقل کی آنکھوں میں سمانہیں سکتا اور لوگوں کی دن اس کی حکمت خفیہ کو قبول کرنے سے تنگ ہوجاتے ہیں پس وہ اس کے چھپانے پر صبر نہیں کرتے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [1]

3/909 الكافی ۱/۵/۳۳۷/۱ عَلِيٌّ عَنِ اَلْخَشَّابِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مُوسَى عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ لِلْغُلاَمِ غَيْبَةً قَبْلَ أَنْ يَقُومَ قَالَ قُلْتُ وَ لِمَ قَالَ يَخَافُ وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى بَطْنِهِ ثُمَّ قَالَ يَا زُرَارَةُ وَ هُوَ اَلْمُنْتَظَرُ وَ هُوَ اَلَّذِي يُشَكُّ فِي وِلاَدَتِهِ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَاتَ أَبُوهُ بِلاَ خَلَفٍ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ حَمْلٌ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ إِنَّهُ وُلِدَ قَبْلَ مَوْتِ أَبِيهِ بِسَنَتَيْنِ وَ هُوَ اَلْمُنْتَظَرُ غَيْرَ أَنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يُحِبُّ أَنْ يَمْتَحِنَ اَلشِّيعَةَ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَرْتَابُ اَلْمُبْطِلُونَ يَا زُرَارَةُ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ اَلزَّمَانَ أَيَّ شَيْءٍ أَعْمَلُ قَالَ يَا زُرَارَةُ إِذَا أَدْرَكْتَ هَذَا اَلزَّمَانَ فَادْعُ بِهَذَا اَلدُّعَاءِ اَللَّهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ نَبِيَّكَ اَللَّهُمَّ عَرِّفْنِي رَسُولَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي رَسُولَكَ لَمْ أَعْرِفْ حُجَّتَكَ اَللَّهُمَّ عَرِّفْنِي حُجَّتَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِينِي ثُمَّ قَالَ يَا زُرَارَةُ لاَ بُدَّ مِنْ قَتْلِ غُلاَمٍ بِالْمَدِينَةِ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَ لَيْسَ يَقْتُلُهُ جَيْشُ اَلسُّفْيَانِيِّ قَالَ لاَ وَ لَكِنْ يَقْتُلُهُ جَيْشُ آلِ بَنِي فُلاَنٍ يَجِيءُ حَتَّى يَدْخُلَ اَلْمَدِينَةَ فَيَأْخُذُ اَلْغُلاَمَ فَيَقْتُلُهُ فَإِذَا قَتَلَهُ بَغْياً وَ عُدْوَاناً وَ ظُلْماً لاَ يُمْهَلُونَ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَوَقُّعُ اَلْفَرَجِ إِنْ شَاءَ اَللَّهُ.

---

[1] مراۃ العقول:۴/۳۵

(ترجمہ) زرارہ سے مروی ہے کہ مجھ سے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت حجت علیہ السلام کی غیبت لڑکپن ہی سے شروع ہوگی۔ میں نے کہا یہ کیوں۔ آپؑ نے فرمایا: دشمن کے خوف سے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اپنے بطن کی طرف (یعنی وہ دشمن میری ہی نسل سے ہوگا یہ اشارہ ہے جعفر کذاب کی طرف) پھر فرمایا: اے زرارہ وہ امام منتظر ہوگا اور اس کی ولادت میں شک کیا جائے گا۔ کوئی کہے گا۔ اس کے باپ لاولد مرے، کوئی کہے گا حمل میں انتقال ہو گیا۔ کوئی کہے گا کہ وہ باپ کی موت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے تھے حالانکہ وہ امام منتظر ہوں گے۔

اے زرارہ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ اس غیبت کے ذریعہ سے شیعوں کا امتحان لے گا اس زمانہ میں باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے اے زرارہ۔ میں نے کہا اگر میں اس زمانہ غیبت کو پالوں، تو کیا کروں۔ آپؑ نے فرمایا: خدا سے یوں دعا کرنا۔ خداوندا مجھے اپنی ذات کی معرفت دے اگر تو نے اپنی معرفت نہ کرائی تو میں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حاصل نہ کرسکوں گا اور اگر ایسا ہوا تو میں دین سے گمراہ ہو جاؤں گا پھر فرمایا۔ اے زرارہ ایسا بھی ہوگا کہ مدینہ میں ایک لڑکا قتل ہوگا۔ میں نے کہا کیا اس کو سفیان ثوری کا لشکر قتل کریگا آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ اس کو آل بنی فلاں قتل کرے گے وہ لڑکا مدینہ میں داخل ہوگا لوگ اس کو پکڑ لیں گے اور قتل کرڈالیں گے (اور یہ لڑکا اولاد امام حسن علیہ السلام سے ہوگا) جب یہ ظلم وجور سے قتل ہوگا تو خدا پھر مہلت نہ دے گا اور انشاء اللہ حضرت کا ظہور ہوگا۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن جو سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ موثق کالحسن ہے اور اگر عثمان بن عیسیٰ فطحی مذہب سے رجوع کیا تو یہ ثابت ہوتو پھر حدیث حسن ہے اور خالد بن نجیح الجوان ثقہ اور اہل ارتفاع میں سے ہے اور ابن عمیر اس سے روایت کرتے ہیں جو اس کے ثقہ ہونے کے ایک بڑی دلیل ہے (واللہ اعلم)

4/910 الکافی،۱/۳۴۲/۲۹/۱ الحسين بن أحمد عن أحمد بن هلال عن عثمان بن عيسى عن خالد بن نجيح عن زرارة: مثله بأدنى تفاوت إلى قوله ضللت عن ديني و زاد قال أحمد بن هلال سمعت

---

[1] اعلام الوریٰ: ۲/۷/۲۳۳؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۳۱۵ ح ۱۶۸؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۴۸۵ ح ۲۷۹؛ بحار الانوار: ۵۲/۱۴۶؛ کمال الدین: ۲/۳۴۲؛ اثبات الھداۃ: ۵/۷/۳۴۷؛ حلیۃ الابرار: ۲/۵۹۰؛ بشارۃ الاسلام: ۱۶۳؛ القطرہ من بحار: ۱/۴۹۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/۱۶۳؛ مکیال المکارم: ۱/۱۳۵؛ من ھوالمہدیؑ؟: ۱۸۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۳۸۶؛ جمال الاسبوع: ۵۲۰

[2] مراۃ العقول: ۴/۴۲

هذا الحديث منذ ست و خمسين سنة.

 (بفرق الفاظ حدیث گزشتہ کے مثل ہے)[1]

بیان:

﴿یخاف یعنی علی نفسه من القتل إلی بطنه یعنی جسده ع حمل یعنی مات أبوه و هو حمل إنما یتوقف معرفة النبی ص علی معرفة الله لأن من لم یعرف الله بأنه لا ینال و لا یری لم یعرف أنه لا بد أن یکون بینه و بین الله واسطة مبلغ و إنما یتوقف معرفة الحجة علی معرفة النبی لأن من لم یعرف الرسول بأنه لا بد من أن یکون بشرا لا یمکن أن یدوم وجوده لم یعرف أنه لا بد له من وصی یستخلفه بعد موته و لأن معرفة الحجة إنما تکون من الله بواسطة الرسول و إنما یضل المؤمن عن الدین لو لم یعرف الحجة لأن المضلین المحرفین لا یزالون باقین فی کل شریعة لاقتضاء حکمة الله ذلك فلو لا الحجة الذی یمیز الحق من الباطل و یهدی للتی هی أقوم لضلت الضعفاء عن الدین بل لم یثبت الأقویاء علی الیقین﴾

''یخاف'' وہ خوف کرتا ہے۔ یعنی وہ اپنے قتل ہو جانے سے ''الی بطنه'' اس کے بطن کی طرف یعنی امامؑ کے جسد کی طرف۔ ''حمل'' یعنی ان کے والد کا انتقال ہو گیا اور وہ بطن میں تھا۔

بیشک رسول خداؐ کی معرفت موقوف ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت پر کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی نہیں پہچان سکتا اس لیے کہ وہ دکھائی نہیں دیتا پس اس لیے ضروری تھا کہ مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک تبلیغ کا واسطہ ہو اور اسی طرح حجّت کی معرفت موقوف ہے رسول خداؐ کی معرفت پر اس لیے کہ رسول خداؐ کی معرفت آپؐ کے وصی کی معرفت کے بغیر نہیں ہو سکتی جس کو رسولؐ کی وفات کے بعد خلافت حاصل ہو پس حجّت کی معرفت رسول خداؐ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور مومن دین سے گمراہ رہیں گے جب تک وہ حجّت کی معرفت کو حاصل نہ کریں۔ پس اگر وہ حجّت نہ ہوتی جو حق اور باطل میں تمیز کرتی ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرتی ہے تو ضعیف لوگ دین سے گمراہ رہتے بلکہ قوی ترین لوگوں کو یقین کی منزلت حاصل نہ ہوتی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے[2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ احمد بن ہلال الصبرتائی ثقہ ہے[3] البتہ اس کا

[1] سابقہ حدیث کے حوالہ جات کی طرف رجوع کریں۔
[2] مراۃ العقول: ۴/۵۹
[3] المفید من معجم رجال الحدیث ۴۹

مذہب معلوم نہیں ہے اور خالد ثقہ ہے (واللہ اعلم)

5/911 الكافى، ١/٣٣٨/١/٧ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُنْذِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَابُوسَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ ٱلسِّنْدِيِّ عَنْ أَبِي دَاوُدَ ٱلْمُسْتَرِقِّ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مَالِكٍ ٱلْجُهَنِيِّ عَنِ ٱلْحَارِثِ بْنِ ٱلْمُغِيرَةِ عَنِ ٱلْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ: أَتَيْتُ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَوَجَدْتُهُ مُتَفَكِّراً يَنْكُتُ فِي ٱلْأَرْضِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ مَا لِي أَرَاكَ مُتَفَكِّراً تَنْكُتُ فِي ٱلْأَرْضِ أَ رَغْبَةً مِنْكَ فِيهَا فَقَالَ لاَ وَ ٱللَّهِ مَا رَغِبْتُ فِيهَا وَ لاَ فِي ٱلدُّنْيَا يَوْماً قَطُّ وَ لَكِنِّي فَكَّرْتُ فِي مَوْلُودٍ يَكُونُ مِنْ ظَهْرِي ٱلْحَادِيَ عَشَرَ مِنْ وُلْدِي هُوَ ٱلْمَهْدِيُّ ٱلَّذِي يَمْلَأُ ٱلْأَرْضَ عَدْلاً وَ قِسْطاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَ ظُلْماً تَكُونُ لَهُ غَيْبَةٌ وَ حَيْرَةٌ يَضِلُّ فِيهَا أَقْوَامٌ وَ يَهْتَدِي فِيهَا آخَرُونَ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ كَمْ تَكُونُ ٱلْحَيْرَةُ وَ ٱلْغَيْبَةُ قَالَ سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سِتَّةَ أَشْهُرٍ أَوْ سِتَّ سِنِينَ فَقُلْتُ وَ إِنَّ هَذَا لَكَائِنٌ فَقَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّهُ مَخْلُوقٌ وَ أَنَّى لَكَ بِهَذَا ٱلْأَمْرِ يَا أَصْبَغُ أُولَئِكَ خِيَارُ هَذِهِ ٱلْأُمَّةِ مَعَ خِيَارِ أَبْرَارِ هَذِهِ ٱلْعِتْرَةِ فَقُلْتُ ثُمَّ مَا يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ ثُمَّ يَفْعَلُ ٱللَّهُ مَا يَشَاءُ فَإِنَّ لَهُ بَدَاءَاتٍ وَ إِرَادَاتٍ وَ غَايَاتٍ وَ نِهَايَاتٍ.

(ترجمہ) اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک روز امیر المومنین علیہ السلام کو فکر مند دیکھا۔ آپؑ لکڑی کی نوک سے زمین کرید رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین علیہ السلام میں آپ کو فکر مند پا رہا ہوں کیا آپؑ کے دل میں رغبت سلطنت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: نہیں میرے دل میں نہ کسی دن کی رغبت پیدا ہوئی ہے اور نہ دنیا کی۔ میں سوچ رہا ہوں اس مولود کے بارے میں جو میرے فرزند گیارویں امام کی پشت سے ہوگا۔ اس کا نام مہدی ہو گا جو زمین کو عدل وداد سے اسی طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اور رہو گی اسکے لئے رغبت اور حیرت، اور کچھ لوگ ہدایت پائیں گے اور کچھ گمراہ ہو جائیں گے۔

میں نے عرض کیا اے امیر المومنین علیہ السلام! یہ حیرت اور غیبت کتنے دن رہے گی۔ (تا کہ بعد اس کے مومنین کو اطمینان ہو) آپؑ نے فرمایا: بعض کو چھ دن بعض کو چھ ماہ اور بعض کو چھ سال۔ میں نے کہا کیا یہ امر ہونے ہی والا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں گویا وہ پیدا ہوگئی ہے اور اے اصبغ کہاں ہے تمہارا مرتبہ ان مومنون کا سا (یعنی یہ حیرت ان کے لئے باعث نقص نہ ہوگی) اور مومنین اس امت کے بہترین لوگ ہوں گے۔ میں نے کہا پھر اس کے بعد کیا ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: پھر اللہ جو چاہے گا کرے گا۔ بے شک ارادے اسی کے ہیں، مقاصد اسی کے

ہیں اور انتہا تک پہنچانا اسی کا کام ہے۔ [1]

بیان:

﴿النکت أن یضرب فی الأرض بقضیب و نحوہ فیؤثر فیها و إنما حد الحیرۃ و الغیبۃ بالست مع أن الأمر زاد علی الستمائۃ لدخول البداء فی أفعال اللہ سبحانہ کما أشار ع إلیه فیما یکون بعد هذہ المدۃ بقوله یفعل اللہ ما یشاء فإن له بداءات یعنی بداءۃ بعد بداءۃ تخالفها و قد مضی تحقیق معنی البداء و سرہ فی کتاب التوحید و إرادات یعنی إرادۃ بعد إرادۃ تخالفها و غایات و نهایات یعنی غایۃ و نهایۃ لأمر بعد غایۃ و نهایۃ لذلك الأمر تخالفان تلك الغایۃ و النهایۃ و مما یدل علی ما قلناہ ما ورد عنهم ع فی وقت ظهور أمرهم و ما بدا اللہ فی ذلك مرۃ بعد أخری کما رواہ الثمالی عن أبی جعفر ع إن اللہ تعالی وقت هذا الأمر فی السبعین فلما قتل الحسین ع أخرہ إلی أربعین و مائۃ فلما أذعتم الحدیث رفع التوقیت عنه و یأتی تمام الحدیث عن قریب﴾

''النکت''یعنی زمین پہ چھڑی مارنا جس سے اس میں نشان پڑ جائے، بیشک حیرت اور غیبت کی حد چھ کے ساتھ ہے اس امر سے جو سات سو سے زیادہ ہے اللہ تعالیٰ کے افعال میں بداء کے دخول کی وجہ سے جیسا کہ اس کی طرف امامؑ نے اشارہ فرمایا: اس مدت کے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرے گا کیونکہ اس کے لیے بداء ہوتا ہے یعنی بداء کے بعد بداء اور بداء کے معنی کی تحقیق کتاب التوحید میں گزر چکی ہے۔

''ارادات''یعنی ایک ارادے کے بعد ارادہ''غایات و نہایات''یعنی غایت اور نہایت اس امر کی غایت اور نہایت کے بعد یہ چیز دلالت کرتی ہے اس پر جو ہم نے بیان کیا ائمہ طاہرینؑ کی طرف وارد شدہ اخبار کے ذریعہ کے ان کے امر کے ظہور کے وقت میں اور اس میں اللہ تعالیٰ دوسری مرتبہ بداء ہوا جیسا کہ حمزہ ثمالی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اس امر کے وقت کو ستر میں قرار دیا، پس جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو اس نے اس کو ایک سو چالیس میں مؤخر کر دیا۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم) ۲۳۳ ح ۲۷ا؛ کمال الدین: ۱/ ۲۸۸؛ دلائل الامۃ: ۲۸۹؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۹۵ ح ۲۵ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۲۸؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۱۱۷؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۶۷؛ الاختصاص: ۲۰۹؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۲۰؛ کفایۃ الاثر: ۲۱۹؛ تقریب المعارف: ۴۲۹؛ الانصاف: ۴۰۷؛ بشارۃ الاسلام: ۶۱؛ من ھو المھدیؑ؟: ۱۶۰؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۹؛ ہدایۃ الکبریٰ: ۸۸؛ الملاحم والفتن: ۱۸۵

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۴۴

6/912 الکافی، ۱/۱۳/۳۳۹/۱ عنه عن سهل و محمد و غیره عن أحمد و علی عن أبیه جمیعا عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ اَلسَّبِيعِيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِمَّنْ يُوثَقُ بِهِ : أَنَّ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ تَكَلَّمَ بِهَذَا اَلْكَلاَمِ وَ حُفِظَ عَنْهُ وَ خَطَبَ بِهِ عَلَى مِنْبَرِ اَلْكُوفَةِ اَللَّهُمَّ إِنَّهُ لاَ بُدَّ لَكَ مِنْ حُجَجٍ فِي أَرْضِكَ حُجَّةٍ بَعْدَ حُجَّةٍ عَلَى خَلْقِكَ يَهْدُونَهُمْ إِلَى دِينِكَ وَ يُعَلِّمُونَهُمْ عِلْمَكَ كَيْلاَ يَتَفَرَّقَ أَتْبَاعُ أَوْلِيَائِكَ ظَاهِرٍ غَيْرِ مُطَاعٍ أَوْ مُكْتَتَمٍ يُتَرَقَّبُ إِنْ غَابَ عَنِ اَلنَّاسِ شَخْصُهُمْ فِي حَالِ هُدْنَتِهِمْ فَلَمْ يَغِبْ عَنْهُمْ قَدِيمُ مَبْثُوثِ عِلْمِهِمْ وَ آدَابُهُمْ فِي قُلُوبِ اَلْمُؤْمِنِينَ مُثْبَتَةٌ فَهُمْ بِهَا عَامِلُونَ وَ يَقُولُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي هَذِهِ اَلْخُطْبَةِ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ فِيمَنْ هَذَا وَ لِهَذَا يَأْرِزُ اَلْعِلْمُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ لَهُ حَمَلَةٌ يَحْفَظُونَهُ وَ يَرْوُونَهُ كَمَا سَمِعُوهُ مِنَ اَلْعُلَمَاءِ وَ يَصْدُقُونَ عَلَيْهِمْ فِيهِ اَللَّهُمَّ فَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ اَلْعِلْمَ لاَ يَأْرِزُ كُلُّهُ وَ لاَ يَنْقَطِعُ مَوَادُّهُ وَ إِنَّكَ لاَ تُخْلِي أَرْضَكَ مِنْ حُجَّةٍ لَكَ عَلَى خَلْقِكَ ظَاهِرٍ لَيْسَ بِالْمُطَاعِ أَوْ خَائِفٍ مَغْمُورٍ كَيْلاَ تَبْطُلَ حُجَّتُكَ وَ لاَ يَضِلَّ أَوْلِيَاؤُكَ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَهُمْ بَلْ أَيْنَ هُمْ وَ كَمْ هُمْ أُولَئِكَ اَلْأَقَلُّونَ عَدَداً اَلْأَعْظَمُونَ عِنْدَ اَللَّهِ قَدْراً .

(ترجمہ) بعض اصحاب امیر المومنین نے جو معتبر وموثق ہیں بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے منبر کوفہ پر بیان فرمایا اور لوگوں نے اس کو حفظ بھی کرلیا۔

''خداوندا! روئے زمین پر تیری حجتوں میں سے ایک کے بعد دوسرے کا ہونا ضروری ہے تا کہ وہ ہدایت کریں تیرے دین کی طرف اور تعلیم دیں تیرے علم کی تا کہ تیرے اولیاء کے پیرو متفرق نہ ہوں۔ خواہ وہ امام ظاہر ہو اور اس کی اطاعت نہ کی جاتی ہو، خواہ مخفی ہو اور اس کے ظہور کی اُمید ہو اور تیرے ولی کا وجود لوگوں کی نظروں سے غائب ہو ترک دعویٰ امامت کے ساتھ تاہم اس کے قدیم منتشر علوم و آداب مومنین کے قلوب میں ثابت و برقرار رہیں گے۔ وہ ان پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ کس میں ہے یہ علم و آداب کم ہوجاتا ہے علم جب اس کے ایسے حامل نہ پائے جاتے ہوں جو اس کی حفاظت کریں گے اور جیسا کہ علماء سے سُنا ہے اس کی روایت کریں اور اس کی تصدیق کریں۔ خداوند میں جانتا ہوں۔ کُل علم غائب نہیں ہوا اور نہ اسے کے سرچشمے بند ہوئے ہیں تو زمین کو اپنی حجت سے اپنی مخلوق پر کبھی خالی نہیں چھوڑتا۔ خواہ وہ حجت اس صورت میں موجود ہو کہ کوئی اس کی اطاعت نہ کرے یا وہ بحالت خوف پوشیدہ ہو تو یہ اس لیے تو کرتا ہے تا کہ تیری حجت باطل نہ ہو اور

تیرے اولیاء ہدایت کے بعد گمراہ نہ ہوں لیکن ایسے لوگ کہاں ہیں اور کتنے ہیں وہ تعداد میں کم ہیں لیکن ازروئے قدر پیش خدان کا بڑا مرتبہ ہے۔''[1]

بیان:

﴿أتباع أوليائك في بعض النسخ نبيك و في بعضها أولئك يترقب ينتظر هدنتهم سكونهم و مصالحتهم مبثوث علمهم بالمثلثتين منتشرة فيمن هذي في شأن من تكلم في العلم بغير معقول من الهذيان و لهذا و لأجل أن الناس يصيرون إلى مثل هذا و يتكلمون بالباطل يأرز العلم بتقديم المهملة ينضم بعضه إلى بعض و يجتمع عند أهله مغمود مستور بل أين هم و كم هم يعني أين يوجد أولياؤك و كم يوجد منهم﴾

''اتباع اوليآئك'' بعض نسخوں میں ''نبيلا'' ہے اور بعض میں ''اوليك'' ہے۔ ''يترقب'' وہ انتظار کرتے ہیں۔ ''هدنتهم'' ان کا سکون اور مصالحت۔ ''مبثوث علمهم'' ان کا علم پھیل گیا۔ ''ضيمن هذي''اس کے بارے میں جو بغیر معقول کے بارے کلام کرے۔ ''لهذا''اس لیے یعنی اس وجہ سے لوگ اس طرح کی چیزوں کی طرف جاتے ہیں اور باطل گفتگو کرتے نہیں۔ ''مغمور'' چھپا ہوا۔ ''بل ايك هم و كم هم''یعنی تمھارے دوست کہا پائے جاتے ہیں اوران کی تعداد کتنی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے[2] لیکن شیخ صدوق نے اس خطبے کو جس سند سے نقل کیا ہے وہ موثق ہے (واللہ اعلم)

7/913 الكافي، ۱/۳/۳۳۵/۱ علي بن محمد عن سهل عن السراد عن الشحام عن هشام و محمد عن أحمد عن السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي اَلثِّقَةُ مِنْ أَصْحَابِ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُمْ سَمِعُوا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ فِي خُطْبَةٍ لَهُ: اَللَّهُمَّ وَ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ اَلْعِلْمَ لاَ يَأْرِزُ كُلُّهُ وَ لاَ يَنْقَطِعُ مَوَادُّهُ وَ أَنَّكَ لاَ تُخْلِي أَرْضَكَ مِنْ حُجَّةٍ لَكَ عَلَى خَلْقِكَ ظَاهِرٍ لَيْسَ بِالْمُطَاعِ أَوْ خَائِفٍ مَغْمُورٍ كَيْلاَ تَبْطُلَ حُجَجُكَ وَ لاَ يَضِلَّ أَوْلِيَاؤُكَ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَهُمْ بَلْ أَيْنَ هُمْ وَ كَمْ أُولَئِكَ اَلْأَقَلُّونَ عَدَداً وَ اَلْأَعْظَمُونَ عِنْدَ اَللَّهِ جَلَّ

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۷۴۲ح ۱۲۰؛ بحارالانوار: ۲۳/ ۵۴؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۶۷؛ فضائل امیر المومنینؑ: ۵؍۱۴۵؛ وسائل الشیعہ: ۲۷/ ۹۰؛ مستدرک الوسائل: ۱۷/ ۲۸۶؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۷۷؛ نوادر الاخبار: ۱۱۵/ دلائل الامامۃ: ۵۳۰؛ کمال الدین: ۱/ ۳۰۲؛ غایۃ المرام: ۲/ ۳۲۴؛ الثاقب: ۴۸۸؛ مکیال المکارم: ۲/ ۳۴۹؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۱۲/ ۶۹۳؛ من ھو المہدیؑ: ۱۲۴؛ نہج السعادۃ: ۲/ ۵۸۵

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۴۹

ذِكْرُهُ قَدْراً اَلْمُتَّبِعُونَ لِقَادَةِ اَلدِّينِ اَلْأَئِمَّةِ اَلْهَادِينَ اَلَّذِينَ يَتَأَدَّبُونَ بِآدَابِهِمْ وَ يَنْهَجُونَ نَهْجَهُمْ فَعِنْدَ ذَلِكَ يَهْجُمُ بِهِمُ اَلْعِلْمُ عَلَى حَقِيقَةِ اَلْإِيمَانِ فَتَسْتَجِيبُ أَرْوَاحُهُمْ لِقَادَةِ اَلْعِلْمِ وَ يَسْتَلِينُونَ مِنْ حَدِيثِهِمْ مَا اِسْتَوْعَرَ عَلَى غَيْرِهِمْ وَ يَأْنَسُونَ بِمَا اِسْتَوْحَشَ مِنْهُ اَلْمُكَذِّبُونَ وَ أَبَاهُ اَلْمُسْرِفُونَ أُولَئِكَ أَتْبَاعُ اَلْعُلَمَاءِ صَحِبُوا أَهْلَ اَلدُّنْيَا بِطَاعَةِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ أَوْلِيَائِهِ وَ دَانُوا بِالتَّقِيَّةِ عَنْ دِينِهِمْ وَ اَلْخَوْفِ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَأَرْوَاحُهُمْ مُعَلَّقَةٌ بِالْمَحَلِّ اَلْأَعْلَى فَعُلَمَاؤُهُمْ وَ أَتْبَاعُهُمْ خُرْسٌ صُمْتٌ فِي دَوْلَةِ اَلْبَاطِلِ مُنْتَظِرُونَ لِدَوْلَةِ اَلْحَقِّ وَ سَيُحِقُّ اَللَّهُ اَلْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَ يَمْحَقُ اَلْبَاطِلَ هَا هَا طُوبَى لَهُمْ عَلَى صَبْرِهِمْ عَلَى دِينِهِمْ فِي حَالِ هُدْنَتِهِمْ وَ يَا شَوْقَاهْ إِلَى رُؤْيَتِهِمْ فِي حَالِ ظُهُورِ دَوْلَتِهِمْ وَ سَيَجْمَعُنَا اَللَّهُ وَ إِيَّاهُمْ فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَ أَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيَّاتِهِمْ .

(ترجمہ) ابو اسحاق سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے ثقہ اصحاب کے اُنھوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے ایک خطبہ سُنا میں ''خداوندا میں جانتا ہوں کہ کُل علم کسی وقت برطرف نہیں ہوتا اور اس کا مواد منقطع نہیں ہوتا اور تیری زمین تیری مخلوق پر تیری حجت سے خالی نہیں ہوتی۔ خواہ وہ ظاہر ہوں بدوں اس کے کہ لوگ اسکی اطاعت کریں یا خائف و پوشیدہ رہ کرتا کہ کس زمانہ میں بھی تیری حجت مخلوق پر باطل نہ ہو اور تیرے دوست ہدایت پانے کے بعد گمراہ نہ ہو کہاں ہیں اور کتنے ہیں تیرے اولیاء از روئے شمار بہت کم ہیں اور ان کی عظمت قدر خدا کے نزدیک زیادہ ہے وہ پیشوائے دین اور آئمہ ہادین کے تابعین ہیں اور ان کے آداب حاصل کرتے ہیں اور انہی کے طریقہ پر چلتے ہیں ایسی صورت میں حقیقت ایمان کا علم ان پر ہجوم کرتا ہو پس ان کی روحیں قبول کرتی ہیں اپنے پیشواؤں کے علم کو اور ان کے دل نرم ہوتے ہیں ان کی حدیثوں سے اا و ر ان کی بیان کردہ حدیثوں سے اعتراض کرتے ہیں اور ان کے غیر کی باتوں سے بیزار ہوتے ہیں اور مانوس ہوتے ہیں ان چیزوں سے اور نہ جھوٹوں سے وحشت ہوتی ہے اور مصرف اس کا انکار کرتے ہیں یہ لوگ علماء کے پیرو ہیں اور اطاعت خدا اولیاے خدا کی تحت وہ اہل دنیا سے مصاجبت کرتے ہیں اور عمل کرننتے ہیں تقیہ پر اپنے دین کی حفاظت کے لیے اور اپنے دشمن کے خوف سے، پس ان کی روحیں بلند مرتبہ پر فائز ہیں اور ان کے علماء و اتباع خاموش ہیں دشمنوں کے کوف سے حکومت باطلہ میں اور انتظار کررہے ہیں حکومتِ حق کا اور اللہ اپنے کلمات کو حق سے ثابت کردے گا اور باطل کو مٹائے گا آگاہ ہو کہ خوشخبری ہے ان کے لیے اس صبر کے متعلق جو انھوں نے دین کے

معاملہ میں مصائب وآلاء پر کیا اور کیسا شوق ہے ان کو اپنی دولت وحکومت حقہ کے وقت ظہور کو دیکھنے کا اور عن قریب اللہ ہمیں اور ان کو اور ان کے نیک صالح آباء واجداد کو اور اُن کی ازواج وذریت کو جنّت عدن میں جمع کرے گا۔''[1]

بیان:

﴿یهجم بهم العلم یرد علیهم ورودا من حیث لا یشعرون فتستجیب تطیع ما استوعر ما استصعب یعنی من الأسرار المکنونة صحبوا أهل الدنیا بطاعة الله و أولیائه یعنی بسبب طاعته و طاعة أولیائه أو أن مشارکتهم معهم إنما هی فی طاعة الله تعالی و طاعة أولیائه ظاهرا و أما فی الاعتقاد فهم فی واد و أولئك فی واد عن دینهم مصروفین عن دینهم بحسب الظاهر أو ذابین عنه و الخوف عطف علی التقیة فأرواحهم معلقة بالمحل الأعلی یعنی نفضوا عن أذیال قلوبهم غبار المتعلق بهذه الخربة الموحشة الدنیة و توجهت أرواحهم إلی مشاهدة جمال حضرة الربوبیة فهم مصاحبون بأشباحهم لأهل هذه الدار و بأرواحهم للملائکة المقربین و الأبرار﴾

''یهجم بهم العلم'' ان کے پاس علم کا آنا یعنی ان پر ایسا وارد ہوتا کہ جہاں سے ان کو شعور تک نہ ہو۔ ''منتستجیب'' تو اطاعت کرتا ہے۔ ''ماستوعه'' جو دشوار اور مشکل ہو یعنی چھپے ہوتے اسرار۔''صحبوا هل الدنیا بطاعة الله واولیائة وهل'' اہل دنیا کے ساتھی ہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے اور یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سبب اور اس کے اولیاء کی اطاعت کے سبب یا وہ ان کے ساتھ شریک ہیں اور بیشک یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے اولیآء کی اطاعت کے بارے میں سے ظاہری طور پر بہر حال اعتقاد میں وہ ایک وادی میں ہیں اور یہ ایک وادی میں۔

''عن دینهم'' ان کے دین سے منحرف دس ظاہر کے حساب سے یا اس سے بھاگتے ہیں۔''الخون'' یہ عطف ہے تقیّہ پر''فَأَرْوَاحُهُمْ مُعَلَّقَةٌ بِالْمَحَلِّ ٱلْأَعْلَى''۔پس ان کی ارواح معلق ہیں بلند مقام پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن ممکن ہے کہ حدیث موثق ہے کیونکہ ابی اسحاق پر ہمارے بزرگوں نے کافی اعتماد کیا ہے

[1] تفسیر کنز الدقائق:۶/۱۴۱ ۴؛تفسیر نور الثقلین:۲/۴۹۸؛مسند سہل بن زیاد:۵/۴۰؛نہج السعادۃ:۳/۱۴۴۱؛غایۃ المرام:۲/۳۲۴؛تفسیر المحیط:۱/۲۲۳؛ من ھو المہدیؑ؟:۱۲۶

[2] مراۃ العقول:۴/۲۵

اور کثیر روایات نقل کی ہیں (واللہ اعلم)

8/914 الکافی،١/٣/٣٣٦/١ محمد عن أحمد عن التميمي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْمُسَاوِرِ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِيَّاكُمْ وَ اَلتَّنْوِيهَ أَمَا وَ اَللَّهِ لَيَغِيبَنَّ إِمَامُكُمْ سِنِيناً مِنْ دَهْرِكُمْ وَ لَتُمَحَّصُنَّ حَتَّى يُقَالَ مَاتَ قُتِلَ هَلَكَ بِأَيِّ وَادٍ سَلَكَ وَ لَتَدْمَعَنَّ عَلَيْهِ عُيُونُ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ لَتُكْفَؤُنَّ كَمَا تُكْفَأُ اَلسُّفُنُ فِي أَمْوَاجِ اَلْبَحْرِ فَلاَ يَنْجُو إِلاَّ مَنْ أَخَذَ اَللَّهُ مِيثَاقَهُ وَ كَتَبَ فِي قَلْبِهِ اَلْإِيمَانَ وَ أَيَّدَهُ بِرُوحٍ مِنْهُ وَ لَتُرْفَعَنَّ اِثْنَتَا عَشْرَةَ رَايَةً مُشْتَبِهَةً لاَ يُدْرَى أَيٌّ مِنْ أَيٍّ قَالَ فَبَكَيْتُ ثُمَّ قُلْتُ فَكَيْفَ نَصْنَعُ قَالَ فَنَظَرَ إِلَى شَمْسٍ دَاخِلَةٍ فِي اَلصُّفَّةِ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ تَرَى هَذِهِ اَلشَّمْسَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ وَ اَللَّهِ لَأَمْرُنَا أَبْيَنُ مِنْ هَذِهِ اَلشَّمْسِ.

(ترجمہ) مفضل سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: اس بات کو متشہر کرنے سے باز رہو خدا کی قسم! تمہارا امام برسوں تک غیبت میں رہے گا اور اتنی طویل مدت ہوگی کہ لوگ کہیں گے کہ وہ مر گئے یا قتل ہو گئے یا کسی وادی میں چلے گئے، مومنین کی آنکھوں سے ان کے فراق میں آنسو بہیں گے اور وہ اس طرح مضطرب ہوں گے جیسے کشتیاں امواج بحر میں، پس اس دور میں صرف وہی شخص سلامت رہے گا جس سے روز اول اللہ نے عہد و میثاق لے لیا اور اس کے دل پر ایمان نقش کر دیا ہے اور روح سے اس کی مدد کی ہے۔ ان کے ظہور کے وقت بارہ پرچم لہراتے ہوں گے۔ لوگ اشتباہ میں پڑ جائیں گے۔ راوی کہتا ہے یہ سن کر میں رویا اور کہنے لگا پھر ہم کیا کریں گے۔ پھر آپؑ نے دھوپ کی طرف دیکھا جو چبوترے پر پھیلی ہوئی تھی اور فرمایا: اے ابوعبداللہ! تم اس دھوپ کو دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہمارا امر اس سے زیادہ روشن اور واضح ہے۔ [1]

بیان:

﴿التنويه التشهير و الدعوة كأنه يعني لا تشهروا أنفسكم أو لا تدعوا الناس إلى دينكم و التمحيص بالمهملتين الابتلاء و الاختبار و لتكفأن لتقلبن و الرايات المشتبهة من اشتراط ظهوره ع﴾

[1] کمال الدین: ۲/۳۴۷؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۴۹۰ ح ۲۸۵؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۲۸۴ ح ۱۴۴؛ بحارالانوار: ۵۲/۲۸۱؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۴؛ اثبات الهداۃ: ۵/۸۸؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۲۵؛ تقریب المعارف: ۴۳۱؛ الهدایۃ الکبریٰ: ۳۶۰؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/۲۸۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۲۶۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/۱۴۹؛ دلائل الامامۃ (مترجم): ۲: ۵۷ ح ۵۱۲ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۴۰۳؛ من ھوالمهدیؑ: ۲۰۹؛ مکیال المکارم: ۲/۲۰۲؛ معجم احادیث الامام المهدیؑ: ۵/۱۴۲

''التنویہ''مشہور کرن اوردعوت دینا یعنی تم اپنے آپ کو مشہور نہ کرو یا لوگوں کو اپنے دین کی طرف نہ بلاؤ۔

''التمحیص''امتحان۔''الرایات المشتبومہ''مشتبہ جھنڈے یہ امامؑ کے ظہور کی نشانیوں میں سے ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے اور اسے ضعیف بھی کہا گیا ہے [1] اور میرے نزدیک حدیث محمد بن المساور کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

9/915 الکافی،۱/۱۱/۳۳۸/۱ الحسین بن محمد و محمد عن جعفر بن محمد عن الحسن بن معاویۃ عن ابن جبلۃ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ خَلَفِ بْنِ عَبَّادٍ اَلْأَنْمَاطِيِّ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِاَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ عِنْدَهُ فِي اَلْبَيْتِ أُنَاسٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِذَلِكَ غَيْرِي فَقَالَ أَمَا وَ اَللَّهِ لَيَغِيبَنَّ عَنْكُمْ صَاحِبُ هَذَا اَلْأَمْرِ وَ لَيَخْمُلَنَّ هَذَا حَتَّى يُقَالَ مَاتَ هَلَكَ فِي أَيِّ وَادٍ سَلَكَ وَ لَتُكْفَؤُنَّ كَمَا تُكْفَأُ اَلسَّفِينَةُ فِي أَمْوَاجِ اَلْبَحْرِ لاَ يَنْجُو إِلاَّ مَنْ أَخَذَ اَللَّهُ مِيثَاقَهُ وَ كَتَبَ اَلْإِيمَانَ فِي قَلْبِهِ وَ أَيَّدَهُ بِرُوحٍ مِنْهُ وَ لَتُرْفَعَنَّ اِثْنَتَا عَشْرَةَ رَايَةً مُشْتَبِهَةً لاَ يُدْرَى أَيٌّ مِنْ أَيٍّ قَالَ فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ يَا أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَيْفَ لاَ أَبْكِي وَ أَنْتَ تَقُولُ اِثْنَتَا عَشْرَةَ رَايَةً مُشْتَبِهَةً لاَ يُدْرَى أَيٌّ مِنْ أَيٍّ قَالَ وَ فِي مَجْلِسِهِ كَوَّةٌ تَدْخُلُ فِيهَا اَلشَّمْسُ فَقَالَ أَبَيِّنَةٌ هَذِهِ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَمْرُنَا أَبْيَنُ مِنْ هَذِهِ اَلشَّمْسِ.

ترجمہ: مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا آپؑ کے پاس کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ میں نے خیال کیا کہ آپؑ میرے سوا اوروں سے بات کرنا چاہتے ہیں پس آپؑ نے فرمایا: تمہارے صاحب الامر علیہ السلام ہونے کا غائب ہونا ضروری ہے۔ لوگوں کو ان کے متعلق شبہات ہوں گے۔ کوئی کہے گا مر گئے کوئی کہے گا ہلاک ہو گئے، کوئی کہے گا کسی طرف چلے گئے اس معاملہ میں لوگ اس طرح مضطرب ہوں گے جیسے کشتیاں امواج بحر ہچکولے کھاتی ہیں نہیں نجات پائے گا اس مہلکہ سے، مگر وہ شخص جس نے خدا سے میثاق لیا ہوا اور اس نے ایمان کو اس قلب میں راسخ کر دیا ہو اور اپنی روح سے اس کی تائید کی ہو۔ اس وقت میں بارہ جھنڈے شبہات والوں کے بلند ہوں گے کوئی نہ جانے گا کون کس کا یہ ہے یہ سن کر میں رونے لگا۔ آپؑ نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو۔ میں نے کہا کیسے نہ روؤں حالانکہ آپؑ فرما رہے ہیں کہ مخالفوں کے بارہ جھنڈے

[1] مراۃ العقول:۴/۳۷

ہوں گے کوئی نہ جانے گا کون سا جھنڈا کس کا ہے۔ آپؑ کے حجرہ میں ایک سوراخ تھا جس سے دھوپ آتی تھی فرمایا: کیا یہ (روشنی) واضح ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپؑ نے پھر فرمایا: ہمارا امر امامت سورج سے زیادہ روشن ہے۔ [۱]

بیان:

﴿إنما أراد بذلك أي بالخطاب الذي سيذكره و الخمول الخفاء و الكوة بالفتح و الضم الخرق في الحائط﴾

بیشک انہوں نے اس کا ارادہ کیا یعنی خطاب کا جس کا ذکر ہم عنقریب کریں گے۔ ''الخمول'' مخفی۔ ''الکوّۃ'' دیوار میں سورخ۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف یا مجہول ہے [۲]

10/916 الكافي، ۱/۳۳۶/۴/۱ علي عن محمد بن الحسين عن التميمي عَنْ فَضَالَةَ عَنْ سَدِيرٍ اَلصَّيْرَفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ فِي صَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ شَبَهاً مِنْ يُوسُفَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قُلْتُ لَهُ كَأَنَّكَ تَذْكُرُهُ حَيَاتَهُ أَوْ غَيْبَتَهُ قَالَ فَقَالَ لِي وَ مَا يُنْكَرُ مِنْ ذَلِكَ هَذِهِ اَلْأُمَّةُ أَشْبَاهُ اَلْخَنَازِيرِ إِنَّ إِخْوَةَ يُوسُفَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانُوا أَسْبَاطاً أَوْلاَدَ اَلْأَنْبِيَاءِ تَاجَرُوا يُوسُفَ وَ بَايَعُوهُ وَ خَاطَبُوهُ وَ هُمْ إِخْوَتُهُ وَ هُوَ أَخُوهُمْ فَلَمْ يَعْرِفُوهُ حَتَّى قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَ هَذَا أَخِي فَمَا تُنْكِرُ هَذِهِ اَلْأُمَّةُ اَلْمَلْعُونَةُ أَنْ يَفْعَلَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِحُجَّتِهِ فِي وَقْتٍ مِنَ اَلْأَوْقَاتِ كَمَا فَعَلَ بِيُوسُفَ إِنَّ يُوسُفَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ كَانَ إِلَيْهِ مُلْكُ مِصْرَ وَ كَانَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ وَالِدِهِ مَسِيرَةُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْماً فَلَوْ أَرَادَ أَنْ يُعْلِمَهُ لَقَدَرَ عَلَى ذَلِكَ لَقَدْ سَارَ يَعْقُوبُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ وُلْدُهُ عِنْدَ اَلْبِشَارَةِ تِسْعَةَ أَيَّامٍ مِنْ بَدْوِهِمْ إِلَى مِصْرَ فَمَا تُنْكِرُ هَذِهِ اَلْأُمَّةُ أَنْ يَفْعَلَ اَللَّهُ جَلَّ وَ عَزَّ بِحُجَّتِهِ كَمَا فَعَلَ بِيُوسُفَ أَنْ يَمْشِيَ فِي أَسْوَاقِهِمْ وَ يَطَأَ بُسُطَهُمْ حَتَّى يَأْذَنَ اَللَّهُ فِي ذَلِكَ لَهُ كَمَا أَذِنَ لِيُوسُفَ قَالُوا: أَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ.

(ترجمہ) سدیر الصیرفی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: یہ امر امامت حضرت

---

[۱] تفسیر کنز الدقائق: ۱۳/ ۱۴۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۷۷؛ مکیال المکارم: ۲/ ۲۰۲

[۲] مراۃ العقول: ۴/ ۴۶

حجت مشابہ ہے امر حضرت یوسفؑ سے۔ میں نے عرض کیا اس سے آپؑ کی مراد زندگی میں ان کو بادشاہت ملنے سے ہے یا ان کے غائب ہونے سے ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اس امت سے انکار نہیں کریں گے مگر وہ جو مشابہ ہوں گے خنزیروں کے۔

یوسفؑ کے بھائی اسباط تھے اور اولادِ انبیاء تھے، اُنھوں نے تجارت کی اور یوسف کو بیچ ڈالا اور ان سے بات چیت بھی کرتے رہتے تھے۔ وہ ان کے بھائی تھے لیکن جب یہ بھائی مصر میں گئے تو حضرتِ یوسف علیہ السلام کو نہ پہچانا۔ آخر اُنھوں نے بتایا کہ میں یوسفؑ ہوں تو انھوں نے اس وقت انہیں پہچان لیا۔ پس! کیوں انکار کرتی ہے یہ امت ملعونہ اس امر کا جیسا خدا نے یوسفؑ کے ساتھ کیا تھا وہ کسی اور وقت بھی اپنی حجت کے ساتھ کر سکتا تھا۔ یوسفؑ ملک مصر کے مالک تھے اور ان کے اور ان کے باپ کے درمیان اٹھارہ دن کا راستہ تھا اگر یوسف علیہ السلام اپنے حالات سے آگاہ کر دیتے تو حضرت یقوبؑ اور ان کے بیٹے بیابان کے مختصر راستہ سے صرف نو روز میں پہنچ جاتے (مگر خدا کو ان کا غائب رکھنا ہی منظور تھا) پس یہ اُمت کیوں انکار کرتی ہے حضرت حجت کے متعلق ایسا ہونے سے جیسا یوسفؑ کے لیے ہوا۔ وہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہیں راہوں سے گزرتے ہیں اور جب تک حکم خدا ظہور کے لیے نہ ہوگا ایسا ہی ہوتا رہے گا چناں چہ جب تک خدا کو منظور نہ ہوا۔ ان کے بھائیوں نے ان کو نہ پہچانا اور جب مصلحت ظہور ہوئی تو پہچان گئے اور کہنے لگے کیا تم یوسف علیہ السلام ہو۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میں یوسف ہوں۔[1]

بیان:

﴿وما تنكر من ذلك أي من حياته أو غيبته﴾

''وما تنكر من ذلك'' جس کا تو نے اس سے انکار کیا، یعنی ان کی زندگی کا اور غیبت کا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[2] اور جو سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ موثق ہے (واللہ اعلم)

11/917 الكافی، ۱/۱/۳۳۷/۶ محمد عن جعفر بن محمد عن إسحاق بن محمد عن يحيى بن المثنى عن ابن

---

[1] علل الشرائع: ۱/ ۲۴۴؛ کمال الدین: ۱/ ۱۴۴؛ تفسیر البرھان: ۳/ ۲۰۴؛ بحار الانوار: ۱۲/ ۲۸۳ و ۵۱/ ۱۴۲؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۳۶؛ دلائل الامامۃ: ۵۳۱؛ تقریب المعارف: ۴۳۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۶/ ۳۷۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/ ۴۵۹؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۵؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۲۱؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۳۰۹ ح ۱۶۶؛ الخرائج والجرائح: ۱/ ۹۳۴؛ تفسیر الصافی: ۳/ ۱۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲/ ۲۴۳

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۳۹

بکیر عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: يَفْقِدُ اَلنَّاسُ إِمَامَهُمْ يَشْهَدُ اَلْمَوْسِمَ فَيَرَاهُمْ وَلاَ يَرَوْنَهُ.

ترجمہ: زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: لوگ امام کو نہ پہچان سکیں گے۔ وہ موسم حج میں ہر سال آئیں گے۔ وہ لوگوں کو دیکھیں گے لوگ ان کو نہ دیکھیں گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

12/918 الفقیہ، ۳۱۱۵/۵۲۰/۲ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ اَلْعَمْرِيِّ رَضِيَ اَللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: وَاَللَّهِ إِنَّ صَاحِبَ هَذَا اَلْأَمْرِ لَيَحْضُرُ اَلْمَوْسِمَ كُلَّ سَنَةٍ يَرَى اَلنَّاسَ وَيَعْرِفُهُمْ وَيَرَوْنَهُ وَلاَ يَعْرِفُونَهُ.

محمد بن عثمان عمری سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہر سال حج میں موجود ہوتے ہیں وہ لوگوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں لیکن لوگ ان کو دیکھتے ہیں مگر انہیں پہچانتے نہیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [4]

13/919 الکافی، ۱/۱۲/۳۳۹/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ اَلْأَنْبَارِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَلْمُثَنَّى عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لِلْقَائِمِ غَيْبَتَانِ يَشْهَدُ فِي إِحْدَاهُمَا اَلْمَوَاسِمَ يَرَى اَلنَّاسَ وَلاَ يَرَوْنَهُ.

ترجمہ: زرارہ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو غیبتیں ہوں گی (غیبتِ صغریٰ وغیبتِ کبریٰ) وہ ہر غیبت میں حج کے زمانہ میں آئیں گے۔ وہ لوگ کو دیکھیں گے مگر لوگ ان کو نہ

---

[1] کمال الدین: ۲/۳۵۱؛ دلائل الامامۃ: ۴۸۲و۵۳۱؛ اثبات الھداۃ: ۵/۵۵و۱۱۸و۱۰۱؛ وسائل الشیعہ: ۱۱/۱۳۵؛ تقریب المعارف: ۴۳۲؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۲۹ح۱۱۹؛ مستدرک الوسائل: ۸/۵۰ح۹۰۴۸؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۲۶؛ بحارالانوار: ۵۲/۱۵۱؛ غیبت نعمانی: ۱۷۵؛ حلیۃ الابرار: ۲/۵۴۶

[2] مراۃ العقول: ۴/۴۲

[3] کمال الدین: ۲/۴۴۰؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۵۲۶ح۳۲۹؛ وسائل الشیعہ: ۱۱/۱۳۵؛ حلیۃ الابرار: ۲/۶۰۷؛ اثبات الھداۃ: ۵/۶۶؛ بحارالانوار: ۵۲/۱۵۲و۱۵۱/۳۵۰؛ منتہی الآمال: ۲/۸۴۰

[4] روضۃ المتقین: ۵/۲۱۷؛ لوامع صاحبقرانی: ۸/۳۵۰؛ السبیل الی المعنویات یعقوبی: ۵۵

دیکھیں گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف یا مجہول ہے [2] اور میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

14/920 الکافی، ۱/۳۴۰/۱۹/۱ محمد عن محمد بن الحسین عن السراد عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : لِلْقَائِمِ غَيْبَتَانِ إِحْدَاهُمَا قَصِيرَةٌ وَ اَلْأُخْرَى طَوِيلَةٌ اَلْغَيْبَةُ اَلْأُولَى لاَ يَعْلَمُ بِمَكَانِهِ فِيهَا إِلاَّ خَاصَّةُ شِيعَتِهِ وَ اَلْأُخْرَى لاَ يَعْلَمُ بِمَكَانِهِ فِيهَا إِلاَّ خَاصَّةُ مَوَالِيهِ.

(ترجمہ) عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دو غیبتیں ہیں ایک صغریٰ دوسری کبریٰ۔ پہلی غیبت میں آپؑ کی جگہ کو کوئی نہ جانے گا سوائے حضرتؑ کے مخصوص شیعوں کے اور دوسری میں حضرتؑ کی جگہ کوئی نہ جانے کا سوائے حضرتؑ کے خاص الخاص دوستوں کے۔ [3]

بیان:

﴿كأنه يريد بخاصة الموالي الذين يخدمونه لأن سائر الشيعة ليس لهم فيها إليه سبيل و أما الغيبة الأولى فكان له ع فيها سفراء تخرج إلى شيعته بأيديهم توقيعات و كان أولهم الشيخ أبو عمرو عثمان بن سعيد العمري رضي الله عنه فلما مات عثمان أوصى إلى ابنه أبي جعفر محمد بن عثمان و أوصى أبو جعفر إلى أبي القاسم الحسين بن روح و أوصى أبو القاسم إلى أبي الحسن علي بن محمد السمري رضي الله عنهم فلما حضرت السمري رضي الله عنه الوفاة سئل أن يوصي فقال لله أمر هو بالغه فالغيبة الكبرى هي التي وقعت بعد مضي السمري رضي الله عنه﴾

گویا کہ ان کی مراد وہ خاص لوگ ہیں جو امامؑ کی خدمت کرتے تھے کیونکہ تمام شیعوں کے لیے امامؑ سے رجوع کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ بہرحال پہلی غیبت میں سفیر موجود تھے جن کے ذریعہ توقیعات امامؑ کے شیعوں تک پہنچتی تھیں۔ ان میں سے پہلے شیخ ابوعمرو عثمان بن سعید العمری تھے۔ جب جناب عثمان کی وفات ہوئی تو انہوں نے اپنے بیٹے ابوجعفر محمد بن عثمان کی طرف وصیت کی۔ ابوجعفر نے ابوالقاسم حسینؒ بن روح کی طرف وصیت کی۔ ابو

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۳۳۷ح ۱۸۸؛ مستدرک الوسائل: ۸/ ۵۱؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۷؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۴۶؛ منتخب الاثر: ۲/ ۲۳۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۴۲۶

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۴۷

[3] غیبت نعمانی (مترجم): ۳۲۵ح ۱۷۴ و ۱۷۵؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۵۵ و ۵۳/ ۳۲۴؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۸ و ۱۵۶؛ تقریب المعارف: ۴۳۱؛ مکیال المکارم: ۱/ ۱۸۸؛ جنۃ الماوی نوری: ۱۶۶؛ القطرہ من بحار: ۱/ ۵۱۰

القاسم نے ابوالحسن علی بن محمد سمری کی طرف وصیت کی اور جب سمری کی وفات کا وقت قریب آیا اور ان سے وصیت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ کا امر یہ ہے جو ہو کر رہے گا، پس سمری کی وفات کے بعد غیبتِ کبریٰ کا آغاز ہوا۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے کیونکہ اسحاق بن عمار امامی اور ثقہ جلیل ہے اور یہی تحقیق ہے (واللہ اعلم)

15/921 الکافی،۱/۳۴۰/۲۰/۱ محمد و القمی عن الکوفی عَلِيٍّ عَنْ عَمِّهِ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: لِصَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ غَيْبَتَانِ إِحْدَاهُمَا يَرْجِعُ مِنْهَا إِلَى أَهْلِهِ وَ اَلْأُخْرَى يُقَالُ هَلَكَ فِي أَيِّ وَادٍ سَلَكَ قُلْتُ كَيْفَ نَصْنَعُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ قَالَ إِذَا اِدَّعَاهَا مُدَّعٍ فَاسْأَلُوهُ عَنْ أَشْيَاءَ يُجِيبُ فِيهَا مِثْلَهُ.

ترجمہ: مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: صاحب الامر علیہ السلام کی دو غیبتیں ہوں گی ایک میں تو وہ اپنے اہل کی طرف لوٹیں گے اور دوسری میں کہا جائے گا۔ کہ وہ کسی وادی میں جا کر وفات پا چکے ہیں۔ میں نے عرض کیا: ہم اس وقت کیا کریں؟ آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی مدعی دعویٰ کرے تو تم اس سے ان عظائم کے بارے میں سوال کرو جن کے بارے میں ان جیسا ہی جواب دے گا۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۳] لیکن میرے نزدیک یہ حدیث موثق یا حسن ہے کیونکہ علی بن حسان اور عبدالرحمان بن کثیر دونوں کامل الزیارات کے راوی ہیں [۴] اور ہم اس توثیق کو ترجیح دیتے ہیں البتہ کا ان کا مذہب معلوم نہیں ہے اور مفضل ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

16/922 الکافی،۱/۳۳۸/۸/۱ عَلِيٌّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ مَعْرُوفِ بْنِ خَرَّبُوذَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّمَا نَحْنُ كَنُجُومِ اَلسَّمَاءِ كُلَّمَا غَابَ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ حَتَّى إِذَا أَشَرْتُمْ

---

[۱] مراۃ العقول:۴/۵۲

[۲] غیبت نعمانی (مترجم)۲۳۳ح۱۸۲؛ اثبات الھداۃ:۵/۵۸؛ بحارالانوار:۵۲/۱۵۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۵/۵۶؛ مکیال المکارم:۱/۷۷۴

[۳] مراۃ العقول:۴/۵۴

[۴] کامل الزیارات:۲۸۹ باب ۹۳ ح۴

بِأَصَابِعِكُمْ وَ مِلْتُمْ بِأَعْنَاقِكُمْ غَيَّبَ اَللَّهُ عَنْكُمْ نَجْمَكُمْ فَاسْتَوَتْ بَنُو عَبْدِ اَلْمُطَّلِبِ فَلَمْ يُعْرَفْ أَيٌّ مِنْ أَيٍّ فَإِذَا طَلَعَ نَجْمُكُمْ فَاحْمَدُوا رَبَّكُمْ.

ترجمہ: معروف بن خربوذ نے بیان کیا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بے شک ہم آئمہ علیہم السلام ایسے ہیں جیسے آسمان کے ستارے۔ جب ایک غائب ہوگا تو دوسرا اس کی جگہ پر ظاہر ہوگا یہاں تک کہ جب وہ زمانہ آئے گا کہ تم اپنے امام پر انگشت نمائی کرو گے اور اپنی گردنوں کو اس کی اطاعت سے کج کرنے لگو گے تو خدا تمہارے ستارے کو غائب کردے گا اور جب بنوعبدالمطلب علیہ السلام کا دور اقتدار آئے گا تو پتہ ہی نہ چلے گا کہ امامؑ کون ہے مگر جب تمہارا ستارہ طلوع ہو تو تم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث موثق حسن ہے [2]

17/923 الکافی،۱/۳۳۸/۹/۱ محمد عن جعفر بن محمد عن الحسن بن معاوية عن ابن جبلة عن ابن بكير الکافی،۱/۳۴۰/۱۸/۱ العدة عن ابن عيسى عن أبيه عن ابن بكير عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ لِلْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ غَيْبَةً قَبْلَ أَنْ يَقُومَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ إِنَّهُ يَخَافُ وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى بَطْنِهِ يَعْنِي اَلْقَتْلَ.

ترجمہ: زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غیبت ضروری ہے قبل اس کے کہ وہ قیام فرمائیں۔

میں نے عرض کیا: ایسا کیوں؟ ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: ظالموں کے خوف سے اور آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اپنے بطن کی طرف اشارہ کیا، یعنی قتل۔ [3]

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۲۹۲ ح ۱۵۱؛ بحارلانوار: ۵۱/ ۱۳۸؛ دلائل الامامۃ: ۵۳۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۹۳؛ نہج السعادۃ: ۸/ ۳۶۷

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۴۵

[3] غیبت نعمانی (مترجم): ۳۴۱ ح ۱۹۴ و ۱۹۵؛ غیبت طوسی: (ترجمہ از مترجم) ۴۸۲ ح ۲۷۴؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۶؛ کمال الدین: ۲/ ۴۸۱؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۹۱ و ۹۶ و ۹۸ و ۹۷؛ دلائل الامامۃ: ۵۳۵؛ کنز الفوائد: ۱/ ۳۴۷؛ حلیۃ الابرار: ۲/ ۵۸۹؛ تقریب المعارف: ۱۸۸؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۹۵۶؛ جمال الاسبوع: ۵۲۰؛ معجم احادیث الامام المھدیؑ: ۳/ ۴۴۶؛ علل الشرائع: ۱/ ۲۴۶؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۷۷؛ من ھوالمھدیؑ؟: ۱۹۷ و ۲۰۹؛ العبقری الحسان: ۱/ ۴۱۴

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند ضعیف یا مجہول ہے اور دوسری سند موثق کالصحیح ہے [۱] اور شیخ صدوق اس مضمون کو چار مختلف اسناد سے کمال الدین کے باب ۴۴ میں نقل کیا ہے جن میں سے حدیث نمبر ۷ موثق حدیث ۸ مجہول حدیث ۹ حسن کالصحیح اور حدیث ۱۰ موثق کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

18/924 الکافی،۱/۱۰/۳۳۸/۱ الثلاثۃ عن الخراز الکافی،۱/۱۵/۳۴۰/۱ العدۃ عن أحمد عن علی بن الحکم عن الخراز عن محمد قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنْ بَلَغَكُمْ عَنْ صَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ غَيْبَةٌ فَلاَ تُنْكِرُوهَا.

(ترجمہ) محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم صاحب امر علیہ السلام سے غیبت کی خبر ملے تو تم اس کا انکار مت کرنا۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث کی پہلی سند حسن اور دوسری سند صحیح ہے [۳] اور میرے نزدیک حدیث کی دونوں سندیں صحیح ہیں (واللہ اعلم)

19/925 الکافی،۱/۱۶/۳۴۰/۱ العدۃ عن أحمد عن الوشاء عن علی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ بُدَّ لِصَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ مِنْ غَيْبَةٍ وَ لاَ بُدَّ لَهُ فِي غَيْبَتِهِ مِنْ عُزْلَةٍ وَ نِعْمَ اَلْمَنْزِلُ طَيْبَةُ وَمَا بِثَلاَثِينَ مِنْ وَحْشَةٍ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: صاحب الامر علیہ السلام کے لیے غائب ہونا ضروری ہے کہ اس زمانہ غیبت میں گوشہ نشینی لازمی ہے اور ان کے لیے اچھی جگہ مدینہ ہے اور تیس وفادار خادم ہر وقت آپؑ کی خدمت میں رہیں گے۔ [۴]

---

[۱] مراۃ العقول: ۴/ ۴۶ و ۴/ ۵۲

[۲] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۲۹ ح ۱۱۸؛ غیبت نعمانی (مترجم) ۳۶۴ ح ۲۱۵؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۱ و ۵۶؛ بحار الانوار: ۵۱/ ۱۴۶؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۸/ ۷۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۷۷ ۳؛ من ھو المہدیؑ: ؟ ۱۹۰

[۳] مراۃ العقول: ۴/ ۴۶ و ۴/ ۵۰

[۴] غیبت نعمانی (مترجم): ۳۶۴ ح ۲۱۴؛ اثبات الوصیۃ: ۵/ ۵۷؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۵۳ و ۱۵۷ و ۵۳/ ۳۲۰؛ تقریب المعارف: ۴۳۱؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۳۰ ح ۱۲۱؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱/ ۵۲۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۸/ ۷۸ ۳؛ بشارۃ الاسلام: ۲۳۷

بیان:

﴿طيبة هى المدينة المقدسة يعنى إذا اعتزل فيها مستترا و معه ثلاثون من شيعته يأنس بعضهم ببعض فلا وحشة لهم كأنه أشار بذلك إلى غيبته القصيرة فإن فى الطويلة ليس لشيعته إليه سبيل﴾

''طیّبہ'' اس سے مراد مدینہ مقدس ہے یعنی جب اس میں آپؑ پوشیدہ ہوئے تو تیس شیعہ آپؑ کے ساتھ تھے جو ایک دوسرے سے مانوس رہتے تھے۔ ''گویا'' یہ غیبتِ صغریٰ اور غیبت کبریٰ کی طرف اشارہ ہے۔ پس آپؑ کے شیعوں کے لیے رجوع نہ ہو پائے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف یا موثق ہے [1] اور کلینی، نعمانی اور طوسی تینوں کی اسناد معتبر ہیں [2] اور میرے نزدیک حدیث موثق یا حسن ہے (واللہ اعلم)

20/926 الکافی، ۱/۳۴۰/۱۷/۱ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنِ ٱلْوَشَّاءِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحَسَنِ عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللّٰهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ : كَيْفَ أَنْتَ إِذَا وَقَعَتِ ٱلْبَطْشَةُ بَيْنَ ٱلْمَسْجِدَيْنِ فَيَأْرِزُ ٱلْعِلْمُ كَمَا تَأْرِزُ ٱلْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا وَ ٱخْتَلَفَتِ ٱلشِّيعَةُ وَ سَمَّى بَعْضُهُمْ بَعْضاً كَذَّابِينَ وَ تَفَلَ بَعْضُهُمْ فِي وُجُوهِ بَعْضٍ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا عِنْدَ ذٰلِكَ مِنْ خَيْرٍ فَقَالَ لِي ٱلْخَيْرُ كُلُّهُ عِنْدَ ذٰلِكَ ثَلاَثاً.

(ترجمہ) ابان بن تغلب سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب بطشہ (فتنہ سفیانی) دو مسجدوں کے درمیان میں واقع ہو گا اس وقت علم اس طرح چھپ جائے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ میں اور ہمارے شیعوں میں اختلاف ہو جائے گا اور بعض بعض کو جھوٹا کہیں گے اور بعض بعض کے مُنہ پر تھوکیں گے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں! اس وقت خیر وخوبی کا کوئی وجود ہی نہیں رہے گا؟ آپؑ نے فرمایا: اسی وقت تو مکمل خیر وخوبی ہو گی اور آپؑ نے تین مرتبہ یہ فرمایا۔ [3]

بیان:

﴿كأنها إشارة إلى واقعة كانت قد مضت قبل الغيبة الكبرى و يحتمل أن تكون من الأمور التى لم تقع بعد و تكون من علامات ظهوره ع كما يدل عليه الخبر الآتى و إنما يكون الخير كله فى غيبة الإمام

---

[1] مراۃ العقول: ۴/ ۵۰

[2] بحار الانوار: ۴۳/ ۳۲۰

[3] غیبت نعمانی (مترجم): ۱۰۳ح ۱۶۱؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۴؛ و ۱۱۴؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۸۷۳؛ النجم الثاقب نوری: ۲/ ۴۴۰؛ بشارۃ الاسلام: ۲۱۱

لتضاعف الحسنات فیھا کما یأتی بیانہ﴾
گویا کہ یہ اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جو غیبتِ کبریٰ سے پہلے ہوگا اور یہ بھی احتمال پایا جاتا ہے کہ یہ امور جو ہوتے ہیں وہ بعد میں واقع نہیں ہوں گے اور یہ امامؑ کی ظہور کی علامات ہوں گے جیسا کہ آگے آنے والی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور بیشک امامؑ کی غیبت میں کل کی کل خیر ہے کیونکہ اس میں نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے جبکہ علی بن الحسن سے مراد الطاطری ہو اور بعض نسخوں میں علی بن الحسین ہے تو پھر حدیث مجہول ہوگی [1]

21/927 الکافی، ۱/۲۲/۳۴۱/۱ علی بن محمد عن بعض أصحابنا عن النخعی عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلثَّالِثِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا رُفِعَ عَلَمُكُمْ مِنْ بَيْنِ أَظْهُرِكُمْ فَتَوَقَّعُوا اَلْفَرَجَ مِنْ تَحْتِ أَقْدَامِكُمْ.

(ترجمہ) علی بن محمد نے امام علی نقی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تمہارے سامنے سے تمہارا علم اُٹھ جائے تو اپنے قدموں کے نیچے کشادگی کی توقع رکھنا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے [3] اور جو سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ مجہول ہے (واللہ اعلم)

22/928 الکافی، ۱/۲۲/۳۴۱/۱ عنه عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ اَلْبَغْدَادِيِّ عَنْ وَهْبِ بْنِ شَاذَانَ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ أَبِي اَلرَّبِيعِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ تَعَالَى (فَلاٰ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ اَلْجَوٰارِ اَلْكُنَّسِ) قَالَتْ فَقَالَ إِمَامٌ يَخْنِسُ سَنَةَ سِتِّينَ وَ مِائَتَيْنِ ثُمَّ يَظْهَرُ كَالشِّهَابِ يَتَوَقَّدُ فِي اَللَّيْلَةِ اَلظَّلْمَاءِ فَإِنْ أَدْرَكْتِ زَمَانَهُ قَرَّتْ عَيْنُكِ.

(ترجمہ) اُم ہانی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا: ''نہیں! میں قسم کھاتا ہوں پس پردہ جانے اے ستاروں کی جو روانی کے ساتھ چلتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں۔ (التکویر: ۱۵۔۱۶)''

---

[1] مراۃ العقول: ۴/۵۱

[2] کمال الدین: ۲/۳۸۱؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۳۱؛ بحار الانوار: ۵۱/۱۵۵ و ۱۵۹؛ اثبات الھداۃ: ۵/۹۵ و ۲۰۸؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۳۶۳ ح ۲۱۲؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۶؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۴/۲۰۷؛ الھدایۃ الکبریٰ: ۳۶۴؛ مسند الامام الہادیؑ: ۱۴۷؛ اعلام الورٰی والفتن: ۱۸۵

[3] مراۃ العقول: ۴/۵۶

امام علیہ السلام نے فرمایا: امام علیہ السلام ۲۶۰ ہجری میں غیبت اختیار کریں گے پھر اس شہاب ثاقب کی طرح رات کی تاریکی میں ظاہر ہوں گے۔ پس اگر تم ان کا زمانہ پالو تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ [1]

بیان:

﴿الخنس و الكنس الاختفاء و الخنس أيضا التأخر و فسرت الخنس بالنجوم الخمسة المسماة بالمتحيرة و عن أمير المؤمنين ع هي خمسة أنجم زحل و المشتري و المريخ و الزهرة و عطارد و وصفها بالجوار لأنها السيارات و بالكنس لاختفائها تحت ضوء الشمس و تسميتها بالخنس إما لذلك و إما لرجوعها في السير أي تأخرها﴾

''الخنّس و الکنّس ''یعنی مخفی ہونے اور مؤخر ہونا اور ''الخنس'' کی تفسیر پانچ ستاروں سے بھی بیان کی گئی ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ پانچ ستارے ہیں۔

(۱) زحل (۲) مشتری (۳) مریخ (۴) زہرہ (۵) عطارد ان کو جوار بھی کہا گیا ہے کیونکہ یہ سب سیارے ہیں اور ''الکنّس'' کا معنی ان کا مخفی ہونا سورج کی روشنی کے اندر کی وجہ سے ان کا نام الخنّس رکھا گیا ہے یا پھر ان کا پلٹنا سیر میں ہے یعنی ان کا مؤخر ہونا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف یا مجہول ہے [2]

23/929 الكافي ،۱/۲۳/۳۴۱/۱ العدة عن سعد عَنْ أَحْمَدَ بْنِ اَلْحَسَنِ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلرَّبِيعِ اَلْهَمْدَانِيِّ عَنِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أُسَيْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: لَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذِهِ اَلْآيَةِ: (فَلاٰ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ اَلْجَوٰارِ اَلْكُنَّسِ) قَالَ اَلْخُنَّسُ إِمَامٌ يَخْنِسُ فِي زَمَانِهِ عِنْدَ اِنْقِطَاعٍ مِنْ عِلْمِهِ عِنْدَ اَلنَّاسِ سَنَةَ سِتِّينَ وَ مِائَتَيْنِ ثُمَّ يَبْدُو كَالشِّهَابِ اَلْوَاقِدِ فِي ظُلْمَةِ اَللَّيْلِ فَإِنْ أَدْرَكْتِ ذَلِكِ قَرَّتْ عَيْنُكِ.

(ترجمہ) اُم ہانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی اور خدا کے قول: ''تو میں ان

---

[1] غیبت طوسی: ۲۲۸ ح ۱۱۶؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۲۷۸ ح ۱۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/۱۵۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/۵۱۷؛ تفسیر البرہان: ۵/۵۹۵؛ بحار الانوار: ۵۱/۵۱؛ تاویل الآیات: ۷۴۴؛ کمال الدین: ۱/۳۲۴؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۱۹؛ منتخب الانوار المضیئہ: ۳۹؛ عقود المرجان: ۵/۳۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۳۴۲؛ العبقری الحسان: ۱/۴۱۳؛ النجم الثاقب: ۱/۱۸۸؛ تفسیر الصافی: ۵/۲۹۲؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۴

[2] مراۃ العقول: ۴/۵۶

ستاروں کی قسم کھاتا ہوں جو پلٹ جانے والے ہیں، چلنے والے اور چھپ جانے والے ہیں'' (التکویر:۱۵۔۱۶) کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: امامؑ ۲۶۰ ہجری میں لوگوں سے اپنے دورِ امامت میں غَیبت اختیار کریں گے اور پھر شہاب ثاقب کی طرح رات کی تاریکی میں نمودار ہوں گے۔ پس اگر تم نے ان کو پالیا تو تمھاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

24/930 الکافی،۱/۳/۳۴۳/۱ القمی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنِ اَلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ (فَإِذٰا نُقِرَ فِي اَلنّٰاقُورِ) قَالَ إِنَّ مِنَّا إِمَاماً مُظَفَّراً مُسْتَتِراً فَإِذَا أَرَادَ اَللَّهُ عَزَّ ذِكْرُهُ إِظْهَارَ أَمْرِهِ نَكَتَ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةً فَظَهَرَ فَقَامَ بِأَمْرِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى.

(ترجمہ) مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: ''پس جب صُور پھونکا جائے گا۔ (سورۂ مدثر:۸)۔''

امام علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: بے شک! ہم میں سے ایک امام علیہ السلام پردۂ غیب میں ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ اُن کے ظہور کا ارادہ فرمائے گا تو اُن کے دل پر دستک ہوگی تو وہ ظہور کریں گے اور بحکمِ خدا اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ [3]

بیان:

﴿فسرت الآیة بالنفخ فی الصور﴾
آیت کی تفسیر صور پھونکنے کے ساتھ کی گئی ہے۔

---

[1] غیبت طوسی: ۲۲۸ ح ۱۱۶؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۲۷۸ ح ۱۴۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/ ۱۵۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۵۱۷؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۵۹۵؛ بحارالانوار: ۵۱/ ۵۱؛ تاویل الآیات: ۷۴۴؛ کمال الدین: ۱/ ۳۲۴؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۱۹؛ منتخب الانوار المضیئہ: ۳۹؛ عقود المرجان: ۵/ ۳۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/ ۳۴۲؛ العبقری الحسان: ۱/ ۴۱۳؛ النجم الثاقب: ۱/ ۱۸۸؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۲۹۲؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۴

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۵۶

[3] غیبت نعمانی (مترجم): ۳۶۳ ح ۲۱۳؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۲۳۳ ح ۱۲۶؛ رجال الکشی: ۱۹۲ ح ۳۳۸؛ کمال الدین: ۲/ ۳۴۹؛ تاویل الآیات: ۲/ ۷۳۲؛ بحارالانوار: ۲/ ۷۰ و ۵۱/ ۵۷ و ۵۲/ ۲۸۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۴۵۴؛ تفسیر البرہان: ۵/ ۵۲۴؛ اثبات الہداۃ: ۵/ ۵۹؛ تفسیر الصافی: ۵/ ۲۴۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۴/ ۱۶؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۲۳؛ اثبات الوصیۃ: ۲۲۸؛ المحجہ: ۲۴۹؛ عقود المرجان: ۵/ ۲۷۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۴۸۵

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ محمد بن حسان، محمد بن علی عینی ابوسمینہ اور عبداللہ بن قاسم تینوں کامل الزیارات کے راوی ہیں جو توثیق ہے (واللہ اعلم)

25/931 الکافی،۱/۱۴/۳۳۹/۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُوسَى بْنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ اَلْبَجَلِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: (قُلْ أَ رَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مٰاؤُكُمْ غَوْراً فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمٰاءٍ مَعِينٍ) قَالَ إِذَا غَابَ عَنْكُمْ إِمَامُكُمْ فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِإِمَامٍ جَدِيدٍ.

(ترجمہ) علی بن جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے خدا کے قول کے متعلق دریافت کیا ''کہہ دو کہ تم نے اس پر بھی غور کیا کہ اگر تمہارا پانی زمین کہ تہہ میں چلا جاتا ہے تو پھر دوبارہ خالص پانی کون برآمد کرتا ہے (الملک:۳۰)۔''

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ جب تمہارا ایک امام غائب ہو تو اس جگہ پر دوسرا امام کون لائے گا۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [3]

26/932 الکافی،۱/۲۸/۳۴۲/۱ محمد عن أحمد عن ابن فضال عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْعَطَّارِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ إِذَا أَصْبَحْتُ وَ أَمْسَيْتُ لاَ أَرَى إِمَاماً أَئْتَمُّ بِهِ مَا أَصْنَعُ قَالَ فَأَحِبَّ مَنْ كُنْتَ تُحِبُّ وَ أَبْغِضْ مَنْ كُنْتَ تُبْغِضُ حَتَّى يُظْهِرَهُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ.

(ترجمہ) منصور سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ میں صبح و شام انتظار میں بسر کر رہا

---

[1] مراۃ العقول:۴/۶۱

[2] مسائل علی بن جعفرؑ و مستدرکاتھا:۳۲۷ح۸۱۵؛تفسیر البرہان:۵/۴۴۵؛اثبات الھداۃ:۵/۵۷؛کمال الدین:۲/۳۵۱؛بحارالانوار:۲۴/۱۰۰و ۵۱/۵۳؛تاویل الآیات:۶۸۳؛غیبت نعمانی(مترجم):۳۳۸ح۱۹۰؛تفسیر نورالثقلین:۵/۳۸۶؛تفسیر کنزالدقائق:۱۳/۳۶۷؛معجم احادیث الامام المہدیؑ:۷/۶۱۰

[3] مراۃ العقول:۴/۴۹؛لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ہے اور جو سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ حسن ہے (واللہ اعلم)

ہوں لیکن امامؑ کو نہیں پاتا کہ ان کی اقتدا کروں۔ پس میں کیا کروں۔ آپؑ نے فرمایا۔ جس سے محبت کر رہے ہو (یعنی آئمہ اہل بیت علیہم السلام) کیے جاؤ اور جس سے بغض رکھتے ہو (آئمہ ضلالت) تو رکھتے رہو۔ یہاں تک کہ خدا صاحب الامر علیہ السلام کو ظاہر کرے۔[۱]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے[۲] اور جو اسناد شیخ صدوق و شیخ نعمانی نے ذکر کی ہیں وہ دونوں مجہول ہیں (واللہ اعلم)

27/933 الکافی ،۱/۳۴۳/۳۱/۱ محمد عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَرَجِ قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِذَا غَضِبَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى عَلَى خَلْقِهِ نَحَّانَا عَنْ جِوَارِهِمْ .

(ترجمہ) محمد بن الفرج سے روایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے لکھا۔ جب خدا اپنی مخلوق پر غضب ناک ہوتا ہے تو ہم کو اس کے پڑوس سے ہٹا لیتا ہے۔[۳]

بیان:

﴿و مما يناسب ذكره في هذا المقام ما رواه الشيخ الصدوق رحمه الله في كتاب إكمال الدين بإسناده عن سدير الصيرفي قال دخلت أنا و المفضل بن عمر و أبو بصير و أبان بن تغلب على مولانا أبي عبد الله الصادق ع فرأيناه جالسا على التراب و عليه مسح خيبري مطوق بلا جيب مقصر الكمين و هو يبكي بكاء الواله الثكلى ذات الكبد الحرى قد نال الحزن من وجنتيه و شاع التغيير في عارضيه و أملى الدموع محجريه و هو يقول سيدي غيبتك نفت رقادي و ضيقت على مهادي و ابتزت مني راحة فؤادي سيدي غيبتك أوصلت مصابي بفجائع الأبد و فقد الواحد بعد الواحد يفني الجمع و العدد فما أحس بدمعة ترقى من عيني۔ و أنين يفتر من صدري عن دوارج الرزايا و سوالف البلايا إلا مثل لعيني عن غوائل أعظمها و أفظعها و بواقي أشدها و أنكرها نوائب مخلوطة بغضبك و نوازل معجونة بسخطك۔ قال سدير فاستطارت عقولنا ولها و تصدعت قلوبنا جزعا من ذلك الخطب الهائل و الحادث الغائل و ظننا أنه سمت لمكروه قارعة أو حلت به من الدهر بائقة فقلنا لا أبكى الله يا ابن خير الورى عينيك من أية حادثة

[۱] الامامۃ والتبصرۃ: ۱۲۷؛ کمال الدین: ۲/۳۴۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/۵۹ و ۸۹؛ بحارالانوار: ۵۲/۱۳۳ و ۱۴۸؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۲۹۸ ح ۱۵۷؛ مکیال المکارم: ۲/۴۱۵

[۲] مراۃ العقول: ۴/۵۹

[۳] اثبات الھداۃ: ۵/۵۹؛ موسوعۃ الامام الجوادؑ: ۱/۵۳۵

تسترق دمعتك و تستمطر عبرتك و أية حالة حتمت عليك هذا المأتم قال فزفر الصادق ع زفرة انتفخ منها جوفه و اشتد عنها خوفه و قال ويلكم نظرت في كتاب الجفر صبيحة هذا اليوم و هو الكتاب المشتمل على علم المنايا و البلايا و علم ما كان و ما يكون إلى يوم القيامة الذي خص الله به محمدا و الأئمة من بعده ص و تأملت فيه مولد غائبنا و غيبته و إبطاءه و طول عمره۔ و بلوى المؤمنين في ذلك الزمان و تولد الشكوك في قلوبهم من طول غيبته و ارتداد أكثرهم عن دينهم و خلعهم ربقة الإسلام من أعناقهم التي قال الله تقدس ذكرهوَ كُلَّ إِنسانٍ أَلْزَمْناهُ طائِرَهُ فِي عُنُقِهِ يعني الولاية فأخذتني الرقة و استولت على الأحزان۔ فقلنا يا ابن رسول الله كرمنا و فضلنا بإشراكك إيانا في بعض ما أنت تعلمه من علم ذلك قال ع إن الله تبارك و تعالى أدار في القائم منا۔ ثلاثة أدارها في ثلاثة من الرسل ص قدر مولده تقدير مولد موسى ع و قدر غيبته تقدير غيبة عيسى ع و قدر إبطاءه بتقدير إبطاء نوح ع و جعل من بعد ذلك عمر العبد الصالح أعني الخضر ع دليلا على عمره فقلنا اكشف لنا يا ابن رسول الله عن وجوه هذه المعاني قال ع أما مولد موسى ع فإن فرعون لما وقف على أن زوال ملكه على يده أمر بإحضار الكهنة فدلوه على نسبه و أنه يكون من بني إسرائيل و لم يزل يأمر أصحابه بشق بطون الحوامل من نساء بني إسرائيل حتى قتل في طلبه نيفا و عشرين ألف مولود و تعذر عليه الوصول إلى قتل موسى ع لحفظ الله تبارك و تعالى إياه و كذلك بنو أمية و بنو العباس لما وقفوا على أن زوال ملكهم و الأمراء و الجبابرة منهم على يد القائم منا ناصبونا العداوة و وضعوا سيوفهم في قتل آل رسول الله ص و إبادة نسله طمعا منهم في الوصول إلى قتل القائم ع و يأبى الله عز و جل أن يكشف أمره لواحد من الظلمة إلى أن يتم نوره و لو كره المشركون و أما غيبة عيسى ع فإن اليهود و النصارى اتفقت على أنه قتل فكذبهم الله عز و جل ذكره بقوله عز و جلوَ ما قَتَلُوهُ وَ ما صَلَبُوهُ وَ لكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ كذلك غيبة القائم ع فإن الأمة ستنكره لطولها فمن قائل يهذي بأنه لم يولد و قائل يقول إنه ولد و مات و قائل يكفر بقوله إن حادي عشرنا كان عقيما و قائل يمرق بقوله إنه يتعدى إلى ثالث عشر و ما عدا۔ و قائل يعصي الله عز و جل بقوله إن روح القائم تنطق في هيكل غيره و أما إبطاء نوح ع فإنه لما استنزل العقوبة على قومه من السماء بعث الله تبارك و تعالى جبرئيل الروح الأمين معه سبع نوايات فقال يا نبي الله إن الله تبارك و تعالى يقول لك إن هؤلاء خلائقي و عبادي و لست أبيدهم بصاعقة من صواعقي۔ إلا بعد تأكيد الدعوة و إلزام الحجة فعاود اجتهادك في الدعوة لقومك فإني مثيبك عليه و أغرس هذا النوى فإن لك في نباتها و بلوغها و إدراكها إذا أثمرت الفرج و الخلاص۔ فبشر بذلك من اتبعك من المؤمنين فلما نبتت الأشجار و تأزرت و تسوقت و غصنت تغصنت و أثمرت و زها الثمر عليها بعد زمان طويل استنجز من الله العدة فأمر الله تعالى أن يغرس من

نوى تلك الأشجار و يعاود الصبر و الاجتهاد و يؤكد الحجة على قومه و أخبر بذلك الطوائف التي آمنت به فارتد منهم ثلاثمائة رجل و قالوا لو كان ما يدعيه نوح حقا لما وقع في وعد ربه خلف ثم إن الله تبارك و تعالى لم يزل يأمره عند كل مرة بأن يغرسها تارة بعد أخرى إلى أن غرسها سبع مرات فما زالت تلك الطوائف من المؤمنين يرتد منهم طائفة بعد طائفة إلى أن عاد إلى نيف و سبعين رجلا فأوحى الله تعالى عند ذلك إليه۔ و قال يا نوح الآن أسفر الصبح عن الليل لعينك حين صرح الحق عن محضه و صفا من الكدر بارتداد كل من كانت طينته خبيثة فلو أني أهلكت الكفار۔ و أبقيت من قد ارتد من الطوائف التي كانت آمنت بك لما كنت صدقت وعدي السابق للمؤمنين الذين أخلصوا التوحيد من قومك و اعتصموا بحبل نبوتك۔ و بأني أستخلفهم في الأرض و أمكن لهم دينهم و أبدل خوفهم بالأمن لكي تخلص العبادة لي بذهاب الشرك من قلوبهم و كيف يكون الاستخلاف و التمكين و بذل الأمن مني لهم مع ما كنت أعلم من ضعف يقين الذين ارتدوا و خبث طينتهم و سوء سرائرهم التي كانت نتائج النفاق و سنوخ الضلالة فلو أنهم تنسموا مني الملك الذي أوتي المؤمنين وقت الاستخلاف إذا أهلكت أعداءهم لنشقوا روائح صفاته و لاستحكمت مرائر نفاقهم و ثارت خبال ضلالة قلوبهم و لكاشفوا إخوانهم بالعداوة و حاربوهم على طلب الرئاسة و التفرد بالأمر و النهي و كيف يكون التمكين في الدين و انتشار الأمر في المؤمنين مع إثارة الفتن و إيقاع الحروب۔ كلا فاصنع الفلك بأعيننا و وحينا قال الصادق ع و كذلك القائم ص فإنه تمتد أيام غيبته ليصرح الحق عن محضه و يصفو الإيمان من الكدر بارتداد كل من كانت طينته خبيثة من الشيعة الذين يخشى عليهم النفاق إذ أحسوا بالاستخلاف و التمكين و الأمر المنتشر في عهد القائم ص قال المفضل فقلت يا ابن رسول الله فإن النواصب تزعم أن هذه الآية نزلت في أبي بكر و عمر و عثمان و علي ع فقال لا لا يهدي الله قلوب الناصبة متى كان الدين الذي ارتضاه الله و رسوله متمكنا بانتشار الأمر في الأمة و ذهاب الخوف من قلوبها و ارتفاع الشك من صدورها في عهد واحد من هؤلاء و في عهد علي ص مع ارتداد المسلمين و الفتن التي كانت تثور في أيامهم و الحروب التي كانت تنشب بين الكفار و بينهم ثم تلا الصادق ع حَتَّى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جاءَهُمْ نَصْرُنا و أما العبد الصالح أعني الخضر ع فإن الله تعالى ما طول عمره لنبوة قدرها له و لا لكتاب نزله ع و لا لشريعة ينسخ بها شريعة من كان قبله من الأنبياء و لا لإمامة يلزم عباده الاقتداء بها و لا لطاعة يفرضها له بلى إن الله تعالى لما كان في سابق علمه أن يقدر من عمر القائم ع في أيام غيبته ما قدر و علم ما يكون من إنكار عباده بمقدار ذلك العمر في الطول طول عمر العبد الصالح من غير سبب۔ أوجب ذلك إلا لعلة الاستدلال به على عمر القائم ص و ليقطع بذلك حجة المعاندين لئلا يكون للناس على الله حجة

و بإسناده عن أبي بصير قال سمعت أبا عبد الله ع يقول إن سنن الأنبياء ص بما وقع بهم من الغيبات جارية في القائم منا أهل البيت حذو النعل بالنعل و القذة بالقذة و بإسناده عن الحسين ع قال في القائم منا سنن من الأنبياء سنة من نوح و سنة من إبراهيم و سنة من موسى و سنة من عيسى و سنة من أيوب و سنة من محمد ص فأما من نوح فطول العمر و أما من إبراهيم فخفاء الولادة و اعتزال الناس و أما من موسى فالخوف و الغيبة و أما من عيسى فاختلاف الناس فيه و أما من أيوب فالفرج بعد البلوى و أما من محمد ص فالخروج بالسيف و في رواية أبي بصير عن أبي عبد الله ع و سنة من يوسف قال و أما سنته من يوسف فالستر يجعل الله بينه و بين الخلق حجابا يرونه و لا يعرفونه و أما سنته من محمد ص فيهتدي بهداه و يسير بسيرته و بإسناده عن حنان بن سدير عن أبيه عن أبي عبد الله ع قال إن للقائم منا غيبة يطول أمدها فقلت له و لم ذلك يا بن رسول الله قال لأن الله عز و جل أبى إلا أن يجري فيه سنن الأنبياء ص في غيباتهم و أنه لا بد له يا سدير من استيفاء مدد غيباتهم قال الله تعالى لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ أي سنن من كان قبلكم و بإسناده عن عبد الله بن الفضل الهاشمي قال سمعت الصادق جعفر بن محمد ص يقول إن لصاحب هذا الأمر غيبة لا بد منها يرتاب فيها كل مبطل فقلت له و لم جعلت فداك قال لأمر لم يؤذن لنا في كشفه لكم۔ قلت فما وجه الحكمة في غيبته قال وجه الحكمة في غيبات من تقدمه من حجج الله تعالى ذكره إن وجه الحكمة في ذلك لا ينكشف إلا بعد ظهوره كما لم ينكشف وجه الحكمة فيما أتاه الخضر ع من خرق السفينة و قتل الغلام۔ و إقامة الجدار لموسى ع إلا وقت افتراقهما يا ابن الفضل إن هذا الأمر أمر من أمر الله عز و جل و سر من سر الله و غيب من غيب الله و متى علمنا أنه عز و جل حكيم صدقنا بأن أفعاله كلها حكمة و إن كان وجهها غير منكشف لنا و بإسناده عن إبراهيم الكرخي قال قلت لأبي عبد الله ص أو قال له رجل أصلحك الله أ لم يكن علي ص قويا في دين الله قال بلى قال و كيف ظهر عليه القوم و كيف لم يدفعهم و ما منعه من ذلك قال آية في كتاب الله عز و جل منعته قال قلت و أية آية هي قال قوله عز و جل۔لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذاباً أَلِيماً و أنه كان لله عز و جل ودائع مؤمنون في أصلاب قوم كافرين و منافقين و لم يكن علي ص ليقتل الآباء حتى يخرج الودائع فلما خرج الودائع ظهر علي من ظهر فقاتله و كذلك قائمنا أهل البيت لن يظهر أبدا حتى يظهر ودائع الله عز و جل فإذا ظهرت ظهر ص على من ظهر فيقتلهم و بإسناده عن إسحاق بن يعقوب في التوقيع الذي ورد إليه عن مولانا صاحب الزمان ص و أما علة ما وقع من الغيبة فإن الله عز و جل يقول يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْياءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ إنه لم يكن أحد من آبائي ص۔ إلا و قد وقعت في عنقه بيعة لطاغية زمانه و إني أخرج حين أخرج۔ و لا بيعة لأحد من الطواغيت في عنقي و أما وجه الانتفاع بي في غيبتي

فکالانتفاع بالشمس إذا غیبتها عن الأبصار السحاب و إني لأمان أهل الأرض کما أن النجوم أمان لأهل السماء فاغلقوا باب السؤال عما لا یعنیکم و لا تتکلفوا علم ما قد کفیتم و أکثروا الدعاء بتعجیل الفرج فإن ذلك فرجکم و السلام علیك یا إسحاق بن یعقوب و علی من اتبع الهدی﴾

اس مقام پر اس روایت کا ذکر کرنا مناسب ہے جس کو شیخ صدوق نے اپنی کتاب اکمال الدین میں اپنی اسناد کے ذریعہ سدیر صیرفی سے نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ قیس، مفضل بن عمرو، ابوبصیر اور ابان بن تغلب اپنے آقا و مولا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور ہم نے امامؑ کو دیکھا کہ آپؑ خاک پر تشریف فرما ہیں اور آپؑ کے اوپر بالوں والی خیبری چادر تھی۔ گریبان بستہ اور کوتاہ آستین اور گریہ فرما رہے تھے گویا کہ ایک اکلوتے بیٹے کی ماں اپنے لختِ جگر کی لاش پر رو رہی ہو، غم واندوہ کے آثار آپؑ کے چہرۂ اقدس سے عیاں ہو رہے تھے اور اسکے اثرات آپؑ کے رخساروں پر چھانے ہوئے تھے۔ آنسوؤں نے آپؑ کی آنکھوں کے حلقوں کو تر کیا ہوا تھا اور آپؑ فرما رہے تھے:

اے میرے آقا! آپؑ کی غیبت نے میری نیند حرام کر دی ہے۔ مجھ پر زمین تنگ کر دی ہے، مجھ سے قرار دل چھین لیا ہے اور میرے غم واندوہ کو ابدی بنا دیا ہے۔ ایک کے بعد دوسرے کا فقدان ہماری جمعیت اور تعداد کو کم کر رہا ہے پس کوئی ایسے آنسو نہیں جو میری آنکھوں سے ٹپکیں یا آہ و فریاد میرے سینے سے بلند ہو مگر یہ کہ اس کے اسباب سے زیادہ سخت وصائب اور سختیاں جھیلنا پڑتی ہیں اور یہ کہ میری آنکھوں کے سامنے وہ مستقبل اور آنے والا دور ہے جس میں آپؑ ان تمام مظالم کا انتقام لیں گے اور دشمنوں پر آپؑ کے غضب کی تلوار میں چلیں گی۔

سدیر بیان کرتے ہیں کہ امامؑ کی یہ حالت دیکھ کر ہم پریشان ہو گئے اور آپؑ کے بین سن کر ہمارے دل پگھلنے لگے اور ہم نے سمجھا کہ شاید آپؑ کے ساتھ کوئی دلخراش واقعہ پیش آیا ہے یا زمانے کے کسی ناگوار حادثے آپؑ کو پریشان کر دیا ہے ہم نے عرض کیا: اے بہترین مخلوق کے فرزند! خدا آپؑ کو کبھی نہ رلائے کس حادثہ کی وجہ سے آپؑ کے آنسو بہہ رہے ہیں اور آپؑ شدید گریہ فرما رہے ہیں اور کس وجہ سے آپؑ یوں غم زدہ ہیں؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک سرد آہ بھری اور ارشاد فرمایا: تمھیں کیا ہو گیا ہے، آج میں نے کتاب جعفر کا مطالعہ کیا یہ وہ کتاب ہے جو موت، آزمائش اور مصیبت پر مشتمل ہے اس میں قیامت تک کے ہونے والے تمام حالات کا تذکرہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ اور آپؐ کے بعد آنے والے آئمہؑ سے مخصوص کیے ہیں۔ اس میں میں نے ان حالات کا مطالعہ کیا جو ہمارے قائمؑ کے سلسلے میں وقوع پذیر ہوں گے اور جو ان کی غیبت اور ان کی طویل عمر میں وقوع پذیر ہوں گے اور اس زمانے میں مومنین پر مصائب نازل ہوں گے اور لوگوں کے دلوں میں غیبت کے

طویل ہونے کی بنا پر شکوک پیدا ہوں گے یہاں تک کہ اکثر لوگ اپنے دین سے منحرف ہو جائیں گے۔ اور السام یعنی ولایت کے طرف کو اپنے گلے سے اتار دیں گے۔

جس کو اللہ تعالیٰ نے کہہ کر واجب کیا:

وكل انسان الزمناه طائره فی عنقه۔

''اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو اس کے گلے لگا رکھا ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل: ۱۳)۔''

پس اس بات نے مجھے مضمحل کر دیا ہے۔

ہم نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپؑ جو کچھ مطالعہ فرمایا اس میں سے کچھ ہمیں بھی عطا فرمائیں۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے قائم علیہ السلام کے لیے تین انبیاء کی خصوصیات عطا کی ہیں،

۱. ان کی ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت جیسی ہے۔
۲. ان کی غیبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غیبت جیسی ہے۔
۳. ان کے ظہور میں تاکیر حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان کی تاخیر جیسی ہے۔
۴. اس کے بعد عبد صالح کی عمر عطا کی یعنی حضرت خضر علیہ السلام کی عمر۔

ہم نے عرض کیا یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارے لیے کچھ وضاحت فرمائیے؟

امامؑ نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی تشبیہ اس طرح ہے کہ جب فرعون نے کاہنوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا پس ان لوگوں نے ان کو ان کے نسب سے آگاہ کر دیا اور یہ بتایا کہ وہ بنی اسرائیل کی تمام حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے بچے قتل کر دیئے جائیں۔ یہاں تک کہ بیس ہزار سے زائد بچے قتل کرا دیئے گئے مگر پھر بھی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ پا سکا اور اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ہاتھوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو محفوظ رکھا، اس طرح بنو امیہ اور بنو عباس یہ جانتے دس کہ ان کی حکومت اور تمام ظالموں کی حکومت ہمارے قائم علیہ السلام کے ہاتھوں ختم ہو جائے گی اس لیے وہ ہمارے عداوت میں بڑھ گئے ہیں اور اپنی تلواروں کو آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلت کے لیے تیار رکھتے ہیں تا کہ نسل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ختم کر دیں اور قائم علیہ السلام نہ آ سکے مگر اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے کو ہر ایک ظالم پر ظاہر کرے گا اور اپنے نور کو تمام کرے گا اگرچہ مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غیبت سے تشبیہ اس طرح ہے کہ یہود و نصاریٰ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کر دیئے گئے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کی تردید ان الفاظ میں کی:

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم

''حالانکہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ ہی اسے سولی دی بلکہ انکے لیے (ایک اور شخص کی) وہی شکل (شبیہ) بنا دی گئی۔''

اسی طرح ہمارے قائم علیہ السلام کی غیبت واقع ہوگئی کچھ لوگ طولِ غیبت کی وجہ سے ان کے وجود کا ہی انکار کر دیں گے اور جو قائل ہوں گے اور کہیں گے کہ وہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے اور کچھ لوگ یہ کہیں گے کہ امامت تیراں یا اس سے زیادہ تک جائے گی اور کچھ لوگ یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کے گناہ گار ہوں گے کہ امام عصر علیہ السلام کی روح کسی اور کے بدن میں حلول کر کے گفتگو کرے گی۔

حضرت نوح علیہ السلام سے شباہت اس طرح ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے اپنی قوم کے لیے عذاب طلب کیا تو خدا نے روح الامین کو سات دانہ خرما کے ساتھ بھیجا۔ انہوں نے آ کر کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام اے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ لوگ میرے پیدا کیے ہوئے اور سب میرے بندے ہیں۔ میں ان کو اپنے برق غضب سے ہلاک نہ کروں گا جب تک کہ ان کو دعوت حق نہ دی جائے اور ان پر حجّت پوری طرح تمام نہ ہو جائے۔ لہٰذا اپنی قوم کی ہدایت کروں گا، ان خرموں کو بروٴ جب یہ اگیں اور بڑے ہو کر بار آور ہوں اس وقت یقیناً تمھاری اور تمھاری قوم کی نجات اور رہائی ہوگی۔ اس بات سے مومنین کو بھی آگاہ کردہ جو تمھارے فرمانبردار ہیں۔

غرض جب ایک زمانہ کے بعد درخت آگے بڑھے اور ان میں پھل اور پختہ ہو گئے تو حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے دعا کی کہ اپنے وعدہ کو وفا کرے۔ خدا نے حکم دیا کہ ان درختوں کے خرموں کے بیج دوسری مرتبہ پھر بوئیں اور اپنی قوم پر تبلیغ رسالت میں کوشش، تاکید اور تکلیفوں پر صبر کرنے میں پھر مشغول ہوں۔ یہ خبر حضرت نوح نے مومنوں کو پہنچائی تو ان میں سے تین سو اشخاص مرتد ہو گئے اور وہ کہنے لگے کہ نوحؑ جو کچھ دعوے کرتے تھے اگر وہ حق ہوتا تو ان کے پروردگار کا وعدہ غلط نہ ہوتا۔

اسی طرح ہر مرتبہ جب درختوں میں پھل پیدا ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتا تھا کہ ان کے بیج بوئیں یہاں تک کہ سات مرتبہ ایسا ہوا اور ہر مرتبہ ان میں سے ایک گروہ جو ایمان لاتے ہوئے تھے مرتد ہو جاتا تھا۔ آخر میں صرف ستر اور چند اشخاص باقی رہ گئے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اب حق کو نورانی صبح باطل کی تاریک رات سے ظاہر ہوتی اور خالص حق رہ گیا اور اس سے غبار کفران لوگوں کے مرتد ہونے سے جن کی طینتیں خبیث تھیں دفع ہو گیا۔ اگر میں کافروں کے کو ہلاک کر دیتا اور ان لوگوں کو جو مرتد ہو گئے تھے چھوڑ دیتا تو یقیناً وہ وعدہ سابق سچ نہ ہوتا جو میں نے ان مومنین سے کیا تھا جو تمھاری قوم سے مجھ پر خالص طور سے ایمان لائے تھے اور انہوں نے تمھاری نبوت کی رسی کو پکڑا تھا۔ وہ وعدہ یہ تھا کہ ان کو زمین میں خلیفہ قرار دوں گا۔ ان کے لیے ان کے دین کو برقرار رکھوں گا اور خوف کو امن سے تبدیل کر دوں گا

تا کہ ان کے دلوں سے شک برطرف ہو اور میرے لیے خالص عبادت ہو لہٰذا ان کی موجودگی میں کیونکہ خلیفہ قرار دیتا اور صاحب مرتبہ کرتا، اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیتا جب کہ میں مرتدین کے یقین کی کمزوری، ان کی طینتیوں کی خباثتوں اور ان کی نیتوں کی خرابیوں سے واقف تھا جو نفاق اور گمراہ سوچ کا نتیجہ تھیں۔ وہ جماعت اس بادشاہی کی مجھ سے تمنا رکھتی تھی تو میں مومنوں کو خلافت کے دوران عطا کرنے والا ہوں۔ جب ان کے دشمنوں کو ہلاک کروں گا تو وہ لوگ ان کی صفات کی نشانیوں کو دیکھ لیں گے اور یقیناً اس خلافت کی وہ لوگ طمع کرتے اور ان کا پوشیدہ نفاق مضبوط ہوتا اور اس بارے میں ان کے دلوں میں گمراہی اور ضلالت مستحکم ہوتی اور وہ خالص مومنوں سے عداوت کا اظہار کرتے اور سرداری حاصل کرنے کے لیے ان سے جھگڑتے اور امر و نہی سے انحراف کے لیے ان لوگوں سے جنگ جدال کرتے پھر دین کا قیام عمل میں نہ آتا اور مومنوں کے درمیان ان لڑائیوں اور فتنوں کے سبب دین حق منتشر ہوتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو حکم دیا کہ کشتی تیار کریں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمارے قائم علیہ السلام کی غیبت کے عرصہ کو طویل کر دے گا تا کہ حق واضح ہو جائے ایمان ارتداد کی کدورت سے خالص ہو جائے اور جن کی طینت خبیث سے وہ ہمارے مخلص شیعوں سے جدا ہو جائیں جو ان کے نفاق سے ڈرتے ہیں تا کہ قائم علیہ السلام کے دور میں مخلوص شیعوں کو خلامت، غلبہ اور امن میسر آئے۔

مفضل بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ناصبی لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بیشک یہ آیت (خلافت) فلان، فلاں، فلاں اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوگی۔ پس امامؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ناصبیوں کے دلوں کو نور ہدایت سے منور نہ کرے، اس امت میں وہ دین جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو انتشار سے کب پائیدار رہا؟

اور ان میں سے کسی ایک کے دور میں امت کے دلوں سے خوف دور اور مشکوک رفع ہونے؟

حضرت علی علیہ السلام کا عہدِ حکومت تو فتنوں سے پُر اور ارتداد مسلمین سے بھرا ہوا تھا اور کفار اور ان کے درمیان گھمان کی لڑائیاں ہوتی رہیں۔

اس کے بعد پھر امامؑ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا:

حَتَّىٰٓ إِذَا ٱسۡتَيۡـَٔسَ ٱلرُّسُلُ وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُواْ جَآءَهُمۡ نَصۡرُنَا۔

''یہاں تک کہ جب رسول مایوس ہو گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ یقیناً وہ جھٹلائے گئے ہیں ان کو ہماری مدد آ پہنچی۔ (سورۃ یوسف: ۱۱۰)''۔

بہرحال! جہاں تک عبد الصالح حضرت خضرؑ سے شباہت کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر کو کار نبوّت کے باعث

طویل نہیں کیا اور نہ ہی اس لیے کہ ان پر کتاب نازل کرنی تھی اور نہ ہی شریعت کے نزول کے باعث کہ جسے اپنے سے قبل کے انبیاءؑ کی شریعتوں کومنسوخ کرنا تھا اور نہ ہی امامت کے باعث جس کی اقتدآر اور اطاعت لوگوں پر لازم تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ حضرت قائمؑ کی طویل غیبت واقع ہونی ہے اور لوگ ان کی غیبت کا طول عمر کے باعث انکار کریں گے اس لیے اللہ تعالیٰ نے عبدالصالح حضرت خضر علیہ السلام کو طول عمر عطا فرمائی تا کہ وہ حضرت قائم علیہ السلام کی عمر کے لیے دلیل بنیں اور معاندین کے لیے حجتِ قاطع ہو اور انسانوں کی اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت قائم نہ ہو۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ ابو بصیر سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: بیشک انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتیں ان کی حیات میں جو غیبت سے متعلق امور ظاہر ہونے وہ ہی امام قائم علیہ السلام کے لیے بھی جاری ہوں گی جو ہم اہل بیت علیہم السلام میں سے ہوگا۔

انہوں نے اپنی استاد کے ذریعہ امام حسین علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: بیشک ہمارے قائم علیہ السلام میں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنتیں ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی سنت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت، حضرت ایوب علیہ السلام کی سنت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت۔ حضرت نوح علیہ السلام کی سنت طویل عمر کا ہونا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت یہ ہے کہ ان کی ولادت کا مخفی ہونا اور لوگوں کا ان سے دور ہونا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت یہ ہے کہ خوف اور غیبت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت یہ ہے کہ ان کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا، حضرت ایوب علیہ السلام کی سنت یہ ہے کہ مصیبتوں کے بعد ان کو امن ملا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ تلوار کے ساتھ نکلنا۔

ابو بصیر کی روایت میں ہے اور انہوں نے روایت کیا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور امامؑ نے فرمایا کہ ایک سنت حضرت یوسف علیہ السلام کی ہے اور وہ یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام چھپے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اور لوگوں کے درمیان ایک حجاب قرار دیا تھا جس کی وجہ لوگوں ان کو دیکھ نہیں سکتے تھے اور نہ ان کو پہچانتے تھے اور ایک سنت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے وہ اس طرح کہ امامؑ ان کی ہدایت سے ہدایت کریں گے اور ان کے سیرت پر عمل پیرا ہوں گے۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ حنان بن سدیر سے روایت نقل کی اور انہوں نے روایت کی اپنے والد سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: بیشک ہمارے قائم علیہ السلام کے لیے طویل ترین غیبت ہے۔

میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ایسا کیوں ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں انبیاء کرام علیہم السلام کی غیبتوں میں بطور سنت قرار دیا۔

اے سدیر! یہ ناگزیر ہے کہ جتنی مدت تک انبیاء کرام علیہم السلام غیبت میں رہے اتنی مدت تک یہ بھی غیبت میں رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لَتَرۡكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ۔

''ضرور تم ایک حالت سے دوسری حالت پر سوار ہو گئے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ ان طریقوں پر گامزن ہو گئے جس پر تم سے پہلے والے تھے انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ عبداللہ بن فضل ہاشمی سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام ابن امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: صاحب الامر کے لیے غیبت ناگزیر ہے اس میں ہر باطل پرست شک کرے گا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! ایسا کیوں ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا سبب بیان کرنے کی ہمیں اجازت نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: ان کی غیبت کا فلسفہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ان سے پہلے جو خدا کی حجتیں گزری ہیں ان کی غیبت کا فلسفہ بیان ہوا ہے لیکن اس غیبت میں کیا حکمت ہے یہ ان کے ظہور کے بعد ہی منکشف ہوگا جیسا کہ جناب خضر علیہ السلام کے کشتی میں سوراخ، لڑکے کو قتل اور دیوار کو سیدھا کرنے کی حکمت کا علم حضرت موسیٰؑ کو اس وقت ہوا جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ اے ابن فضل! یہ امر خدا کے امور میں سے ہے، اور خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے اور خدا کے غیب میں سے ایک غیب ہے اور جب ہم جان گئے کہ اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے تو ہم نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ اس کے تمام افعال واقوال حکمت ہیں یہ الگ بات ہے کہ ہمیں اس کا علم نہیں ہے۔ انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ ابراہیم کرخی سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یا کسی اور شخص نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپؑ کا بھلا کرے! کیا حضرت علی علیہ السلام دین کے معاملہ میں قوی نہیں تھے؟

اس نے عرض کیا: پھر قوم نے ان پر کیسے غلبہ پالیا انہوں نے ان کو کیوں نہیں مار بھگایا یا ان کے لیے اس میں رکاوٹ کیا تھی؟ آپؑ نے فرمایا: قرآن مجید کی ایک آیت نے انہیں روک لیا۔

عرض کیا: وہ کون سی آیت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَوۡ تَزَيَّلُواْ لَعَذَّبۡنَا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۡهُمۡ عَذَابًا أَلِيمًا۔

''اگر وہ (مومن) جدا ہو جاتے تو ان میں سے جو کافر ہو گئے ہم ضرور انہیں دردناک عذاب کی سزا دیتے۔ (سورۃ الفتح: ۲۵)

اللہ تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں کے صلب میں مومنین کو ودیعت کیا ہوا ہے جب تک وہ ان کے صلبوں سے نکل نہ لیں، حضرت علیؑ ان کے آباء کو قتل نہیں کر سکتے اور جن جن کے صلبوں سے وہ ودیعتیں نکل گئیں تھی۔ انہیں قتل کیا اور اس طرح ہمارے قائم آلِ محمد علیہم السلام اس وقت تک ظہور نہ کریں گے جب تک کہ کفار و منافقین کے اصلاب سے ایک ایک مومن نکل نہ آئے، جب تمام مومنین ان کے اصلاب سے نکل آئیں گے تو آپؑ ظہور کریں گے اور کفار و منافقین کو قتل کریں گے۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ اسحاق بن یعقوب سے اس توقیع شریف کے بارے میں روایت نقل کی ہے جو ہمارے مولا امام زمانہؑ کی طرف سے اس کی طرف وارد ہوتی۔

بہرحال! جہاں تک غیبت کی علّت کا سوال ہے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَسْـَٔلُوا۟ عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ○

''اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو! تم ایسی چیزوں کے بارے میں نہ سوال کرو کہ اگر تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں۔ (سورۃ المائدۃ:۱۰۱)۔''

بیشک میرے آباء اجدادؑ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس پر ان کے زمانے کے ظالم کی بیعت نہ پیش کی گئی ہو اور جب میں ظہور کروں گا تو مجھ پر کسی ظالم و جابر کی بیعت نہ ہو گی۔

جہاں تک بات میری غیبت میں مجھ سے نفع حاصل کرنے کی ہے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے سورج بادلوں میں چھپا ہوا اور لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں، بیشک میں زمین والوں کے لیے اسی طرح امان ہوں جس طرح ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔

پس تم اس طرح کے سوالات کے دروازے بند رکھو جن تم کو کوئی سروکار نہ اور اس بات کو معلوم کرنے کی جستجو نہ کرو جس کی ضرورت ہی نہیں اور تعجیل فرج کے لیے کثرت سے دعا کرتے رہو اس لیے کہ اس میں تمہاری کشادگی ہے۔

اے اسحاق بن یعقوب! تم پر سلام اور ان لوگوں پر سلام ہو جنہوں نے ہدایت کی پیروی کی۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱]

---

[۱] مراۃ العقول: ۴/ ۶۱

۴۷۔باب کراهیة التوقیت و الاستعجال

باب: وقت مقرر کرنے اور تعجیل کرنے کی کراہت

1/934 الکافی،۱/۱/۳۶۸/۱ علی بن محمد و محمد بن الحسن عن سهل و محمد عن ابن عیسی جمیعاً عن السراد عن اَلثُّمَالِيّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: يَا ثَابِتُ إِنَّ اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى قَدْ كَانَ وَقَّتَ هَذَا اَلْأَمْرَ فِي اَلسَّبْعِينَ فَلَمَّا أَنْ قُتِلَ اَلْحُسَيْنُ صَلَوَاتُ اَللَّهِ عَلَيْهِ اِشْتَدَّ غَضَبُ اَللَّهِ تَعَالَى عَلَى أَهْلِ اَلْأَرْضِ فَأَخَّرَهُ إِلَى أَرْبَعِينَ وَ مِائَةٍ فَحَدَّثْنَاكُمْ فَأَذَعْتُمُ اَلْحَدِيثَ فَكَشَفْتُمْ قِنَاعَ اَلسَّتْرِ وَ لَمْ يَجْعَلِ اَللَّهُ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَقْتاً عِنْدَنَا وَ يَمْحُوا اَللَّهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهُ أُمُّ اَلْكِتَابِ قَالَ أَبُو حَمْزَةَ فَحَدَّثْتُ بِذَلِكَ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ قَدْ كَانَ كَذَلِكَ.

(ترجمہ) ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے ثابت (نام ابوحمزہ) بے شک اللہ نے اس امر کا وقت ۷۰ ھ میں مقرر فرمایا تھا پس جب امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ بہت غضبناک ہوا۔اس لیئے اس نے ان مشرکوں کی رسوائی کے لیے ۱۴۰ھ تک اس امر کو موخر کر دیا۔ پس ہم نے بیان کیا تم سے اپنے اسرار کو، تم نے نشر کر دیا ہماری باتوں کو اور کھول دیا ہمارے بھیدوں کو، اس کے بعد اللہ نے کوئی وقت معین نہ کیا ''اور اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے'' (رعد:۳۹)۔ابوحمزہ نے بیان کیا میں نے یہ حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کی تو آپؑ نے فرمایا: ایسا ہی ہے۔[1]

بیان:

﴿فی السبعین یعنی من الهجرة النبویة أو الغیبة المهدویة و التأخیر إنما یکون بالبداء و المحو و الإثبات کما مضی تحقیقه و یؤید کون ابتداء المدة من الهجرة طلب أبی عبد الله الحسین ع حقه بحوالی السبعین من الهجرة و استشراف ظهور أمر أبی الحسن الرضا ع فیما بعد أربعین و مائة بقلیل﴾

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم) ۵۸۶ ح ۳۹۴؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۱۸؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۶۲۲ ح ۴۱۷؛ بحارالانوار: ۴/۱۱۴ و ۵۲/۱۰۵ و ۴۲/۲۲۳؛ تفسیر کنزالدقائق: ۶/۴۶۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۲/۵۱۰؛ تفسیر البرہان: ۳/۲۶۹؛ مستدرک الوسائل: ۱۲/۳۰۰؛ الخرائج والجرائح: ۱/۱۷۸؛ مسند الامام الباقرؑ: ۳/۱۴۸؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/۴۴۱؛ مصابیح الانوار: ۲/۶۲۸؛ بشارۃ الاسلام: ۳۹۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۴/۳۹۵؛ الانوار النعمانیہ: ۲/۵۰؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۲۱/۱۳۱۰

''فی السبعین''، یعنی ہجرت نبوی ﷺ سے یا غیبت مہدویہ علیہ السلام سے اور تاخیر مٹانا اور ثبت کرنا بداء سے ہوتا ہے جیسا کہ اس کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے اور اس کی تائید ہوتی ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے حق مانگنے کی ابتداء ہجرت کی مدت سے ہو ج تقریباً ستر سال بنتے ہیں اور امام علی رضا علیہ السلام کے امر کی پیش گوئی کم از کم ایک سو چالیس سال بعد ہوئی۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

2/935 الکافی،۱/۲/۳۶۸/۱ محمد عن سلمة بن الخطاب عن علی عن عمه قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ مِهْزَمٌ فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَخْبِرْنِي عَنْ هَذَا اَلْأَمْرِ اَلَّذِي نَنْتَظِرُ مَتَى هُوَ فَقَالَ يَا مِهْزَمُ كَذَبَ اَلْوَقَّاتُونَ وَ هَلَكَ اَلْمُسْتَعْجِلُونَ وَ نَجَا اَلْمُسَلِّمُونَ.

(ترجمہ) علی بن حسان سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ محزم آیا اور میں نے عرض کیا مجھے بتایئے اس امر کے متعلق جس کا ہم انتظار کررہے ہیں کہ وہ کب ہوگا۔آپؑ نے فرمایا: اے محزم! جنھوں نے وقت مقرر کیا وہ جھوٹے ہیں اور جلدی کرنے والوں نے اور ہلاکت پائی۔قضا و قدر تسلیم کرنے والوں نے نجات پائی۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [3] لیکن میرے نزدیک یہ حدیث موثق ہے کیونکہ سلمہ بن الخطاب، علی بن حسان اور عبدالرحمان تینوں کامل الزیارات کے راوی ہیں جو توثیق ہے اور یہ کافی ہے (واللہ اعلم)

3/936 الکافی،۱/۳/۳۶۸/۱ العدة عن البرقی عن أبيه عن القاسم بن محمد عن علی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ اَلْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ كَذَبَ اَلْوَقَّاتُونَ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ لاَ نُوَقِّتُ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے قائم آل محمد ﷺ کے متعلق سوال کیا۔آپؑ نے فرمایا:

---

[1] مراۃ العقول:۴/۱۷۲

[2] غیبت نعمانی (مترجم):۵۸۷ح ۳۹۵؛الامامة والتبصرة:۹۵؛غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم):۶۱۹ح ۴۱۳؛بحارالانوار:۵۲/۱۰۳؛مسند الامام الصادقؑ: ۳/۴۲۳

[3] مراۃ العقول:۴/۱۷۴

جھوٹے ہیں وقت مقرر کرنے والے۔ہم اہل بیت علیہم السلام کوئی وقت مقرر نہیں کرتے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[2]

4/937 الکافی،۱/۴/۳۶۸/۱ أَحْمَدُ بِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَبَى اَللَّهُ إِلاَّ أَنْ يُخَالِفَ وَقْتَ اَلْمُوَقِّتِينَ.

(ترجمہ) احمد نے بیان کیا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہم اہل بیت علیہم السلام کوئی وقت مقرر نہیں کرتے۔[3]

تحقیق اسناد:

حدیث مرسل ہے[4] اور جو سند شیخ نعمانی نے ذکر کی ہے وہ معتبر ہے(واللہ اعلم)

5/938 الکافی،۱/۵/۳۶۸/۱ الاثنان عن الوشاء عَنْ عَبْدِ اَلْكَرِيمِ اِبْنِ عُمَرَ اَلْخَثْعَمِيِّ عَنِ اَلْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لِهَذَا اَلْأَمْرِ وَقْتٌ فَقَالَ كَذَبَ اَلْوَقَّاتُونَ كَذَبَ اَلْوَقَّاتُونَ كَذَبَ اَلْوَقَّاتُونَ إِنَّ مُوسَى عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمَّا خَرَجَ وَافِداً إِلَى رَبِّهِ وَاعَدَهُمْ ثَلاَثِينَ يَوْماً فَلَمَّا زَادَهُ اَللَّهُ عَلَى اَلثَّلاَثِينَ عَشْراً قَالَ قَوْمُهُ قَدْ أَخْلَفَنَا مُوسَى فَصَنَعُوا مَا صَنَعُوا فَإِذَا حَدَّثْنَاكُمُ اَلْحَدِيثَ فَجَاءَ عَلَى مَا حَدَّثْنَاكُمْ بِهِ فَقُولُوا صَدَقَ اَللَّهُ وَإِذَا حَدَّثْنَاكُمُ اَلْحَدِيثَ فَجَاءَ عَلَى خِلاَفِ مَا حَدَّثْنَاكُمْ بِهِ فَقُولُوا صَدَقَ اَللَّهُ تُؤْجَرُوا مَرَّتَيْنِ.

(ترجمہ) فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: کیا ظہور امام مہدی علیہ السلام کے لیے کوئی وقت مقرر ہے۔آپؑ نے فرمایا: اس امر کا وقت مقرر کرنے والے جھوٹے ہیں، جھوٹے ہیں۔موسیٰ علیہ السلام جو اپنے رب کی طرف سے کوہِ طور پر جانے لگے اور اپنی قوم سے (از روئے ظن) تیس دن کے بعد لوٹنے کا وعدہ کیا۔

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۵۸۸ ح ۳۹۶؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۱۶۷ و ۶۰؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۱۰۳ و ۱۱۷ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۶۱۸ ح ۴۱۱؛ منتخب الاثر: ۴۶۳؛ الانوار النعمانیہ: ۲/ ۵۰

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۷۴

[3] بحار الانوار: ۵۲/ ۱۱۷؛ غیبت نعمانی (مترجم) ۵۷۸ ح ۳۸۸؛ معجم احادیث الامام المہدی ؑ: ۵/ ۷۲؛ مسند الامام الصادق ؑ: ۳/ ۴۲۲؛ مکیال المکارم: ۲/ ۳۷۸؛ منتخب الاثر: ۳/ ۱۱۳

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۱۷۵

جب خدا نے اس مدت میں دس راتوں کا اور اضافہ کر دیا تو ان کی قوم نے کہا موسیٰ علیہ السلام نے ہم سے وعدہ خلافی کی اور پھر انھوں نے جو کچھ کیا وہ سب کو معلوم ہے (گئوسالہ پرست ہو گئے)۔ پس جب ہم سے کوئی حدیث (از روئے ظن) بیان کر دیں اور تم سے کہیں انشاء اللہ ایسا ہوگا اور وہ اسی طور سے ہو جائے تو کہو اللہ نے سچ کر دکھایا۔ اور اگر کوئی بات کہیں اور ویسا نہ ہو تو کہو اللہ اس کو راست پر لائے (کیوں کہ غیب نہیں جانتا مگر اللہ) اس صورت میں تم کو دوہرا ثواب ملے گا۔ [1]

بیان:

﴿إنما يجيء على خلاف ما حدثوا لاطلاعهم عليه في كتاب المحو و الإثبات قبل إثبات المحو و محو الإثبات كما مر تحقيقه و إنما يؤجرون مرتين لإيمانهم بصدقهم أولا و ثباتهم عليه بعد ظهور خلاف ما أخبروا به ثانيا﴾

بلکہ یہ بات اس کے خلاف آتی ہے جس کے بارے میں انہیں کتاب محو میں معلوم ہوا تھا اور اثبات محو اثبات سے پہلے اور مٹانا بھی اثبات سے پہلے ہوتا ہے جیسا کہ اس کی تحقیق گزر چکی ہے اور ان کو ایمان کے لیے دو اجر دیئے جائیں گے اول ان کی تصدیق کرنے پر اور دوام ان کو اس کے ظہور کے خلاف خبر میں ملنے کے باوجود ثابت قدم رہنے پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالحسن ہے کیونکہ معلّٰی ثقہ جلیل ہے اور عبدالکریم بھی ثقہ جلیل ہے مگر یہ واقفی ہو گیا تھا البتہ ہمارے مشائخ نے یقیناً اس سے اس وقت روایات لی ہیں جبکہ یہ متغیر نہیں ہوا تھا اور یہ کامل الزیارات کا راوی بھی ہے (واللہ اعلم)

6/939 الكافي،١/٦/٣٦٩/١ محمد و القمي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنِ اَلسَّيَّارِيِّ عَنِ اِبْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَخِيهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ اَلشِّيعَةُ تُرَبَّى بِالْأَمَانِيِّ مُنْذُ مِائَتَيْ سَنَةٍ: قَالَ وَ قَالَ يَقْطِينٌ لاِبْنِهِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ مَا بَالُنَا قِيلَ لَنَا فَكَانَ وَ قِيلَ لَكُمْ فَلَمْ يَكُنْ قَالَ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنَّ اَلَّذِي قِيلَ لَنَا وَ لَكُمْ كَانَ مِنْ مَخْرَجٍ وَاحِدٍ غَيْرَ أَنَّ أَمْرَكُمْ حَضَرَ فَأُعْطِيتُمْ

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم) ۵۸۸ ح ۷ ۳۹؛ تفسیر العیاشی: ۲/ ۲۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۸۰ و ۲/ ۶۱؛ تفسیر کنز الدقائق: ۵/ ۱۶۷ و ۱/ ۴۳۰؛ بحار الانوار: ۴/ ۱۳۲ و ۵۲/ ۱۱۸؛ تفسیر البرہان: ۲/ ۵۷۹؛ سفینۃ البحار: ۱/ ۲۳۸؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/ ۳۹۷؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۴۹۵

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۷۵

مَحْضَهُ فَكَانَ كَمَا قِيلَ لَكُمْ وَ إِنَّ أَمْرَنَا لَمْ يَحْضُرْ فَعُلِّلْنَا بِالْأَمَانِيِّ فَلَوْ قِيلَ لَنَا إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لاَ يَكُونُ إِلاَّ إِلَى مِائَتَيْ سَنَةٍ أَوْ ثَلاَثِمِائَةِ سَنَةٍ لَقَسَتِ الْقُلُوبُ وَ لَرَجَعَ عَامَّةُ النَّاسِ عَنِ الْإِسْلاَمِ وَ لَكِنْ قَالُوا مَا أَسْرَعَهُ وَ مَا أَقْرَبَهُ تَأَلُّفاً لِقُلُوبِ النَّاسِ وَ تَقْرِيباً لِلْفَرَجِ.

(ترجمہ) علی بن یقطین سے روایت ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے علی! گروہِ شیعہ دوسو سال سے اُمیدوں پر پل بڑھ رہے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ یقطین نے اپنے بیٹے علی سے کہا: کیا بات ہے کہ جو ہم لوگوں سے کہا جاتا ہے وہ پورا ہوجاتا ہے مگر جو تم لوگوں سے کہا جاتا ہے وہ پورا نہیں ہوتا؟

علی بن یقطین نے جواب دیا: جو بات ہم سے اور آپ لوگوں سے کہی جاتی ہے، وہ دونوں ایک ہی زبان سے نکلتی ہیں۔ پس! فرق یہ ہے کہ آپ لوگوں سے جو کہا جاتا ہے اس کا وقت آجاتا ہے اور وہ ہوجاتا ہے مگر ہم لوگوں سے جو کچھ کہا جاتا ہے، اس کا وقت نہیں آتا لہٰذا وہ نہیں ہوتا اور ہم لوگ اس کی اُمید پر بسر کرتے ہیں۔

اگر ہم لوگوں سے یہ کہہ دیا جاتا کہ یہ امر دوسو برس یا تین سو برس تک نہیں ہوگا تو لوگوں کے دل سخت ہوجاتے ہیں بلکہ بہت سے لوگ تو اسلام کو ترک کردیتے، اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ امر بہت جلد آنے والا ہے زمانہ قریب میں، تاکہ لوگوں کی دلجوئی ہوتی رہے اور وہ لوگ فرج و کشادگی کا انتظار کریں۔ [1]

بیان:

﴿تربى من التربية يعنى ينتظرون دولة الحق و يتمنونه و يرتقبون الفرج مما هم فيه من الشدة و يعيشون به و كان ما قيل ليقطين كان الإخبار بدولة أهل الباطل و ما قيل لابنه الإخبار بدولة أهل الحق أو ما قيل ليقطين كان الإخبار بالإمام المستتر بعد الإمام المستتر و ما قيل لابنه الإخبار بالإمام الظاهر بعد الإمام المستتر كما يستفاد من الجواب و يؤيد المعنى الأول ما رواه الصدوق رحمه الله عن أبيه عن عبد الله بن جعفر بإسناده يرفعه إلى علي بن يقطين قال قلت لأبي الحسن موسى ع ما بال ما روي فيكم من الملاحم ليس كما روي و ما روي في أعاديكم قد صح فقال ع إن الذي خرج في أعدائنا كان من الحق فكان كما قيل و أنتم عللتم بالأماني- فخرج إليكم كما خرج﴾

اس کی پرورش تعلیم سے ہوئی یعنی وہ حق کی حالت کا انتظار کرتے ہیں اور اس کی امید رکھتے ہیں اور وہ اس مصیبت

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۵۸۹ ح ۳۹۸؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۴۹۴ ح ۲۹۲؛ بحار الانوار: ۵۲ / ۱۰۲؛ الانوار النعمانی: ۲ / ۵۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵ / ۴۱۵؛ مکیال المکارم: ۲ / ۱۸۳؛ بشارۃ الاسلام: ۳۹۹

سے نجات کا انتظار کرتے ہیں جس میں وہ ہیں اور اسی کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔یقطین کے لیے جو کہا گیا وہ اہل باطل کے اخبار سے آگاہ کرنا تھا اور جو اس کے بیٹے کے لیے کہا وہ اہل حق کے اخبار سے آگاہ کرنا تھا یا یقطین سے جو کہا گیا وہ امام مستر کے بعد امام مستر کے اخبار تھے اور جو اس کے بیٹے سے کہا گیا وہ امام مستر کے بعد امام ظاہر کے اخبار تھے جیسا کہ جواب سے مستفاد ہوتا ہے۔

اور پہلے معنی کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے شیخ صدوق نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر سے اور انھوں نے اپنی مرفوع اسناد سے علی بن یقطین سے روایت کیا۔ان کا بیان ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ لوگوں کے مابین جہاد کے متعلق جو روایات آئی ہیں ان کے مطابق واقعات رونما نہیں ہوئے ہیں اور آپؑ کے دشمنوں کے متعلق جو روایات آئی ہیں وہ صحیح ہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا! ہمارے دشمنوں کے متعلق روایات میں جو کچھ کہا گیا چونکہ حق کہا گیا ہے لہٰذا جو کچھ کہا گیا ہے وہی ہوتا ہے اور تم لوگ اس لیے ان روایات کی توجیہ اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کی بنیاد پر کرتے ہو اس لیے وصی ہوتا ہے جو ہو رہا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1]

7/940 الکافی،۱/۷/۳۶۹/۱ اَلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ اَلْأَنْبَارِيِّ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مِهْزَمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: ذَكَرْنَا عِنْدَهُ مُلُوكَ آلِ فُلاَنٍ فَقَالَ إِنَّمَا هَلَكَ اَلنَّاسُ مِنِ اِسْتِعْجَالِهِمْ لِهَذَا اَلْأَمْرِ إِنَّ اَللَّهَ لاَ يَعْجَلُ لِعَجَلَةِ اَلْعِبَادِ إِنَّ لِهَذَا اَلْأَمْرِ غَايَةً يَنْتَهِي إِلَيْهَا فَلَوْ قَدْ بَلَغُوهَا لَمْ يَسْتَقْدِمُوا سَاعَةً وَ لَمْ يَسْتَأْخِرُوا.

(ترجمہ) ابراہیم بن مہزم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے حکومت بنی عباس کا ذکر کرتے ہوئے عرض کیا کہ روز بروز ترقی کررہی ہے اور امام مہدی علیہ السلام کا ظہور نہیں ہوتا۔آپؑ نے فرمایا: لوگ اس معاملہ میں اپنی ہلاکت کا باعث ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ بندوں کی طرح جلدی نہیں کرتا اس ظہور کے لیے ایک وقت ہے کہ اس سے گھڑی بھر بھی آگے نہ ہوگی نہ گھڑی بھر پیچھے۔[2]

---

[1] مراۃ العقول:۴/۱۷۹

[2] غیبت نعمانی:۱۹۵ح۹۹۳؛ بحار الانوار:۵۲/۱۱۸؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۵/۱۲۷

بیان:

﴿آل فلان کنایة عن بنی العباس﴾
آل فلاں بنوعباس کی طرف کنایہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱] لیکن میرے نزدیک حدیث الانباری کی وجہ سے مجہول ہے اور جعفر ثقہ ہے (واللہ اعلم)

8/941 الکافی،۲۷۳/۸/ ۴۱۱ العدة عن البرقی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ سَيْفٍ اَلتَّمَّارِ عَنْ أَبِي اَلْمُرْهِفِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: اَلْغَبَرَةُ عَلَى مَنْ أَثَارَهَا هَلَكَ اَلْمَحَاضِيرُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ مَا اَلْمَحَاضِيرُ قَالَ اَلْمُسْتَعْجِلُونَ أَمَا إِنَّهُمْ لَنْ يُرِيدُوا إِلاَّ مَنْ يَعْرِضُ لَهُمْ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا اَلْمُرْهِفِ أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يُرِيدُوكُمْ بِمُجْحِفَةٍ إِلاَّ عَرَضَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُمْ بِشَاغِلٍ ثُمَّ نَكَتَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي اَلْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا اَلْمُرْهِفِ قُلْتُ لَبَّيْكَ قَالَ أَ تَرَى قَوْماً حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ عَلَى اَللَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ لاَ يَجْعَلُ اَللَّهُ لَهُمْ فَرَجاً بَلَى وَ اَللَّهِ لَيَجْعَلَنَّ اَللَّهُ لَهُمْ فَرَجاً.

(ترجمہ) ابومرھف سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: محاضیر ہلاک ہوجائیں گے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں محاضیر کون ہیں آپؑ نے فرمایا: جلدی کرنے والے (ظہور حق کی خدمت میں وہ کہ جو جلدی چاہتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہو زیادہ جلدی حق کی حکومت قائم ہو جائے) جان لو کہ وہ (یعنی تمہارے مخالفین) تمھارے لیے توطئہ چینی نہیں کرتے مگر اس شخص کے لیے کہ جو ان کی حکومت کا متعرض ہو۔ پھر فرمایا یا ابومرھف! جان لو کہ یہ توطئہ چینی تمہارے لیے نہیں کرتے سوائے اس کے خدا نے ان کے لیے وہ کام جو (مانع اجر ہو ان کا نقشہ ہوجاتا ہے)۔ [۲]

بیان:

﴿الغرض من هذا الحديث حث أصحابه ع على السكوت و السكون و الصبر و ترك تكلمهم في أمر الإمامة و الكف عن استعجالهم ظهور الإمام ع و الغبرة الغبار و الإثارة التهييج كأنه مثل يضرب لمن يسعى فيما يضره يعني أن ما يصيبهم من أعدائهم ليس إلا بسبب مبادرتهم إلى التعرض لهم و المحاصير إما

[۱] مراۃ العقول: ۴/ ۱۷۹

[۲] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۵۱؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۷۷ ۳ ح ۲۳۰؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۱۳۸؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۳۵۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۴۹۵

بالمهملات من الحصر بمعنى ضيق الصدر و إما بالمعجمة بين المهملتين من الحضر بمعنى العدو و المجحفة بتقديم الجيم على المهملة الداهية من الإجحاف بمعنى تضييق الأمر أراد ع أنهم كلما أرادوكم بسؤ شغلهم الله في أنفسهم بأمر﴾

الغرض اس حدیث سے امامؑ نے اپنے صحابہ کو تاکید کی کہ وہ خاموش رہیں، پرسکون رہیں اور صبر کریں اور امر امامت کے متعلق بات کرنا چھوڑ دیں اور ظہور امامؑ کے متعلق جلد بازی سے باز آجائیں۔ اور ''الغبرۃ'' سے مراد غبار ہے اور ''الاثارۃ'' یعنی چڑ چڑا ہیں۔ جو کہ کسی کو مارے کے مترادف ہے جو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ جو کچھ ان کی طرف سے ہوتا ہے وہ صرف ان پر حملہ کرنے کی پہل کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ''المحاصرہ'' یعنی حصر سے محملات کے ساتھ ہے جو کہ تنگ سینہ کے معنی میں ہے اور یا حضر سے محملات کے درمیان لغت کے ساتھ ہے جو دشمن کے معنی سے ہے اور ''المجحفة'' مہملہ پر جیم کی تقدم کے ساتھ یعنی تعصب کی ہوشیار سے ہے مطلب معاملے کو تنگ کرنا اور امامؑ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ جب کسی بری بات کا ارادہ کریں تو ان کو امر کے ذریعے مشغول کردے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث ابی المرھف کی وجہ سے مجہول ہے اور ابوسمینہ کی توثیق کامل الزیارات میں ہے (واللہ اعلم)

9/942 الكافى،۴۵۰/۲۹۴/۸ العدة عن البرقى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ سُفْيَانَ اَلْجَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ اَلْأَنْصَارِيِّ عَنْ هَارُونَ بْنِ عَنْتَرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ وَ هُوَ يَقُولُ وَ شَبَّكَ أَصَابِعَهُ بَعْضَهَا فِي بَعْضٍ ثُمَّ قَالَ تَفَرَّجِي تَضَيَّقِي وَ تَضَيَّقِي تَفَرَّجِي ثُمَّ قَالَ هَلَكَتِ اَلْمَحَاضِيرُ وَ نَجَا اَلْمُقَرَّبُونَ وَ ثَبَتَ اَلْحَصَى عَلَى أَوْتَادِهِمْ أُقْسِمُ بِاللَّهِ قَسَماً حَقّاً إِنَّ بَعْدَ اَلْغَمِّ فَتْحاً عَجَباً.

(ترجمہ) ہارون بن عنترہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے کئی دفعہ امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھا کہ اپنی انگلیوں کو مشبک بناتے اور ایک دوسرے میں ڈالتے (اور دنیا کو مخاطب کرتے یا حکایت نفس کرتے اور) فرماتے کھل جا، تنگ ہو جا اور کھل جا پھر فرمایا: جلد کرنے والے (امر فرج اور ہمارے ظہور میں) ہلاک ہو گئے اور مقربین (یا وہ کہ جو اس کو نزدیک جانتے ہیں) نجات پا گئے اور پتھر میخوں کے اوپر (قدرت) ان کی اپنی جگہ

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/۲۸۰

آ گئی میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں مسیح کی وجہ سے کہ بے شک اندوہ وغم فتح اور وسعت عجیب لگتی ہے۔ [۱]

بیان:

﴿یعنی من کان فی الدنیا یختلف علیه الأحوال فربما یکون فی فرج و ربما یکون فی ضیق قال الله سبحانه فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْراً فالحزم أن لا یستعجل الفرج من کان فی الضیق بل یصبر حتی یأتی الله له بالفرج لأنه فی الضیق یتوقع الفرج و فی الفرج یخاف الضیق و المقربون علی صیغة الفاعل من التقریب هم الذین یعدون الفرج قریبا کما قال الله سبحانه إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيداً وَ نَرَاهُ قَرِيباً و إنما نجوا لتیقنهم بمجیئه و انشراح صدورهم بنور الیقین قوله و ثبت الحصی علی أوتادهم کأنه کنایة عن استقامة أمرهم و ثباته﴾

یعنی جو دنیا میں ہے وہ احوال میں مختلف ہوسکتا ہے، وہ راحت میں ہوسکتا ہے یا تکلیف میں ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے اور بے شک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ (الم نشرح: ۵۔۶)۔'' پس استقامت یہ ہے کہ جو مصیبت میں ہو وہ راحت کے لیے جلدی نہ کرے بلکہ صبر کرے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے راحت دے دے کیونکہ مصیبت میں راحت کی توقع ہوتی ہے اور راحت میں مصیبت کا خوف رہتا ہے اور ''لمقدبون'' تقریب سے فاعل کے صیغہ پر ہے اور یہ وہی ہیں جو راحت کو قریب شمار کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''وہ ان کی نگاہ میں بہت دور ہے اور ہماری نظر میں نزدیک ہے۔ (المعارج: ۶۔۷۔'' اور لیکن آنے والی کے آنے پر ان کے یقین کی وجہ سے وہ بچ گئے اور یقین کے نور سے ان کے سینوں کی شرح ہوگئی امامؑ کا قول: ''ثبت الحصی علی اوتادھم'' ان کے معاملات کی دیانت اور ثابت قدمی سے کنایہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۵۱؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۳۷۷ح ۲۳۰: بحار الانوار: ۵۲/ ۱۳۸؛ مسند الامام الباقرؑ: ۲/ ۳۵۲؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۴۹۵

[۲] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۲۴

۴۸۔باب التمحیص و الامتحان

باب: آزمائش اور امتحان

1/943 الکافی،۱/۱/۳۶۹/۱ علی عن أبیه عن السراد عَنْ يَعْقُوبَ ٱلسَّرَّاجِ وَ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللَّهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ: أَنَّ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ لَمَّا بُويِعَ بَعْدَ مَقْتَلِ عُثْمَانَ صَعِدَ ٱلْمِنْبَرَ وَ خَطَبَ بِخُطْبَةٍ ذَكَرَهَا يَقُولُ فِيهَا أَلاَ إِنَّ بَلِيَّتَكُمْ قَدْ عَادَتْ كَهَيْئَتِهَا يَوْمَ بَعَثَ ٱللَّهُ نَبِيَّهُ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ ٱلَّذِي بَعَثَهُ بِٱلْحَقِّ لَتُبَلْبَلُنَّ بَلْبَلَةً وَ لَتُغَرْبَلُنَّ غَرْبَلَةً حَتَّى يَعُودَ أَسْفَلُكُمْ أَعْلاَكُمْ وَ أَعْلاَكُمْ أَسْفَلَكُمْ وَ لَيَسْبِقَنَّ سَبَّاقُونَ كَانُوا قَصَّرُوا وَ لَيُقَصِّرَنَّ سَبَّاقُونَ كَانُوا سَبَقُوا وَ ٱللَّهِ مَا كَتَمْتُ وَسِمَةً وَ لاَ كَذَبْتُ كِذْبَةً وَ لَقَدْ نُبِّئْتُ بِهَذَا ٱلْمَقَامِ وَ هَذَا ٱلْيَوْمِ.

ابن رئاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب عثمان کے قتل کے بعد امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت کی گئی تو آپؑ منبر پر تشریف لائے اور آپؑ نے خطبہ دیا: اور اس خطبہ کے دوران امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ خدا تمہاری بلاؤں اور مصیبتوں کو اس دن کی مانند کہ جس دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے گئے تھے دوبارہ لے کر آیا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو مبعوث فرمایا! وہ تمہیں ضرور آزمائے گا اور تمہارے اندر مختلف آراء اور وساس پیدا ہوں گے اور تم پریشان ہو جاؤں گے۔ اور تمہارے اوپر والے نیچے اور نیچے والے اوپر چلے جائیں گے اور جو آگے آگے تھے وہ کوتاہی کریں گے اور جو پیچھے رہ گئے تھے وہ آگے چلے جائیں گے۔ خدا کی قسم! میرے طرف سے کوئی حق وہدایت کی نشانی پوشیدہ نہیں رہے گی اور نہ ہی میں جھوٹ بولوں گا اور مجھے کوئی جھوٹی خبر نہیں دی گئی۔ مجھے اس مقام اور اس دن کے بارے میں آگاہی دی گئی ہے۔"[1]

بیان:

﴿إن بلیتکم قد عادت یعنی صرتم أهل جاهلیة حیاری فی أمر دینکم مضطرین إلی من یحملکم علی الهدی و یسلك بکم طریق الاستقامة طوعا منکم أو کرها کما کنتم حین بعث نبیکم ص کذلك

کما قال ع فی خطبة له بعثه و الناس ضلال فی حیرة و خاطئون فی فتنة قد استهوتهم الأهواء و استزلتهم

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم) ۳۹۰ ح ۲۴۳؛ بحارالانوار: ۵/۲۱۸ و ۳۲/۲۶ و ۴۷ و ۲۹/۵۸۴؛ الکافی: ۸/۶۷؛ الوافی: ۲۶/۱ح ۲۵۳۶۷؛ اثبات الھداۃ: ۱/۲۴۳ و ۳/۴۳۴؛ نہج البلاغہ: ۵۷ ح ۱۹۲؛ عیون الحکم: ۵۰۷؛ غدر الحکم: ۲۳۱

الكبراء۔ و استخفتهم الجاهلية الجهلاء حيارى فى زلزال من الأمر و بلاء من الجهل فبالغ فى النصيحة و مضى على الطريقة و دعا إلى الحكمة و الموعظة و قد مضى ما يؤيد هذا المعنى فى باب نقض عهد الصحابة و البلبلة اختلاط الألسنة و تفريق الآراء و شدة الهم و الوسواس و أراد بها هاهنا اختلاف أهوائهم عن الشبهات التى كان يلقيها إليهم الشيطان فإن ذلك الأمر يشبه ما كانوا عليه حين بعث الرسول ص و الغربلة نخل الدقيق و نحوه و إنما يغربلون غربلة ليتميز محسنهم من مسيئهم لِيَمِيزَ اللهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَ يَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعاً فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ و قيل لفظ الغربلة مستعار لالتقاط آحادهم بالقتل و الأذى كما فعلوا بكثير من الصحابة و التابعين حتى يعود أسفلكم أعلاكم أصاغركم أكابر و أذلاؤكم أعزاء و فى نهج البلاغة و ما يأتى فى أبواب الخطب من كتاب الروضة هكذا و لتساطن سوط القدر حتى يعود أسفلكم أعلاكم و أعلاكم أسفلكم قيل أشار به إلى ما يفعله بنو أمية بهم من خلط بعضهم ببعض و رفع أراذلهم و حط أكابرهم كما يفعل بالقدر سائطها و ليسبقن سباقون كان من حقهم السبق كانوا قصروا تأخروا ظلما و ليقصرن سباقون لم يكن من حقهم السبق قيل أشار به إلى ما علمه من سر القدر من تقصير من كان له سبق فى الدين و تقدم رتبة فيه أو إلى سبق من كان قصر فيه فى أوله أو سبق من كان قاصرا فى أول الإسلام عن الخلافة و الإمارة فى آخر الزمان إليها و تقصير من سبق إليها عن بلوغها و الوشمة بالمعجمة الكلمة أراد أنه لم يكتم كلمة مما أخبره به النبى ص و تعين عليه تبليغه و هذا المقام هو مقام بيعة الناس له و هذا اليوم يوم اجتماعهم عليه﴾

تمہاری مصیبت واپس آ گئی ہے یعنی تم جاہلیت کے لوگوں کی طرح ہو چکے ہو، تم اس شخص کے بارے میں مضطرب ہو جو تمھیں دین کی طرف لے کر جاتا ہے اور تمہیں استقامت کی راہ پر چلاتا ہے مجبور کر کے یا خوشی سے یعنی نا چاہتے ہوئے جیسا کہ تم اپنے نبی ﷺ کے وقت تھے اور اسی طرح آپؑ نے اپنے خطبہ بعثت میں ارشاد فرمایا تھا کہ لوگ بدگمانیوں میں گمراہ ہیں اور فتنوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں، ان کی خواہشوں نے ان کو گمراہ کر دیا ہے، تکبر نے انہیں دھوکا دیا ہے اور جہالت نے انہیں ذلیل وخوار کر دیا ہے وہ ایسے جاہل ہیں کہ جو زلزلوں اور جہالت کی آفتوں میں بھٹکے ہوئے ہیں چنانچہ آپ ﷺ نے نصیحت کو پہنچایا اور ایک راہ اختیار فرمائی اور حکمت ونصیحت کی دعوت دی۔

بیشک باب " نقض عهد الصّحابة والبلبلة اختلاط الألسنة وتفريق الآرآء وشدّة الهم والوسواس "میں وہ بحث گزر چکی ہے جو اس معنی کی تائید کرتی ہے اور یہاں جو چیز مراد لی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی خواہشات ان شبہات کے بارے مختلف ہیں جو ان کی طرف شیطان نے القآء کیئے تھے پس یہ معاملہ ان

پر اسی طرح مشتبہ ہے جس طرح وہ اس دور میں تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تھا۔

''الغربلة'' اس معنی آٹا یا اس جیسی چیزوں کا چھاننا ہے اور اس سے مراد لوگوں چھانا جائے گا تا کہ اچھے اور بُرے لوگوں میں تمیز کی جا سکے جس طرح اللہ تعالیٰ پاک اور خبیث میں تمیز کرتا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''لیمیز اللہ الخبیث من الطّیّب ویجعل الخبیث بعضه علیٰ بعض فیرکمه جمیعاً فیجعله فی جهنّم''

''تا کہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کردے اور ناپاک کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ دے، پھر ان سب کا ڈھیر لگا دے پھر اس ڈھیر کو جہنّم میں ڈال دے، وہی تو نقصان اٹھانے والے ہیں۔(سورۃ الانفال:۳۷)۔''

یہ بھی کہا گیا ہے کہ لفظ ''الغربلة'' یعنی چھننا ایک مستعار لفظ ہے اس سے مراد ان میں سے بعض کو مارنے اور نقصان پہنچانے کے لیئے جیسا کہ انہوں نے اکثر صحابہ اور تابعین کے ساتھ کیا یہاں تک کہ تم میں سے ادنیٰ اعلیٰ کی طرف، چھوٹے بڑوں کی طرف اور ذلیل عزیزوں کی طرف لوٹ آئیں۔اور جو نہج البلاغہ اور کتاب الرّوضہ کے خطبات کے ابواب میں جو آیا ہے، تقدیر کوڑا اس طرح گرتا رہے گا یہاں تک کہ تم میں سے سب سے ادنیٰ سب سے اونچے کی طرف لوٹ جائے اور تم میں سے سب سے اونچے والا نیچے والے کی طرف لوٹ کر آتا ہے، کہا گیا ہے کہ یہ اس فعل کی طرف جو بنوامیّہ نے لوگوں کے ساتھ برتاؤ کیا۔ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ ملایا، ان میں سے سب سے کمزور کو سرفہرست کیا اور ان میں سے سب سے پرانے کو پست کر دیا۔جیسا کہ تقدیر اپنے کوڑے مارتی ہے۔ دین میں سبقت حاصل کی اور اس میں ایک درجے میں آگے بڑھے یا ان لوگوں پر سبقت حاصل کی جو اس کے شروع میں اس میں قلیل تھے یا ان لوگوں پر سبقت حاصل کی جو اسلام کے شروع میں خلافت اور آخر میں قیادت سے محروم تھے۔اس کا وقت اور اس سے پہلے والوں کی اس تک پہنچنے میں ناکامی کہ اس نے ایک لفظ بھی نہیں چھپایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا اور یہ تھا۔یہ وہ مقام ہے جو لوگوں سے بیعت لینے کا مقام تھا اور یہ دن ان کے اجتماع کا دن تھا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث صحیح ہے (واللہ اعلم)

2/944 الکافی،۱/۲/۳۷۰/۱ مُحَمَّدٌ وَ اَلْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ اَلْأَنْبَارِيِّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي اَلْمَغْرَاءِ عَنِ اِبْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ

[1] مراۃ العقول:۴/ ۱۸۳

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: وَيْلٌ لِطُغَاةِ اَلْعَرَبِ مِنْ أَمْرٍ قَدِ اِقْتَرَبَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ كَمْ مَعَ اَلْقَائِمِ مِنَ اَلْعَرَبِ قَالَ نَفَرٌ يَسِيرٌ قُلْتُ وَ اَللَّهِ إِنَّ مَنْ يَصِفُ هَذَا اَلْأَمْرَ مِنْهُمْ لَكَثِيرٌ قَالَ لاَ بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَنْ يُمَحَّصُوا وَ يُمَيَّزُوا وَ يُغَرْبَلُوا وَ يُسْتَخْرَجُ فِي اَلْغِرْبَالِ خَلْقٌ كَثِيرٌ.

(ترجمہ) ابو یعفور سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: وائے ہو سرکشانِ عرب پر اس معاملہ میں جو نزدیک ہے (سرکشان عرب کا ہلاکو کے لشکر سے قتل ہونا، بغداد میں یا نبی اُمیہ کی شکست عباسیوں کے ہاتھ سے) میں نے عرض کیا قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عرب کے کتنے لوگ ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا: تھوڑے سے۔ میں نے عرض کیا لوگ کہتے ہیں زیادہ ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا: ان کو کھرے کھوٹے سے جدا کیا جائے گا ان میں اچھے بُرے کی تمیز کی جائے گی ان کو چھانا جائے گا اس طرح ایک بڑی تعداد کھوٹوں کی نکل جائے گی۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث القاسم کی وجہ سے مجہول ہے اور جعفر ثقہ ہے (واللہ اعلم)

3/945 الكافى،١/٣/٣٧٠/١ عنهما عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلصَّيْرَفِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلصَّيْقَلِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: يَا مَنْصُورُ إِنَّ هَذَا اَلْأَمْرَ لاَ يَأْتِيكُمْ إِلاَّ بَعْدَ إِيَاسٍ وَ لاَ وَ اَللَّهِ حَتَّى تُمَيَّزُوا وَ لاَ وَ اَللَّهِ حَتَّى تُمَحَّصُوا وَ لاَ وَ اَللَّهِ حَتَّى يَشْقَى مَنْ يَشْقَى وَ يَسْعَدَ مَنْ يَسْعَدُ.

(ترجمہ) منصور سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے منصور! امام مہدی علیہ السلام کا ظہور لوگوں مایوس ہو جانے کے بعد ہوگا۔ قسم خدا کی ان کے درمیان تمیز کی جائے گی کھرے کو کھوٹے سے جدا کیا جائے گا اور ان کو اس طرح نکھارا جائے گا جیسے کٹھالی میں سونے کو تپا کر میل کو دور کیا جاتا ہے۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۳۹۶ ح ۲۴۸: دلائل الامامۃ: ۲۴۲؛ العدد القویہ: ۱۲۳ ح ۴۷؛ اثبات الهداۃ: ۳/ ۴۹۰ و ۵/ ۱۵۹؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۱۹ و ۵۲/ ۳۴۸ و ۱۱۴ و ۶۵/ ۱۸۲؛ بشارۃ الاسلام: ۱۹۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۴/ ۴۶؛ دار السلام نوری: ۴/ ۱۹۱؛ شرح چہل حدیث: ۲۶۴

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۸۳

[3] کمال الدین: ۲/ ۳۴۶؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۳۰؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۱۱؛ منتخب الانوار المفید: ۷۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۴۲۸؛ بشارۃ الاسلام: ۱۶۴

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۱۸۴

4/946 الکافی،۱/۳۷۰/۶/۱ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ اَلصَّيْقَلِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَ اَلْحَارِثُ بْنُ اَلْمُغِيرَةِ وَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا جُلُوساً وَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَسْمَعُ كَلاَمَنَا فَقَالَ لَنَا فِي أَيِّ شَيْءٍ أَنْتُمْ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لاَ وَ اَللَّهِ لاَ يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ حَتَّى تُغَرْبَلُوا لاَ وَ اَللَّهِ لاَ يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ حَتَّى تُمَحَّصُوا لاَ وَ اَللَّهِ لاَ يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ حَتَّى تُمَيَّزُوا لاَ وَ اَللَّهِ مَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ إِلاَّ بَعْدَ إِيَاسٍ لاَ وَ اَللَّهِ لاَ يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ حَتَّى يَشْقَى مَنْ يَشْقَى وَ يَسْعَدَ مَنْ يَسْعَدُ.

(ترجمہ) منصور سے روایت ہے کہ میں اور حارث مغیرہ دونوں اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے بات چیت کر رہے تھے اور امام جعفر صادق علیہ السلام ہمارا مکالمہ سن رہے تھے۔ آپؑ فرمایا تم کیا گفتگو کر رہے ہو وہ تمہارے خیال سے دور ہے جس امر کی طرف تمہاری آنکھیں لگی ہوئی ہیں یہ نہ ہوگا جب تک کہ کھرا کھوٹے سے جدا نہ ہوجائے اور خدا کی قسم یہ نہ ہوگا اس وقت تک شقی اور سعید جدا نہ ہوجائیں۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول ہے (واللہ اعلم)

5/947 الکافی،۱/۳۷۰/۴/۱ العدۃ عن أحمد عَنْ مُعَمَّرِ بْنِ خَلاَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: (الم أَ حَسِبَ اَلنَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنّٰا وَ هُمْ لاٰ يُفْتَنُونَ) ثُمَّ قَالَ لِي مَا اَلْفِتْنَةُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اَلَّذِي عِنْدَنَا اَلْفِتْنَةُ فِي اَلدِّينِ فَقَالَ يُفْتَنُونَ كَمَا يُفْتَنُ اَلذَّهَبُ ثُمَّ قَالَ يُخْلَصُونَ كَمَا يُخْلَصُ اَلذَّهَبُ.

(ترجمہ) معمر بن خلاد سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے یہ آیت پڑھی: کیا لوگوں نے یہ گمان کرلیا ہے کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اگر وہ اتنا ہی کہہ دیں کہ ہم ایمان لے آئے اور وہ فتنہ میں نہ ڈالے جائیں گے۔'' (سورۂ عنکبوت:۱۔۲)

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: فتنہ وآزمایش کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوجاؤں! ہم لوگوں کے

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم) ۷۸۴ح ۲۸۱؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۴۰۶؛ بحار الانوار: ۵/۲۱۹و۵۲/۱۱۲؛ اثبات الھداۃ: ۵/۱۲۹

[2] مراۃ العقول: ۴/۱۸۶

نزدیک فتنہ سے مراد دین میں فتنہ وفساد برپا کرنا ہے۔
امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ اس طرح تپائے جائیں گے، اور پگھلائے جائیں گے جیسے سونے کو تپایا جاتا ہے۔
پھر فرمایا: انھیں اس طرح خالص کیا جائے گا جیسے سونے کو خالص کیا جاتا ہے۔ [۱]

بیان:

﴿الفتنة الامتحان و الاختبار تقول فتنت الذهب إذا أدخلته إلى النار لتنظر ما جودته الاشمئزاز النفرة و التجافي بطانة الرجل و وليجته خاصته﴾
''الفتنۃ'' امتحان اور آزمائش کو کہا جاتا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو کہ سونے کو نکھارا جاتا ہے جب تم اسے آگ میں ڈالو تو تم اس کی اصلیت دیکھتے ہو۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۲]

6/948 الکافی،۱/۵/۳۷۰/۱ علی عن العبیدی عَنْ يُونُسَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صَالِحٍ رَفَعَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قَالَ إِنَّ حَدِيثَكُمْ هَذَا لَتَشْمَئِزُّ مِنْهُ قُلُوبُ اَلرِّجَالِ فَمَنْ أَقَرَّ بِهِ فَزِيدُوهُ وَ مَنْ أَنْكَرَهُ فَذَرُوهُ إِنَّهُ لاَ بُدَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِتْنَةٌ يَسْقُطُ فِيهَا كُلُّ بِطَانَةٍ وَ وَلِيجَةٍ حَتَّى يَسْقُطَ فِيهَا مَنْ يَشُقُّ اَلشَّعْرَ بِشَعْرَتَيْنِ حَتَّى لاَ يَبْقَى إِلاَّ نَحْنُ وَ شِيعَتُنَا.

(ترجمہ) صالح سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہماری بات جب لوگوں کے سامنے ہوتی ہے لوگوں کے دل اس سے دور رہنا چاہتے ہیں کیونکہ اس میں پیروی ظن نہیں۔ پس جو لوگ اسے مان لیں ان سے تو اور زیادہ بیان کرو اور جو نہ مانیں انھیں چھوڑ و کیونکہ ضرورت ہے کا کہ اس میں آزمائش ہوتا کہ باطنی کھوٹ کا اور غیر جنس کے داخلے کا پتہ چل جائے تا کہ جو کمال زیرکی دنیا سے موشگافی کرتا ہے الگ ہو جائے اور جانچ پڑتال کے بعد اور ہمارے شیعہ باقی رہ جاتے ہیں۔ [۳]

---

[۱] غیبت نعمانی (مترجم)۹۱ ۳ح ۲۴۴؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۱۴۸؛ بحار الانوار: ۵/ ۲۱۹ و ۵۲/ ۱۱۵ و ۶۴/ ۴۲؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۰/ ۱۱۹؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۳۰۳

[۲] مراۃ العقول: ۴/ ۱۸۵

[۳] غیبت نعمانی (مترجم): ۹۲ ۳ح ۲۴۵؛ بصائر الدرجات: ۱/ ۲۳؛ بحار الانوار: ۲/ ۱۹۳ و ۵۲/ ۱۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۴۹۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱۱/ ۱۳ ۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۵۲۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۹۲؛ مکیال المکارم: ۲/ ۲۲۲؛ بشارۃ الاسلام: ۱۲۷

بیان:

﴿الاشمئزاز النفرۃ و التجافی بطانۃ الرجل و ولیجتہ خاصتہ﴾
''الاشمئزاز'' نفرت اور بیگانگی انسان اور اس کے باطن میں ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث مرفوع ہے [۱]

۴۹۔باب أن من عرف إمامہ لم یضرہ تقدم ہذا الأمر أو تأخر

باب: اس بیان میں کہ جس نے اپنے امام کی معرفت حاصل کر لی اسے اس امر کا مقدم یا موخر ہونا نقصان نہیں پہنچائے گا

1/949 الکافی،۱/۱/۳۷۱/۱ الأربعۃ عَنْ زُرَارَۃَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللّٰہِ عَلَیْہِ اَلسَّلاَمُ: اِعْرِفْ إِمَامَكَ فَإِنَّكَ إِذَا عَرَفْتَ لَمْ یَضُرَّكَ تَقَدَّمَ ہَذَا اَلْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ.

(ترجمہ) زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام کو پہچانو۔ جب تو نے پہچان لیا تو تقدم و تاخر کوئی نقصان نہ دے گا۔ [۲]

بیان:

﴿ہذا الأمر یعنی ظہور الإمام ع﴾
اس امر سے مراد امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۳]

---

[۱] مراۃ العقول:۴/۱۸۶

[۲] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم):۶۵۶ ح ۲۷۴؛ بحار الانوار:۵۲/۱۳۱ و ۱۴۱؛ اثبات الھداۃ:۳/۵۱۵ و ۱۱۲؛ منتخب الاثر:۵۱۵؛ غیبت نعمانی (مترجم):۶۷۴ ح ۰۷۴ و ۱۷۴؛ تفسیر البرہان:۳/۵۵۲؛ غایۃ المرام:۳/۲۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۵/۲۳۱؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۴۹۸؛ مکیال المکارم:۲/۱۲۵

[۳] مراۃ العقول:۴/۱۸۶

2/950 الکافی، ۱/۱،۱/۲/۳،۷ الاثنان عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ عَنِ اَلْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَنْ قَوْلِ اَللَّهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى: (يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنٰاسٍ بِإِمٰامِهِمْ) فَقَالَ يَا فُضَيْلُ اِعْرِفْ إِمَامَكَ فَإِنَّكَ إِذَا عَرَفْتَ إِمَامَكَ لَمْ يَضُرَّكَ تَقَدَّمَ هَذَا اَلْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ وَ مَنْ عَرَفَ إِمَامَهُ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ صَاحِبُ هَذَا اَلْأَمْرِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ كَانَ قَاعِداً فِي عَسْكَرِهِ لاَ بَلْ بِمَنْزِلَةِ مَنْ قَعَدَ تَحْتَ لِوَائِهِ قَالَ وَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ بِمَنْزِلَةِ مَنِ اُسْتُشْهِدَ مَعَ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

(ترجمہ) فضیل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدا کے اس قول: ''اس دن ہم ہر شخص کو اس کے اپنے امام کے ساتھ بلائیں گے (الاسراء ۷۱)'' کے متعلق سے سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے فضیل! اپنے امام کو پہچانو۔ جب تم نے پہچان لیا تو اس معرفت میں تقدم وتاخر کوئی نقصان نہ دے گا اور جس نے امام کو پہچان لیا اور مر گیا اس کے قبل کہ اپنے صاحب امر کے پاس جائے تو اس کا مرتبہ وہی ہوگا جو امام کے لشکر میں ہونے والے کا بل کہ اس کا جو لواء امام کے نیچے ہوا اور بعض اصحاب نے کہا ہے بل کہ اس کی سی منزلت حاصل ہوگی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معرکہ میں شریک ہوئے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور رہے [2] لیکن میرے نزدیک یہ حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور محمد بن جمہور تفسیر القمی کا راوی ہے جو توثیق ہے اور محمد بن مروان بھی ثقہ ہے کیونکہ صفوان اس سے روایت کرتا ہے۔ جس پر اجماع ہے کہ وہ کسی ثقہ کے علاوہ کسی سے روایت ہی نہیں کرتا (واللہ اعلم)

3/951 الکافی ۱/۷/۳،۲/۱، علی بن محمد عن سهل عن الحسين عَنْ فَضَالَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اِعْرِفِ اَلْعَلاَمَةَ فَإِذَا عَرَفْتَهُ لَمْ يَضُرَّكَ تَقَدَّمَ هَذَا اَلْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ: (يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنٰاسٍ بِإِمٰامِهِمْ) فَمَنْ عَرَفَ إِمَامَهُ كَانَ كَمَنْ كَانَ فِي فُسْطَاطِ اَلْمُنْتَظَرِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ.

(ترجمہ) عمر بن ابان سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام کی معرفت حاصل کرو اگر تم نے اس کی معرفت حاصل کر لی تو پھر حکومت حقّہ کے تقدم یا تاخیر میں کوئی نقصان نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: اس

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۴۷۶ح ۱۷۴؛ تفسیر البرہان: ۳/۵۵۲؛ بحارالانوار: ۵۲/۱۴۱؛ مکیال المکارم: ۲/۱۲۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۲۲۵

[2] مراۃ العقول: ۴/۱۸۸

دن ہم ہر گروہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔(الاسرا:۷۱)'' جس نے اپنے امام کو پہچان لیا وہ اس کی طرح ہے جو امام منتظر علیہ السلام کے خیمہ میں ہو۔ [۱]

بیان:

﴿یعنی بالعلامة الإمام كما ورد عنهم ع فی قوله عز و جل وَ عَلاماتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ [2] إن العلامات هم الأئمة و النجم رسول الله ص أو یعنی بها علامة الإمام و نعته المختص به و أنه من و ابن من و فی نسخة الشیخ الشهید الثانی زین الدین العاملی اعرف الغلام یعنی المهدی ع فإنه قد مضی ذکره بهذا العنوان و الفسطاط الخیمة و فی بعض النسخ المهدی بدل المنتظر و فی بعضها فسطاطه بالإضمار﴾

یعنی علامة سے مراد امامؑ ہیں جیسا ائمہ طاہرینؑ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں وارد ہوا ہے وعلامات ''وبالنّجم هم يهتدون''

''اور بہت سی نشانیاں اور ستارے سے بھی لوگ راہ پاتے (سورۃ النحل:۱۶)۔''

اس آیت میں نشانیوں سے مراد ائمہ طاہرینؑ ہیں اور ستارے سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں یا اس سے مراد امام کی نشانی اور اس کے لیے مخصوص اس کی صفت ہے، اور یہ کہ وہ کون ہے اور کس کا بیٹا ہے اور شہید ثانی زین الدین العاملی کے نسخے میں ہے کہ تم اس لڑکے کی معرفت حاصل کرو یعنی امام مہدی علیہ السلام کی کیونکہ ان کا ذکر اس عنوان کے ساتھ گزر چکا ہے

''الفسطاط'' اس سے مراد خیمہ ہے اور بعض نسخوں میں منتظر کے مہدی کا لفظ ہے اور بعض میں یہ ہی ''فسطاطه بالاضمار''۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق ہے کیونکہ سہل ثقہ ثابت ہے اور شیخ نعمانی نے ایک اور سند بھی ذکر کی ہے اور وہ بھی موثق ہے (واللہ اعلم)

4/952 الکافی،۱/۱،۳۷۱/۵/۱ العدة عن أحمد عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ فُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: مَنْ مَاتَ وَ لَيْسَ لَهُ إِمَامٌ فَمِيتَتُهُ مِيتَةُ جَاهِلِيَّةٍ وَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ عَارِفٌ لِإِمَامِهِ لَمْ يَضُرَّهُ تَقَدَّمَ هَذَا اَلْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ وَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ

[۱] غیبت نعمانی (مترجم):۸۷۰ح۵۷۵و۷۶۴؛ بحارالانوار:۵۲/۱۴۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۷/۳۳۳؛ القطرہ من بحار:۱/۴۹۴؛ مسند سہل بن زیاد:۵/۴۴۵؛ غایۃ المرام:۷/۲۲۴؛ مکیال المکارم:۲/۱۲۶؛ مسند الامام الصادقؑ:۳/۲۲۹

[۲] مراۃ العقول:۴/۱۹۱

عَارِفٌ لِإِمَامِهِ كَانَ كَمَنْ هُوَ مَعَ اَلْقَائِمِ فِي فُسْطَاطِهِ.

ترجمہ: فضیل بن یسار سے روایت ہے میں نے محمد امام باقر علیہ السلام سے سُنا کہ جو اس حالت میں مر گیا کہ اس کا کوئی امام نہیں، وہ جاہلیت کی موت مرا اور جو اس حالت میں مرا کہ اس نے اپنے امامؑ کی معرفت رکھتے ہوئے مرا تو تقدم و تاخر اس کے لیے مضر نہیں اور جو اس حال میں کہ وہ اپنے امام کا عارف تھا تو وہ اس کے برابر ہے جو قائم آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ میں ہو۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ محمد بن مروان ثقہ ثابت ہے اس کی وجہ سے صفوان کا روایت نقل کرنا ہے (واللہ اعلم)

5/953 الكافي،١/٦/٣٧٢/١ اَلْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْعَلَوِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ عَبْدِ اَلْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ اَلْحَسَنِيِّ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ اَلْعُرَنِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: مَا ضَرَّ مَنْ مَاتَ مُنْتَظِراً لِأَمْرِنَا أَلاَّ يَمُوتَ فِي وَسَطِ فُسْطَاطِ اَلْمَهْدِيِّ وَعَسْكَرِهِ.

ترجمہ: علی بن ہاشم سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ہمارے امر (قائمؑ) کے انتظار میں مرا تو اس کو امام قائمؑ کے خیموں اور ان کے لشکر میں نہ مرنے کا کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [4]

6/954 الكافي،١/٤/٣٧١/١ علی عَنْ صَالِحِ بْنِ اَلسِّنْدِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْخُزَاعِيِّ قَالَ: سَأَلَ أَبُو بَصِيرٍ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَأَنَا أَسْمَعُ فَقَالَ تَرَانِي أُدْرِكُ اَلْقَائِمَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ يَا أَبَا بَصِيرٍ أَلَسْتَ تَعْرِفُ إِمَامَكَ فَقَالَ إِي وَاَللَّهِ وَأَنْتَ هُوَ وَتَنَاوَلَ يَدَهُ فَقَالَ وَاَللَّهِ مَا تُبَالِي يَا أَبَا بَصِيرٍ أَلاَّ تَكُونَ مُحْتَبِياً بِسَيْفِكَ فِي ظِلِّ رِوَاقِ اَلْقَائِمِ صَلَوَاتُ اَللَّهِ

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم) ۶۷۷ ح ۴۷۴؛ المحاسن: ۱/ ۱۵۵؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۱۱۲ و ۵/ ۱۳۹؛ بحار الانوار: ۲۳/ ۷۷ و ۷۷/ ۱۲۶ و ۵۲/ ۱۴۲؛ منتخب الاثر: ۵۱۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۳۹۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۳۰

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۱۹۰

[3] منتخب الاثر: ۳/ ۲۱۳

[4] مراۃ العقول: ۴/ ۱۹۰

عَلَيْهِ.

(ترجمہ) اسماعیل بن محمد الخزاعی سے روایت ہے کہ ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا جبکہ میں سن رہا تھا کہ آپؑ کے خیال کے مطابق میں قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالوں گا؟ آپؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر! کیا تم اپنے امام کو نہیں پہچانتے؟ انھوں نے عرض کیا: خدا کی قسم وہ آپؑ ہیں اور امام کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پس آپؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر خدا کی قسم! پھر اس کی پروانہ کرو کہ اگر تم اپنی تلوار لیے ہوئے امام قائمؑ کے سائبان کے زیر سایہ بیٹھو ہو یا نہیں۔ [۱]

بیان:

﴿الاحتباء بالمهملة 1 الاشتمال و الرواق الفسطاط أو بيت كالفسطاط أو سقيف في مقدم البيت﴾

''الاحتباء'' اس سے مراد برآمدہ ہے یا خیمے کی طرح کا گھر اور یا پھر گھر کے آگے ایک چھت۔

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲]

7/955 الکافی ،۱/۱، ۱/۳/۳۷۱ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ رَفَعَهُ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَتَى اَلْفَرَجُ فَقَالَ يَا أَبَا بَصِيرٍ وَ أَنْتَ مِمَّنْ يُرِيدُ اَلدُّنْيَا مَنْ عَرَفَ هَذَا اَلْأَمْرَ فَقَدْ فُرِّجَ عَنْهُ لاِنْتِظَارِهِ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ میں آپؑ پر فدا ہوں کشادگی وامن (وقت ظہور حضرت حجتؑ) کا وہ کب آئے گا۔ آپؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر! کیا تم بھی ان لوگوں میں سے ہو جو طالب دنیا ہیں جس امر کی طرف تمہاری آنکھیں لگی ہوئی ہیں یہ نہ ہوگا جب تک کہ کھرا کھوٹے سے جدا نہ ہوجائے اور خدا کی قسم یہ نہ ہوگا اس وقت تک شقی اور سعید جدا نہ ہوجائیں۔ [۳]

بیان:

﴿يعني أن من عرف أن الإمام سيظهر يوما ما فهو مفرج عنه من جهة آخرته لأنه ينتظره و انتظاره إياه أفضل عباداته كما يأتي فهو مع ذلك إن أراد إدراكه فإنما يريده لأمر دنياه و توسعة في معاشه﴾

---

[۱] غیبت نعمانی (مترجم)۶۷۶ ح ۴۷۳؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۴۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۱۰۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۴۹۸؛ مسند ابوبصیر: ۱/ ۴۵۸؛ نہج الصباغۃ: ۳/ ۵۴۶

[۲] مراۃ العقول: ۴/ ۱۸۹

[۳] غیبت نعمانی (مترجم): ۶۷۵ ح ۴۷۲؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۱۴۲؛ مسند ابی بصیر: ۱/ ۴۵۷؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۲۲۹؛ ینابیع الحکمۃ: ۵/ ۱۶۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۱۲۵

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ عنقریب امامؑ ایک دن ظہور فرمائیں گے، تو وہ اپنی آخرت کی بارے میں اطمینان حاصل ہوگا کیونکہ وہ امامؑ کا انتظار کر رہا ہے اور امامؑ کا انتظار کرنا بہترین عبادت ہے جیسا کہ یہ ایسے ہی ہے کہ اگر وہ امامؑ سے ملنے کا ارادہ کرتا ہے تو یہ چیز اس کی دنیاوی معیشت میں وسعت کا سبب ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشھور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرفوع ہے (واللہ اعلم)

۵۰۔باب فضل عبادۃ زمان الغیبۃ

باب: زمانہ غَیبت میں عبادت کی فضیلت

1/956 الکافی،۲/۲/۳۳۳/۱ الاثنان عن علی بن مرداس عن صفوان بن یحیی و السراد عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمَّارٍ اَلسَّابَاطِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَيُّمَا أَفْضَلُ اَلْعِبَادَةُ فِي اَلسِّرِّ مَعَ اَلْإِمَامِ مِنْكُمُ اَلْمُسْتَتِرِ فِي دَوْلَةِ اَلْبَاطِلِ أَوِ اَلْعِبَادَةُ فِي ظُهُورِ اَلْحَقِّ وَ دَوْلَتِهِ مَعَ اَلْإِمَامِ مِنْكُمُ اَلظَّاهِرِ فَقَالَ يَا عَمَّارُ اَلصَّدَقَةُ فِي اَلسِّرِّ وَ اَللَّهِ أَفْضَلُ مِنَ اَلصَّدَقَةِ فِي اَلْعَلاَنِيَةِ وَ كَذَلِكَ وَ اَللَّهِ عِبَادَتُكُمْ فِي اَلسِّرِّ مَعَ إِمَامِكُمُ اَلْمُسْتَتِرِ فِي دَوْلَةِ اَلْبَاطِلِ وَ تَخَوُّفُكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ فِي دَوْلَةِ اَلْبَاطِلِ وَ حَالِ اَلْهُدْنَةِ أَفْضَلُ مِمَّنْ يَعْبُدُ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ ذِكْرُهُ فِي ظُهُورِ اَلْحَقِّ مَعَ إِمَامِ اَلْحَقِّ اَلظَّاهِرِ فِي دَوْلَةِ اَلْحَقِّ وَ لَيْسَتِ اَلْعِبَادَةُ مَعَ اَلْخَوْفِ فِي دَوْلَةِ اَلْبَاطِلِ مِثْلَ اَلْعِبَادَةِ وَ اَلْأَمْنِ فِي دَوْلَةِ اَلْحَقِّ وَ اِعْلَمُوا أَنَّ مَنْ صَلَّى مِنْكُمُ اَلْيَوْمَ صَلاَةً فَرِيضَةً فِي جَمَاعَةٍ مُسْتَتِرٍ بِهَا مِنْ عَدُوِّهِ فِي وَقْتِهَا فَأَتَمَّهَا كَتَبَ اَللَّهُ لَهُ خَمْسِينَ صَلاَةً فَرِيضَةً فِي جَمَاعَةٍ وَ مَنْ صَلَّى مِنْكُمْ صَلاَةً فَرِيضَةً وَحْدَهُ مُسْتَتِراً بِهَا مِنْ عَدُوِّهِ فِي وَقْتِهَا فَأَتَمَّهَا كَتَبَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهَا لَهُ خَمْساً وَ عِشْرِينَ صَلاَةً فَرِيضَةً وَحْدَانِيَّةً وَ مَنْ صَلَّى مِنْكُمْ صَلاَةً نَافِلَةً لِوَقْتِهَا فَأَتَمَّهَا كَتَبَ اَللَّهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ نَوَافِلَ وَ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ حَسَنَةً كَتَبَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ بِهَا عِشْرِينَ حَسَنَةً وَ يُضَاعِفُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ حَسَنَاتِ اَلْمُؤْمِنِ مِنْكُمْ إِذَا أَحْسَنَ أَعْمَالَهُ وَ دَانَ بِالتَّقِيَّةِ

[1] مراۃ العقول:۴/۱۸۸

عَلَى دِينِهِ وَ إِمَامِهِ وَ نَفْسِهِ وَ أَمْسَكَ مِنْ لِسَانِهِ أَضْعَافاً مُضَاعَفَةً إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ كَرِيمٌ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَدْ وَ اَللَّهِ رَغَّبْتَنِي فِي اَلْعَمَلِ وَ حَثَثْتَنِي عَلَيْهِ وَ لَكِنْ أُحِبُّ أَنْ أَعْلَمَ كَيْفَ صِرْنَا نَحْنُ اَلْيَوْمَ أَفْضَلَ أَعْمَالاً مِنْ أَصْحَابِ اَلْإِمَامِ اَلظَّاهِرِ مِنْكُمْ فِي دَوْلَةِ اَلْحَقِّ وَ نَحْنُ عَلَى دِينٍ وَاحِدٍ فَقَالَ إِنَّكُمْ سَبَقْتُمُوهُمْ إِلَى اَلدُّخُولِ فِي دِينِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ إِلَى اَلصَّلاَةِ وَ اَلصَّوْمِ وَ اَلْحَجِّ وَ إِلَى كُلِّ خَيْرٍ وَ فِقْهٍ وَ إِلَى عِبَادَةِ اَللَّهِ عَزَّ ذِكْرُهُ سِرّاً مِنْ عَدُوِّكُمْ مَعَ إِمَامِكُمُ اَلْمُسْتَتِرِ مُطِيعِينَ لَهُ صَابِرِينَ مَعَهُ مُنْتَظِرِينَ لِدَوْلَةِ اَلْحَقِّ خَائِفِينَ عَلَى إِمَامِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ مِنَ اَلْمُلُوكِ اَلظَّلَمَةِ تَنْتَظِرُونَ إِلَى حَقِّ إِمَامِكُمْ وَ حُقُوقِكُمْ فِي أَيْدِي اَلظَّلَمَةِ قَدْ مَنَعُوكُمْ ذَلِكَ وَ اِضْطَرُّوكُمْ إِلَى حَرْثِ اَلدُّنْيَا وَ طَلَبِ اَلْمَعَاشِ مَعَ اَلصَّبْرِ عَلَى دِينِكُمْ وَ عِبَادَتِكُمْ وَ طَاعَةِ إِمَامِكُمْ وَ اَلْخَوْفِ مَعَ عَدُوِّكُمْ فَبِذَلِكَ ضَاعَفَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَكُمُ اَلْأَعْمَالَ فَهَنِيئاً لَكُمْ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَمَا تَرَى إِذاً أَنْ نَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ اَلْقَائِمِ وَ يَظْهَرَ اَلْحَقُّ وَ نَحْنُ اَلْيَوْمَ فِي إِمَامَتِكَ وَ طَاعَتِكَ أَفْضَلُ أَعْمَالاً مِنْ أَصْحَابِ دَوْلَةِ اَلْحَقِّ وَ اَلْعَدْلِ فَقَالَ سُبْحَانَ اَللَّهِ أَ مَا تُحِبُّونَ أَنْ يُظْهِرَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اَلْحَقَّ وَ اَلْعَدْلَ فِي اَلْبِلاَدِ وَ يَجْمَعَ اَللَّهُ اَلْكَلِمَةَ وَ يُؤَلِّفَ اَللَّهُ بَيْنَ قُلُوبٍ مُخْتَلِفَةٍ وَ لاَ يَعْصُونَ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ فِي أَرْضِهِ وَ تُقَامَ حُدُودُهُ فِي خَلْقِهِ وَ يَرُدَّ اَللَّهُ اَلْحَقَّ إِلَى أَهْلِهِ فَيَظْهَرَ حَتَّى لاَ يَسْتَخْفِيَ بِشَيْءٍ مِنَ اَلْحَقِّ مَخَافَةَ أَحَدٍ مِنَ اَلْخَلْقِ أَمَا وَ اَللَّهِ يَا عَمَّارُ لاَ يَمُوتُ مِنْكُمْ مَيِّتٌ عَلَى اَلْحَالِ اَلَّتِي أَنْتُمْ عَلَيْهَا إِلاَّ كَانَ أَفْضَلَ عِنْدَ اَللَّهِ مِنْ كَثِيرٍ مِنْ شُهَدَاءِ بَدْرٍ وَ أُحُدٍ فَأَبْشِرُوا.

(ترجمہ) عمار ساباطی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کون سی عبادت افضل ہے؟ وہ عبادت جو اس دور میں کی جائے کہ جس میں امام پوشیدہ ہے اور مومنین چھپ کر عبادت کرتے ہیں یا وہ عبادت جو اس دور میں کی جائے کہ امام ظاہر ہو اور حکومت اسلامیہ قائم ہے ہر طرف امن و امان ہے اور مومنین اس میں اعلانیہ خدا کی عبادت کرتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: اے عمار! پوشیدہ صدقہ علانیہ صدقہ سے بہتر ہوتا ہے اسی طرح تمہاری وہ عبادت جو اس دور میں کی جائے کہ امام غائب ہو اور حکومت باطلہ قائم ہو اس میں تم چھپ کر تقیہ کی صورت میں عبادت کرتے رہو۔ یہ عبادت افضل ہے اس عبادت سے جو تم وقت کے امام کے ظہور کے وقت کہ جس میں اسلامی حکومت قائم ہو اور خوف ختم ہو جائے اور ہر طرف امن و امان ہو۔

اور یہ بھی جان لو کہ تم میں سے جو شخص کسی دن ایک فرض نماز جماعت کے ساتھ صحیح وقت پر اپنے دشمن سے چھپا کر پڑھے اور اس کو تمام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو پچاس فرض نمازوں کا ثواب عطا کرتا ہے اور جو کوئی ایک نماز واجب فرادیٰ اپنے دشمن سے چھپا کر پڑھے اور وقت پر اسے پورا کرے تو خدا اسے ۲۵ فرادیٰ واجب نمازوں کا ثواب دیتا ہے اور جو ایک نماز نافلہ وقت پر ادا کرے تو خدا اسے دس سنت نمازوں کا ثواب دیتا ہے۔ اور جو چھپا کر نیکی کرتا ہے تو خدا اسے بیس نیکیوں کا ثواب دیتا ہے۔ اور اللہ اس مومن کے حسنات کو دو گنا کرتا ہے جو اچھے افعال بجالائے اور عمل کرے تقیہّ پر اپنے دین اور اپنے امام اور اپنے نفس کی حفاظت کے لیے اور اپنی زبان کو روکے رہے اور اس کو دو چند ثواب ملے گا بے شک اللہ کریم ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر فدا ہوں آپؑ نے عمل کی طرف مجھے رغبت دلائی اور اس کے لیے اُبھارا۔ لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ کیوں کر ہم افضل ہوں گے از روے اعمال ان اصحاب سے جو امام ظاہر کے ساتھ ہوں سلطنت حق در حالانکہ ہم دین واحد پر ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: تم سبقت لے گئے ان پر داخل ہونے سے دین خدا میں اور نماز روزہ حج اور ہر امر خیر میں جس کی توفیق اللہ نے دی اور اللہ کی عبادت کی طرف سبقت کرنے میں اپنے دشمن سے پوشیدہ طور پر بجالانے میں اپنے غائب امام کے ساتھ اس کی اطاعت میں رہتے ہوئے اور اس کے ساتھ صبر سے کام لیتے ہوے اور سلطنت حق کا انتظار کرتے ہوئے اور ظالم بادشاہوں سے اپنی جان اور اپنے امام کی جان سے خوفزدہ ہو کر اور انتظار کرتے ہوے اپنے امام اور اپنے حقوق کے واپس ملنے کا ان ظالموں سے جنھوں نے تمہارے حقوق روک رکھے ہیں اور انھوں نے مضطر بنا دیا ہے کہ تم کو کسب دنیا کے لیے محنت و مشقت کے ساتھ اور مجبور کیے گئے ہو۔ صبر کونے پر اپنے دین کے اپنی عبادت کے اور اپنے امام کی اطاعت کے معاملے میں اور تمھیں ہر وقت اپنے دشمن کا خوف رہتا ہے یہ وجوہ ہیں جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے تمہارے اجر کو دونا کر دیا ہے پس تمھیں یہ گوارا ہو۔

میں نے عرض کیا آپؑ اس صورت میں کیا فرماتے ہیں جب کہ اصحاب قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوں گے، ہم اور حق ظاہر ہوگا۔ حالانکہ اب ہم آپ کی امامت و اطاعت میں رہ کر افضل ہیں از روے اعمال ان لوگوں سے جو سلطنت حقہ میں ہوں گے اور وہ دولت عدل میں ہوگی۔ آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ کیا تم یہ دوست نہیں رکھتے کہ اللہ شہروں میں حق اور عدل کو قائم کرے اور سب کو ایک کلمہ پر جمع کر دے اور اختلاف والے دلوں میں الفت پیدا کر دے اور لوگوں کو ایسا بنا دے کہ وہ روے زمین پر اس کی نافرمانی نہ کریں اور حدود شریعت لوگوں میں قائم ہو جائے اور اللہ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حق کو اس کے اہل کی طرف لوٹائے گا اور وہ اس طرح ظاہر ہو گا کہ کوئی حق کی بات کسی کے خوف سے چھپی نہ رہے گی۔ خدا کی قسم اے عمار! تم میں سے کوئی نہ مرے گا اس

حال میں کہ تم ہومگر یہ کہ عنداللہ اس کی فضیلت ہوگی بہت سے شہیدوں پر بدر اور اُحد کے پس تم کو بشارت ہو۔ [1]

بیان:

﴿أمسك من لسانه يعني من المخاصمة مع أهل الخلاف أو مما لا يعنيه و من للتبعيض سبقتموهم لتقدم إيمانكم بالإمام على ظهور دولته فما نرى إذن أن نكون من أصحاب القائم يعني ليس من رأينا و لا نتمنى وفي رواية الشيخ الصدوق فما نتمنى إذن و هو أوضح﴾

''امسك من لسانه'' انہوں نے اس کی زبان کو روکا یعنی اختلاف کرنے والوں سے جھگڑنے سے یا اس بات سے جو اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتی، کے لیئے ہے، تم نے ان سے سبقت لے لی تا کہ امام کے ظہور پر ان کے ایمان کو آگے بڑھایا جائے۔ اس لیے ہم نہیں دیکھتے کہ ہم امام قائم علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہوں، یعنی یہ ہماری رائے سے نہیں ہے اور ہم اس کی خواہش نہیں کرتے۔ شیخ صدوق کی بیان کردہ روایت میں یہ ہے کہ ہم خواہش رکھتے ہیں بہرحال پہلے والی زیادہ واضح ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث علی بن مرداس کی وجہ سے مجہول ہے اور جو سند شیخ صدوق نے ذکر کی ہے وہ موثق ہے (واللہ اعلم)

2/957 الكافي، ۱/۱/۳۳۳/۱ علي عن أبيه عن محمد بن خالد عمن حدثه عن المفضل بن عمر و محمد عن بنان عن أبيه عن بعض أصحابه عن المفضل عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: أَقْرَبُ مَا يَكُونُ اَلْعِبَادُ مِنَ اَللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَ أَرْضَى مَا يَكُونُ عَنْهُمْ إِذَا اِفْتَقَدُوا حُجَّةَ اَللَّهِ جَلَّ وَ عَزَّ وَ لَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ وَ لَمْ يَعْلَمُوا مَكَانَهُ وَ هُمْ فِي ذَلِكَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَمْ تَبْطُلْ حُجَّةُ اَللَّهِ جَلَّ ذِكْرُهُ وَ لاَ مِيثَاقُهُ فَعِنْدَهَا فَتَوَقَّعُوا اَلْفَرَجَ صَبَاحاً وَ مَسَاءً فَإِنَّ أَشَدَّ مَا يَكُونُ غَضَبُ اَللَّهِ عَلَى أَعْدَائِهِ إِذَا اِفْتَقَدُوا حُجَّتَهُ وَ لَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ وَ قَدْ عَلِمَ أَنَّ أَوْلِيَاءَهُ لاَ يَرْتَابُونَ وَ لَوْ عَلِمَ أَنَّهُمْ يَرْتَابُونَ مَا غَيَّبَ حُجَّتَهُ عَنْهُمْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَ لاَ يَكُونُ ذَلِكَ إِلاَّ عَلَى رَأْسِ شِرَارِ اَلنَّاسِ.

(ترجمہ) مفضل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بندوں کو نزدیکی خدا سے اور خدا کا راضی ہونا ان سے ایسی حالت میں ہے جب وہ حجت خدا کو غائب پائیں اور وہ ان پر ظاہر نہ ہوں اور ان کی جائے قیام کو نہ

[1] کمال الدین: ۲/ ۶۴۵؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۱۲۷؛ منتخب الاثر: ۳/ ۲۰۹؛ النجم الثاقب: ۲/ ۴۹۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۶۴

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۲۵

جانیں اور اس کا علم رکھیں کہ حجت خدا سے زمانہ خالی نہیں ہوتا اور نہ جو اس کا عہد بندوں سے ہے وہ باطل ہوتا ہے لیکن ان کو چاہئے کہ ہر صبح وشام ظہور حضرت حجت علیہ السلام کی توقع رکھیں جب حجتِ خدا کا غائب ہونا یہ علامت ہے اس کی خدا کا غضب ہے اس کے دشمنوں پر امام کو ظاہر نہیں کیا گیا ان پر اور خدا کو اس کا علم ہے کہ اس کے اولیاء وجود حضرت حجتؑ میں شک نہیں کرتے اور اگر وہ شک کرنے والے ہوتے تو وہ حضرت کو غائب نہ کرتا ایک دن کے لیے بھی اور یہ شک بدترین لوگوں ہی کو ہوتا ہے۔ [1]

بیان:

﴿في رواية الشيخ الصدوق رحمه الله و إن أشد ما يكون غضب الله بالواو و هو الصواب و لا يكون ذلك يعني غيبته أو ظهوره بعد غيبته و يؤيد الثاني قولهم ع يملؤها عدلا كما ملئت ظلما و جورا و على التقديرين يكون الأولياء مغمورين في الأشرار فإنهم الأقلون عددا و الأعظمون قدرا بهم يحفظ الله من سواهم

و مما يناسب ذكره في هذا الباب ما رواه الصدوق رحمه الله في إكماله بإسناده عن العلاء بن سيابة عن أبي عبد الله ع قال من مات منكم على هذا الأمر منتظرا له كان كمن كان في فسطاط القائم ع و بإسناده عن عبد الحميد الواسطي عن أبي جعفر الباقر ع قال قلت له أصلحك الله لقد تركنا أسواقنا انتظارا لهذا الأمر فقال يا عبد الحميد أ ترى من حبس نفسه على الله عز و جل لا يجعل الله له مخرجا بلى و الله ليجعلن الله له مخرجا رحم الله عبدا أحيى أمرنا قال قلت فإن مت قبل أن أدرك القائم ص قال القائل منكم إن أدركت قائم آل محمد نصرته كالمقارع معه بسيفه بل كالشهيد معه و بإسناده عن أبي الحسن عن آبائه ع إن رسول الله ص قال أفضل أعمال أمتي انتظار فرج الله و بإسناده عن الرضا ع قال ما أحسن الصبر و انتظار الفرج أ ما سمعت قول الله عز و جل فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ [1] فعليكم بالصبر فإنه إنما يجيء الفرج على اليأس فقد كان الذين من قبلكم أصبر منكم و عن أبي عبد الله ع عن آبائه عن أمير المؤمنين ع أنه قال المنتظر لأمرنا كالمتشحط بدمه في سبيل الله

و في كشف الغمة عن علي بن الحسين ع من ثبت على موالاتنا في غيبة قائمنا أعطاه الله أجر ألف شهيد من شهداء بدر و أحد و عنه ع طوبى لشيعتنا المتمسكين بحبلنا في غيبة قائمنا الثابتين على موالاتنا و البراءة من أعدائنا أولئك منا و نحن منهم قد رضوا بنا أئمة و رضينا بهم شيعة فطوبى لهم ثم طوبى لهم

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۳۰۶ ح ۱۶۳ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم کتاب ہذا): ۶۵۳ ح ۴۶۸؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۳۵؛ کمال الدین: ۲/ ۳۳۷ و ۳۳۹؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۱۴۵؛ الامامۃ والتبصرۃ: ۱۲۳؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۸۵؛ تقریب المعارف: ۱۸۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۳۶۵؛ من ھوالمھدیؑ؟: ۲۰۸

ھم و اللہ معنا فی درجتنا یو م القیامۃ﴾
شیخ الصدوق کی روایت میں ہے اس طرح ہے کہ اور خدا سب سے زیادہ غضبناک ہوتا ہے یعنی ''واؤ'' کے ساتھ ہے جبکہ پہلے والی صحیح ہے، اوراس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کا غائب ہونا یا اس کے غیبت کے بعد اس کا ظاہر ہونا، اور دوسرا ان کے اس قول ائمہ طاہرینؑ کے کی تائید کرتا ہے کہ اما مؑ دنیا کو عدل سے ایسے بھر دیں گے جیسے کہ وہ ظلم و جبر سے بھر چکی ہوگی۔ دونوں تقدیروں کی بنیاد پر ان کے دوست اشرار میں گھرے ہوئے وہیں گے حالانکہ وہ تعداد میں کم ہوں گے اور قدر و منزلت کے لحاظ سے عظیم ہوں گے پس اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے گا۔
اس باب میں اس روایت کا ذکر کرنا مناسب ہے جس کو شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''کمال الدّین'' میں اپنی اسناد کے ذریعہ علاء بن سیابہ سے سے روایت نقل کی اورانہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشادفرمایا:

''من مات منکم علیٰ ھذاالامر منتظر اًلہ کان کمن کان فی فسطاط القائم علیہ السلام''

تم میں سے جو اس امر کا انتظار کرتے ہوئے دنیا سے چلا جائے وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے امام قائم علیہ السلام کے خیمہ میں تھا۔
انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ عبدالحمید الواسطی سے روایت نقل کی اورانہوں نے امام محمّد باقر علیہ السلام سے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ خدا آپؑ کو سلامت رکھے! ہم نے اپنے بازاروں کو اس امر انتظار میں چھوڑ دیا تو امامؑ نے ارشادفرمایا: اے عبدالحمید! کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے نفس کو بند کردے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیئے کوئی مخرج قرار نہیں دے گا، ہاں! خدا کی قسم! خدا اس کے لیئے ضرور بالضرور ایک مخرج قرار دے گا اور اس بندے پر رحم فرمائے گا جو ہمارے امر کو زندہ کرتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اگر میں قائم سے ملنے سے پہلے مرجاؤں؟
آپؑ نے فرمایا: تم میں سے جو بھی یہ کہتا ہے کہ اگر میں قائم آل محمد علیہ السلام ملاقات کروں تو میں ان کی اس طرح مدد کروں گا جیسے کہ وہ جوان کے ساتھ مل کر اپنی تلوار سے جہاد کرنے والا بلکہ اس ک طرح جوان کے ساتھ شہید ہوگا۔
انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ امام ابوالحسن سے روایت نقل کی اور آپؑ نے اپنے آباءواجداد بزرگوارںؑ کے ذریعہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: میری امت کے بہترین اعمال میں سب سے افضل ترین عمل امام زمانہؑ کا انتظار کرنا ہے۔
انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ امام رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت نقل کی کہ آپؑ نے ارشادفرمایا کہ بہترین صبر اور اما مؑ کا انتظار کرنا ہے، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سنا ہے کہ فرمایا:

فانتظروا انّی معکم من المنتظرین

''پس تم انتظار کرو، یقیناً میں بھی انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔(سورہ الاعراف:۷۱،سورہ یونس: ۲۰، ۱۰۲)۔''

تم پر واجب ہے کہ تم صبر کرو کیونکہ ایسی راحت آئے گی جو مایوسی کو ختم کر دے گی اور تم سے پہلے والے لوگوں نے تم سے زیادہ صبر کیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے اور آپؑ نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعہ سے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ ارشاد فرمایا: ہمارے امر کا انتظار کرنے والا ایسے ہے جیسے کہ خدا کی راہ میں اپنے خون سے آلود ہونے والا۔

کتاب کشف الغمہ میں مرقوم ہے کہ امام علی زین العابدین بن الحسین علیہما السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے قائم علیہ السلام کی غیبت میں ہماری ولایت پر ثابت قدم رہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہدائے بدر اور احد میں سے ایک ہزار شہداء کے برابر اجر عطا فرمائے گا۔

امامؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خوش بختی ہے ہمارے شیعوں کے لیئے کہ جو ہمارے قائم علیہ السلام کی غیبت میں رہ کر ہماری ولایت پر ثابت قدم رہیں اور ہمارے دشمنوں سے برآئت اختیار کریں۔ایسے لوگ وہ ہیں جو ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں۔وہ اس بات پر خوش ہیں کہ ہم ان کے امامؑ ہیں اور ہم ان سے خوش ہیں کہ وہ ہمارے شیعہ ہیں۔ان کے لیئے خوش بختی ہے اور پھر ان کے لیئے خوش بختی ہے اور خدا کی قسم! قیامت والے دن وہ ہمارے ساتھ ہمارے درجے میں ہوں گے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے اور اس کی شیخ صدوق نے دو اسناد ذکر کی ہیں جو دونوں حسن ہیں (واللہ اعلم)

[1] مراۃ العقول:۴/۲۰

۱۵۔باب علامات ظہورہ علیہ السلام

باب: امام زمان علیہ السلام کے ظہور کی علامات

1/958 الکافی،۸/۳۱۰/۴۸۳ محمد عن ابن عیسی عن علی بن الحکم عن الخراز عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: خَمْسُ عَلاَمَاتٍ قَبْلَ قِيَامِ اَلْقَائِمِ اَلصَّيْحَةُ وَ اَلسُّفْيَانِيُّ وَ اَلْخَسْفُ وَ قَتْلُ اَلنَّفْسِ اَلزَّكِيَّةِ وَ اَلْيَمَانِيُّ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنْ خَرَجَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِكَ قَبْلَ هَذِهِ اَلْعَلاَمَاتِ أَ نَخْرُجُ مَعَهُ قَالَ لاَ فَلَمَّا كَانَ مِنَ اَلْغَدِ تَلَوْتُ هَذِهِ اَلْآيَةَ: (إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ اَلسَّمٰاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنٰاقُهُمْ لَهٰا خٰاضِعِينَ) فَقُلْتُ لَهُ أَ هِيَ اَلصَّيْحَةُ فَقَالَ أَمَا لَوْ كَانَتْ خَضَعَتْ أَعْنَاقُ أَعْدَاءِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

ترجمہ: عمر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: قیام قائم علیہ السلام سے پہلے پانچ علامتیں ظاہر ہوں گی ❶ صیحہ آسمانی ❷ خروج سفیانی ❸ زمین میں دھنسا (بیدا میں لشکر سفیانی کا) ❹ نفس زکیہ کا قتل ہونا ❺ اور خروج یمانی۔ میں نے عرض کیا؟ میں آپؑ پر قربان! اگر آپؑ کے خاندان سے ایک اس کے واقعہ ہونے سے پہلے اس طرح خروج کرے تو کیا میں اس کے ساتھ خروج کروں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں اور جب دوسرا دن ہوا تو اس آیت کو پڑھا ''اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانی ان پر نازل کر دیں کہ ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں (شعرا:4)۔''

میں نے آپؑ سے عرض کیا! کیا یہ نشانی وہی پکار آسمانی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ اگر وہ ہوگی تو خدا کے دشمنوں کی گردنیں اس کے جھک جائیں گی۔ [1]

بیان:

﴿الصیحة هی التی تأتی من السماء بأن الحق فیه و فی شیعته و هی صیحتان کما یأتی و السفیانی رجل من آل أبی سفیان یخرج بالشام یملك ثمانیة أشهر و الخسف هو ذهاب جیش السفیانی إلی باطن الأرض بالبیداء و هو موضع فیما بین مکة و المدینة و فی بعض الروایات خسف بالبیداء و خسف بالمشرق و خسف بالمغرب و النفس الزکیة غلام من آل محمد یقتل بین الرکن و المقام اسمه محمد بن الحسن و زاد فی

[1] بحار الانوار: ۵۲/ ۳۰۴؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۱۶۶؛ تفسیر کنز الدقائق: ۹/ ۴۵۶؛ تفسیر نور الثقلین: ۴/ ۴۶؛ الفصول المہمہ: ۱/ ۴۵۱؛ ہدایۃ الامہ: ۵/ ۵۲۲؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۵۲/ ح ۱۹۹۷۰؛ بشارۃ الاسلام: ۱۹۲؛ منتخب الاثر: ۳/ ۸۶

بعض الأخبار قتل نفس زكية أخرى بظهر الكوفة في سبعين من الصالحين و قد مضى أيضا في رواية زرارة أنه لا بد من قتل غلام بالمدينة و اليماني رجل يخرج من يمن يدعو إلى المهدي ع أما لو كانت يعني الآية أو الصيحة أما لو كانت الآية هي الصيحة و روى الصدوق بإسناده عن ميمون البان عن أبي عبد الله ع قال خمس قبل قيام القائم اليماني و السفياني و المنادي ينادي من السماء و خسف بالبيداء و قتل النفس الزكية و بإسناده عن عمر بن حنظلة قال سمعت أبا عبد الله ع يقول خمس علامات محتومات اليماني و السفياني و الصيحة و قتل النفس الزكية و الخسف بالبيداء و بإسناده عن صالح مولى بني العذراء قال سمعت أبا عبد الله ع يقول ليس بين قيام القائم و بين قتل النفس الزكية إلا خمس عشرة ليلة و عن المعلى بن خنيس عنه ع قال إن أمر السفياني من المحتوم و خروجه في رجب﴾

''الصیحۃ''اس سے مراد وہ چیخ ہے جو آسمان کی طرف سے آئے گی کہ بیشک حق اس امامؑ کے ساتھ ہے اور ان کے شیعوں ساتھ ہے۔ یہ دو چیخیں ہوں گی جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔

سفیانی سے وہ شخص ہے جو آل ابوسفیان سے ہوگا اور وہ شام میں خروج کرے گا اور وہ آٹھ ماہ تک حکومت کرے گا۔

''الخسف''اس کا معنی دھنس جانا ہے، اس سے مراد لشکر سفیانی کا بیدآء جو مکہ و مدینہ کے درمیان ایک جگہ ہے اس مقام پر زمین کے اندر دھنس جانا ہے۔

بعض روایات میں بیدآء، مشرق اور مغرب میں دھنسنا ہے اور کوفہ کی پشت میں نفس زکیہ کا قتل ہونا ہے جو ستّر صالحین میں سے ایک ہوں گے۔

بیشک زرارہ کی روایت میں گزر چکا ہے کہ مدینہ میں ایک لڑکے کا قتل ہوگا اور مرد یمانی ہوگا جو یمن سے خروج کرے گا اور امام مہدیؑ کی طرف دعوت دے گا۔

شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ میمون البان سے روایت نقل کی اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: امام قائم علیہ السلام سے پہلے پانچ چیزیں واقع ہوں گی:

۱: یمانی، ۲: سفیانی، ۳: آسمان سے ایک منادی ندا دے گا، ۴: بیداء کے مقام پر زمین کا دھنسنا، ۵: نفس زکیہ کا قتل۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ عمر بن حنظلہ سے نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: پانچ علامات حتمی ہیں:

۱: یمانی، ۲: سفیانی، ۳: چیخ کا بلند ہونا، ۴: نفس زکیہ کا قتل، ۵: بیداء کے مقام پر زمین کا دھنس جانا۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ سے بنی عزرآء کے غلام صالح سے رویت نقل کی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: امام قائم علیہ السلام کے قیام اور نفس زکیہ کے درمیان قتل میں پندرہ راتوں کا وقفہ ہے۔

معلیٰ بن خنیس سے رویت ہے اور انہوں نے روایت کی امام جعفر صادق علیہ السلام سے امامؑ نے ارشاد فرمایا: بیشک سفیانی کا معاملہ حتمی ہے اور وہ ماہِ رجب میں خروج کرے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن کالصحیح ہے اور شہید ثانی نے اسے صحیح شمار کیا ہے [1] یا پھر حدیث حسن ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن کالصحیح ہے (واللہ اعلم)

2/959 الکافی،۸/۳۱۰/۴۸۴ عنه عن أحمد عن ابن فضال عن أبي جميلة عن محمد بن علي الحلبي قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: اِخْتِلاَفُ بَنِي اَلْعَبَّاسِ مِنَ اَلْمَحْتُومِ وَ اَلنِّدَاءُ مِنَ اَلْمَحْتُومِ وَ خُرُوجُ اَلْقَائِمِ مِنَ اَلْمَحْتُومِ قُلْتُ وَ كَيْفَ اَلنِّدَاءُ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ مِنَ اَلسَّمَاءِ أَوَّلَ اَلنَّهَارِ أَلاَ إِنَّ عَلِيّاً وَ شِيعَتَهُ هُمُ اَلْفَائِزُونَ قَالَ وَ يُنَادِي مُنَادٍ فِي آخِرِ اَلنَّهَارِ أَلاَ إِنَّ عُثْمَانَ وَ شِيعَتَهُ هُمُ اَلْفَائِزُونَ.

(ترجمہ) محمد بن علی حلبی کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: بنی عباس کا اختلاف حتمی علامات میں سے ہے اور آسمانی ندا بھی حتمی ہے اور خروج حضرت قائم علیہ السلام بھی حتمی ہے۔ میں نے عرض کیا ندائے آسمانی کیسی ہوگی؟ آپؑ نے فرمایا: ایک منادی دن کے پہلے وقت آسمان سے ندا دے گا جان لو کہ علی علیہ السلام اور اس کے شیعہ فلاح پا گئے پھر دن کے آخری وقت میں ایک منادی ندا دے گا عثمان اور اس کے شیعہ نجات پا گئے۔ [3]

بیان:

﴿اختلاف بني العباس أي فيما بينهم في الملك و الدولة و هو من علامات ظهوره ع من المحتوم يعني

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/۴۰۶

[2] البضاعۃ المزجاۃ:۴/۶۳

[3] غیبت طوسی (ترجم از مترجم): ۶۲۹ ح ۴۲۵ و ۶۵۰ ح ۴۶۱؛ کمال الدین: ۲/۶۵۲؛ الخرائج والجرائح: ۳/۱۱۶۱؛ اعلام الوریٰ: ۲/۲۷۹؛ الارشاد: ۲/۳۷۱؛ بحار الانوار: ۵۲/۲۸۸ و ۲۹۰ و ۲۰۵ و ۲۰۶؛ اثبات الھداۃ: ۵/۶۴ و ۳۵۸ و ۳۵۰؛ کشف الغمہ: ۲/۴۵۹؛ الصراط المستقیم: ۲/۲۴۸؛ المستجاد: ۵۴۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۴۶۵؛ منتخب الاثر: ۳/۱۰۰

لیس بموقوف للبداء إذ لیس مما یلحقه البداء و قد مضی مأخذ علمهم ع بالأمرین فی باب البداء من أبواب الجزء الأول﴾

بنی عباس کے اختلافات یعنی ان کے درمیان امارت وریاست کے بارے اختلافات کا ہونا بھی امامؑ کی ظہور کی حتمی علامات میں سے ہے یعنی یہ بدا پر موقوف نہیں ہے اور یہ ان میں سے نہیں ہے جن کے ساتھ بدا کو ملحق کیا جاتا ہے۔ بیشک اس کی بحث پہلے جزو کے باب ''ماخذ علمهم بالامرین فی باب البداء''میں گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث موثق کالحسن ہے کیونکہ ابی جمیلہ الاسدی ثقہ ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ کامل الزیارات اور تفسیر القمی دونوں کا راوی ہے اور دوسری یہ کہ اس سے ابن ابی عمیر اور البزنطی وغیرھم روایت کرتے ہیں اور شیخ صدوق نے اس حدیث کی جو سند ذکر کی ہے وہ صحیح ہے (واللہ اعلم)

3/960 الکافی،۲۵۳/۲۰۹/۸ القمیان عن ابن فضال و الحجال عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرْقَدٍ قَالَ: سَمِعَ رَجُلٌ مِنَ اَلْعِجْلِيَّةِ هَذَا اَلْحَدِيثَ قَوْلَهُ يُنَادِي مُنَادٍ أَلاَ إِنَّ فُلاَنَ بْنَ فُلاَنٍ وَ شِيعَتَهُ هُمُ اَلْفَائِزُونَ أَوَّلَ اَلنَّهَارِ وَ يُنَادِي آخِرَ اَلنَّهَارِ أَلاَ إِنَّ عُثْمَانَ وَ شِيعَتَهُ هُمُ اَلْفَائِزُونَ قَالَ وَ يُنَادِي أَوَّلَ اَلنَّهَارِ مُنَادِي آخِرِ اَلنَّهَارِ فَقَالَ اَلرَّجُلُ فَمَا يُدْرِينَا أَيُّمَا اَلصَّادِقُ مِنَ اَلْكَاذِبِ فَقَالَ يُصَدِّقُهُ عَلَيْهَا مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِهَا قَبْلَ أَنْ يُنَادِيَ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ (أَ فَمَنْ يَهْدِي إِلَى اَلْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لاٰ يَهِدِّي إِلاّٰ أَنْ يُهْدىٰ) اَلْآيَةَ.

ترجمہ: داؤد بن فرقد کہتے ہیں عجیلہ کے ایک شخص نے اس حدیث کو سُنا اور کہا کہ (ظہور کے وقت) دن کے اوّل وقت میں منادی ندا دے گا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ فلاں فلاں کا بیٹا اور اس کے پیروکار شیعہ نجات یافتہ ہیں اور دن کے آخری حصہ میں منادی دوسری ندا کرے گا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ عثمان اور اس کے پیروکار نجات پا گئے ہیں اس مرد عجلی نے کہا کہ اس صورت میں ہم نہیں جانتے کہ کون سچا ہے اور کون سی آواز جھوٹی ہے۔ امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا تصدیق کرو اس کی اور اس اپنے سچ کو جھوٹ کہنے والے سے پہچانو وہ شخص جو اس آواز کے آنے سے پہلے ایمان لائے گا بے شک خدا فرماتا ہے ''کیا وہ شخص جو حق تک پہنچا دے اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی

[1] مراۃ العقول:۲۶/ ۲۰۷؛البضاعۃ المزجاۃ:۴/ ۶۴

پیروی کی جائے یا وہ جس کو خود راستہ نہیں ملتا جب تک کہ کوئی اور اس کو راستہ نہ بتلا دے (یونس:۳۵)''۔[۱]

بیان:

﴿فلان بن فلان كناية عن المهدي ع كما يظهر من خبر الدوانيقي الآتي حيث قال رجل من ولد فاطمة و يحتمل أن يكون كناية عن علي ع ليوافق الخبر السابق إلا أنه بعيد لبعد التكنية عنه ع في مثل هذا المقام و روى الصدوق رحمه الله بإسناده عن ميمون البان عن أبي عبد الله ع قال ينادي مناد من السماء فلان بن فلان هو الإمام باسمه و ينادي إبليس من الأرض كما نادى برسول الله ليلة العقبة و بإسناده عن زرارة عن أبي عبد الله ع قال ينادي مناد باسم القائم ع قلت خاص أو عام قال عام يسمع كل قوم بلسانهم۔ قلت فمن يخالف القائم و قد نودي باسمه قال لا يدعهم إبليس حتى ينادي فيشكك الناس و على هاتين الروايتين و ما في معناهما من تسمية القائم يحتمل أن يكون المراد بعثمان السفياني فإن اسمه عثمان بن عنبسة كما يأتي و بإسناده عن المعلى بن خنيس عن أبي عبد الله ع قال صوت جبرئيل من السماء و صوت إبليس من الأرض فاتبعوا الصوت الأول و إياكم و الأخير أن تفتتنوا به يصدقه عليها أي على الصيحة أو على هذه الكلمة و في كشف الغمة عن أبي حمزة قال قلنا لأبي جعفر ع خروج السفياني من المحتوم قال نعم و النداء من المحتوم و طلوع الشمس من مغربها محتوم و اختلاف بني العباس في الدولة محتوم و قتل النفس الزكية محتوم و خروج القائم من آل محمد محتوم قلت و كيف يكون النداء قال ينادي من السماء أول النهار ألا إن الحق مع علي و شيعته ثم ينادي إبليس في آخر النهار من الأرض ألا إن الحق مع عثمان و شيعته فعند ذلك يرتاب المبطلون قلت لا يرتاب إلا جاهل لأن منادي السماء أولى أن يقبل من منادي الأرض انتهى كلامه و كأنه كنى بطلوع الشمس من مغربها في الحديث عن ظهوره ع كما يظهر من بعض الأخبار﴾

فلاں بن فلاں سے مراد امام مہدیؑ ہیں جیسا کہ دوانقی کی خبر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں بیان ہو کہ اولادِ سیّدہ عالیہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد میں سے ایک شخص، ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس اے مراد امام علی علیہ السلام ہیں تا کہ یہ بات پہلے والی خبر کے موافق ہو جائے مگر یہ احتمال بہت دور ہے۔

شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ میمون البان سے روایت نقل کی ہے اور انہوں روایت کی امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: آسمان سے ایک منادی ندآء دے گا کہ فلاں بن فلاں یعنی وہ امامؑ کا نام لے گا اور پھر زمین سے ابلیس ندآء دے گا جیسا کہ عقبہ کی رات رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نداء دی تھی۔

---

[۱] تفسیر کنز الدقائق:۶/۵۵؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۳۰۳؛ بشارۃ الاسلام:۱۸۹/ الحجہ:۱۰۳؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۵/۱۷۷

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ زرارہ سے روایت نقل کی اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: ایک منادی امام قائم آل محمد علیہ السلام کا نام لے کر ندآء دے گا۔

میں نے عرض کیا: وہ ندا خاص سے گا یا عام؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ندا عام ہوگی اور ہر قوم کا فرد اس کو اپنی زبان میں سنے گا۔

میں نے عرض کیا: جب قائم علیہ السلام کا نام پکارا جائے گا تو ان کی مخالفت کون کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: ابلیس ان کو اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک وہ پکارے گا پس لوگ شکوک وشبہات کا شکار ہو جائیں گے۔

ان دونوں روایتوں کی بنیاد پر اور جو کچھ ان کے معنوں میں امام قائم علیہ السلام کا نام لینے سے مراد لی گئی ہے اس کے بارے میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اس سے مراد سفیانی کو عثمان کے نام پکارا جائے گا کیونکہ اس کا نام عثمان بن عنبسہ ہوگا جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ معلیٰ بن خنیس سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جبرائیل کی آواز آسمان سے ہوگی اور ابلیس کی آواز زمین سے ہوگی لہٰذا تم پہلی آواز کی پیروی کرو اور دوسری آواز سے بچو تا کہ ایسا نہ ہو کہ تم کسی فتنہ میں پڑ جاؤ کہ تم اس کی تصدیق کر بیٹھو۔

یعنی پہلی آواز کی یا ان الفاظ کی۔

کتاب ''کشف الغمہ'' میں ابوحمزہ سے منقول ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا: کیا سفیانی کا خروج حتمی ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اور اس کی طرف سے نداء بھی حتمی ہوگی، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا بھی حتمی ہوگا، بنی عباس کا حکومت کے بارے میں اختلاف بھی حتمی ہوگا، نفس زکیہ کا قتل بھی حتمی ہوگا اور قائم آل محمد علیہم السلام کا قیام بھی حتمی ہوگا۔

میں نے عرض کیا: وہ نداء کیسی ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نداء دن کی ابتدآء میں ہوگی کہ آگاہ رہو کہ حق مولا علی علیہ السلام اور آپؑ کے شیعوں کے ساتھ ہے اور دن کے آخر میں زمین سے ابلیس نداء دے گا کہ آگاہ رہو کہ حق عثمان اور ان کے شیعوں کے ساتھ ہے پس اس وقت باطل پرست شکوک وشبہات میں مبتلا ہوں گے اور میں کہتا ہوں کہ جاہلوں کے علاوہ کوئی بھی شکوک وشبہات کا شکار نہیں ہوگا کیونکہ پہلی مرتبہ منادی آسمان سے نداء دے گا جس کو لوگ زمین کے منادی سے پہلے قبول کر لیں گے۔

اس حدیث میں سورج کے مغرب سے نکلنے سے مراد امامؑ کا ظہور ہے جیسا کہ بعض اخبار سے ظاہر ہوتا ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

4/961 الکافی،۸/۲۰۸/۲۵۲ القمیان عَنِ اِبْنِ فَضَّالٍ وَ اَلْحَجَّالِ جَمِیعاً عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ مَسْلَمَةَ اَلْجَرِیرِیِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِی عَبْدِ اَللَّهِ عَلَیْهِ اَلسَّلاَمُ یُوَبِّخُونَا وَ یُکَذِّبُونَا أَنَّا نَقُولُ إِنَّ صَیْحَتَیْنِ تَکُونَانِ یَقُولُونَ مِنْ أَیْنَ تُعْرَفُ اَلْمُحِقَّةُ مِنَ اَلْمُبْطِلَةِ إِذَا کَانَتَا قَالَ فَمَا ذَا تَرُدُّونَ عَلَیْهِمْ قُلْتُ مَا نَرُدُّ عَلَیْهِمْ شَیْئاً قَالَ قُولُوا یُصَدِّقُ بِهَا إِذَا کَانَ مَنْ یُؤْمِنُ بِهَا مِنْ قَبْلُ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ یَقُولُ: (أَ فَمَنْ یَهْدِی إِلَی اَلْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ یُتَّبَعَ أَمَّنْ لاٰ یَهِدِّی إِلاّٰ أَنْ یُهْدیٰ فَمٰا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُونَ).

(ترجمہ) عبدالرحمٰن بن مسلمہ جریری بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا دشمن (شیعہ کے مخالف) ہماری سرزنش کرتے ہیں اور ہمیں جھوٹا جانتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ دو آسمانی آوازیں آئیں گی تو وہ کہتے ہیں کہ جس وقت دو آسمانی آوازیں آسمان سے آئیں گی تو حق کی آواز باطل کی آواز سے کیسے پہچانی جائے گی تو امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نے ان کو کیا جواب دیا۔ میں نے عرض کیا ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا جو میں ان سے بیان کرتا۔ آپؑ نے فرمایا: ان کو جواب دو کہ جب یہ آواز بلند ہوگی تو اس وقت ہر شخص اس آواز کے آنے سے پہلے ایمان لے آئے گا اور تو باور کرے گا اور اس کی تصدیق کرے گا خدا فرماتا ہے کہ "آیا وہ شخص جو حق تک پہنچا دے اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جس کو خود راستہ نہیں ملتا جب تک کوئی اور اس کو راستہ نہ بتلا دے پس تم کو کیا ہوگیا ہے کہ کیسے فیصلے کرتے ہو (یونس:۳۵)"۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [3]

5/962 الکافی،۸/۲۰۹/۲۵۵ علی عن أبیه عن التمیمی وَ غَیْرِهِ عَنْ إِسْمَاعِیلَ بْنِ اَلصَّبَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ شَیْخاً یَذْکُرُ عَنْ سَیْفِ بْنِ عَمِیرَةَ قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ أَبِی اَلدَّوَانِیقِ فَسَمِعْتُهُ یَقُولُ اِبْتِدَاءً مِنْ

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/۱۲۷؛ الرسائل الاعتقادیۃ:۲۳۵

[2] غیبت نعمانی (مترجم):۵۲۳ ح ۳۴۰؛ بحارالانوار:۵۲/۲۹۶ و ۲۹۹؛ تفسیر نور الثقلین:۲/۳۰۲؛ تفسیر البرہان:۳/۲۹ و ۳۰؛ سرور اھل الایمان:۴۴؛ تفسیر کنز الدقائق:۶/۵۵؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ:۷/۲۴۴؛ الحجۃ:۱۰۳؛ بشارۃ الاسلام:۱۹۰؛ مسند الامام الصادقؑ:۷/۶۵

[3] مراۃ العقول:۲۶/۱۲۶

نَفْسِهِ يَا سَيْفَ بْنَ عَمِيرَةَ لاَ بُدَّ مِنْ مُنَادٍ يُنَادِي بِاسْمِ رَجُلٍ مِنْ وُلْدِ أَبِي طَالِبٍ قُلْتُ يَرْوِيهِ أَحَدٌ مِنَ اَلنَّاسِ قَالَ وَ اَلَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَسَمِعَتْ أُذُنِي مِنْهُ يَقُولُ لاَ بُدَّ مِنْ مُنَادٍ يُنَادِي بِاسْمِ رَجُلٍ قُلْتُ يَا أَمِيرَ اَلْمُؤْمِنِينَ إِنَّ هَذَا اَلْحَدِيثَ مَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ قَطُّ فَقَالَ لِي يَا سَيْفُ إِذَا كَانَ ذَلِكَ فَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يُجِيبُهُ أَمَا إِنَّهُ أَحَدُ بَنِي عَمِّنَا قُلْتُ أَيُّ بَنِي عَمِّكُمْ قَالَ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا اَلسَّلاَمُ ثُمَّ قَالَ يَا سَيْفُ لَوْ لاَ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ يَقُولُهُ ثُمَّ حَدَّثَنِي بِهِ أَهْلُ اَلْأَرْضِ مَا قَبِلْتُهُ مِنْهُمْ وَ لَكِنَّهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

(ترجمہ) اسماعیل بن صباح کہتے ہیں ایک بوڑھے آدمی سے میں نے اس حدیث کو سُنا اس نے کہا سیف بن عمیرہ نے کہا کہ میں ابو دوانیق (منصوردوانیقی) کے پاس تھا اس نے مجھ سے کہا اے سیف بن عمیرہ لازمی ایک منادی آسمان سے بنام ایک شخص کے جو اولاد ابو طالب سے ہوگا ندا دے گا۔ میں نے اس سے کہا کہ کوئی اور شخص ہے جس نے اس حدیث کو روایت کیا ہے تو اس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے خود اپنے کانوں سے ان سے (یعنی امام باقر علیہ السلام سے) سُنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ناچار ایک منادی (آسمان) سے ایک شخص کے نام ندا کرے گا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین علیہ السلام بے شک میں نے اب تک اس حدیث کو نہیں سُنا ہے۔ اس نے کہا اے سیف جس وقت یہ ندا بلند ہوگی تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو اس کو قبول کروں گا اور میں ہی قبول کرنے والا ہوں کیونکہ وہ مرد کہ جس کے نام سے اسے ندا دی جائے گی وہ میرے چچا کی اولاد میں سے کسی کا نام ہوگا۔ میں نے کہا کون سے آپ کے چچا سے؟ اس نے کہا: وہ اولاد فاطمہ علیہا السلام میں سے ایک شخص ہوگا۔ پھر کہا: اے سیف! اگر یہ بات میں نے ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام (یعنی محمد باقر علیہ السلام) سے نہ سنی ہوتی تو اگر ساری دنیا بھی کہتی تو اعتبار نہ کرتا مگر یہ بات تو محمد بن علی علیہما السلام نے فرمائی ہے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مجہول مرسل ہے (واللہ اعلم)

6/963 الکافی، ۲۵۶/۲۱۰/۸ علی عن أبيه عن السراد عن علی عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي جَعْفَرٍ

---

[1] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۶۲۸ ح ۴۲۳؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۲۸۸ و ۳۰۰؛ الارشاد: ۲/ ۳۷۰؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۳۵۳؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۵۸؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۴۸؛ الخرائج والجرائح: ۳/ ۱۱۵۷؛ کشف الاستاد: ۱۷۷؛ معجم احادیث الامام المھدیؑ: ۴/ ۴۳۰؛ النجم الثاقب: ۲۹۰

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۱۲۸

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَالِساً فِي اَلْمَسْجِدِ إِذْ أَقْبَلَ دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ وَ أَبُو جَعْفَرٍ عَبْدُ اَللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو اَلدَّوَانِيقِ فَقَعَدُوا نَاحِيَةً مِنَ اَلْمَسْجِدِ فَقِيلَ لَهُمْ هَذَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ جَالِسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ وَ قَعَدَ أَبُو اَلدَّوَانِيقِ مَكَانَهُ حَتَّى سَلَّمُوا عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ لَهُمْ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَا مَنَعَ جَبَّارَكُمْ مِنْ أَنْ يَأْتِيَنِي فَعَذَّرُوهُ عِنْدَهُ فَقَالَ عِنْدَ ذَلِكَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَمَا وَ اَللَّهِ لاَ تَذْهَبُ اَللَّيَالِي وَ اَلْأَيَّامُ حَتَّى يَمْلِكَ مَا بَيْنَ قُطْرَيْهَا ثُمَّ لَيَطَأَنَّ اَلرِّجَالُ عَقِبَهُ ثُمَّ لَتَذِلَّنَّ لَهُ رِقَابُ اَلرِّجَالِ ثُمَّ لَيَمْلِكَنَّ مُلْكاً شَدِيداً فَقَالَ لَهُ دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ إِنَّ مُلْكَنَا قَبْلَ مُلْكِكُمْ قَالَ نَعَمْ يَا دَاوُدُ إِنَّ مُلْكَكُمْ قَبْلَ مُلْكِنَا وَ سُلْطَانَكُمْ قَبْلَ سُلْطَانِنَا فَقَالَ لَهُ دَاوُدُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ فَهَلْ لَهُ مِنْ مُدَّةٍ فَقَالَ نَعَمْ يَا دَاوُدُ وَ اَللَّهِ لاَ يَمْلِكُ بَنُو أُمَيَّةَ يَوْماً إِلاَّ مَلَكْتُمْ مِثْلَيْهِ وَ لاَ سَنَةً إِلاَّ مَلَكْتُمْ مِثْلَيْهَا وَ لَيَتَلَقَّفُهَا اَلصِّبْيَانُ مِنْكُمْ كَمَا تَلَقَّفُ اَلصِّبْيَانُ اَلْكُرَةَ فَقَامَ دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ مِنْ عِنْدِ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَرِحاً يُرِيدُ أَنْ يُخْبِرَ أَبَا اَلدَّوَانِيقِ بِذَلِكَ فَلَمَّا نَهَضَا جَمِيعاً هُوَ وَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ نَادَاهُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مِنْ خَلْفِهِ يَا سُلَيْمَانَ بْنَ خَالِدٍ لاَ يَزَالُ اَلْقَوْمُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ مُلْكِهِمْ مَا لَمْ يُصِيبُوا مِنَّا دَماً حَرَاماً وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى صَدْرِهِ فَإِذَا أَصَابُوا ذَلِكَ اَلدَّمَ فَبَطْنُ اَلْأَرْضِ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ ظَهْرِهَا فَيَوْمَئِذٍ لاَ يَكُونُ لَهُمْ فِي اَلْأَرْضِ نَاصِرٌ وَ لاَ فِي اَلسَّمَاءِ عَاذِرٌ ثُمَّ اِنْطَلَقَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ فَأَخْبَرَ أَبَا اَلدَّوَانِيقِ فَجَاءَ أَبُو اَلدَّوَانِيقِ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ لَهُ دَاوُدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ فَقَالَ لَهُ نَعَمْ يَا أَبَا جَعْفَرٍ دَوْلَتُكُمْ قَبْلَ دَوْلَتِنَا وَ سُلْطَانُكُمْ قَبْلَ سُلْطَانِنَا سُلْطَانُكُمْ شَدِيدٌ عَسِرٌ لاَ يُسْرَ فِيهِ وَ لَهُ مُدَّةٌ طَوِيلَةٌ وَ اَللَّهِ لاَ يَمْلِكُ بَنُو أُمَيَّةَ يَوْماً إِلاَّ مَلَكْتُمْ مِثْلَيْهِ وَ لاَ سَنَةً إِلاَّ مَلَكْتُمْ مِثْلَيْهَا وَ لَيَتَلَقَّفُهَا صِبْيَانٌ مِنْكُمْ فَضْلاً عَنْ رِجَالِكُمْ كَمَا يَتَلَقَّفُ اَلصِّبْيَانُ اَلْكُرَةَ أَ فَهِمْتَ ثُمَّ قَالَ لاَ تَزَالُونَ فِي عُنْفُوَانِ اَلْمُلْكِ تَرْغُدُونَ فِيهِ مَا لَمْ تُصِيبُوا مِنَّا دَماً حَرَاماً فَإِذَا أَصَبْتُمْ ذَلِكَ اَلدَّمَ غَضِبَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْكُمْ فَذَهَبَ بِمُلْكِكُمْ وَ سُلْطَانِكُمْ وَ ذَهَبَ بِرِيحِكُمْ وَ سَلَّطَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَيْكُمْ عَبْداً مِنْ عَبِيدِهِ أَعْوَرَ وَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مِنْ آلِ أَبِي سُفْيَانَ يَكُونُ اِسْتِيصَالُكُمْ عَلَى يَدَيْهِ وَ أَيْدِي أَصْحَابِهِ ثُمَّ قَطَعَ اَلْكَلاَمَ.

(ترجمہ) ابو بصیر سے روایت ہے کہ میں خدمت امام باقر علیہ السلام میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ داؤد بن علی (چچا منصور دوانقی جو اس کے بعد مدینہ کا والی ہوا) اور سلیمان بن خالد اور عبداللہ بن محمد مسجد میں داخل ہوئے اور مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ گئے۔ کسی نے ان سے کہا کہ یہ محمد علیہ السلام بن علی علیہ السلام ہیں جو یہاں بیٹھے ہیں اس وقت داؤد بن علی اور سلیمان بن خالد اٹھے اور آپ علیہ السلام کے پاس گئے لیکن منصور دوانیقی اپنی جگہ سے نہ اٹھا۔ یہ دونوں آئے اور حضرت ابوجعفر علیہ السلام (امام باقر علیہ السلام) کو سلام کیا پھر آپ نے ان اس کی طرف سے عذر تراشی کی اور اظہار کیا کہ وہ آپؑ کے پاس آنے سے معذور تھا۔ حضرت باقر علیہ السلام نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم ابھی چند رات و دن نہ گزریں گے کہ وہ دور زمین کے بڑے علاقوں کو اپنے قبضہ میں لے لے گا اور اس کے بعد لوگ اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور پھر اکڑ کر چلنے والے اس کے سامنے جھک جائیں گے اس کے بعد سخت سلطنت بنی اُمیہ کے مقابلے میں دو دن اور ایک سال کے مقابلے میں دو سال سلطنت وحکومت کرو گے اور ہر حالت میں تمہارے بچوں کو مقام سلطنت ملے گا اس طرح کہ جیسے بچے گیند کے ساتھ کھیلنے میں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پلٹاتے ہیں داؤد بن علی (نے جب اس بات کو سنا) تو خوش خوش آنحضرت علیہ السلام کے پاس سے اُٹھا اور منصور کے پاس آیا اور اسے اس خوشخبری سے آگاہ کیا اور جب داؤد سلیمان بن خالد گئے تو آپؑ نے سلیمان کو پیچھے سے آواز دی اور فرمایا: اے سلیمان! بن خالد (یعنی بنی عباس) پیوستہ خوشی و آسائش سے حکومت کریں گے یہاں تک کہ ہمارا خون ناحق اور ہمارا اور اپنی طرف اشارہ فرمایا نہ گرالیں اور جب بھی ان کے ہاتھ اس خون سے آلودہ ہوں گے اور اس وقت زمین کے نیچے والا حصہ ان کے لیے بہتر اس کے اوپر کی زمین سے ہوگا اور اس زمانہ میں زمین میں ان کی مدد ہوگی اور نہ آسمان میں اپنی عذر داری۔ پھر سلیمان بن خالد آیا اور اس نے یہ واقعہ منصور سے بیان کیا۔ منصور اٹھا اور خدمت امام باقر علیہ السلام میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کیا اور داؤد بن علی علیہ السلام اور سلیمان بن خالد کی بات (آپؑ سے نقل کی تھی) امام علیہ السلام سے بیان کی حضرت علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! ابوجعفر تمہاری حکومت ہماری حکومت سے پہلے تمہاری سلطنت ہماری سلطنت سے پہلے ہے تمہاری سلطنت سخت اور دشوار سلطنت ہوگی کہ اس میں ہمواری نہیں ہے اور ایک طویل مدت تک رہے گی اور خدا کی قسم تم ہر دن سلطنت بنی امیہ کے برابر دو دن اور ہر سال کے دو سال حکومت کرو گے اور مقام سلطنت کو تمہارے بچے یہاں تک جا پہنچیں کہ مردوں کے بعد ایک سے دوسرے کی طرف پلٹے گی اسی طرح کہ جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں اور وہ گیند ایک دوسرے کی طرف پلٹتی ہے۔ پھر فرمایا: اور پیوستہ تمہاری سلطنت رونق رکھتی ہے اور اس میں خوشی حاصل کرو گے یہاں تک کہ خون حرام (ناحق) ہمارا نہ گراؤ گے اور جب اس سے آلودہ ہو گے (اور خون ناحق

ہمارا گراؤ گے) خدا تم پر غضبناک ہوگا اور حکومت وسلطنت تمہاری تم سے لے لے گا اور تمہاری شوکت کو تم سے لے لے گا اور خدا ایک بندہ اعور اس کے بندوں سے کہ جو اولاد ابوسفیان سے نہیں ہے تم پر مسلط کرے گا کا نابودی تمہاری اس کے ہاتھ سے اور اس کے ساتھیوں سے ہوگی پھر امام علیہ السلام نے اپنی بات کو روک دیا۔ [1]

بیان:

﴿سليمان بن خالد و فى بعض النسخ ابن مخالد فى المواضع كلها و هؤلاء الثلاثة كانوا من بنى العباس و كانت هذه القضية قبل أن تكون لهم الخلافة حتى يملك يعنى أبا الدوانيق بين قطريها أى قطرى الأرض ملكا شديدا يبقى فى نسله و أقربائه مدة طويلة إلا ملكتم مثليه لا يخفى أن ما مضى من ملك بنى العباس كان أزيد من مثلى ملك بنى أمية الذى كان ألف شهر فهذا الحكم إما من الأحكام التى يلحقها البداء و ليس من المحتوم أو أن إثبات مثلى المدة لهم لا ينافى كون مدتهم أزيد من المثلين أو سيكون لبنى أمية دولة أخرى كما يكون لبنى العباس فى آخر الزمان و كان مجموع دولتى هؤلاء مثلى مجموع دولتى أولئك و لا يجدى ضم دولة السفيانى الذى يكون فى آخر الزمان إلى دولة بنى أمية الماضية لأنها لا تجاوز ثمانية أشهر و لا تبلغ بعد نصف دولة بنى العباس الماضية فكيف مع الآتية و ليتلقفها الصبيان يتناولون الخلافة بسرعة و سهولة يلعبون بها لا يزال القوم يعنى بنى العباس فى فسحة يعنى أن كلا منهم فى سعة من ملكه إلى أن يصيب منا دما حراما و ذلك كما وقع فإن كل من قتل منهم إماما أو نفسا زكية ذهب ملكه أو المراد أن ذهاب ملكهم فى آخر الزمان إنما يكون بسبب قتلهم النفس الزكية منهم و على التقديرين فتسليط الله الأعور عليهم إنما يكون فى آخر الزمان روى الصدوق رحمه الله بإسناده عن على بن الحسين ع قال إذا بنى بنو العباس مدينة على شاطئ الفرات كان بقاؤهم بعدها سنة عسر لا يسر فيه يعنى يكون فيه الضيق و الشدة و الصعوبة على الناس و الرغد العيش الطيب الواسع و الريح الدولة و القوة و الغلبة و منه قوله سبحانه وَ تَذْهَبَ رِيحُكُمْ و ليس بأعور أى ليس بأعور الدجال المعهود بل هو السفيانى أو ليس بأعور و لكنه يتراءى أنه أعور روى الشيخ الصدوق رحمه الله بإسناده عن الصادق ع أنه قال قال أبى قال أمير المؤمنين ص يخرج ابن آكلة الأكباد من الوادى اليابس و هو رجل ربعة وحش الوجه ضخم الهامة بوجهه أثر جدرى إذا رأيته حسبته أعور اسمه عثمان و أبوه عنبسة و هو من ولد أبى سفيان حتى يأتى أرضا ذات قرار و معين فيستوى على منبرها

[1] اثبات الهداۃ: ۴/۱۰۰؛ بحار الانوار: ۴۶/۳۴۱؛ مدینۃ المعاجز: ۵/۱۹۴؛ عوالم العلوم: ۱۹/۲۹۹؛ الدمعۃ الساکبہ: ۶/۱۸۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۵/۴۷۴؛

و بإسناده عنه ع أنه قال لو رأيت السفياني رأيت أخبث الناس أشقر أحمر أزرق يقول يا رب ثاري ثاري ثم النار و لقد بلغ من خبثه أنه يدفن أم ولد له و هي حية مخافة أن تدل عليه و بإسناده عنه ع أنه سئل عن اسم السفياني فقال و ما تصنع باسمه إذا ملك كور الشام الخمس دمشق و حمص و فلسطين و الأردن و قنسرين فتوقعوا عند ذلك الفرج قلت يملك تسعة أشهر۔ قال لا و لكن يملك ثمانية أشهر لا يزيد يوما﴾

سلیمان بن خالد اور بعض نسخوں میں تمام جگہوں پر ابن مخالد ہے اور یہ تینوں عباسیوں میں سے تھے اور یہ مسئلہ ان کی خلافت سے پہلے پیش آیا یہاں تک کہ وہ بادشاہ بنے یعنی ابوالدانیق، اس کی دوزمینوں کے درمیان یعنی دونوں کے درمیان۔ ایک مضبوط قبضہ جو اس کی اولاد اور اس کے رشتہ داروں کے پاس ایک طویل عرصے تک رہے گا جب تک کہ تمہارے پاس اس سے دوگنا نہ ہو، مخفی نہیں ہے کہ عباسیوں کی سابقہ حکومت بنوامیہ کے تسلط سے دوگنا زیادہ تھی جو کہ ہزار مہینے بنتے ہیں۔ یہ حکم یا تو ان احکام میں سے ہے جن کے ساتھ بداء کا تعلق ہے اور یہ حتمی نہیں ہے یا یہ کہ ان کے لیے دوہری مدت کا اثبات جو اس حقیقت کے خلاف نہیں ہے کہ ان کی مدت دوگنا سے زیادہ ہے، یا عنقریب بنوامیہ کی ایک ریاست ہوگی جس طرح عباسیوں کے لیے آخر زمانہ میں ہوگی اور ان دونوں کا مجموعہ ان لوگوں کی دوحکومتوں کے مجموعے کے برابر تھا، اور اس کا ریاست میں شامل ہونا مفید نہیں ہے۔ سفیانی جو آخری وقت میں ماضی کی امویوں کی حالت میں ہوں گے کیونکہ یہ آٹھ ماہ سے زیادہ نہیں ہے اور آخری عباسیوں کی نصف حالت کے بعد نہیں پہنچتی ہے پس یہ آنے والی کے ساتھ کیسے ہوسکتی ہے۔

لڑکوں کے لیے اس پر قبضہ کرنے کے لیے، جلد اور آسانی سے خلافت سے نمٹنے کے لیے، اور اس کے ساتھ کھیلنے کے لیے۔ یہ ایسے رہے گی یعنی بنی عباس، اب بھی فرصت میں ہیں، یعنی ان میں سے ہر ایک اس وقت تک اس کے قبضے میں ہے۔ وہ ہم سے ناجائز خون بہاتا ہے اور ایسا ہی ہوا، آخر زمانہ میں ان کی سلطنت کا غائب ہونا صرف اس وجہ سے ہے کہ ان میں سے نفس زکیہ کے قتل اور ان دونوں تقدیروں کی بنیاد پر اللہ ان پر ایک آنکھ والے کو مسلّط کرے گا اور ایسا آخری زمانے میں ہوگا۔

شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ امام علیؑ زین العابدینؑ بن امام حسین علیہما السلام سے روایت نقل کی ہے آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب بنوعباس کی فرات کے کنارے پر ایک شہر کی بنیاد رکھے گی تو اس کے بعد ان کا ایک بڑی مشکل اے گزرے گا جس میں کوئی آسانی نہیں ہوگی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے لیے سختی، مشقت اور دشواری ہوگی اور زندگی کی آسانی، اچھی اور وسیع ہے، اور ہوا ریاست، طاقت اور غلبہ ہے، اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''وتذھب ریحکم''
''تمہاری ہَوا اکھڑ جائے گی۔(سورہ الانفال:۴۶)۔''
اس سے مراد یہ ہے کہ تمہاری طاقت جاتی رہے گی۔
اس ایک آنکھ والے سے مراد وہ عام دجال ایک آنکھ والا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد السفیانی ہے، یا پھر اس سے مرا فا یک آنکھ والا نہیں ہے بلکہ وہ ایک آنکھ والا معلوم ہوتا ہے۔
شیخ صدوق نے اپنی اسناد کے ذریعہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے اور امامؑ نے بیان فرمایا کہ میرے والد محترم علیہ السلام نے بیان کیا کہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: خوش وادی سے کلیجہ چبانے والے کا بیٹا خروج کرے گا اور وہ چار چوتھائی کا آدمی ہے اور بڑی پیشانی کے ساتھ ایک شیطانی چہرہ ہے۔اس کے چہرے پر چیچک کے نشان ہیں اور جب تم اسے دیکھو گے تو سمجھو گے کہ وہ ایک آنکھ والا ہے، اس کا نام عثمان ہوگا اور اس کے باپ کا نام عنبسہ ہوگا اور وہ ابوسفیان کی نسل سے ہے یہاں تک کہ وہ ایک زمین پر آئے گا قرار والی ہوگی پس وہ اس کے منبر پر کھڑا ہوگا۔
انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ انہی امامؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اگر تم سفیانی کو دیکھو اگر آپ نے السفیانی کو دیکھا تو آپ لوگوں میں سب سے زیادہ برے کو دیکھیں گے، سنہرے، سرخ، نیلے، کہتے ہیں، اے رب، میرا بدلہ۔ میرا بدلہ ہے اور پھر آگ۔ اور اس کی بدتمیزی اس حد تک پہنچ گئی کہ اس نے اپنے بچے کی ماں کو زندہ رہتے ہوئے دفن کر دیا، اس ڈر سے کہ کہیں وہ اس کی طرف اشارہ نہ کرے۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ امامؑ سے نقل کیا کہ آپؑ سے سفیانی کے نام کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے ارشاد فرمایا: تمہیں اس کے نام کیا لینا دینا اور جب وہ شام کے پانچ خطوں، دمشق، حمص، فلسطین، اردن اور قنسرین، تو تم اس وقت امامؑ کے ظہور کی توقع کرو۔
میں نے عرض کیا: وہ نو مہینے حکومت کریں گے۔
آپؑ نے فرمایا: نہیں! لیکن وہ آٹھ مہینے حکومت کریں گے اور ایک دن بھی زیادہ نہیں ہوگا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق علی الاظہر ہے [1] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

7/964 الکافی،۲۸۵/۲۲۴/۸ محمد عن أحمد عن السراد عَنْ يَعْقُوبَ اَلسَّرَّاجِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ

[1] مراۃ العقول:۱۲۸/۲۶

عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ مَتَى فَرَجُ شِيعَتِكُمْ قَالَ فَقَالَ إِذَا اِخْتَلَفَ وُلْدُ اَلْعَبَّاسِ وَ وَهَى سُلْطَانُهُمْ وَ طَمِعَ فِيهِمْ مَنْ لَمْ يَكُنْ يَطْمَعُ فِيهِمْ وَ خَلَعَتِ اَلْعَرَبُ أَعِنَّتَهَا وَ رَفَعَ كُلُّ ذِي صِيصِيَةٍ صِيصِيَتَهُ وَ ظَهَرَ اَلشَّامِيُّ وَ أَقْبَلَ اَلْيَمَانِيُّ وَ تَحَرَّكَ اَلْحَسَنِيُّ وَ خَرَجَ صَاحِبُ هَذَا اَلْأَمْرِ مِنَ اَلْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ بِتُرَاثِ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقُلْتُ مَا تُرَاثُ رَسُولِ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ سَيْفُ رَسُولِ اَللَّهِ وَ دِرْعُهُ وَ عِمَامَتُهُ وَ بُرْدُهُ وَ قَضِيبُهُ وَ رَايَتُهُ وَ لاَمَتُهُ وَ سَرْجُهُ حَتَّى يَنْزِلَ مَكَّةَ فَيُخْرِجَ اَلسَّيْفَ مِنْ غِمْدِهِ وَ يَلْبَسَ اَلدِّرْعَ وَ يَنْشُرَ اَلرَّايَةَ وَ اَلْبُرْدَةَ وَ اَلْعِمَامَةَ وَ يَتَنَاوَلَ اَلْقَضِيبَ بِيَدِهِ وَ يَسْتَأْذِنَ اَللَّهَ فِي ظُهُورِهِ فَيَطَّلِعُ عَلَى ذَلِكَ بَعْضُ مَوَالِيهِ فَيَأْتِي اَلْحَسَنِيَّ فَيُخْبِرُهُ اَلْخَبَرَ فَيَبْتَدِرُ اَلْحَسَنِيُّ إِلَى اَلْخُرُوجِ فَيَثِبُ عَلَيْهِ أَهْلُ مَكَّةَ فَيَقْتُلُونَهُ وَ يَبْعَثُونَ بِرَأْسِهِ إِلَى اَلشَّامِيِّ فَيَظْهَرُ عِنْدَ ذَلِكَ صَاحِبُ هَذَا اَلْأَمْرِ فَيُبَايِعُهُ اَلنَّاسُ وَ يَتَّبِعُونَهُ وَ يَبْعَثُ اَلشَّامِيُّ عِنْدَ ذَلِكَ جَيْشاً إِلَى اَلْمَدِينَةِ فَيُهْلِكُهُمُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ دُونَهَا وَ يَهْرُبُ يَوْمَئِذٍ مَنْ كَانَ بِالْمَدِينَةِ مِنْ وُلْدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِلَى مَكَّةَ فَيَلْحَقُونَ بِصَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ وَ يُقْبِلُ صَاحِبُ هَذَا اَلْأَمْرِ نَحْوَ اَلْعِرَاقِ وَ يَبْعَثُ جَيْشاً إِلَى اَلْمَدِينَةِ فَيَأْمَنُ أَهْلُهَا وَ يَرْجِعُونَ إِلَيْهَا.

ترجمہ: یعقوب سراج بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ کے شیعوں کا فرج کا کون سا وقت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جس وقت اولاد عباس کے درمیان اختلاف پیدا ہو جائے گا اور ان کی سلطنت کی بنیاد سست ہو جائے گی اور طمع کرنے لگیں گے ان کی سلطنت کا جو شخص اس کا طمع نہ رکھتا ہوگا اور عرب اپنی زنجیر اسارت کو کاٹ دیں گے (اور سلطہ سلاطین کے نیچے سے باہر آئیں گے) اور اپنی فتح کی قوت کو ظاہر کریں گے اور وہ شاقی (مراد سفیانی ہے) ظاہر ہو اور یمانی آئے گا اور حسنی حرکت کرے گا اور صاحب امر کو جو کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی وراثت سے پہنچا ہے وہ لے کر مدینہ سے مکہ کی طرف سفر کریں گے۔ میں نے عرض کیا جو کچھ ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وراثت میں ملا وہ کیا ہے۔ آپؑ فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کو غلاف (نیام) سے باہر نکالیں گے اور زرہ کو پہن لیں گے اور علم کو بلند کریں گے اور برد اور عمامہ کو سر پر رکھیں گے اور مخصوص نیزہ کو ہاتھ میں لیں گے اور خدا سے اپنے ظہور کی اجازت و اذن لیں گے اس وقت بعض آپؑ کے قریبی مطلع ہو جائیں گے اور حسنی کے پاس جائیں گے اور اس کو مطلع کریں گے حسنی قیام کرے گا اور اہل مکہ اس پر

شورش کریں گے اور اس کے سرکو شام بھیجیں گے اور اس وقت صاحب الامر علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور لوگ ان کی بیعت کریں گے اور ان کی پیروی کریں گے اس وقت شامی لشکر کو مدینہ میں بھیجے گا اور خدا اس لشکر کو مدینہ میں پہنچنے سے پہلے ہی نابود کر دے گا اس وقت جو کوئی بھی اولاد علی علیہ السلام میں سے مدینہ میں رہتا ہوگا وہ مکہ کی طرف فرار کر جائے گا اور صاحب الامر علیہ السلام عراق کی طرف چل پڑیں گے اور لشکر مدینہ بھیجیں گے تا کہ مدینہ کے لوگ امن پا سکیں اور اس جگہ سے واپس ہو جائیں گے۔[1]

بیان:

﴿الوهى الشق فى الشىء و الخرق فيه و استرخاء الرباط خلعت العرب أعنتها أى تصير مخلوعة العنان تفعل ما تشاء و الصيصية بالكسر الحصن و كل ما امتنع به و الشامى هو السفيانى و اللأمة نوع من الدرع﴾

''الوهی'' اس سے مراد کسی چیز میں دراڑ اور اس میں شگاف اور بندھن کا ڈھیلا ہونا ہے۔عربوں نے اپنی لگام اتار دی، یعنی وہ بے لگام ہو گئے، جو چاہیں گے کریں گے۔

''الصیصیہ'' کسرہ کے ساتھ اور اس سے مراد ایک بلند اور محفوظ قلعہ ہے ہر وہ چیز جس سے باز رکھا گیا ہے۔

''الشامی'' اس سے مراد سفیانی ہے۔

''الأمہ'' اس سے مراد ڈھال کی ایک قسم ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے[2]

8/965 الكافى ،۲۵۴/۲۰۹/۸ على عن أبيه عن السراد عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ تَرَوْنَ مَا تُحِبُّونَ حَتَّى يَخْتَلِفَ بَنُو فُلاَنٍ فِيمَا بَيْنَهُمْ فَإِذَا اِخْتَلَفُوا طَمِعَ اَلنَّاسُ وَ تَفَرَّقَتِ اَلْكَلِمَةُ وَ خَرَجَ اَلسُّفْيَانِيُّ.

(ترجمہ) اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس چیز کو پسند کرتا ہوں اسے دیکھنے کو جی نہیں چاہتا مگر اس وقت کہ جب بنوفلاں اور اپنے درمیان اختلاف کریں گے اور جب اختلاف کریں گے تو لوگ اس کا لالچ کریں گے اور دو گروہ میں تفرقہ پیدا ہو جائے گا اور یہ وہ وقت ہوگا جب سفیانی خروج کرے گا۔[3]

---

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۵۳۳ ح ۳۵۱ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)؛ بحار الانوار: ۵۲/۳۰۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/۲۳۵؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/۴۶

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۱۵۷؛ تفریغ الفوادنزاقی: ۱۹۱

[3] بحار الانوار: ۵۲/۲۶۴؛ مجمع البحرین: ۲/۳۲؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۴/۳۸۴؛ بشارۃ الاسلام: ۱۹۰

بیان:

﴿بنو فلان کنایۃ عن بنی العباس﴾

''بنوفلان'' اس سے مراد بنو عباس ہیں۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے[۱] یا پھر حدیث ہے[۲] یا پھر حدیث معتبر ہے[۳]

9/966 الکافی،۸/۲۶۴/۳۸۳ العدۃ عن أحمد عن عثمان عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَدِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : يَا سَدِيرُ اِلْزَمْ بَيْتَكَ وَ كُنْ حِلْساً مِنْ أَحْلاَسِهِ وَ اُسْكُنْ مَا سَكَنَ اَللَّيْلُ وَ اَلنَّهَارُ فَإِذَا بَلَغَكَ أَنَّ اَلسُّفْيَانِيَّ قَدْ خَرَجَ فَارْحَلْ إِلَيْنَا وَ لَوْ عَلَى رِجْلِكَ.

ترجمہ: سدیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے سدیر! اپنے گھر میں رہو اور جب سکن کا موٹا کپڑا گھر میں (کہ زمین پر گرا ہوا) ہو (یعنی گھر سے باہر جاؤ) اور رات دن اس میں آرام کرتے ہو تم بھی آرام اور سکون سے رہو اور تمھیں خبر پہنچے گی سفیانی نے خروج کیا ہے (بے دھڑک) ہماری طرف کوچ کرو اگرچہ پا پیادہ ہی کیوں نہ ہو۔[۴]

بیان:

﴿الحلس بالکسر و المهملتین و يحرك كساء يبسط فی البيت تحت حر الثياب يقال حلس بيته لمن لم يبرح مكانه﴾

''الحلس'' کسرہ کے ساتھ، اس سے مراد گرمی میں گھر میں پھیلے ہوئے کپڑے کو حرکت دینا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے اس نے اپنے گھر میں اس کے لیئے حرکت دی جو اپنی جگہ نہیں چھوڑتا۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے[۵] اور حدیث معتبر ہے[۶] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] مراۃ العقول:۲۶/۱۲۸

[۲] رسالۃ القلم:۱۹/۴۵

[۳] العد التنازلی تبیر یزن:۴۰۸

[۴] وسائل الشیعہ:۱۵/۵۱؛ بحار الانوار:۵۲/۳۰۳ و ۲۷۰؛ سرو اھل الایمان:۴۲؛ بشارۃ الاسلام:۱۹۵

[۵] مراۃ العقول:۲۶/۲۵۹

[۶] تاملی درنشانہ:۱۵۶

10/967 الکافی ،۱/۲۷۴/۸، ۴۱۲ محمد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنِ اَلْفَضْلِ اَلْكَاتِبِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَأَتَاهُ كِتَابُ أَبِي مُسْلِمٍ فَقَالَ لَيْسَ لِكِتَابِكَ جَوَابٌ اُخْرُجْ عَنَّا فَجَعَلْنَا يُسَارُّ بَعْضُنَا بَعْضاً فَقَالَ أَيَّ شَيْءٍ تُسَارُّونَ يَا فَضْلُ إِنَّ اَللَّهَ عَزَّ ذِكْرُهُ لاَ يَعْجَلُ لِعَجَلَةِ اَلْعِبَادِ وَ لَإِزَالَةُ جَبَلٍ عَنْ مَوْضِعِهِ أَيْسَرُ مِنْ زَوَالِ مُلْكٍ لَمْ يَنْقَضِ أَجَلُهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ فُلاَنَ بْنَ فُلاَنٍ حَتَّى بَلَغَ اَلسَّابِعَ مِنْ وُلْدِ فُلاَنٍ قُلْتُ فَمَا اَلْعَلاَمَةُ فِيمَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ لاَ تَبْرَحِ اَلْأَرْضَ يَا فَضْلُ حَتَّى يَخْرُجَ اَلسُّفْيَانِيُّ فَإِذَا خَرَجَ اَلسُّفْيَانِيُّ فَأَجِيبُوا إِلَيْنَا يَقُولُهَا ثَلاَثاً وَ هُوَ مِنَ اَلْمَحْتُومِ.

(ترجمہ) فضل کاتب سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص ابومسلم خراسانی ان کے لیے ایک خط لے کر آیا آپؑ نے فرمایا: تمہارے خط کا جواب نہیں ہے تم ہمارے پاس سے باہر چلے جاؤ۔ ہم نے ایک دوسرے سے آہستہ آہستہ باتیں شروع کر دیں۔ آپؑ نے فرمایا: اے فضل! کیا باتیں تم آہستہ آہستہ ایک دوسرے سے کرتے ہو بے شک خدا کسی بھی جلدی کرنے والے بندے کے لیے جلدی نہیں کرتا اور بے شک جان نکلنے سے پہاڑ کے اپنی جگہ سے نکلنے سے آسان تر ہے جس سلطنت وحکومت کی عمر ابھی آخر کو نہ پہنچی ہو۔ پھر فرمایا بے شک فلاں بن فلاں یہاں تک کہ اس کا ساتواں بیٹا (یعنی عباس) آئے گا (یعنی یہ بھی خلافت تک پہنچے گا) میں نے عرض کیا پس کون سی نشانی آپؑ کے اور ہمارے درمیان ہے میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ آپؑ نے فرمایا: اے فضل! اپنی جگہ سے حرکت نہ کرو یہاں تک کہ سفیانی خروج کرے اور جب سفیانی خروج کرے گا تو وہ ہماری طرف منہ کرے گا اور تین بار اس بات کا تکرار کیا اور یہ جاری ہونا علامت (ظہور حضرت قائم علیہ السلام کی) حتمی ہے۔ [1]

بیان:

﴿أبو مسلم هذا هو الخراساني الذي قتل بني أمية و أخذ ملكهم و أزالهم عن سلطانهم و مهد الأمر لبني العباس بعد أن عرضه على أبي عبد الله ع و عبد الله بن الحسن و غيرهما أن فلان يعني هو صاحبه دوني و هو كناية عن المهدي ع من ولد فلان كناية عن أحد أجداده ع﴾

''ابو مسلم ''اس سے مراد وہ خراسانی ہے جس نے بنوامیہ کو قتل کیا اور ان سے حکومت چھین لی اور ان کو ان کے اقتدار سے ہٹا دیا اور بنوعباس کے لیے راہ ہموار کر دی۔

---

[1] بحارالانوار: ۴۷/ ۲۹۷؛ عوالم العلوم: ۲۰/ ۳۹۳؛ وسائل الشیعہ: ۱۵/ ۵۲ ح ۱۹۹۶۸؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/ ۴۳۲

جب کہ اس نے اسے ابوعبداللہ علیہ السلام اور عبداللہ بن الحسن وغیرہ کے سامنے پیش کیا، بیشک فلاں سے مراد وہ میرے علاوہ اس کا رفیق ہے اور یہ مہدی علیہ السلام کا استعارہ ہے جو پیدا ہوئے فلاں فلاں اپنے آباء و اجداد میں سے ایک کا استعارہ ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [1]

11/968 الکافی،۲۵۸/۲۱۲/۸ العدة عن سهل عن البزنطي عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ بَدْرِ بْنِ اَلْخَلِيلِ اَلْأَزْدِيِّ قَالَ: كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقَالَ آيَتَانِ تَكُونَانِ قَبْلَ قِيَامِ اَلْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ هَبَطَ آدَمُ إِلَى اَلْأَرْضِ تَنْكَسِفُ اَلشَّمْسُ فِي اَلنِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ اَلْقَمَرُ فِي آخِرِهِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ تَنْكَسِفُ اَلشَّمْسُ فِي آخِرِ اَلشَّهْرِ وَ اَلْقَمَرُ فِي اَلنِّصْفِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ إِنِّي أَعْلَمُ مَا تَقُولُ وَ لَكِنَّهُمَا آيَتَانِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ هَبَطَ آدَمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ .

(ترجمہ) بدر بن خلیل ازدی سے روایت ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپؑ نے فرمایا: قیام قائم علیہ السلام سے پہلے دو علامتیں ظاہر ہوں گی جو ہبوط آدم علیہ السلام کے دن سے لے کر اس وقت تک ظاہر نہ ہوئی ہیں۔ ایک سورج کو نصف ماہ رمضان میں گرہن لگنا اور دوسری یہ کہ چاند کو آخر ماہ رمضان میں گرہن لگنا۔ ایک شخص نے کہا اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (معمولاً سورج) کو آخر مہینے میں گرہن لگتا ہے اور چاند کو نصف ماہ میں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس چیز کو جو تم کہتے ہو میں اسے جانتا ہوں لیکن یہ دو علامتیں ہیں جو ہبوط آدم علیہ السلام کے دن سے ابھی تک پیش نہیں آئی ہیں۔ [2]

بیان:

﴿روى الشيخ الصدوق رحمه الله هذا الخبر هكذا قال آيتان بين يدي هذا الأمر خسوف القمر لخمس و الشمس لخمسة عشر و لم يكن ذلك منذ هبط آدم إلى الأرض و عند ذلك يسقط حساب المنجمين قال

---

[1] مراۃ العقول:۲۶/۲۸۱

[2] غیبت طوسی (ترجمہ از مترجم): ۶۴۰ ح ۶۳۹ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور): غیبت نعمانی (مترجم): ۵۳۵ ح ۵۳ ۳؛ الارشاد: ۲/ ۳۷۴؛ اعلام الوریٰ: ۲/ ۲۸۵؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۶ ۳؛ بحارالانوار: ۵۲/ ۲۱۳ و ۵۵/ ۱۵۳؛ کشف الغمہ: ۲/ ۴۶۰؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۴۹؛ المستجاد: ۵۵۰؛ بشارۃ الاسلام: ۱۱۱؛ کشف الاستار: ۱۷۶؛ مکیال المکارم: ۲/ ۲۱۸؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۴۵۱؛ دررالاخبار: ۴۱۶؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۴۹۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۴/ ۳۸۰

الشیخ المتقدم محمد بن محمد بن النعمان الملقب بمفید طاب ثراہ فی کتاب الإرشاد قد جاءت الآثار بذکر علامات لزمان القائم المهدی ع و حوادث تکون أمام قیامه و آیات و دلالات فمنها خروج السفیانی و قتل الحسنی و اختلاف بنی العباس فی الملك و کسوف الشمس فی النصف من رمضان و خسوف القمر فی آخر الشهر علی خلاف العادات و خسف بالبیداء و خسف بالمغرب و خسف بالمشرق و رکود الشمس من عند الزوال إلی وسط أوقات العصر و طلوعها من المغرب و قتل نفس زکیة بظهر الکوفة فی سبعین من الصالحین و ذبح رجل هاشمی بین الرکن و المقام و هدم حائط مسجد الکوفة و إقبال رایات سود من قبل خراسان و خروج الیمانی و ظهور المغربی بمصر و تملکه الشامات و نزول الترك الجزیرة و نزول الروم الرملة و طلوع نجم بالمشرق یضیء کما یضیء القمر ثم ینعطف حتی یکاد یلتقی طرفاہ و حمرة تظهر فی السماء و تلتبس فی آفاقها و نار تظهر بالمشرق طولا و تبقی فی الجو ثلاثة أیام أو سبعة أیام و خلع العرب أعنتها و تملکها البلاد و خروجها علی سلطان العجم و قتل أهل مصر أمیرهم و خراب الشام و اختلاف ثلاث رایات فیه و دخول رایات قیس و العرب إلی مصر و رایات کندة إلی خراسان و ورود خیل من قبل المغرب حتی تربط بفناء الحیرة و إقبال رایات سود من قبل المشرق نحوها و بثق فی الفرات حتی یدخل الماء أزقة الکوفة و خروج ستین کذابا کلهم یدعی النبوة و خروج اثنی عشر من آل أبی طالب کلهم یدعی الإمامة لنفسه و إحراق رجل عظیم القدر من شیعة بنی العباس بین جلولاء و خانقین و عقد الجسر مما یلی الکرخ بمدینة بغداد و ارتفاع ریح سوداء بها فی أول النهار و زلزلة حتی ینخسف کثیر منها و خوف یشمل أهل العراق و موت ذریع فیه و نقص من الأنفس و الأموال و الثمرات و جراد یظهر فی أوانه و فی غیر أوانه حتی یظهر علی الزروع و الغلات و قلة ریع مما یزرعه الناس و اختلاف صنفین من العجم و سفك دماء کثیرة فیما بینهم و خروج العبید عن طاعة ساداتهم و قتلهم موالیهم و مسخ لقوم من أهل البدع حتی یصیروا قردة و خنازیر و غلبة العبید علی بلاد السادات و نداء من السماء یسمعه أهل الأرض کل أهل لغة بلغتهم و وجه و صدر یظهران للناس فی عین الشمس و أموات ینشرون من القبور حتی یرجعوا إلی الدنیا فیتعارفون فیها و یتزاوجون ثم یختم ذلك بأربع و عشرین مطرة تتصل فتحیی بها الأرض بعد موتها و تعرف برکاتها و یزول بعد ذلك کل عاهة عن معتقدی الحق من شیعة المهدی ع فیعرفون عند ذلك ظهورہ بمکة فیتوجهون نحوہ لنصرته کما جاءت بذلك الأخبار و من جملة هذہ الأحداث محتومة و فیها مشترطة و الله أعلم بما یکون و إنما ذکرناها علی حسب ما ثبت فی الأصول و تضمنها الأثر المنقول قال صاحب کشف الغمة رحمه الله لا ریب أن هذہ الحوادث فیها ما یحیله العقل و فیها ما یحیله المنجمون و لهذا اعتذر الشیخ المفید رحمه الله فی آخر إیرادہ لها و الذی أراہ أنه إذا

صحت طرقات نقلها و كانت منقولة عن النبی و الإمام فحقها أن يتلقى بالقبول لأنها معجزات و المعجزات خوارق للعادات كانشقاق القمر و انقلاب العصا﴾

شیخ الصدوق نے اس خبر کو اس طرح روایت کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس امر کے درمیان دو نشانیاں ہیں کہ پانچ دن چاند گرہن ہوگا اور پندرہ دن سورج گرہن لگے گا اور زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کے نزول سے لے کر اب تک ایسا نہیں ہوا اور اس وقت نجومیوں کا حساب گر جائے گا۔

شیخ المقدم محمد بن محمد بن النعمان، جن کا لقب مفید تھا، نے کتاب الارشاد میں نقل کیا ہے کہ بہت سی احادیث میں قائم آل محمد امام مہدی علیہ السلام کے زمانے کی نشانیوں کا ذکر آیا ہے اور ان واقعات وحادثات کا تذکرہ ہوا ہے جو آپؑ کے قیام سے پہلے ہوں گے اور ان میں سے چند نشانیاں و اشارے یہ ہیں سفیانی کا خروج، حسنی کا قتل، دنیاوی سلطنت پر عباسیوں میں اختلاف، ماہ رمضان کے درمیان میں سورج گرہن اور اس کے آخر میں چاند گرہن کا ہونا ہے جو بالکل خلاف عادت ہے، بیابان میں زمین کا دھنس جانا، مغرب میں زمین کا دھنسنا اور مشرق میں زمین کا دھنسنا، وقت زوال سے عصر کے وقت تک آفتاب کا ٹھہر جانا اور حرکت نہ کرنا اور اس کا مغرب سے طلوع ہونا، ستر صالحین کے ساتھ نفس زکیہ کا پشت کوفہ پر قتل کیا جانا، ایک مرد ہاشمی کا رکن ومقام کے درمیان ذبح کیا جانا، مسجد کوفہ کی دیوار کا منہدم کیا جانا، ایک مغربی شخص کا مصر میں خروج کرنا اور شام کے علاقوں میں قبضہ جما لینا، تُرک کا رملہ میں داخل ہونا، مشرق سے ایک ستارے کا طلوع ہو کر چاند کی طرح چمکنا اور پھر اس کا مڑنا جیسے اس کے دونوں کنارے آپس میں ملنے ہی والے ہوں، آسمان میں سرخی کا نمودار ہونا اور پھر اس کا تمام آفاق پر پھیل جانا، مشرق سے ایک طویل آگ کا ظاہر ہونا اور فضاء میں تین یا سات دن تک باقی رہنا، اہل مصر کا اپنے امیر کو قتل کرنا، شام کی بربادی، تین جھنڈوں میں اختلاف، قیس اور عرب کے جھنڈوں کا مصر میں داخل ہونا اور عرب کی طرف سے ایک فوج کا آنا اور صحن حیرہ میں پڑاؤ ڈالنا، سیاہ جھنڈوں کا مشرق سے اس طرف آنا، دریائے فرات میں طغیانی اور کوفہ کی گلیوں میں پانی بھر جانا، ساٹھ عدد دعویداران نبوت کا ظہور، آل ابوطالب میں سے بارہ دعویداران امامت کا ظہور، جلولاء اور خانقین کے درمیان بنی عباس کے ایک عظیم القدر شخص کا آگ میں جلایا جانا، مدینۃ السّلام اور بغداد میں کرخ کے قریب ایک پل کی تعمیر، صبح کی وقت سیاہ آندھی کا بلند ہونا، زلزلہ اور اکثر کا زمین میں دھنس جانا، اہل عراق اور اہل بغداد پر خوف وحراس چھا جانا، جان ومال اور ثمرات کا تلف ہونا، ٹڈیوں کا موسم اور بلا موسم ظاہر ہونا جو کھیتوں اور غلوں کا چٹ کر جائیں گی، کاشتکاروں کی پیداوار میں کمی، عرب کے دو گروہوں میں جنگ اور آپس میں بہت زیادہ خون ریزی، غلاموں کا اپنے آقاؤں کی اطاعت سے باہر ہو جانا

اور اپنے مالکوں کو قتل کرنا، اہل بدعت میں سے ایک گروہ کا مسخ ہوکر بندر اور سور بن جانا، سادات کے شہر پر غلاموں کا اقتدار، آسمان سے ایک اعلان کا ہونا جس کو ہر قوم اپنی زبان میں سن لے گی، آفتاب کے اندر ایک جسد کا چہرہ اور سینہ نمودار ہونا، مردوں کا قبروں سے برآمد ہونا اور دنیا میں پھر واپس آنا اور ایک دوسرے کو پہچاننا اور ملاقات کرنا، حتمی طور پر مسلسل چوبیس دن تک بارش کا ہونا جس سے مردہ زمین زندہ ہوجائے گی اور اس کی برکتوں کا ظاہر ہونا اور اہل حق یعنی امام مہدیؑ کے ماننے والوں کی تمام مصیبتیں دور ہوجائیں گی اور اس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ مکہ میں آپؑ کا ظہور ہو چکا ہے تو وہاں آپؑ کی نصرت کے لیئے پہنچنا جیسا کہ اس طرح کی احادیث وارد ہوئی ہیں مگر ان تمام واقعات وحادثات میں بعض حتمی ہیں اور بعض مشروط ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ ان میں حتمی کیا ہے اور مشروط کیا ہے۔ہم نے ان احادیث میں جو کچھ پایا ہے وہ مختصر نقل کر دیا۔

صاحب کتاب کشف الغمہ بیان کرتے ہیں کہ بیشک ان واقعات میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور ان کو عقل بھی قبول کرتی ہے اور نجومی حضرات کی رائے بھی یہی ہے۔اس لیئے شیخ مفید نے ان کے بارے میں معذرت کی ہے۔میری رائے یہ ہے کہ جب ان احادیث کے منقول ہونے کے طرق درست ہیں اور یہ سب رسول خدا ﷺ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام سے منقول ہیں تو حق یہ بنتا ہے کہ ان کو قبول کیا جائے کیونکہ یہ معجزات شمار ہوتے ہیں اور موجزات خارق العادہ ہوتے ہیں جیسے کہ چاند کو دو ٹکڑے کرنا اور عصا ٕ کا سانپ بن جانا۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [1] لیکن میرے نزدیک حدیث بدر کی وجہ سے مجہول ہے (واللہ اعلم)

۵۲۔باب الوقائع التی تکون عند ظهور الإمام علیہ السلام

باب: امام زمان علیہ السلام کے ظہور کے وقت ہونے والے واقعات

1/969 الکافی،۲۸۸/۲۲۷/۸ العدة عن أحمد عن السراد عن مؤمن الطاق عَنْ سَلاَّمِ بْنِ اَلْمُسْتَنِيرِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يُحَدِّثُ: إِذَا قَامَ اَلْقَائِمُ عَرَضَ اَلْإِيمَانَ عَلَى كُلِّ نَاصِبٍ فَإِنْ دَخَلَ فِيهِ بِحَقِيقَةٍ وَ إِلاَّ ضَرَبَ عُنُقَهُ أَوْ يُؤَدِّيَ اَلْجِزْيَةَ كَمَا يُؤَدِّيهَا اَلْيَوْمَ أَهْلُ اَلذِّمَّةِ وَ

[1] مراۃ العقول:۲۶/۱۳۲

يَشُدُّ عَلَى وَسَطِهِ اَلْهِمْيَانَ وَ يُخْرِجُهُمْ مِنَ اَلْأَمْصَارِ إِلَى اَلسَّوَادِ.

(ترجمہ) سلام بن مستنیر سے روایت ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا انہوں نے فرمایا: جس وقت امام قائم علیہ السلام ظہور کریں گے تو ایمان کو ہر شخص ناصبی اور دشمن اہل بیت علیہ السلام پر پیش کیا جائے گا پس اگر روئے حقیقت سے ایمان لائے گا تو ٹھیک ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے گی یا اس سے جزیہ لیا جائے گا جیسا کہ آج اہل ذمہ سے لیا جاتا ہے اور اس سے ہی ان کی کمریں باندھیں گے اور ان کو شہروں سے نکال دیں گے اور دو دیہاتوں میں بھیج دیں گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن کالصحیح ہے کیونکہ سلام بن المستنیر تفسیر القمی کا راوی ہے اور یہ توثیق ہے (واللہ اعلم)

2/970 الکافی ،۳۰۶/۲۳۳/۸ علی بن محمد عن صالح بن أبي حماد عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عَبْدِ اَلْمَلِكِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عُثَيْمِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا تَمَنَّى أَحَدُكُمُ اَلْقَائِمَ فَلْيَتَمَنَّهُ فِي عَافِيَةٍ فَإِنَّ اَللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ رَحْمَةً وَ يَبْعَثُ اَلْقَائِمَ نَقِمَةً.

(ترجمہ) معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی تم میں سے ایک حضرت قائم علیہ السلام کے دیدار کی آرزو کرتا ہے تو اُسے تو چاہیے کہ آرزو کرے کہ یہ دیدار تندرستی و عافیت میں ہو کیونکہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مہر و عطوفت کے ساتھ لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا اور حضرت قائم علیہ السلام کو انتقام لینے کے لئے مبعوث کرے گا۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [4]

---

[1] بحارالانوار: ۵۲/ ۳۷۵؛ اثبات الہداۃ: ۵/ ۶۳؛ الانوار النعمانیہ: ۲/ ۷۶؛ مکیال المکارم: ۱/ ۱۴۸

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۱۶۰

[3] بحارالانوار: ۵۲/ ۳۷۵؛ الصراط المستقیم: ۲/ ۲۶۲؛ المحاسن: ۲/ ۳۳۹؛ اثبات الہداۃ: ۵/ ۱۴۰؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۵/ ۲۸۵؛ مکیال المکارم: ۲/ ۴۲۰؛ مسند الامام الباقرؑ: ۱/ ۴۹۴؛ الکوثر موسوی: ۵/ ۵۰۰

[4] مراۃ العقول: ۲۶/ ۱۷۰

3/971 الکافی ،۸/۲۴۰/۳۲۹ القمی عن الکوفی عَنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنِ اَلرَّبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْمُسْلِيِّ عَنْ أَبِي اَلرَّبِيعِ اَلشَّامِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: إِنَّ قَائِمَنَا إِذَا قَامَ مَدَّ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِشِيعَتِنَا فِي أَسْمَاعِهِمْ وَ أَبْصَارِهِمْ حَتَّى لاَ يَكُونَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَلْقَائِمِ بَرِيدٌ يُكَلِّمُهُمْ فَيَسْمَعُونَ وَ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَ هُوَ فِي مَكَانِهِ.

(ترجمہ) ابوالربیع شامی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: بے شک! جس وقت قائم آل محمد علیہ السلام آئیں گے تو خدا اور ہمارے شیعوں کی آنکھوں کانوں کو اس طرح طاقت اور رسائی کی کشش دے گا کہ ان کے اور حضرت قائم علیہ السلام کے درمیان پلک جھپکنے تک کا فاصلہ نہ ہوگا اور آپؑ ان سے (دور کے فاصلے سے) بات کریں گے اور یہ بات سنیں گے اور ان کو اسی جگہ پر سے جہاں وہ ہوں گے دیکھیں گے۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [۲] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ الربیع ثقہ ہے اور تفسیر القمی وکامل الزیارات دونوں کا راوی ہے [۳] اور ابوالربیع بھی تفسیر القمی کا راوی ہے اور ثقہ ہے [۴] (واللہ اعلم)

4/972 الکافی ،۸/۲۹۴/۴۴۹ محمد عن ابن عیسی عن الحسین عن فضالۃ عن سیف بن عمیرۃ عن الحضرمی عَنْ عَبْدِ اَلْمَلِكِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: قُمْتُ مِنْ عِنْدِ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَاعْتَمَدْتُ عَلَى يَدِي فَبَكَيْتُ فَقَالَ مَا لَكَ فَقُلْتُ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ أُدْرِكَ هَذَا اَلْأَمْرَ وَ بِي قُوَّةٌ فَقَالَ أَ مَا تَرْضَوْنَ أَنَّ عَدُوَّكُمْ يَقْتُلُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً وَ أَنْتُمْ آمِنُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّهُ لَوْ قَدْ كَانَ ذَلِكَ أُعْطِيَ اَلرَّجُلُ مِنْكُمْ قُوَّةَ أَرْبَعِينَ رَجُلاً وَ جُعِلَتْ قُلُوبُكُمْ كَزُبَرِ اَلْحَدِيدِ لَوْ قُذِفَ بِهَا اَلْجِبَالُ لَقَلَعَتْهَا وَ كُنْتُمْ قُوَّامَ اَلْأَرْضِ وَ خُزَّانَهَا.

(ترجمہ) عبدالملک بن اعین سے روایت ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور جب میں اپنی جگہ سے اٹھا تو (بڑھاپے کی وجہ سے) اپنے ہاتھ پر سہارا لیے ہوئے تھا اور کمزوری کی وجہ سے گریہ کیا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا:

---

[۱] مختصر البصائر: ۲۰۳؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۴۰؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۶۴؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۳۶؛ منتخب الانوار: ۲۰۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۴۷؛ درر الاخبار: ۴۰۴

[۲] مراۃ العقول: ۲۶/ ۲۰۱

[۳] المفید من معجم رجال الحدیث: ۲۲۲

[۴] ایضاً: ۲۱۱

کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس کی امید رکھتا ہوں کہ میرے بدن میں طاقت آ جائے تا کہ میں آپؑ کی حکومت حقہ اور آپؑ کے فاتح کو پا سکوں۔ آپؑ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے دشمن ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور تم امن میں ہو اور اپنے گھر میں رہو بے شک اگر یہ واقع ہو جائے (اور ظہور کے وقت ہمارے فاتح ہو گے) کسی شخص کو تم میں سے چالیس آدمیوں کی طاقت دے دی جائے اور تمہارے دلوں کو لوہے کے ٹکڑے کی طرح سخت کر دیا جائے کہ اگر ان سے کاٹا جائے کہ ان کو ان کی جگہ سے ہٹا دو اور تم اس زمانے میں روئے زمین کے حاکم ہو جاؤ اور اس خزانہ کی حفاظت کرنے والے ہو گے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث حسن ہے[2] یا پھر حدیث صحیح ہے[3] اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

5/973 الكافى ،۱/۲۵/۲۱/۱ الاثنان عن الوشاء عن المثنى الحناط عن قتيبة الأعشى عن ابن أبي يعفور عَنْ مَوْلًى لِبَنِي شَيْبَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا قَامَ قَائِمُنَا وَضَعَ اَللَّهُ يَدَهُ عَلَى رُءُوسِ اَلْعِبَادِ فَجَمَعَ بِهَا عُقُولَهُمْ وَ كَمَلَتْ بِهِ أَحْلاَمُهُمْ.

(ترجمہ) (حدیث نمبر ۲۵ کے تحت اس کا ترجمہ گزر چکا ہے)

بیان:

﴿قد مضى هذا الحديث مع بيان له في باب العقل و الجهل﴾

یہ حدیث پہلے بھی اپنے بیان کے ساتھ باب العقل والجہل میں گزر چکی ہے۔

تحقیق اسناد:

تحقیق اسناد کے لیے حدیث نمبر ۲۵ کی طرف رجوع کیجیے۔

6/974 الكافى ،۴۸۷/۳۱۳/۸ الثلاثة عن بزرج عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِ اَللَّهِ عَزَّ وَ جَلَ: (فَاسْتَبِقُوا اَلْخَيْرٰاتِ أَيْنَ مٰا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اَللّٰهُ جَمِيعاً) قَالَ اَلْخَيْرَاتُ اَلْوَلاَيَةُ وَ قَوْلُهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى (أَيْنَ مٰا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اَللّٰهُ جَمِيعاً) يَعْنِي

---

[1] الخرائج والجرائح: ۲/۸۳۹؛ مختصر البصائر: ۳۱۹؛ بحار الانوار: ۵۲/۳۳۵؛ مسند الامام الباقرؑ: ۵/۴۶۳؛ بشارۃ الاسلام: ۳۲۱

[2] مراۃ العقول: ۲۶/۳۲۲

[3] الرسائل الاعتقادیہ: ۱/۲۱۹

أَصْحَابَ اَلْقَائِمِ اَلثَّلاَثَمِائَةِ وَ اَلْبِضْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً قَالَ وَ هُمْ وَ اَللَّهِ اَلْأُمَّةُ اَلْمَعْدُودَةُ قَالَ يَجْتَمِعُونَ وَاَللَّهِ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ قَزَعٌ كَقَزَعِ اَلْخَرِيفِ.

ترجمہ: ابو خالد سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے خدا کے اس قول کے متعلق: ''تم نیکیاں کرنے میں سبقت کرو تم جہاں کہیں بھی ہو خدا تم سب کو لے آئے گا۔ (بقرہ:۱۴۹)'' سوال کیا آپؑ نے فرمایا: نیکیوں سے مراد ولایت (اہل بیت علیہم السلام) ہے اور خدا کے: ''تم جہاں بھی ہو تم سب کو جمع کر دے گا'' سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کے اصحاب ہیں جو تین سو دس (۳۱۰) سے کچھ اوپر ہوں گے۔ پھر فرمایا: اور خدا کی قسم! یہ ایک گنا ہوا گروہ ہے۔ پھر فرمایا: یہ ایک ساعت میں اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے فصل خریف کے بادلوں کے ٹکڑے (جمع ہو جاتے ہیں)۔ [1]

بیان:

﴿القزع قطع السحاب روى الشيخ الصدوق رحمه الله في إكمال الدين بإسناده عن أبي خالد الكابلي عن سيد العابدين علي بن الحسين ع قال المفقودون عن فرشهم ثلاثمائة و ثلاثة عشر رجلا عدة أهل بدر فيصبحون بمكة و هو قول الله عز و جل أَيْنَ ما تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيعاً و هم أصحاب القائم ص و بإسناده عن المفضل بن عمر قال قال أبو عبد الله ع لقد نزلت هذه الآية في المفتقدين من أصحاب القائم ص قوله عز و جل أَيْنَ ما تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيعاً إنهم لمفتقدون من فرشهم ليلا فيصبحون بمكة و بعضهم يسير في السحاب نعرف اسمه و اسم أبيه و حليته و نسبه قال فقلت جعلت فداك أيهم أعظم إيمانا قال الذي يسير في السحاب نهارا و بإسناده عن أبان بن تغلب قال قال أبو عبد الله ع سيأتي في مسجدكم ثلاثمائة و ثلاثة عشر رجلا يعني مسجد مكة يعلم أهل مكة أنه لم يلدهم آباؤهم و لا أجدادهم عليهم السيوف مكتوب على كل سيف كلمة تفتح ألف كلمة فيبعث الله تبارك و تعالى ريحا فينادي بكل واد هذا المهدي يقضي بقضاء داود و سليمان ص لا يريد عليه بينة و في بعض الأخبار أنهم أصحاب الألوية و هم حكام الله في أرضه على خلقه﴾

''القزع''

شیخ صدوق نے کمال الدین میں اپنی اسناد کے ذریعہ ابو خالد کابلی سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے امام سیّد العابدین علی بن الحسین علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: اہل بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیراں ایسے لوگ

[1] بحار الانوار: ۵۲/ ۲۸۸؛ تفسیر کنز الدقائق: ۲/ ۱۹۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/ ۱۳۹ و ۲/ ۳۴۱؛ تفسیر البرہان: ۱/ ۳۴۹ و ۲/ ۶۸۶ و ۳/ ۸۴؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۶۴؛ غرر الاخبار: ۱۸۰/ الحجہ: ۸۰ و ۱۹۲؛ منتخب الاثر: ۳/ ۱۴۸؛ تفسیر الصافی: ۲/ ۴۳۳

ہوں گے جن کوان کے بستروں سے لا پتہ پایا جائے گا اور وہ مکہ میں صبح کریں گے لہٰذا تعالیٰ نے اس فرمان کامفہوم یہی ہے۔

اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا ۔

تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تمھیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔(سورۃ البقرۃ:۱۴۸)۔''

ان لوگوں سے مراد امام قائم آل محمدؑ کے اصحاب ہیں۔انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ مفضل بن عمرو سے روایت کی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: یہ آیت امام قائم آلِ محمدؑ کے ان اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی جن کو لا پتہ پایا جائے گا جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا ۔

تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ تمھیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔(سورۃ البقرۃ:۱۴۸)۔''

بیشک ان کو رات کے وقت ان کے بستروں سے لا پتہ پایا جائے گا اور وہ صبح مکہ میں کریں گے اور ان میں بعض ایسے ہوں جو بادلوں پر سوار ہوں گے اور وہ بادل ان کے نام، ان کے باپ کا نام، ان کا حلیہ اور حسب ونسب پہنچانتے ہوں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں ان میں سے ایمان کے لحاظ سے افضل کون ہو گا؟ امامؑ نے فرمایا: وہ جو دن کے وقت بادلوں پر سوار ہوں گے۔انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ ابان بن تغلب سے روایت نقل کی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا: عنقریب تمھاری مسجد میں تین سو تیراں اشخاص آئیں گے یعنی مکہ مکرمہ کی مسجد میں، اہل مکہ کو یہ علم ہو گا کہ ان کے آباؤ اجداد نے ان کو جنا نہیں ہے۔ ان کے پاس تلواریں ہوں گی اور ہر ایک تلوار پر ایک کلمہ لکھا ہوا ہو گا جو ایک ہزار کلمہ کو کھول دے گا پس اللہ تعالیٰ ہوا کو مبعوث کرے گا تو وہ ہر ایک وادی میں جا کہ نداء دے گی یہ امام مہدیؑ میں جو جناب داؤدؑ اور جناب سلیمانؑ کی طرح فیصلے کریں گے اور ان کو گواہوں کی ضرورت نہ پڑے گی۔

بعض اخبار میں وارد ہوا ہے کہ وہ اصحاب اختیار رکھتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف حاکم میں ان کی زمین میں تمام مخلوقات پر۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن یا موثق ہے [1]

[1] مراۃ العقول:۲۶/۱۳ ۴؛البضاعۃ المزجاۃ:۴/۷۶

7/975 الكافى،۸/۲۹۵/۴۵۱ محمد عن أحمد عن ابن فضال عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُيَسِّرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: يَا مُيَسِّرُ كَمْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ قِرْقِيسَا قُلْتُ هِيَ قَرِيبٌ عَلَى شَاطِئِ اَلْفُرَاتِ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ بِهَا وَقْعَةٌ لَمْ يَكُنْ مِثْلُهَا مُنْذُ خَلَقَ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضَ وَ لاَ يَكُونُ مِثْلُهَا مَا دَامَتِ اَلسَّمَاوَاتُ وَ اَلْأَرْضُ مَأْدُبَةٌ لِلطَّيْرِ تَشْبَعُ مِنْهَا سِبَاعُ اَلْأَرْضِ وَ طُيُورُ اَلسَّمَاءِ يُهْلَكُ فِيهَا قَيْسٌ وَ لاَ يَدَّعِي لَهَا دَاعِيَةٌ قَالَ وَ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ وَ زَادَ فِيهِ وَ يُنَادِي مُنَادٍ هَلُمُّوا إِلَى لُحُومِ اَلْجَبَّارِينَ.

(ترجمہ) میسر سے روایت ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے میسر تمہارے اور قرقیسا کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ میں نے عرض کیا یہ جگہ تو ہمارے نزدیک ہے اور شط فرات کے کنارے پر ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جان لو کہ جلد ہی ایک اور واقع اس جگہ پر ہوگا اور اس دن سے کہ جب سے اللہ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اس کی مانند نہیں ہوا ہے اور جب تک آسمان اور زمین باقی ہے اس کے مثل نہ ہوگا اس مقام پر خون مہمانوں پرندوں کا ہوگا زمین کے درندے اور ہوا میں پرندے (اس سے) سیر ہوں گے۔ قیس (جو کہ قبیلہ بنی اسد سے ہے) اس جگہ پر ہلاک ہوگا اور بلانے والا کوئی نہ ہوگا اور چند دیگر اصحاب نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے اور انھوں نے آخر میں کہا ہے کہ امامؑ نے یہ جملہ بھی فرمایا کہ منادی ندا کرے گا کہ آؤ اس گوشت کے پاس جو سرکشوں کا ہے [1]

بیان:

﴿الواقعة الغزوة و المأدبة الطعام الذى يصنع لدعوة أو عرس و قيس اسم قبيلة﴾

''الوقعه'' اس سے مراد غزوہ ہے۔ ''المادبه'' اس سے مراد وہ کھانا ہے جو کسی دعوت کے لیے یا شادی کے لیے بنایا جائے اور ''قیس'' ایک قبیلہ کا نام ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث حسن علی الاظہر ہے [2] اور میرے نزدیک بھی حدیث حسن ہے (واللہ اعلم)

8/976 الكافى،۸/۱۶۷/۱۸۵ سهل عن السراد عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: كَأَنِّي بِالْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ عَلَى مِنْبَرِ اَلْكُوفَةِ عَلَيْهِ قَبَاءٌ فَيُخْرِجُ مِنْ وَرَيَانِ قَبَائِهِ كِتَاباً مَخْتُوماً بِخَاتَمٍ مِنْ ذَهَبٍ فَيَفُكُّهُ فَيَقْرَؤُهُ عَلَى اَلنَّاسِ فَيُجْفِلُونَ عَنْهُ إِجْفَالَ اَلْغَنَمِ فَلَمْ يَبْقَ

[1] بشارۃ الاسلام:۱۴۵؛ مسند الامام الباقرؑ:۱/۴۹۸

[2] مراۃ العقول:۲۶/۳۲۵

إِلاَّ اَلنُّقَبَاءُ فَيَتَكَلَّمُ بِكَلاَمٍ فَلاَ يَلْحَقُونَ مَلْجَأً حَتَّى يَرْجِعُوا إِلَيْهِ وَإِنِّي لَأَعْرِفُ اَلْكَلاَمَ اَلَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ.

ترجمہ: سردا سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: گویا میں حضرت قائم علیہ السلام کو منبر کوفہ پر بیٹھا ہوا دیکھتا ہوں کہ وہ قبا اوڑھے ہیں اور اپنی قبا کی جیب میں (یا اس کے نیچے) وہ خط جو سونے سے مہر کیا گیا ہے باہر لائے ہیں اور اس مہر کو توڑ دیا ہے اور اس خط کو لوگوں کے سامنے پڑھ رہے ہیں اور اس مضمون کا اثر لوگوں پر ایسا ہے جیسا کہ گلہ گوسفندوں کو پتھر مار کر گھیرا جاتا ہے اور وہ دور سے پراگندہ ہو جاتے ہیں اور کوئی بھی سوائے سر دستہ اپنی جگہ پر نہیں رہتا پس دوسری بات زباں پر لائیں گے اور فرار ہونے والے لوگ جن کی کوئی پناہ گاہ نہ ہوگی آنحضرت علیہ السلام کی طرف واپس آئیں گے اور بے شک ہم ابھی بھی اس بات کو جانتے ہیں کہ وہ جو اپنی زبان سے بیان کریں گے۔ [1]

بیان:

﴿و ريان القباء باطنه فيجفلون بالجيم و الفاء ينقلعون فيمضون سريعا و في بعض الأخبار فلا يبقى منهم إلا الوزير و أحد عشر نقيبا كما بقوا مع موسى بن عمران ع فيجولون في الأرض و لا يجدون عنه مذهبا فيرجعون إليه فو الله إني لأعرف الكلام الذي يقوله لهم فيكفرون به رواه الصدوق رحمه الله في إكماله﴾

''ريان القباء'' اس سے مراد گنبد کا اندرونی حصّہ ہے۔ ''منيجفلون'' ''جیم'' اور ''فاء'' کے ساتھ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو جلدی جلدی نکالا جائے گا۔

بعض اخبار میں ہے کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا مگر وزیر اور بارہ نقیب جیسا کہ حضرت موسیٰؑ بن عمرانؑ کے نقیب باقی رہ گئے تھے، پس وہ زمین میں چکر لگائیں گے اور اس کے بارے میں کسی مذہب کو نہ پائیں گے لہٰذا وہ اس کی طرف لوٹیں گے۔

خدا کی قسم! میں اس کلام کو نہیں پہچانتا کہ جس کے ذریعہ وہ ان سے کلام کریں گے اور وہ اس کا انکار کریں گے۔

یہ وہ روایت ہے جس کو شیخ صدوق نے اپنی کتاب ''اکمال الدین'' میں نقل کی ہے۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث مرسل ہے (واللہ اعلم)

---

[1] مختصر البصائر: ۲۰۳؛ الخرائج والجرائح: ۲/ ۸۴۰؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۶۴؛ بحار الانوار: ۵۲/ ۳۳۶؛ منتخب الانوار: ۲۰۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۵/ ۴۷؛ درر الاخبار: ۴۰۴

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۶؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۵۰۸

9/977 الکافی،۸/۳۹۶/۵۹۷ الاثنان عن الوشاء عن أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ إِنَّكُمْ أَهْلُ بَيْتِ رَحْمَةٍ اِخْتَصَّكُمُ اَللَّهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى بِهَا فَقَالَ لَهُ كَذَلِكَ نَحْنُ وَ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ لاَ نُدْخِلُ أَحَداً فِي ضَلاَلَةٍ وَ لاَ نُخْرِجُهُ مِنْ هُدًى إِنَّ اَلدُّنْيَا لاَ تَذْهَبُ حَتَّى يَبْعَثَ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ رَجُلاً مِنَّا أَهْلَ اَلْبَيْتِ يَعْمَلُ بِكِتَابِ اَللَّهِ لاَ يَرَى فِيكُمْ مُنْكَراً إِلاَّ أَنْكَرَهُ.

(ترجمہ) احمد بن عمر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے جواب میں فرمایا: تم رحمت کا خاندان ہو کہ خدا نے تمہیں اس سے مخصوص کیا ہے ہم اس طرح ہیں اور حمد خدا کی (اس نعمت پر) کہ ہم سے کسی ایک کو بھی گمراہی میں نہیں ڈالا اور راہ راست سے الگ نہ کیا بے شک دنیا آخر کو نہ پہنچے گی۔ یہاں تک کہ خدا ہمارے خاندان سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا کہ خدا کی کتاب پر عمل کرو اور تمہارے درمیان برے عمل نہیں دیکھتا سوائے اس کے کہ جو آگے بڑھ کر عمل کرتا ہے۔[1]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [2] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ بن محمد ثقہ جلیل ثابت ہے (واللہ اعلم)

10/978 الکافی،۸/۲۰۶/۲۵۰ العدۃ عن سہل عن ابن شمون عن الأصم عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ اَلْبَطَلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (وَ قَضَيْنٰا إِلىٰ بَنِي إِسْرٰائِيلَ فِي اَلْكِتٰابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي اَلْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ) قَالَ قَتْلُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ طَعْنُ اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : (وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيراً) قَالَ قَتْلُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ (فَإِذٰا جٰاءَ وَعْدُ أُولاٰهُمٰا) فَإِذَا جَاءَ نَصْرُ دَمِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ (بَعَثْنٰا عَلَيْكُمْ عِبٰاداً لَنٰا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجٰاسُوا خِلاٰلَ اَلدِّيٰارِ) قَوْمٌ يَبْعَثُهُمُ اَللَّهُ قَبْلَ خُرُوجِ اَلْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَلاَ يَدَعُونَ وَتْراً لِآلِ مُحَمَّدٍ إِلاَّ قَتَلُوهُ (وَ كٰانَ وَعْداً مَفْعُولاً) خُرُوجُ اَلْقَائِمِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ (ثُمَّ رَدَدْنٰا لَكُمُ اَلْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ) خُرُوجُ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فِي سَبْعِينَ مِنْ أَصْحَابِهِ عَلَيْهِمُ اَلْبَيْضُ اَلْمُذَهَّبُ

---

[1] بحار الانوار: ۵۲/ ۳۵۲؛ اثبات الہداۃ: ۵/ ۶۳؛ مسند الامام الصادق: ۳/ ۴۴۸؛ مکیال المکارم: ۱/ ۱۰۴؛ العبقری الحسان: ۴/ ۸۰۳؛ بشارۃ الاسلام: ۳۱۱؛ مسند سہل بن زیاد: ۵/ ۴۵۷

[2] مراۃ العقول: ۲۶/ ۳۶؛ البضاعۃ المزجاۃ: ۲/ ۵۰۸

لِكُلِّ بَيْضَةٍ وَجْهَانِ اَلْمُؤَدُّونَ إِلَى اَلنَّاسِ أَنَّ هَذَا اَلْحُسَيْنَ قَدْ خَرَجَ حَتَّى لاَ يَشُكَّ اَلْمُؤْمِنُونَ فِيهِ وَأَنَّهُ لَيْسَ بِدَجَّالٍ وَلاَ شَيْطَانٍ وَاَلْحُجَّةُ اَلْقَائِمُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ فَإِذَا اِسْتَقَرَّتِ اَلْمَعْرِفَةُ فِي قُلُوبِ اَلْمُؤْمِنِينَ أَنَّهُ اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ جَاءَ اَلْحُجَّةَ اَلْمَوْتُ فَيَكُونُ اَلَّذِي يُغَسِّلُهُ وَيُكَفِّنُهُ وَيُحَنِّطُهُ وَيَلْحَدُهُ فِي حُفْرَتِهِ اَلْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَلاَ يَلِي اَلْوَصِيَّ إِلاَّ اَلْوَصِيُّ.

ترجمہ: عبداللہ بن قاسم بطل سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں ''اور ہم نے اسی کتاب میں بنی اسرائیل کی یہ خبر دے دی تھی (فیصلہ کر دیا تھا کہ تم ضرور بالضرور زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے'' (بنی اسرائیل: ۴)۔ (اس روز سے خدا کی سنت تبدیل نہ ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہر وہ کام جو بنی اسرائیل میں واقع ہوا ہے بے کم وکاست اس امت میں بھی اس کی مانند واقع ہوگا یہ تاویل اس آیت کی اس امت کی ہے) علی علیہ السلام ابن ابی طالب علیہ السلام کا قتل اور دوسرا حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام کو نیزہ مارنا ہے۔ اس کے بعد فرماتا ہے (وَلَتَعْلُنَّ عَلُوًّا كَبِيرًا) اور تم ضرور بڑی سرکشی کرو گے اس سے مراد حسین علیہ السلام کا قتل ہے۔ پھر فرماتا ہے (فَإِذا جاءَ وَعْدُ اولیھما) پھر جب کہ ان دونوں میں سے پہلے وعدہ کا موقع آیا یعنی حسین علیہ السلام کے خون کے خواہاں کا وقت آیا۔

''پھر جب ان دونوں میں سے پہلے وعدے کا وقت آ گیا تو ہم نے تم پر مسلط کر دیے اپنے سخت جنگجو بندے تو وہ تمہاری آبادیوں میں گھس گئے، اور (یوں ہمارا) جو وعدہ تھا وہ پورا ہو کر رہا۔ (سورہ: الاسراء: ۵)''

ہم نے تمہارے برخلاف اپنی قوت والے بندے بھیج دیئے فرمایا اس سے وہ لوگ مراد ہیں کہ خدا ان کو قائم آل محمد علیہ السلام کا ''پھر ہم نے تم کو ان پر غلبہ دیا۔ (بنی اسرائیل: ٦)'' یعنی آنا حسین علیہ السلام کا اپنے ستر اصحاب کے ساتھ (زمانہ رجعت میں) کہ اپنا گلہ دوسروں والا سر پر رکھے ہوں گے اور لوگوں کو پہنچائیں گے وہ یہ ہے کہ اس کا آنا اس مقام پر کہ اس میں مومنین ہرگز شک وتردد نہیں کرتے اور جان لو کہ وہ دجال اور شیطان نہیں ہے اور حضرت حجت قائم علیہ السلام ابھی بھی ان کے درمیان موجود ہیں اور جب اچھی طرح حسین علیہ السلام کے بارے میں معرفت لوگوں کے دلوں میں پیداہ وجائے گی تو اس وقت حضرت حجت امام مہدی علیہ السلام کو موت آ جائے گی اور وہ شخص کو جوان کو غسل دے گا اور کفن وحنوط کرے گا اور دفن کرے گا وہ یہی حسین علیہ السلام بن علی علیہ السلام ہوں گے اور کوئی شخص دفن وکفن میں سوائے ان کے وصی کے اور امام علیہ السلام کے نہیں ہو سکتا۔ [1]

---

[1] مختصر البصائر: ۱۶۴؛ تاویل الآیات: ۱۷۲؛ تفسیر العیاشی: ۲/۲۸۱؛ بحارالانوار: ۵۱/۵٦ و ۵۳/۹۳؛ تفسیر البرہان: ۲/۵۰۲ و ۵۰۵؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/٦۰ ۳؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۱۳۸؛ عوالم العلوم: ۱۷/٦۱۰؛ مسند الامام الصادقؑ: ۷/۲۲٦؛ المحجہ: ۱۳۰

بیان:

﴿لعله إنما سمى دم الحسين ع بالأولى مع تأخره عن الأوليين لكونه أعظم منهما فكان له التقدم بالرتبة فالبارز فى أولاهما يرجع إلى الإفساد و العلو و التأنيث باعتبار الفعلتين و الجوس طلب الشىء بالاستقصاء و التردد خلال الدور و البيوت و الوتر بالكسر الجناية التى يجنيها [1] الرجل على غيره من قتل أو نهب أو سبى و منه الموتور لمن قتل له قتيل فلم يدرك بدمه و هذا الخبر صريح فى وقوع الرجعة التى ذهب إليه أصحابنا رضى الله عنهم قال شيخنا المتقدم أبو على الطبرسى رحمه الله فى مجمع البيان قد تظاهرت الأخبار عن أئمة الهدى من آل محمد ع فى أن الله تعالى سيعيد عند قيام المهدى قوما ممن تقدم موتهم من أوليائه و شيعته ليفوزوا بثواب نصرته و معونته و يبتهجوا بظهور دولته و يعيد أيضا قوما من أعدائه لينتقم منهم و ينالوا بعض ما يستحقونه من العقاب فى القتل على أيدى شيعته أو الذل و الخزى بما يشاهدون من علو كلمته و لا يشك عاقل أن هذا مقدور لله غير مستحيل فى نفسه و قد فعل الله ذلك فى الأمم الخالية و نطق القرآن بذلك فى عدة مواضع مثل قصة عزير و غيره على ما فسرنا فى موضعه و صح عن النبى ص قوله سيكون فى أمتى كل ما كان فى بنى إسرائيل حذو النعل بالنعل و القذة بالقذة حتى لو أن أحدهم دخل فى جحر ضب لدخلتموه انتهى كلامه روى على بن إبراهيم بن هاشم رحمه الله فى تفسيره عن أبيه عن ابن أبى عمير عن أبى بصير عن أبى عبد الله ع قال انتهى رسول الله ص إلى أمير المؤمنين ع و هو نائم فى المسجد قد جمع رملا و وضع رأسه عليه فحركه برجله ثم قال له قم يا دابة فقال الرجل من أصحابه يا رسول الله أيسمى بعضنا بعضا بهذا الاسم فقال لا و الله ما هو إلا له خاصة و هو الدابة التى ذكرها الله فى كتابه وَ إِذا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كانُوا بِآياتِنا لا يُوقِنُونَ ثم قال يا على إذا كان آخر الزمان أخرجك الله فى أحسن صورة و معك ميسم تسم به أعداءك فقال الرجل لأبى عبد الله ع إن العامة يقولون هذه الدابة إنما تكلمهم فقال أبو عبد الله ع كلمهم الله عز و جل فى نار جهنم إنما هو تكلمهم من الكلام و الدليل على أن هذا فى الرجعة قوله وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجاً مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآياتِنا فَهُمْ يُوزَعُونَ حَتَّى إِذا جاؤُ قالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآياتِي وَ لَمْ تُحِيطُوا بِها عِلْماً أَمَّا ذا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ قال الآيات أمير المؤمنين و الأئمة ع فقال الرجل لأبى عبد الله ع إن العامة تزعم أن قوله يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجاً عنى فى القيامة فقال أبو عبد الله ع يحشر الله يوم القيامة من كل أمة فوجا و يدع الباقين لا و لكنه فى الرجعة و أما آية القيامة وَ حَشَرْناهُمْ فَلَمْ نُغادِرْ مِنْهُمْ أَحَداً و روى أيضا عن أبيه عن ابن أبى عمير عن المفضل عن أبى عبد الله ع فى قوله وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجاً قال ليس أحد من المؤمنين قتل إلا يرجع حتى يموت و لا يرجع إلا من محض الإيمان محضا و محض الكفر محضا

و قد صنف الحسن بن سليمان الحلي تلميذ شيخنا الشهيد طاب ثراهما كتابا في فضائل أهل البيت ع أورد فيه أخبارا كثيرة في إثبات الرجعة و تفاصيل أحوالها و ذكر فيه أن الدابة أمير المؤمنين ع في أخبار كثيرة متوافقة المعاني و نقل أكثرها من كتاب سعد بن عبد الله المسمى بمختصر البصائر و لنورد هاهنا من كتابه حديثا واحدا و من أراد سائرها فليرجع إليه و هو ما رواه عن سعد عن أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن بن محبوب عن الحسين بن علوان عن محمد بن داود العبدي عن الأصبغ بن نباتة أن عبد الله بن الكواء اليشكري قام إلى أمير المؤمنين ع فقال يا أمير المؤمنين إن أناسا من أصحابك يزعمون أنهم يردون بعد الموت فقال أمير المؤمنين ع نعم تكلم بما سمعت و لا تزد في الكلام مما قلت لهم قال قلت لا أومن بشيء مما قلتم فقال له أمير المؤمنين ع ويلك إن الله عز و جل ابتلى قوما بما كان من ذنوبهم فأماتهم قبل آجالهم التي سميت لهم ثم ردهم إلى الدنيا ليستوفوا أرزاقهم ثم أماتهم بعد ذلك قال فكبر على ابن الكواء و لم يهتد له فقال له أمير المؤمنين ع ويلك تعلم أن الله عز و جل قال في كتابه وَ اخْتارَ مُوسى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقاتِنا فانطلق بهم معه ليشهدوا له إذا رجعوا عند الملإ من بني إسرائيل أن ربي قد كلمني فلو أنهم سلموا ذلك له و صدقوا به لكان خيرا لهم و لكنهم قالوا لموسى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً قال الله عز و جل فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ يعني الموت وَ أَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ثُمَّ بَعَثْناكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ أفترى يا ابن الكواء أن هؤلاء قد رجعوا إلى منازلهم بعد ما ماتوا فقال ابن الكواء و ما ذلك ثم أماتهم مكانهم فقال له أمير المؤمنين ويلك أ و ليس قد أخبرك في كتابه حيث يقول وَ ظَلَّلْنا عَلَيْكُمُ الْغَمامَ وَ أَنْزَلْنا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوى فهذا بعد الموت إذ بعثهم و أيضا مثلهم يا ابن الكواء الملأ من بني إسرائيل حيث يقول الله عز و جل أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيارِهِمْ وَ هُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْياهُمْ و قوله عز و جل في عزير حيث أخبر الله عز و جل۔ فقال أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلى قَرْيَةٍ وَ هِيَ خاوِيَةٌ عَلى عُرُوشِها فقال أَنَّى يُحْيِي هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِها فَأَماتَهُ اللّٰهُ و أخذه بذلك الذنب مِائَةَ عامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ و رده إلى الدنيا فقال كَمْ لَبِثْتَ فقال لَبِثْتُ يَوْماً أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عامٍ فلا تشكن يا ابن الكواء في قدرة الله عز و جل ﴾

شاید اس کو دم الحسین علیہ السلام (خون امام حسین علیہ السلام) کا نام اس لیے دیا گیا ہو کہ وہ ان پہلے دو میں سے بڑا تھا اس لیے کہ ان کو درجہ میں فوقیت حاصل تھی دوسرے پر وہ آدمی ہے جو قتل کرے، لوٹے یا اسیر کرے اور اس میں سے وہ ہے جو قتل کیا جائے اس کے لیے ایک مقتول مارا گیا ہو اور اسے اس خون کا احساس نہ ہو۔

یہ خبر رجعت کے واقع ہونے میں صریح ہے جس کی طرف ہمارے اصحاب کے رجحان ہے۔

ہمارے شیخ مقدم ابوعلی طبرسی نے اپنی کتاب مجمع البیان میں بیان کیا ہے کہ آلِ محمد میں آئمہ ہدیٰ سے مروی اخبار سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ عنقریب امام مہدی علیہ السلام کے شیعوں اور موالیوں کی ایک جماعت کو ان کے قیام کی طرف واپس پلٹائے گا تاکہ وہ امامؑ کی نصرت اور ان سے تعاون کر کے ثواب کی کامیابی حاصل کریں اور امامؑ کے دشمنوں کو بھی واپس پلٹائے گا تاکہ وہ ان سے انتقام لیں اور ان میں سے بعض کو وہ پکڑیں گے جو عذاب کے مستحق ہوں گے اور ان کے شیعہ ان کو قتل کریں گے اور یہ وہ چیز ہے جس کو قرآن مجید میں متعدد آیات میں بیان کیا گیا ہے مثلاً جناب عزیزؑ کے قصہ کو بیان کرتے ہوئے جس کی ہم نے اس کے مقام پر وضاحت کی ہے۔ رسول خداؐ سے صحیح اسنہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں یہ وہ چیز ہوگی جو بنی اسرئیل میں پہلے ہو چکی ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی شخص کسی گوہ کے بل میں بھی چھپے گا تو تم وہاں داخل ہو جاؤ گے۔ حضرت علامہ علی بن ابرہیم بن ہاشم القمی نے اپنی تفسیر میں اپنے والد سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے روایت کی ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے اور وہ مسجد میں ریت کو جمع کر کے اس پر اپنا سر رکھ کر سوئے ہوئے تھے اور آپؐ نے ان کو حرکت دی اور فرمایا: کھڑے جایئے اے دابہ۔

آپؐ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم ایک دوسرے کو اس نام سے پکارنا شروع کر دیں۔

آپؐ نے فرمایا: نہیں! خدا کی قسم! یہ نام سوائے ان کے اور کسی کے لیے خاص نہیں ہے اور یہ وہ دابہ ہیں کہ جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے:

وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ○

''اور جب ان پر بات واقع ہو جائے گی ہم ان کے لیے زمین میں سے ایک دابہ نکالیں گے وہ ان سے باتیں کرے گا کیونکہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں کیا کرتے تھے۔ (النمل: ۸۲)۔''

اس کے بعد فرمایا: یا علی علیہ السلام! جب آخری زمانہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ آپؐ کو ایک حسین وجمیل صورت میں نکالے گا اور آپؐ کے ساتھ ایک میسر (یعنی مُہر) ہوگا جس کے ذریعہ آپؑ اپنے دشمنوں کو نشان لگائیں گے۔

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: عامہ لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ دابہ لوگوں سے کلام کرے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان سے نار جہنم میں کلام کرے گا، ہر حال! اس کا لوگوں کے ساتھ کلام کرنا

اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ رجعت میں ہوگا جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ○ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ○

''اور اس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایسے گروہ کو محشور کریں گے جو ہماری نشانیوں کو جھٹلاتا ہے پھر وہ ترتیب دیتے جائیں گے ○ یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے (تو اللہ تعالیٰ) فرمائے گا کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا حالانکہ تم نے علم سے ان کا احاطہ نہ کیا تھا۔ (النمل: ۸۳۔ ۸۴)۔''

امامؑ نے فرمایا: آیات سے مراد امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں۔

اس شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ۔ بیشک عامہ لوگ اس آیت (وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا) سے مراد قیامت کا دن سمجھتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: (کیا) اللہ تعالیٰ قیامت والے دن ہر امت سے ایک گروہ کو محشور کرے گا اور باقیوں کو ایسے ہی چھوڑ دے گا، حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس آیت کا تعلق رجعت سے ہے۔ بہرحال! قیامت کے بارے میں یہ والی آیت ہے:۔

وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا○

''اور ہم ان سب کو اکٹھا کرلیں گے پھر ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (سورۃ الکہف: ۴۷)۔''

انہی سے روایت کی گئی ہے اور انہوں نے روایت کی اپنے والد محترم سے اور انہوں نے ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے مفضل سے اور انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا○

''اور اس دن ہم ہر امت میں سے ایک گروہ کو محشور کریں گے۔ (سورۃ النمل: ۸۳)۔''

اس سے مراد یہ ہے کہ مومنین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو قتل کیا مگر یہ کہ اس کو پلٹایا جائے گا یہاں تک کہ اس کو موت آجائے اور کسی کی رجعت نہیں ہوگی مگر اس کی جو خالصۃً مومن ہوگا اور خالصۃً کافر ہوگا۔

علامہ حسن بن سلیمان حلی جو ہمارے شیخ شہید کے شاگرد ہیں، انہوں نے فضائل اہلبیتؑ کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی جس میں انہوں نے رجعت کے اثبات میں بہت ساری روایات وارد کی ہیں اور اس کے احوال کی تفصیل بیان کی ہے اور اس میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اکثر احادیث جو معانی کے ساتھ موافقت رکھتی

ہیں میں دابہ سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ذات اقدس کو لیا گیا ہے۔

ان روایات میں سے اکثر انہوں نے سعد بن عبداللہ کی کتاب ''مختصر البصائر الدرجات'' سے نقل کی ہیں اور ہم بھی یہاں پر انہی کی کتاب سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں لیکن جو شخص ان تمام روایات کو دیکھنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ وہ اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔

یہ وہ حدیث ہے جس کو انہوں نے نقل کیا سعد سے اور انہوں نے روایت کی احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے حسین بن علوان سے، انہوں نے محمد بن داؤد عبدی سے اور انہوں نے اصبغ بن نباتہ سے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ بیشک عبداللہ بن کوآء یشکری امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا امیر المومنین علیہ السلام! آپؑ کے اصحاب میں چند لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ لوگوں کو موت کے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے! تو نے جو کچھ سنا ہے اس کو بیان کر اور کلام میں کوئی اضافہ نہ کرنا، تم یہ بتاؤ کہ تم نے ان سے کیا کہا؟

اس نے عرض کیا: میں نے انہیں جواب دیا: تم لوگوں نے جو کچھ کیا ہے میں اسے تسلیم نہیں کرتا ہوں۔

اس وقت امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: وائے ہو تجھ پر! اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو آزمائش میں مبتلا کیا۔ ان کے گناہوں کے پاداش میں تو ان کی مذمت حیات جو مقرر کی گئی تھی اس سے پہلے ہی انہیں موت دے دی پھر انہیں دنیا میں پلٹایا تاکہ وہ اپنا رزق پورا کریں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں موت سے ہمکنار کیا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد علی بن کوآء نے تکبیر بلند لیکن ہدایت حاصل نہ کی۔

امیر المومنین علیہ السلام نے اس سے فرمایا: وائے ہو تجھ پر! کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَهٗ سَبۡعِيۡنَ رَجُلًا لِّمِيۡقَاتِنَا ۚ ○

''اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ہمارے مقررہ وقت کے لیے۔(۱۵۵)۔''

پس وہ انہیں لے چلے تاکہ جب وہ بنو اسرئیل کے سرداروں کے پاس واپس آئیں تو یہ گواہی دیں کے میرے ربّ نے مجھ سے گفتگو کی ہے بس اگر وہ تسلیم کرلیں اور اس کی تصدیق کردیں تو اس میں ان کے لیے بھلائی ہوگی لیکن انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهۡرَةً ○

''ہم ہرگز تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ظاہر بظاہر نہ دیکھ لیں۔(سورۃ البقرہ:۵۵)۔''

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

فَاَخَذَتۡكُمُ الصّٰعِقَةُ○

''پس تمھیں بجلی نے آ پکڑا۔(سورۃ البقرۃ:۵۵)۔''

یعنی موت نے۔

وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ○ثُمَّ بَعَثۡنٰكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَوۡتِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ○

''اورتم دیکھتے تھے○ پھر ہم نے تمھارے مرنے کے بعد تمھیں زندہ کرکے اٹھایا تاکہ تم شکر کرو''○

اے ابن الکواء! کیاتم نے دیکھا کہ وہ لوگ مرنے کے بعد اپنے اپنے گھروں میں واپس آ گئے۔

ابن الکواء نے عرض کیا: اور پھر کیا ہوا؟

پھر انہیں ان کے گھروں میں ہی موت دے دی۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: وائے ہو تجھ پر! کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تجھے خبر نہیں دی ہے کہ اس نے ارشاد فرمایا:

وَظَلَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡغَمَامَ وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى○

''اورہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من وسلویٰ اتارا۔(سورۃ البقرۃ:۵۷)۔''

یہ موت کے بعد تھا جب انہیں دوبارہ زندہ کیا تھا اور ایسا ہی واقعہ ہے۔

اے ابن الکواء نبواسرائیل کے سرداروں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَهُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوۡتُوۡا۟ ثُمَّ اَحۡيَاهُمۡ۔

''(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کیا آپؐ نے ان کونہیں دیکھا جوموت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے تھے اور وہ کئی ہزار کی (تعداد میں) تھے پس ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ مرجاؤ اور وہ مرگئے پھر انہیں زندہ کیا۔(البقرۃ: ۲۴۳)''

اللہ تعالیٰ کوقول حضرتؑ کے بارے میں کہ جب اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں خبردی۔

اَوۡ كَالَّذِىۡ مَرَّ عَلٰى قَرۡيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا۟○

''یا مثل اس شخص کے جوایک گاؤں سے گزرا اور وہ گاؤں اپنے چھتوں پہ گرا ہوا تھا۔(سورۃ البقرۃ:۲۵۹)۔''

یا مثل اس شخص کے جوایک گاؤں سے گزرا اور وہ گاؤں اپنے چھتوں پر گرا ہوا تھا۔

انہوں نے تعجب سے کہا اللہ تعالیٰ اس بستی کو موت کے بعد کسی طرح زندہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے دی اور اس ترک اولیٰ پر سو سال اپنے ان کا مواخذہ کیا پھر انہیں دوبارہ دنیا میں لوٹا دیا اور سوال کیا کہ آپ کتنی دیر اس بستی میں ٹھہرے رہے تو جواب دیا۔

لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ - قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ ○

میں ایک دن ٹھہرا یا دن کا کچھ حصہ، فرمایا بلکہ تم سو سال پڑے رہے ہو۔ (سورۃ البقرۃ:۲۵۹)

اے ابن الکواء! تم اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک نہ کرو۔

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۱]

11/979 التهذيب، ۴/۳۳۳/۱۰۴۴ أحمد عن علي بن الحكم عن علي عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ: يَخْرُجُ اَلْقَائِمُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَوْمَ اَلسَّبْتِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ اَلْيَوْمَ اَلَّذِي قُتِلَ فِيهِ اَلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ يَقْطَعُ أَيْدِيَ بَنِي شَيْبَةَ وَ يُعَلِّقُهَا فِي اَلْكَعْبَةِ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام یوم عاشورہ بروز ہفتہ خروج کریں گے اور یہ وہ دن ہے جس دن امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا گیا اور بنی شیبہ کے ہاتھ کاٹ کر اُن کو کعبہ میں لٹکا دیں گے۔ [۲]

بیان:

﴿و مما يناسب ذكره في هذا الباب الحديث المشهور المتفق عليه بين أهل الإسلام و هو قول النبي ص لم تنقض الأيام و الليالي حتى يبعث الله رجلا من أهل بيتي يواطئ اسمه اسمي يملؤها عدلا و قسطا كما ملئت ظلما و جورا و قوله ص لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد لطول الله ذلك اليوم حتى يبعث الله فيه رجلا من ولدي يواطئ اسمه اسمي يملؤها عدلا و قسطا كما ملئت ظلما و جورا و روى الشيخ الصدوق رحمه الله في كتاب إكمال الدين بإسناده إلى النبي ص في حديث أبي بن كعب الوارد في فضائل الأئمة و صفاتهم واحدا بعد واحد قال في آخره و إن الله جل و عز ركب في صلب الحسن يعني العسكري ع نطفة مباركة

---

[۱] مراۃ العقول:۲۶/۱۲۳

[۲] وسائل الشیعہ: ۱۳/۲۴۸ح ۱۷۶۶۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/۶۷؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۴/۴۵۲؛ مسند ابی بصیر: ۲/۲۱۹؛ مستدرک سفینۃ البحار: ۱۰/۵۱۴؛ تاریخ امام حسینؑ موسوی: ۴/۶۶۵ و ۲۳/۶۷۷

نامية زكية طيبة۔ طاهرة مطهرة يرضى بها كل مؤمن ممن أخذ الله ميثاقه في الولاية و يكفر بها كل جاحد فهو إمام تقي نقي بار مرضي هاد مهدي أول العدل و آخره يصدق الله عز و جل و يصدقه الله في قوله يخرج من تهامة حين تظهر الدلائل و العلامات و له بالطالقان كنوز لا ذهب و لا فضة إلا خيول مطهمة و رجال مسومة يجمع الله عز و جل من أقاصي البلدان على عدد أهل بدر ثلاثمائة و ثلاثة عشر رجلا معه صحيفة مختومة فيها عدد أصحابه بأسمائهم و أنسابهم و بلدانهم و صنائعهم و حلاهم۔ و كناهم كرارون مجدون في طاعته فقال له أبي و ما دلائله و علاماته يا رسول الله قال له علم إذا حان وقت خروجه انتشر ذلك العلم من نفسه۔ و أنطقه الله تبارك و تعالى فناداه العلم اخرج يا ولي الله و اقتل أعداء الله و هما رايتان و علامتان و له سيف مغمد فإذا حان وقت خروجه اقتلع ذلك السيف من غمده و أنطقه الله عز و جل فناداه السيف اخرج يا ولي الله فلا يحل لك أن تقعد عن أعداء الله فيخرج و يقتل أعداء الله حيث ثقفهم و يقيم حدود الله و يحكم بحكم الله يخرج جبرئيل عن يمينه و ميكائيل عن يساره و شعيب و صالح على مقدمه سوف تذكرون ما أقول لكم و أفوض أمري إلى الله عز و جل و لو بعد حين يا أبي طوبى لمن لقيه و طوبى لمن أحبه و طوبى لمن قال به ينجيهم الله من الهلكة بالإقرار به و برسول الله و بجميع الأئمة يفتح لهم الجنة مثلهم في الأرض كمثل المسك يسطع ريحه فلا يتغير أبدا و مثلهم في السماء كمثل القمر المنير الذي لا يطفى نوره أبدا قال أبي يا رسول الله كيف بيان حال هؤلاء الأئمة عن الله جل و عز قال إن الله تبارك و تعالى أنزل على اثني عشر خاتما و اثنتي عشرة صحيفة اسم كل إمام على خاتمه و صفته في صحيفته و بإسناده عن محمد بن مسلم قال سمعت أبا جعفر ع يقول القائم منا منصور بالرعب مؤيد بالنصر تطوى له الأرض و تظهر له الكنوز و يبلغ سلطانه المشرق و المغرب و يظهر الله عز و جل به دينه على الدين كله و لو كره المشركون فلا يبقى في الأرض خراب إلا عمر و ينزل روح الله عيسى بن مريم ع فيصلي خلفه۔ قال فقلت له يا ابن رسول الله متى يخرج قائمكم قال إذا شبه الرجال بالنساء و النساء بالرجال و اكتفى الرجال بالرجال و النساء بالنساء و ركب ذات الفروج السروج و قبلت شهادة الزور و ردت شهادة العدول۔ و استخف الناس بالدماء و ارتكاب الزنا و أكل الربا و اتقي الأشرار مخافة ألسنتهم۔ و خروج السفياني من الشام و اليماني من اليمن و خسف بالبيداء و قتل غلام من آل محمد بين الركن و المقام اسمه محمد بن الحسن النفس الزكية و جاءت صيحة من السماء بأن الحق فيه و في شيعته فعند ذلك خروج قائمنا فإذا خرج أسند ظهره إلى الكعبة و اجتمع إليه ثلاثمائة و ثلاثة عشر رجلا فأول ما ينطق به هذه الآية۔بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ [1] ثم يقول أنا بقية الله و حجته و خليفته عليكم۔ فلا يسلم عليه مسلم إلا قال السلام عليك يا بقية الله في أرضه فإذا اجتمع له العقد و هو

عشرة آلاف رجل خرج فلا يبقى فی الأرض معبود دون الله عز و جل من صنم و وثن و غيره إلا و وقعت فيه نار فاحترق و ذلك بعد غيبة طويلة ليعلم الله من يطيعه بالغيب و يؤمن به و بإسناده عن أبی الجارود عن أبی جعفر عن أبيه عن جده ع قال قال أمير المؤمنين ص علی المنبر يخرج رجل من ولدی فی آخر الزمان أبيض مشرب بحمرة مندحق البطن عريض الفخذين عظيم مشاش المنكبين بظهره شامتان شامة علی لون جلده و شامة علی شبه شامة النبی ص له اسمان اسم يخفی و اسم يعلن فأما الاسم الذی يخفی فأحمد و أما الاسم الذی يعلن فمحمد فإذا هز رأيته أضاء لها ما بين المشرق و المغرب و وضع يده علی رءوس العباد فلا يبقی مؤمن إلا صار قلبه أشد من زبر الحديد و أعطاه الله قوة أربعين رجلا و لا يبقی ميت إلا دخلت عليه تلك الفرحة فی قبره و هم يتزاورون فی قبورهم و يتباشرون بقيام القائم و بإسناده عن أبی الصلت الهروی قال قلت للرضا ع ما علامة القائم ص منكم إذا خرج فقال علامته أن يكون شيخ السن شاب المنظر حتی أن الناظر إليه ليحسبه ابن أربعين سنة أو دونها و إن من علاماته أن لا يهرم بمرور الأيام و الليالی عليه حتی يأتيه أجله و بإسناده عن عبد الله بن عجلان قال ذكرنا خروج القائم ص عند أبی عبد الله ع فقلت له كيف لنا بعلم ذلك فقال لنا يصبح أحدكم و تحت رأسه صحيفة عليها مكتوب طاعة معروفة و بإسناده عن أبی الجارود قال قال أبو جعفر ع إذا خرج القائم من مكة ينادی مناديه ألا لا يحملن أحد طعاما و لا شرابا و حمل معه حجر موسی بن عمران ع و هو وقر بعير و لا ينزل منزلا إلا انفجرت منه عيون فمن كان جائعا شبع و من كان ظمآنا روی و رويت دوابهم حتی ينزلوا النجف من ظهر الكوفة و فی كشف الغمة بإسناده عن أبی بصير عن أبی عبد الله ع قال لا يخرج القائم ع إلا فی وتر من السنين سنة إحدی أو ثلاث أو خمس أو سبع أو تسع و عنه ع قال ينادی باسم القائم ع فی ليلة ثلاث و عشرين و يقوم فی يوم عاشوراء و هو الذی قتل فيه الحسين ع لكأنی به فی يوم السبت العاشر من المحرم قائما بين الركن و المقام جبرئيل ع علی يمينه ينادی البيعة لله فيصير إليه شيعته من أطراف الأرض۔ تطوی لهم طيا حتی يبايعوه فيملأ الله به الأرض عدلا كما ملئت جورا و ظلما و عن أبی بكر الحضرمی عن أبی جعفر الباقر ع قال كأنی بالقائم علی نجف الكوفة قد سار إليها من مكة فی خمسة آلاف من الملائكة جبرئيل عن يمينه و ميكائيل عن شماله و المؤمنون بين يديه و هو يفرق الجنود فی البلاد و فی رواية المفضل بن عمر قال سمعت أبا عبد الله ع يقول إذا قام قائم آل محمد ع بنی فی ظهر الكوفة مسجدا له ألف باب و اتصلت بيوت أهل الكوفة بنهر كربلاء و عن عبد الله بن عمر قال قال النبی ص يخرج المهدی من قرية يقال لها كرعة و عن حذيفة قال قال رسول الله ص المهدی رجل من ولدی لونه لون عربی و جسمه جسم إسرائيلی علی خده الأيمن خال كأنه كوكب دری يملأ الأرض عدلا كما ملئت جورا يرضی فی

خلافته أهل الأرض و أهل السماء و الطير فی الجو و عن أبی سعيد الخدری قال قال رسول الله ص المهدی منا أجلی الجبين أقنی الأنف و فی رواية أخری المهدی منا أهل البيت رجل من أمتی أشم الأنف يملأ الأرض عدلا كما ملئت جورا و عن أبی أمامة الباهلی قال قال رسول الله ص المهدی من ولدی ابن أربعين سنة كان وجهه كوكب دری فی خده الأيمن خال أسود عليه عباءتان قطويتان كأنه من رجال بنی إسرائيل يستخرج الكنوز- و يفتح مدائن الشرك و عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله ص يخرج المهدی و علی رأسه غمامة فيها مناد ينادی هذا المهدی خليفة الله فاتبعوه- و فی رواية أخری و علی رأسه ملك ينادی هذا المهدی فاتبعوه و عن الريان بن الصلت قال قلت للرضا ع أنت صاحب هذا الأمر فقال صاحب هذا الأمر و لكنی لست الذی أملؤها عدلا كما ملئت جورا و كيف أكون ذلك علی ما تری من ضعف بدنی و إن القائم هو الذی إذا خرج فی سن الشيوخ و منظر الشباب كان قويا فی بدنه حتی لو مد يده إلی أعظم شجرة علی وجه الأرض لقلعها و لو صاح بين الجبال لتدكدكت صخورها يكون معه عصا موسی و خاتم سليمان ذاك الرابع من ولدی يغيبه الله فی ستره ما شاء ثم يظهر- فيملأ الأرض قسطا و عدلا كما ملئت جورا و ظلما كأنی بهم آنس ما كانوا إذ نودوا نداء يسمع من بعد كما يسمع من قرب يكون رحمة للمؤمنين و عذابا للكافرين و عن المفضل بن عمر قال سمعت أبا عبد الله ع يقول إذا أذن الله جل و عز للقائم فی الخروج صعد المنبر فدعا الناس إلی نفسه و ناشدهم الله و دعاهم إلی حقه و أن يسير فيهم بسنة رسول الله ص و يعمل فيهم بعمله فيبعث الله تعالی جبرئيل حتی يأتيه فينزل علی الحطيم يقول له أی شیء تدعو فيخبره القائم ع فيقول جبرئيل ع أنا أول من يبايعك ابسط يدك فيمسح علی يده و قد وافاه ثلاثمائة و بضعة عشر رجلا- فيبايعونه و يقيم بمكة حتی يتم أصحابه عشرة آلاف ثم يسير منها إلی المدينة و عن محمد بن عجلان عن أبی عبد الله ع قال إذا قام القائم دعا الناس إلی الإسلام جديدا و هداهم إلی أمر قد دثر فضل عنه الجمهور و إنما سمی القائم مهديا لأنه يهدی إلی أمر مضلول عنه و سمی بالقائم لقيامه بالحق و عن أبی بصير قال قال أبو عبد الله ع إذا قام القائم ع هدم المسجد الحرام حتی يرده إلی أساسه و حول المقام إلی الموضع الذی كان فيه و قطع أيدی بنی شيبة و علقها بالكعبة و كتب عليها سراق الكعبة و عن ابن المغيرة عن أبی عبد الله ع إذا قام القائم من آل محمد أقام خمسمائة من قريش فضرب أعناقهم ثم أقام خمسمائة فضرب أعناقهم ثم خمسمائة أخری حتی يفعل ذلك ست مرات قلت و يبلغ عدد هؤلاء هذا قال نعم منهم و من مواليهم و عن المفضل بن عمر عن أبی عبد الله ع قال يخرج القائم ع من ظهر الكوفة فی سبعة و عشرين رجلا خمسة عشر من قوم موسی الذين كانوا يهدون بالحق و به يعدلون و سبعة من أهل الكهف و يوشع بن نون و سلمان و أبا دجانة الأنصاری و المقداد و مالكا

الأشتر فيكونون بين يديه أنصارا و حكاما و عن المفضل بن عمر قال سمعت أبا عبد الله ع يقول إن قائمنا إذا قام أشرقت الأرض بنوره و استغنى العباد عن ضوء الشمس و ذهبت الظلمة و يعمر الرجل فی ملكه حتى يولد له ألف ولد ذكر لا يولد له فيهم أنثى تظهر الأرض كنوزها حتى يراها الناس على وجهها و يطلب الرجل منكم من يصله و يأخذ منه زكاته فلا يجد أحدا يقبل ذلك منه و استغنى الناس بما رزقهم الله من فضله و عن أبی سعيد الخدری عن النبی ص أنه قال يكون المهدی من أمتی إن قصر عمره فسبع سنين و إلا فثمان و إلا فتسع يتنعم أمتی فی زمانه نعيما لم يتنعموا مثله قط البر و الفاجر يرسل السماء عليهم مدرارا و لا تدخر الأرض شيئا من نباتها و روى عبد الكريم الخثعمی قال قلت لأبی عبد الله ع كم يملك القائم ع قال سبع سنين تطول له الأيام و الليالی حتى تكون السنة من سنيه مقدار عشر سنين من سنيكم فيكون سنو ملكه سبعين سنة من سنيكم هذه و إذا آن قيامه مطر الناس السماء- جمادى الآخرة و عشرة أيام من رجب مطرا لم تر الخلائق مثله فينبت الله به لحوم المؤمنين و أبدانهم فی قبورهم و كأنی أنظر إليهم مقبلين من جهته ينفضون شعورهم من التراب انتهى ما أردنا إيراده هاهنا من كتاب كشف الغمة لعلی بن عيسى الإربلی رحمه الله و لصاحب الفتوحات المكية فی هذا المقام كلام يعجبنی إيراده قال فی الباب الثلاثمائة و الست و الستين من الكتاب المذكور ألا إن لله خليفة يخرج و قد امتلأت الأرض جورا و ظلما فيملؤها قسطا و عدلا و لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد طول الله ذلك اليوم حتى يلی هذا الخليفة من عترة رسول الله ص من ولد فاطمة يواطئ اسمه اسم رسول الله ص يبايع بين الركن و المقام يشبه رسول الله ص فی الخلق بفتح الخاء و ينزل عنه فی الخلق بضم الخاء لأنه لا يكون أحد مثل رسول الله ص فی أخلاقه و هو أجلى الجبهة أقنى الأنف أسعد الناس به أهل الكوفة يقسم المال بالسوية و يعدل فی الرعية و يفصل فی القضية يأتيه الرجل فيقول يا مهدی أعطنی و بين يديه المال فيحثی له فی ثوبه ما استطاع أن يحمله يخرج على فترة من الدين يزع الله به ما لا يزع بالقرآن يمسی الرجل فی زمانه جاهلا بخيلا جبانا فيصبح أعلم الناس أكرم الناس أشجع الناس يمشی النصر بين يديه يعيش خمسا أو سبعا أو تسعا يقفو أثر رسول الله ص لا يخطئ له ملك يسدده من حيث لا يراه يحمل الكل و يقوی الضعيف فی الحق و يقری الضيف و يعين على نوائب الحق يفعل ما يقول و يقول ما يعلم و يعلم ما يشهد يصلحه الله فی ليلة يفتح المدينة الرومية بالتكبير فی سبعين ألفا من المسلمين من ولد إسحاق يشهد الملحمة العظمى مأدبة الله بمرج عكاء يبيد الظلم و أهله يقيم الدين و ينفخ الروح فی الإسلام يعز الإسلام به بعد ذلة و يحيى بعد موته يضع الجزية و يدعو إلى الله بالسيف فمن أبى قتل و من نازعه خذل يظهر من الدين ما هو الدين عليه فی نفسه ما لو كان رسول الله ص لحكم به يرفع

المذاهب من الأرض فلا يبقى إلا الدين الخالص أعداؤه مقلدة العلماء أهل الاجتهاد لما يرونه من الحكم بخلاف ما ذهبت إليه أئمتهم فيدخلون كرها تحت حكمه خوفا من سيفه و سطوته و رغبة فيما لديه يفرح به عامة المسلمين أكثر من خواصهم يبايعه العارفون بالله من أهل الحقائق عن شهود و كشف و تعريف إلهي له رجال إلهيون يقيمون دعوته و ينصرونه هم الوزراء يحملون أثقال المملكة و يعينونه على ما قلده الله تعالى﴾

اس باب میں اس حدیث کا ذکر کرنا مناسب ہوگا جو تمام اہلیان اسلام کے درمیان پر مشہور و متفق علیہ ہے اور فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ ایام اور راتیں نہیں گزریں گی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری اہلبیت علیہم السلام میں سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجود سے بھر چکی ہوگی۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر دنیا باقی نہ بھی رہے مگر یہ کہ ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کر دے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں میری اولاد سے ایک شخص کو مبعوث فرمائے گا جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

شیخ صدوق نے اپنی کتاب ''اکمال الدین'' میں اپنی اسناد کے ذریعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے، ابی بن کعب کی حدیث میں آئمہ اہلبیتؑ کے یکے بعد دیگرے فضائل اور صفات بیان ہوتی ہیں جس کے آخر میں بیان ہوا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے امام حسن عسکریؑ صلب میں ایک مبارک اور پاک و پاکیزہ امامؑ کو رکھا ہے جو طاہر اور مطہر ہے جس سے ہر وہ مومن راضی ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ نے ولایت کا عہد لیا ہوگا اور اس کا انکار یہ وہ شخص کرے گا جو کافر ہوگا، وہ ایسا امامؑ جو تقی، نقی، بار اور مرضی، ہادی اور مہدی اور عادل ہوگا۔

اس کے آخر میں یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرے گا اور اللہ تعالیٰ بھی اس کے قول کی تصدیق فرمائے گا۔ جو اس وقت قیام کرے گا جب علامت اور دلائل ظاہر ہوں گے۔ اس کے لیے طالقان میں بہت سارے خزانے ہوں گے جو سونے اور چاندی کے نہیں ہوں گے مگر یہ کہ ایسے سپاہی اور افراد ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ مختلف شہروں سے جمع کرے گا اور وہ اہل بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیراں ہوں گے۔ اس امامؑ کے ساتھ ایک صحیفہ ہوگا جس میں ان کے تمام ساتھیوں کے نام ان کا نسب اور ان کے شہروں کے نام درج ہوں گے اور وہ امامؑ کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔

ابی نے آپؐ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کی علامت اور دلائل کیا ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ان کے پاس ایک علم ہوگا جس کو وہ اپنے قیام کے وقت پھیلانے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو نطق عطا فرمائے گا تو وہ علم ان کو نداء دے گا کہ اے اللہ تعالیٰ کے ولی! قیام کرو اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو قتل کرو۔ ایک علامت نیام میں رکھی ہوئی وہ تلوار ہے جب ان کے ظہور کا وقت ہوگا تو وہ تلوار نیام سے باہر نکل آئے گی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے گویا ہو کر کہے گی کہ اے اللہ تعالیٰ کے ولی! اٹھیں اور قیام کریں اور کسی بھی دشمن خدا کو مہلت نہ دیں۔ اس کے بعد امامؑ قیام فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو جہاں پائیں گے قتل کریں گے اور حدود الٰہی کو قائم کریں گے اور حکم خداوندی کے مطابق فیصلہ کریں گے، جبرئیلؑ ان کی دائیں جانب اور میکائیل ان کی بائیں جانب ہوں گے۔ میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں تم عنقریب اسے یاد کرو گے اگرچہ ایک عرصہ کے بعد ہی کیوں نہ ہو اور میں اپنے امر کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔

اے ابی! ان سے ملاقات کرنے والے کے لیے خوشخبری ہو اور ان سے محبت کرنے والے کے لیے خوشخبری ہو اور اس کے قائل کے لیے خوشخبری ہو، ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہلاکت سے نجات دے گا اور اخدا اور رسول خداؐ اور آئمہ طاہرینؑ کے اقرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے لیے جنت کے دروازے کھول دیں گے زمین پر ان کی مثل اس کستوری کی سی ہے جس کی خوشبو ہمیشہ پھوٹتی رہتی ہو اور اس میں کسی طرح کا تغیر نہ ہوگا اور آسمان میں ان کی مثال اس روشن چاند کی سی ہے جس کا نور ہمیشہ روشن رہے گا۔

ابی بن کعب بیان کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے ان آئمہ طاہرین علیہم السلام کا حال آپؐ سے کیسے فرمایا؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارہ مُہریں اور بارہ صحیفے نازل فرمائے۔ ہر ایک صحیفہ کی مہر پر ایک امامؑ کا نام لکھا ہے اور اس صحیفے میں اس امامؑ کے اوصاف مرقوم ہیں۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ محمد بن مسلم سے روایت نقل کی اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: امام قائم علیہ السلام ہم میں سے ہوگا، رعب کے ساتھ ان کی نصرت کی جائے گی، نصرت کے ساتھ ان کی تائید کی جائے گی۔ ان کے لیے زمین لپیٹ دی جائے گی، ان کے لیے خزانے ظاہر ہوں گے، ان کی حکومت مشرق اور مغرب تک پھیلی ہوئی ہوگی، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا اگرچہ یہ بات مشرکوں اور روح اللہ حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ نازل ہوں گے اور وہ امامؑ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے امامؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ! آپؑ کا قائمؑ کب قیام فرمائے گا؟

امامؑ نے ارشاد فرمایا: جب مرد عورتوں کے اور عورتیں مردوں کے مشابہ ہوں گی اور مرد مرد پر اور عورت عورت پر اکتفا کریں گے اور جب عورتیں گھوڑوں پر سواری کرنے لگیں گی۔ جھوٹی شہادت قبول کی جائے گی اور سچی شہادت رد کردی جائے گی، لوگ خونریزی کو معمولی سمجھیں گے، زنا کاری اور سود عام ہوگا، شریر لوگوں کی زبان سے لوگ ڈریں گے، شام سے سفیانی اور یمن سے یمانی ظاہر ہوگا، ارض بیداء کی زمین دھنس جائے گی، آل محمد علیہ السلام کا ایک جوان رکن اور مقام کے درمیان قتل کردیا جائے گا۔

اس کا نام محمد بن حسن نفس زکیہ ہوگا، آسمان سے ایک نداء آئے گی کہ حق اس کے اور سب شیعوں کے ساتھ ہے ایسے وقت میں ہمارا قائم علیہ السلام قیام کرے گا، جب وہ ظاہر ہوگا تو وہ کعبہ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہوگا اور ان کے اردگرد تین سو تیراں مرد جمع ہوں گے اور امامؑ کا سب سے پہلا کلام یہ آیت ہوگی۔

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○

''اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ کا بقیہ تمھارے لیے بہتر ہے۔(سورۃ ھود:۸۶)۔''

اس کے بعد وہ فرمائیں گے: انا بقیۃ اللہ و حجۃ و خلیفتہ علیکم ''یعنی میں بقیۃ اللہ اور تم اس کی حجت اور اس کا خلیفہ ہوں۔''

پس ان کو جو مسلم بھی سلام کرے گا تو اس طرح کے گا:

اسلام علیک یا بقیۃ اللہ فی ارضہ

سلام ہو آپؑ پر اے زمین میں اللہ تعالیٰ کا بقیہ:

زمین میں جتنے بت وغیرہ ہوں گے ان پر آگ گرے گی اور وہ جل جائیں گے اور یہ سب ایک طویل غیبت کے بعد واقع ہوگا تا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کردے کہ وہ کون ہے جو غیب کے ساتھ اس کی اطاعت کرتا ہے اور اس پر ایمان لاتا ہے۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ ابو الجارود سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے روایت کی امام محمد باقرؑ سے اور امامؑ نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعہ امیر المومنین علیہ السلام سے اور امامؑ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام منبر پر تشریف فرمارہے تھے اور فرمارہے تھے کہ آخری زمانہ میں میری اولاد میں ایک شخص قیام کرے گا۔ ان کی رنگت سفید ہوگی، مونچھیں سرخ ہوں گی، ان کا شکم چوڑا ہوگا۔ رانیں بڑی ہوں گی، پہلو چوڑے ہوں گے، راستے سے منحرف لوگوں کے سروں پر عظمت پانے والا ہوگا ان کی پشت پر دو تل ہوں گے، ایک ان کی جلد کی رنگت کا اور ایک رسول خداؐ کے تل کے مشابہ ان کے دو نام ہوں گے ایک مخفی اور اعلانیہ ہوگا۔ مخفی نام احمد اور اعلانیہ نام محمد ہوگا۔ ان کے علم

کے نور سے مشرق ومغرب منور ہوں گے وہ اپنے ہاتھ کو لوگوں کے سروں پر رکھے گا تو مومن کا دل لوہے سے زیادہ مضبوط ہو جائے گا۔ اور ایک مومن کو اللہ تعالیٰ چالیس مردوں کی طاقت وقوت عطا فرمائے گا اور جو مومن مر گئے ہیں ان کی قبروں میں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو (امامؑ کے ظہور سے) فرحت بخشے گا اور وہ اپنی قبروں میں ہی امامؑ کی زیارت کریں گے اور باہم ایک دوسرے کو قیام امام قائم علیہ السلام کی مبارک باد دیں گے۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ ابوالصلت ہروی سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: جب آپؑ کا قائم علیہ السلام قیام کرے گا تو ان کیا علامت ہوگی؟

امامؑ نے ارشاد فرمایا: ان کی عمر تو معمر بزرگ کی سی ہوگی مگر وہ جوان نظر آئیں گے۔ ان کو جو بھی دیکھے گا تو وہ کہے گا کہ یہ چالیس یا اس سے بھی کم سال کے ہیں۔ ان پر گردش ایام، شام وسحر اثر انداز نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اجل آجائے۔

انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ عبداللہ بن عجلان سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں سرکار قائم آلِ محمدؑ کے قیام کا تذکرہ کیا اور میں نے امامؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: ہم کو اس چیز کا علم کیسے ہوگا؟

امامؑ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک جب صبح کو اٹھے گا تو اس کے سرہانے ایک صحیفہ ہوگا جس پر یہ لکھا ہوا ہوگا: طاعۃ معرفہ۔

انہوں نے اپنی اسنادن کے ذریعہ ابوالجارود سے روایت نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: جب امام قائم علیہ السلام جگہ سے قیام کریں گے تو ایک منادی ندا دے گا کہ کوئی شخص اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لے کر نہ چلے آپ کے ساتھ وہ پتھر ہوگا جو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے ساتھ تھا، اس سے چشمہ جاری ہوگا۔ پس جو بھوکا ہوگا تو اس پانی کو پی کر اس کی بھوک ختم ہو جانے گی اور پیاسے کی پیاس اس سے ختم ہو جانے گی یہاں تک کہ آپؑ کوفہ کے قریب نجف میں پہنچ جائیں گے۔

کتاب کشف الغمہ میں انہوں نے اپنی اسناد کے ذریعہ ابوبصیر سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے روایت کی امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: امام قائم علیہ السلام قیام نہیں کریں گے مگر طاق سالوں میں سے ایک، تین، پانچ، ساتھ یا نو میں۔

انہیں امامؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: تیئیس تاریخ کو امام قائم علیہ السلام کے نام کی نداء دی جائے گی اور امامؑ عاشوراء کے دن قیام فرمائیں گے جس دن امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا۔ گویہ کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ امامؑ دس محرم

ہفتہ کے روز رُکن اور مقام کے درمیان کھڑے ہوں گے۔ جبرئیلؑ ان کے دائیں جانب ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے لیئے بیعت کی نداء دے رہے ہوں پس ان کی طرف تمام اطراف الورض سے ان کے شیعہ پہنچیں گے، ان کے پتہ زمین کو لپیٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ امامؑ کی بیعت کریں گے پس اللہ تعالیٰ ان امامؑ کے ذریعہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

ابوبکر حضرمی سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی امام محمد باقرؑ سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: گویا کہ میں امام قائم علیہ السلام کو کوفہ میں نجف کے قیام پر دیکھ رہا ہوں کہ اس طرف مکہ سے پانچ ہزار فرشتے پہنچیں گے۔ جبرئیلؑ ان کے دائیں جانب اور میکائیل ان کے بائیں جانب ہوں گے اور تمام مومنین ان کے سامنے ہوں گے اور وہ اپنے لشکر مختلف شہروں کی طرف روانہ کر رہے ہوں گے۔

مفضل بن عمر کی روایت میں ہے اور وہ بان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب امام قائم آل محمدؑ قیام فرمائیں گے تو آپؑ بیرون کوفہ ایک ایسی مسجد تعمیر کریں گے جس میں ایک ہزار دروازے ہوں گے اور کوفہ کی عمارتیں اور کربلا کی نہر متصل ہوجائیں گی۔

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: امام مہدیؑ ایک بستی سے قیام فرمائیں گے جس کا نام کرعہ ہوگا۔

جناب حذیفہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: میرے اولاد میں ایک مہدیؑ ہوگا جس کی رنگت عربی رنگت ہوگی اور اس کا جسم اسرائیلی جسم ہوگا۔ اس کے دائیں رخسار پر تل ہوگا۔ گویا وہ کوکب دری کی مانند ہو اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ اور ان کی خلافت میں تمام اہل زمین اور اہل آسمان راضی وخوش ہوں گے اور پرندوں میں ہواؤں میں ہوں گے۔

ابوسعید الخذری سے روایت ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: امام مہدیؑ ہم سے ہوگا جن کی پیشانی وسیع اور خوبصورت ناک ہوگی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہم اہلبیتؑ میں سے امام مہدیؑ ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔

ابوامامہ باہلی سے روایت ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: امام مہدیؑ میری اولاد میں ہوگا جن کی عمر چالیس سال ہوگی، ان کا چہرہ کوکب دری کی مانند ہوگا اور ان کے چہرے پر ایک سیاہ رنگ کا تل ہوگا، ان پر دوسوتی چادریں ہوں گی جیسے کہ وہ بنواسرائیل کے مردوں میں سے ہو اور وہ خزانوں کو نکالنے گا اور مشرک شہروں کو

فتح کرے گا۔

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا: امام مہدیؑ قیام کریں گے تو ان کے سر پر ایک بادل سایہ کئے ہوئے گا۔ جس میں ایک منادی نداء دے گا کہ یہ امام مہدیؑ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے لہٰذا ان کی پیروی کرو۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ان کے سر پر ایک فرشتہ ہوگا جو ندا دے گا کہ یہ امام مہدی علیہ السلام میں ان کی پیروی کرو۔

یران بن صلت سے روایت ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا۔ کیا آپؑ بھی صاحب الامر ہیں؟

امامؑ نے ارشاد فرمایا: بیشک میں بھی صاحب ان مر ہوں لیکن میں وہ نہیں ہوں کہ جو زمین کو عدل وانصاف بھر دوں گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اور میں ایسا کیوں کر ہوسکتا ہوں جبکہ تم مجھے کمزور جسم دیکھتے ہو، بیشک وہ امام قائم آل محمدؑ ہیں جو قیام کریں گے اور بڑھاپے کی عمر میں ہوں گے لیکن وہ جوان نظر آئیں گے اور وہ بدن کے لحاظ سے قوی ترین ہوں گے یہاں تک کہ اگر وہ زمین پر کھڑے ہوکر ایک تناور درخت کی طرف اپنا ہاتھ پھیلائیں گے تو اس کو اکھاڑ دیں گے اور اگر وہ پہاڑوں کے درمیان بلند آواز سے چیخیں گے تو وہ پہاڑ ان کی آواز سے ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، ان کے پاس حضرت موسیٰؑ کا عصا ہوگا اور حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی ہوگی اور وہ میری اولاد میں چوتھے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو جب تک چاہے گا غیبت میں رکھے گا اور پھر ان کو ظاہر کردے گا۔ پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ اس آواز سے مانوس ہوں گے جب نداء دی جائے گی اور وہ اس نداء کو دور سے سنیں گے جیسے کہ وہ قریب سے سن رہے ہوں، وہ مومنین کے لیے رحمت ہوں گے اور کافروں کے لیے عذاب ہوں گے۔

مفضل بن عمر سے روایت ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ امام قائم علیہ السلام کو اذنِ ظہور فرمائے گا تو وہ منبر پر تشریف لے جائیں گے اور لوگوں کو اپنی طرف بلائیں گے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے حقائق واسطہ دیں گے اور وہ لوگوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو جاری کریں گے اور اس پر عمل پیرا ہوں گے، پس اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیج گا یہاں تک وہ امامؑ کے پاس آئیں گے اور حطیم کے مقام پر نازل ہوں گے اور وہ امامؑ سے کہیں گے کہ آپؑ کس چیز کی دعوت دے رہیں ہیں تو امامؑ قائم علیہ السلام ان کو بتائیں گے۔ پس اس وقت حضرت جبرئیلؑ کہیں گے کہ آپؑ کی سب سے پہلے بیعت کرنے والا

میں ہوں۔ اپنا ہاتھ آگے کریں لہٰذا امامؑ اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دیں گے اور ان کے ساتھ تین سو تیراں اشخاص ہوں گے جو ان کی بیعت کریں گے اور امامؑ مکہ میں مقیم ہوں گے یہاں تک کہ ان کے ساتھیوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ جائے گی اور پھر وہ وہاں سے مدینہ کی طرف چلیں گے۔

محمد بن عجلان سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: جب ہمارا قائم علیہ السلام قیام کرے گا تو وہ لوگوں کو جدید اسلام کی دعوت دے گا اور قائم علیہ السلام کو مہدی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اس امر کی طرف ہدایت کو مہدی اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اس امر کی طرف ہدایت دیں گے جس سے لوگ گمراہ ہوں چکے ہوں گے اور ان کو قائم علیہ السلام اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ وہ حق کے ساتھ قیام کریں گے۔

ابوبصیر سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جب ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو وہ مسجد حرام کو اس کی بنیادوں پر قرار دے گا اور وہ بنی شیبہ کے ہاتھوں کو قطع کر کے کعبہ پر لٹکا دے گا اور اس پر لکھ دے گا کہ یہ کعبہ کے چور ہیں۔

ابن مغیرہ سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی امام جعفر صادقؑ سے کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام قائم آل محمدؑ قیام کرے گا تو وہ قریش کے پانچ سو افراد کو کھڑا کر کے ان کی گردنوں کو مارے گا اور پھر پانچ سو افراد کی گردنیں مارے گا اور پھر اور پانچ سو افراد کو کھڑا کر کے ان کی گردنیں مارے گا یہاں تک وہ یہ عمل سات مرتبہ کرے گا۔

میں نے عرض کیا: ان کی تلوار یہاں تک پہنچ جائے گی۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں! ان میں سے بھی اور ان کے دوستوں میں سے بھی۔

مفضل بن عمر سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: امام قائمؑ کوفہ کی پشت سے ستائیں افراد کے ساتھ قیام کرنے نکلیں گے۔ ان میں پندرہ وہ لوگ ہوں جو حضرت موسیٰؑ کی قوم سے ہوں گے جنہوں نے ان کے ذریعہ حق کی ہدایت حاصل کی ہوگی اور وہ عادل ہوں گے اور سات افراد اہل کہف میں سے ہوں گے اور یوشع بن نون، سلمان، ابودجانہ انصاری، مقداد اور مالک اشتر ان کے آگے آگے نصرت کرنے والے ہوں گے۔

مفضل بن عمر سے سے روایت ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سنا کہ آپؑ نے ارشاد فرمایا: بیشک ہمارا قائمؑ جب قیام کرے گا تو زمین ان سے نور سے چمک اٹھے گی اور بندگان خدا سورج کی روشنی سے مستغنی ہو جائیں گے، اندھیرا ختم ہو جائے گا اور ایک شخص اپنے ملک میں اتنی عمر پائے گا کہ اس کے ایک ہزار بیٹے

ہوں گےان میں بیٹیاں نہیں ہوں گی، زمین اپنے خزانے ظاہر کردے گی یہاں تک کہ لوگ ان کو دیکھیں گے،لوگ تلاش کریں گے کہ کوئی ایماندار شخص مل جائے جس کے ساتھ مالی سلوک کیا جاسکے، کوئی زکوٰۃ کی رقم لینے والا شخص نہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق ان کو عطا فرمایا ہے وہ اس کی وجہ سے کسی قسم کے مال یا امداد کے حاجت مند نہ ہوں گے۔ ابوسعید الخذری سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی رسول خداؐ سے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: امام مہدیؑ میری امت سے ہوں گے اگر ان کی عمر کم ہوگی تو وہ سات سال کی ہوگی ورنہ آٹھ سال کی ہوگی اور اگر نہیں تو میری امت ان کے زمانے میں ایسی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگی جو نیک و بدکار و سامنے کبھی حاصل نہیں کی۔ آسمان ان پر بارش برسائے گا اور زمین اپنی نباتات میں سے کوئی چیز نہ چھوڑے گی۔

عبدالکریم خثعمی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: امام قائمؑ کتنے سال حکومت کریں گے؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: سات سال تک ان سالوں کے ایام اور راتیں طویل ہوں گی یہاں تک کہ ان کے سالوں میں سے ایک سال تمھارے سالوں میں سے دس سال کے برابر ہوگا پس ان کی حکومت تمہارے ان سالوں کے مطابق ستر (۷۰) سال کی ہوگی اور جب قیامت کے آنے کا وقت قریب ہوگا تو جمادی الآخر سے لے کر دس رجب تک ایسی بارش ہوگی کہ لوگوں نے ایسی بارش کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ اس بارش میں مومنین کے (مردہ) ابدان اور گوشت کو ان کی قبروں میں اللہ تعالیٰ پیدا کردے گا اور میں دیکھ رہا ہوں گویا مومنین اپنی قبروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے سر نکال رہے ہیں۔

ہم نے یہاں پر جو نقل کیا ہے وہ علی بن عیسیٰ اربلی کی کتاب ''کشف الغمہ'' سے نقل کیا ہے۔

اس مقام پر صاحب کتاب الفتوحات المکیہ کے بیان نے مجھے حیرت میں ڈال دیا کہ انہوں نے اپنی اس مذکورہ کتاب کے باب نمبر تین سو چھیاسٹھ پر بیان کیا ہے کہ آگاہ رہو! بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک خلیفہ ہے جو قیام کرے گا اور زمین اس وقت ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی پس وہ اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا اور اگر دنیا کا ایک دن باقی رہ جاتے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کردے گا کہ اس میں وہ خلیفہ آئے گا جو عترتِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اول و فاطمہ علیہا السلام سے ہوگا، ان کا نام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام جیسا ہوگا۔ رکن و مقام کے درمیان ان کی بیعت کی جائے گی، وہ خلقت میں اور اخلاق میں رسول خداؐ کی شبیہ ہوگا کیونکہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا اخلاق پیش کرسکتے، ان کی پیشانی چوڑی ہوگی اور خوبصورت ناک ہوگی، ان کے ذریعہ کوفہ کے لوگوں میں برابری سے مال تقسیم کیا جائے گا اور وہ رعیت میں عدل قائم کرے گا۔

تحقیق اسناد:

حدیث موثق ہے [۱] لیکن بعید نہیں ہے کہ حدیث حسن ہو کیونکہ ہمارے مشائخ نے علی بن حمزہ سے اس وقت روایات اخذ کیں جبکہ وہ متغیر نہیں ہوا تھا۔(واللہ اعلم)

۵۳۔ باب النوادر

باب: النوادر

1/980 الكافی،۱/۵/۲۹۷/۷ أحمد عن محمد بن أحمد القلانسی عن أحمد بن الفضل عن ابن جبلة عَنْ فَزَارَةَ عَنْ أَنَسٍ أَوْ هَيْثَمِ بْنِ اَلْبَرَاءِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ اَللِّصُّ يَدْخُلُ عَلَيَّ فِي بَيْتِي يُرِيدُ نَفْسِي وَ مَالِي فَقَالَ فَاقْتُلْهُ فَأُشْهِدُ اَللَّهَ وَ مَنْ سَمِعَ أَنَّ دَمَهُ فِي عُنُقِي قَالَ قُلْتُ أَصْلَحَكَ اَللَّهُ فَأَيْنَ عَلاَمَةُ هَذَا اَلْأَمْرِ فَقَالَ أَ تَرَى بِالصُّبْحِ مِنْ خَفَاءٍ قَالَ قُلْتُ لاَ قَالَ فَإِنَّ أَمْرَنَا إِذَا كَانَ كَانَ أَبْيَنَ مِنْ فَلَقِ اَلصُّبْحِ قَالَ ثُمَّ قَالَ مُزَاوَلَةُ جَبَلٍ بِظُفُرٍ أَهْوَنُ مِنْ مُزَاوَلَةِ مُلْكٍ لَمْ يَنْقَضِ أُكُلُهُ فَاتَّقُوا اَللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى وَ لاَ تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ لِلظَّلَمَةِ.

(ترجمہ) انس یا ہیثم بن البراء سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا! اس امر کی علامت کہاں ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کیا تم سورج کو چھپ کر دیکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: یقین ہمارا امر جب ہوگا تو طلوع صبح کی روشن ہوگا۔ پھر فرمایا: پہاڑ میں کیل لگا کر مشہول ہونے سے اُس حکومت میں مشہول ہونا آسان ہے۔ جس کا کھانا کم نہیں ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی جانوں کو ظلمت سے قتل نہ کرو۔ [۲]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۳]

2/981 الكافی،۳۷۹/۲۶۳/۸ العدة عن أحمد عن التميمي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي اَلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: لاَ تَرَوْنَ اَلَّذِي تَنْتَظِرُونَ حَتَّى تَكُونُوا كَالْمِعْزَى اَلْمَوَاتِ اَلَّتِي لاَ يُبَالِي اَلْخَابِسُ أَيْنَ يَضَعُ يَدَهُ فِيهَا لَيْسَ لَكُمْ شَرَفٌ تَرْقَوْنَهُ وَ لاَ سِنَادٌ تُسْنِدُونَ إِلَيْهِ أَمْرَكُمْ.

---

[۱] ملاذ الاخیار: ۷/ ۱۷۴

[۲] معجم المحاسن: ۸/ ۲۱۳؛ مسند الامام الباقرؑ: ۵/ ۳۱۷

[۳] مراۃ العقول: ۲۴/ ۵۷

الکافی،۸/۲۶۳/۳۸۰ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحَكَمِ عَنِ اِبْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي ٱلْجَارُودِ : مِثْلَهُ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ ٱلْحَكَمِ مَا ٱلْمَوَاتُ مِنَ ٱلْمَعْزِ قَالَ ٱلَّتِي قَدِ اِسْتَوَتْ لاَ يَفْضُلُ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ.

(ترجمہ) ابوالجارود سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم اس چیز کو نہیں دیکھو گے جس کا تم سب انتظار کر رہے ہو جب تک تم اس مری ہوئی بکری کی طرح نہ ہو جاؤ جس کے لیے شیر کو پرواہ نہیں کہ وہ اپنے پنجے کہاں رکھتا ہے اور تمہارے لیے کوئی عزت نہیں ہوگی کہ تم اوپر اٹھو اور نہ کوئی حامی تمہارے معاملات میں تمہاری مدد کرے گا۔

ابن سنان نے بھی ابوالجارود سے اسی کے مثل روایت کی ہے (جس میں یہ بھی ہے) کہ میں نے علی بن حکم سے کہا بکری موات سے کیا مراد ہے؟

انہوں نے کہا: اس سے مراد ہے کہ وہ سب برابر ہو جائیں گے کوئی ایک دوسرے سے برتر نہیں ہوگا۔ [1]

بیان:

﴿المعزی و المعز خلاف الضأن من الشاة و الموات يقال للذی لا روح فيه و ربما يستعار للمهزول و الخابس بالخاء المعجمة و الباء الموحدة الأخذ ظلما و يروی الجازر و لعله أصوب و الشرف بالفتح المكان العالی و السناد كالعماد ما يستند إليه و كان المعنی لا ترون معاشر الشيعة ما تنتظرونه من ظهور القائم ع حتی ينتهی حالكم إلی أن تصيروا كالمعزی المتساوی أعضاؤها فی الضعف و الهزال لا يبالی آخذها أين يضع يده منها لعدم نفورها عنه و لا امتناعها عليه لضعفها و فقد الحامی لها و ذلك لذهاب أكابركم بحيث لا يبقی لكم حصن و ملجأ لا مكان عال ترقونه تمتنعون به من عدوكم و لا عظيم من رؤسائكم تسندون إليه أمركم فيحميكم من عدوكم و فی ألفاظ الحديث تصحيفات و تحريفات و الأقرب بأساليب الكلام ما ذكرناه﴾

''المعزی'' اور ''المعز'' یہ دونوں بھیڑ کے علاوہ ہیں۔ ''الموات'' اس چیز کو کہا جاتا ہے جس میں روح نہیں ہوتی اور کبھی کبھی اس کو ''معزول'' یعنی لاغر شدہ اور ''الخابس'' کے لیے استعارۃً استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی ایسی چیز کو ظلم کر کے لیا گیا ہو اور اس کو جارز نے بھی روایت کیا ہے لیکن شاید پہلے والا زیادہ درست ہے۔ ''اشرف'' بلند مقام ''السناد'' ایسا ستون جس کے ساتھ ٹیک لگائی جائے۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اے معاشر الشیعہ! تم اس چیز کو نہیں دیکھتے کہ جس کا تم انتظار کر رہے ہو یعنی سرکار قائم آل محمدؑ کا ظہور یہاں تک کہ تمھاری حالت انتہاء کو پہنچ جائے جیسے کہ ایک بکری جس کے تمام اعضاء کمزور ہو جائیں اور وہ لاغر شی، جس کو سمجھ نہ آئے کہ وہ

---

[1] بحارالانوار: ۵۲ / ۲۶۴؛ غیبت نعمانی (مترجم): ۱۷ ۳ ح ۲۲۴

اپنا ہاتھ کہاں پر رکھے۔

تحقیق اسناد:

حدیث کی دونوں سندیں ضعیف ہیں [1] لیکن میرے نزدیک دونوں سندیں موثق ہیں کیونکہ ابن سنان اور ابوالجارود دونوں ثقہ ثابت ہیں البتہ موخرالزکر امامی نہیں ہیں (واللہ اعلم)

4/982 الكافى، ۱/۱/۵۳۵/۱ محمد عن أحمد و على عن أبيه جميعا عن السراد عَنِ اِبْنِ رِئَابٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِنَّ اَللَّهَ تَعَالَى أَوْحَى إِلَى عِمْرَانَ أَنِّي وَاهِبٌ لَكَ ذَكَراً سَوِيّاً مُبَارَكاً يُبْرِئُ اَلْأَكْمَهَ وَ اَلْأَبْرَصَ وَ يُحْيِي اَلْمَوْتَى بِإِذْنِ اَللَّهِ وَ جَاعِلُهُ رَسُولاً إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ فَحَدَّثَ عِمْرَانُ اِمْرَأَتَهُ حَنَّةَ بِذَلِكَ وَ هِيَ أُمُّ مَرْيَمَ فَلَمَّا حَمَلَتْ كَانَ حَمْلُهَا بِهَا عِنْدَ نَفْسِهَا غُلاَمٌ: (فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثىٰ) ... (وَلَيْسَ اَلذَّكَرُ كَالْأُنْثىٰ) أَيْ لاَ يَكُونُ اَلْبِنْتُ رَسُولاً يَقُولُ اَللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ (وَ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمٰا وَضَعَتْ) فَلَمَّا وَهَبَ اَللَّهُ تَعَالَى لِمَرْيَمَ عِيسَى كَانَ هُوَ اَلَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِمْرَانَ وَ وَعَدَهُ إِيَّاهُ فَإِذَا قُلْنَا فِي اَلرَّجُلِ مِنَّا شَيْئاً وَ كَانَ فِي وَلَدِهِ أَوْ وَلَدِ وَلَدِهِ فَلاَ تُنْكِرُوا ذَلِكَ.

(ترجمہ) ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عمران علیہ السلام کو وحی کی میں تمہیں ایک لڑکا دینے والا ہوں جو کوڑھیوں اور مبرصوں کو شفادے گا اور بہ اذن الٰہی مُردوں کو زندہ کرے گا میں اس کو بنی اسرائیل کو رسول بناؤں گا۔ عمران علیہ السلام نے یہ بات اپنی بیوی حنا علیہا السلام سے بیان کی جب وہ حاملہ ہوئیں تو ان کا خیال تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا لیکن ''جب وضع حمل ہوا تو لڑکی تھی'' انہوں نے کہا یا اللہ میں نے تو لڑکی جنی ہوں اور لڑکی لڑکے جیسی تو نہیں ہوتی یعنی رسول تو نہ ہوگی۔ خدا نے کہا جو جنی ہو اللہ اسے جانتا ہے جب اللہ نے مریم علیہا السلام سے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا تو وہ وہی تھے جن کی بشارت مریم علیہا السلام کے باپ عمران علیہ السلام کو دی گئی تھی پس جب ہم کسی شخص کے بارے میں کچھ کہیں اور وہ بات بجائے اس کے بیٹے یا پوتے میں پائی جائے تو اس سے انکار نہ کرو۔ [2]

[1] مراۃ العقول:۲۶/۲۵۷

[2] تفسیر القمی: ۱/۱۰۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۱/۳۳۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۳/۸۰؛ تفسیر الصافی: ۱/۳۳۰؛ تفسیر العیاشی: ۱/۱۷۱؛ بحار الانوار: ۱۴/۲۰۵ و ۲۶/۲۲۵و۵۲/۱۱۹؛ تفسیر البرہان: ۱/۶۲۱

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [1]

5/983 الکافی،۱/۲/۵۳۵/۱ النیسابوریان عن حماد بن عیسی عن الیمانی عَنْ أَبِي عَبْدِاللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: إِذَا قُلْنَا فِي رَجُلٍ قَوْلاً فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ وَ كَانَ فِي وَلَدِهِ أَوْ وَلَدِ وَلَدِهِ فَلاَ تُنْكِرُوا ذَلِكَ فَإِنَّ اَللَّهَ تَعَالَى يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ.

ترجمہ: حماد بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب ہم کسی شخص کے بارے میں کچھ کہیں اور وہ بات اس میں نہ پائی جائے اور اس کے بیٹے یا پوتے میں پائی جائے تو اس سے انکار نہ کرو، بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ [2]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول کالصحیح ہے [3] اور میرے نزدیک حدیث حسن ہے اور شیخ محسنی نے اسے احادیث معتبرہ میں شمار کیا ہے [4] (واللہ اعلم)

6/984 الکافی،۱/۳/۵۳۵/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ يَقُولُ: قَدْ يَقُومُ اَلرَّجُلُ بِعَدْلٍ أَوْ بِجَوْرٍ وَ يُنْسَبُ إِلَيْهِ وَ لَمْ يَكُنْ قَامَ بِهِ فَيَكُونُ ذَلِكَ اِبْنَهُ أَوِ اِبْنَ اِبْنِهِ مِنْ بَعْدِهِ فَهُوَ هُوَ.

ترجمہ: ابوخدیجہ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص عدل یا ظلم کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اس کی طرف منسوب ہوتا ہے اور کبھی خود نہیں بلکہ اس کے بعد اس کا بیٹا یا پوتا کھڑا ہوتا ہے تو وہ اسی شخص کا عمل سمجھا جاتا ہے۔ [5]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [6] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور ابی خدیجہ

---

[1] مراۃ العقول:۶/۲۳۸

[2] بحارالانوار:۲۶/۱۴/۱۹۹؛ النوارالمبین:۴۰۳؛ مسند ابی بصیر:۱/۳۴۲

[3] مراۃ العقول:۶/۲۳۸

[4] معجم الاحادیث المعتبرۃ:۲/۱۳۲

[5] بحارالانوار:۲۶/۲۲۳؛ مسند الامام الصادقؑ:۲۰/۳۶۸

[6] مراۃ العقول:۶/۲۳۹

بھی ثقہ ہے اور شیخ کا اس کا ضعیف کہنا سہو ہے اور اس کی توثیق کامل الزیارات میں بھی وارد ہے (واللہ اعلم)

7/985 الكافي،١/١/٥٣٦/١ العدة عن ابن عيسى عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ زَيْدٍ أَبِي اَلْحَسَنِ عَنِ اَلْحَكَمِ بْنِ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ بِالْمَدِينَةِ فَقُلْتُ لَهُ عَلَيَّ نَذْرٌ بَيْنَ اَلرُّكْنِ وَ اَلْمَقَامِ إِنْ أَنَا لَقِيتُكَ أَنْ لاَ أَخْرُجَ مِنَ اَلْمَدِينَةِ حَتَّى أَعْلَمَ أَنَّكَ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ أَمْ لاَ فَلَمْ يُجِبْنِي بِشَيْءٍ فَأَقَمْتُ ثَلاَثِينَ يَوْماً ثُمَّ اِسْتَقْبَلَنِي فِي طَرِيقٍ فَقَالَ يَا حَكَمُ وَ إِنَّكَ لَهَاهُنَا بَعْدُ فَقُلْتُ نَعَمْ إِنِّي أَخْبَرْتُكَ بِمَا جَعَلْتُ لِلَّهِ عَلَيَّ فَلَمْ تَأْمُرْنِي وَ لَمْ تَنْهَنِي عَنْ شَيْءٍ وَ لَمْ تُجِبْنِي بِشَيْءٍ فَقَالَ بَكِّرْ عَلَيَّ غُدْوَةً اَلْمَنْزِلَ فَغَدَوْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ سَلْ عَنْ حَاجَتِكَ فَقُلْتُ إِنِّي جَعَلْتُ لِلَّهِ عَلَيَّ نَذْراً وَ صِيَاماً وَ صَدَقَةً بَيْنَ اَلرُّكْنِ وَ اَلْمَقَامِ إِنْ أَنَا لَقِيتُكَ أَنْ لاَ أَخْرُجَ مِنَ اَلْمَدِينَةِ حَتَّى أَعْلَمَ أَنَّكَ قَائِمُ آلِ مُحَمَّدٍ أَمْ لاَ فَإِنْ كُنْتَ أَنْتَ رَابَطْتُكَ وَ إِنْ لَمْ تَكُنْ أَنْتَ سِرْتُ فِي اَلْأَرْضِ فَطَلَبْتُ اَلْمَعَاشَ فَقَالَ يَا حَكَمُ كُلُّنَا قَائِمٌ بِأَمْرِ اَللَّهِ قُلْتُ فَأَنْتَ اَلْمَهْدِيُّ قَالَ كُلُّنَا نَهْدِي إِلَى اَللَّهِ قُلْتُ فَأَنْتَ صَاحِبُ اَلسَّيْفِ قَالَ كُلُّنَا صَاحِبُ اَلسَّيْفِ وَ وَارِثُ اَلسَّيْفِ قُلْتُ فَأَنْتَ اَلَّذِي تَقْتُلُ أَعْدَاءَ اَللَّهِ وَ يَعِزُّ بِكَ أَوْلِيَاءُ اَللَّهِ وَ يَظْهَرُ بِكَ دِينُ اَللَّهِ فَقَالَ يَا حَكَمُ كَيْفَ أَكُونُ أَنَا وَ قَدْ بَلَغْتُ خَمْساً وَ أَرْبَعِينَ سَنَةً وَ إِنَّ صَاحِبَ هَذَا اَلْأَمْرِ أَقْرَبُ عَهْداً بِاللَّبَنِ مِنِّي وَ أَخَفُّ عَلَى ظَهْرِ اَلدَّابَّةِ.

حکم بن نعیم سے روایت ہے کہ میں امام باقر علیہ السلام کے پاس مدینہ آیا اور عرض کیا میں نے رکن و مقام میں نذر کی ہے کہ اگر آپؑ سے ملاقات ہوئی تو مدینہ سے اس وقت تک باہر نہ نکلوں گا جب تک یہ نہ معلوم کروں گا کہ آپؑ قائم آل محمد علیہ السلام ہیں۔ آپؑ نے کوئی جواب نہ دیا۔ میں تیس دن ٹھہرا رہا ایک روز راستہ میں ملاقات ہوگئی۔ آپؑ نے فرمایا: اے حکم! تم ابھی تک یہیں ہو۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! میں نے تو آپؑ کو بتایا تھا جو میں نے نذر کی ہے پس آپؑ نے مجھے نہ تو ٹھہرنے کا حکم دیا اور نہ کسی امر سے روکا۔ فرمایا: کل صبح میرے گھر آؤ۔ میں گیا تو آپؑ نے فرمایا: بتاؤ تمہاری حاجت کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میں خدا سے نذر کی ہے کہ رُکن و مقام میں روزہ و صدقہ کا اور یہ کہ جب آپؑ سے ملوں گا تو اس وقت تک مدینہ سے نہ نکلوں گا جب تک یہ معلوم نہ کرلوں گا کہ آپؑ قائم آلِ محمد علیہ السلام ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو میں آپؑ کی خدمت میں رہوں گا ورنہ میں روئے زمین کی سیر کروں گا۔ آپؑ نے فرمایا: اے حکم! ہم سب امر خدا کے قائم کرنے والے ہیں۔ میں نے کہا تو کیا آپ مہدی علیہ السلام ہیں۔ آپؑ

نے فرمایا: ہم میں سے ہر ایک خدا کی طرف سے لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ میں نے کہا کیا آپؑ صاحب سیف ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: ہم میں سے ہر ایک صاحب سیف ہے میں نے پوچھا کیا آپؑ اعدائے خدا کو قتل کریں گے اور اولیائے خدا کو عزت بخشیں گے اور دین خدا آپؑ کی وجہ سے قوت حاصل کرے گا۔ آپؑ نے فرمایا: وہ میں کیسے ہوسکتا ہوں۔ میں ۴۵ سال کا ہوگیا ہوں اور اب تک غائب نہیں ہوا اور صاحب الامر علیہ السلام تو بچپن ہی میں صاحب امامت ہوکر غائب ہوں گے اور مذکورہ بالا امور ان کے لیے سواری پر بیٹھنے سے زیادہ آسان ہوں گے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

8/986 الکافی،۱/۲/۵۳۶/۱ الاثنان عَنِ اَلْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ اَلْقَائِمِ فَقَالَ كُلُّنَا قَائِمٌ بِأَمْرِ اَللَّهِ وَاحِدٌ بَعْدَ وَاحِدٍ حَتَّى يَجِيءَ صَاحِبُ اَلسَّيْفِ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُ اَلسَّيْفِ جَاءَ بِأَمْرٍ غَيْرِ اَلَّذِي كَانَ.

(ترجمہ) ابو خدیجہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب قائم کے متعلق ان سے سوال کیا گیا ہم میں سے سب قائم بامر اللہ میں ایک کے بعد دوسرا، یہاں تک کہ صاحب سیف کا ظہور ہو، جب وہ صاحب سیف آئے گا تو اس سے ان باتوں کا ظہور ہوگا جو سابق میں نہیں ہوئیں۔ [3]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف علی المشہور ہے [4] لیکن میرے نزدیک حدیث حسن ہے کیونکہ معلیٰ ثقہ جلیل ثابت ہے اور ابی خدیجہ بھی ثقہ جلیل ہے اور یہی تحقیق ہے (واللہ اعلم)

9/987 الکافی،۱/۲۱/۳۴۱/۱ القمی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ اَلْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْوَلِيدِ اَلْخَزَّازِ عَنِ اَلْوَلِيدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ اَلْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ

---

[1] بحارالانوار:۵۱/ ۱۴۰؛ عوالم العلوم:۱۹/ ۴۳۳؛ الہدایۃ الکبریٰ:۲۴۲؛ الفصول المہمہ :۱/ ۴۱۱ و ۵۸۰

[2] مراۃ العقول:۶/ ۲۴۱

[3] تاویل الآیات: ۴۲۴؛ تفسیر کنز الدقائق: ۱/ ۱۵۸؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۶۱ و ۱۹۰ ؛ تفسیر البرہان: ۴/ ۳۲۸؛ الفصول المہمہ : ۱/ ۴۱۱؛ بحارالانوار: ۲۳/ ۱۸۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۷/ ۴۶۹

[4] مراۃ العقول:۶/ ۲۴۲

اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ صَاحِبُ هَذَا اَلْأَمْرِ فَقَالَ لاَ فَقُلْتُ فَوَلَدُكَ فَقَالَ لاَ فَقُلْتُ فَوَلَدُ وَلَدِكَ هُوَ قَالَ لاَ فَقُلْتُ فَوَلَدُ وَلَدِ وَلَدِكَ فَقَالَ لاَ قُلْتُ مَنْ هُوَ قَالَ اَلَّذِي يَمْلَأُهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً عَلَى فَتْرَةٍ مِنَ اَلْأَئِمَّةِ كَمَا أَنَّ رَسُولَ اَللَّهِ صَلَّى اَللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بُعِثَ عَلىٰ فَتْرَةٍ مِنَ اَلرُّسُلِ.

(ترجمہ) ابوحمزہ سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا آپ صاحب الامر علیہ السلام ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ کے فرزند ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ کے پوتے ہیں؟

آپؑ فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ کے پر پوتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: پھر وہ کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ وہ ہے جو زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ وہ سب اماموں کے بعد ہوگا جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب رسولوں کے بعد ہوئے۔ [1]

تحقیق اسناد:

حدیث مجہول ہے [2]

10/988 الکافی، ۱/۳/۵۳۶/۱ علی بن محمد عن سهل عن ابن شمون عن الأصم عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ اَلْقَاسِمِ اَلْبَطَلِ عَنْ عَبْدِ اَللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ : يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنٰاسٍ بِإِمٰامِهِمْ قَالَ إِمَامِهِمُ اَلَّذِي بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ وَ هُوَ قَائِمُ أَهْلِ زَمَانِهِ.

[1] غیبت نعمانی (مترجم): ۶۱ ۳ ح ۲۱۱؛ اثبات الھداۃ: ۵/ ۵۸؛ بحارالانوار: ۵۱/ ۳۹؛ منتخب الاثر: ۲۴۹؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۳/ ۵۲ ۳؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/ ۴۱۷

[2] مراۃ العقول: ۴/ ۵۴

(ترجمہ) عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا "روزِ قیامت ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے" آپؑ نے فرمایا: امام ان کا وہ ہوگا جو اپنے اہل زمانہ کے سامنے ہو خواہ ظاہر ہو کر یا غائب ہو کر۔ [۱]

تحقیق اسناد:

حدیث ضعیف ہے [۲] لیکن اسی مفہوم کی ایک حدیث بسند دیگر المحاسن [۳] میں ذکر ہوئی ہے جس کی سند صحیح ہے [۴] (واللہ اعلم)

11/989 الکافی،۱/۳۴۲/۱/۲۷ محمد عن أحمد عن الحسين عَنِ اِبْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اَللَّهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ قَالَ: يَقُومُ اَلْقَائِمُ وَلَيْسَ لِأَحَدٍ فِي عُنُقِهِ عَهْدٌ وَلاَ عَقْدٌ وَلاَ بَيْعَةٌ.

(ترجمہ) ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب ظہور قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا تو کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کی گردن میں اس کا عہد، عقد یا بیعت نہ ہو۔ [۵]

تحقیق اسناد:

حدیث صحیح ہے [۶] اور یہ مضمون کئی حدیثوں میں کثیر اسناد سے نقل ہوا ہے جن میں سے اکثر از قسم صحیح ہیں (واللہ اعلم)

---

[۱] تفسیر البرہان: ۳/۵۵۳؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۴۵۷؛ الفصول المہمہ: ۱/۴۱۲؛ اثبات الھداۃ: ۱/۱۱۵؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۱۹۱؛ معجم احادیث الامام المہدیؑ: ۷/۳۳۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۲۰/۳۱۰

[۲] مراۃ العقول: ۶/۲۴۲

[۳] المحاسن: ۱/۱۴۴؛ بحار الانوار: ۸/۱۱؛ تفسیر نور الثقلین: ۳/۱۹۰؛ تفسیر کنز الدقائق: ۷/۴۵۵؛ تفسیر البرہان: ۳/۵۵۲؛ الفصول المہمہ: ۱/۳۵۵؛ غایۃ المرام: ۳/۱۳۲

[۴] الرجعۃ سند: ۱/۲۳۵؛ الامامۃ شفقی: ۵۳

[۵] غیبت نعمانی (مترجم): ۳۲۶ ح ۱۷۶ و ۳۷۷ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور): اثبات الھداۃ: ۵/۲۰۸ و ۵/۵۹؛ کمال الدین: ۲/۴۸۰؛ بحار الانوار: ۵۱/۳۹؛ مسند الامام الصادقؑ: ۳/۴۸۵؛ منتخب الاثر: ۲/۲۹۵

[۶] مراۃ العقول: ۴/۵۸

مترجم کی دیگر اہم تالیفات

۱. بحار الانوار مترجم (بمطابق ترتیب ۱۱۰ جلدی نسخہ مع عربی متن وتخریج)
۲. توضیح مسائل المومنین بزبان چہاردہ معصومینؑ (دوجلدیں) مطبوعہ مکتبہ احیاء الاحادیث امامیہ لاہور پاکستان
۳. القائمؑ فی القرآن اردو ترجمہ المحجۃ ہاشم بحرانی مطبوعہ مکتبہ احیاء الاحادیث امامیہ لاہور پاکستان
۴. اُردو ترجمہ کفایۃ الاثر خزاز قمی مطبوعہ مکتبہ احیاء الاحادیث امامیہ لاہور پاکستان
۵. عقیدہ امامت اور کتب اہل سنت مطبوعہ القائم پبلی کیشنز لاہور پاکستان
۶. احکام دین بزبان چہاردہ معصومینؑ مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور
۷. مقتل سید الصابرینؑ بزبان چہاردہ معصومینؑ مطبوعہ ایضا
۸. اردو ترجمہ کتاب الغیبۃ طوسیؒ مطبوعہ ایضا
۹. تیسری گواہی سے انکار کیوں؟ مطبوعہ القائمؑ پبلیکیشنز لاہور
۱۰. ولایت امور تکوین بزبان چہاردہ معصومینؑ
۱۱. فضائل علماء ومحدثین بزبان چہاردہ معصومینؑ
۱۲. سیرت سید المرسلینؐ بزبان چہاردہ معصومینؑ
۱۳. فضائل سید المرسلینؐ بزبان چہاردہ معصومینؑ
۱۴. سیرت سیدۃ النساء العالمینؑ بزبان چہاردہ معصومینؑ
۱۵. صلاۃ المومنین بزبان چہاردہ معصومینؑ
۱۶. عزاداری عاشقین بزبان چہاردہ معصومینؑ
۱۷. احکام خواتین بزبان چہاردہ معصومینؑ
۱۸. عقائدِ مومنین بزبان چہاردہ معصومینؑ
۱۹. اصلاحِ غلاۃ ومقصرین بزبان چہاردہ معصومینؑ

۴۰ تلخیص اصول کافی مع مقدمہ تارِیخ احادیث الامامیہ

۴۱ التشہد فی الدِین بزبان چہاردہ معصومینؑ

۴۲ رجعت فی الدین بزبان چہاردہ معصومینؑ

۴۳ یہ اختلاف عجب ہے

۴۴ اُردو ترجمہ The journey to the fact

۴۵ شیعہ سوال کرتے ہیں

مترجم کی تصحیح شدہ ونظر ثانی کردہ کتب

۱. بشارۃ المصطفیٰ (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)
۲. دلائل الامامۃ مطبوعہ ایضا
۳. غیبۃ نعمانی مطبوعہ ایضا
۴. ثورۃ المختار مطبوعہ سبیل سکینہؑ پاکستان
۵. احکام الشباب آیت اللہ صادق شیرازی مطبوعہ مکتبہ شریکۃ الحسینؑ بھرپور چکوال پاکستان
۶. تفسیر ابوحمزہ الثمالی مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور
۷. قتیل العبرۃ (غیر مطبوع)
۸. تفسیر امام حسن العسکریؑ (غیر مطبوع)
۹. تاویل الآیات (غیر مطبوع)
۱۰. المحتضر سلیمان بن محمد الحلی مطبوعہ سبیل سکینہ سلام اللہ علیہا پاکستان
۱۱. اسرار فاطمیہ سلام اللہ علیہا (مطبوعہ تراب پبلیکیشنز لاہور)